یہ تھا کہ اے برادر سابق تم کو اپنی مدد کیلیے مینے طلب کیا تھا نہین معلوم توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہوا سامری تمھارا مزاج سر اپا ابتہاج خوش رکھین اب جلد تر مجھکو دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آیئے اور اعانت اس مخلص کی فرمایئے یہ نامہ ایک تیار بحر کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ طاق حشم پاس شاہ طلسم بھیجتا ہے اور لقا کی مدد کی کچھ اور فکر کرتا ہے شہزادہ اسد ابھی تک قید مین ہے ملکہ مہرخ بمقابلہ حیرت مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمرو طلسم کو کب مین ملکہ بُران کے پاس ہے ادھر لشکر امیر بمقابلہ لشکر لقا ہے بلا و صبا انتظار مدد کر رہے ہین ابھی زندہ ہین کرنا موقوف کیا ہے لشکر اسلام سے ایرج تلاش تورج مین گئے ہین اور تورج کادہنہ پر طلسم ہزار برج کے داخل ہے اب یہ سب حالات مؤلف کے بشرط حیات جلد سوم مین انشاء اللہ بیان ہونگے یہ جاہ خاک راہ اہل دستگاہ خدمت ہر سخن پناہ مین التماس کرتا ہے کہ اس قصہ کے بیان سے جو محض شوکت دین حق ظاہر کرنیکی نیت سے مین نے لکھا ہے پڑھکر شاد جو صاحب استعداد ہون وہ مجھکو دعاے خیر سے یاد فرمائین اور میرے عیبونکو براہ کرم چھپائین ۔ فقط

قطعۂ تاریخ مطبوعۂ سابق

از محمد حسین صاحب جاہ مترجم و مؤلف طلسم ہذا تلمیذ سحر مرحوم

مرحبا اے جوش ہمت مرحبا
واہ وا اے عقل سالم واہ وا
کیا طلسمی رنگ کی ہے داستان
مین تو اس تقریر کے قابل نہین
واہ کیا سامان دعوت ہے رقم
فکر کی اے جاہ جب تاریخ کی
سال ہجری اسکا لکھدے جاہ یہ

حبذا اے فکر عالی حبذا
جلد ثانی کا بھی قصہ طے ہوا
خوب ہی جانا عمرو کا ہے لکھا
ہو گیا کچھ مجھ پہ الطاف خدا
کیا ہی جلسہ ہے جمایا مرحبا
یک بیک یون مجھسے ہاتف نے کہا
بے نظیر و بے عیوب و بے بہا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام خجستہ فرجام مین داستان امیر حمزہ صاحبقران کی دوسری جلد یعنی جلد دوم طلسم ہوشربا جس مین نامی و نامور ساحرون کی سحر آرائیان عیارونکی عجیب و غریب عیاریان رزم و بزم سبکی گویا تصویر کھینچ دی ہے یقین ہے کہ اسکو پڑھکر ناظرین بہت محظوظ ہونگے ۔ اور بیحد لطف اُٹھائینگے باہتمام کیسریداس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جون ۱۹۳۲ء مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپکر تیار ہوئی

زمین ارغوان و ہوا آبنوس
سپہر و ستارہ پُر آوائے کوس
زخون رود گفتی نیستان شدہ است
زنیزہ ہوا چون نیستان شدہ است

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ آب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرہ شب تر ہوا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا **نظم**

ہوئی ناگاہ شب قربان سحر پر
سحر کی روشنی عالم مین چھائی
دھرا خورشید نے احسان سحر پر
امان پھر قتل سے لشکر نے پائی

دم سحر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ مین تشریف لائے **امیر** عالیمقام بھی مسجد کر پاس سے آئے سردار رات ہی کو لشکر عدو
باہم لڑوا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوے عیارون نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر
خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی مین جشن کیا ساقی و مطرب بصد طرب حاضر محفل عشرت ہوے
مہیا سامان مسرت ہوے اُدھر دم سحر لشکر **لقا** مین ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت
بہاتے آخر سب خدمت مین اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا **ابلا و صبا** بھی روے ہوا
سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ یا خداوند جسکا ایسا جاگتی جوت کا تجھ ایسا خدا ہو اسکو عیار اسطرح آکر قتل
کرین بڑے افسوس کا مقام ہے ہاے تقدیر ہماری کیا بُری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے **لقا** یہ سُنکر
شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو انسے بمدارات تمام پیش آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین بروز نوروز
مہتاب و ماہ دونو نکو زندہ کرونگا ابھی اپنی بہشت مین برائے سیر و تماشہ انکو بھیجدیا ہے یہ باتین قدرت کے کارخانے کی ہین جس کو
میری مشیت مین آتا ہے برائے سیر بہشت بھیجتا ہون اب تم اسم اعظم **حمزہ** بند کرو مین تقدیر کرتا ہون کہ تم فتحیاب ہوگے ساحرون نے
یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلمانون سے نہ کرینگے اب ہم عرضی **افراسیاب** کو لکھین گے تاکہ وہ ہماری مدد کیلیے اور کسیکو بھیجے **لقا** نے
کہا کیا مضائقہ ہے انھون نے اسیوقت عریضہ شاہ جادوان کی خدمت مین ترقیم کیا اور جملہ حال یہانکی لڑائی اور قتل ہونا جادوگرونکا
اسمین لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت بادشاہ مین جاکر عریضہ بھی
دینا اور زبانی بھی یہانکی کیفیت عرض کرنا اسی لیے یہ عرضی پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجاکر نہین بھیجی گئی ہے کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی
جلد لاؤگے ساحر مذکور کہ نام اسکا **انجم** جادو ہے عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہو کر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر
اپنے ہمراہ برائے رہبری لیکر چلا اور دریاے خونروان پر آیا کنارے دریا کے ساحر مذکور ٹھہر کر پکارا کہ شہنشاہ ساحران غلام
کو اپنے پاس بلالیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے یہ صدا دیتے ہی ایک پنجہ پیدا ہو کر اسکو اٹھا لیگیا **افراسیاب** ایک بیابان
طلسم باطن مین کہ نام اسکا نرگستان ہے بیٹھا تھا ناچ پریزادان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا پنجہ نے لاکر اس ساحر کو
پہونچایا اسنے شاہ طلسم کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کر کے زبانی بھی کیفیت بیان کی درخواہان امداد ہوا بادشاہ عرضی پڑھکر
اور حال سنکر بہت خاطر ملول ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ **حیرت** کی لایا اسکو جو ملاحظہ
کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کیلیے بھیجنے کو فرمایا تھا ابتک انکا انتظار کیا گیا کوئی نہ
آیا اب کسیکو یہان بھیجیے تاکہ کار لشکر اماں تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی **طاق حشم** کو بادشاہ نے لکھا مضمون

پیدا ہوا اور یدم بھر مین وہ پنجہ ایک سے دو ہوے پھر دو سے چار ہوے تا اینکہ سو پنجے ہو گئے اور ایک ایک ہار پھولوں کا وہ پنجے لیے تھے
بس ہار سب کنیزونکے گلے مین پنجون نے ڈالدیے سب کنیزونکو تو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے ہی چالاک کے بدن مین چنگاریان اڑنے لگین اسنے
جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا مہتاب نے زدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو بے جنبش حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن بار یہ پہچانا
مینے تجھکو تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتونکا جواب کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا
اور ساحرہ نے تمام کنیزونکو حکم دیا کہ باہر نکلجاؤ یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم مین ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزین حسب الحکم
باہر بارگاہ کے گئین اور اسنے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے پس لوٹ مار کر پشت ساحرہ کیطرف نکلا وہ جو بک
کھٹکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری کہ حلقو نمین پھنسکر ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ
سحر پڑھکر کمند جلائے سیارہ نے مہلت نہ لینے دی بہ زبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا وہ عیارون کو
قتل کیا چاہتی تھی خود رہگرائے ملک عدم ہوئی تیرگی اجل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا بیرون نے ہنگامہ مچایا آندھی سیاہ
آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزین اور سب ساحر دوڑے عیار دونون نعرہ کرکے بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ
بختیارک بارگاہ مین کھڑے ہوکر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو مین انکے منھ پر چڑھا دیکھا آپ نے
یون مار ڈالتے ہین ممکن ہے کہ کوئی مرشد زادونکے منھ چڑھے اور جیتا رہے میان بلا صاحب دیکھا آپنے بلا و صبا کیفیت
دیکھکر ایسا گھبرائے کہ اڑکر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو آپسمین لڑکر مہتاب کے سحر مین گرفتار ہوے تھے تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ
جو شیطان ساحرہ نے پوجا کرکے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور بتلا سحر کا ہمیشہ سر ڈال کر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ
مین لیجاکر بیہوش و مدہوش کرکے رکھتا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہوکر درہ کوہ سے نکلے اور باہم
صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع کرکے اپنے لشکر مین چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگگاہ سے
قید ہوے تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر مین غلغلہ برپا ہوا تیغین کھینچکر ملنا بہانے خیام
کا نکر نعرہ شیرانہ بلند کرکے یہ سب گرے فوج کوہیان و باختری مین غل ہوا کہ مسلمان شبخون لے آئے پلٹنین اور رسالے جلد جلد
تیار ہوے لیکن جب پلٹن چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا آپسمین لشکر اسلام سمجھکر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکریونکی اسدرجہ
تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی تلاش کرتے تھے نیام مین تیر ڈھونڈھتے تھے سپر تلوار کے عوض کھاکر وار کرتے تھے تلوار کے بجائے
سپر آڑ کرتے تھے چہرونپر سرخی دشنہ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ
دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ ہلچل تھی مہمانان کاشانہ شجاعت کیلیے دسترخوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر
کا نوالہ تھا میزبان اجل خاطرداری مین مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ مین پکی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی
تھی خون سودازدگان شجاعت نمکین تھا حریف کو حریف حلوا سمجھتا تھا میٹھا کوئی نتھا جان شیرین دینے مین کڑوا زہر تھو رہ گئین تھا کہ ابیات

سر سروران زیر گرز گران
بسے خوار گشتہ تن ارجمند

چو سندان بد نیک آہنگران
کفن جوشن و بستر از خون و خاک

بسے سر گرفتار دام کمند
بدو سینہ گشتہ ز شمشیر چاک

خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی بس اسیکو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر مین قید کر مین خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ کہکر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکلکر بھاگے اور سیارہ نے نعرہ کیا اور پکارا کہ اے قحبہ مینم سیارہ دیکھ یون چھڑا لیجاتے ہین ساحرہ نے یہ نعرہ سنکر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کرون مگر بختیارک نے منع کیا کہ ان عیارونکو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر یہ سانحہ گذر چکا ہی یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیارونکی چالاکی سے حواس مغشش ہوے لیکن شیطان سے کہا کہ اب لوگ اگر اسطرح خوفناک ہونگے تو پھر ہم مقابلہ کیا کرینگے آپنے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو دھمکایا تھا اس ہوے کو بھی قید کرانا تھا آپنے تو ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہی سو بودون کے بودے آپ بنگئے ہین بختیارک یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جہان زندہ جان ہی تو جہان ہی جب میری جان پر بنے گی مین بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھکر عیارونکو بلاؤ دیکھو تو کہ وہ آکر کیسی بیخ مارتے ہین مہتاب کو یہ کلام سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا مین ابھی جا کر جتنے عیار رہین سبکو گرفتار کرکے راہ فنا دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون ان موؤن نے بہت ناک مین دم کر رکھا ہی اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہی بختیارک تو چاہتا ہی کہ مین الگ ہون اور عیار قتل ہون بس اسنے اور زیادہ اسکو ورغلایا یعنے کہا کہ اے ملکہ کیون قضا آئی موت پھڑ پھڑاتی ہی بھلا دیکھین تو کہ تم عیارون کو کیونکر قتل کرتی ہو مہتاب یہ کلمہ سنکر پھری اور اپنے خیمے کیطرف چلی بختیارک بارگاہ لقا کیطرف پھرا ابو الفتح جو خدمتگار بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیارون سے مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر سے چلا ادھر سیارہ جو عیاری کرکے مہتاب سے چالاک کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ تجھ سے چھوٹا بھی ہی اور دست چی عیار ہی یہ جو تجھکو رہا کرلایا احسان اسکا تجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہو سکے اس ساحرہ کو ہلاک کر بس سیارہ سے جدا ہوکر چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک مہتاب خیمہ مین پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مار کر پلنگ جو خیمے مین بچھا تھا اسکے نیچے جاکر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہونچا دیکھا کچھ کنیزین مہتاب کے در خیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنیکا کر رہی ہین یہ ساحر تو بنکر گیا ہی تھا ایک کنیز کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ تمسے خداوند نے کچھ کہا ہی سن لو کنیز ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا پیرہن اسکا لیکر اسکی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی دو دو انتیان کانین ڈالین اوراج پہنکر الٹی ساری باندھکر گاتی دوپٹہ کی باندھی جھوٹی سحر کی گلے مین ڈالی ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ مین بھرا یہ نقشہ بنایا کہ

نظم

چمکتا برق سان تھا رنگ رخ کا
غذا تھے نرگسی آنکھون پہ بادام

مقابل مہر تابان کے تھا چہرا
وہ دونون کان مین بالے جو ڈالے

نہایت خوبصورت بنکے گلفام
جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے

گلے مین خوشنما اک ہار ڈالا
اسی صورت سے سجکر سارا گہنا

پس اس صورت سے تیار ہوکر بہت جلد کنیزونمین آملا اس عرصہ مین مہتاب بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیاران کرکے خیمہ مین آئی کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین چالاک بھی انہین ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انہین عیار ملکر چلا آیا ہو پس امتحان کرکے چند کنیزونکو رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہی پس یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ ایک نجم

ایک گولی آمین سے لیکر کھائی اب اس بنچہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان مین اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کر رہا
ہی بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تیری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے اسوقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھکر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ سے پتلا کہہ چکا تھا کہ عیار
کھڑا ہی اسنے دانہ ماش کا پھینک کر آواز دی کہ اے زمین بگیر چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے گرفتار کراکر سامنے بلایا اور کہا
سچ بتلا کہ تو کون ہی چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہین کی تھی جو تونے گرفتار کر لیا مین
ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ مین آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہلوگونکا ستانا اچھا نہین بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا
نہو خوف زدہ ہوکر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور اتو ماہ جادو کا
انکو بدلہ لینا ہی ہمارا کچھ آمین زور نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولینگے یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ
نمیدہد آپ انکو وہ راہ بتلائیے کہ اب یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ در پردہ اسکے قتل کو کہتا ہی بس عازم قتل عیار
مذکور کے ہوئی اور لقا سے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمہ مین لیجاکر سر کاٹکر اسکا آتی ہون انجا اسکے معین اور عیار آجائینگے
اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے تھا
یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیارک کے پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیارک مین چبھوئی کہ
اسنے گھبراکر سر اونچا کیا اور اسکی جانب دیکھا اسنے کانمین جھک کر کہا کہ ملک جی آج تمھاری قضا آگئی دیکھو میرا خنجر کیسا بران ہی ملک جی
نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہی اسنے کہا حرامزادے توہی تو اشتعال کساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہی اس
بے ایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک رونگٹا بھی میلا ہوا تو تیرا حلوا بنکا ونگا بہتر یہ ہی کہ اسکو قید سے چھڑا دے ملک جی نے جی کڑا کر کے
کہا آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا ابوالفتح کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ تھرانے لگا اور خنجر
کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا ساحرون اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین
مگر شیطان سمجھا کہ مین قتل ہو جاونگا اور بالفرض کہ بسبب سحر کے اسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہ مجھپر نہ پڑیگا لیکن یہ عیار مجھ کو
زندہ نہ رکھین گے پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار آپسے کوئی نہ مزاحم ہو اور سبکو روک کر آپ عرض پیرا ہوا کہ حضور جو فرمائین مین
بجا لاؤن ابوالفتح نے بہ آواز کہنا مناسب نہ جانا آہستہ سے کانمین کہا کہ اے فسادی جلد اٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ
کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید فرمائیے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اٹھا چونکہ ساحرہ چالاک کو اس عرصہ مین اپنے خیمہ مین
لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جاکر پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب چلو تمکو خداوند بلاتے ہین فرمایا ہی کہ اس عیار کو
قتل کرانا نامناسب ہی قید کرو ساحرہ نے کہا قید سے کیا حاصل ہی قتل ہی کرنا بہتر ہی بختیارک نے کہا اے مالزادی نہ تو سمجھے
نہ بوجھے باتین بناتی ہی او قحبہ آج قتل کر نہین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائینگے تیرا سر اڑیگا کیون شامت آئی ہی
جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی باتونسے حیران ہوئی کہ آج شیطانکو کیا ہوا ہی جو مجھکو گالیان دیتا ہی
اور عیار کا جنبہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسمین کچھ اسرار ہی مناسب ہی کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کرون بس یہ خیال کرکے
ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اسکے پاس قید کراکے خداوند پاس جاؤن بس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ
سیارہ جو پہلے عیاری کو آیا تھا بھائی کی قید کا غل سنکر بیتاب ہوا قریب خیمہ فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطانکے آنیسے اسکے ہمراہ

نیا یہ تیر تمنے دلپہ مارا نہین ہی صبر کا اب مجکو یارا اب تو مصروف نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے انکی پکار اکہ اے مند و یل اصفہانی والے فہلیل جنگ عراقی تمھاری رزم بھی قابل دید تھی ہان لڑو تو آپسمین یہ سنکر مند و یل و فہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام کرکے باہم لڑنے لگے اور دل گردمین چھپکر مردہ ہوے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑوا ئے یہانتک وہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نیر جہانتاب کو چھپایا روز روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا

نظم

ادا سی شام پر چھائی ہوئی تھی ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار نظر آتے نہ تھے وان نجم سیار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمھارا گل کردونگی دشت لاشون سے بھردونگی خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار مین دیکھوگے یہ کہکر پھری امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا لقا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام مین یہ ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت برزبان تھا سراسر غم کا سامان تھا امیر نے بارگاہ مین آکر خواجہ زادون کو بلایا اور حال گشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادون نے قرعہ پھینککر خوض و غور فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز سب قید مین مبتلا ہین یہ سب پتلہا سحر مین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمائیے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے ایسا ہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادونکو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار سیارہ وغیرہ فکر عیاری مین چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ مین گئے بادشاہ داخل شبستان ہوے چالاک نے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہی آج جاکر یا تو اپنی جان دیتا ہون یا مہتاب کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا ابو الفتح نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنارے لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل لشکر ہوے یہان دیکھا تو بڑی گھماگھمی ہی دکانین کھلین سپاہ تمام مصروف خرمی ہی ہر سمت سامان عیش و نشاط ہی ساحرونمین انجمن انبساط ہی ناچ ہر مقام پر ہو رہا ہی ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہی بستر پر سپاہیونکے یارونکا مجمع ہی شراب کا دور چلتا ہی یہ دونون عیار باہم مشورہ پذیر ہوے کہ ایک ہم مین سے بارگاہ لقا مین جائے اور دوسرا باہر ٹھہرے اسلیے کہ اندر والے پر خدانخواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے غرضکہ یہ صلاح کرکے چالاک نے ابو الفتح کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہان بھی سامان عشرت نظر آیا مہتاب مع اپنے بھائی وغیرہ کے دنگل پر جلوہ فرما تھی محفل انبساط برپا تھی بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ مہتاب یہ روشنی تمھاری رات بھر کی ہی پیدا ت تمپر بھاری نظر آتی ہی مرشد زادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاند سی صورت خاک مین ملا دینگے مہتاب یہ باتین سنکر ہنس رہی ہی چالاک جملہ کیفیت سنکر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیارونکا خوف دلایا اسنے زیرلب کچھ بڑبڑایا فوراً ایک بچہ پیدا ہوا کہ ہاتھ مین خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبروے ساحرہ لایا اسنے

اٹھاتا تھا اب مین تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولو گے تو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ سنکر علمشاہ
تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر اسپر چلے قاسم نے بھی پلارک کو افراسیاب کی نیام سے لیا دونون صف لشکر سے باہر ہوے اور
لڑنے لگے جھمناجھم شمشیر زنی کا شروع ہوا سرداران اسلام ہان ہان کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو
کیا کرتے ہو قدم راہ مروت سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہین اور کچھ کر نہین سکتے اسوقت امیر مرکب
بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے اور کمند اندازونکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمندین مارکر انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز
چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے نہ پہونچا تھا کہ صحرا کیطرف آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی آئی قریب آکر
غبار نے ان دونون لڑنے والونکو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک بہ باد فنا اڑ گئی لیکن نگاہ جو کی
لاش قاسم و علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیبا خاک مین ملی تھی آنکھین حسرت آلود کھلی تھین باپ کی تلوار بیٹے پر پڑی ہی بیٹے کی
تلوار نے باپ کی جان لی ہی یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑین فرط غم سے سر پر خاک ڈالین مگر میدان جنگ مین کھڑے
تھے غیرت شجاعت دامن گیر ہوئی دیدہ دل سے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کرنے سے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے
لشکر مین بھی کہرام بپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ بیت صد اگھر کسنے اس عالم مین پایا + زمین سے آسمان نے ہی اٹھایا + کوئی کہتا
تھا بیت یہ تازہ دیگئے ہین داغ دل کو + بنایا آہ لالہ باغ دل کو + اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قحبہ
مہتاب نے پھر پکار کر کہا کہ اے لندھور و اے مالک بھلا دیکھون تو تم دونون کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کسلیے کہ تم دونون نمک
حمزہ ہو یقین ہی کہ خوب لڑتے ہو گے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کیطرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے ماہچہ ریگ بیابان شمار سوسمار
خوار عربی تو ہمیشہ بیگانہ کج مجکو دیکھتا ہی آج آ تو میرے مقابلہ مین مالک نے نہیب سنکر جوابدیا کہ اے ہندی بہتی خور کم قدرے تو لڑنا کیا
جانے یہ کہکر بادیان عربی کو صف سے نکالا ادھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے ہولا امیر ہان ہان کرکے چلے از بسکہ لشکر کی صف
دور تک ہی جبتک جائین جائین اسوقت تک وہ دونون لڑنے لگے اسنے نیزہ مارا اسنے گرز مارا دونون نے ضربین رد کرکے جنگ مردانہ
آغاز کی اس عرصہ مین امیر قریب پہونچے اور ایک طرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز آگرے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گرد نے
بسان دامن آغوش مادران پروردگان مہد شجاعت و تہوری کو چھپا لیا امیر نے قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو
مٹی لیکن ان دونونکی لاش نظر پڑی عیاذا باللہ پھر تو طاقت ضبط باقی نرہی بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا
کہ بیت فلک بیگانہ ابھی کیا کیا کہ تو داغ + جلیگا دل تو دیگا آج بو داغ + یہ تو اس عالم مین تھے کہ ساحرہ نے ہنسکر باواز
بلند کہا اے فرامرز و جمہور تم دونون بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ ہم لڑکر مر جاؤ اپنا نام کر جاؤ
یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ مین پہلے ہی جا کر ان دونونکو روکون اور اسم اعظم پڑھون لیکن صف مین دست چپ و سرا دست
راست مین تھا اور تخت شاہی سے ملکر صفین آراستہ تھین امیر نسے بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریان تھے انکے دونونکے
پاس جلد پہونچ نہ سکے وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے جمہور کا تیر زرین فرامرز پر پڑا دونون شیر بیشہ شجاعت مین حربے
رد کرکے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت غبار زمین پیدا ہوا اور ان دونون نور دیدگان مردمک لادری کو
مار گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ انکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ بیت

چنگاریان تھین لال پلٹن کے سپاہی سرخ وردی سے لالۂ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلادت تھے فوجونکی نگرانی آنکھین چار سو لگی تھین تختۂ نرگس اس گلزار بہادری مین پھولا تھا سرو باغ غبار دلکا بگولا تھا قمریان بلبلین زمزمہ پرواز تھین نقیب بولتے تھے مرغ ارمان پیکار پر تولتے تھے جو پر پٹ جمی تھی مہندی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک شبو تھا گل عباس طرم کیصورت ہو بہو تھا مرکب سب نسیم و صبا شتاب تھے سیر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان بسان جوانان گلشن تن رہے تھے افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ پہنکر عروس بن رہے تھے جرنیل و فوجدار چمنستان جرأت کے مرد صنوبر تھے پھلدار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سپاہیونکی گل کی رنگت دکھاتین قیامت زا کیفیتین نظر آئین صرصر حادثہ زا بوستا فسے وزان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ **لمؤلفہ**

وہ سب گلستان شجاعت کے گل — بہ رنگ عنادل یہ کرتے تھے غل — کہ ہان اے جوانان گلزار رزم
سمجھنا تم اس رزم کو جاے بزم — کہین سان پر تیغ تھی شعلہ بار — کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار
کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے — شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے — یہ ظاہر تھا جیسے نیستان مین شیر
پے صید بیٹھے ہین ہوکر دلیر

رات بھر یہی ہواے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کواکب افلاک دستبرد خزان ہوا کہ بموجب **نظم**

ہوا لے جس گھڑی میدان شب کا
صف مشرق سے اسپ مہر چمکا — ہوئی مسدود راہ کہکشان صاف — ہوا اک بار روے آسمان صاف

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان و رایت بصد تمکنت و جلال بہر جنگ و جدال جانب میدان بڑھا امیر با اقبال نے مع سرداران رستم خصال کے مسجد سے آکر جلوخانہ بادشاہی مین قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کر کے گرد تخت شاہی ہوے کہ بموجب **ابیات لمؤلفہ**

چلے جانب رزمگہ بادشہ — زمین و زمان مین پڑا زلزلہ
پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار — جہان مین ہوا شور حشر آشکار — بہادر ہنرمند عالی گہر
سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر — بڑے کر و فر سے بڑی آن سے — ہوے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر یہ صفین جمین اسطرف سے آمد لشکر **لقاے بے بقا** ہوئی ساحرونین سے **بلا و صبا** بنگلے مین بیٹھے ہوے **مہتاب** اژدر پر سوار ساحرونکے پرے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہاتھیونپر کھنچا ہوا **لقا** کا ٹھہر نقیب للکارے کرکیت پکارے کہ بموجب **ابیات لمؤلفہ**

کہان ہین وہ جنگ آور و تیغران — لڑائی مین جائین لڑا دین ذرا
کدھر ہین شجاعان نام آوران — کہ مٹ جائینگے نام رہ جائیگا

جب کل انتظام میدان ہو چکا **مہتاب** نے قریب تخت خداوند آکر رخصت سر حرب طلب کی **لقا** نے اجازت دی **بختیارک** نے کہا ماہ کیطرح سے ملکہ تم بھی جانب ملک عدم جانے مین عجلت نہ کرنا جو ہم کہین واہ ری روشنی وہ قحبہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکی لڑائی قابل دیکھنے کے ہے یہ کہکر اژدہا بڑھا کر کچھ دور آگے جا کر پکاری کہ اے **قاسم و علمشاہ** تم دونون بڑے لڑنیوالے ہو مگر کبھی آپسمین باپ بیٹے لڑے ہین اب مثل رستم و سہراب کے باہم لڑ کر مر جاؤ تو نام اس معرکہ مین کر جاؤ یہ سنتے ہی **قاسم و علمشاہ** کہ صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد ہوے **علمشاہ** نے **قاسم** کو للکارا کہ او بے ادب تو ہمیشہ مجکو گھورتا ہے اور ہر بات مین منھ چڑھتا ہے **قاسم** نے جواب اسکے نہیب دی کہ مین رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا سو جبسے آپ کا کردار کہ اجز

ویکدن اسیطرح تم سب ابگاہ عدم مین جاکر سو گئے عالم ارواح مین رو گئے ساحرون نے متفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی مہتاب جادو نے بھی کہا کہ ملک جی آپ سچ فرماتے ہین بغیر اسم اعظم بھلائے حمزہ سے کوئی لڑ نہین سکتا اچھا آجکی رات مین ایک سحر تیار کرتی ہون اگر اس سحر سے بھی کچھ نہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ اژدر شب بر ماہ آسمان لبسان ساحران سوار ہوا اور مرگ ساحر روز سے عالم مین اندھیرا چھایا **نظم**

ہے غم سے بھرا جو ساغر شام ۔ تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
ڈھلا دن کی طرح تارون کا جوبن ۔ کیا شب نے چراغ ماہ روشن

مہتاب بارگاہ سے اٹھکر اڑی اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچا ایک چشمہ کے کنارے اتری برہنہ ہوکر اس چشمہ مین پہلے نہائی پھر کنارے آکر برنجی تھالی مین ایک چومک جلائی اپنے خون سے چھینٹے اس چومک کی لو پر دینے لگی اور پڑھتی تھی پہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بعد نصف شب تین دیگین زرد زرد دیکر ناچنے لگی ناگاہ اس چومک کی لو تھرا کر شق ہوئی اور ایک شیطان خبیث نے اسمین سے منھ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا مجکو منظور ہے کہ سلیمانون کو اسمین لڑوا دو العیاذ باللہ ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کرا دو شیطان نے جوابدیا کہ یہ کچھ مشکل نہین جا ایسا ہی ہوگا اسنے کہا حمزہ افسر لشکر مسلمانان دہر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج آپنے سوچا ہے اسنے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنیوالون کے قریب دہر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنیوالے اسمین غائب ہوجائینگے حمزہ پھر انکو نہ پائیگا اسنے کہا پھر وہ لوگ کہان جائینگے اسنے جوابدیا کہ ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتون سے بہت خوش ہوئی اور اس شیطان کو اپنا خون جسم کا ٹکر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لو پر سے چومک کے اتار لیے اور چومک بجھا کر غائب ہوگئی بردے ہوا اپنے بھائی بلا پاس آکر سوئی جب ساحر روزگار نے آفتاب کی چومک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان بنکر عنجوارال مال دنیا کیصورت دکھائی کر بیت ہوئی پھر صبح تابان دشمنی بار مد ہوئی غائب نظر سے پھر شب تا دقت سحر لقا آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا ساحر بھی ارد ے ہوا سے بارگاہ مین اترآئے جیسے سرزمین دنیا پر سے سایہ اترا یا فتنہ دہر مین پیدا ہوا اسطرح ظاہر ہوکر دنگل پر بیٹھے ناچ ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت مین بسر کیا جب اندھیر ابھوت کیطرح سر عالم پر بیڑھا اور عامل روز فتیلہ آفتاب بجھا کر کنارہ کر گیا اور شب کی پیرزادی نے ہندسہ جات انجم کا نقش خطوط کہکشان سے کھینچکر پھرا کہ بموجب **نظم**

اداس افسون کیون ہے صورت شام ۔ پڑا ہر برج مین گردون پہ کہرام
زبان پر مہ کی تھا افسانہ اشک ۔ ستارے بن رہے تھے دانۂ اشک

مہتاب نے شام ہوتے ہی حکم نوبت طبل جنگ دیا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ مچا کہ بموجب **لمولفہ**

صدائے طبل سے پانی ہوئے دل ۔ ندا آئی کہ اب ہستی ہے باطل
سہانے ہین بہت یہ دور کے ڈھول ۔ لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول

خبر کوس حرب بجنے کی گوش حق نیوش شاہ اسلام مین پہونچی ادھر بھی یہ حال ہوا کہ بموجب **لمولفہ**

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ ۔ پڑا چرخ مین چرخ فیروزہ رنگ
بہ بین دین او دین او دین او ۔ دہل زن دہل زد بہ تحسین او
شجاعت شعاران رستم خصال ۔ ہوئے مستعد بہر جنگ و جدال

تیاری جنگ دونون جانب آغاز ہوئی طائر خیال دیار زمان کو جانب صحرائے جلادت طاقت پرواز ہوے ہوے حوصلہ شجاعان نے گلستان تہوری کو ہرا کردیا یا گل کھلایا کہ گلشن ہستی مین نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب آیا واقعی عجیب بہار تھی کہ فوج آبیاری آہن کرنے پر تیار تھی نیزے حدیقہ کارزار حمندی کے سرو یا شمشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تیغین سان پر چڑھنے سے شعلہ افشان تھین جنہار سے گری

غلغلۂ عظیم برپا ہوا صفوں میں وہیں درہمی ہوئی بہادر چارسمت سے مرکب بڑھا کر تیغیں علم کرکے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدہے سے بھیجے پکنے لگے شور واویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھکر اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور خنجر دیوزاد بڑھایا اس ساحرہ نے آپکو دیکھکر پھر ایک ترسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس تجبہ کو لیکر زمین میں سما گیا امیر اسکو غائب دیکھکر رکے لیکن جسجگہ کہ وہ ساحرہ زمین غرق ہوئی تھی شعلۂ آتش وہانسے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے اس زندہ درگور ہونیسے لشکر میں پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی پیوند زمین ہوے اسوقت امیر نے مرکب اڑا کر اپنے تئیں اس مقام پر پہونچایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشاں زمین سے نکلی اژدر کا قد اب سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھیں لال لال کیے منہ سے شعلہ چھوڑتی ہیبت صورت بنائے بال زمین تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کرکے نعرہ اللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کرکے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ اُسکے سر نحس پر لگایا برکت اسماے الٰہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر وہ ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوے غلغلۂ قیامت خیز برپا ہوا آندھی نے دنیا اندھیری کردی آگ برسنے لگی سیہ رون نے غل مچایا کہ افسوس ہے مارا ماہ جادو کو اس ہنگامہ کو دیکھکر بلا اور ضبا وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہاں لینا اس مسلمان کو ساحر حملہ آور ہوے بختیارک نے اس حملہ کو دیکھکر غور کیا کہ اس گرمی میں بلا وغیرہ قتل ہوجائینگے کیونکہ انکو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نرکھیگا لہذا جنگ مغلوبہ کراکر ان سبکو بچانا چاہیے یہ سمجھکر افسران لشکر کو اسنے بھی حکم حملہ کرنیکا دیا تمام سنجانی و باختری و مشتری و عصاری اور کوہی و سلیمانی گرگانی جمشیدی کیومرثی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ دارون نے دشت قتال نیستان بنادیا تیر افگنون نے مینہ برسادیا امیر اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کرکے عدو کو روز بد دکھانے لگے سینچے ہاتھ تلوارونکے بڑھ بڑھ کر لگانے لگے جو بہادر کہ زخم کو زخم سمجھتے تھے جانے بینا انکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سر وگردن سے دشمن کے میل تھا جانبازی انکی بازی تھی دم شمشیر سے دمسازی تھی صبا بنا ہواے شمشیر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیرہن ہستی قطع ہوکر انکا بچھونا تھا زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا تار نفس کی ڈوریان کسی تھیں خیمہ جسد ویران تھے اہل بزم پریشان تھے ڈھالیں ابر کی طرح چھائیں تھیں یا شامیانہ تنا تھا تار شعاع شمشیر کی چمک سے ایسا اجتماع تھا کہ کلابتون کی ڈوریان اس نمگیرہ کی تھیں رقص بسمل نے کیفیتیں دکھائیں کہ

ابیات

برآمد بہ خورشید گرد سیاہ
بنیزد سران سر انجمن
غریوے برآورد بر سان شیر
چو اندر گیا آتش تیز و باد

ندیدہ کسی از گرد خورشید ماہ
سپہدار اسلام چون فیل مست
پے دشمن آورد چون گور زیر

شد آن جادوے زشت و ناپاک تن
ہمی گشت شان و ہمیگر دپست
بہ لشکر گہ دشمن اندر فتاد

ساحرون نے ہر چند ہر سمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اٹھا کر ڈھیلے مار و عقرب برسائے اژدر صحرا سے بلا کر لڑائے مگر برکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤنسے محفوظ رہے اور قتل کرتے جانب نقاب چلے امیر جانب ساحران بڑھے بختیارک نے یہ دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر ناچار پھرے ادھر بھی طبل آسایش پر چوب پڑی فوجیں پھر کر پڑاو پر آئیں امیر نے لاشیں اپنے لشکر کے مقتولونکی اٹھائیں پھر بارگاہ میں تشریف لائے زخمیونکے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جاکر مصروف عیش و نشاط ہوے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن اسطرف بلا نے لاشہ ماہ اٹھوایا بہت کچھ اسکے مرنیکا غم کیا پھر بارگاہ لقا میں آیا وہان مہتاب و صبا بھی موجود تھیں وہ بھی غم ظاہر کرنے لگیں بختیارک نے کہا غم کرو کن فکر بیگانہ کن

ٹھیر گئی تھی وہ میخ مارونگا کہ تو بھی یاد کریگی ماہ یہ نعرہ سنکر پیچھے دوڑی دونون عیار مثل برق و باد کے نکلگئے اور یہ ساحرہ اول مرتبہ زک پاچکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کیلیے ایک بیضہ سحر پڑھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلکر گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھینچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ مین جائے ممکن نہین یہ انتظام کرکے ماہ تو بارگاہ مین بیٹھی اور عیار بھی اندر بارگاہ کے نجاسکے مجبور ہوکر اپنے لشکر مین آئے لشکر مین تیاری ضرب و حرب تھی بہادر تن رہے تھے نوجوان بن رہے تھے اسلحہ کی بلند جھنکار تھی تلوار کی تیز دھار تھی گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ اسی ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم دہر پر سے بلائے تیرگی دور ہوئی سحر خندان اور مسرور ہوئی کہ بموجب **ابیات**

کھلے غنچے ہنسے گلشن مین پھر گل | قمر نے پھر لباس شب اتارا
نکل آئی ضیائے مہر بالکل | ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکران جنگجو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کرکے توسنہائے سبزہ رنگ پر سوار ہوکر وارد صحرائے جدال ہوئے سبزے فلک مرکب پر رشک کرتا بہرام مریخ کو بڑا خوف تھا مختصر یہ کہ بہادر آمادہ قتال ہوئے امیر باقبال اسلحہ تن پر سجکر بہزاران جاہ و جلال اشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ شہنشاہ رستم خصال پر آئے سرداروں نے انتظام مقدم شاہ دیدے جانب رلر اٹے ناگاہ گلہائے تشریف آوری گلبن شہریاری نے مقام منتظران معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقان مین نور بخشا دیدہ چراغ خضر کو تجمل سواری نے نرگس آسا حیران بنایا ہر سرو رسبان شل شاخ باردار بہر تسلیم جھکا چمنستان شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز پایا تخت کے گرد برنگ بلبلان گلستان شجاعت جمع ہوکر گلگون صبا شتاب سب نے بڑھائے فتح و ظفر نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادل کی طرح گرجے ہتھیار برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر چھلبل کھاتا نو چکے آگے اسطرح چلا کہ برق و شعلہ کا بھی اسکی تڑپ پر رشک سے دل جلا یہ چال اسکا تھا کہ **نظم**

بادپا اس رخش کو اسواسطے کہتے ہین ہم | اس فرس مین اک براقیت ہر اسمین خرمی
خاک کی جا باد تند ہر اسکے قالب مین بھری | تازیانے کے برابر ہے اسے تازنگاہ
اسکے آگے اسپ خسرو کی حقیقت کچھ نہین | اسکے راکب کے اشارہ دنپر ہی اسکی بندمری

برابر برابر امیر کے جانشین انکے دارائے اعظم ہندوستان لندھور عظیم و شان فیل میمونہ مبارک پر سوار ان نولاکھ ہندی کا مجمع ہمراہ بڑا تزک اور سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ و شان تھا کہ فیل فلک سر پر قربان تھا ہر چند سر جھکا کر شباہت اپنی مثل اسکے بناتا تھا مگر نہ کھاتا تھا کم (نظم)

عالم ظلمات اسکے سایہ سے عالم مین ہو | کھیت کرتی چاندنی ڈر ہی نہو جائے پری
شمع دندان کی گر اسکے نہو جلوہ گری | خوشنما بالائے سر ہی کیا ہی خم کجک کا
سایہ اس پیل کلان کہ جثہ کا ہی مینہ شب | آسمان پر ہی ہلال عید کی جلوہ گری

اسیطرح قرنا پھنکتی علم چمکتے نیچے انکے تڑپتے بیرقون کی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہ دل بادل کیطرح میدان نبرد مین پہونچی اسطرف سے آمد لشکر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی قلب لشکر مین آکر قائم ہوا ابلاد صبا و مہتاب اسیطرح سنگلے مین بیٹھے ہوئے آئے ماہ سیلاب از اژدر دراہا پر سوار ہوکر مع گروہ ساحران نابکار ایک سمت آکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئین بعد درستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام و ننگ نے بلا سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہی اسنے اجازت اسکو دی قہبہ اژدر اڑاکر سامنے تخت لقا کے آئی اور ابن بیچارہ سے بھی اجازت چاہی اسنے بھی رخصت دی اسنے رخ جانب میدان کیا اور وسط میدان مین پہونچکر نعرہ مارا کہ فرقہ مسلمانان آج مین طبقہ الٹے دیتی ہون اور تمہارے لشکر مین آکر تمہین سکو بجال خراب قتل کرتی ہون یہ کہکر اژدر بڑھا کر کنارے صف لشکر اسلام کے جا کر اژدہے کے سر پر ایک ترسوال مارا کہ وہ ستر گز کا ہو گیا اور منھ اسنے مثل بحر ملال کے کھولا شعلے آگ کے منھ سے نکلنے لگے در جہنم ظاہر تھا کہ کھلگیا اس اژدر نے دم سیٹا لشکر کے آدمی کھنچکر سو سو ایک ہی بار اسکے دہن مین سما گئے

کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہے بختیارک نے پہچان کر کہا ارے انکو نہ گرفتار کرو یہ ہمارے پرانے نوکر ہیں اداجان کے وقت سے ملازم چلے آتے ہیں
خدمتگار یہ سنکر پیچھے ہٹے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ شیطان ہے کہ آپ ہی تو کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہے
ادھر سیارہ نے کہا ملک جی ہماری گرفتاری کیلیے ملازموں سے تاکید کرتے تھے مینے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص تو آپکا غلام
بلکہ غلام کا غلام ہے یہی باتیں کرتے ہوے خیمے تک پہونچے ملک جی خیمے میں اتر گئے یہ بھی ساتھ گیا اسنے بت تمام عرض کیا کہ آج میری جان
بچیگی یا نہ اسنے کہا کیونکر جان بچیگی کہ ہمکو ان ساحروں نے پریشان کر رکھا ہے ان ساحروں کو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا مرشد زادے چاہیں آپ
مار ڈالیں یہ کام میرے اختیار میں نہیں ہے یہ کہکر کشتیاں زروجواہر کی اور تحفہ جات پیش کیے اور منت بہت کی سیارہ سمجھا کہ ساحر کو نکلنے
میں بے بس ہے پس نذر وجواہر لیکر وہانسے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا ادھر **کلباد عراقی** جو داخل لشکر عدو ہوا قریب بارگاہ **ماہ** آیا
اس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ ہیں اور انہیں آبدارخانہ توشکخانہ وغیرہ **ماہ** کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ میں آبدارخانہ کے داروغہ آرام کرتے
ہیں یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ میں گیا دیکھا تو سب سوتے ہیں یہ آہستہ آہستہ آبدارخانہ کے داروغہ
کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منہ پر بیہوشی ملکر بیہوش کر کے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اسکا اتار کر پہنا اور اسکی ایسی
صورت بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے وہانسے اٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ بیٹھی انتظام فوج کر رہی ہے یہ بھی ٹھہر رہا ماہ نے کچھ
عرصہ میں آب خاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ میں آکر گلاس میں پانی برف کا جھلا بھر کر تھالی جوڑ میں لگا کر پانی میں بیہوشی ملا کر سامنے اسکے
لایا اسنے اسکو بنگاہ غضب دیکھا اسنے جانا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس ملا ہوا اسکا جام آب سامنے کرتے وقت تھرا گیا اسنے جب تو نہ پہچانا تھا ہاتھ
تھرانیسے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر پھونکا کہ پاؤں اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا کہ عیار پکڑا گیا بختیارک کیطرف سے
سیارہ پھرا ہوا اسطرف آتا تھا اسنے بھی غوغا سنا اور خیال کیا کہ نہیں معلوم کونسا ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہے چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ
سمجھکر علیحدہ جاکر صورت اپنی مثل بلا جادو کے بنائی اسیطرح جھولا سحر کا گلے میں ڈالا جواہرات کے بت ہاتھ میں باندھے دغدغہ لگایا کہ
کان آنکھو ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا بہت سیاہ بنایا کلاہ مروارید نگار سر پر رکھکر چوڑا ابا ندھا انڈے
سر پر رکھی اس صورت سے یہ بنکر قریب بارگاہ **ماہ** آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن میں آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ
بلا جو غائب رہتا ہے اسوقت رو بے ہوا سے اترا آیا ہے بس یہ سمجھکر مع ماہ سب نے اٹھکر تعظیم دی اور تسلیم کی یہ قریب **ماہ** کے جاکر بیٹھا اور کہا
اسوقت مجھکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمھارے یہاں آیا ہے پس میں اتر آیا کہ ایسا نہو تمکو کچھ ضرر پہونچا سکے کہا حضور کی پرورش میرے حال
پر ہوئی آپ میرا خیال نہ رکھیں تو اور کون رکھے آپکے اقبال سے مینے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہے یہ سنکر اسنے
جانب عیار نظر کو دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا او ناعیار دیکھ تو میں کس حال خراب سے تجکو مارتا ہوں بظاہر تو طمانچہ
بہت بڑے زور سے پڑا مگر رخسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا **کلباد** سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرا بھائی عیار ہے بس اسکو بہت اطمینان ہوا کہ اب
رہا ہو جاؤنگا یہ تو اس فکر میں تھا کہ بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آکر تمکو اس عیار کے چھڑانیکے لیے پریشان کرینگے اسلیے
میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالائے ہوا لیے جاتا ہوں رات بھر قید رکھکر صبحکو قتل کرونگا اور سر لیتا آؤنگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتارا
اور کہا اچھا لیجائیے اسنے اٹھکر ایک ہار پھولونکا دکھلانیکی راہ سے **کلباد** کو پہنایا اسلیے کہ وہ سمجھے اسنے عیار کو مسحور کر لیا غرض
بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ کیا کہ ارے او قحبہ **ماہ** تجھکو لازم ہے کہ یہانسے چلی جا میں سیارہ اگر یہاں

صبا کو طلب کیا وہ بروے ہوا رہتی ہی اسکے سحر کرنیسے بارگاہ مین اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہی پس اسکو پریشان دیکھکر قریب آکر بیٹھی اور کہا جانی بھیا خیر تو ہی تم اداس کیون ہو اسنے سارا ماجرا عیارونکا اس سے بیان کیا اپنے حال سنکر بہت کچھ تسلی دی اور کہا تم گھبراو نہین مین مقابلہ کرکے کام ان عیارونکا تمام کرونگی ور حملہ اہل اسلام کا خاتمہ کرکے حضرا وندکی خدائی کا رخنہ مٹا دونگی اچھا اے جانی بھیا اب تو دیکھو کہ ماہ کو عیار نے کہان رکھا ہی اسنے اسکے کہنے سے پھر اوراق نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت پر باندھا تھا مگر اب وہانسے اتار کر غار مین لیگیا ہی یہ دیکھکر صبا سے کہا اسنے کہا ایسے مین چلو اس عیار کو بھی پکڑ لین اور ماہ کو بھی رہا کرین اسنے کہا چلو بس بزد سحر دونون اڑکر چلے اگر سیارہ غار مین ماہ کو رکھکر اور وہین غار پر کمند لگا کر حلقہ ہاے کمند خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا کہ یہ آکر پہونچے سیارہ انکو دیکھکر بھاگا اور درہ کوہ مین چلا گیا انھون نے جاتے دیکھکر فرط خوف سے سحر بھی نکیا اور غار مین آکر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہی یہ بھی کودھا جیسے ہی غار مین اترا کمند مین پھنسکر گولا لاٹھی ہوکر گرا اور سمجھا کہ مجھکو عیار نے پکڑا اسپر ایسا بد حواس ہوا کہ چیخنے لگا اے بیوی بہن دوڑو مجھکو مارے ڈالتا ہی صبا بھی اسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر ادھر دیکھکر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور بلا جو چھوٹا سیدھا نکلکر بھاگا صبا بھی مارے خوف کے غار مین نہ گئی مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر ماہ کو لے آیا یہ اسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ مین آئی اور کہا اوراق مین دیکھو کہ یہ اصلی ماہ ہی یا نہین اسنے پھر اوراق دیکھے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہی کچھ خوف نہ کر جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا اپاس بٹھا کر بٹھایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند مین پھنسنے کی سنکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کونے مین ہونگے یہی بلا ٹلگئی ایک ہاتھ خنجر کا سنا انھون نے رسید کیا صبا نے کہا کہ لک تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ موا عیار کیا حقیقت رکھتا ہی میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مار ہی ڈالتی شیطان نے کہا ایک تو غرور کرینکی سزا پا چکے ہین اب تم باقی ہو دیکھو وہ یہان کہین ہونگے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلمہ سنکر جھلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ مین سب مسلمانونکا خاتمہ کردون یہ کہکر مصروف سحر سازی ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ مین دن تو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ و ظلمت سے نکلا اور ریشتارہ نور لیکر آفتاب غار مغرب مین گیا کہ **ابیات**

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا ... تصور مین لگا ہون کو جو تولا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک ... بشکل قصد آ پہونچا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بیدرنگ لشکر ساحرانمین بلند ہوئی عیاران با نام و ننگ خدمت شاہ قوی جنگ مین حاضر ہوکر دعاے دولت بہزار عجز و منت بجالاے اور عرض پرداز ہوے کہ **نظم**

ملک بارگاہا فلک درگہا ... شہنشاہ عالم ہین تیرے گدا
سنا ہے کہ پھر ساحر نابکار ... کرینگے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک مین ہلچل پڑی بہادرون کے ہتھیارونکی آراستگی شروع کی لشکر اسلام مین دربار سے سردار اٹھکر اپنے مقام پر آئے اسطرف بلا و صبا دونون غائب ہوگئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لیکر ماہ خیمہ مین آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آچکے انکو پھر بہر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ کوہ سے نکلکر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر لقا مین آیا القا طبل بجنے سے دربار برخاست کرچکا تھا بختیارک اپنے خچر پر سوار ہوکر اپنے خیمہ کو جاتا تھا اور خدمتگارونسے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمہارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گودڑ نکالکر بنائی اور اسکو روشن کرکے خچر کے قریب آکر ملک جی کے منہ سے وہ مشعل لگا نا چاہی خدمتگار دوڑے

بعوض اپنی ذلت کے ابھی قتل کرون یا اپنی جان دون اوران عیارونکے ٹکڑے اڑاؤن اسنے کہا اے **ماہ** صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہین ابھی مرضی خداوند کی نہین ہے کہ مسلمان قتل ہون اسنے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہین تو وہ مسلمان جو قید ہو چکے ہین انکو تو میرے حوالے کرو تاکہ انکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کرون ورنہ فرط رنج سے مین اپنی جان دونگی یہ کہکر ایسا روئی اور فیل لائی کہ **بلا** بچین ہو گیا اور کہا اے ملکہ تم روتی کیون ہو مین قید منگائے دیتا ہون یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فلک کیطرف سے اسیطرح سے گھوڑے پر سوار **علمشاہ** وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بحس و حرکت تھے اسنے کہا لو انکے سر کاٹو **ماہ** نقلی نے کہا کہ اپنا سحر انپر سے دفع کرو کہ مین انکو پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دون کہ چور چور ہو جائین یہان انکی حمایت کو ایسا نہو کہ **حمزہ** آجائے اسنے اسکی خاطر سے سحر بھی دفع کیا کیونکہ غار سے اسکو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو اسکی نسبت تھا نہین بس قید اسکے حوالہ کی یہ پاس ان قیدیونکے گیا اور ظاہر سحر پڑھکر انپر پھونکا اور پھونکتے وقت جب منھ قریب لایا چپکے سے کہا مین **سیارہ** ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا نہین ورنہ پھر گرفتار سحر ہو جاؤگے قیدی سحر اتر نیسے آمادہ بجنگ و جدال ہوے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلا جب بیچ لشکر مین پہونچا اُدھر سے **بختیارک** جو پہلے گیا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ **ماہ** سب قیدیونکو لیے جاتی ہے یہ دیکھکر پکارا کہ اے **ماہ** انھین کہان لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر جھولی سے اسکو دیا کہ ملکہ جی یہ رقعہ ہمارا خداوند کے پاس لیجاؤ اور جواب لیکر جلد تر آؤ یہ جو سامنے پہاڑ ہے مین وہان ان سبکو لیجا کر تمھارا انتظار کرونگی تم آؤگے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا پاؤگے **بختیارک** کو اسیر کچھ ظن تو عیار کا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سردار کو چھوڑ کر اسطرح چپ نہ چلا جاتا سحر اترنے سے لڑنے لگتا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہو اور انسے کہدیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اسوجہ سے سب خاموش ہون پس انکو روکنا چاہیے پھر خیال مین آیا کہ تو اکیلا ہے ایسا نہو سوار تجھکو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر پھرا اُدھر تمام سردارونکو **سیارہ** اپنے لشکر مین لایا اور **چالاک** وغیرہ بھی **امیر** کے آئے سردار آکر اداب بجالائے ہر ایک سے ملے **امیر** نے خلعت فاخرہ سبکو دیے **سیارہ** کو خلعت و انعام سے نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے و جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہان تو یہ خوشی ہے لیکن **سیارہ** پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہے اسکو اتار کر پھر غار مین ڈالدون تاکہ میرے دھوکے سے شاید ساحر آکر مار ڈالین غرضکہ وہانسے صحرا مین آکر **ماہ** اصلی کو درخت سے اتار کر اور اسی غار مین کہ جسمین پہلے اسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصہ مین **بختیارک** نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ **ماہ** مین گیا وہین **بلا** بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے **ماہ** آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آؤ یہان اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو بیٹھے اسنے کہا کیون کچھ تو کہو اسنے کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب کھلجائیگا **بلا** گھبرایا ہوا ساتھ **لقا** کے آیا **بختیارک** نے وہ رقعہ پیش کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرمائین مرشد زادے دیگئے ہین اس مردود نے کہا تو ہی پڑھ کر سنا اسنے باآواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے میمون بادیہ نحبت و اے خنزیر بیدا‌ے خواری و ذلت ان سحر کرنیوالونکو اپنے یہانسے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گزند پہونچانیکی بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ کبھی کاہیکو کسی دشمن نے دیکھا ہوگا ہم **سیارہ** بن **عمرو** سب سردار مین چھڑا لیگیا یہ مضمون سنکر **لقا** نے کہا واقعی ان عیارونکو مین نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہین یہی ہونیوالا ہے **بلا** یہ تقریر سنکر گھبرایا اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین **لقا** نے کہا اے بد دولت سچ فرماتے ہین غرور تیرا تجھکو خراب کریگا اسنے کہا مین کہ کو اب دلمین جگہ نہ دونگا اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجھکو سب پر غالب کرینگے **بلا** کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی ہیبت

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی — ہزاروں ساحروں کی جان لے گی — وہ ہیں جینے کی نسبت میں مسیحا

بلا کو ہیں وہ بہر قتل اعدا

بلا اسکے کہنے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات
ہے گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈال دیا ہے اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھا ہے یہاں عیار کے عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ
کیا ماجرا ہے کیا کنیز عیاروں سے ملگئی تھی پھر یہ نہیں معلوم کہ اسنے صورت کیونکر بدلی ڈر سے کیا پڑی تھی جو عیاروں سے سحر اتروا تی
یہ اسی سوچ میں تھا کہ چالاک جو خدمتگار بنا بیٹھا تھا اسنے ایک دھول ہاتھ پھونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا اے سوچتا کیا ہے بس حرامزادے
ولد الحرام شیطان ابن شیطان بختیارک نے ایمان نے تیری کنیز کو اسوقت قتل کرایا یہ تقریر سنکر اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے
چالاک سراچہ فرا کر نکلگیا اور بختیارک پکارا کہ ہٹ تیرے کی بہت ساحری بگھارتا تھا مبارک باشد یہ پہلی دھپ ہے اس دھپ کے
پڑتے ہی سے گویا نجات ہو گئی مرشد زادیکا ہاتھ سر تک پہونچا سرفراز ہوئے سر پور ہو کہ سر منظور نظر ہو چکا ایکدن نذر کرنا ہوگا بلا بہت
گھبرایا اور لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے اس خرس صحرا لے بخزدی نے کہا کہ میں اپنی نیرنگی ملک قدرت کا تماشہ دیکھتا ہوں اے بندہ
نمبس تیری سمجھ میں نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہے جلد بارادت تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اسنے کہا کہ تونے عیاروں کی نسبت غرور
بہت کیا انکو تو آئندہ میرا نہ سمجھا تھا بس انکی حقیقت نہ سمجھنے سے انھیں کو تجھپر غالب کر دیا کسلیے کہ وہ بھی میرے پیارے بندے ہیں جب تو میں
انکو غارت نہیں کرتا ہوں ورنہ انکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا
اے بلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائیں اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر میں دونوں چلے مگر طرفہ
تماشہ یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اُسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بند کر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال
کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہو گی جب پتہ نہ ملیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ غار میں ہے پس وہ یہاں اسکو نکالنے
آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر ٹھہرے رہو تاکہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت کرلے پھر اس غار میں ماہ بنکر تم پڑ رہو اور عیاری کرو یہ تجویز کر کے کچھ دیر
ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے پتونکی آڑ میں باندھ دیا اور اسکی صورت بنکر اسی طرح سے برہنہ لنگوٹی باندھ کر
غار میں جاکر اپنے تئیں مثل بیہوشونکے بنا کر پڑا ادہاں حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کر چکا تھا اسکے ٹھہرنیکی بھی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ
غار میں ٹھہرا وہ تو چل ہی چکا تھا کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوئے نہ گذرا تھا کہ وہ آپہونچا اور ماہ سمجھکر اسکو غار سے نکالا دیکھا کہ برہنہ بدن
ہے بیہوشی سے خستہ تن ہے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے سب حال بیان کیا اور اسکو
لیکر چلا اور از بسکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوند میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی بختیارک نے کہا میں چلکر خداوند سے خوشخبری سناتا
ہوں اے ماہ کپڑے بدلکر تم بھی آؤ اسنے کہا اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک منگا کر پہنی اور موقع چاہا چاہا
کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن براہ مکر منھ بنا کر گویا ہوا کہ کیا بلا کے عیار ہیں یہ غضب دیکھو کہ میرا یہ حال انھوں نے کیا اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ کہیں
تمکو اے بلا وہ آکر بیہوشی نہ پلا دیں اور ہلاک کریں اسنے کہا یوں تو میرے لیے جو ہو تھوڑا ہے میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہے مگر اتنا
جانتا ہوں کہ عیار مجھکو بیہوشی اگر پلائے تو سحر کے سبب مجھے پینے نہ دیں اور کسیطرح سے میں بیہوش نہوں اور اگر کوئی مجکو ضرب لگانے تو نیچہ سحر کے ہاتھ
اُسکا پکڑ لیتا سیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دلسے کہا خوب ہوا جو میں نے اسکو بیہوشی اسوقت نہ دی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی
تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر دوسرا مکر پھیلایا یعنی چہرہ غصہ ناک بنا کر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت وہ غصہ ہے کہ جی چاہتا ہے سب مسلمانونکو جاکر

ایک لٹ آگریبن جاؤسین کہنا بھول گیا تماضر درآؤ کہ بڑی مطلب کی بات ہے چوبدار نے جاکر پیام ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر
ہوتی ہیں چوبدار تو ادھر گیا یہاں اسنے دلسے تجویز کیا کہ تو ابھی تو ہو آیا تھا یہ مکرر جو بلوایا ہے ضرور اسمین فتور ہے یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا
اور سکو ہٹا کر اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی ایسی صورت اسکی بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگیونکا ایسا
لگا کر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھکر اس کنیز کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانونمین پہنے
آنکھونمین لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے بھبھوت رمائے بیٹھا ہے اسنے اسکو سلام کیا اسنے آئینہ نکالکر اسکے ہاتھونمین دیا اور کہا اپنی صورت
دیکھو تمکو حکم سامری مین نے آکر ماہ جادو بنایا اور ماہ بغضب سامری کا آیا وہ غائب ہے اب تم آئینگی تمہین ملک ہو مین کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی
تو اٹھکر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور ان لوگون نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ ٹوکنا بغیر حکم مالک مناسب نہ سمجھے غرضکہ یہ تو نکلگیا
اور یہان چوبدار نے جاکر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہیں جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی
صاحب ہیں اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہیں اپنا کام کر گئے سحر اتروادیا اے بلا عیارون نے تو ناک میں دم کر دیا ہے **افراسیاب** جب پریشان
ہو گیا ہے تو تمہاری کیا اصل ہے اب بڑا غضب ہے کہ چالاک کو بھی چھڑوا گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیار ہے اپنے مسحور ہونیکا بدلہ لیگا بلا
نے کہا چالاک آئیگا تو میں کے مار ڈالونگا کیا کر لیگا لیکن **ماہ** کے نہ آنیسے میرا بھی دل کھٹکتا ہے اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر جھولی سے اوراق
کتاب سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بدین وجہ اسکے پاس بھی اوراق ہیں پس اوراق تو نہیں اسنے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا
صرف یہ جو کیا کہ ماہ کہاں ہیں اور یہ جو میرے پاس آئی تھی یہ **ماہ** اصلی تھی یا عیار تھا اس اوراق میں نکلا کہ جو تیرے پاس آئی تھی یہ پیارہ عیار
تھا اور ماہ اصلی فلان غار میں بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے یہ دیکھکر اسنے اوراق تو رکھ لیے اور **بختیارک** سے
کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں یہ عیار بد بلا ہیں آفت زمانہ ہیں کہ **بیت** سکھائیں چرخ کو بھی نا کی راہ ہو کرین شیطان گمرہ کو بھی گمراہ بختیارک
نے کہا اب جسطرح ممکن ہو فریب فقرہ کر کے ماہ کو کہ اصل میں عیار ہے یہان بلوائیے اور ایک گولہ سحر کا ماریے تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے جب اس کام
سے فارغ ہو لیجیے تو جلکر ماہ اصلی کو غار سے نکالیے اور اگر پہلے اسکو نکالیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو یہ رائے پسند آئی اور چوبدار پھر روانہ
کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام میں ہو تو میں خود آتا ہوں یا ایک لمحہ کیلیے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہیں چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا ادھر
پیام جاکر ماہ کو دیا اسکو جانے میں کیا عذر تھا کیونکہ اصل میں یہ کنیز ہے پس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ ہوئی ادھر سے تو یہ چلی ادھر **چالاک و**
ابو الفتح جو عیاری کیلیے روانہ ہوئے تھے صورت اپنی فراش خدمتگار کی سی بنا کر داخل بارگاہ ہوئے اس اثنا میں **ماہ** یعنی کنیز پہونچی
پس اسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نجائے ایک گولا فولادی سحر کا مارا کہ ماہ نقلی کے سینے پر پڑا اور وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے سحر نہ
پڑھ سکی گولا سینہ توڑکر پشت کے پار نکلگیا اور علامت مرگ ساحرہ پیدا ہوئی **بختیارک** گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ اے بلا تجھے قتل کرنے
میں جلدی کی عیار اتنا جلد مرنا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوئے یہ کوئی اور تھا ادھر تو یہ شیطان تمسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے بر سحر غل پکار
تھے آواز آئی تھی کہ افسوس ہے مارا نرگس جادو کو یہ ندا سنکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو تھی کنیز خاص ملکہ **ماہ** کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا
بختیارک کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ انکی الا بلا لیکر ایسی لونڈیاں بہت مرجاتی ہیں وہ بھلا مرنا کیا جانیں ایسا سبق تو وہ پڑھے
نہیں یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہیں گذری کہ زندگی پر حرف انکے آئے کہاں مرنا کہاں وہ منزلونکا مرگ سے اور ان سے فاصلہ
رہتا ہے جو ایسے ہی وہ مرجایا کرین تو ساحرونکو کون مارے کہ **نظم**

تھی ماہ بہت حیران تھی کہ کمبخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہی یا کچھ آسیب ہو گیا ہی کیا ماجرا ہی جو ہنسے جاتی ہی بس وہ غصہ سے گھبرا کر کہنے
لگی کہ رنڈی حواس مین آ ہوش کی دوا کر یہ ٹھٹھی مجکو اچھی نہین معلوم دیتی سچ بتا تجھے اپنے دیدونکی قسم کہ کیون ہنستی ہی اسنے ہاتھ دکھا کر
کہا یہ کاہکو بتاؤں جو ہمنے پڑا پایا ہی اسنے مشتاق ہو کر کہا دکھین دیکھین وہ ہنستی ہوئی بھاگی اور یہ پیچھے دوڑی کہ ہوئی شامت
آئی ہی مارے جوتیونکے فرش کر دونگی لو مونڈی کاٹی بندوڑ کودن لگے ہین خدا کی شان کچھ پایا جو ہی تو ہمسے بھاگتی ہی یہ کہتی ہوئی
اُسکے پیچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھ کو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور اتنی دور تو
آپ آہی چکی مین اور کچھ دور چلی آئیے تو مین اکیلے مین آپکو دکھا دون یہ کہکر دور سے بلائین لین کہ میری اچھی بوی مین تمھارے صدقے مین
مین تمھارے واری تھوڑی دور اور چلی آئیے وہان بہت آدمی آتے جاتے ہین چیز چھین جائیگی اسنے اسطرح اسکے چھپانے اور احتیاط کرنیکو دیکھ
بہت تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہین معلوم کیا اسنے پایا ہی جو ایسی باتین کرتی ہی یقین ہی کہ شادی مرگ ہو جائیگی بس دیکھنا ضرور چاہیے
اور اگر نایاب زمانہ کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہی نہین معلوم کسیکا کیا گر گیا ہی جو
اسنے پایا ہی پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا مین آئی کنیز مذکور وہان آکر ٹھہری اور پاس آکر بوی کی بلائین لین کہ میری بوی کسی سے
ذکر نہ کرنا اس بلائین لینے مین ہاتھ تو بیہوشی سے بھرا ہی تھا ماہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی اسنے ایک غار مین اسکو بھی بند کیا اور آپ اسکی صورت
بنکر لباس اسکا پہنکر اس غار پر گیا کہ جسمین کنیز کو بند کر آیا تھا اور اُسکو کپڑے اُسکے پہنا کر ہوشیار کیا اسنے ہوشیار ہو کر اپنی بی بی کو دیکھا
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اسنے کہا تجھے عیار بیہوش کر کے ڈالگیا تھا مین نے بزور سحر تیرا حال دریافت کر کے آکر چھڑایا یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر
بارگاہ مین آکر بجاے ماہ بیٹھا کچھ دیر مین بلا جادو نے چوبدار بھیجا کہ ماہ کو بلا لا کہنا کہ آج تم ہمارے پاس کیون نہین آئین چوبدار نے
آکر پیام پہنچایا یہ مع چند کنیزونکے بارگاہ لقا مین گیا اور پاس بلا کے بیٹھا ہر طرح کی باتین کر کے ذکر عیارونکا چھیڑا بلا نے کہا چالاک
وغیرہ کو عیار لیگئے ہین مگر وہ اچھے کسیطرح نہونگے بلکہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ماہ نے کہا اے بلا تم سچ کہتے ہو مگر مین ایک بات سوچی ہون یعنی
انپر سے سحر اپنا اتار لو تاکہ وہ قید مین ہلاک نہون اور جب وہ ہوش مین آئینگے تو حمزہ انکو چھوڑ دیگا تم پھر ایسا سحر کرنا کہ وہ چھوٹتے ہی تمھارے
پاس چلے آئین قید مین انکو ہلاک کرانیسے کیا فائدہ ہی بلا کو یہ تقریر پسند آئی کہا تم اچھی صلاح بتاتی ہو اسکو تو یہ سخن پسند خاطر ہوا مگر بختیارک
کھٹکا کہ ماہ کو کیا ہو گیا ہی جو عیارونپر سے سحر دفع کراتی ہی منظنہ تو ہوا مگر بیساختہ منع نکر سکا اور نہ یہ کہہ سکا کہ یہ ماہ نہین کوئی عیار ہی کیونکہ شاید
گمان غلط ہو غرضکہ بلا نے حسب مشورہ ماہ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و ابو الفتح اب تم اپنی حالت اصلی پر آجاؤ اطاعت میری ترک کرو
یہ کہنا تھا کہ وہان زندان مین اُن دونو پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوے پکارے کہ بھائیو ہمارا کیا قصور ہی جو ہمین قید کیا ہی عیارون کا
در زندان پر پہرا تھا وہ صدا سنکر قریب گئے اور سارا ماجرا مطیع ساحران ہو جانیکا انسے بیان کیا انھون نے کہا ہم ساحرونپر لاکھ لاکھ لعنت
کہتے ہین ہمکو چھوڑ دو عیارون نے خوش ہو کر رہا کر دیا اور پانی اسم اعظم دم کیا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے وہ انپر چھڑکا اور پلا بھی دیا پھر زندان سے
نکالکر سامنے امیر کے لائے وہ بھی خوش ہوے اور انکو خلعت دیے یہ بھی فکر مین عیاری کرنیکی چلے اور وہان بعد سحر اتروانیکے ماہ نقلی اپنی بارگاہ
مین حیلہ درد سر کر کے آئی جب یہ چلی آئی بختیارک نے کہا اے بلا مجھکو یہ ماہ جادو نہین معلوم ہوتی مین اسوقت محافظ کیوجہ سے چپ ہو رہا
اب تم اسکو بلوا کر نگاہ سحر اسپر ڈالو بلا نے کہا ملک جی تمکو وہم ہی ہی اسنے کہا خیر مین وہمی سہی لیکن تم اسکو میری خاطر سے ایکبار اور بلاؤ کیونکہ بیشک
وہ عیار ہی جبتو اسنے سحر عیارونکا سے اتروایا بلا نے کہا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی یہ کہکر چوبدار سے حکم دیا کہ جا ملکہ ماہ سے کہنا کہ کھڑے کھڑے

یہی حال آکر ساحر سے بیان کر دیا اسنے اس گھسیارے کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیارونکو وہ لیگئے ہین تو کیا ہوا انکا سحر کسیطرح نہ اتریگا اور وہ پڑے پڑے ہلاک ہو جائینگے یہ کہکر بہر آرام و راحت دربار سے غائب ہو گیا القابھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین گیا ادھر مہر ہنگ و برق و نیز کے ان دونونکو خدمت امیر مین لائے اور زیادہ جراءت جاچکی تھی امیر مصروف طاعت الٰہی تھے ان دونونکا حال سن نہ سکے قید کرا دیا چنانچہ عیارون نے انکو قید پہنچا کر داخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوے جب طوق ہالہ ماہ و زنجیر کہکشان جسم قیدی شب سے اتری اور حال امیر سیارگان روشن ہوا کہ نظم

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر
جلوس اسنے کیا تخت سحر پر
ہوا جاری جہان مین شعشۂ نور
ضیا سے خانۂ عالم تھا معمور

دم سحر بادشاہ نامور و امیر دادگر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت دنگل ہوے سردار و نکلے جنگل ہوے عیار حاضر ہو کر قصہ شبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک و غیرہ کا دیا اس اثنا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب رہتے ہین عیاری کچھ نہ کر سکے پھر کر بارگاہ مین آئے اور حال گرفتاری چالاک و غیرہ سنکر امیر کی خدمت مین عرض پیرا ہوے کہ حضور بارگاہ مین عیاران مسحور کو آج نہ بلائین اور اسم اعظم پڑھکر انکا سحر نہ دفع فرمائین ہماری عیاری کو ملاحظہ کرین کہ ہم کیونکر اسی ساحر سے کہ جسنے انکو مسحور کیا ہے رد سحر کراتے ہین اور انشاء اللہ سرداران مقید کو بھی رہا کر کے لاتے ہین کیونکہ ہم عیارون پر اسنے آتے ہی دست اندازی کی ہے تو ہمکو بھی چاہیے کہ اسکا عوض اپنی ہی فطرت سے کرین آپکو معین نہ بنائین امیر نے انکی جراءت و ہمت پر آفرین کی اور عیارونکا بلانا موقوف رکھا سیارہ وہانسے اپنے اقرار کے پورا کرنیکو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب ساحر ظاہر ہو کر دربار مین اپنے خداوند کے آئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار لشکر ہے یہ اپنے خیمہ مین بہر انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورت بدلے اسیطرف آیا اور اندر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایکطرف کسی کام کو چلی اسنے اشارہ سے اسکو بلایا اور کہا عجیب تماشا ہے یہ جو سامنے پہاڑی ہے اسپر چڑھکر جو مین نے دیکھا تو ہمیشہ جادو الٹی ٹنگی معلوم دیتی ہین تم بھی چلکر دیکھو پردے ہوا تو وہ ہی مین کہین کوئی ساحر نہ آیا ہو اور انکا یہ حال بنایا ہو کنیز بیچاری کی عقل اس بیانکو سنکر اوندھی ہو گئی اور اپنی راہ بھولکر دم مین آکر اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہانسے بھی دکھائی دیتی ہین وہ لگی دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ بھرا ہوا اسکے منھ پر پھیر دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی اسنے اسکو سناٹے کیجگہ پر لا کر ایک غار مین ڈالدیا اور پیرہن اسکا اے کر رنگ و روغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی مسی ہونٹھو نپر لگا کر لالی جمائی بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا پیازی دوپٹہ اوڑھا ہاتھو نمین چاندی کی چوڑیان پانؤنمین بجلیان چاندیکی سادی کانونمین ڈالین سانولی صورت کان ملاحت نمکپاش جراحت دل عشاق دلبری مین طاق بنکر کہ نظم

سنواری سلف پیچ و تاب بیکر
وہ بیٹھی بر و بر و آئینہ لے کر
کیا روغن سے خوشبو کے معطر
لحد مین شاد تھی روح سکندر
بنایا ہر گرہ کو مشک نافہ
رقم آنکھو نمین تھی سرمہ کی تحریر
ہوا اسکے الم سے خشک نافہ
غزالی کو کوئی دیتا ہے شمشیر

وہانسے اٹھلاتا کمر کو بے کا عالم دکھاتا خیمہ ماہ مین آیا اور سامنے اسکے آتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا اسنے کہا مالزادی کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے مین نے جس کام کو بھیجا تھا اسکا حال بتلا یہ تو ہنستی کیون ہے اسنے ان باتونکے جواب مین پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی پیٹ پکڑ لیا اور لوٹنا مارے ہنسی کے شروع کیا آنکھو نمین فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے اہا ہا کا شور اور ہی ہی کی صدا بلند

پیادہ بنگیے سب نجم سیار بہ تلاش اسباب کی تھی سبکو ناگاہ بہ کہ آئی شام لیکر شعلہ بادہ بہ شام ہوتے ہی چالاک و ابو الفتح حسب الحکم
ساحر بہر عیاری قلطورے اور بیتا بے وغیرہ حیلہ ہائے ناحق سے حسب چالاک ہو کر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرہنگ
ویزک صحرا کی جانب سے آتے ہین پس یہ ٹھہر گئے اور انھون نے بھی انکو پہچانا اور بسکہ انکی تلاش مین تو آتے ہی تھے فوراً دوڑکر قریب آئے
اور بہت ادب سے سلام کر کے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہ کہو بھائی مزاج تو اچھا ہی آج کدھر آئے انھون نے کہا تمھارے پاس
جاتے تھے تم راستہ مین ملگئے یہ مستفسر ہوے کہ کیون خیر تو ہی انھون نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑ کر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی جاتا
کہ دیکھ آئین بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہو گیا ہی کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہی گالیان دیتا ہی کل ہمکو بھی بہت مارا ہمنے نوکری چھوڑ دی
یہ ہماری حقیقت ہی انھون نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑ دی ہمارے مالک کے پاس نوکری کر لو
بڑے آرام سے رہوگے انھون نے کہا نہین ہم اب اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہین ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ رکھینگے یہ کہکر باصرار تمام اپنے
ہمراہ انکو لیکر چلے اور جو خیمہ کہ انکے رہنے کیلیے ملا ہی وہان لائے خیمہ مین زینت و آراستگی بہت تھی شمعہائے مومی کافوری روشن تھین انکو
مسند پر انھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم مین ملگئے ہو اس سبب سے راز اپنا تمسے کہتے ہین ہم حمزہ کے گرفتار کرنیکو جاتے ہین تم باطمینان تمام
بیٹھو جب ہم اسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا ہوے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کرنیکو جاؤ گے تو
تمکو صورت بدلکر جانا ہوگا ہم جاتے ہین وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا شریک نہین جانتے ہین ہم بآسانی اسکو بیہوش کر کے لائینگے یہ کہکر اُٹھے
وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین اسوجہ سے چپ ہو رہے اور وہانسے چلے جنگل مین آکر ٹھہرے رہے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چکے تھے ہی بس
غار سے پشتارہ لیکر دوش پر لگایا اور خیمہ مین اُنکے آئے انھون نے کہا بھائی لائے کہا ہان لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوے کہا آپ ٹھہریے
ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہین یہ کہکر وہ پشتارہ اٹھا کر شاداں و فرحان بارگاہ لقا مین آئے یہان ابھی سویرا تھا دربار برخاست
ہوا تھا بلا وغیرہ بیٹھے تھے کہ انھون نے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آکر
شریک ہمارے ہوے ہین انکی پرورش بھی سرکار کرین اسوقت انکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ مین جاتے ہین صبح کو مع اُنکے حاضر خدمت
ہونگے یہ عرض کر کے اپنے خیمہ مین چلے آئے یہان شراب کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے تھے سرہنگ و یزک نے جام مے بیہوشی آلودہ کر رکھے
تھے جب آئے کہا بھائی صاحب تمنے شراب نہین پی انھون نے کہا خوب ہم پی چکے ہین جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے
یہ کہکر جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوے انھون نے انکو کمند سے باندھکر چادر مین لپیٹا اور پشتارہ دوش پر دونون نے
رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ اُنکے ہین شاید روکین پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کر کے باہر نکلے اور اپنا راستہ
لیا ادھر بارگاہ مین بلانے پشتارہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلا کر ہزار من کی قید جسم پر پہنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اس گھسیارہ کی
کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو دنگ ہو گیا جب ٹھہرا ہا بلانے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا آنکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی
مین قتل ہوا چاہتا ہی گھسیارے نے مرنے کا جو نام سنا گھبرایا اور اپنے تئین طوق و زنجیر مین بند دیکھکر پکار اٹھا کہ گسیان مورا کیا کسور کی
ان الفاظ کو سنکر بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہین ہی اسکا منھ گرم پانی سے دھلواؤ معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہوگا پس اسیوقت
آب گرم سے ہاتھ منھ دھلوایا رنگ روغن عیاری جاتا رہا خاصا گھسیارہ نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہی اسنے کہا مین کھلی خانہ
گھوڑیکا گھسیارہ ہون بلا لو یہ سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ وہان جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑلے گئے

کہ پسند ہوا ہمین جاکر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اُسکا مطیع ہوکر گویا ہوا کہ مع مرکب مین ہمین نجاسکونگا
اُسنے کہا مع گھوڑے مین آپکو بھیجدونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اُڑکر ایک برج مین چلا گیا بعد انکے جانے
کے پھر اسنے مبارزطلبی کی ادھر سے ملک خاور کی فوج مین نقارے بجے سردار پاپیادہ ہوے شہزادہ خاور سپاہ ملک **قاسم بن علمشاہ**
شیرنگ کو چھیڑ کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اسنے انسے بھی کہا کہ برج مین چلے جاؤ یہ بھی مطیع ہوکر برج مین مع
مرکب گئے پھر اسنے نہیب دی کہ کسے دیگر بیاید ابکی شہزادہ **داراب کشورکشا** باجازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج
مین چلے گئے اسیطرح جو مہر سپہر شجاعت کر آیا بسان شمس سیار برج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھکر **امیر** نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا
صف بند ہونیسے **بختیارک** سمجھا کہ اب **حمزہ** نکلیگا پس اسنے طبل بازگشت بجوادیا **امیر** رنجیدہ خاطر جانب آرامگاہ پھرے لشکر
سنکر کھولی آسودہ ہوا ادھر **بلا** نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج سحر نظر سے غائب ہوگئے اور برج سحر کے **علمشاہ** وغیرہ کو گرفتار
کرکے سامنے ساحر کے لائے اسنے کہا ان شہزادونکو قید کیون کیا ہی یہ ہمارے بڑے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی
مع مرکب اڑکر جانب فلک جاکر غائب ہوگئے اور یہ لشکر پھر اترا اور برآکر سپاہیون نے استراحت کی **بلا** کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا
عیار اور صبا وغیرہ بنگلہ سے اتر گئے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوے اور اپنے مقام پر بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی
بہت تعریف کی واہ واہ کیا خوب تم لڑے جیسا سنا تھا ویسا ہی تمکو پایا آج تم سارے لشکر کا مسلمانونکے خاتمہ کر دیتے مگر مین نے بخیال **حمزہ**
طبل بازگشت بجوادیا خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اہم اعظم کرنا لازم ہی بلا نے کہا ملک جی میرا قصد یہ ہی کہ فرزندان **حمزہ** کو اسکے لشکر سے
لڑاؤن اور اسی لیے **علمشاہ** وغیرہ کو مین نے گرفتار بھی کیا ہی شیطان نے جوابدیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن **حمزہ** جب
اُسکے مقابل آئیگا سحر باطل کردیگا پس مناسب یہ ہی کہ **چالاک و ابوالفتح** سے حکم دو کہ اسکو جاکر چرالائین جب وہ اسکو لے آئینگے
اسوقت شہزادونکو لڑوا کر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیارونسے یہ بھی تاکید کردو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی
مین نجائین بلکہ گھات مین رہین کہ جب **حمزہ** سجدہ کر پاس مین جائے اسوقت یہ اسیر عیاری کرین کسلیے کہ اس بارگاہ مین بھی سحر اتر جائیگا
بلا نے کہا یہ وہ سحر نہین ہی جو بارگاہ مین جانیسے اتر جائے یہ کہکر عیارونسے حکم دیا کہ جاؤ **حمزہ** کو پکڑلاؤ عیارون نے کہا بہت بھلا
اور منتظر شام ہونیکے ہوکر بیٹھ رہے لیکن بصورت مبدل اسی مجمع مین **برق و خطائی** عیاران لشکر اسلام بامر جاسوسی یہان موجود
تھے انھون نے بھی یہ ارادہ ساحر اور عیارونکو بھیجنا معلوم کرکے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت **امیر** مین دوڑکر اپنے تئین پہونچایا اور
عرض کیا کہ آپکی گرفتاری کو عیار یعنی **چالاک** وغیرہ آتے ہین لہذا ہم عیارونکو کہ ہمارے بھائی بند ہین عیاری کرکے آپکی خدمت
مین لانا چاہتے ہین اور اس حال زبون سے رہنا انکا خدمت ساحر مین نہایت عار و ننگ جانتے ہین پس آپ آج مخفی ہوجائین تاکہ ہم
عیاری کرین **امیر** نے عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تہخانہ مین اندر بارگاہ سلیمانی کے آجکی شب عبادت کرنا مقرر فرمایا برق
وغیرہ یہ بندوبست کراکر پھر عیاری چلے اور قریب شام لشکر لقا مین اسجگہ کہ جہان سوارونکی لین ہی آئے دیکھا کہ گھسیارے گھانس گھوڑے
کے سامنے کھولکر اپنے گاؤنکی طرف جاتے ہین انھون نے ایک گھسیارے کو تجویز کرکے اسکے ساتھ جنگل مین آکر حباب بیہوشی مارکر اسکی صورت
امیر کی ایسی بنائی اور پشتارہ چادر عیاری مین باندھکر ایک غار مین رکھدیا اور آپ پھر جانب لشکر لقا چلے اس عرصہ مین ہیچکارۂ فلک پشتۂ چرخ
سے کاہ شعاع لیکر جانب مغرب روانہ ہوا اور کاہ کشان کشت انجم سے گھاس نکالنے پیدا ہوا کہ ظلم چھپا جب اشہب گردونکا سوار ہوا

پس اس بیحیا کے ہیبت نے سے کسی نے سبقت نفرمائی جب اُسنے پھر للکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان قرق نہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گورے بگل بجانے لگے باجا ارگن بجنے لگا پریت جنگی طنبور گرگڑایا شہزادہ علمشاہ نے استر مالا کبود فرنگی اُڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے رزم رکھتا ہون بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہوکر اسطرف سے چلا لیکن ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضۂ زرین دشمن برنگ مہر سپہر مشرق دار جھولے سے نکالکر زمین پر مارا کوہ بیضۂ آفتاب مثال زمین مین غروب ہوا دفعتًا آٹھ نو کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور سونیکی بنگلی پشتہ دہر سونیکا چبوترہ نظر آنیلگا گویا زمین نے گنج قارونکا انبار اگل دیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی زمین گز بھر بلند سونیکا چبوترہ ہوکر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزارہا برج جواہر کے بنے تھے یا طلائی فرش پر الماس زمرد یاقوت کے میر فرش دھرے تھے بروج فلک کہ منازل شمس ہین انکے سامنے ماند تھے روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزارہا چاند تھے برج کے در محرابدار تھے ہمشکل ابروے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریون مین ٹنگے تھے دل عشاق زلف یار مین بندھے تھے پردونپر ترنج اور بوٹے سلمہ ستارہ کے کارچوبی بنے تھے بیچ مین اُن برجونکے ایک برج جالدار بنا تھا یعنے تمام دیوارین اسکی سونیکی تھین لیکن شبکہ دار بنی تھین خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ مین اُسکے گوہر آبدار آویزان تھا ایک لکہ ابر اس بنگلہ سے نکلکر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح اسمین سے ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے شاہد ارض سونمین رہ دو تو میں سفید تھی واقعی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا نیلا ابر سنہری زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جمایا تھا حلقہ خاتم دنیا پر نیلم کا نگینہ جڑا تھا آب و تاب مین بہت گہرا تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلزار شجرہاے پربہار پر از غنچہ دا ثمار تی الفور زمین سے اگتے تھے جمنہاے طولانی بنتے جاتے تھے وہ گل اسمین رنگ برنگ کے پیدا تھے جو رنگ رخسار یار گلعذار کو اپنے روبرو پھیکا بتاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستہ رنج کو فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و نفاست کا دم بھرتا تھا دم بھر مین بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم ہوا کہ تختہ چمن کشور حکومت شہ گل تھا گلزار آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایاے عنادل وطائران نغمہ سنج اس اقلیم مین بستے تھے عجیب دلچسپ بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختہ گلستان پر جاری منتظم الملک باد بہاری نہ خزان اس ملک مین ہرنی کر سکتی تھی نہ باغبان و صیاد کی زبردستی چلتی تھی فرش مخمل سبز سبزہ کا شانہ بہار مین بچھا تھا ہوا کا دل اسپر لوٹ ہو رہا تھا ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ و بو تھا سپاہی کی صورت سرو لب جو تھا خار ہر ایک خنجر آبدار تھا سبزہ تیر مژگان یار تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھین صداے خندہ گل انکا کڑکا تھا خوشبو مین گلگونکی گلگون ہوا پر سوار تھین

ابیات

بنے وہ برج جادو سے سر راہ
رفیع الشان و روشن صورت ماہ
سراپا سنگ مرمر صرف آئین
نہ آیا عیب کا اک حرف آئین
وہ موقع سے جواہر سب جڑے تھے
کہ دیوارون پہ گل بوٹے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب و خوش رنگ
کھلے دیکھے سے جسکے ہر دل تنگ
بنا تھا باغ رنگین اُسکے اندر
فضیلت لے گیا باغ ارم پر
کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول
شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری
تصدق ہر روش باد بہاری

جب بلا کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علمشاہ نوجوان کے قریب پہونچتے ہی اُسنے کہا کہ اے شہزادے اس برج مین سے جو جو

ہان جوانو ذرا رہو ہوشیار
رات اسی شغل مین ہوئی جو بسر
جیسے گرجائین پھول ڈھانونسے
حمزۂ نامدار مسجد سے
آتا ہے وقت صبح گردون پر
عیش خانے کے در پہ سب آئے
بڑھکے ہر ایک نے کیا مجرا
کیا تجمل لکھون سواری کا
چشمۂ مہر ہوگیا گدلا
کہتا تھا آہ اب پڑی افتاد
اُس طرف سے عدو بھی آپہونچے

روز جنگ ست جنگ باید کرد | کوشش نام و ننگ باید کرد
غنچۂ مہر جمکا گردون پر | ظلمت شب سے یون مٹے تارے
صبحدم لشکران کینہ جو | چلے میدان کو بہر رزم عدو
سج کے ہتھیار تن پہ یون نکلے | جیسے مشرق سے خسرو خاور
لے کے سردار اپنے سب ہمراہ | بہر تسلیم شاہ عالیجاہ
آمد شہ کے انتظار مین تھے | جب برآمد ہوے شہ والا
تخت شاہی کے گرد سب ہوکر | جانب رزم گہ چلے خود سر
ترک گردون بھی تھا ادب سے جھکا | گردش کے سے دہر تھا کالا
کثرت فوج پر پڑی جو نگاہ | دل پیر فلک سے نکلی آہ
مرکز خاک ہوگیا برباد | الغرض دشت کین مین جا پہونچے

یعنے فوج لقاے گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سیاہ سیاہ وردیان سوار ونچی سرخ سرخ قبائین رسالہ دار رونگی کالی کرتیان پیادے پہنے ظاہر اصورت ڈراونی بنائے جرات انیز ہنستی چہرے پر نامردی برستی گرد گرد وہ سب انبوہ سامنے آکر صف کشیدہ ہوا کوہیان رار قامت طویل و عریض ہیئت شتر بےمہار کیطرح منہ اٹھائے بیوقوفی کے آثار چہرے سے عیان سب صورت بنائے دشت نبرد مین آئے لقا کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا خواصی مین بختیارک خوش اس شیطان کا رکھتا مضحکے کرتا ہوا آیا بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرچکے تھے گرد و غبار بٹھلانے لگے نقیب یہ صدا لگانے لگے ہوس خاطر بڑھانے لگے کہ نظم

چنین گفت گو بود در کارزار | کہ اے نامداران خنجر گزار
بکین اندر آئید و دشمن کشید | ہمہ تیغ زہر آب گون برکشید

یہان تو یہ درستی تھی لیکن بلاے جادو ابھی نہ آیا تھا کوہی منتظر تھے کہ یکایک برق سے ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھین سب کی خیرہ ہوئین پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمردنگار سر بنگلہ پر کلس جواہر کا ہر گنبد پھر اسکی خوبی پر بلا گردان و نثار ہے ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہے دم چتر کیے ہوے ناچتا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے خاطر کفار کسطرح بندھا ہے اندر بنگلے کے مسند پر تکلف بچھی ہے بلار جادو بیچ مین بیٹھا ہے دونون پہلو مین دونون بہنین اسکی صبا جادو و مہتاب جادو بیٹھی ہین کشتی مے سامنے دھری ہے میکشی ہو رہی ہے بوسہ لب شیرین اپنی ہمشیر کا بلائے رہا ہے چار شیر بنگلہ کو اٹھائے ہین منہ سے شعلہ ہاے آتش انکے نکلتے ہین بنگلہ مین لولیان قمر پیکر حسن مین بہ از مہر منور ناچ رہی ہین اور غزلہاے عاشقانہ گا رہی ہین تھاپ طبلو پر پڑتی ہے سارنگی پر رنگ سے بجتی ہے برابر برابر بنگلے کے تین ہزار ساحر باز و بط و قرقرہ پر سوار ماہ جادو بعہدہ سپہ سالاری بہر رزم تیار آکر ایک طرف قائم ہوے اور بلاے بے ایمان بنگلے سے نکل سامنے لقا شیطان کے آکر سجدہ مین گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیے اس مردودنے اسکو رخصت کیا وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لیکر بڑھے جب وسط میدان مین پہونچے اسنے پکار کر کہا کہ اے فرقہ خدا پرستان تم مین سے جو آرزوے مرگ رکھتا ہو وہ آئے لشکر اسلام کے اسکے سحر سے ہوش اڑے ہوے تھے کسلیے کہ چالاک و ابو الفتح کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونون اندر بنگلہ کے سر پر صبا وغیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے مصروف خدمت تھے

کرنا گہ پھر سحر آئی قضا را — برنگ مہر پھر چمکا ستارا
ہوئی ظاہر جہان مین صبح ناگاہ — چھپے نظرون سے بالکل نجم و ماہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیب و زینت تمام اور رنگ سلیمانی برآکر جلوہ فرما ہوے سرکار ذیوقار دربار مین آکر جمع ہوے امیر بھی سجدہ کر پاس سے برآمد ہو کر دنگل نادعنبر اصفی پر بیٹھے شہزادون نے آکر قصہ شبینہ عرض خدمت والا کیا کہ اسطرح چالاک و ابوالفتح ہمکو پکڑنے گئے تھے پھر سب ماجرا سنکر گویا ہوے کہ افسوس ہے وہ مسحور سحر ہو گئے اب ہر ایک انسے ہوشیار رہے یہ فرما کر سیارہ و فتاح کو عوض خدمت دوشینہ خلعت فاخرہ دیا اور فرمایا کہ راتکو عیار بارگاہ سلیمانی مین رہین اور پانی طلب فرما کر اسم اعظم الٰہی اسپر دم کرکے شیشون مین بھرا اور سب عیارونکو دیا کہ اسکو پیو اور منھ پر ملو تاکہ سحر ساحر نہو سب نے وہ آب طاہر و پاکیزہ لیکر پیا اور چہرے پر ملا اور پھر عیاری کو روانہ ہوے ادھر بوقت سحر لقا تخت نکبت پر آکر جب بیٹھا بلا و صبا وغیرہ غائب ہو گئے تھے یہ بھی ظاہر ہو کر دربار مین آئے اور دنگلو نپر قیام پذیر ہوے چالاک وابوالفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہمارے ہمنے راتکو یہ کیا تھا اور یہ ماجرا گذرا اسنے سب ماجرا سنکر آفرین و تحسین کی اور خلعت دیا اس اثنا مین ہرکارے لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم سوقت لشکر امیر مین تھے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ مین عیارونکو رہنے کا حکم دیا ہے بلا نے جملہ کیفیت سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا حمزہ کہانتک انتظام کریگا مین اسکو خود اسطرح قتل کرونگا کہ تمام عالم اُسکے حالپر رویگا یہ کہکر میخواری مین مصروف ہوا صبا جادو جوش شب کو پہونچے ہوا ہی ہی اتر کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی کسلیے کہ ماہ جادو سپہ سالار ہے جو لشکر مین ہزار ساحرون مین خیمہ زن ہے اور باقی مخفی رہتے ہین پس جب ہر ایک جمع ہو چکا اسنے کچھ مشورہ انسے کیا اور دن بھر ناچ دیکھا کیا جب ساحر روزگار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپدید کیا اور سیہ ظلمت شب کو رخ ترک دہر نے اپنا محافظ و پناہ گیر بنایا کہ بموجب ابیات

شب آمد جواہر یمین کینہ خواہ — خروس جرس خاست از بارگاہ
سلاحش یکایک بپرداختند — برفتند چندین زرہ ساختند

یعنی بحکم ملا طبل جنگی نے صدادی ہرکارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان مین حاضر ہو کر دعا و ثناے شاہنشاہی بجالاے اور کوس رزم کے بجنے کی خبر عرض کرکے بامر جاسوسی پھر چلے گئے یہان بھی نقارۂ حربی حسب ارشاد شاہی گڑگڑایا کوس اسکندری کا غریو چار دانگ عالم مین پھیلا کہ بموجب قول المولفہ

ہوش پھر میرے گم ہوے ساقی — دے مے تند مجھ جو ہو باقی — آج زاہد سے مجھکو لڑنا ہے
تیز شمشیر طبع کرنا ہے — رزم پر کینہ ور تھے آمادہ — چوب پر طبل جنگ افتادہ
لڑنے والے کمر لگے کسنے — جوش جرأت سے سب لگے ہنسنے — شاہد تیغ پر ہوے مفتون
سر مین سوداے جنگ و کشت و خون — آب و تاب ایسی تیغ ہمت مین — شمع روشن تھی بزم جرأت مین
رزم و پیکار کی تھی دلمین بند — رشتۂ جان بھی کیا عجب ہو کمند — تھی چقاچاق اسلحے کی صدا
شور رہل من مبارز تھا بپا — تیر کرتے ہون جسطرح پرواز — غب مین یون سائین سائین کی آواز
ٹوٹتے تھے جو چرخ سے تارے — تیر ترک فلک نے تھے مارے — ہالۂ مہ کی شکل تھین ڈھالین
تیز ہوتی تھین تیرون کی بھالین — خوف سے مرگ کے کوئی تھا ڈھال — کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال
کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا — تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا — تھی نقیبون کی ہر طرف یہ پکار

سوچا کہ تو بھاگ ناحق آیا اور صورت بدلکر بیکار گیا کسلیے کہ تیر اثر رنگ ساحران ہو تا کسیکو معلوم نہین یہ لوگ مسلمان سب تجکو اپنا دست جانتے ہین پس بصورت اصلی چلکر شہزادے کو پکڑ لا یہ سوچکر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا سیارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اسنے جوابدیا کہ تو پہچانتا نہین جو ٹوکتا ہے سیارہ یہ سُنکر قریب آیا اور اسکو پہچانکر بولا کہ آئیے بھائی صاحب واقعی مجھ سے خطا ہوئی مین نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ آگئے مین ایک کام کو جاتا ہون شہزادے سے ہوشیار رہیےگا یہ کہکر آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ و رباپ کی جگہ پر جانتا ہے غرضکہ یہ تو چلا گیا اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا حاجب دربانون کی کیا لیاقت تھی جو روکتے جسنے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندرون بارگاہ گورون کا پہرا تھا برابر آب رنگ کے گار دا ترا ہوا سنتری ٹہلتا سنگین اور ہتھیار کا کوٹ بند ھا تھا اسنے آگے بڑھکر پاس کھایا گورے نے رستہ دیا یہ آگے بڑھا شمع مومی و رکافوری وغیرہ روشن تھین شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر کر آیا تھا مسند پر جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا کہ اُسپر نگاہ پڑی فرمایا کہ آؤ بھائی چالاک آئے یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ بہرامو قوف کرا دیجیے مین کچھ تنہائی مین عرض کیا چاہتا ہون شہزادے نے فوراً تخلیہ کرا دیا اسنے باتین کرنا شروع کین اور شراب مین بیہوشی ملا کر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر سراچہ بارگاہ پشت کیطرف سے چاک کر کے باہر نکلکر اپنی راہ لی ادھر ابوالفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اصل بارگاہ داراب مین گیا کسی نے اسکو روکا نہین کیونکہ سب اسکو پہچانتے تھے اسنے اسیطرح شہزادہ کو شراب پلا کر تخلیہ کرا کر سراچہ کو چاک کیا اور لیکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکلگیا ٹھہر کر زنبیل عیاری بجائی چالاک بھی آکر ملگیا دونون متفق ہو کر جانب لشکر لقا چلے لیکن یہان بعد کچھ دیر کے سیارہ آیا اور بہراد وغیرہ برخاست ہو کر گھبرایا اندر جو گیا شہزادے کو نپایا اُدھر قتلاح عیار بارگاہ داراب مین گیا اُسکو بھی نپایا گھبرا کر میترہ ناپا ابوالفتح کا نقش قدم پایا بیتابانہ یہ تجسس مین چلا ادھر سے سیارہ چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا طلایہ دار کچھ فوج ہمراہ لیکر دوڑ پڑا ادھر دونون برق و باد کے چلے چالاک و ابوالفتح قریب لشکر لقا پہونچ چکے تھے کہ انھون نے جاکر گھیر لیا اور خنجر کھینچکر حملہ کیا انھون نے پشتارے تو زمین پر رکھدیے اور لڑنے لگے خنجر اس شب تار مین بجلی کیطرح کوندنے لگے ہنگامہ جو ہوا لشکر لقا قریب تر تھا طلایہ دار با فوج کثیر دوڑ پڑا لیکن بقدرت خدا پشتارون سے منھ جو شہزادون کا باہر تھا ہوا سرد صحرا کی لگی اور زمین کی سردی پہونچی بیہوشی اتر گئی ہوش جو آیا اپنے تئین بندھا پایا زور کر کے پشتارے کو پھاڑا اور باہر نکلکر نعرہ بلند کیا طلایہ دار آ پڑا تھا اسنے گھیر لیا انھون نے دو ایک کو مار کر تیغہ لیا اور شمشیر زنی آغاز کی اس عرصہ مین طلایہ دار لشکر لیکر آ پڑا دونون فوجون مین تیغ زنی شروع ہوئی غیرونکے نعرون سے جنگل گونج گیا روباہ خصالونکے جانپر بڑی نخل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہاے خون جاری ہوے ہوا سے تیغ روان کے سناٹے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی یہ حال تھا کہ

ابیات

در و دشتها شد همه لاله گون | بدشت و بیابان همی رفت خون | بس آن لشکر نامدار بزرگ

بدشمن بیفتاد چون شیر و گرگ | همی برزند این بران آن برین | ز خون یلان سرخ گشته زمین

هوا زین جهان بود شبگون شده | زمین سر بسر پاک پرخون شده | میان صف دشمن اندر فتاد

پس از دامن کوہ برخاست باد

آخر فوج عدو تاب نہ لاسکی اپنے لشکر کیطرف بھاگی شہزادگان مریخ صولت بصد جاہ و حشمت اپنے لشکر کیطرف پھرے چالاک و ابوالفتح بھاگ کر لشکر لقا مین گئے دونون طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے جسوقت کہ عیارہ شب نے پشت سے پشتارہ ظلمت اتارا اور شاہ خاور پشتارہ کی چادر ظلمانی پھاڑ کر نکلا کہ **نظم**

ایک قہقہہ مارا اور کہا ایسے بہلاوا رتو انھون نے خالی دیا وہ بھی تو ساحرونکے برادر باب ہین بھلا کیا ہاتھ آتے ہین ساحران باتونسے جھلایا اور کہا ملکہ جی
عیار یہان حاضر ہونگے ورنہ ضرور قید ہو جاتے اور خیر تم کھو گئے کہ سخن پروری کرتے ہین مین ابھی گرفتار کرتا ہون پوچھا جو سب مین سرگروہ اور
زبردست عیار ہو اُسکا نام بتاؤ وہ جہان ہوگا وہانسے پکڑ آئیگا بختیارک نے کہا سرگروہ عیاران تو تمھارے طلسم مین گیا اور اُسکے بعد
جو نامی عیار تھے وہ بھی اُسکے ساتھ ہین انکی زبردستیونکو تو تمھارا اور تمھارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بلا انکے کہانسے کیا طلب
وہ جانین اور شہنشاہ جانے یہان جو ہون انکو بتلو اسنے کہا یہان اب بعد عمرو کے بیٹا اسکا چالاک اور بھانجا ابوالفتح ہے یہ سنکر بلانے کچھ
سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و اے ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اسجگہ یا اپنے لشکر مین جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل نہین
کرو تو دل و جگر تمھارے حرارت تشنگی سے کباب ہون اور شدت عطش سے بیتاب ہو اسنے تو یہ بات یہان کہی وہان یہ دونون عیار جو جو سحر محل
رہے تھے کہ نیچہ سحر مین گرفتار ہوے چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا سارا رنگ رنگ ہوا ایسی پیاس معلوم ہوئی کہ پانچ صراحیان برف کی جھلی
ہوئی پیگئے لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سبکتہ کاری ہوکر گھبرا ہوے شش و پنج مین پھنسے سب داؤن گھات
بھولکر باہم حرف زن ہوے کہ قدرتی کارخانہ خداوندی القادر ہے تم وہان چلکر جھکے اور پوپارہ اڑادیہ کہکر بساط سخن کو لپیٹا اسلام کی
بازی ہار کر بسان مرد چکر مین پھنسے جنگ کا جگت اُٹھکر چلا کہ ساحر سے جا کر ملین غرضکہ افتان و خیزان بارگاہ لقا مین آکر سامنے بلا کے
ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے کہ ہم آپکے غلام ہین جو ارشاد فرمایئے بجا لائین بختیارک یہ دیکھکر پھڑک گیا اور ہوش اُڑگئے اور کہا اے بلا یہ تمکو
ایسا انجانتا تھا اب تمکو لازم ہے کہ ان عیارونکے بھائی بند ایک لاکھ جو بیس ہزار ہین انکے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو یعنی مخفی ہوکر رہو مجھکو معلوم ہوا
کہ سلمانونپر غالب ہوگے اُسنے کہا تم میرے رہنے کا بھی تماشہ دیکھلو یہ کہکر اسکا ہاتھ پکڑکر باہر بارگاہ کے لایا ایک تاریل جانب صحرا مارا
صدائے مہیب پیدا ہوئی آنکھین بند ہوگئین اب دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار ہے خیابان خیابان پھولونکی بہار ہر شاخ گل پر بلبلین
نغمہ سنج ہین لالون لال تر شادوے کے درخت انار و نارنج ہین چشمہ آب حیزان ہین چمنستان نسرین و نسترن ہین بیچ مین اس صحراے فرحناک کے
ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی جواہر سے آراستہ سب تھی ستون الماس نگار کے استادے جواہر کار تھے فرش اسمین قاقم و سنجاب کا بڑی
آب و تاب کا تھا پلنگ اسمین مرصع پایونکا بچھا تھا مسہری جواہر نگار کا سامان آرایش بہت تحفہ تھا اسنے کہا ملکہ جی مین جو نظر مردم دنیا سے
نہان رہونگا اور یہین اس شخص کی صبا رجادو اڑکر جائیگی اور یہ پردے ہوا جاکر قیام کریگی ملکہ جی نے کہا کہ اب میرے دلکو قرار آیا اچھا چلو
بارگاہ مین بیٹھیں اور عیارونسے کہین کہ وہ جا کر سرداران اسیر کو جرالائین اسنے ایک سحر پھر پڑھا کہ وہ صحرا و بارگاہ نظر سے غائب ہوگئی اور یہ
دونون بارگاہ مین آکر بیٹھے اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا و آفتاب بسان عیاران مطیع ساحرہ شب ہو کر جانب بارگاہ مغرب گیا **ابیات**
پھر آیا جھک کے ابر شام سر پہ ÷ ہوئی پھر بارش باران اختر ÷ ہوا پھر ماہتاب شام پر نور ÷ جو گذری رات تھوڑی حسب دستور ÷ کچھ رات گئے
حسب فہمائش بختیارک عیارونسے ساحرہ گورنے کلام کیا کہ اے چالاک و غیرہ تم دونون جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ علمشاہ کو پکڑ لاؤ
یہ دونون داب بجا لاکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور راہ مین صلاح کی کہ ساحرنے جو ہمارا فی الحال مالک ہے ایک کے گرفتار کرنیکو حکم دیا
ہمکو لازم ہے کہ ہم دونون شہزادونکو پکڑ لائین کسلیے کہ نیا نوکر بہرحال کرتا ہے بس یہی تہیہ کرکے داخل لشکر ہوے چالاک تو بارگاہ شہزادہ علمشاہ
کیطرف چلا اور ابوالفتح جانب بارگاہ شہزادہ داراب کشور کشا گیا اول چالاک صورت اپنی تبدیل کرکے بسان دزد سیاہ پوش ہوکر قریب
بارگاہ پہنچا وہان سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ علمشاہ کے پہرے پر تھا اسنے للکارا کہ کون آتا ہے یہ اسکے للکارنیسے بھاگا اور کچھ دور آکر

چنانچہ ایک روز چالاک بن عمرو مع عیاران خود سر فراش و خدمتگار بنکر داخل بارگاہ لقا ہوا اور حال یہانکا دریافت کرنے لگا یہ ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک
برق شعلہ بار چمکی اور رعد بیتابانہ گرجا علامت آمد ساحران برپا ہوئی کسلیے کہ افراسیاب کا فرمان واجب الاذعان جب بنام حاکمان شہر ہوکر نکلا
تو وہ سب ساحر کہ ایک انمین بلاے جادو و صباے جادو و مہتاب جادو و ماہ جادو یہ عورتین ہین اور صبا بہن بلا کی ہے لیکن بڑا بے آئین
دین سامری و جمشید بہن پر عاشق ہوکر بلا نے اپنی ہمخوابہ صبا کو بنایا ہے مثل اسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے بموجب رسم آتش پرستی ہما اپنی دختر کو ہمبستر
کیا تھا قصہ اسکا شاہنامہ مین فردوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے غرضکہ بموجب حکمنامہ شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے مگر اس سبب سے کہ فوج و لشکر
کا بہر حفاظت قلعہ چھوڑ کر آپ ایک صندوق کہ کئی سو گز کا لمبا اور چوڑا تھا اسپر سوار ہوے اور بزور اس صندوق کو اڑایا اور چار ہزار ساحرون
کو کام خدمت کیلیے صرف ساتھ لیا ڈھول بجے ناقوس پھنکے برق برسے ہوا اڑکر بعد قطع مسافت اور قریب لشکر خداوند گمراہ پہونچکر ساحرونکو ایک مقام
پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ پر آکر قائم ہوے علامت سحر برپا ہوتے ہی بختیارک وغیرہ اٹھے تھے کہ بہر استقبال جائین اس
اثنا مین وہ صندوق بارگاہ مین اتار لائے اور سامنے اپنے خداوند کے آکر سجدہ مین گرے اس مردود نے گڑگڑا کر کہا کہ سر اپنا اٹھاؤ سجدہ
تمھارا العوض عبادت ہزار سالہ مین نے قبول کیا یہ بہت خوش ہوکر اٹھے اور نذر دیکر دنگل پر خلعت پاکر بیٹھے ساقی نے جام دینا شروع
کیے جب دماغ سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت بختیارک ناچتا ہوا انکے سامنے آیا انھون نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھکر خندہ
دندان نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپکا کیسا ہے اس خرس نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللعن ہے یہ سنتے ہی سب نے شیطان
کے قدم آنکھون سے لگائے اور عرض کیا کہ ہمکو نہ بہکایئے گا اسنے کہا کہ مین تمسے یہ پوچھتا ہون تم جو آئے ہو تو کس ارادے سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ
لائے ہو انھون نے کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغضوب کو قتل کرنے آئے ہین اور فوج کی ہمکو کچھ احتیاج نہین ہے دیکھو یہ ہمارا لشکر ہے یہ کہکر وہی صندوق
کہ جسپر سوار ہوکر آئے تھے وا کیا پٹ کھلتے ہی پشہ و مگس کیطرح پانچ لاکھ پتلا فولاد کا نکلا اور دو ایک نے انمین سے بڑھکر قامت مثل انسان پیدا کیا
اور فلک کیطرف سے آواز خود آئی کہ اسطرح کے پانچ لاکھ صندوق اور ہین آپ فرمائین تو حاضر کیے جائین انھون نے کہا کچھ احتیاج نہین ہے
یہ کہکر ان پتلونکو بزور سحر داخل صندوق کرکے پٹ اسکا بند کرکے کہا مالک جی آپنے ہماری فوج کو ملاحظہ کیا یہ پتلے سب انسان بنکر لڑینگے اور کار دشمن
تمام کرینگے بختیارک نے کہا حمزہ بھی وہ زبردست ہے کہ اسم اعظم پڑھکر پتلونکا حال پتلا کر دیگا انھون نے کہا اسم اعظم کی بھی ہم تدبیر کر چکے ہین تم دیکھو
تو کہ ہم کیا کرتے ہین اس شیطان نے کہا کہ اچھا مینے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیارونکا کیا بندوبست کروگے وہ دم بھر مین ساری محنت
خاک مین ملا دیتے ہین اور ملک فنا دکھا دیتے ہین انھون نے کہا وہ کہاں ہین اسنے کہا کہ کچھ تو یہان بھی اسوقت موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر
مین ہونگے یہ سنتا تھا کہ بلاے جادو پکارا اے عیارو اگر تم یہان آئے ہو تو جانا نہین ورنہ جلا دونگا یہ صدا دیتے ہی چالاک وغیرہ جو عیار
کہ موجود تھے اور یہ سب ماجرا دیکھ رہے تھے انکے جسم مین سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگین بہت جلد صورتین تو بدلے ہی ہوے تھے
باہر بارگاہ کے نکلگئے اور دوڑتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے جب وہ جلن موقوف ہوئی پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحرونکے آنیکا جو دیکھا
دیکھا تھا عرض کیا آپنے فرمایا کہ اللہ برتر ہمارا نگہبان ہے فی الجملہ چالاک ہانسے پھر چلا اور خیمہ ابو الفتح مین آیا اسنے کہا تشریف رکھیے اسنے
سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا فکرمند ہونا ظاہر کیا کہ ان ساحرونکے شر سے خدا بچائے ابھی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسنے کہا اے
برادر آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو تین بازیان چوسر کی کھیلو اور ساحرونکے قتل کا مشورہ بھی کرتے جاؤ یہ یہان بیٹھ گیا اور چوسر بچھا کر
کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور مشورہ اس امر کا کرتا تھا لیکن وہان جب بلا کے نہیب دینے سے کوئی عیار گرفتار نہوا اور نہ کسیکے پیرہن مین آگ لگی بختیارک نے

کہ یاد آیا ساغر دو بارہ مجھے
چھکا دے مجھے آج اے مہربان
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے
مے سرخ ہے جام بلور مین
کہ طائر نوا زن ہین وقت پگاہ
اُنڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب
کہ زاہد سحر گاہ طاعت مین ہے
چھلک جاتے ہین جام اسطرح سے
ہوئی صبح پیری امنگین کہان
جوانی کی حیرت پہ کھینچی ہے آہ
سحر ہوتے ہی کچھ نہ سامان تھے
سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو
بنام سپہر ور قدردان
شہ ملک جود و سخا ہے وہی
کہ نام خدا وہ جوانمرد ہے
اُٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب
نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ
بس اے جاہ لکھ آخری داستان
چنین سے نگار و بکلک بیان

مرے ساقیا آج آخر ہے دور
کوئی دم مین مین پھر کہان تو کہان
نہ غفلت مین اس شب کو کر رائگان
شفق پھولی ہے صبح کے نور مین
یہ شیشون کی قلقل سے ظاہر ہوا
نکلتا ہے مشرق سے دیکھو آفتاب
بہار اشک شبنم سے منہ دھوتی ہی
کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے
اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام
نسیم سحر ہے یہ وقت پگاہ
نہ رکھے سے دل کو ترستا ہوا
کہ تو رسحر جلوہ گر دل مین ہو
نول پر بڑھے جب کہ لفظ کشور
دریجر بذل و عطا ہے وہی
بوقت سحر خواب سے جب اُٹھے
تو لے نام ایسے سخی کا شتاب
سخنگو کا اب ہے وہی دادخواہ
پُرانی کہانی نئی کر دے یاں

ق

نرالا ہے کچھ جور گردون کا طور
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے
سحر کے ہین آثار ساقی عیان
صدائے بط مے پہ ہے اشتباہ
کہ اس شب کے جلسہ کا قُلقُل ہوگیا
ہوئے سرنگون ایسے مینائے مے
گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہی
جوانی کی شب کی ترنگین کہان
سو وہ بھی ہے کچھ دم مین ساقی تمام
ہوئی بزم برخاست یار اُٹھ گئے
کہ اس بزم سے جاؤن ہنستا ہوا
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان
تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور
کسے صبح پیری کا جب ڈر رہے
اگر نام لے اُسکا غم سے چھُٹے
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ
خداوند مال و خداوند جاہ
سخن سنج و دانا ہے این داستان

حاکیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب تاجداران کشور اعلام مبازران لشکر کلام سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی عربدہ پردازان ہنگامۂ سحر سازی ساحران الفاظ تحریر کو میدان سحر خوانی مین اسطرح پہونچاتے ہین اور پرستش خانہ بیاتمین لاکریون جادو تقریر دبنلاتے ہین کہ شہزادہ توریح ذی وقار امیر نامدار سے تمیک وزکا وعدہ کرکے بہر شکار آئے تھے انکو جب عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایون صاحبقران دوران ناساز ہوا طبیعت فکرمند ہوئی خبر نہ ملنے سے رہنمند ہوئی اسی اثنا مین ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالی مین عرض کیا کہ مین نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہی وہ یہ کہ جیسے شہزادہ توریح پر ایک پہاڑ ٹوٹکر گرا ہی اور وہ اسکے نیچے دبگیا ہی لہذا اس خواب کے دیکھنے سے مین بہت فکرمند ہون مجکو اجازت دیجئے کہ اپنے بھائی کے ڈھونڈھنے کو جاؤن امیر بھی ازبسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے اس شہزادۂ نامور کی عرض سنکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا اور فوج بیشمار تیار فرماکر زاد سفر درست کرکے مرکب بری پیکر پر سوار ہوکر بڑے کروفر سے تلاش توریح روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑئیے مگر یہان امیر کا حال سنیے کہ آپ منتظر جنگ وجدال از جانب لقا بدخصال بارگاہ مین جلوہ فرما رہتے ہین اور عیاران لشکر بہر خبر صورتین بدلکر بارگاہ لقا مین جایا کرتے ہین

اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا اکابران شہر حاضر ہوکر نذرین دینے لگے لاش صدادی کی پھکوادی جلسہ عشرت آغاز ہوا کئی روز تک جشن رہا پھر وہان سے لشکر ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ سنگین پر آکر ٹھہرے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہانسے کوچ کرکے جانب طلسم ہزار برج روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طے مراحل صید و سیاحی کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ گلہائے بوقلمون سے یہ دشت رنگین ہے گویا زمین پر بہشت برین ہے گھنے گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن پر یہ بہت جوبن ہے سب جنگل نور کا تڑکا نظر آتا تھا دل اسیجا رہنے کو چاہتا تھا ہر شاخ درخت طوبیٰ مثال ہے ہر نہال زرگل سے مالا مال ہے دایہ بہار اس ہونہار کو لاد سے نہال ہے دودھون نہائی ہے پوتون پھلی ہے جو کلی ہے غرہ دلکو بھلی لگی ہے نسیم چمن لی گلی پھرتی ہے غنچو نکو وہ اغماز ہے کہ منھ سے نہین بولتے ہین گلو نکو وہ خوشی ہے کہ ہنس رہے ہین صوبے جو درختون سے چھنتی ہے آفتاب کا جی چاہتا ہے کہ انکے سایۂ عاطفت مین رہون یا معلوم ہوتا ہے کہ چادر نورانی تنی ہے نہرین ہوا سے لہراتی ہین مردہ دلونکی طاقت بڑھاتی ہین تراوت آنکھون مین دیکھے سے آتی ہے سبزہ پر نیند براحت سلاتی ہے

نظم

بہار فصل گل کی تھی بڑی دھوم	ہرا ساون مین تھا تختہ زمین کا	کہین مینا سے تھا خوش رنگ سبزا
کہ ہو ہر سبزۂ خوابیدہ بیدار	مچاتی تھین چمن مین بلبلین دھوم	مچاتے نشہ مین غل برگ اشجار
	عجب پھولا تھا تختہ چاندنی کا	بہت تھا لطف انجا میکشی کا
عجب صحرا تھا وہ رشک گلستان	تصدق بلبلون کی اسپہ تھی جان	

اس دشت کے بیچ مین ایک مکان عالیشان نہایت ہوائی رنگین اسکی مصفا ہی بلند ایسا ہے کہ کاخ آسمان اسکے گنبد نظر آتا ہے طائر وہم و خیال نفس تن سے خیال پرواز مین اڑ جاتا ہے ہزار برج اس مکان کے گرد بنا ہے ایک برج سے دوسرے برج تک دو تیر کا فاصلہ ہے دروازہ ہر برج کا جواہر کا ہے بعض انمین ایک ڈال گوہر کا ہے ہر برج مین ایک ایک گھڑی دیوزان ہے یا کسی عاشق کا دل لعبت معشوق مین لٹک کر ہر گھڑی نالان ہے طرفہ تماشہ ہے آرایش مین اس قصر بزرگ کا یہ نقشہ ہے

نظم

نہایت قصر عالی صاف و براق	بظاہر تھا متاع عشر آفاق	ہزارون طرح کے سامان آرام
مناسب فرش رنگین ہر در و بام	مصفا فرش ایسا ہے مکان مین	میسر جو نہ ہو اب اس جہان مین
تعلق سنگ کا ہر شے مین پایا	کھلا یہ سب ہے پتھر کا بنایا	مکان کے سامنے کا تھا جو میدان
نظر آیا کہ اک پھاٹک بھی ہے وان	طلائی سر سے پا تک ہر طرف سے	نظر کی تاب کیا جو اسکو دیکھے
بڑا تھا ریشمین اک اس مین پردا	بہت اچھا بہت بہتر وہ سارا	

شہزادے نے اس صحرا مین قیام کیا صحرا کے ایک جانب کو ایک کوہ فلک شکوہ تھا خونریز نے کہا کہ ای شہریار اسی کوہ کے دریسے سبھی دولت تمام دکو ٹھے خزانے کے مجکو ملے تھے جب بہت آدمی ملازم میرے مارے گئے تھے یہی ہے طلسم ہزار برج کہلاتا ہے یہین کا گیا ہوا پھر کر نہین آتا ہے جا خطرناک ہے آگے قدم رکھنے سے قصۂ زندگی پاک ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو ہم جائینگے اور گوہر مقصد اس بحر پر آفت سے لائینگے یہ کہکر بارگاہ نصب کرواکر اترا اور طلسم مین جانیکا مشورہ کرنیگا حال اس شہزادہ کا نسبت فتاحی طلسم ہزار برج اور پھر نا عمرو کا مع ملکہ بران طلسم کو کٹ سے اور رہا ہونا شہزادہ اسد کا قید افراسیاب سے یہ چاہ بے سر و سامان جلد سوم مین انشاء اللہ بیان کریگا اب بقیہ حال لشکر امیر با تدبیر کا بیان کرتا ہے بفضلہ تعالیٰ

داستان آنا بلائے جادو وغیرہ حاکمان شہر صبا کا بمقابلہ امیر کشور گیر اور ختم ہونا اس جلد ثانی نایاب کہانیکا المولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ	جوانی کی پھر آئی دلمین ترنگ	تری چشم میگون نے مارا اب مجھے

کوچ کیا زمین کثرت سپاہ سے ہلنے لگی دشت و بیدا میں ہلچل پڑ گئی خاطر فلک پر اس جاہ و حشم کا بار پڑا تھا کہ پشت خم کیے تھا اگر اس بہادر کا وہ خوف
تھا کہ نگاہ کج نہ دیکھ سکتا تھا غرضکہ بڑے تزک و احتشام سے بعد قطع مسافت شہزادہ عالیجاہ قلعہ حدادیہ پر پہونچا اور لشکر ظفر پیکر کو بیرون قلعہ
اتروا کر بارگاہ نصب کرا کر آپ مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد یا یاد بہشت آباد پایا رعایا برایا خرم بازاروں میں گھما گھم تھا
قلعہ پختہ و سنگین انتہا کی آرایش و تزئین وضیع و شریف کی بستی وہ آبادی معمورۂ عالم میں انجمن حسینان پر بہشتی شہزادہ سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا دار الامارۃ
میں آیا سامان شاہانہ سے اسکو آراستہ پایا تخت پر حداد کو بٹھایا آپ دنگل پر جلوہ فرمایا سرداروں نے پہلو و جوانب میں جگہ پائی محفل عشرت
گرم ہوئی ہر ایک قاصرہ رشک ناہید زینت بزم ہوئی حداد نے غفلت دیکر چند جام ساغر پلا کر بیہوشی کے ساغر اس لاور کو پلائے اور سرداروں کو
بھی مع نجم عیار کے وہی دیے یہ سب بیہوش ہوئے آہنگروں کو بلا کر قید پہنا کر زندانخانہ میں بھیجا لیکن سنگین کو بھی جو سبکے ساتھ بیہوش ہو گیا
تھا اسکو ہوشیار کرکے کہا کہ اے بہادر میں بمصلحت مطیع اس مسلمان کا ہو گیا تھا اور تمکو امید ہے کہ تم بھی میرے شریک ہو گے اب لازم ہے کہ آج رات کو
لشکر دشمن پر شبخون مارو اور فراغ خاطری سے داد عیش دو سبکو قتل کرکے سنگین اس حال کو سنکر اسکی نامردی سے رنجیدہ تو ہوا لیکن کیا
اندر قلعہ کے تھا ملال بنا اسپر ظاہر ہونے نہ دیا خاموش رہا کہ خیر دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور حداد کے قلعہ والوں کی نوبت مسلمان ہونے کی نہ آئی تھی
اسوجہ سے وہ انتظام از سر نو کرنے سے عاجز رہا اپنے افسران لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تالیف قلوب کرکے اس بات پر آمادہ کرنیگا
کہ فوج جو اپنی لشکر مسلمانان سے علیحدہ کرکے جانب کوہ و صحرا کوچ کر جاؤ اور رات کو میں قلعہ سے نکلکر ابر گردن تم اسطرف سے آکر حملہ کرو سبکا
کام تمام کر کے چین سے بیٹھو سردار ہنوز لشکر سے کوچ کرکے جانے نہ پائے تھے کہ **ظلم** پدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا تھا چنانچہ اسکو معلوم تھا کہ
بیٹا میرا مال و اسباب اپنا لیکے قلعہ **حداد** پر گیا ہے پس یہ اسیطرف آیا اسکے آنیکی خبر ہرکاروں نے آکر اسکو دی از بسکہ بیٹا اسکا تو یہاں
موجود ہی تھا وہ استقبال کرکے دار الامارۃ میں لایا حداد نے بھی تعظیم کی بغلگیر ہوا اور برابر اپنے تخت پر بٹھایا سارا حال ندم شہزادہ بیان کیا
اسنے جملہ ماجرا سنکر کہا کہ تمنے بڑی نامردی کی کیا نبیرۂ **حمزہ** سنگ و آہن کسے بنا ہے یا باد و آتش سے پیدا ہوا ہے جو زیر نہو سکا اس مکر سے زیر کیا
ذرا بلواؤ میں تو دیکھوں کیا شکل و شمائل رکھتا ہے اسنے بہت عذر و حیلہ کیا مگر اسنے نمانا ناچار اسنے سب قیدیوں کو سامنے طلب کیا شہزادہ وغیرہ
ہر ایک ہوشیار ہو کر مقید ہونے سے مصروف عا تھے کہ زندان بان انکو سامنے **ظلم** کے لائے ہر ایک نے پکار کر بطور خدا پرستان سلام کیا حداد
نے کہا کہ اے گروہ تمہیں لازم ہے کہ رفاقت اس مسلمان کی ترک کرو تا کہ قتل میرے ہاتھ سے نہو یہ کلمہ سنکر **خونریز** کو غصہ آیا اور پکارا کہ اے بیحیا تو
وہ نامردی کی ہے کہ نامردوں نے بھی ناک کان کاٹے ہیں تمام گروہ کو رسوا کیا ہے اسنے جب یہ بات سنا الغضب تمام تر قتل اٹھا اس بہادر نے قید
کو توڑ ڈالا اور دربار میں ایک سردار کے سامنے سپر پہ تلوار رکھی تھی وہ تلوار جھٹکر اور بسان برق چمک کر ایک ہاتھ **حداد** پر مارا وہ جست
کرکے پچھلے پاؤں جو ہٹا ایک دنگل ہی پاجھکر گرا اتفاق سے سامنے **سنگین** کے یہ گرا اسنے دنگل پر سے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا
مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اوپر سے خونریز نے آکر ہاتھ مارا کہ اس مردے کے چار ٹکڑے برابر سے ہوئے سردار اسکے مسلمان تو پہلے ہی ہو چکے
تھے اس امر میں کچھ نہ بولے اور شہزادہ نے قید کو توڑ اسپ سوار رہا ہوئے شہزادہ دنگل پر جلوہ گر ہوا **ظلم** نے کہا اے شہریار میرے آگے
زور کا امتحان ہو جائے یہ کہکر پنجہ ملی دراز کیا شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا جھٹکے اور قمچیاں چلنے لگیں کبھی اسکے ہاتھ پر سوار ہو گیا
کبھی وہ زبردستی دکھا کر سینہ پر لاتیں لگا کر پیچھے ہٹا آخر کار شہزادہ نے اسکا پنجہ زبردست پھیر دیا اسنے بھی کلمہ پڑھکر اسلام اختیار کیا
شہزادے نے اس ملک کے دو حصہ کر کے ایک تو **سرشار** کو دیا دوسرا اسکے بھائی **سمسار** کو دیا شہر میں منادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی

زمین پر چار اگھوڑا اور یہ زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھلکر جانب میدان بھاگا اور زنگی اُٹھنے نپایا تھا کہ یہ کود کر اُسکے سینے پر سوار ہوا اور دبا کر گندہ زانو کا
مشکین اسکی باندھین اور سید عیار کیا اسنے حساب بار کو بیہوش کیا اور اٹھا کر لیگیا اسنے پھر مبارز طلبی کیا اب کی مرتبہ خونریز کو ہی سامنے آیا اسنے کہا
اے خونریز تجکو مجھسے لڑتے شرم نہین آتی کہ دونون لڑکے تیرے میرے پاس ہین اور مینے اپنے دین و ایمان کا صدقہ سمجھکر انکی پرورش کی ہے یہ کلمات سنکر
خونریز کو غصہ آیا اور وصف لشکر مین لڑکا اسکے کھڑے تھے انکو پکار اکر ادھر آؤ وہ باپکی آواز سنکر قریب آئے حداد نے کہا تونے انکو جو بلایا تو مین ڈر گیا
یہ دونون غلام سیدرم ہین مین انکا محسن ہون میرا تصدق ہے کہ یہ اپنے ایمان پر قائم ہین اور زندہ و سالم ہین غرضکہ اس کج خلق نے ایسے واہیات
کلام کیے کہ سمار و سرشار کو بہت بُرا معلوم ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھُڑکا کہ اے نالائقان جیسے تم ہو ویسی ہی باتین سنتے ہو خیر تم جاؤ تمہارا کام جانے یہ
کہکر حداد سے کہا کہ زبانکو بند کر اور بازو کھول مین لڑکونکو نہین جانتا تو جان اور وہ جانین اسنے یہ سنکر نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سنان پر
گانٹھا دونون سرگرم کارزار ہوے یہ تو لڑ رہے ہین مگر سمار و سرشار جو باتین سخت سنکر پھرے بھائی نے بھائی سے کہا کہ اے برادر یہ
حداد حرامزادہ ہے دیکھا تمنے کہ کیسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر بُرا بھلا اسنے کہا اب اگر ہمارے باپکو اسنے زیر کر لیا تو قیامت آگئی بدہ و گالیان دیگا
دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر بھائی کیا کرنا چاہیے اسنے کہا کہ مناسب ہے کہ شہزادہ کو چلکر رہا کر دو اور اس مرتد کا سر کچلوا دو یہ رائے اسنے
بھی پسند کی اور وصف لشکر سے حیلہ احتیاج کرکے روانہ ہوے اور اس خیمہ پر آئے جہان شہزادہ صندوق مین بند ہے دربانونسے کہا لاؤ قیدی کو
حداد نے مانگا ہے اسلیے کہ اسکے لشکر کے سامنا اسکو قتل کرین دربانون نے یہ سنکر صندوق کہ جسمین شہزادہ بند تھا انکے حوالے کیا اور یاقوت
کو بھی مانگا یہ دونون کو لیکر اپنے خیمہ مین گئے اور صندوق واکر کے شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اُسکے قدم مبارک پر رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہین
یہ حداد بڑا حرامزادہ ہے ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے اسکو سزا دیجیے یہ کہا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے تورج نے قید توڑی اور اسلحہ انسے لیکر پہنا
اور باہر آکر مرکب پا دیا پر سوار ہوا یاقوت و پسران خونریز ہمراہ ہوے وہ فوج جو بڑا اوپر تھی انکو رہا دیکھکر گھبرائی مگر یہ کسکی مجال تھی جو انکو
روکتا پس یہ گھوڑے ڈالکر میدان جنگگاہ مین پہونچے اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باش او نامرد دیکھ کہ مین آ پہونچا یہان خونریز سب اسلحہ سے مقابلہ
کر کے سرگرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر میان مین آیا اور سد راہ ہوا حداد سے کہا کہ ابھی تو مجھسے معرکہ
اٹکا ہوا ہے ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے وہ اس بہادر کو چھوڑ کر انسے لپٹ پڑا زور ریلا پیلی کے شروع ہوے شہزادہ کو اسکے مکر کرنے پر غضب سے تھا
دو پہر کی کشتی میں ایسا صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اسکو مشکل ہوا گھیر کر جو مارا جاروں شانے چت گرا بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا
کہ حالا شناخت خداے واحد مین کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اور کلمہ پڑھکر براہ نفاق پھر مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے
پر سے اٹھا اور اسکو لیکر اپنے لشکر کیطرف چلا اُدھر سے سرشار و سمار مع اُسکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ چلے لیکن سیلان نے یہ
ہوتے ہی خونریز کے سمجھا کہ کمبخت اژدرون پھر دشمن ہوا کوہ و دشت پھر اپنا مسکن ہوا پس گھوڑا ڈالکر یہ جا وہ جا جانب دشت راہی ہو گیا یہان
شہزادہ بارگاہ مین آکر جشن فرما ہوا ساقی و مغنی شراب عشرت و سرور مسرت سے خوش کرنے لگے کل لشکر ایک ہو کر آزاد و دن تک آسودہ ہوے
تیسرے روز شہزادہ سے حداد عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار والا مقدار اس فرہ بیمقدار کے ملک پر آفتاب مثال حضور کے پڑے تو ذرہ ہونے کا مرتبہ میرا
فلک الافلاک سے بھی زیادہ تر فرمائین شہزادے نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ مجکو جانب طلسم جانا درپیش ہے اس باعث سے تمہارے ہمراہ چلنے مین
پس و پیش ہے خونریز یہ کلام سنکر عرض رسا ہوا کہ جناب کو راہ طلسم طے کرنی ہے کوئی حرج نہوگا راستہ ہی مین دار السلطنت میانکی ملیگی آپ شوق سے چلین
اور انکے ملک کو اسلام آباد کرین سنگین کو ہی ہمراہ آچکا ہے اسنے بھی ہان مین ہان ملائی آخر اس سرچشمہ مروت کو کچھ بن نہ آئی طبل سفر پر چوب لگوائی لشکر نے

ہین اگر تمھاری رائے ہو تو انکو بھی اِس لاور کو جرا منگائین اور صبح کو اسکے لشکر پر حملہ کرکے سبکو قتل کرین یہ مشورہ سب نے پسند کیا اور عیاران مذکور کہ نام اُن کا حیلہ ساز و شعبدہ پرواز ہے طلب کرکے حکم دیا کہ توج کو پکڑ لاؤ اور انعام وافر دینے کا امیدوار کیا وہ دونو حسب الحکم روانہ ہوے اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی شکل اہل اسلام کے بنائی لیکن بیر زمین گیر بنکر تیار ہوے ڈاڑھیاں تا بسینہ مونچھین ہنڈی کرتے پہنے سجدے کے گھٹے ملتے پر بنے غرضکہ اسی صورت سے درست ہو کر داخل لشکر ہوے اور از بسکہ رات جو زیادہ آئی تھی تو روک ٹوک بہت نہ تھی یہ بازار لشکر میں پھر نیکلے اور بارگاہ شہزادہ دریافت کر کے اُسیطرف آئے یہان حاجب دربان وغیرہ حاضر تھے خدمتگار بہر کار آمد و رفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار چپی کرنیوالے اپنی باری بھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کیطرف چلے کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اُسوقت جاکر آرام کرین چنانچہ وہ بستر تک اپنے پہونچنے نپائے تھے کہ ان عیاروں نے قریب انکے جاکر بطور خدا پرستان سلام کیا اور عرض رسا ہوے کہ ہم مسلمان سہنے والے قلعہ طوفانیہ کے ہین ہمیشہ اپنا دین پوشیدہ رکھتے تھے کسلیے کہ تمام کوہستان مملو از لقا پرستان ہے اتفاقاً ہمارا راز بادشاہ طوفانیہ کو معلوم ہوگیا اور اسنے عزم ہمارے قتل کرنیکا کیا ہم وہانسے بھاگ کر اس حوالی مین آئے اور چھپکر مع اہل و عیال رہنے لگے مگر ہمیشہ سے درگاہ باری مین عاجز گریہ زاری کرتے تھے کہ قدم اقدس مسلمانونکے یہان آئین بارے دعا ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہان تشریف لائے فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے ہمنے تیار کرایا ہے اور چند مسلمان بھی جمع ہوگئے ہین آپ بھی تکلیف فرماکر غریبخانہ تک قدم رنجہ فرمائین اور دعوت کا طعام کھائین اس لجاجت سے انھون نے کہا کہ خدمتگارونکو کچھ عذر نہ بن پڑا سواے اسکے کہ انکے ہمراہ ہوے یہ دونون مکار انکو لیکر لشکر سے باہر آئے اور جنگل مین پہونچکر حباب بیہوشی انکے منھ پر لگائے کہ وہ بیہوش ہوے انھون نے اور زیادہ انکو بیہوش کر کے کپڑے منگلے اُتارے اور فتیلہ روشن کر کے آئینہ سامنے رکھکر انکی سی صورت اپنی بنائی اور انکو ایک غار مین ڈالکر بارگاہ شاہزادہ کیطرف راہ لی اور باتون باتون مین سب حال خدمتگارونسے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر آکر اپنے بستر پر ٹھہرے اور پچھلی رات کو اٹھکر بارگاہ کے اندر گئے خدمتگارونکو بدلوا کر آپ چپی کرنے بیٹھے وہان شمعدانے ہوئی اور کافوری روشن تھی انھون نے پردانے بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے پھینکے کہ پلنگ کے باریدار بھی بیہوش ہوے اسوقت ایک حباب بیہوشی کا شہزادے کے منھ پر ملکر اسکو بھی بیہوش کیا اور پلنگ کی چادر مین جلد تھامکر کمند سے مضبوط باندھکر پشت پر پشتارہ لگایا اور سراچہ بارگاہ پشت کیطرف سے پھاڑ کر نکلے اور پہرے والونکی نظر سے چھپتے ہوے اُٹھتے بیٹھتے لشکر سے نکلکر روانہ ہوے حداد کی بارگاہ مین آئے اسنے انتظار مین رات بھر جاگ کے بسر کی تھی انکے آتے ہی پلنگ پر سے اُٹھکر آفرین خوان ہوا اور آہنگرونکو بلاکر اسیوقت شہزادیکو مطوق و مسلسل کرایا اور ایک صندوق آہنی منگاکر اس متاع گرانمایہ صاحبقرانی کو بلند کر کے قریب بارگاہ ایک خیمہ مین رکھدیا اور خیمہ پر ہزار ہا پاسبان مقرر کیا اس عرصہ مین وہ رات گذر گئی اور عیار کیطرح آفتاب پشتارہ نور روشن پر رکھکر بارگاہ مشرق سے نکلا **نظم**

سحر گہ چو بفروخت خورشید تاج
زمین زرد شد کوہ و دریا چو عاج
دگر روز چون تاج بنمود مہر
زمانہ بر آمد ز ختم سپہر

صبحدم حسب مشورہ کوہیون نے طبل یورش بجوایا سپاہ بے اندازہ زرہ جوشن سے آراستہ ہوئی حداد وغیرہ سوار ہوکر لشکر مسلمانان پر چلے یہان شہزادے کے غائب ہونیسے غلغلہ بپا تھا ہر سردار رنجیدہ ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے آمد لشکر کی خبر سنائی پھر تو جلدی جلدی تیاری ہوئی جملہ سپاہ مع سرداران ذیجاہ کے جانب میدان بڑھی غرض دونون لشکرونسے مقابلہ ہوا صفوف کارزار درست ہوئین نقیبونکی صدائین گوش گردونکے پار گذرین حداد وسط میدان مین آیا اور کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے یاقوت زنگی غصہ مین بھرا ہوا لٹھ لیکر اُسکے مقابل ہوا اور ستیزہ و گرز کے جواب مین وہی لٹھ اُسپر لگایا وہ بھی بڑا طاقتور تھا ہر دو ایک لٹھ تو اسنے خالی دیے پھر گھوڑے سے کود کر اسکے لٹھ کی ضرب سے بچتا ہوا گھوڑے کے پیٹ کے نیچے آیا اور تنگ مرکب مضبوط تھام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اسکو اٹھا کر

بدینگونہ تا ستید بہشت زاغ　برآمد جہان شد چو روشن چراغ
چو مصقول گشت آن ہواے بنفش　ز دریا چو خورشید برزد درفش

صبحدم لشکران جنگجوے تندخو وار دمیدان قتال بعزم جدال ہرے بحال ہوا کہ بموجب نظم

ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے　ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن　ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن
بزین اندرون گشتہ چون کوہ سخت　سر کوہ از یشان شدہ لخت لخت

میدان میں ہو بچکر فوجون نے پرے جمائے صف آراؤن نے قدم گاڑے نقیب نقابت کرکے اُٹھے بہادر بہر جانبازی ڈٹے بعد دستی جملہ امور حداد پر غرور گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور سلحشوری کرکے خوب سراپا میدان کا دکھایا اور شور مبارز طلبی بلند کیا اس طرف سے شہزادہ بجاہ و جلال تا مقر سامنے اس خود سر کے گیا اور ایک تگا در ایسی لگائی کہ وہ بچا اگر دبر دہو گیا اور بدقت سنبھلکر سامنے آیا پھر تو نظم

فراوان بہ نیزہ برآویختند　ہمی خون ز جوشن فرو ریختند　چنین تا ستانہا بہم بر شکست
بہ شمشیر بردند ناچار دست　بناوردگہ گردن برافراختند　چپ و راست ہر سو ہمی تاختند
ز نیروے گردان و زخم سران　شکستہ شد آن تیغہاے گران　برافراختند آن زمان بال را
نزدین برکشیدند گوپال را　ہمی ریختند اندر آوردگر ز　چو سنگ اندر آید ز بالاے برز
چو شیر ژیان ہر دو آشوفتند　ازان زخم اندامہا کوفتند　ہم از دستہ بشکست گرز گران
فرو ماند از کار دست سران　گرفتند ازان پس دوال کمر　دو اسپ تگاور برآوردہ سر
بہ نیبرد کشیدند زین خویشتن　دو گرد سرافراز دو پیلتن　اسطرح گتھے ہوئے دونون زمین پر آئے اور

کشتی آغاز ہوئی چار پہر دن باہم ان میں سر ٹکرایا کیے جب ظلمت شب نے ضیاے مہر پر غلبہ پایا کہ بیت چو از باختر چشمہ اندر کشید شب آن چادر قیر بر سر کشید سر شام اُسنے شہزادہ کو روک کر عذر کیا کہ رات واسطے راحت کے ہے اب جانیے کا رامروز بفردا انتاد شہزادہ نے فرمایا کہ آجکی جنگ میں ہم تم برابر رہے پھر یوہیں ہر روز لڑینگے ہر سونکا جھگڑا رہیگا مناسب یہ ہے کہ بغیر غالب و مغلوب ہوے جنگاہ سے نہ پھریں اور یہی طریقہ ہم اہل اسلام کا ہے کہ بغیر فیصلہ جنگ کھانا بھی نہیں کھاتے اسنے جوابدیا کہ مجھکو دن بھر کی رزم کا محاورہ ہے یہ عادت نہیں ہے کہ شب و روز لڑے جاؤن آج مجھے معاف فرمائیے اب جب پھر لڑنے آؤنگا تو آپ ہی کے دستور پر ہونگا شہزادے نے اس کلام پر لڑنا موقوف کیا اور مراجعت فرمائی وہ بھی پھرا لشکر دونین طبل بازگشت بجا سپاہ پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئی شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خاصہ نوش فرما کر بسبب خستگی تمام روز آرام فرمایا نجم عیار نے طلایہ لشکر مقرر کیا سردار ابھی سویرے سے آرام گزین ہوے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن حداد بدنبیاد جو شہزادہ کا لوہا مان کر اپنی بارگاہ میں آیا سرشار و کمارہ وغیرہ سے سرگرم سخن ہوا کہ اے برادران میں مسلمانونکو ایسا نجانتا تھا یہ تو وہ اژدر ہے کہ جسکے شعلہ زہرآلودہ نے میرے تاب و توان کو جلا دیا اور اسکے نفس گرم نے حرارت شجاعت و طاقت کو میری سرد کردیا کہ نظم

خدنگم ز سندان گذر یافتے　زبون داشتے گر سپہر یافتے　ہمان تیغ من گر بدیدی پلنگ
نہان داشتے خویشتن زیر سنگ　نگردیدے جوشن اندر برش　نہ یک پارہ پرنیان بر سرش
بترسم من از جنگ این اژدہا　ندانم کہ چون جست خواہم رہا　آج اس قریب سے بچکر آیا کہ شام ہو جانیکا

حیلہ کیا لیکن اب میں لڑنے نجاؤنگا تم سبکو تدبیر کرنا لازم ہے سنگین کوہی نے یہ کلام سنکر کہا کہ اے برادر میرے ساتھ دو عیار طرار حیلہ ساز

ایک پہاڑ ہے کہ وہاں گنج عظیم اور خزانہ عمیق ہے لیکن جا نہیں سکتا مینے فوج بھیجکر خزانہ لینے کا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہاں کام آیا ہزارہا آدمی مارا گیا جب دو تین کوٹھے خزانہ کے میرے ہاتھ آئے مینے وہانکے قدیم باشندونسے وہانکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہے کہ نام اسکا طلسم ہوشربا ہے اس طلسم کے چالیس دروازے ہیں اور ہر دروازے پر نئے نئے عجایبات اور طلسمات ہیں اسلیے کہ کوئی اندر اس طلسم کے جا نسکے چنانچہ ایک در طلسم مذکور کا کوہ عقیق ہے کہ وہان نقارہ رکھا ہے لقا جب نامہ پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجواتا ہے تبھی نامہ لیجاتا ہے دوسرا در طلسم کا طلسم آئینہ تھا کہ ہمین بہت سے دروازے اسی طلسم کے آگئے تھے اور اسیطرح یہ مقام بھی جہانسے مینے مال پایا ہے طلسم ہے کہ نام اسکا طلسم ہزار برج ہے بادشاہ اس طلسم کا باجگزار افراسیاب مالک طلسم ہوشربا ہے اور بہت سے دروازے طلسم ہوشربا کے اس طلسم مین بھی ہین اور اسیطرح ایک طلسم اور ہے کہ نام اسکا طلسم گوہر ہے اور ہمین بھی دروازے طلسم ہوشربا کے ہین اور اس طلسم کا حال مین کچھ نہین جانتا ہون یہ حال جب شہزادے نے سنا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا پدر عالیقدر ہمارے اسی طلسم مین کہ جسکو تم ہوشربا کہتے ہو قید ہین اُسکے فتح کرنیکو بھائی ہمارے اسد گئے ہین چنانچہ وہ جس دروازے سے گئے ہین اسیطرف سے طلسم توڑینگے مین اس طلسم ہزار برج کیطرف سے جاکر طلسم فتح کردون اور اسکے دروازے سب کھولدون تاکہ لشکر امیر بآسانی تمام جب جاہے طلسم مذکور مین جائے خونریز نے یہ تقریر سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے شہریار وہ مقام نہایت پُر آفت ہے جانا وہان خلاف مصلحت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے برادر خدا ہمارا نگہبان ہے جو امر مشکل ہے وہ اسکے نزدیک آسان ہے مین ضرور جاؤنگا اپنے عزم سے باز نآؤنگا وہ یہ کلام سنکر ناچار ہوا اور شہزادہ رات بھر اس دشت مین مسکن گزین رہا جسوقت کہ طلسم خاور کا در کھلا اور لوح آفتاب طلسم کشاے روز کہتھ آئی کہ بیت در فشی نیز چشمہ آفتاب ہر شاہ گیتی سبک شد ز خواب شہزادے نے بعد طاعت کے طبل سفر بجوایا لشکر ظفر پیکر تیار ہوا شہزادہ سوار ہوکر رہگراے منزل مقصد تھا فوج مثل سیل ریارواں تھی بڑی شوکت و شان تھی جب ایک منزل یہانسے آگے اسطرف سے سنگین کوہی جو چلا تھا عقب صداد مقابل اس لشکر کے پہونچا اور صداد و سلیمان بھی مع فوج مسمار و سرشار کو لیے آگئے اور لشکر سنگین کو دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ ایکطرف شہزادہ اترا ہے دوسرا حریف ہمارا ہے اب لڑائی دو طرف پڑجائیگی پس مناسب ہے کہ ایک شخص سے آشتی کرلین چنانچہ ہم کوہی آپس کے رشتہ دار ہین سنگین سے صلح ہوجانا اچھا ہے پس یہ سوچکر سلیمان اُسکے خیمہ مین گیا اسنے بتعظیم تمام بٹھایا ساقی مہ لقانے جام ارغوانی دیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا باب منت و نصیحت وا کیا کہ اے سنگین لازم یہ ہے کہ ہم تم ملکر اس غیر مذہب مسلمان کو مارین ایسے وقت مین باہم فساد کرنا اچھا نہین چلو صداد سے ملجاؤ اسنے کہا مین لڑنے نہین آیا ہون اپنا اسباب اور مال لینے آیا ہون اگر وہ دیدو تو پھر کوئی خصومت نہے اسنے کہا اسباب اپنا آپ لیجیے لیکن مال و اسباب قلعہ مین ہے اول اس مسلمانکو قتل کر لو پھر چلکر اپنا مال لو اُسنے کہا بہتر ہے یہ کہکر وہانسے صداد پاس آیا اور اسکو ساتھ لیکر مع مسمار کے بارگاہ سنگین مین آکر دونو نکو گلے سے ملوایا لشکر دونون متفق ہو کر اترے یہ سب جلسہ عشرت میں جاکر مصروف بادہ خواری ہوے جسوقت کہ شاہ چین باتاج زرین خیمہ مغرب مین گیا اور مبارز شب نے خود سیمین ماہتاب سر پر رکھکر میدان عالم مین داخلہ کیا کہ **ابیات**

ہو دیکھا روے خورشید جہانتاب
سوے مغرب ہے تنہا گرم توسن

نظر اٹھی تو پایا چشم پرآب

چھٹا اگر عالم ہستی سے دامن

صدمے طبل جنگ لشکر کو ہیان میں بلند ہوئی اور ہرکارون نے سمع ہمایون شہزادہ مین یہ خبر پہونچائی کہ یہان بھی نقارہ حرب پر چوب پڑی شجاعونکی مراد برآئی سرخی روے اور پرچھائی ہشاش و بشاش ہوکر مشتاق جلوہ دیدار عروس مرگ کے سامان سشرگ ہوے کہین تیغ زہر بجھائی گئی کہین تبر چٹائی گئی کہین کمانین بسان شاہد خشمگین سر جھکانے تھین کسی جا نوکین خنجر کی مثل معشوق پر تیز ہونیپر آئی تھین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب عرصہ زلیست سر ہنگ شب پہ تنگ ہوا اور خسرو خاور بآہنگ جنگ ہوا کہ ابیات

زقلب اندر آمد گو نامجوے — زمین جنب جنبیان ہوا پر زگرد — چو آتش درخشان ستان بنزد
تبیرہ بہ بستند بر پشت پیل — ہمے بر شد آواز اسپان دو میل

یہ تو اسطرف سے چلا اُدھر سنگین کوہی شکارگاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ مین آیا خزانہ و اسباب لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر بغضب تمام
پاشکر بکیران جانب صداویہ روانہ ہوا صدا اسکا باپ ظالم بھرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو آمادہ نبرد مع لشکر ایک سمت جاتے دیکھکر قریب آیا اور حال
پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی آتا ہون یہ کہکر آپ قلعہ مین آکر فوج کچھ اپنی درست کر اگر یہ بھی چلا لیکن پہلے قلعہ صداویہ پر بیٹا اسکا پہونچا اہل قلعہ منت
کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ہم رعایا ہین ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے صدا قلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہین وہان ایک مسلمان آیا ہے اس سے
مقابلہ ہے اسنے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اٹھایا اور پھر کر رخ جانب قلعہ طوفانیہ کا کیا سنیے کہ شہزادہ بارگاہ مین عشرت پذیر ہے خونریز
وغیرہ تمام کوہی حاضر ہین کہ شہزادے نے نگر۱۰ار سے فرمایا کہ اب تو کچھ خدشہ بظاہر باقی نہین ہا اب مین دا داجانی خدمت مین جاؤنگا سیلان حرامزادہ بھاگ گیا
ہی یقین ہے کہ وہ فتور برپا کرے اے شہریار آپ دو ایک روز یہان اس شکار کھیلئے اور خاطر عاطر کو سیر سبزہ کرکے بہلائیے جب بالکل شر اعدا سے ہمکو اطمینان
پائیے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے فرمایا اچھا سامان صید افگنی درست فرمایا جائے بنا بر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ **نظم**

بدیبا بیار استہ دہ شتر — رکابش ہمہ سیم و بالائش زر — وہ اشتر نشستنگہ شاہ را
بدیبا بیار استہ گاہ را — بہ پیش اندرون ساختہ ہفت پیل — برد تخت فیروزہ ہم رنگ نیل
صد از شتر بُد بہر راشگران — ہمہ بر سران افسران گران — ابا باز داران صد و شصت باز
دو صد چرخ و شاہین گردن فراز — پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ — گرامی تر آن بود بر چشم شاہ
سیاہش دو چنگ و منقار زرد — چو زر دد رخشندہ بر لاجورد — ہمے خواندندیش طغرل بنام
دو چشمش چنان پر از خون دو جام — پس باز داران صد و شصت یوز — نبردند با شاہ گیتی فروز
بیار استہ طوق یوز از گہر — بدو اندر افگندہ زنجیر زر — بیامد شہنشاہ ازین سان بدشت
ہمی تا جش از مشتری بر گذشت

یعنی شہزادہ مع خونریز سوار ہوکر اور عیار و سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور نگر۱۰ار کو برائے
تحفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کی طرف چلا اور نخچیر کنان اطراف کوہستان مین شادان و فرحان پھرنے لگا **نظم**

ہر آن کس کہ بودند نخچیر جوے — سوے آب دریا نہادند روے — چو لشکر بنزدیک دریا رسید
شہنشاہ دریا پُر از مرغ دید — بز دلیل و طغرل شد اندر ہوا — شکیبا نہ بد مرغ فرمان روا
زبون بود چنگال او را کلنگ — شکارے کہ نخچیر او بُد پلنگ — سرانجام شد در ہوا ناپدید
کلنگے بہ چنگ آمدش بر دمید — بپرید بر سان تیر از کمان — یکے باز دار از پس او دوان

جب شہباز چرخ یعنی مہر زرین چنگال نے دشت سپہر نصف طے کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کہ بہر آرام دامن کوہ مین آراستہ کرائی تھی آیا کہ بزم آرا
ہوا اور شراب ناب چلنے لگا تیتر لوے بٹیر جو شکار کیے ہین انکے کباب گزک کیلیے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسی میخواری مین ذکر شہر و دیار
باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب چنگلے کی دھن مین اشعار الاپ رہے تھے اسوقت حالت مستی مین شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریز تم اس کوہستان
کے باشندے ہو کچھ یہان کے عجائبات تو بیان کرو کہ یہان کیا کیا چیز نایاب ہے اسنے عرض کیا کہ اور تو کچھ مجکو معلوم نہین ہے مگر میرے ملک کے نزدیک

کیطرف چلا راہ مین یہی سوچا کہ ایسا نہو بموجب بیت عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ÷ گرچہ با آدمی بزرگ شود ÷ یہ دونون بھی تو اپنی کے بچے مین جسنے اتیت کو
مار کر یہ بس ہو یا ہی بس یہ سوچکر چاہا کہ او ہمت کی راہ لون لیکن براہ شیطنت خیال مین آیا کہ باپ بیٹے کو لڑا انمین فائدہ بڑا ہی یہ قتل ہو جب بھی باپ انکا
ہلاک ہوا اور پدر قتل ہو تو مدعی مارا جائیگا بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہین غرضکہ خوب لسنے مشورہ کرکے دیرہ مین داخل ہوا اور پکارا کہ اے فرزند
تم کہان ہو انھون نے یہان آہو کو بمشکل شکار کیا تھا اور بھرے تھے اسکی آواز سنکر جلد چلے کہ کون پکارتا ہی دیکھین چنانچہ باہر آکر قریب دیکھا
اسکو بحال خستہ و پریشان دیکھا دونون پہچانکر گلے سے لپٹ گئے کہ اے چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک انکے سامنے
بیان کرکے کہا مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ باپ سے تو انکے محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن لڑکونکو ایک نگاہ
دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا تھا اب جاتا ہون ان دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے چچا ہمارے باپ نے اگر دین خداوندی کا
ترک کیا ہی تو ہم اسکے بیٹے نہین دشمن قوی اسکے ہین تم کہین جاؤ نہین ہمارے ساتھ چلو یہ بہت اپنے دل مین خوش ہوا اور بظاہر ساتھ ہونے
سے انکار کیا جب انھون نے اصرار زیادہ تر کیا انکے ہمراہ اپنے گھوڑے پر چڑھکر روانہ ہوا اور راہ مین ہر کسب سے مرکب ٹلے بظاہر نصیحت بیان
اغوا کرتا ہوا چلا یہانتک کہ وہ اپنے قلعہ مین آئے اور باقیماندہ فوج جو یہان موجود تھی اسکو بلا کر سارا حال اپنے باپکا کہکر کہا کہ جسکو ہمارے
ساتھ لڑنے چلنا ہو وہ نوکری کرے کچھ آدمی مطیع ہوئے کچھ ترک روزگار کرکے گھر بیٹھے کہ آئندہ جس بات کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا حاصل کلام
ان دونون نے کچھ لشکر درست کرکے خزانہ بدرہمراہ لیا اور روانہ ہوئے اثنا راہ مین سیلان نے کہا اے جان عم یہ لشکر بہت قلیل ہی وہان قلعہ طوفان
اور آفاتیہ اور یاقوت نگار کا لشکر جمع ہی علاوہ انکے اس مسلمانکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ ہی اور تمھارے باپکا لشکر بہت بڑا ہی پس میرے نزدیک
تدبیر کرنا روا ہی کہ یہانسے نزدیک قلعہ حدادیہ ہی اور حاکم وہانکا حداد کوہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہی اسکے پاس چلو اور اسکو بھی ہمراہ لو
لڑکونکو یہ صلاح پسند آئی اور اسیطرف روانہ ہوئے جب قریب قلعہ مذکور پہونچے حداد کو اپنے آنیسے اطلاع دی اسنے استقبال کرکے شہر مین بلوایا شہر
انھون نے بہت آباد پایا ازدحام مرد ہر ایک حسین و خوبرو رعایا نیکخو عمارتہائے قلعہ نہایت عمدہ خوب ہواکا کیا کہنا تاجر مرفہ الحال ہو یا رعایا مالا مال غرضکہ
یہ کیفیت انکی دیکھتے ہوئے دار الامارت شاہی مین آئے حداد دروازے سے آکر انکو اندر لیگیا یہ مکان بھی بہت سجا تھا تخت شاہی بچھا تھا گرد تخت کے دنگل و
کرسی کا دروازہ بند تھا اسنے انکو باعزاز تمام قریب تخت بٹھایا شراب بلوائی ناچ دکھایا پھر سبب آنیکا پوچھا انھون نے سارا حال کہا اور طالب امداد
ہوئے اسنے کہا مین تمھارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہانسے قریب ایک قلعہ پتھر کا بنا ہی نام اسکا سنگین کوہ ہی اور حاکم اس قلعہ کا ظلم کوہی ہی اور اسکا
ایک بیٹا ہی نام اسکا سنگین کوہی ہی بسا زبردست ہی کہ فیل دمان بھی مقابل اسکے پست ہی چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونون پسر پدر شکار کو گئے تھے
مین موقع پاکر اسکے قلعہ پر چڑھ گیا اور سارا اسباب و خزانہ انکا لوٹ لیا اب یقین ہی کہ وہ شکار سے آکر اپنا گھر لٹا ہوا دیکھکر مجھپر لشکر کشی کرینگے اور اگر مجھے نہ پاینگے
تو ملک میرا لوٹ لیجائینگے اس سبب سے میرا جانا تمھارے ساتھ دشوار ہی سیلان نے یہ عذر اسکا سنکر باب مکر و کید وا کیا اور کہا اے بادشاہ مال جو آپ
لوٹ لائے ہین اسکو اور اپنے خزانہ کو لیکر یہانسے چلے چلیے جب وہ آئینگے رعایا عذر کریگی کہ ہمکو قتل کرنا بیکار ہی پس وہ رعایا کو چھوڑ کر آپکی تلاش کرینگے
آئندہ سمجھ لیا جائیگا جب اس مسلمان پر فتحیاب ہوجیئے گا تو سب اطاعت کرینگے اور خزانہ بھی ہضم ہوجائیگا یہان ٹھہرنے مین جنگ بھی اور قتال بیفائدہ کے
اور کچھ حصول نہین فی الجملہ اس شیطان نے اسکو بہکایا اور ایسا افسون پڑھا کہ وہ بھی بالکل آمادہ ہوا لشکر درست کرکے حشم و خدم روانہ ہوا تو جنگ گروہ شجاعان
کے انبوہ ساتھ ہوئے یہ حال تھا کہ

نظم

سپاہے چو از قلعہ آمد برون	کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون	چو برخاست آواز کوس از دو روے

شہزادے نے اس بارگاہ کفر مدار مین سنکے نہیب دی کہ سلام میرا اس محفل ضلالت منزل مین اس شخص پر ہو جو خدا تعالی کو بوحدانیت مانتا ہو اور
پیغمبر خدا کو برسالت مانتا ہو یہ نہیب اس میر مجلس شجاعت کی سنکر خونریز نے کہا کہ اے بہادر ابھی سے تمنے اپنا وعدہ فراموش کردیا قول مردان
جان دارد سخن نامردان اعتبار کیا تمنے نہین کہا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع ہی شہزادہ نے فرمایا کہ پھر مجھکو کسنے مردانگی زیر کیا جو مین اپنے
وعدہ سے پھر گیا اسنے ہنسکر کہا کہ خوب الحضرت سر میدان مینے آپکو جیت کرکے باندھا کہ تمام عالم نے دیکھا مگر آپکو اپنے زیر ہونے مین ابھی تک
شک و شبہہ ہی شہزادہ جوابدہ ہوا اے خونریز مین تجھکو بسا بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بودا ہی اے بیوقوف جسطرح کہ مین زیر ہوا ہون
اسطرح ایک نال رستم کو باندھ سکتی ہی تو نہین جانتا کہ سحر سے انسان کا کیا زور چلیسکتا ہی مجھکو سحر سے گرفتار کیا اور پھر دعوی شجاعت کرتا ہی بڑا
بیحیا ہی یہ کلمات سنکر اسنے اتیت سے کہا کہ آپنے اسپر سحر کیا تھا مجھکو زور دیا تھا اتیت نے کہا اے بینے اسپر سحر کیا کیا تم سب کبھی ہیونکا دین بچایا یہ
احسان میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ دین و ایمان و جان و مال سب برباد ہو چکا تھا میرے سحر نے یہ سب تمکو کیا اسنے یہ باتین سنکر دلسے خیال کیا
کہ شہزادہ سچا ہی اور دین کبھی اسکا راست ہی یہ حرامزادہ اتیت کچھ بھی کرامات نہین رکھتا بلکہ اسنے ادر مجکو ذلیل کیا پیش مردان عالم بودا بنایا اس
یہ خیال کرکے اتیت کی ثنا و صفت کرنیلگا کہ واقعی آپنے جان بخشی فرمائی پس تعریف کنان قدم پر گرنیلگا اسنے سر اسکا اٹھاکر سینے سے لگایا
اسنے گلے ملتے ہی گلو کی نجس پر اسکے ہاتھ ڈالکر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور پھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور نہ سحر پڑھ سکا آخر طایر روح
اسکا نخل تن سے پرواز کرکے نشیمن ساز جہنم ہوا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اندھیرا ہو گیا صدائین نہیب آئین کہ مارا چیپال جادو کو سیلان
اسی ہنگامہ مین کہ جب اتیت سے لپٹا تھا پہلے تو ہان ہان کرکے چیخ اسنے چلایا تھا پھر سمجھا کہ مین تنہا ہون سردار مجکو خونریز کے پکڑ لینگے ابھی بخت واژون
لکھی پیرہن نکل چلنا چاہیے پس مرگ اتیت سے اندھیرا جو ہوا اسی تاریکی مین باہر بارگاہ کے نکلا اور مرکب جو سرداران دربار کے کھنچے کھڑے تھے انھین مین
سے ایک گھوڑے پر چڑھکر بسرعت تمام تر راہی ہو گیا یہان بعد قتل اتیت شہزادہ کے جسم مین توانائی آئی بقوت صاحبقرانی قید کو پارہ پارہ کرکے اٹھا
خونریز تخت سے اترکر قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا یاقوت نے جملہ سرداران شہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے اسکا خیمہ بھی
اٹھوا کر اپنے لشکر سے ملحق کرایا اور اسکو لیکر بارگاہ مین اپنی آیا اب ساٹھ لاکھ کوہی کا لشکر جمع ہو گیا گلزار کوہی نے حکم جشن ہونیکا دیا ساقی و مطرب نے
آکر ہنگامہ عشرت برپا کیا خونریز نے شہزادے سے اسوقت خوشی مین عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہین ایک کا نام سمار اور دوسرے کو سرشار کہتے
ہین دونون بڑے طاقتور ہین یقین ہی کہ میرا مسلمان ہونا سنکر برسر مقابلہ آئین شہزادے نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بحول و قوت الہی انکو گوشمالی
وہی دیجائیگی اور ہنگام جنگ انکو قتل نہ کیا جائیگا بلکہ زندہ گرفتار کرکے سمجھایا جائیگا خونریز ان باتون سے مطمئن ہوکر ناچ دیکھنے اور شراب
پینے مین مصروف ہوا یہان تو یہ جلسہ ہی مگر سیلان بے ایمان جور و بیقرار لایا افتان و خیزان و گریان و نالان شکایت جور آسمان برزبان
روان تھا ہر قدم دشت و کوہ میدان تھا بعد قطع منازل چند ایک سبزہ زار مین پہونچا حوالی دشت تمکین غیرت دہ نقش و نگار نگارخانہ چین
جائے فرحناک دلنشین و چشمہائے صفا موجزن نہرین پاکیزہ جاری ہر سمت وان باد بہاری اسنے اس وادی فرحناک کو بہت پسند کیا اور
آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب کھڑے تھے زین انپر زر کے پالکھر موتیونکی جھونپیر پڑی جاکر جو زری جھل ہے
تھے اسنے ان شاطرون سے پوچھا کہ یہ مرکب کسکے ہین اور سوار انکے کہان گئے ہین شاطر جوابدہ ہوا کہ سرشار و سمار دو خونریز حاکم قلعہ
مرجانیہ شکار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے اٹھائے تھے چنانچہ وہ آہوئے رم خوردہ اس پہاڑ کے سامنے درہ تنگ مین چلا
گیا ہی ازبسکہ سوار ہوکر درے مین جانا مشکل تھا وہ دونون پیادہ داخل درہ ہین یہ سنتا تھا کہ اسکو کچھ امید بندھی کہ پھر مددگار ملے اور درہ کوہ

اتیت نے ڈنکے کمل رکھا اشارہ کہ **ابیات**

فروغ صبح سے تارے تھے پنہان	زمین پر آسمان تھا نور افشان
خیال دشت نے خاطر مین جا کی	ہوئی تجویز لشکر مدعا کی

مبارزان تہور دستگاہ لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر ہزار عز وجاہ وارد میدان جنگاہ ہوے فوجونکے پرے جمنے لگے ایک طرف مسلمان ذی شان سے کھڑے تھے دوسری طرف لقا پرستونکے غول جنگ پر اڑے تھے سیلان اتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ آگے بڑھکر کھڑا ہوا تھا غرضکہ جب ترتیب صف قتال ہوچکی قرنائے جنگی پھنکی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان مین آکر للکارا نعرہ شجاعت دم مارا کہ وہ بہادر کہان ہے جسکا نام تورج نوجوان ہے شہزادے نے تعجب اسکی سنکر مرکب اڑایا غلغلۂ عظیم لشکر مین برپا ہوا مگر شہزادہ سامنے اس مبارز کے آیا اور سب اسلحہ سے تورد چکا تھا صرف کشتی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کودا شہزادہ بھی اتر پڑا دونون سرگرم کشتی بہ ہزار درشتی ہوے شہزادہ اتیت کے سحر سے بےحس وحرکت ہوا اسنے چت کرکے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم مین سے جس کا جی آئے لڑنیکو وہ سامنے آئے **یاقوت گلزار** اور دیگر سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو گھڑی مین بزور سحر اتیت ہوکر بیطاقت باندھ لیے گئے پچھلے پہر دن تک کئی سو سردار وابستہ رسن سحر ہوے اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان بازگشت بہتر ہے تمہارے لیے مین تمہارے مالک کو اپنا مطیع بنا کر جاؤنگا اگر وہ میری اطاعت قبول کرے تو تم بھی منظور کرو اگر وہ قتل کیا جاے اسوقت مین سیلان کو اپنا مالک جاننا لشکریون نے یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ مغلوبہ کرین مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہے ورنہ شہزادہ یون گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہین ہے جلد اسکے سمجھانے سے لشکری رکے اور خونریز نے طبل بازگشت بجوا کر پھرا عیار پھر آیا لشکری آسودہ ہوے نجم عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کرکے عیاری کی فکر مین روانہ ہوا اور ایک کوہی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ خونریز مین گیا دیکھا کہ وہ بوجہ فتحیاب ہونیکے بہت محظوظ خاطر ہے اسباب عیش وطرب سامنے حاضر ہے ساقیان مہر دیدار وطوائفان پری رخسار شراب ورقص سے ہنگامہ عشرت کر رہے ہین پیمانہ بادہ سرخ بھر رہے ہین عیار مذکور یہ حال دیکھکر گھات مین تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنون تو جاکر عیاری کرون اسی اندیشہ مین تھا کہ سیلان نے خونریز کو راغب بہ اے قتل شہزادہ کیا اور کہا مین اتیت کو مہمان کبتک رکھونگا تم اس مسلمان کو ہلاک کردو تاکہ اتیت کو رخصت کرون خونریز گویا ہوا کہ اتیت کے رہنے اور نہ رہنے سے اور قیدی سے کیا مطلب ہے اتیت ایک بندۂ مقبول خداوند ہے اسنے اپنی کرامت سے مجکو ایسا زور آور کردیا کہ جس سے مین اس پرستار نادیدہ پر غالب آیا ہے جو طاقت کہ مجکو ملی ہے وہ تہمت صلعب کے جانیسے کیا جاتی رہیگی سیلان یہ کلام سنکر خاموش ہورہا اسلیے کہ عظمت خداوندی جاتی رہیگی جو کہونگا کہ اتیت ساحر ہے اور اسنے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہے غرضکہ یہ چپ ہورہا اور خونریز نے کہا کہ ای برادر تم گھبراؤ نہین مین اس شہزادہ سے اقرار کرچکا ہون کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنالے پس حسب وعدہ مین اس شہریار کو بلاکر سوال زمرد پرستی کرتا ہون یقین ہے کہ قبول کرے کسلیے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہے یہ کہکر حکم دیا کہ قیدیونکو حاضر کرو ملازم بہر تعمیل حکم روانہ ہوے اور سیلان اٹھکر اتیت کے خیمہ مین آیا اور اس سے کہا ذرا آپ بھی بارگاہ مین چلیے اسوقت وہ مسلمان بھی بلایا گیا ہے اتیت یہ سنکر بارگاہ مین اسکے ساتھ آیا خونریز نے اسکی تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین مین سے ہین مجھسے ادنی درجہ پر نہ بیٹھیے اتیت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلوارین کھینچے ہوے شہزادہ کو مطوق ومسلسل کیے سامنے لائے

کہ انجام کو مین سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجیے اتیت نے کہا اچھا تو جا شام کو لشکر مین آؤنگا یہ وعدہ اس سے مستحکم لیکر شاد و فرحان پھرا اور اپنے لشکر مین آیا خونریز بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اسنے کہا کہو کہان گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا اے بہادر رہ تدبیر فتح پانیکی نکالی ہی کہ ممکن نہین جو تم کل غالب نہ آؤ یہ کہکر سارا ماجرا اتیت کا نقل کیا اسنے سب حال سنکر کہا کہ اسطرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا کچھ بزرگی دین خداوندی کی اس سے نہین ہوئی اسنے کہا پھر خداوندی نے اتیت کو بھی پیدا کیا ہی پاکی اور نے یہ سب خداوندی کی قدرتانی ہی غرضکہ اس شیطان نے ایسا کچھ اسکو ورغلایا کہ وہ پھر آمادہ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے زیر ہو جانیسے مطلب ہے اس ہنگامہ کو بھی دیکھلون یہی باتھا کہ ہرکارے نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تورج کا دروازے پر حاضر ہی امید باریابی رکھتا ہی یہ خبر کو سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیون آیا ہی مگر حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا نجم سامنے آکر دعا شاہی بجا لایا اسے کرسی دی بیٹھا اور تر زبان ہوا کہ شہزادہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو جا خدمت خونریز مین اور میری جانب سے کہہ جب سے تم ہمسے لڑنے آئے ہو ہمارے تمھارے سابقہ شناسائی ہوا خواہ وہ سابقہ بعداوت ہو یا بمحبت ہم لوگ بہادر دوست ہین اور بہادر کا دردمند رہنا گوارہ نہین کرتے ہنگام کشتی تمنے کہا تھا کہ مین بعد دو پہر بیمار ہو جاتا ہون بس طبیعت میری فکرمند ہی اپنی خیریت کہلا بھیجو کیونکہ وقت تم لڑنا چاہیے اور وقت بزم آشتی لازم ہی اسنے یہ بیان عیار کا جو سنا عاشق جرات شہزادہ ہو گیا دنسے کہا واقعی یہ لوگ اپنا عدیل نہین رکھتے عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرفسے عرض کرنا کہ آپکے اقبال سے آج مین ماندہ نہین سطرح اچھا ہون آپ طبل جنگ بجوائیے مین مقابلہ کرکے نصیب آزمائی کر لون تو اطاعت آپکی کرون اور جو غالب آؤن تو آپکو مطیع کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا اتنے عرصہ مین ضیلے مہر کو لصید الفت دامن ظلمت شب مین یار دہر نے چھپایا اور خانہ تاریک دنیا مین پیر زال شب نے چراغ قمر جلایا کہ

ابیات

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر — ہوا خورشید عالمتاب مضطر

بہار شام کے دیکھے جو سامان — کیے گردون نے انجم اپنے رخشان

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادھر نجم نے جاکر شہزادے کو اسکا پیام دیا شہزادہ نے بھی نقارہ حرب بجوایا طرفین مین تیاری شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ اتیت بھی آیا سیلان نے خوش ہو کر ایک خیمہ مین اسکو اتارا ہو مین بھوگ تیار کرکے کھلوایا جملہ اعتیلاج کی چیزین اسکی مثل نشہ گانجا وغیرہ سب مہیا کین وہ با فراغ خاطر مصروف رستی سحر ہوا ادھر بہادر آلات حرب درست کرتے ہے آمکی شب دونون جانب سے پیام دوستی جو ہوا تھا تو تلوارین بھی کرکے دانت نکالے تھین دیدۂ جوہر سے اونھا دیکھے بھالے تھین غنچہ آرزوے حلقۂ گوشی مین خم تھے نیزے بمنت تمام ایستادہ بیک قدم تھے سپرین بان مثل تیغ پائین تو عذرخواہی جتاتین کہ ہم کیا نے سپاہ لیکر سامنے آئین تیغ حیرت سے کٹجاتین عمود کلہ زنی کرنیسے خاموش تھے منھ کی کھائی تھی بدینوجہ غیرت کے جوش تھے پیادے ہمت کو تاہ رکھتے تھے سوارونکا توسن جرات لنگ تھا دل کب مائل جنگ تھا سر از حسب آئین اسلحہ سجتے تھے مرنے پر کمر کستے تھے نظم

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ — ہمہ لشکری یک دل آراستہ — سپہ را چو روے اندر آمد بروے

بے آرام شد مردم جنگ جوے — بہ بستند گردان کوہی میان — بران جنگ یکسر چو شیر ژیان

ستارہ بران جنگ نظارہ بود — کہ ہم کین ہم گاہ پیغارہ بود

جار پہر رات جانبین مین تیاری رہی جب مہر تابان جوگی کیطرح زنار شعاع ڈالے شرق کی منڈھی سے نکلکر برت فلک پر آیا اور

دو پہر کال ٹکڑا اور رگھونسا چلا آخر خونریز کا دم آگیا اور لڑنے سے گھبرا گیا کہا اے بہادر لعبد دو پہر کے مین ایک مرض مین مبتلا ہوتا ہون ایسا
کہ بیہوش دیر تک رہتا ہون پس امید آپ سے رکھتا ہون کہ مجھکو چھوڑ دیجیے کل مین پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سنکر کشتی سے ہاتھ اٹھایا
اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور طبل باز گشت بجوا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا
سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ مین بیٹھکر شراب خواری کرنیلگا اور نشہ مین مست ہوکر سیلان سے کہا کہ مین تیرے کہنے سے ناحق
اسطرف چلا آیا اس سلمانسے سر بر ہونا نظر نہین آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند مین جاتے تھے وہان تو اس سلمانکے باپ دادا
وغیرہ بڑے بڑے بندے سرکش خداوند کے ہین انسے کیونکر لڑتے اسنے کہا اگر وہان سلمان زبردست ہین تو خداوند تقدیر ہر مجکو عنایت
فرماتے اور انکو مغلوب کرادیتے کسلیے کہ خداوند خود چاہین تو سب بندگان خاطی کو غارت فرمادین مگر وہ چاہتے ہین کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے
انکو برباد کرا کر اس بندہ کی سعادت دارین مرحمت فرمادین اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کرنے سے رحم بھی فرماتے ہین کہ مینے جنکو پیدا کیا ہی انکو کیا
غارت کرون پس مین وہان جاکر لڑتا تو زیارت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شائد فتح بھی فرمادیتے تو یہ سعادت بھی مجھی کو ملتی یہان لڑنے مین سوا
ذلت کے کچھ حاصل نہین سیلان یہ باتین سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہی وہ اس امر مین بہت مجبور
ہین نہ تو کسیکو زور دے سکتے ہین نہ مسلمانونپر کسیکو غالب کراسکتے ہین بلکہ خود فرماتے ہین کہ بندگان خدائی کی نسبت تقدیر پر دستی مجھ سے عالم
مستی مین ہوگئی ہی اور انکو عالم خوابین پیدا کرکے مین بھولگیا اب سوائے بھاگنے کے مجھے کچھ بن نہین آتا ہی اسنے یہ بیان سنکر جواب دیا تو وہ خداوند
نہین ہی جو ایسا مجبور ہی تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبدہ باز اور جعلساز ہی دین سلمانونکا سچا ہی بس مین آج تو حیلہ کرکے
شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہونگا تو مسلمان ہو جاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دلمین کہا کہ اسکے ایمان مین
فرق آگیا اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا زیبا نہین یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ سلمان ہونگے تو مین
آپکے ساتھ ہون جو آپکی رائے ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر باتکو ٹالکر کچھ دیر مین بارگاہ سے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین آکر فکر کرنیلگا کہ اب کیا
کرنا چاہیے سوچتے سوچتے خیالمین آیا کہ ایک جوگی ہیئت سامری کا اس قلعہ کے حوالی مین رہتا ہی اکثر بھائی میرا طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور
تعریف اسکے کمالکی فرماتا بس وہ یہانسے قریب رہتا ہی اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک ملازم کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا
اور ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچکر ہیئت کا جویا تھا کہ ناگاہ مندھی بنی ہوئی نظر آئی کہ نرکل کی مندھی سامنے اسکے دھونی رمائی ہی درختونکا
صرغہ ہی اسمین قفس ہین طائر انکو ٹانگا ہی ایک گھوڑی مندھی کے اس پار چھوٹی پھرتی ہی دھونی کے کنارے دسینا گھر سا ہی چلم گانجے کی اوندھی اپلا دبا
ہی بجر وتمین پڑا ہوا ہی ایک دمتبر کو کلاہ طلا پہنتا ہی مرگ چھالے پر ہیئت بیٹھا ہی لنگوٹا باندھا ہی قشقہ ماتھے پر کھنچا ہی آنکھین لال لال نشہ مین
بھرین کمال ہین اسنے گھوڑے سے اترکر بہت جھککر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچا آؤ سامری بھلا کرین یہ دھونی پر جاکر بیٹھ گیا ہیئت بھی
نکل آیا اور چلم مین گانجا ملکر بھرا آپ بھی پیا اسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچا کیونکر آنا ہوا اسنے اپنا پتہ و نشان اپنے بھائی کا آنا سب
بیان کرکے حال شہزادیکا اور قتل ہونا بھائی کا جملہ ماجرا آجتک جو گذرا تھا کہنا شروع کیا پھر مستدعی ہوا کہ مین آپکے پاس پناہ لینے
آیا ہون فلک کا ستایا ہون میری دستگیری فرمائیے دین میرا بچائیے ہیئت نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اسنے بہت گریہ وزاری کی اسکو اسکے
حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہین مین اس سلمانکو پکڑکر تیرے حوالے کردونگا لیکن داد اسکا مالک اسم اعظم ہی اسکے خوف سے مین یہان
پھر نہ ٹھہرونگا مجھے انجام اس جنگ کا سنبھالنا ہوگا آئندہ میرا بھروسہ نکرنا اسے بھی غنیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کر دیگا بس عرض رسا ہوا

پایا کہ بیت ٭ نہ پیوند و فرزند و تخت و کلاہ ٭ نہ دیہیم شاہی نہ گنج و سپاہ ٭ یہ حال دیکھکر وہ اٹھا اور تخت سے اتر کر اسکو گلے لگایا پھر نزدیک قریب تخت بچھوا کر اسکو بٹھایا کہا یہ کیا حال ہے اُسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا میں بہر امداد خداوند باختر جاتا تھا اگر وہاں بھی مسلمانونکو بار کر ثواب لیتا یہان بھی وہی کار نیک اچھا چلو میں تمھارے ساتھ چلکر اس نبیرۂ حمزہ کا سر کاٹ لون اور وہی جاکر خداوند لقا کو نذر دون پھر اور مسلمانونسے سمجھونگا یہ کہکر اسکے پیسے ایک بارگاہ ایستادہ کراکر جملہ سامان راحت وہان مہیا کیا یہ حرامزادہ دو روز تک وہان آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر چرخ چارم ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنیلگا کہ بیت ٭ چو خورشید سر برزد از برج گاہ ٭ زگلزار برخاست بانگ پگاہ ٭ خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجواکر ہمراہ سیلان بداختر مع لشکر خود سر کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ کیا جب پہر غدار بازی تازہ نئے کار لایا یعنی بنگ بخت تیرہ سیلان نئے گیتی کار لایا بیت ٭ شب آمد گران شمع بفروختند ٭ بہر جاے آتش ہمی سوختند ٭ سر شام آتش کینہ وری دم کرنا سے تیز ہوئی ہرکارون نے جاکر شہزادہ کو اطلاع دی کہ اے شہریار ذیوقار خونریز نام ایک کوہی ہمراہ سیلان آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا ہے اور باقی سب فضل خدا ہے یہ خبر سنکر شہزادہ نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کا پھر زمانہ آیا وہی ہنگامۂ رستخیز بہرستیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردان گردنکش سربلندی پانیکا طور دکھانے لگے ہتھیار سلح خانونسے آنیلگے ہوائین شجاعت کی کھانیگی دلونمین بڑھ گئین آرزوئین بسان نوک سنان گڑ گئین پاے ثبات سرو گلستان جراٗت بنگئے کہ بغیر کٹے جگہ پر سے نہ ہٹین میدان مین ڈٹے رہین نخل تن بہادر جنگ دکھاے دشمن کو ثمر عداوت کا مزہ چکھاے غرضکہ سمت گلستان لا لادری سہرا کھر اٹھا بہار عندلیب آسا فوطہ توڑی سے زمزمہ پیرا تھا کہ نظم

بدانگہ کجا بانگ بر در کنند	تو گوئی ہمہ کوہ را برکنند	وزان زخم دان گرزہاے گران
چنان تیپک و پولاد آہنگران	بمغز اندر افتد ترنگا ترنگ	ہوا پر کند نالۂ صور و خنگ
بر بیش اندر آیند مردان مرد	ہوا تیرہ گرد د ز گرد نبرد	زمین باشد انگاہ گشتہ کبود
زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود	ہمہ شب ہمی بود بید اخروش	دل کینہ خواہان در آمد بجوش
سحرگہ خروش آمد از کرناے	ہم از کوس روئین و ہندی دراے	سپہ را چو روے اندر آمد بروے
جہان شد پر آواز پرخاش جوے	بر آمد یکے باد و گرد کبود	زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یسے جب تیغ ضیاے مہر نے روے بہرام فلک درشت چرخ سے پھیر اسپاہ دونون جانب سے وارد نبردگاہ ہوکر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثناخوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے ہوے خونریز بعزم ستیز مرکب اڑا کر میدان میں آیا سلحشوری دکھا کر نعرۂ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرماکر مرکب کی باگ لی سوار ہی چند حاضر خدمت ہوکر عذرخواہ ہوے کسیکی نہ سنی اور سامنے حریف کے پہونچا نگاہ در ماری مرکب اسکا سات قدم پسپا کیا اسنے سنبھلکر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر گانٹھا اور رانگ بند اسکی مشت درشت پر باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی تکان دی کہ نیزے نے اسکے ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اسنے بغصہ گرز گرانبار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اسنے تیغہ کئی سو من کا کھینچکر بقوت تمام لگایا شہزادہ نے اسکو بھی رد کرکے کمر زنجیر میں اسکے ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر میں ہاتھ دیا زور کشمکش کے ہوے آخر دونون زمین پر کود کے کشتی شروع ہوئی

بہادیا ایک جانب گلزار کی ہوا سے تیغ نے گل کھلائے زخم چیستان جسد عدو پر کھلائے تھے دست و پا کے گر خان کا تکڑ ڈھیر لگ گئے تھے یہ حال تھا کہ نظم

بابر اندر آمد دم گرہ نائے
چکاچاک بر خاست از ہر سوئے
چنان گشت سر تا بسر آوردگاہ
ز خون یلان کشور آغشتہ بود

چہ پیچیدن گرز و ہندی درائے　زہادہ بر آمد نہ ہر پہلوئے
زگرد سپہ چرخ شد ناپدید　ستارہ ہمی دامن اندر کشید
کہ از جوش خون لعل شد روی ماہ　فراوان ازان کوہیان کشتہ بود

شاہزادہ والاشان قتل و قمع کرتا قریب آفت پہونچا وہ خود اسکی جانب آتا تھا پیچ لشکر میں سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان کمر کو تبلا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اٹھا کر دست اسپ کیطرف آکر تیغ کو خالی دیا اور خبردار کہکر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اس کے سر پر لگایا کہ نظم

گرامی دو پرخاش جوئے جوان
ہمی تیغ بر یکدگر کوفتند
دوان پیش او آمد اندر زگرد
ز بالا سچاک اندر آمد تنش

یکے شاہزادہ یکے پہلوان　چو شیران جنگی پر آشوفتند
چو شہزادہ دید آن تن پیل مست　یکے کوہ زیر اژدہائے بدست
بزد تیز تیغے بر آن زار مرد　ببرید یال و سر و گردنش

تیغ بران نے شہزادہ کی اس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کو ہیا تا جی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کمی پر ہے آوار گی نصیب میں ہے اسی وقت چلو جدھر مقدر لیجائے پس با سعد ودے چند گھوڑا اڑا لیکر سر بصحرا چلا یہان بعد زد و کشت بسیار فوج آفت نے چادر امان ہلائی طبل امان بجایا تلواریں گردنیں حمائل کر کے خدمت شہزادہ میں آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے اردوئے حریف کو لوٹ لیا بارگاہ و خیام کو جلادیا پھر بفتح و فیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالف پر اسلام عرض کیا سب تصدیق دل مسلمان ہوئے طلایہ مقرر کر کے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا جب دم آمد خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ بیت چو پیراہن شب بدرید روز ✣ پدید آمد آن شمع گیتی فروز ✣ شہزادہ کا دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغ زن جوانان بیلتن کے بادہ نوشی کرنیلگا یہان تو ہر ایک مصروف عشرت ہے لیکن سیلان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہونے تک بہت دور قلعہ طوفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک رہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ میں ایک بارگاہ عالی استادہ تھی فوج بیکران سوار و پیادہ تھی کہ اٹھا ؤ چڑھے تھے پکوان پکتے تھے بستر سپاہیونکے لگے تھے تلوار ونکی قبضیان دستے کے اترنیکی جگہ پر بندھی تھیں زندین بھری گارد کے کوٹ بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار و نین یعنی ہر گھوڑ دونکے ہنہنانے کی آواز بلند ہر ایک جمع ان میں زور رند اپنے اپنے کام میں مصروف گرم کوئی تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھان درست کرتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا کوئی بستر جماتا کوئی کھانا پکاتا گاتا کسی نے رنڈی بلائی تھی اس سے ہنستا کوئی ڈھولک بجا کر الہ گاتا غرضکہ اس لشکر کو دیکھکر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا کہ خونریز کوہی بادشاہ قلعہ مرجان کو یہان اترا ہے یہ سنتا تھا کہ اسکا رنگ رخسار فرط عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ حاکمان کوہستان کو یہ جانتا ہے کہ سب لقا پرست ہیں بس حمایت میری ضرور یہ بادشاہ کریگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیونکو ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے در پر آیا عرض بیگی سے کہلا بھیجا کہ جا کر کہے بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہے اسنے جا کر یہی عرض کیا خونریز نے اپنے سرداروں کو بہر استقبال بھیجے

گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرہ نے بجیس و حرکت کرکے چاہا کہ باہر کر پڑ کر لیجائے پس اٹھکر اسکی کمر میں ہاتھ دیکہ کھینچتی ہوئی چلی ڑبہ کمر سے
گری ساحرہ نے کہا کہ موئے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہائے میرا مال تمام عمر کی کمائی کا گر پڑا ساحرہ نے مشتاق ہوکر ڑبہ کو اٹھایا
اور اسکی تہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اسنے متعجب ہوکر قریب نگاہ اسکو لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے جسکے لیے یہ بیقرار ہوگیا شاید اکسیر
ہوگی اسے دیکھنے میں قریب چشم تو ڑبہ تھی ہی غبار بیہوشی دماغ میں گیا اور خوشبو سے اسکی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوئی پیچ کھاکر گری اور
عیار کے سامنے ہی گری کیونکہ اسکو تو کھینچے لیے جاتی تھی پس اسکے ہاتھ قابو میں تھے خنجر کھینچکر ساحرہ کا اسنے سر جدا کرڈالا غل اور شور بلند
ہوا چشمہ کے کنارے سے آفت اور کنیزیں دوڑیں مگر عیار کے دست و پا مرنے سے ساحرہ کے قابو میں آگئے تھے نعرہ کرکے سراچہ فرار کر بھاگا
یہاں کنیزیں آکر پیٹنے لگیں آفت پچھاڑیں کھانے لگا لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو اسنے دیکھا عجب صورت کریہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود
لاحول پڑھنے لگا کوئی سو برس کا سن و سال پایا نہایت پیر زال منہ پر رنگ شب دیجور کالا قامت طول شب ہجر سے بڑا عوج بن عنق کی خالہ
مار و عقرب جسم میں لپٹے دیدے بیٹھے کالا لہنگا نیلی بھریا اور ڈھیم جیسے منہ کھرنجا سر گنجا پڑی تھی مگر زبان حال سے کہتی تھی کہ لے عاشق
میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم میں آ تا ہمرہ کیلئے خلوت عدم میں میرا دم گھبراتا ہے غرضکہ اسنے بعد گریہ و زاری کنیزوں کو وہ لاشہ نحس سپرد
کرکے رخصت کیا کہ وہ اسکے گھر کیطرف گئیں طوائف اپنے اپنے قریہ کیطرف روانہ ہوئیں آفت آفت میں گھرا ہوا زار و نالاں لشکر
کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اسکے جانیکے نجم اسکی ایسی صورت بنکر اسکے لشکر میں آیا اور سیدھا اس خیمہ میں گیا کہ جسمیں شہزادہ قید تھا
دربانوں نے تسلیم کی اور راہ دی اسنے اندر جاکر شہزادہ کے کان میں کہا کہ میں ہوں عیار آپکا میں نے اس ساحرہ کو جاکر واصل جہنم کیا جسنے
آپکو بے طاقت کیا تھا اب آزمائیے تو آپ ذرا در رہیں یا نہیں شہزادے نے قید کو زور کرکے پارہ پارہ کیا عیار پہلے نکلکر بھاگا اور
لشکر شہزادہ میں آکر سرداروں کو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا گلزار نے طبل یورش بجواکر جلد فوج تیار کرائی اور سرداروں کو
لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی بھاگے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے انمیں کا اسلحہ لیا اور نعرہ
بلند کیا سیلان خواب سے بیدار ہوکر باہر آیا اور فوج کو تیار کراکر بڑھا شہزادہ خود ٹھہر رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپکر بھاگ گیا
غرضکہ فوج نے آکر گھیرا الامان نے منہ پھیرا زبان درازی شمشیر کا شور ہوا سرہنگ اجل کا ظاہر زور ہوا سر و تن میں فصل ہوا تشنگان
مرگ سے جوانوں کا وصل ہوا شب تاریک میں شعلہ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور فنا ہر اک دم تھا اسلحہ کی جھنکار یا نغمہ ارغنون پیش رو
و قافلہ قضا و لمعہ طلائے عزیزان روشنی بخش تھا کہ راہ تاریک ملک فانی با آسانی طے ہوتی تھی جانیوالے بھٹکتے تھے اس عرصہ میں آفت
جو ساحرہ کو رو پیٹکر چلا تھا اسوقت یہاں آکر پہنچا آتے ہی یہاں آتے ہی گھر گیا یعنی لشکر میں آفت زد و گشت کی برپا دیکھی رنجیدہ
خاطر از بسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کا نکیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ چلا ہزار ہا رن مہتاب چھٹکتی تھی وہ شب از روز روشن تھی اسنے
دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہاں اس مسلمان کو جانے نہ دینا فوج چار طرف سے ٹوٹ
پڑی بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم بنکر لڑ رہا تھا اور برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا تو کبھی اس صف پر پہنچ
گویا شرف پر تھا اور بخشوع خضوع دلسے رجوع قادر مطلق کیطرف تھا کہ زبردست زیردستان تو ہی ہے تجھی سے نصرت کی آرزو ہے
اسی ہنگامہ میں آخر کار لشکر جرار گلزار مع تمام سرداروں کے پہنچا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا نجم عیار نے مرکب کو شہزادہ نامدار
تک پہنچایا کہ وہ آزمودہ کار سوار ہوکر داد مردی و مردانگی دینے لگا ایکطرف یاقوت نے کمان یاقوتی میں جرگاہ نو بنا دیا سیل خون

کوئی زہرہ صفت آمادہ بہ ناز
کہ داؤدی ترانے یاد آئے

کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
کسی کے دست رنگین مین گلابی

دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے
بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طائفون کے باری نجم کی بی بی آئی اسنے اگر ستار ایسا بجایا کہ ساحرہ نے رونے کا تار باندھا دبیرہ خونبار سے دلمین چھیڑ چھاڑ کی جڑ گیا بیراگ کی دھن ہوئی ہمیا کہ نے اسکو مخاطب اپنی طرف نیا دہ پاکر بانو منجم بجاتا تھا سر گرم کو تیز کرکے اس مخمسہ کے اشعار بجانا شروع کیے

مخمس

کبھی ہم تمھارے بھی آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مے وصل پیتے تھے بارہا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ نباہو جانیو سب گلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی در بدر کبھی کو بکو کبھی سیر گلشن آب جو
کبھی چپکے چپکے با رز دکسی کو نظر ہین عیش جو
کبھی عذر حیلہ بصد غلو کبھی آنکھ خوف سے چار ہو
کبھی بیٹھے سب ہین جو روبرو تو اشارہ ہمین کی گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ انیس شام سیاہ تھی نہ لبون پہ شکوہ نہ آہ تھی
تمھین نفرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تمسے نہ واہ تھی
کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش ونشاط کا وہ حیا کو دعوی ثبات کا
وہ ڈر آپکو مری گھات کا وہ اٹھا کے مار نالات کا
وہ چھپا کے بیٹھنا گات کا وہ سمجھنا رمز ونکات کا
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن صدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبان مستی ہوا اور آفت کو جوش مستی وشہوت پرستی دونون باہم لپٹکر بوسہ لینے لگے کنیزین پاس سے سر کاکر ہٹ گئین گویا بھی بدستور بجاتا تھا دیکر اٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہین جانا نہین مین تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی اچھی تو اپنے فن مین کامل اور یکتا ہے روزگار ہے گویے نے یہ عنایت دیکھکر بہت دعا دی اور عرض کیا کہ مجھپر جمشید کی مہربانی ہے اور خدا وند ایک روز میرے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر مجھکو تعلیم فرمایا تھا اسکی تاثیر سے مین ایسا گانے بجانے لگا ساحرہ ہر چند کہ پہلوے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجھکو معلوم ہوجائے تو سیکھنے کی بھی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجھکو حاصل ہو پس اصرار کرنے لگی کہ اسطرح وہ منتر تو مجھکو بتلادے مین تم عمر تجھکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمہ مین علحدہ چلیے تو بتلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو قسمین دین کہ صاحب تم دو گھڑی یہان بیٹھو اس جلسہ مین بہلاو مین ابھی آتی ہون یہ کہکر گویے کو لیکر اکیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پر آپ بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلاو وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ تنہائی مین یہ مجھکو لایا ہے اور ایسا گویا ابھی کوئی نہین ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب ہر فن مین دخل رکھتے ہین یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر بھر اگین نظر ڈالی عیار بھی سمجھ گیا کہ مجھکو اسنے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر پیچھے کا دھڑ رہگیا اٹھا نہ گیا اور اسنے ڈانٹا کہ ارے نابکار پہچانا مین نے تجھکو اب کہان جائیگا اسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو بن نہ پڑا جلدی سے ایک ٹکڑا بیہوشی کی کمر مین اسطرح رکھی تھی کہ جو کوئی مجھکو منہ لائے پر پڑے

نجم عیار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادہ کے سر پر ایک ٹکڑا ابر آکر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا بس اس حال کو دیکھکر اسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک
شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس ابر مین کچھ بھید ضرور ہی یہ سمجھکر بعد زیر ہونے شہزادہ کے جب وہ ابر چلا یہی ہیئت بدلکر اسکے نیچے نیچے روانہ
ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جہان کنیزان ساحرہ نے آرامگہ بنائی ہی پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہی چشمہ مصفا موجزن ہی
صحرائے سبزہ زار بیحد جوبن پر ہی چند کنیزان خوشرو ومہ جمال مصروف انتظام ہین روشنی کی تیاری کر رہی ہین گلاس ہانڈی جھاڑ آتشین بہاط
بارگاہ مین لگائی ہین مسندین پرتکلف بچھی ہین دہانے بارگاہ اٹھے ہین بارگاہ سے ہٹکر میدان مین چند ڈیرے طوائفونکے اترے ہین کسلیے کہ
حسب الحکم ساحرہ کنیزون نے قریہ جات سے رقاصونکو بلایا ہی چنانچہ یہ سب کیفیت دیکھکر عیار مذکور ان طوائفونکی طرف آیا دیکھا کہ گاڑیان
کھڑی ہین جوے کے نیچے بچھونا بچھا ہی رنڈیان سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہین سازندے اپنے اپنے کام مین مصروف ہین کوئی تھیلی سے کنگھی
آئینہ سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہی کوئی پاندان سے پان لگاتا ہی کوئی سارنگی کی طربین پھیر پھیر کر سُر درست کرتا ہی کوئی طبلہ کے ٹڑے ٹھونک
کر چست کرتا ہی بیل گاڑی کے پیچھے بندھے ہین ٹاٹ کے جھولے مین بھوسہ رکھا ہی بعض گاڑی کے برابر تانگہ ٹھیرا ہین نوچی کو سپرداگی گوا رہے ہین
رنڈی لوٹا لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہی ٹونٹی سے پانی گرا ہی پھسلتی آتی ہی دوپٹہ ڈھلکا ہی جوبن کی بہار دکھاتی ہی یہ ماجرا دیکھکر
نجم گھات مین پھر رہا تھا اتفاق سے ایک گوّیّے کو اسنے دیکھا کہ ستار بجا رہا ہی یہ صورت تبدیل تو کیے تھا ہی اسکے پاس گیا اور کہا
آج آفت نے فتح پائی ہی گوّیّے انعام پا رہے ہین تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤگے گوّیّے نے کہا یہان ایک ساحرہ نے ہم سبکو
طلب کیا ہی رات کو اسکے سامنے گا بجا لین تو چلین اسنے کہا پہر رات تک تو وہانسے پھر آؤگے اور اگر وہان اس بادشاہ نے تمھارا کمال
پسند کیا تو پھر کیا پوچھنا ہی ارے میان نادان ہو جو کہتے ہو مین تمھارے فائدے کی بات کہتا ہون مجکو تمھارے نفع سے مطلب ہے کہنا مانو
چلے چلو اچھا بھئی تمکو اختیار ہی نجاؤ تم جانو تمھارا کام جانے گویا یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کے ساتھ کا ہی مجکو لیجا کر کچھ آپ بھی لیگا اگر
رنڈی کو لیجاتا تو وہ کاہیکو اسے دیتی خیر بھئی چلنا چاہیے بس لالچ مین آکر ساز ہاتھ مین لیا اور لباس وغیرہ سے درست ہو کر
اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی مین پہونچکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کر کے اسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس
اور ساز اسکا لیکر اسی کی ایسی شکل بفن عیاری بنکر اسکے بستر پر آکر بیٹھا اس عرصہ مین ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھاکر بقیہ
دن آرام کیا تھی جب روزگار نے کلاونت روز سے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کرکے جلسہ
نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا رقاصہ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ

نکھر کر آئی پھر معشوقۂ شام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز
قمر بھی بن کے آیا صورت جام
در آیا زلف شب مین چہرۂ روز

اسرار لب چشمہ آکر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طوائفونکو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجرا ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت
کا کرتی تھی کہ وہ بیحیا ابھی سرشام ہی بین غور کر حسب وعدہ آپہونچا ساحرہ نے اٹھکر ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لاکر بٹھایا ناچ ہونے لگا
ابتو وہ جلسہ جما کہ ناہید سپہر کو بھی غش فلک پر آیا تانون نے روح تانسین کو بیقرار کیا مہتاب اس جلسہ کے دیکھنے کو بیجا فلک پر تھم گیا
ہر شجر دشت کا سہم ہو کر جھومتا تھا چاندنی غش پڑی تھی ضیائے قمر بوشٹ ہو رہی تھی چشمہ مین چاند ہلورین لیتا تھا یا وجد مین آکر جھومتا تھا

نظم

پانی مین بھی شوق کی لہر آتی تھی کہ

رکھتا ہو جو طبل رزم دوبارہ بجوایا ہی شہزادے نے خبر سنکر حکم نواخت نقارۂ جنگ دیا یہاں بھی قرنائے جنگی کو دم ملا دربار برخاست ہوا نشہ شجاعت سے چور بادہ جرات کے متوالے آن و بان کے نرالے معرکہ جنگ دیکھے بھالے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کرنیکو سلح خانیسے منگائے مشتاق شاہد رزم ہوئے ہمنشین بزم جرات ہوکر لڑنے پر جازم ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے گلے تیغوں پر دھرنے لگے رات بھر عروس نہوری سے ہمکنار تھے دلمین بڑے بڑے ارمان و پیار تھے زندگی سے پیام تھا کہ شل یار ہو وفا کنارہ نکر جاتا غیرت کہتی تھی کہ بعزتی سے مرجانا گوارا کرجانا کہیں کوچۂ نامردان مین قدم نہ دھرجانا دیکھو صبح قریب ہے دیکھیں یاور کسکا نصیب ہے جو سرخرو میدان سے پھرے طالع یاور اسکا ہی جو نام پر مر کر گرے تلوارین بڑی چاہ سے کھائے زخم پر زخم پڑیں تب مزا آئے کہ **ابیات**

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جائے　　مگر عزت نہ ملنے خاک میں پائے
عیاں اسطرح تھے تیغوں کے جوہر　　شجاعت کے کھلے تھے جیسے دفتر
غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا　　رسالے کا رسالہ سب قلم تھا
بنے خون عدو کی شوخ شنجرف　　لکھے گا خامۂ شمشیر کچھ حرف
تفاخر ریز خون ہوگا بصد کین　　بنے گا صفحۂ میدان رنگین
یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ　　ہوا ورق فلک بے نقطۂ و ماہ
مٹے یوں صفحۂ گردوں سے اختر　　کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر

یعنی جب شمشیر کلک مہر منیر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادرون نے خوابگاہ سے اٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاعت کردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر بیشمار ہوا اسی تجمل و احتشام سے بڑے ننگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا افلاک تک سر گرد پہونچا اسطرف سے آفت وسیلان بصد آن و بان وارد میدان ہوئے مورچے درست ہونیلگے ہموار بلند و پست ہونیلگے صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبونکی صدائیں دل ہلانے لگیں ان بولا اور لوہا دو لا تیغیں علم اور سپر قلم جب سب انتظام ہوچکا آفت گینڈا روان کرکے میدان میں آیا اور للکارا کہ اسروز مین باندھا تھا جو اس مسلمان کے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کردہ کرکے بھیجا ہی اب کون مجھ سے لڑ سکتا ہی اے نبیرہ حمزہ میرے سامنے آ تو حال کھلجائے یہ نعرہ سنکر شہزادہ نے مرکب اڑایا سامان تجمل سامنے آیا سبکو روک کر یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف گزاف کرتا ہی لا حربہ کیا رکھتا ہی اسنے بقوت تمام تلوار لگائی شہزادہ نے پھر بار طرح بچا کر بند دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا جی کشتی کو چاہتا ہی تو بہتر ہی بندہ بھی نصیب آزماتا ہی یہ کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زمین پر آیا دونون نے بٹا اٹھ بدلا ہاتھوں سے ہاتھ ملایا زور ہونیلگے ٹکرین چلین پونگے بازی شروع ہوئی انٹیان پڑنے لگیں کیلیان کیں نجم عیار قریب شہزادہ آکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا سے بات کرے چنانچہ عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی لڑتے میں دمبدم جانب فلک دیکھتا ہی یہ حیران تھا کہ کیا باعث اسکا دیکھتا ہی اسی فکر مین تھا کہ ایک لکا ابر کوہستان کی طرف سے پیدا ہوا اسپر شہزادے کے آکر چھایا زور شہزادے کا گھٹا نچھیا نچھیا کر لڑنیلگا آخر ایک مقام پر بیحس و حرکت ہوکر گرا کوہی نے اسکے ڈھلانیکو جیت کرکے باندھ لیا لشکریان شہزادہ نے قصد جنگ مغلوبہ کیا مگر نجم نے منع کیا کہ پیشدستی کرنا قاعدہ اہل اسلام نہیں غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر پھرا اور کہتا گیا کہ آج میں تمکو سبکو امان دیتا ہوں اگر اطاعت میری کی تو بہتر ہی ورنہ خاک تمہاری بباد فنا اڑادونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اور مع لشکر ڈیرا و پر آیا شہزادہ کو قفل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ مین قید کیا پھر آراستگی لباس و غمزہ کرکے معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اسطرف شہزادہ کے سرداران رنجیدہ خاطر پھر کر اپنے مقام پر آئے

کہ بمقتضائے ابیات

غرض آخر کو قرب شام آیا
دل مشتاق نے آرام پایا
ہوا تابان جمال شعلہ ہر سو
لگا جلنے کا پروانون کو قابو

خیمہ کے پردے ہر سمت سے اٹھوا دیے چاندنی رات کی بہار دیکھتے جنگل مین انواع واقسام کے درخت لگے گل طرح طرح کے خوشرنگ کھلے چشمے لہرین لیتے بہار کی امنگ پر کوسون تک سبزہ نو اگا ہوا جھرنا جھرجھر تا مور ناچتے کبک دری قہقہے لگاتے ایسے وقت مین زیب کنار دلدار سو سو طرح کا پیار لطف میکشی ساغر و مینا سے بزم آباد مستونکا دلشاد عجب طرح کی صحبت یار بمروت کی الفت

دہن سے خندۂ پیہم تھا آغاز
اٹھائے ستیون کے دمبدم ناز
ابھر آیا سرور آنکھون مین ایسا
کہ ہر اک بات مین مستی تھی پیدا
فدائے قلقل مینا ہوس تھی
سر زاہد نہ پر والے عسس تھی
لیا آغوش مین جادو کو اس نے
کیا فرش بدن زانو کو اس نے
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
لپٹ کر مل گیا سینے سے سینا
تھی مے سے ہوا آغوش مینا
کمال شوق مین تنہا سمجھ کے
وہ لپٹا سانپ شاخ صندلی سے
ہوا مصروف خدمت دوپہر تک
رہی جھگڑے ہی رگڑونکی سحر تک
وہ بستر سے اٹھا ہاتھون پہ لینا
وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ کہنا ہنسکے سب گذرا ہوا حال
کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
بہم سینہ بہم پہلو بہم خواب
رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب
پسینہ بھی ٹپکتا تھا جبین سے
زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے
فراغت پائی ناز شوق اٹھا کر
ادا اسی آئی روے مدعا پر
ہوئی راضی امید قلب بیتاب
گھر آ آنکھون مین ابر کثرت خواب

دونون لب سے لب ملا کر لیٹے اور باتین کرنے لگے آفت نے اپنا مغلوب ہونا توجہ سے بیان کیا اسنے کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کرکے جاؤ اور مقابلہ کرو مین چھپکر سحر کرونگی کہ تم اسپر غالب آؤگے بس اسکو مقید کرکے اسی جا آنا جلسہ عشرت جمانا پھر تمام لشکر کو بھی برباد کرنا مین عیارون سے خوفناک ہون اسوجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہون آفت یہ وعدہ کرنا پسند کرکے پھر اسکی مراد بر لایا اسی حسن وعشق کے بیان مین دامن شب تا بزانو پہونچا اور لیلائے لیل نے بالونکو سمیٹکر جوڑا باندھا رخ شاہ روز کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
ہوائے سرد کا سوکھا پسینا
گل بستر نے بوے رخصتی دی
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے

دم سحر ساحرہ نے اپنی کنیزونکو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین مقام سبزہ زار برنگ باغ و بہار دیکھکر کے چند طائفے رقاصون کے اطراف سے بلا کر ٹھہراؤ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عیش گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبرائے مگر کسیکو میرے اسجا قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزین حسب ارشاد روانہ ہوئین اور ساحرہ بھی اڑکر ایک جانب چلی گئی آفت نے سیلان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ جمع ہو چکا تھا اسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اسی دن سامنے لشکر شہزادہ نامور کے آکر خیمہ کیا بقیہ دن تامل پذیر رہا جب خورشید جہانتاب قصد اس خفتہ بخت کا سمجھکر مائل خواب ہوا کہ بیت سیاہی جب دکھائی اے شب نے + فراغت کشمکش سے پائی سب نے + سر شام اسنے کوس حربی بجوایا ہلکارون نے شہزادے کو بھی خبردار کیا کہ اے شاہ عالی پائگاہ آفت پھر مقابلہ بلا زوال عالی آیا ہے نہین معلوم کیا بھروسہ

اور سلیمان کو دوسرے خیمہ مین بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اُسطرف کا حال سنیے یعنے ساحرہ کا کہ کتابہ جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو بہر زدم بھیجکر
آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا بیٹھی ہین وہ بت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سنکر وہ غضبناک ہوئی اور بزور سحر سب حال
دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان بڑا زبردست ہے قلعہ طوفانیہ اور یاقوت نگار سب اسکے قبضہ مین آگئے آشنا تیر اگیا تھا وہ بھی ہزیمت
کھا کر درہ کوہ مین منتظر بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے چاہا کہ مین بھی جاؤن مگر عاشق کے پاس جانا تھا اسلیے اپنا سنگار ہمی طرح کیا ہر چند کہ سن
زیادہ رکھتی ہی مگر بزور سحر نوجوان بنی ہوے کافوری کو عنبرین زلف بنایا جھریان رخسار کی مٹائین آئینہ سان صاف بنایا آہو حسن البیلا
چمکایا کہ روے تابان کی چمک پر شعلۂ آتش قربان دہن نگین خورشتر از ارغوان چشم فتان نرگس چشمونکو آنکھ دکھاے غزالان ختن کو خوش
چشم کہنا عین خطا تبلاے دست نگین پر تصدق پنجۂ مرجان تیر مژگان سرکش از خدنگ جانستان گلوے نازک نہایت قطعدار سینہ پر جوبنکا
ابھار چہرہ رشک حور نشۂ مستی سے مخمور زیور مرصع کار زیب قامت فرما کر احسان دل عاشق پر دھر کے روانہ ہوئی کہ **نظم**

نظر اس گل کی جس دم شکل آئے
تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھائے
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو
طبیعت پر رہے باقی نہ قابو
ستارے حسن پر افشان کے قربان
تصدق کہکشان ہر مانگ کی جان
خواصین ساتھ لین سب ماہ طلعت
کوئی زہرہ کوئی برجیس صورت
ٹھہرنا گھر مین تھا دم بھر کا دشوار
چلی بن ٹھن کے قحبہ جانب یار

تخت سحر سے بنا کر بزور سحر مع کنیزان گلبدن کے آن واحد مین قریب خیمۂ آفت پہونچی اور
تخت سے اترکر خیمہ مین آئی وہ تطالب اسکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اٹھا اور دست ہوس دراز کرکے اسکا ہاتھ پکڑکر جانب مسند چلا
اور کہا اے مایۂ ناز و دلبر سراپا اعجاز اے شمع محفل عشاق بغیر تیرے خانۂ دل میرا سیاہ ظلمتکدہ تھا شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روے زیبا پھر
نظر آیا کہ بیت یہ صورت خواب مین اب دیکھتا ہون جو خواہش دلکی ہے سب دیکھتا ہون غرضکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اسکو بٹھایا
کشتی شراب کی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا بوس کا اور کچھ ارادہ ہوا
کبھی ساحرہ ناک بھون چڑھا کر غمزہ کرتی ناز معشوقانہ جتاتی مشتاق سے خفا ہو جاتی تو یہ منت پذیر ہوتا سیکڑون قسمین دیتا کہ اے نازنین
تجکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنے چشم کے چل بھر کی قسم تجکو میرے جان و سر کی قسم ارے عارض روشن کی سوگند
ایجانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم عشوۂ ناز و ادا کی قسم تجکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسہ لب نازک کا دے قسم تجکو سامری کی جو مجھ سے پھرے
وہ ان باتونسے اسکو گلے لگاتی تو یہ بھی اسکی محبت جتانیکو آنسو بہانے لگتا وہ اپنے دوپٹہ سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ
صاحب یہ رونا کیا ہے کیا مین مرگئی ہون جو تو اتنا روتا ہے اب نہ آنسو بہا ارے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رلاتا ہے تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے
جو تجھ وحشت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم اے عاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہے
میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہین آتا ہے یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ **نظم**

لیے بوسے کہا جاؤن مین قربان
سوا تیرے یہ کس سے نکلین ارمان
قسم کھاتی ہون اس جوبن کی اپنے
قسم اس جنبش دامن کی اپنے
قسم اس گیسوے پیچیدہ موکی
قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی
کہ مین مرتی ہون تجھپر میرے جانی
عبث ہے تم کو اتنی سر گرانی

عجیب جلسہ جما ہے کہ بیان و دل عاشق اندھیر گیسوے شاہد شام کا اڈا ہوا تھا اور ہر رنگ جوش مستی ہر سمت ابل پڑا تھا

عذرخواہ حاضر آئے شہزادہ سر ایک سے بشکل رخصت ہو کر آگے بڑھا مرکب تیز رفتار تیز طرار زمین مقابل حریف پہونچا باہم ایسی ہنگامہ زنی ہوئی کہ
گینڈا کوہی کا دس قدم تھپیڑ کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادہ کا زور زمین آکر اتنا ہی آگے بڑھ گیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ مین آکر نیزہ مارا
نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھولدیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادے نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نہ
چھوٹا ناچار نیزے سے اٹھا کر گرز گران بار اسنے عرادے پر سے لیا اور چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اسطرح
اوجھڑ سپر کی ماری کہ گرز ہاتھ سے اسکے چھٹکر دور گرا اسنے بغضب تمام تلوار کھینچکر وار کیا شہزادے نے وار سے بچا کر بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا آخر دونون گتھے ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پھر کشتی کی دم اسکا آگیا سمجھا کہ تو چت ہو جائیگا یہ سمجھکر
شہزادہ کو چھوڑ جست کی اور گینڈے پر چڑھکر مہیب لشکر کو دی لینا اس تیرہ سر خیرہ روزگار کو فوج اسکی لینا الینا کہکر چلی
شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر چلا اسطرف سے گلزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دو لشکر باہم ہوئے صفین ٹوٹین پرے برہم ہوئے تیغ چلی
اور رن پڑا شجاعون نے موچھونکو تاؤ دیا سرہنگ اجل نے خانہ جسد نقد روح لوٹکر برباد کیا ملک عدم سپاہ ہونے سے آباد کیا ابیات

از آواز گردان پرخاش جو | بدرید مر اژدہا را جگر | ہوا پر کرگس شد از پر تیر
زمین شد ز خون سران آبگیر | بہر سو کہ دیدی یلے کشتہ بود | کرا از یلان روز برگشتہ بود
ز بس کشتہ بد روے ہامون چو کوہ | شدہ خستہ از زندگانی ستوہ | چو شیران جنگی برآویختند
چو جوے روان خون ہمی ریختند

از بسکہ آفت دل ہار چکا تھا تاب جنگ نہ لا سکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پڑاؤ پر آ پڑا
خیمہ و بارگاہ کو پھونککر آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہان ایک خیمہ مین یاقوت قید تھا اسکو رہا کیا اور طبل فتح بجاتے ہوئے اپنے لشکر
کیطرف افسر لشکر پھرے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت کا کولا پہلوان آزمودہ کار نے بٹھایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ مسرت کا حکم
دیا مغنی خوشنوا و رامشگران شیرین ادا آکر ناچنے اور گانے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنانے لگے لشکری آسودہ
ہوئے مگر آفت جور و بھاگ کر لایا کچھ دور جاکر ایک درہ کوہ مین ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہان جمع ہوئی اسنے جو کچھ سامان راحت
کہ بھاگتے وقت ساتھ رہگیا تھا اسی سے کام لیا خیمہ استادہ کرا کر اترا اور سیلان سے کہا کہ مینے آپکی وجہ سے یہ روز بد دیکھا اور
مینے برا کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر یکایک ساتھ تمھارے چلا آیا مجکو لازم تھا کہ اول اپنی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے بعد
اسکی اعانت سے اس سلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اسنے کہا بھائی یہ راز ہر چند کہ کہنے کے قابل نہ تھا کیونکہ
میری مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کھیل بگڑ گیا تو سنو ایک ساحرہ ہے ملکہ اسرار جادو نام نہایت حسین گل اندام ہے اسنے آکر بطور مخفی طوفان
تمھارے بھائی کی ایک ساحر بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آگئے تھے پس اس دیو کو بزور سحر ساحرہ مذکور نے پکڑ کر ایک باغ
سحر کا بنایا اور اسمین ایک بت سونے کا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری ہین اور دیو کو تخت بنا کر اسکے پایہ سے باندھ دیا
چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے آکر مجکو دیو سے نجات دی پس وہ اس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ
قالب بت مین سحر کا بٹھا دیتی تھی کہ وہ باتین کرتا تھا چنانچہ یہ کرشمہ وہان دیکھ میرے پاس وہ تخلیہ مین آئی مین اسپر عاشق ہوا اسنے بھی
الفت جتائی اسنے یہ سب حال مجھ سے کہا اور تاکید کی کہ کسی سے نہ کہنا فی الجملہ اس بت کو آکر نبیرۂ حمزہ نے توڑا سارا کھیل بگڑ گیا اب چھپانے
سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنکر کہا کہ پھر اب معشوقہ کو اپنی ضرور بلائیے اسنے کہا کل اسکو اطلاع دونگا یہ کہکر چند جام شراب کے پیے

جگر گاؤ زمین کا بھی تھرایا کہین کمر بندی ہوئی کہین ساز جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسی کے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تنتنا کوئی نامردی سے سرد ہنتا کسی کی زبان پر یہ عبرت آمیز مضمون کہ دیکھیے کل گردون دون کسکو خواب گاہ گور مین سلاتا ہی اور کسکا بخت خفتہ جگا کر فتحیاب فرماتا ہی غرضکہ ہر سمت سوزش کہرا ہن تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دلمین نفاق کی آگ جوش زن تھی کہین نقیب پکارتے کہین تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت مین جھومتا گلے ملنے کے شوق مین منھ شاہد تیغ کا چومتا کہین نعرے شیرانہ بلند کوئی مستمندانہ ہوکر درگاہ الٰہی مین حاجتمند یہی چار پہر شور رہتا مائل جنگ ہر تنا زور تھا آخر جب بدر فلک مین خون اترا اور شفق سحر سے در و دشت خونین لباس نظر آیا کہ

نظم

چنین تا بہ پیدہ آمد از تیغ شید
دو لشکر ہمی رزم را ساختند
در و دشت شد چون بآور سپید
در فش بزرگی برافراختند

صبحدم لشکران کینہ خواہ بصد کر و فر و جاہ وارد قتلگاہ ہوے شہزادہ لڑنے پر آمادہ بہزاران توقیر شان مرکب ہری پیکر زیر ران کیے جلو مین سرداران ذیشان کو لیے تخت پر گلزار کو بھی سوار کر دہ جوانان تہمتن کی قطار داخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر تیار ہوے کہ بموجب

نظم

دو جانب شدہ لشکر آراستہ
ہمہ نیزہ و تیغ و جوشن بہ کف
پر از کینہ ہر گنج بر خاستہ
بہ تیغ و تبر اندر آمد سپاہ
سپہ از دو رویہ کشیدند صف
تو گفتی کہ شد روز روشن سیاہ
چو رعد خروشان بر آمد غریو
بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بے ثباتی دہر غدار پڑھکر سنا ناہی ہست کرادیا آفت بہزاران کبر و نخوت گینڈا اڑھا کر بیچ میدان مین آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ اے فرقہ ضلال تم مین سے جو کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے اب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر ٹھنڈے جانب ملک عدم جاے یہ نعرہ اس تیرہ بخت کا سنکر یاقوت خود سر گینڈا اڑا کر سامنے گلزار نیک اختر کے آیا اسنے اشارہ فرمایا کہ یہ بھر کر حضرت شہزادۂ نامور مین آکر عرض پرسا ہوا کہ اے شہزادہ اجازت میدان دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خداے لایزال کرتا ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یہان کے خلاف لڑتے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سنو اے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے دیتے ہین پھر اسکو زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے یہ اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا جب عاجز ہونا اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دور کا ہی حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہی نہایت بے بسی سے جان دیتا ہی زنگی یہ کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلحہ پہنے مردانہ وار میدان مین آیا پہلے تگا در زنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی آفت بھی آفت کا پرکالہ تھا نیزہ ہاتھ سے اسکے نہ نکلا سنانین بیکار ہوئین چھڑین تک ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئین آخر نوبت شمشیر زنی آئی مگر جب اسنے تلوار نکالی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونون زمین پر آئے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک مقام پر اس ریلا پیلی مین پاؤن یاقوت کا موشخانہ مین جا پڑا ادھر سے حریف کا دھکا پڑا کولا اسکا اتر گیا اور رانیسا درد ہوا کہ یہ گر پڑا اسنے باندھکر اپنے لشکر مین بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر مخاطب نے ان ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے سامنے میرے کسلیے نہین آتا ہی شہزادہ یہ للکار نا اسکا سنکر عازم نبردگاہ ہوا کوس جنگی گڑ گڑاے علمون نے بہر تعظیم سر جھکاے سر دلیر

ہو کر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم پر شہزادہ کے گرا یا کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت اثر شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ مین آیا گلزار کوہی اپنے آقازادہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور اسکے لیے اسباب عیش و عشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی مین کئی روز کا جشن فرمایا ساقی و مطرب آکر داد خرمی دینے لگے جانا شہزادہ کا جانب لشکر امیر چند سے پھر موقوف رہا مگر سیلان جو یہانسے بھاگ کر روانہ ہوا اس قلعہ طوفانیہ کی سرحد سے گذر کر ایک قلعہ ہی کہ اسکو آفاتیہ کہتے ہین اور نام حاکم قلعہ کا آفت کوہی ہی چنانچہ ایک پہلوان ہی آفت نام پہلے بیان کیا گیا کہ بہر امداد لقا جا کر مسلمان ہو چکا ہی یہ دوسرا آفت کوہی ہی الغرض سیلان جب قریب قلعہ آفاتیہ پہونچا حاکم نے وہانکے خبر سنکر استقبال اسکا کیا اور باعزاز اپنے پاس بلایا جب داخل دارالامارۃ ہوا دولاکھ کوہیونکے سردار دربار مین جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ سجی تھی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اُسنے قریب تخت دنگل بچھوا کر اسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھکر ماجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی رونے لگا تھا جب دماغ اسکا شراب ناب سے گرم ہوا رو کر تمام حال اپنا بیان کرنے لگا تا اینکہ حملہ کیفیت شہزادہ کی اور اپنی بیان کرکے رخصت پذیر ہوا کہ ہم آپ باہم ایک ہین اور ہمیشہ سے چلا آتا ہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا ہی امید کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس سلمان کے ہاتھ سے دین کو ہیونکا بچائیے آفت کو اسکی حقیقت سنکر رحم آیا اور دو ایک روز بدلجوئی و خاطرداری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو بحکم ارشاد چھاؤنی مین لشکر کے قرنائے جنگی بجی دو لاکھ فوج کوہیونکی کمر باندھکر تیار ہوئی نظم

در گنج بکشاد روزی بداد	سپہ برگرفت و بنہ برنہاد
خروش آمد و نالۂ کرنا ے	چو لشکر سراسر برآشوفتند
سپہ برکشید از دو رویہ دو صف	درخشید شمشیر و برخاست تف
ہمی مرد بیہوش گشت از دو پیل	برآمد خروشیدن گاؤ دم
ببر دند پیلان و ہندی درائے	بگرز و تبرزین ہمے کوفتند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل	جہان شد پر از بانگ رویینہ خم
زمین جنب جنبان شد از میخ نعل	ہوا از درفش سران گشت لعل

سیلان کو بھی گرگدن پر سوار کرکے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بمقابلہ لشکر فیروزی اثر شہزادہ آکر اترا اور رات ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن آمد شوم لشکر شب سے رخ روز پر سیاہی چھائی اور دشت بہرمین فوج انجم آکر اتری نظم

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر	دل میگساران شد از بادہ سیر
ز لشکر برآمد صدائے نفیر	گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہرکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والاقدر مین حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور پکارے کہ نظم

ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد	نشستن ہمہ بر سر گنج باد
ہمیدون سپہدار او شاد باد	دلش روشن و گنجش آباد باد

آفت کوہی حاکم قلعہ آفاتیہ برائے امداد سیلان با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالیشان آیا ہی طبل حرب اس خود سر نے بجوایا ہی یہ کہکر ہرکارے پھر خبر لینے گئے شہزادہ کے لشکر مین بھی طبل عربی پر چوب پڑی فوج عازم ستیز ہوئی آتش کینہ وری تیز ہوئی آفت کا سامنا دم سحر مد نظر تھا بار معدا خنجر تھا تیغونکی جھنکار سپر کی کھڑکھڑاہٹ سے خاطر ترک فلک مین خوب سمایا بہت کچھ چکر آیا زمین مین زلزلہ آیا

همی بر تن مرد بگذاشتند
سپہ انجمن شد ہزاران ہزار
گہ بر داشتند آلت کارزار

چو از دور دیدند اوشان سپاہ
گران تیرہ شد دیدۂ روزگار
سپہ از دو رویہ کشیدند صف

خروشے بر آمد ز ابر سیاہ
بلشکر بفرمود بس شہریار
ہمہ نیزہ و تیغ و ژوبین بکف

جب سپاہ صف باندھ چکی **یاقوت** گجک گینڈے کو اپنے مار سامنے **سیلان** کے آیا اور کہا آپ میرے آقا کے بھائی ہین ہمکو براہ نگی اجازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا مجکو فتح دین اُسنے یہ باتین سنکر کہا کہ اے پہلوان یگانۂ زمان جا مین نے تجکو پوتنہ وسو خدا کے سپرد کیا زنگی یہ دعا سنکر اسطرح ہنسا کہ جیسے اژدر ہنستا ہی اور گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر پشت گرگدن سے کود ا اور ایک لٹھ کاندھے پہ رکھے تھا جسمین کئی سو من لوہا لگا تھا ہر گرہ اسکی گبدار تھی میخ آہنی اسمین ٹھکی تھی شام نیچے کی عمود آہن کے کلے سے بہت بڑی یو عفریت کا کلہ دو ضربت توڑتی سر کشونکے سر چڑھی ہوئی لٹھ پر چڑھی گرز گران کب اس لٹھ سے لگا کھا تا ہنگام ضربت اژدر کا بھیجا کھاتا یگنوار کا لٹھ یعنی زنگی شوم ایک ہی لاٹھی سبکو ہانکتا تھا فرعون بے سامان بنا ہوا غافل اس سے کہ ہر فرعونے راموسی اہل اسلام کو زور اپنا دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا نبوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب کھائی جب طبیعت گرمائی پکارا کہ وہ مسلمان بے سامان کہان ہی آئے میرے سامنے یہ نہیب سنکر شہزادے نے اپنا مرکب آگے بڑھایا کڑکیت پکارے باجے بجے علمونکے پھریرے کھلے سردار رکاب شہزادے سے آکر لپٹے کہ ہم فدا ہونیکو حاضر ہین شہزادے نے مرحبا کا خلعت دیکر روکا اور آپ بلسان شیر دلیر مقابل اس شریر کے ہوکر مرکب سے کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اسنے بغیر کچھ کہے سنے اسکے پیادہ ہوتے ہی لٹھ دوڑ کر مارا العیاذ باللہ دھتڑ اُسکا مارنا تھا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر ٹوٹ کر گرا شہزادے نے اس جلدی مین سپر فراخ دامن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا اسکی واز ہوئی کہ جیسے سندان آہنگر پر گھن پڑتا ہی شہزادہ اس ضرب سے پشت پا تک زمین مین غرق ہو گیا اور تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ سب نے جانا شہزادہ زمین کا پیوند ہو گیا فوج چاہتی تھی کہ زنگی پر جا پڑے مگر شہزادے کے ہاتھ ستون تھے ذرا بھی کن اور بل نہ آیا تھا لٹھ سپر پر روک کر دل گرد مین سے نکلا گرز پکڑ کر للکارتا ہوا اسپر چلا اسنے جلد جھپٹکر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی بقوت یلی رد فرمایا اور گرز ہاتھ سے پھینکر ارشاد کیا کہ جہانتک تیرا جی چاہے ضرب کرلے حوصلہ تیرا باقی نرہے وہ اتنی مہلت پاکر برس پڑا اور پے در پے لٹھ مارنا شروع کیے یہانتک کہ چھ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور ضربت اسکی رد فرماتا رہا ساتوین بار یہ کار رستمانہ کیا کہ جب اُسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجائے سپر ہاتھونکو چہرے پر پناہ لیا اور جب لٹھ پڑا اُٹھیان بند کرکے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ **یاقوت** آگے کھنچ آیا اور لٹھ اسکے ہاتھ سے چھوٹا اسنے لٹھ زمین پر پھینکا اُس سے لپٹ پڑا اُٹھا کر اسکا اکھیڑ کر زمین پر مارا کود کر سینہ پر اُسکے آبیٹھا اور کہا شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتا ہی اسنے جو یہ قوت شہزادے کی دیکھی کہ لٹھ میرا اسنے پکڑ لیا سمجھا کہ بیشک اسپر افضال خدا ہی پس عاشق جرأت شہزادہ تہمتن مثال ہوکر عرض پیرا ہوا کہ تا زندہ ہم بندگان بندہ ایم شہزادہ اسکے سینہ پر سے اٹھا اُسنے اٹھکر سر اپنا قدم شہزادہ پر رکھا اور از سر صدق اسلام اختیار کیا لیکن جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا اور اس سے لپٹ پڑا تھا سیلان جو صف لشکر زنگیان مین کھڑا تھا اس شجاعت شہزادہ کو دیکھ سمجھا کہ بیشک **یاقوت** اب زیر ہوکر مارا جائیگا یا مطیع ہوگا لہذا مجکو یہان ٹھہرنا نچاہیے یہ سمجھکر جبتک شہزادے نے اسکو زیر کیا یہ مفسد پہلے ہی سے مع اپنے رفیقان بدسیر کے بھاگ کھڑا ہوا اور گھوڑا اڑا لکر جانب کوہ وصحرا چلا یہان **یاقوت**

اور پرزے پرزے نہ اڑائے تو نام اپنا مردان عالم سے مٹایا یہ کہکر اسکو قلعہ مین لایا دعوت ضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوے جنگ پر یکدل ہوے ایک ایک حبشی آدم خوار تھا سوح طوطیان نوش کو خوف بسیار تھا سب فیلان مست اور گرگدن پر سوار ہوے صف کشی سے سیاہ دیوار ہوے ظلمات پردۂ دنیا پر ظاہر ہوے اسلحہ کی چمک سے بجلی بر تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ تماشہ تھا کہ چشمۂ ظلمات موج مار کر لڑنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلمانی مرنے چلا تھا زمین پر تہلکہ تھی وہ کالی آندھی طوفان کے خونکا انتقام لینے چلی تھی طبل و بوق گڑگڑاے کوس رحلت نورستی کیلیے ظلمت نے بجاے سواریان زنگیونکی جب وان ہو مین پرچے کوہ تلاطم مین آئے آگے لشکر کے یاقوت و سیلان شل سیل فنا گینڈونپر سوار راہی تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعۂ طوفانیہ تو قریب تھا بہت جلد متصل مذکور پہونچکر خیمہ کیا لشکر تورج تو باہر قلعہ کے اترا ہوا ہی اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادہ عزم روانگی رکھتا تھا کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر متصل عرض کی شہزادہ خبر سنکر مع گلزار کوہی کے بحشم و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت دن بھر مصروف میخواری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور زنگی شب نے قلعۂ عالم مین خلل کیا کہ **نظم**

بدین گونہ تا روز برگشت زرد — چو دیباے زنگار گون شد سپاہ
برآورد از فوج شب تیرہ گرد — طلایہ برآمد ز ہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی تیاری حرب لشکران کینہ خواہ مین آغاز ہوئی دل سیاہ زمان مین سوداے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شجاعت سنوارتے تھے سودا زدگان عشق جانبازی کے نعرے مارتے تھے خون صفرا مزاجونکا جوش مین آتا تھا سودا زدہ تیر غالب ہوتا جاتا تھا ادھر لشکر زنگیان نے پردہ دو سر تاریک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شب نے پرا جمایا تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی روسیونپر حبشیونکی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے اور تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت بسان نامۂ اعمال سیہ کاران کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندونکو اس دشت مین ڈالا تھا اس درخت کا منہ بھی کالا تھا کہ **نظم**

زمردم زمین بود چون پر زاغ — زبانہا سیہ دیدہا شان چو خون
سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ — سیہ روے و دندانہا چو گراز
ہمہ روئہا شان چو روے ہیون — کہ یارو شدن نزد ایشان فراز

غرضکہ رات بھر اس لشکر بلیات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تنتا رہا یہانتک کہ فیلسوف دہر نے فولاد سیہ تاب شب کو صاف کرکے آئینہ سحر بنایا اور پرند مشکین لیل اڑاکر ارژنگ چین کو شرمایا ناظرہ رہبان چینیان کا نقشہ دکھایا کہ **ابیات**

چو پیدا شد آن شوشۂ تاج شیر — بر فتند گردان پرخاش جوے
جہان گشت بلور آہنا سپید — بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت
خروشش آمد و کرد رزم از دو رو — زمین از پئے پیل چون کوہ گشت

یعنے شہزادۂ تورج فریضۂ نماز سحر ادا کرکے بصد جاہ و جلال سوار ہوکر مع فوج قاہرہ وارد میدان رزم ہوا فوج نے پرا جمایا ادھر سے لشکر لیے یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضاے **ابیات**

تناور یکے لشکرے زورمند — برہنہ تنے سفت و بالا بلند — بجاے سنان استخوان داشتند

آپس کا جھگڑا ہو جاتا جسمین سے فساد پھیلا ہی ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا زیبا نہین ورنہ زنجیر دی گلا کٹوا ہیگی یہ سمجھکر عرض رسا ہوے کہ اے شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہین شوق سے آپ اندر زندان کے جائیے اور شہزادیکو چھڑائیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا یہان شہزادہ ہوش مین آکر سر زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پر جھکائے بیٹھا تھا اور تہ دلسے دعاے رہائی درگاہ ایزدی مین کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادے نے فرمایا کہ جب وقت رہائی آیا ہی تو ہم قید نہین رہ سکتے یہ کہکر خانہ زور مین چرخ کھایا اور زنجیر و بیڑی و ہتھکڑی کو توڑ کر کھڑا ہوا اسیر دار بھی رہا ہوے اور باہر قید خانے سے سب نکلکر جانب سیلان بیابان چلے مگر اسنے ایک خادمان محل سے سنا کہ گلزار قیدی کو چھڑانے گیا ہی چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جائے اور مقابلہ کرے مگر سونچا کہ تو سچ بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرور رہا ہو جایگا پس اس وقت پھر وہی ذلت دھری ہی اب یہ وقت غنیمت کا ہی مہلت ملی ہی نکلجانا چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھتا ہو وہ آئے کچھ کوہی جو سیہ قلب زیادہ تر تھے اسکے ساتھ ہوے اور یہ پشت قلعہ کیطرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہاں سے قریب ہی روانہ ہوا اس قلعہ کا مالک یاقوت زنگی غلام طوفان کا ہی کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہوکر اسی شہر مین بارہ کوس تک حصار باندھکر مقیم ہوا ہی اسجگہ ایک قلعہ بھی ہی رعایا کو بسایا ہی بارہ ہزار زنگیان آدمخوار اپنے پاس رکھتا ہی سیلان اسکے پاس چلا یہان تو فوج دارالامارۃ مین آیا گلزار کو تخت شاہی پر بٹھایا سادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت کریگا مارا جایگا اہالیان قلعہ اپنے شہزادے کے بادشاہ ہونیسے خوش ہوکر حاضر دربار ہوے نذرین دین خلعت ملے افسران لشکر از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر اسلام آباد ہوا دیر و بتکدے منہدم ہوے مسجدین تعمیر ہوئین ندائے اللہ اکبر بلند ہوئی دو لاکھ سپاہ اس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادے کے سب باہر قلعہ کے لشکر مقیم ہوے شہزادے نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا پھر شہزادے نے فرمایا کہ اے گلزار اب تم سلطنت کرو کامل تسلط کرکے اسلام مین ہمارے پاس آنا مین اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ دادا جان سے مین تین روز کا وعدہ کرکے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا جلد چاہیے کہین ایسا نہو کہ وہ ناراض ہون گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادے نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام براہ عجلت کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرنیلگا ہنوز دونون رہگراے منزل مقصود نہین ہوے سیلان نے اور مفسدہ برپا کیا وہ یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ ناہنجار پہونچا ہرکارون نے خبر اسکے قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہونچائی پہلے تو متفکر ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جو اسیس مخبر حال ہوے کہ وہ با معدودے چند بحال پریشان آیا ہی فلک نے اسکو ستایا ہے لشکر وغیرہ کچھ ساتھ نہین ہی سرکشی کی کوئی بات نہین ہی یہ سنکر وہ غلام باحترام تمام بہر استقبال در قلعہ تک آیا اور حال زار آقاے بدکردار دیکھکر رو دیا دیکھا اگر بیان اسکا پھٹا ہی چہرہ اترا ہی منھ پر زردی غم سے چھائی نہ ڈنکا ہی نہ چتر شاہی ہی صرف مصاحب بیکسی و تنہائی ہی دو چار سردار ساتھ ہین ایک گھوڑا سواری کا ہی صرف خزان جلوس بہار بہاری کا ہی اسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہی میرے آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو مقرون بصحت ہے اسنے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا خداوند لقا کی بہشت مین گیا مین اس مسلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر تجھ تک پہونچا یہ کہکر سارا حال جنگ و جدال بیان کیا غلام نے جملہ ماجرا سنکر اشک حسرت بہائے اور کلمات ملال و گزاف بانیر جاری کیے کہ اگر مین نے اس مسلمان کو پاکر ٹکڑے ٹکڑے

اور اپنی بارگاہ بھی استاد کرائی لشکر اتریگا گھما گھم ہوئیگی کہین سوارونکی لین پڑی کہین بستر پیادون نے لگائے میل علیحدہ علیحدہ لشکر مین بازار کھلگیا اطلاع یہ مقرر ہوا عیار بعہدہ کوتوالی بازار مین چبوترہ بنواکر ٹھہر انظر باز پھرنے لگے چور بدمعاش اچکے گھورنے لگے رانکو اکاسی دیا جلتا بھولا بسرا پڑا اٹھاؤ پڑا ملتا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیلان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ کو دیکھا تو بہت آباد ہی زن و مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہی دکانین کھلی ہین اشیائے نفیسہ چنی ہین صرافہ و بزازہ آراستہ ہی چاندنی چوک مین عجب جلسہ عشرت نما ہی کہین جوہری جواہر کا ڈھیر لگائے کہین سیٹھجی کروڑون کی املیت کا بیڑا اٹھائے بیٹھے ہین دلال مرفہ الحال تاجرونکے ساتھ حضور اس دکان پر آئیے یہ مال دیکھو چاہیے کہین بساطخانہ ہی کہین گارو گلفروشونکا رنگ جماتا ہی بہار کو بھی بہار دکھاتا ہی کہین تره فروشونکا بازار ہی ہر کنجڑن طرحدار ہی کہین کمرے رشک دہ گلستان مجمع گلرخان ہے شاہدان نسرین بدن جمع ہین عاشق تن سامنے ٹہلتے ہین بہت دل رنجیدہ ہین بہت سے بہلتے ہین طرفہ شہر ہی جدائی اسکی قہر ہی نظم

همه بوم و بر باغ آباد بود　　دل مردم از خرمی شاد بود　　پذیره شدندش بزرگان شہر
کسے را کس از مردمی بود بہر　　بروہمگنان آفرین خواندہ اند　　بسے زر و گوہر برافشاندہ اند

شہزادہ کیفیت شہر کی ملاحظہ فرماتا قریب دار الامارۃ پہونچا یہان ارکین سلطنت انتظار مقدم شریف شہریار تھے منتظر وضیع و شریف دیار تھے سب نے باہر آکر استقبال کیا شہزادہ اندر ایوان شاہی کے آیا سریر جہان پناہی گسترده پایا دنگل و کرسی بیشمار تحسین منقش و رنگین و طرحدار تحسین جملہ سامان شاہانہ مہیا تھا دربار کیقبادی جما تھا سیلان نے تخت پر شہزادے کو بٹھانا چاہا تو شہزادے نے تخت نشینی سے انکار کرکے دنگل پر جلوس فرمایا نذرین گزرنے لگین طائفے آکر ناچنے لگے ساقیون نے جام گلفام دینا آغاز کیے طوفان جو مارا گیا ہی تو اسکا ایک بیٹا گلزار کوہی نام ہی بارہ برس کا اسکا سن ہی ابھی لالہ فام ہی اُسنے جب آمد شہزادہ کی سنی نذر تیار کرکے محل سے بہر ملازمت چلا ہر چند اسکی مان نے منع کیا کہ وہ شہزادہ قاتل تیرے باپ کا ہی اس سے ملنا زیبا نہین لڑکے نے نمانا اور کہا یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہی کہ ایک کا ملک دوسرا پاتا ہی اگر مین نجاؤن تو ملک آبائی بھی ہاتھ سے جاتا ہی یہ کہکر خدمت شہزادے مین آکر نذر دی شہزادے نے اسکی صورت پسند کی اور حال پوچھا کہ تو کون ہی اسنے اپنا نام و نسب بتلایا شہزادے نے کلمہ طیبہ بتلاکر اسکو تلقین بدین یزدان پرستی فرمایا اُسنے براہ صدق و راستی ہدایت اصلی راہ اسلام اختیار کی شہزادے نے سلطنت اسکے باپکی اسکو دی تا دیر ٹھہر کر مژدہ کامیابی اپنی مان کو دینے گیا یہان سیلان مکار دشمن تو تھا ہی اور زیادہ عدوے شہزادہ ہوا کہ افسوس ملک بھی مجکو نملا اور دین بھی میرا گیا بس اُسنے پہلے تو چند جام شراب سادہ کے شہزادہ و سرداران کو دیے جب نجم عیار کو گمان بد یکا اسکی جانب سے بالکل رفع ہوا اور اُسنے جانا کہ یہ بیشک سچا مسلمان ہی یہ سمجھکر عیار مذکور بھی غافل ہوگیا اسنے اسکو بے خبر پاکر شراب مین بیہوشی ملائی اور مع عیار و سردار شہزادہ سبکو پلائی کہ ہر ایک پر بیہوشی چھائی اسنے اپنے افسران لشکر کو بلاکر کہا کہ مین نے تم سبکا دین قدیم بچا نیکو یہ حرکت کی ہی تمھین بھی میری اطاعت چاہیے سب نے کہنا تسلیم کیا شہزادہ کو طوق و زنجیر پہناکر زندان مین بھیجا کئی ہزار آدمیونکا پہرا مقرر کیا پھر صلاح کی کہ راتکو شہزادے کی فوج پر شبخون مارے لیکن اس حال کو گلزار نے بھی سنا کہ شہزادہ اسطرح اسیر ہوا یہ سنتے ہی بیتابانہ محل سے نکلکر اپنی ذاتی فوجکو بلایا اسکے ذاتی کئی ہزار ملازم ہین اور بہت سے لڑکے کمسن اس فوج کے افسر اسنے مقرر کیے ہین بس اس فوج کو تیار کرا کر سیدھا در زندان پر آیا اور نعرہ کرکے حملہ کیا محافظان زندان نے خیال کیا کہ یہ

فوج نے یہ حکم سنکر حملہ سخت کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار جانبازی و سر فروشی اور جانبازی شہر قتال میں شروع ہوئی خانہائے جسد ویران ہونے لگے کاشانۂ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے قیمت میں جواہر جوہر تیغ دیکر طائران روح خانۂ عمل لیے اور شہزادۂ پروردہ نعمہ نازنے شمشیر پر سے صدقے کرکے چھوڑ دیے کہ بموجب بیت مری کے عوض سر مرا دیجیے کہ لینے یہ صدقہ اتار انھیں قفس تن سے طائران ہستی چھوٹکر جانب صحرائے عدم جاتے تھے زاغ و زغن گوشت کھانیکو منڈلاتے تھے سپر ین اسطرح و سر گردش کرتی تھیں کہ جیسے چیلیں اڑتی تھیں دشت ویران کی بیدائے حرب میں تلوار ونکی سائیں سائیں صدا آتی تھی روح رستم و اسفندیار زیر ارض خوف سے تھرائی تھی بہادر شیر ونکی طرح ڈکارتے تھے تیر دشاخش کرکے مار سیاہ کے مانند پھنکارتے تھے شجر قامت حرارت شعلۂ تیغ سے خشک ہوے جاتے تھے سر بسان برگ خزان دیدہ باد تند روش شمشیر سے اڑتے غبار دلکا نکلکر کے خاک بسر کرتا مگر منھ لڑنے سے نہ مڑتے اس ہنگامۂ آفت خیز میں بوجہ تنہائی شہزادہ و سردار گھبراے ہوتے تھے قریب تھا کہ یار یکایں رخ شجاعت پردۂ خاک میں چھپائیں بیقرار ہو کر دعا ایسے کرتے تھے کہ اے یاور بے یاوران ہمکو فتح و نصرت دے کبھی سر سرکش پاے تضرع پر دھرتے اور پکارتے تھے

عطا کی تو نے یا رب ہم کو ہستی
تجھی سے ہے بلندی اور پستی
تجھی نے پست قوم عاد کر دی
تجھی نے باد صرصر اس پہ بھیجی
غریبوں کا تو ہی یاور ہے یا رب
تجھی سے مانگتے ہیں ہم یہ سب

تیر دعا ہدف مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو تلاش لشکر میں گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادے کو لیکر آیا ان بہادروں نے پہونچتے ہی لشکر حریف کی ماری اور زیر شمشیر ہر ایک بے پیر کو رکھ لیا پھر تو سیل خون بہادی عنقاے تیغ نے بال کھولکر دشمنوں کو معدوم کرنا آغاز کیا بازِ شمشیر قتل و قتال سر باز انسے باز نہ آیا خنجر گلوگیر شجاعان تھا حلقہ کمند میں پیچیدہ رشتۂ جان تھا کہ نظم

زمین آہنین شد ہوا لاجورد
بابر اندر آمد سر تیرہ گرد
سر لشکر کوہیان حملہ برد
شہ نامدار و جہان دان گرد
بہر جایگہ بر یکے تودہ کرد
زمین ہا بمغز سر آلودہ کرد
از ان لشکر شوم چندان بکشت
کہ یک دشت سر بود با پای دشت
سرانجام سیلان گرفتار شد
دزد اختر نیک بیزار شد

یعنے جب شہزادیکو اپنی فوج کے آئینے صفوف لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان پہونچا اسنے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب سے مرکب ملادیا اور اسکے نوڑے میں کمر کی زنجیر کے ہاتھ دیکر قاش زین سے اسکو اٹھا لیا اور سپر بائیں ہاتھ سے چڑھاکر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ میں قتل ہو جاؤنگا پس شہزادے سے امان کا طالب ہوا آپ نے اسکو رہا کر دیا اسے اپنی فوج میں طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اسنے رکاب شہزادیکو آکر بوسہ دیا شہزادے نے سوال اسلام اختیار کرنیکا فرمایا وہ دلمیں کینہ رکھکر طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار قلعہ میں تشریف فرما ہوکر اہالیان قلعہ کو بھی شرف بشرف اسلام و ورتی فرمائیے سر عجز حقیر طارم افلاک پر پہونچائیے شہزادے نے التماس کو اسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جنگل کے طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اسکے درے سے گذرا سامنے ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہاے پر یز او بند و بست و انتظام گولنداز و برق انداز وغیرہ کا انتظام در شہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاؤنی بڑی نگہبانی ہر طرف بڑی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنیکا حکم دیا

منم تورج نامور شہریار — ہزیمت کرار و زہیجا نماند
منم ضیغم بیشۂ کارزار — ز تیغم بنا ہے بہ اعدا نماند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کار رستمانہ کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک و خون میں غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہان آہوے جان مخالفان کا شکار ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانہ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر کھولے طعمہ بجسد دشمن دیئے ہین رنگین ہو گئے

چنان شد زخون خاک آوردگاہ — کہ گفتی ہمی خون ببارد ز ماہ
شد از جوشن کشتگان آہنین — برآمد خروشیدن دار و گیر
بگشتند چندانکہ روے زمین — ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو با مہتران گرم گرد اسپ شاہ — زمین گشت جنبان و بیجان سپاہ

تا دیر ہنگامہ کارزار گرم رہا اسی اشتغال جدال و نائرہ قتال مین شہزادہ نے صفونکو درہم کر کے طوفان تک اپنے تئین پہونچایا اور للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی چند آدمیونکو دو لاکھ سے لڑوایا ہی ادھر آ کہ تو مجھ شیر صحراے جلادت کا شکار ہی طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور عسرت مین افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو مین اس الجھ خداپرست کو مارے لیتا ہون لشکر کے لڑنے مین بدنامی ہی کہ چند پا شکستہ کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسرون نے فوج کو روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پری طلعت و سلیمان صولت معرکہ مین مثل تناور درخت جسیم کثرت ورزش سے کرخت بسان سنگ سخت رکھتا تھا کر گدن کو کچکارا مانند فیل جنگھاڑا اور نیزہ شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے نیزہ کی سنان پر گانٹھی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول دینا روا نہین شہزادے نے چند طعن رد و بدل کر کے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اسنے غصہ مین آ کر گرز سہ صد منی چرخ دیکر سر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کہ عمود مثل خیار تر کٹکر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب دانت پیسکر تیغہ آبدار و گران وزن نیام سے کھینچکر اور مرکب بائین پر چڑھا کر زیر بغل راست کیجانب شہزادے کو رکھا اور بڑے زور و شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہونے سے الامان پکارا بہرام نے کہا اے خالق اکبر بچانا کا نعرہ مارا مگر شہزادے نے جب تلوار قریب آئی تھپکی دیکر بارڈھ کو اسکی ہٹ کیا اور پنجۂ یلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست نجس سے نکلی مگر اسنے تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لا کر تو ڑہ مین کمر بند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان مین ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونون زمین پر کود دے اور دامن ذرہ گردان کر سر گرم کشتی ہوے تلاش داؤن پیچ جوڑ توڑ بند کی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکرین چلنے لگین کشمکش اور ریلا پیلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی مین طوفان کا دم آگیا کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی مین کرنا پڑا بس اسنے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ مین مار دن شہزادے نے اتنے عرصے مین کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اٹھا کر دے مارا بقدرت قادر عز و جل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا آڑا ہو کر اسکے پیٹ مین در آیا اوجھ جھوجھ کٹکر دوسری کوکھ کی طرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسکے مرتے ہی بھائی اسکا سیلان کو ہی اسکی حمایت پر پیٹ مار کر گرجا فوج کو للکارا کہ ہان مارنا اس خداپرست کو کہ یسا زبردست ہی اکیلے یہ سپاہ نہو گا

نے دعائے صحیفۂ ابراہیمی پڑھکر اسپر دم کی اور زنجیر کو بزور صاحبقرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہوا اور قدم سعادت توام شہزادے کے گرا شہزادے
نے آگے بڑھکر اس بت کو طاق سے اٹھایا اور قبضۂ شمشیر سے چور چور کیا اسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہوا صدا ہائے مہیب آئین کہ ارے غضب
کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مور تخت پر بلچ رہا تھا اڑکر ایک طرف کو چلا گیا آندھی پانی کا ہنگامہ ہا بعد بر طرف ہونے اس
آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا شراب
کی کشتیان اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری مین موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہر چند کہا کہ
یہان نہ ٹھہریے نکل چلیے اسکا کہنا نہ مانا کہا تو نامردی سکھاتا ہی اگر تجکو خوف آتا ہی تو یہانسے تو چلا جا عیار خود کو خاموش
ہو رہا مگر یہان ایک ساحر اس ساحرہ کیطرف سے محافظ ہی کہ جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا وہ مور جو اڑکر گیا وہ
محافظ صحرا مین سحر پڑھ رہا تھا اسکو مور نے مطلع کیا کہ اے کنا یہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہی ایک مسلمان نے آکر خداوند کو توڑ ڈالا دیو
قید سے چھوٹ گیا یہ کہکر مور تو چلا گیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ مین آکر پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ہی جو تو نے خداوند
سامری کی جناب مین بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے انپر یہ ظلم روا رکھا شہزادہ نعرۂ ساحر سنکر مسند سے
اٹھا تھا کہ دیو اس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ او بیحیا ٹھہر تو جا مین آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ یہ غفلت مین میری
مالکہ سے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کر دیگا سحر اسپر ہوشیاری مین اثر پذیر نہوگا یہ سوچکر بند سحر اڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ مین
آیا یہان تخت حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوگیا کوئی ایسا جسیم
و زبردست آیا ہی کہ اسنے خداوند کو بھی نمانا اور انکو توڑ ڈالا یہ سننا تھا کہ طوفان پر شیطان چڑھا فوراً تخت سے اٹھا اور حکم نقاری لشکر
دیا بھائی اسکا سیلان کوہی ہی اسنے لشکر تیار کرایا قرنائے جنگی کا شور ہوا اسلحہ و تمل ہر صاحب نے درہم ہوا طوفان بھی ہتھیار سجکر
کرگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دو لاکھ سپاہ کا پرا تھا ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا یہان شہزادہ بعد بت شکنی فرمانیکے مثل
جناب خلیل اللہ در کوہ سے نکلا کہ ڈنکے کی آواز سنائی دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانونکے کھلے آگے
حق گرد و غبار بلند دکھائی دیا شہزادہ بھی ڈٹکر سامنے کھڑا ہوا جب ان گرد شگافتہ ہوا فوج کوہستان جوق جوق ال گرد سے
ظاہر ہوئی کمر کبود رکابہ ہر ایک کے زیر ران تیغہائے گرانبار کمر سے لگائے گرز کے عراقے ساتھ گڑگڑاتے پرچم نیزون کے
کالے کالے اڑتے برچھے ترچھے مرکبونکی کنوتیونپر رکھے انکے نعرون سے گوش فلک کر ہوتا کہ بمقتضائے ابیات

همه گوش پر نالۂ بوق شد — همه چشم پر زنگ سنجوق شد
بر آولنز شد گوش شاه و سپاه — بدرید آواز گوش هژبر
دہاوہ بر آمد ز نخچیرگاه — تو گفتی همی ژاله بارید ابر
سواران شمشیر زن صد هزار — زره دار با گرزهٔ گاوسار

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل نہ دینا کسلیے کہ دیو سے انسان کو لڑانا ہمارا آئین
نہین خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین نہین تو یہانسے حوالی کوہ عقیق جا امیر لشکر آندھی آنیسے پراگندہ ہوگیا ہی اسکو جمع کرکے
لے آ دیو شاہزادہ کی جرأت پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین عدو نے قریب پہونچکر حملہ کیا یہ شیر دلیر
بھی اس گلۂ گوسفند پر غضبناک ہوکر جھپٹا اور رعد آسا خنجر کھینچ کر فوج پر جا گرا نعرہ

آغاز فرمایا سب سامان تو اس آندھی مین چھوٹ گیا تھا وہی جو باز ہاتھون پر بیٹھے تھے انکو جانوران پرندپر چھوڑا تیر سے آہو نیلگاؤ وغیرہ شکار کیے اور اسیطرح صید کنان اس پہاڑ کے ایک درہ کوہ کیطرف پہونچے وہ درہ ایک ڈال زمرد کا تراش کر کسینے بنایا تھا اندر درہ کے ایک باغ پر بہار لگا یا تھا کہ سبحان اللہ عجب بہار تھی کہ فرہاد کیلیے حسن شیرین کی بہار آشکار تھی زلف سنبل شب وصل محبوبان رخسارہ گل بہ از روز نوید وصال معشوقان نرگس ہمچشم دیدۂ یار ئم آگین و حیا پرور لالہ ساغر جم سے کہین بہتر بلکہ پیمانۂ بادۂ عیش و سرور یا کاسۂ چشم حور سوسن دہ زبان جو وصل اقرار پر زبان دے بنفشہ دہ زلف جو دل عاشق مانگ لے سرو بمقامت استادہ رعنا کا جسکا پرتو معشوقونکو جمال محبوبی کی سکھاے سایۂ حسن اسکا طوبی کو شرماے نہرین مصفا آفتاب خان کو خجالت دین آفتاب غیرت سے پانی مین ڈوبا نظر آتا چشمۂ ماہ کو اپنی صفا پر ندامت بخشین سبزۂ خضر خضر کو مشتاق دید کرتا خفتہ بختونکے طالع کو سعید کرتا بلبلین زمزمہ پردازی مین استاد و تانسین نوید بخش خرمی انکا شیون و شین نارنج واقعی نارنج ہو پہونچے دانہ ہاے انار دندان یار رنار خسار کے دانت کھٹے کرے سیب افع ترنج آسیب مفرح القلوب ہی سے سراسر حاصل ہی خاطر دلبستگانکو مرغوب کہ یقفنا ابیات

عروسان چمن سب ہنس رہے تھے　　چمن خوشبو سے بالکل بس رہے تھے
چھڑی پھولوں کی ہر شاخ گل تر　　بہار افزا تھا جوبن بلبلوں پر
عروسان چمن تھے فرحت اندوز　　چمک پر گل کی قربان روز نوروز
لدے تھے پھول و پھل سے جملہ اشجار　　گلستان بنگیا سب دشت و کہسار

شہزادہ نے اس بہار فرحت آگین کو دیکھکر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پاکر ایک پاس آ ہو خوش رفتار باہر نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا آغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی انکو گھیر الگروہ کچھ تو نشانۂ خدنگ ہوے اور کچھ اندر باغ کے گر گئے شہزادہ بھی انکے عقب مین آیا دیکھا کہ سامنے بارہ دری ہی جواہر دوز پردے اسمین پڑے ہین سراسر خوبی سے بھرے ہین شہزادہ نے پردہ اسکا جاکر اٹھایا تمام سامان طلسمی پایا کہ شیشہ آلات سجا ہی تصاویر در و دیوار و زمین نصب ہین خندہ زن سب ہین مسند مغرق بچھی ہی گل اسکے ہنستے جانور جو مسند مین بنے ہین باتین کرتے ہین گلدستے چنے ہین پر جواہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے بیچ ایوان مین ایک تخت بچھا ہی مور زمرد کا اسپر ناچتا ہی اور ایک پائے سے اسکے دیو زبون صورت و بد ہیئت زنجیر آہنی سے بندھا ہی اپنے حال زار پر روتا ہی سامنے تخت کے جو دیوار ہی اسمین ایک طاق بنا ہی جو طاق کسری کو شرماتا ہی اس طاق مین ایک بت سونیکا رکھا ہی کہ آنکھونکو اسکی یاقوت سرخ سے بنایا ہی شہزادہ یہ اجرا دیکھکر حیران تھا نجم عیار جو ساتھ تھا اسکو سحر کا اسمکان پر گمان تھا شہزادے سے عرض کرتا تھا کہ حضور یہان نہ ٹھہرین یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہی پر بلا و پر آفت یہ گلشن ہی شہزادہ نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بستہ زنجیر آہن تھا پوچھا کہ تجکو کسنے باندھا ہی وہ دیو گویا ہوا کہ طوفان کوہی یہانکا مالک ہی اسنے ایک ساحرہ سے کہکر مجکو اسیر کرایا اور یہ بت جو طاق پر رکھا ہی یہ اسکا خدا ہی اسکی وہ پرستش کرتا ہی شہزادے نے پوچھا کہ اس ساحرہ کا نام کیا ہی جسنے تجھکو قید کیا ہی دیو نے کہا مجکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے لڑکر مین یہان آیا اور اسیر ہوا اگرچہ مینے اس ساحرہ کا نام نہین سنا اور نہ اس کو کبھی دیکھا لیکن اس زمانہ قید مین ایک روز مین اپنے حال پر خوب رویا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب مین ایک مقدس کا جمال باکمال نظر آیا اُسنے یہ مژدہ طربناک سنایا کہ غمگین مت ہو وقت رہائی قریب آیا فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آئیگا تجھے قید سے چھڑائیگا یہ کہکر دستفسر ہوا کہ شاید اے شخص تو پسر حمزہ ہی شہزادہ نے فرمایا کہ مین انکا پوتا ہون دیو بہت خوشنود ہوا اور شہزادے

لگانے کی فکر مین پھرنے لگے گورو گوزن کا پتہ لگاتے تھے سب تو جنگل گھرتے جاتے تھے کہ

نظم

درختون نے صحرا کے سنکر یہ حال
کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال
کیا جلد ترتیب سامان صید
لگے کرنے بلبل سے گل مکر و کید
کیے جلد سنبل نے گیسو دراز
کہ مجکو بھی کوئی کہے حیلہ ساز
ہوا نرگس مست کو حوصلا
کہ آنکھون کو اپنے ہرن کر لیا

بیچ صحرا مین بارگاہ استاد کرائی شیرونکے لیے ہوا کرینکی تیاری ہوئی باجے اور آتشبازی کے ٹوکرے روانہ ہوے رات بھر یہی سامان رہا جسوقت کہ صحرائے اخضر آسمانمین صیاد دہر نے باز تیز پرواز آفتابکو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دانہ کواکب کو چن لیا

کہ چمکا مہر تابان جب سحر گاہ
دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ
طلب فوراً کیا شبدیز چالاک
ہوا رونق فزائے زین وہ بیباک
کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ مرکب
کہ پہونچے اسکی تیزی پر خرد کب
منقش لپشت پر اک زین پر زر
فروغ مہر سے تابش مین بہتر
غرض گھوڑے کو اسنے جب بڑھایا
سوے صحرائے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی ہونی تھی کہ کنول بردار فانوس ہائے زرین آگے آگے لیے رواں تھے ہمراہ سواری ہزارہا نوجوان نسیم سحری فرفر چلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی بسان شاہد سحر رخسار تازہ ملتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل مین نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزے پر پڑے موتیونکے جال درختونپر پڑے نظر آتے مور صحرا مین شور مچاتے کچھ عجب ہنگامہ تھا کہ

نظم

کہین چشم نرگس تھی رہ مین کھلی
کہ آنکھین کرے فرش راہ شہی
گذر دشت مین جب کہ ہو صبح دم
مرے سر پہ آنکھونپہ شہ کے قدم
کہین کوڑیالا تھا پھولا ہوا
تو وہ صورت دام گسترده تھا
ہوے عازم صید یون سب دلیر
ہرن کے عقب مین چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا ہوا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اسکے دامن مین اتفاق زمانہ سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری مین رہتے ہین اور تخت انپر اس مردود کا کھینچا جاتا ہے کھڑے تھے فیلبان چارہ لادنے انکو لائے تھے مگر موجب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام مین لفظ بان ہو انسے ڈرنا چاہیے فیلبانون نے شہزادہ کو بحشم و خدم جاتے دیکھکر رشک کیا اور ہاتھی زبسکہ جنگی پرہ اور رن چڑھے ہوے تھے انکو اس لشکر کیطرف ہول دیا شہزادہ تو آگے نکلا تھا ہی اسپر جب ہاتھیون نے حملہ کیا گرز پکڑ کر وہ بھی جا پڑا اور بضرب گرز نہیبے ہاتھیونکے پراگندہ کیے کچھ فیل سامنے سے چیخ مار کر بھاگے اور فیلبان بھی سو بہ گریز لائے یہ شکار انداز فیل کا شکار کھیلتا آگے بڑھا تھا کہ بقدرت خدائے اکبر آندھی درۂ کوہ سے ایسی تیرہ و تار آئی کہ غبار صحرا سے اٹھکر ہر بگولا موت فیل سیاہ بنگیا ہوا نے ایسا زور کیا کہ کوئی کسیکا کفیل حال نہ تھا جدھر جسکا منہ پڑا چل نکلا شہزادہ مع چند سرداران ہیلتن کے ایک سمت کو روانہ ہوا دشت تاریکی سے کجلی بن بنگیا فیل دہر خرطوم ہلا رہا تھا لوگونکو کمنا دیو کے آنیکا گمان ہوتا تھا انجم عیار شہزادہ کی رکاب سے لپٹا چلا آتا ہے اور چند سردار سالار بھی ہم رکاب مرکب آئے تا دیر صحرا نورد رہے جب وہ سیاہی آندھی کی مٹی اور رخ روز نورانی ہوا اپنے تئین ایک پہاڑ کے قریب سامنے پایا دامن کوہ مین شکار وافر تھا انکی بربادی کا تو کسی نے خیال نہ کیا شکار کھیلنا

بروز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بمقابلہ خرس تیرہ ضلالت گراز صحرائے نکبت و ذلت مردود درگاہ خدا یعنی
زمرد شاہ لقا کے ٹھہرے ہین اور جسقدر کوہی کہ امداد لقا کو آئے مطیع امیر نامدار ہوے یہانتک کہ گلگون عیار بھی خدمت شاہ اسلام مین
آیا اور مطیع ہوکر زمرۂ عیاران مین رہنے لگا اب کوئی ناصر و معین لقا کا نرہا اس سبب سے نے بوجہ بےیاوری طبل جنگ بجوانا موقوف رکھا اور
انتظار آمد آمد ساحران کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نفرمایا کیونکہ خاصہ بمزاج ہمایون امیر با توقیر یہی ہی کہ جبتک پیشدستی حریف کیطرف
سے نہو آپ سبقت نہین فرماتے ہین اور بعد عرصۂ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرماکر حملہ کرتے ہین الحاصل جب یہان نقارۂ
حربی عرصہ تک نے بجا شیران نیستان شجاعت و ضیغم صولتان میدان شہامت بغیر شکار جھنجھلائے دم رستم توان پہلوانونکے خالی بیٹھنے سے گھبرائے
ہر ایک نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر تھا اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین جلسۂ عشرت جمع رکھتے تھے
ایک روز دم سحر جب خسرو خاور رایکہ آرای چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بصد کرو فر اورنگ سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار در بار سرداران
ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے بیرنگ کمانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ کو نشہ مین جوانی کے ترنگ
یاد دلانے لگے بزم کے دیکھنے سے کاوس پہ رشک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ مین شہزادہ تورج بن بدیع اپنی جگہ پر سے اٹھا اور سامنے
بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے شاہ بحر و بر و اے خسرو دادگستر میرا جی بہت گھبراتا ہی امید عنایت سلطانی
سے یہ رکھتا ہی کہ میری عرض بدرجۂ اجابت پہونچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار عالی تبار سے پائے میرے واسطے حکم صید افگنی
سے شرف اصدار فرمائے بادشاہ زبان مدارات بیان سے یون درفشان ہوے کہ اے نہنگ قلزم جرأت مجھکو اجازت تمھارے دینے مین
کچھ عذر نہین لیکن تم یادگار عم نامدار شہزادہ بدیع ذیوقار ہو جد عالیقدر حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمھارے بغیر کیونکر بسر کرینگے بیٹے کیجگہ
وہ اب پوتونکو سمجھتے ہین جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہی تو نظر تمھاری صورت کے دیکھنے سے نور پاتی ہی تورج نے عرض کیا کہ مین بے اجازت
جد نامور نجاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو مین بھی رخصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شاہزادہ موصوف روبروے
امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجکو فراق پدر عالیوقار مین خالی رہنا شاق گذرتا ہی اگر لڑائی ہوتی ہی تو خیال حرب مین یاد
پدر کم رہتی ہی مگر تنہائی مین بارگاہ کاٹے کھاتی ہی چنانچہ آجکل جنگ موقوف ہی مجکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے
شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صید افگنی دیکھکر روکنا مناسب نجانا فرمایا کہ ایجان جد مجکو یا سرداران دیگر کو کسی نے قید کب کیا ہی مگر
ممانعت کی یہ وجہ ہی کہ یہ صحرا تمام ساحرون سے بھرا ہی جا بجا بلیات و طلسمات کا سامنا ہی دیکھو باپ تمھارے گئے آجتک انکا دیکھنا بھی
ممکن نہوا یہی خیال آتا ہی کہ تم کہین جا کر کسی آفت مین نہ گرفتار ہو اور دشمن تمھارے روز بد دیکھین اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا مین
رہنا خفگی میری نہ سہنا شہزادہ اجازت پاتے سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے اپنی بارگاہ مین آیا سردارونکو اپنے بلاکر مژدۂ صید
و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہوکر سامان روانگی کرنیلگا شہزادے کیلیے ایک بارگاہ مع سامان زربفتی اشتر و نیز بار ہوئی خیمے ڈیرے
ہاتھیون پر سردارونکے لدگئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش بہر شکار تیار ہوے بہادر مسلح و مکمل ہوکر عازم شکار ہوے قراول بہیلیے میر شکار
یوزباش حاضر ہوکر جانور پسند کرانیلگے چرغ شکار کے ڈڈریے لانیلگے چیتونکی بھی کھٹولیان تانگون مین کھچگئین جانورونکے طعمے لدکے
گئے بھونکین دیگین بار باز بہری شاہین چرغ شکرے تیتی وغیرہ ہاتھون پر بٹھاکر ٹوپیان آنکھون پر چڑھاکر جانب صحرا روانہ ہوے طبل
طغرل پر چوب پڑی کمانداروں نے ترکش درست کیا کمند الگنی اور دام دار بہیلے سے جنگل مین جاکر کمینگاہ مین بیٹھے قراول لاتی

ہین سرکشی مین دال قامت مثل الف ہین حواشی کتاب دوستی عیاران مسلمانان ہین بہرنجو اصل مین سیر میدان برخلافان مین چاہتا ہون کہ تم اگر اپنی زبردستی دکھاؤ انکو لڑکر زیر فرماؤ زیادہ ورق ہستی مطالب معانی وتندرستی سے ترقیم رہے استاد قدرت کیطرف سے صحیفۂ دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم رہے یہ نامہ تمام کرکے اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی طاق ہفت چشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار مین دابکر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آیندہ بیان ہوگا اب شمہ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران با اقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کوہیونکا اور پہونچنا وہانسے پر طلسم ہزار برج کے اور آنا مہتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا ہیروں سے

لمؤلفہ

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
قسم دخت رز کی جو ہے پارسا
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
مے زعفرانی کا پیمانہ لا
کھلین جیسے جنگل مین ٹیسو کے پھول
حسینان دنیا ہین سوتے مین زرد
کہ دل دیکھنے والونکا لے وہ مانگ
نہ باقی رہے رند کو تیرے ہوش
ہوسناک ہو روح جمشید و کے
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
طلسمات دنیرنگ دکھلاؤن مین
ملین رخ پہ سائی کے جیسے گلال
بنے صفحۂ داستان بندرابن

مرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے دختر زر کی جان کی قسم
بسنتی جو مے کا تو ساغر پلائے
ہتھیلی یہ سرسون جمادے ذرا
مریض محبت ہین جو نوجوان
بسنت آنے سے گھٹگیا رنج و درد
ببلامے نہادے مجھے ساقیا
پھرین خوب پچکارئے بادہ نوش
ملے مجکو جو گیند بلور کا
تو معشوق لو کی ملے مجکو گات
چلین رنگ مضمون کی پچکاریان
رہو نہ اسطرح مین بھی رنگین خیال
بدہ ساقی از میکدہ جام مے

مین کیا اور سر میرا کیا ساقیا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
کہ بنت العنب سے مرا کردے وصل
تو سرسون ابھی آنکھوںمین پھولجائے
بھرے ساغر دنین مین زرد پھول
ہوے زرد وہ عاشق ناتوان
نہاؤن بیا اب کی ہولی مین سوانگ
خم مے مین غوطہ کھلا دے ذرا
بجین ہر طرف بزم مین ڈف دنے
تو سمجھون کہ سینہ ہے یہ حور کا
نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤن مین
کہ تر شاہدون کی رہین ساریان
بس اے جامۂ نیجۂ اردو رنگین سخن
نواز د صریر قلم ہیجو نے

صید کنندگان طائر خیال ودام افگنان صحرائے مقال کمند افگنان برج آسمان وفتاحان طلسم ہزار برج بیان لعلی گزنیان معانی گرانمایہ رفعت ہندگان مضامین خورشید پایہ مرغزار قرطاس مین آہوے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہین اور سمند مضمون کو جولان کرکے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یون آتے ہین کہ شکار کنندہ ہفت قلعہ کوہ قاف کشندۂ جفت سیمرغ

بندہ جو چمک کر مارا سر پر جو پڑا گلے سے گذر کر تا بسینہ پہونچا اور وہ گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی غل جو اُسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت تیر
تھا لشکری اور حیرت شور سنکر دوڑے اور کنارے لشکر کے جو آکو دیکھا تو شعلے بلند ہیں برچھیٹے ہیں کہ مارا ملکہ مبھوت گیسو دراز جادو
کو عیار نعرہ کرکے بھاگ گئے ہیں حیرت بیتاب ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئی عیار تو نعرے کر کے بھاگ گئے اُسنے لعبد در دو الم لاش مبھوت کی
اٹھائی اور بارگاہ میں لاکر روئی پیٹی چلائی آخرش لاش کو حکم اٹھانیکا دیا اور اسکے قتل ہونیکا حال افراسیاب کو لکھا پنجہ سحر نامہ لیکر
روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب مین متفکر و مغموم سریر حکومت پر بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ ملکہ کو دیا اسکو پڑھکر قتل مبھوت کا ماجرا معلوم
کرتے ہی مبھوت ہو گیا افراط غیظ سے دیوانہ ہو جاتا تو عجب نہ تھا یہ آسیب رنج کا تو سوار ہی تھا کہ دیو غم نے آکر دبایا یعنے نامہ خداوند باختر
زمرد شاہ کا پنجہ نے پہونچایا اسکو جو مطالعہ کیا یہ مضمون عتاب مشحون لکھا پایا کہ لے بندۂ خاطی جو ساحر تو نے ہماری مدد کو بھیجے وہ
بسبب اپنی کبر و نخوت کے ہماری بہشت مین گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہو کر تیری سرحد سے چلے جائینگے
یہ مضمون پڑھکر لبسان ماہی بلے آب فرط قلق سے تڑپا اور مثل شعلۂ آتش کانپا کیا جب کچھ غصہ کم ہوا اپنے منشی کو طلب فرما کر حکم دیا
کہ ایک فرمان شہر صبا کے حاکمونکو ہماری جانب سے تحریر کر مضمون یہ ہو کہ لے صبائے جادو و مہتاب جادو و بلائے جادو تمکو بعد دعا
کے واضح ہو کہ تمہارا ملک قریب کوہ عقیق ہے کسلیے کہ طلسم آئینہ کے شمال کیجانب جو کوہستان طلسم کا ہے وہانکے تم حاکم ہو پس تم بموجب حکم
مادولت خدمت خداوند لقا مین جاؤ اور اُنسے کچھ بندے انکے خفا ہو کر مقابلہ کرتے ہین تم ان بندگان مغضوب کا کام تمام کرو لیکن
جو لڑائی کہ مسلمانوں سے کرنا اور ظفریاب ہونا تو فخر کسی طرح کا نکرنا اور غرور کو اپنے دلمین جگہ نہ دینا کسلیے کہ بندۂ مغرور کو خداوند قتل کر ڈالتے
ہین بارگاہ خداوندی مین عجز بہت پسند ہے زیادہ ہماری عنایت بیغایت کے امیدوار ہو یہ مضمون منشی نے سنکر قلمبند کیا بادشاہ نے
پتلۂ سحر کو دیکر شاہان مذکور کو بھیجا حال اس فرمانکے پہونچنے کا اور ان بادشاہونکے روانہ ہونیکا جانب لقا آیندہ بیان کیا جائیگا مگر
الحال بعد ارسال فرمان شاہ جادوان نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی طاق حشم و دوست جادو کے نام رقم فرمایا واضح
ہو کہ شاہ طلسم نے چالیس استاد سے علم سحر پڑھا ہے منجملہ ان استادون کے حسام بھی ہے اور سب استادون سے زبردست عشاق
سبزہ رنگ اسکا استاد ہے کہ آنا اسکا بہر مقابلۂ برخ انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا غرضکہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے
لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ بیت وہ کون دوست ہے ہم جسکا ذکر کر نسکیں * جو بیہیں مین بھی بھولے نہین سماتے ہین سبق خوان مدرسۂ دوستی
درس گیر مکتب یکجہتی املا طراز لوح صدق وصفا و حقیقت نویس قرطاس محبت و ولا افسون ساز جلسۂ مودت و سحر پرداز پرستش خانہ
الفت سلامت و حرف شوق کہ جسکی شرح کا نام دفتر عشق ہے وہ لفظ اشتیاق کہ معنی جسکے طومار محبت ہین اور رہبر عشق ہے وہ کلمہ
کہ جو برابر صد ہزار جریدۂ الفت کے ہے وہ فقرہ کہ جو بمثل صفحۂ خاطر دوستان پر صداقت سے کہی کتاب یادگاری یار وفادار و توددو
شعار سے ہمیشہ پڑھتا ہون اور لوح دلبر ابجد انتظار ملاقات کی مشق کرتا ہون استاد خرد نے سفینۂ وداد از بر کرایا ہے مطلب کے
نکات سے خوب آگاہ فرمایا ہے دیباچۂ رسالۂ فراق حرف حکایات ابواب اشتیاق مجکو خوب یاد ہین مہربان میرے حال پر استاد
ہین جا ایکستم ہے کہ فصل نسخۂ دوستی کی کوئی یاد نہین آموختہ بھی سہو ہے محنت برباد ہے اگر کچھ یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو ہمین لکھکر بھجواتے
المکتوب نصف الملاقات ہے ایک خط تو انشاے الفت سے ہمین پڑھواتے سچ کہنا یہ سبق تمنے پڑھا نہین یہ سبق یاد رہا
نہین اچھا حال ماضی جانیدو استقبال کا بیان سنو یہ حقیقت ہے طرفہ تر حکایت ہے کہ کچھ ملازمان مجہول نامعقول ہاتھ سے ہمسے منحرف

اُسے کہا کہ مٹی مین اجڑ گئی باپ تیرا مارا گیا مجھ رنڈیا کا اب کون سہارا رہا ایک اندھے کی لاٹھی تیرا دم ہر سامری تجھکو زندہ رکھے یہ سنتا تھا
کہ زیور بھی چیخین مار کر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہر اسنے بتلایا کہ یہ ہوا جو سامنے پڑا ہر یہ عیار لشکر
مسلمانان ہر اسوجہ سے اسنے قتل کیا یہ سنکر زیور بغضب تمام تر اٹھی اور ایک لات صرصر کے لگائی وہ پہلے تو توجہ ہوا سے بیہوش تھی
مگر کچھ عرصہ مین ہوشیار ہو کر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہر اب لات جو کھائی تو باخبر ہوئی کہ تو کیا آئی ہر بس لات پڑتے ہی پکارتی کہ ہائے مری زیور
نے اور دو لاتین ماریں کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہر اُسنے کہا کہ مین عورت ہون اُسنے اور دو طمانچے مارے صرصر ہر چند
اپنا پتہ بتاتی ہر اور کہتی ہر کہ مین شاہ طلسم کی عیارچی ہون مگر وہ نہیں مانتی اس عرصے مین مبھوت نے کہا بیٹی تو ٹھہر مین بیرون باغ لیجاکر
اسکو مارے ڈالتی ہون یہان تو شاید خون دیکھکر ڈرے کیونکہ تیرا ابھی کورا بنڈا ہر یہ کہکر عیارہ کو پنجہ مین دابکر پھر اڑی اور سامنے
باغ کے ایک پہاڑ پر اسپر لائی اور خنجر جھولی سے نکالکر قاصد ذبح ہوئی مگر باغ سیب مین شاہ جادوان نے بعد اسکے آنیکے
کتاب سامری دیکھی اسمین معلوم ہوا کہ مبھوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہر بس یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سمجھا کہ دیر لگاؤنگا
تو عیارہ مار ڈالیجائیگی بس کسیکو بھیجنے مین عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا اور آن واحد مین اسی پہاڑ پر آیا جہان صرصر قتل ہوتی
تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی مبھوت کو للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہر یہ میری عیارچی صرصر ہر تو پہچانتی نہیں اُسنے بادشاہ کو دیکھکر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلاگردان ہوئی اور مبھوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا
صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اسکے ہاتھ سے پائی تھی کہ دلمین اُسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہو کر چلی گئی
بعد روانگی عیارہ مبھوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کرین کہ برق عیار کہان چھپا ہر شاہ نے فرمایا کہ تو دیوانی
ہر اسکی بارگاہ مین نقب ہر وہ نقب کی راہ سے فلان صحرا مین نکلتا ہر اور وہان ایک غار ہر اسمین بیٹھا ہر یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت
ہو کر چلا گیا اور یہ وہان سے بموجب بتلانے بادشاہ کے اُسی غار پر آئی جہان برق چھپا بیٹھا ہر اور خس و خاک ہٹاکر اندر غار کے
اتری وہان کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند مین پھنسی مگر سحر پڑھکر دھوان بنکر کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا اور
چاہتا تھا کہ نقب مین کود کر نکلجاؤن مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اسکو داب کر لے اڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا اے ملکہ تم
اسکو پہچان لو تو مین قتل کرون حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی برق ہر اسکو نہ قتل کر وا سے کہا مین یہان خائف ہون اور
اسکے بھائی بند اگر فتور نہ کرین مین ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہون یہ کہکر اسکو پنجہ مین دابکر پھر اڑی اور متصل لشکر ایک پہاڑی تھی وہان
لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی ایسی بنائی سانپ سر سے لپیٹا جھولی
سحر کی گلے مین ڈالکر ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی باندھکر جسمین یہ کندہ تھا کہ مین ملازم افراسیاب ہون روانہ ہوا ادھر سے صرصر آئی
تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ ارے کالیے مین جانتی ہون تیرا حال کہنے اسنے دھمکایا کہ استانی اگر برق مار ڈالا گیا تو مین
تمکو جیتا نہ چھوڑونگا صرصر بھی مبھوت سے ناراض تھی ٹالکر اور طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہونچکر پکارا کہ اے مبھوت دست
خود را نگاہ دارید کہ ماہم رسیدیم منم فرستادہ شاہ طلسم اُسنے جو اسکو دیکھا سمجھی کہ ابکی پھر کچھ دھوکا ہر جب تو بادشاہ نے اس ساحر کو
بھیجا ہر بس خنجر گلوی برق پر رکھ چکی تھی اُسکے نعرہ کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مبھوت
شاہ نے جو کچھ فرمایا ہر وہ سن لو اُسنے قریب آکر کہا کہ فرمائیے اسنے کہا کہ کان ادھر لائیے وہ کان لگاکر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے

نہو سکا خیر اب جاؤ برق عیار خوف مہبوت سے مخفی ہو گیا ہی تم اسکی صورت بنکر ملکہ مہرخ وغیرہ کو بہلاؤ حسب الحکم ملکہ مذکور عیار بچیان روانہ ہوئین
اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے بصورت اپنی مثل صورت برق بنائی اور عیار بچیان اسکی اعانت کیلیے بصورت ساحر لشکر مہرخ کیطرف
روانہ ہوئی اور یہ پہلے صحرا مین گئی ادھر سے راہ کترا کر لشکر اسلامیان مین آئی یہان سب متفکر بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی مہرخ نے اسکی
صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب بلاکر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے بڑی مشکل مین صحرا مین مہبوت کو
مار اب آپکے قدم دیکھنا نصیب ہوے سب نے یہ مژدہ سنکر کہا الحمد للہ پھر حکم دیا کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی
کہ مین آج سبکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپکی خوشی یہ اٹھی اور میخانے مین جاکر خمہاے مے مین بیہوشی ملا کے بوتلین
شراب سے بھر کر لائی اتفاق سے اسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ مین آیا اور برق کو دیکھکر یہ بھی بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا
بس وہان سے نکلکر نقب مین آیا اور وہ سرا بارگاہ مین نقب کا ہی اس سرے کے قریب آکر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ کیا کرتے ہین
ازبسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہی تو وہان ایک ساحر براے رفع احتیاج آیا پہرا اسطرف بھی کھڑا تھا پہرے والے نے پوچھا کہ
کیون بھائی دربار مین کیا ہو رہا ہی ساحر نے کہا برق آیا ہی وہ سبکو شراب پلائیگا یہ کہکر ساحر رفع احتیاج کرکے چلا آیا مگر برق نے
نقب مین سنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہی پس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا ہے استاد
اسحال کو سنکر بہت خفا ہونگے لازم ہی کہ نقب سے نکل بس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اسطرف تھے انھون نے دیکھکر غلغلہ کیا کہ لیجیے ایک اور
برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن مگر وہان مہبوت نے پہاڑ پر دو ہزار سحر جو کیا ازبسکہ یہانکے سردار نیسے
برق کے سحر کو اُٹھے روانہ کرتے تھے ایکی اسکو مفصل سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ مین ہی دو ہاتھ سے چوکڑ کر اکر اڑی بارگاہ مہرخ مین
آکر ٹھہرائی صرصر اسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہی اُسپر نگاہ اُسکی پڑی چونکہ وہ صورت برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر جو گری
پنجہ مین دابکر اسکو لے اڑی اور ساحرو مین غلغلہ ہوا کہ لیے جاتی ہی سرداران نے چاہا کہ اُسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہی اُسکے نعرہ کرنے سے سب رکے اور اسنے کہا کہ تملوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ
کون فریب دیتا ہی فی الجملہ اب نے دھوکا کھانا اگر کوئی عیارہ میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اسکو تو حال معلوم نہین
ہی کہ یہان نقب بھی ہی بس تبلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ ساحرہ ضرور میرے تعاقب مین آئیگی یہ کہکر
نقب مین چلا گیا اور اس سرے پر نکلکر غار مین جاکر بدستور سابق پوشیدہ ہوا ادھر مہبوت جو صرصر کو لیکر اڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت
مین نہ لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکینگے یہ سوچکر سیدھی پہاڑ پر آئی اور وہانسے
ایک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہی اتفاقاً اس دیکھنے مین اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ
کو لیکر اسی باغ کیطرف چلی اور جب متصل اسکے پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بیٹی کا ہی راوی کہتا ہی کہ یہ ساحرہ لاولد ہی تو اُسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ
کو اپنی بیٹی کیا ہی نام اُسکا زیور جادو ہی وہ اسی باغ مین رہتی ہی اور یہ کبھی کبھی ظلمات سے اُسکے پاس آیا کرتی تھی اس سبب سے اُسنے پہچانا اور داخل باغ
ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے مملو روشین بٹری سے پیراستہ نہال ہر ایک باردار اشجار رنگ برنگ کے پر بہار سامنے بارہ دری
تعمیر خوبی مین بے نظیر اسباب راحت و نعمت سب اسمین مہیا ملکہ زیور مسند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوے آئی اور اسنے اسکو دیکھکر مسند سے اٹھکر
تسلیم کی اسنے دعا دیکر زور سحر عیارہ کو بجبر و حرکت کرکے ڈالدیا اور اسکا سر چھاتی سے لگایا بلائین لین پھر رونے لگی اسنے پوچھا کہ امی جان کیون خیر تو ہے

ہون ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور ادہر کو چلی یہان جو جاسوس بہر خبرگیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ مین آئے اور
سارا ماجرا عرض بیان مین لائے وہ یہ خبر کہکر ہٹنے نہ پائے تھے کہ یہ آ پہونچی لیکن جب قریب بارگاہ آکر ٹھہری چوبدار و حاجب وغیرہ کو بھی
ساحرہ مین جبر و سحر آڑے اور اسکو مانع آئے کہ باش کہان جاتی ہے یہ جائے ادب ہے شاہ شاہان جہان پناہ ملکہ مہرخ والاشان یہان
سریر حکومت پر جلوہ فرما ہین ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ وہ پرواز سے نکلے تھے نیچے اتر آئے مگر ہان ہان کرتے
ہوے جب وہ بارگاہ مین آئی یہ بھی پیچھے پیچھے چلے آئے یہان برق و جانسوز ساحر کو قتل کرکے جیسے آئے مین سب سردار حال عیاری
کا سنکر ہنس رہے ہین اور شراب کے ساغر کا چل رہا ہے کہ دربارگاہ پر حاجبون کا غل پکڑ نا سنائی دیا مہرخ نے ساحرہ کو سمجھکر دربانونکو منع کر دیا
اور ساحرہ کو بلوایا کرسی قریب تخت بچھوادی وہ آکر بیٹھی براہ نخوت کسیکو سلام نہ کیا سب نے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ ہے جسکے ہر بن مو
سے شعلہ آتش نکلتا ہے دہن اسکا مانند قعر بلا ہے ہر ایک بن مو مینی شہر عدم کا ناکا ہے رنگ جسم کا لا کوئلا ہے ساری تمپیری باندھے ہے زیور ظلم
شوہر مین پہننا ترک کیا ہے سانپ بچھو کا جسم پر گہنا ہے غرضکہ جب وہ بیٹھ چکی مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا تاج و تخت خاک مین
ملایا خداوند کو ہمارے مارا ہر چند کہ مجکو خداوند سے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی قدرت مین مست تھے میرا اونکا کچھ شغل تھا مگر پھر بھی بیوا تھی بیاہی
تو نہ کہلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہین ملکہ تم مجھ سے بڑی ہو ایک دو سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا کہ مین ظلمات کی ساحرہ ہون دھم
پہلوان طلسم مین تجسے نہ لڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ ایک دم مین ساری بارگاہ خون سے لال کردونگی یہ جگہ لاشون سے بھردونگی
مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر مین آئی ہو مین کیا تمکو اسکا جواب دون ورنہ ہمسے لڑکے کوئی زندہ بچا نہین جاؤ تمسے جو کچھ ہوسکے وہ کرو
اسنے کہا مین جانیکیلیے آئی ہون دیکھو تم سبکو مارتی ہون یہ کہکر کرسی پر سے اٹھی اتنے عرصہ مین کہ جبتک باتین کرتی رہی برق اٹھکر بھاگا اور
ایک نقب عیارون نے بارگاہ مین اسطرح کہود رکھی ہے کہ ایک سرا بارگاہ مین کھلا ہے اور دوسرا سرا جنگل مین نکالا ہے یہ اسلیے کہ کسی وقت ہم بارگاہ
مین بیٹھے ہون اور کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے تو ہم بھاگ سکین تو نقب مین سے کود کر نکل جائین فی الجملہ جب ساحرہ کھڑی
ہوئی برق کو دیکھا کہ نہین ہے کیونکہ وہ نقب مین کود کر صحرا مین نکل گیا اور اسی نقب کے متصل ایک غار ڈھونڈکے اتر گیا اور غار سنگ و کلوخ و خس
و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر بیٹھا مگر حافظہ کسنے بھی غار کے منہ پر لگا دیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور ساحرہ نے جب اسکو نہ دیکھا مہرخ کیطرف چلی
ملکہ موصوف نے ایک گولا سحر پڑھکر اسپر مارا اور سب سردار تیغ و ترنج پکڑکر استادہ ہوگئے گولا آتے دیکھکر بھبوت ہوا مین اڑتی اور
سب سردارونکو آمادہ بفساد دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمہاری سرکشی دم بھر مین نکال دونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ مین پہلے برق کو پکڑ لاؤن تو
آؤن اور تلاش کنان روانہ ہوئی یہان سب سردارون مین صلاح ہوئی کہ برق لعین عیاری کہین چھپا ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈیگا
تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ بھی بزور سحر دریافت کرلیگی کہ فلان جگہ پوشیدہ ہے بس ہمکو چاہیے کہ بزور سحر برق کو چھپا دین لیکن ایسا سحر پڑھین
کہ بھبوت کو وہ مقام یاد نہ آئے کہ جہان برق مخفی ہے غرضکہ یہ مشورہ کرکے سب سحر خوان ہوے ادہر بھبوت جوار گر بلند ہوئی صحرا و کوہ مین پھرنے
لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہان ہے سحر بسبب ان سرداران ذی تبار کے سحر پڑھنے سے الٹا پلٹا جواب اسکو دیتا تھا اگر عیار
ندکو مشرق مین پوشیدہ ہے تو وہ مغرب کیطرف بتاتا تھا الحاصل بہت سرگردان ہر سمت پھری کہین پتہ عیار کا نہ ملا آخرکار
تھککر ایک پہاڑ پر بیٹھی کہ دم لیلون تو پھر تلاش کرون یہ تو اسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برق بارگاہ مین ابھی نہین ہے اور
بھبوت ڈھونڈھنے گئی ہے بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیارجیونکو بلاکر بہت کچھ برا بھلا کہا کہ ارے تمسے بمقابلہ عیاران

مقابلہ کرونگی اور اس سحر مین کچھ دیر نہ لگے گی بعد فراغ تجھسے ہنسون بولونگی ان باتونسے ساحر بہت محظوظ ہوا اور ملازمونکو بلا کر سیسہ اور
کڑھاؤ منگایا اس نازنین نے سبکو بہر ہٹا دیا اور ساحر سے کہا کہ آگ دہکاؤ وہ آگ دہکا نیلگا کڑھاؤ آگ پر رکھدیا جب سیسہ خوب
گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ خاک جمشید کی دھونی پڑی ہے اسکی تاثیر سے گولیان نہین لگینگی غرضکہ وہ تو
آگ پھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھوان جو ناک مین گیا بیہوش ہوگیا اس ساحرہ نے کہ اصل مین برق ہے اسکے دو دانت قبضہ خنجر سے
توڑ کر اور منھ سنسی سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اسکو پلادیا شکم سے تانگو ایک سلاخ سیسے کی نکلی اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوگیا غل
اور شور اسکے مرنیسے برپا ہوا ایسا ہنگامہ پیدا ہوا کہ آندھی کیساتھ آتشبازی ہونیلگی حیرت و ابرق دربارگاہ پر پہونچ چکے تھے
کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا مجھکو نام میرا ناقوس جادو تھا حیرت یہ صدا سنکر بیتابانہ اندر بارگاہ کے چلی عیار سر انجام کار کر
فرار ہوگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی عیار تو کنارہ کرکے نکلگیا اور حیرت چیخین مار کر رونے لگی وزیر اسیوقت اٹھکر
خدمت شاہ طلسم مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شاہ مین جبتک وہان پہونچون اور ملکہ کو ہوشیار کرون اسوقت عیار نے اپنا کام کیا یعنی
ناقوس کو مار ڈالا بادشاہ یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہوگیا اور فکر مین ہوا کہ کسی اور کو پھر مقابلہ حریفان بھیجون ادھر فوج
ناقوس کے چند ساحر سردارون نے آنکر لاش اپنے افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوئے چنانچہ قلعہ ناقوسیہ مین اسکی زوجہ رہتی ہے
اسکے سامنے جا کر لاش رکھدی اور کل کیفیت بیان کی اُسنے جو شوہر کو مردہ پایا فرط الم سے دریا آنکھونسے بہایا اتھوا اتاری چوڑیان
توڑین لاشہ پر بین کرنیلگی کہ ہے ہے وارث میرے ہے ہے راج سہاگ میرے ارے میرے بادشاہی چھتر اٹھ گیا میرا راج لٹ گیا اب
مین کسکی ہو کر رہونگی ہائے افسوس مجکو رانڈ کر گئے اے صاحب کچھ میرے لیے کہہ بھی نہ گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوگئی جو خفا
ہوگئے کہ ابیات

ارادہ اب ہے اے صاحب کہاں کا
ابھی حسرت مرے دل مین بھری ہے
نہ باز آیا فلک راہ ستم سے
نہ پیر چرخ نے بغض اپنا نکالے

پریشان حال ہے مجھ خستہ جان کا
میان اٹھو مرا سن لو فسانہ
چھڑایا اسطرح پر تم کو ہم سے

ذرا ٹھہرو یہ وصل آخری ہے
کرو مت مرگ کا مجھ سے بہانہ
خدا بندے پر ایسے دن نہ ڈالے

آخر بعد جزع و گریہ و زاری لاش شوہر اٹھوائی اور فوج بیشمار ساتھ لیکر بدرد و الم و چاک
گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب مین آئی بادشاہ ساحران فکر مین رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور بہر جنگ
اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ اسکو تسکین دی اور کہا کہ تم تامل کرو مین ایک بلائے تازہ ان نمک حرامون پر بھیجکر تمہارے شوہر کا انتقام
لونگا اسنے نہ مانا اور بدقت تمام رخصت حاصل کرکے اژدر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور دریا اتر کر لشکر حیرت مین آئی حیرت صف ماتم
بچھائے بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ طائران سحر نے اسکے آنیکی خبر دی وہ تا بدر بارگاہ خود لینے آئی اور بڑے اعزاز سے لیجا کر مقام
بہتر پر بٹھایا اسکے شوہر کا پرسا دیا اُسنے بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا ملکہ نے سب حال بیان کیا کہ اسطرح
برق عیار نے مارا اُسنے کہا اے ملکہ اسقدر آپنے غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یون ہی رفیقونسے غفلت کرنا لازم
ہے ملکہ نے فرمایا کہ بی بی ان عیارون نے تو وہ آفت ڈھائی ہے کہ تباہ سامری کی نہین معلوم کیا غضب تمہیں کا ہمیں آیا ہوا ہم
جو کچھ بس ہمارا نہین چلتا ہے اسنے کہا مین پہلے اسی عیار کو مارونگی جسنے میرے خاوند کو مارا ہے یہ کہکر اٹھی کہ ابھی جا کر مارتی

سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہی یہ سمجھکر وہین ٹھہرا اور رنگ و روغن لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا مگر لباس اسکا ممکن نہوا پاس سے زنانہ
لباس پہنکر باہر نکلا مگر یہان جب نامہ دیکر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے سحر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا چاہا
تھا مگر اور عیار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب مارے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھکر عازم
ہوا کہ مین خود جاؤن اسوقت بریق وزیر نے کہا کہ حضور تامل کریں مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اس سے کہا کہ اسطرح عیار
نے آکر فتور کیا ہے تو جلد جا اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہانسے آیا اور اسوقت وہان پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر
باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا غرض کہ
جیسے ہی اُسنے ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا کہ مجھکو کیا پکڑتا ہے جلد اندر صحنچی کے جا قران ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھا ہے اسکو ذبح کیا
چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر صحنچی کے گیا اتنے عرصے مین یہ عیار پکارا کہ اے ساحران ہمراہی ملکہ
تو جلد روانہ ہو کہ حال کھلگیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے صدا سنکر دفعۃً بزور سحر اُڑے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہوا
ہے یعنی پہلے ایک ساحر آدمی پھر تیلا آیا ملکہ حیرت تمکی صحنچی مین گئی اور وہان سے جو نکلی ابریق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اُسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر
نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اُڑ گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہین آتا ہے غرضکہ یہ سب تو فکر مین تھے اور ابریق نے جاکر حیرت کو ہوشیار کیا جب
وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا اُسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپکو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہے ملکہ حال
سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر مدہوش ہو رہے تھے انکو منہ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال ناقوس پوچھا سب نے کہا کہ ساحرہ
جو آئی تھی اسکے ساتھ اُٹھ گئے ہین اور اسکے ساتھ کے ساحر آپکی ہمشکل نے ایک آواز دی کہ نکلیجاؤ وہ بھی اُڑ گئے وہ آواز دیتے ہی چلی گئی
ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ ساحرہ بنکر عیار آیا تھا اب وہ پہلوان کو لگا لیگیا ہے افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہکر اُٹھی اور
وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ مین تخلیہ کرا کے پہلے تو بہت کچھ
ناز و انداز کیے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمھارے دلمین کیا ہے سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہے تو بندی
ایسی ویسی نہین کہ غیر مرد وے پر چھیل پڑے سنو صاحب میری بی الماس سچ کہون تیر آیا تھا لیکن مین نے اپنے دلکو روکا کہ او موے جی ایسے
چینو نیٹو نکے بھرے کہا ہے دل لگانا کیا ناقوس نے ان باتونکے جواب مین منت کہا کہ اے جان من تیرے سوا مین کبھی کسی پر نہ مرونگا
دم الفت کا نہ بھرونگا اسن ماہ پیکر نے ہنسکر کہا کہ تیری جرو اتو پانچ ہاتھ کی موجود ہے اے یہ سب تیری منھ دیکھے کی محبت ہے مین خوب سمجھی ہون
کہ تو بیمروت ہے ناقوس نے کہا جانی جب مین تیرا عمل کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نرکھونگا یہ سنکر اس مہ جبین نے ساتھا کو ٹلیا اور
کہا دوئی سامری ڈریے تیرے دیدے بیسے اے جو دسی نچونکی ہوئی سامری کا سنجوگ اتارا ہوا دہ ہمیس برادری والے بلجے کلجے سے اُسے
بیاہ لائے تو میرے کارن اسکو چھوڑ دیگا نا صاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی اے ایسا بیوفا مرد و اکوز ناتین ہرگز نہوگا یہ بات
اسطرح منھ بنا کر کین کہ ناقوس بیقرار ہو کر لپٹ گیا اُسنے کہا ہان ہان دیکھو تو میرے چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین مرد وے حواس مین آ
اُسنے یہ رکھائی دیکھ کر قدم پر سر رکھدیا اور منت کرنے لگا اس زہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر مین تیار کرون پھر تیری مراد بھی پوری
کرونگی ناقوس نے کہا تو مجکو تا سی ہے اُسنے کہا سامری کی قسم تو ایک لمحہ بھر خاموش بیٹھ رہ اگر ایک لمحہ مین وہ سحر تیار نہ کرونگی تو جسطرح
شہنشاہ نے بتلایا ہے وہ طریقہ مین بھولجاؤنگی اچھا ایک سیر سیسہ اور ایک کڑھاؤ جلد منگاؤ کہ مین گولیان اسکی بنا کر پہاڑ سے

اور عیار جو چلے تھے انمین سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیہوش کرکے
اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحرہ بنکر آیا ہے تو جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا
ہی فی الجملہ برق بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر پینے لگا اور جلد منہ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب
تیز و تند زیادہ ہے مین نہ پیونگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ میرے پینے کی شراب لاؤ جادوگرنیونکو سمجھا پہلے ہی رہا تھا کہ ایسا کچھ
کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیان شراب کی آمیختہ بدارو بیہوشی اپنے ساتھ رکھتی تھین وہی شراب سامنے لائین برق نے ایک جام بھر کر
پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور نوش کرین تو مین بھی پیون ملکہ نے وہ جام بے اندیشۂ انجام لیکر پیلیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا
وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر یکدم سر کشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلایا یہی نوبت آگئی تھی کہ یہان افراسیاب
پاس عرضی پہونچی اور اُسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ آب سحر کے پانی کو کیونکر دفع کرون کتاب مین نکلا کہ پانی کی فکر کرنا پھر اسوقت
تو آبرو بچالو برق ساحرہ بنکر بارگاہ مین حیرت کے پاس گیا ہے اور آب آتشین پلا کر آتش حیات سبکی بجھایا چاہتا ہے دم بھر مین سبکو
ٹھنڈا کر دیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے پتلا نکلا اسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمھارے پاس آئی وہ برق
عیار آئی اسکو گرفتار کر لو پتلا یہ نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لاکر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز خدمتگار بنا
ہوا مگر طا تھا اُسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سامنا تھا الحاصل نامہ کو دیکھکر اسنے خیال کیا افسوس محنت برق
کی مفت بادگئی اسنے رومال مین بیہوشی بھر کر منہ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک مین گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ مین ایک گولا
برق پر مارون اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نہ لے نہین تو بھاگ جائیگا کہ اس عرصے مین رومال جھلنے سے بیہوشی طاری
ہوئی چاہا کہ یہان سے اٹھکر منہ دھو آؤن یہ سوچکر اٹھنے لگی تو چرخ آیا جانسوز نے کہا کہ اے ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہین
لیجیے یہ پھول سحر سے بھر دفع بیہوشی مین نے بنوائے ہین آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ
تھا جاتا رہا لیکن سر ابتک گھومتا ہے اب ملکہ نے چاہا کہ مین اہل دربار سے ماجرا برق کا کہدون مگر جانسوز نے کان مین جھک کر
کہا کہ آپکی بیہوشی ابھی طرح اتری نہین اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہین کیونکہ رنگ ہر ایک کا مین دگرگون پاتا ہون بس
آپ یہ پھول مجھسے اور لے لیجیے اور آرامگاہ مین خوب اچھی طرح سے جا کر سونگھیے اور پھر خوب ہوشیار ہوکر آئیے نہین تو برق اپنا
کام کر چکا ہے ملکہ کی بیہوشی اُسکے پھول دینے سے کم ہوئی تھی اسوجہ سے اسکو خیر خواہ جانکر پھول اس سے لیلیے ابکی اسنے پھول بیہوشی
کے بنے ہوے دیدیے ملکہ اسکو سونگھتی ہوئی اس صحنچی مین بارگاہ کے گئی کہ جہان اسکے آرام کرنے کیلیے پلنگڑی گستردہ ہے بس وہان
تک جاتے جاتے یہ بیہوش ہوکر پلنگڑی پر گری اور ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم اور خدمتگار وغیرہ کو یہان شراب پلا کر سکو
معقد سو دربار کا ہر کس و ناکس کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہے بس اس ساحرہ کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہانسے اٹھا ناقوس ایک جام
بیہوشی آلود تو پی چکا تھا نشہ مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کہ اے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر اندر بارگاہ
مین آیا اُسنے یہان غمزہ و مکر کرنا شروع کیا کہ تم ناحق میرے ساتھ اٹھ آئے مین بدنام ہو جاونگی وہان بھی تمھارے نوکر جمع ہین وہ کیا کہینگے
ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہان تخلیہ کیا ادھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہانسے اس صحنچی مین گیا کہ جہان حیرت
بیہوش پڑی ہے اسنے چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون خنجر کھینچکر جیسے ہی قریب آیا دو پتلے زمین سے پیدا ہوکر سرہانے اور پائنتی ملکہ کے آگئے یہ

ڈھال کر بنایا ہی زلف شبگون نے رسم کافر کیشی کو از سر نو تازہ کیا تھا زلف پر پیچ سے یہ ثابت تھا کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ تھرایا تھا تو دائرہ لام مین حلقہ پیچ آیا تھا رخسار پر نور پر جو اس زلف کا سایہ تھا شب دیجور نے روز روشن کو دیا تھا یا ملک حلب کو زنگیون نے گھیر لیا تھا و ہا

لٹ چھوڑے تم یا سیس سے پڑے بچن پر سے مانون چندن روکھ سو ناگ رہے لپٹائے

کبت

نہائے کے چوز انگو چھ کے تر و چھو یار جھر جھر جھمیہ دیکھو تو بے کون سے چھرائے گو
اے ری مرگ نینی دیا کر میا کر موہون پر تیر و کیا جائے من میرے بس جہانے گو
میرو من الجھے تیرے کھلے کیس مین بال مت باندھو من میرو بندھ جائے گو

تہ زلف معنبر رخسار منور فلک حسن کے شمس و قمر تاک چہرہ خوبی کی ناک عشق مین اسکے خود بینون کی آنکھین نمناک چشم فتان فتنہ انگیز ابلا کنایہ ابرو آفت خیز دہان تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت وکلیان دلتنگ غرضکہ از سرتا پا وہ باہ سیما حسن مین بے نظیر جمال رخ روشن بدر منیر کہ بموجب

نظم

قیامت قہر تھا انداز اس کا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
متاع حسن سے تھی سخت مغرور
اندھیرے گھر کا حسن اسکا اجالا

بلائے جان تھا عشوہ نازاسکا
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو
سمجھ کر آپ کو وہ غیرت حور

میان شمشیر کے ابرو سے جوہر
رہے باقی طبیعت پر نہ قابو
قیامت سے نہ تھا کم قد بالا

اس صورت زیبا سے جب درست ہو چکا سہ نین بہت سے جانب بنا کر لپیٹے کانون مین اور لچ ڈالے ساری باد لا بگار باندھی دست و بازو و شانہ دکلائی باندھکر زیور جواہر سے اعضائے تن ہر زین کیے جھولا زنفی گلے مین ڈالکر ساحران مخمور کے پاس گیا اور کہا تخت میری سواری کیلیے بہت عمدہ درست کرو اور ناقوس نفیر بجاتے ہوے میرے ساتھ لشکر حیرت مین چلو ان ساحرون نے اسکی صورت بدلنے پر جو اس منتشر ہوے کہ واقعی ایسی صورت بنائی ہی کہ کیا مجال کسیکی پر سوا اسے ساحرہ کے اسکو عیار کہہ سکے الحاصل انھون نے ایک تخت زر اندود بزور سحر بنا کر اسکو سوار کیا اور آپ طائران سحر پہ سوار ہو کر ہمراہ چلے برق اس صحرا سے پہلے جانب دریاے خونروان گیا پھر وہانسے سمت لشکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجتے تھے جادوگرنیان سر پر ساحرہ مصنوعی کے مرچھہ جنبانی کرتی تھین بزور سحر صورتین اپنی وہ بھی بدلے تھین اسی ہیئت سے جب قریب لشکر پہونچا حیرت کو طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دریاے سحر کیطرف سے ادھر آتی ہی ملکہ مذکور سمجھی کہ شاہ طلسم کے پاس عرضی میری پہونچی انھون نے اسکو بھیجا ہی پس یہ سمجھ کر ساحر بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر با عزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے یہان دیکھا کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہی گرد تمام سرداران کلو بہر تمکن مین ناقوس دنگل جو اہر نگار پر بیٹھا شراب پی رہا ہی اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے قریب ناقوس اسکو بھی دنگل دیا اور بیٹھایا ناقوس نے جو اسکی صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور اسنے بھی اسکی جانب اشارہ کر کے مسکرا دیا خنجر موج تبسم گلے پر پھیر ا یہ اسی سمت مخاطب ہو کر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آپنے تشریف لائیے برق قریب اسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپکا کو بڑا شہرہ سننے مین آیا ہی خوب خوب آپ لڑے شہنشاہ بڑی تعریف فرماتے تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بہت ہے اور در واقع مین تمین لڑائیان مین ایسی لڑا کہ باید و شاید اب بسبب آجانے چشمہ سحر تحفہ یہ ہون ورنہ سب کام باغیونکا تمام کر دیتا یہ کہکر حال رزم ملکہ بہار بیان کرنیلگا یہ تو باتین کر رہے مصروف ہی مگر

اس پہلوان کو بھگایا بہار لشکر کے سد راہ ہوئی کہ جس سے پہلوان تک پہونچ سکی فوج سے تلوار چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی رو نین تن جو جا بجا کے باقی تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے پٹے زمانہ دار و گیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا ناقوس تو بھاگ کر اوپر چلا گیا کہ جب تک خندق سے اس آب سحر کار د نہ معلوم کر لونگا مقابلہ نکرونگا یہ تو یہاں ٹھہرا اُدھر تیغ بہادران نے تہلکہ ڈالا کہیں ہوئی تفرقہ بکھی کہیں روح کو قالب میں گھبراہٹ ہوئی برابر سے گرد لشکر اٹھی نعرونکی آواز تا بفلک پہونچی کہیں سیلاب خون رواں کہیں آتش سحر کا بلند دھواں کہیں سر جدا کہیں تن تڑپتا کہیں زین جدا کہیں توسن تڑپتا کسی جا انبار سر و پا و دست کسی جانب نعرہ کسی سمت علارار و حسب کسی طرف برق شمشیر کی چمک کہیں گرز سر ملند ایک سو شعلہ تیغ کی لپک ساحر جو منتر پکارتے کلوا کی پوریں بھیرونکو بھیجکر دشمن کو مارتے غرض کہ آفت کا سامنا تھا نظم

کہ سے لشکر یہ مثل برق بیتاب ۔ بہایا خون بشکل چشمۂ آب
ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز ۔ زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو ۔ سمم رہوار نے روندا بدن کو
لگائی ساحروں نے سحر سے آگ ۔ برستے تھے کہیں عقرب کہیں ناگ
اسی لڑنے میں نور مہر روشن ۔ ہوا مغرب کی جانب گرم توسن

جب ترک مہر سرد مہری بر ورود چشمہ آب سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے مہرخ سر بہار پر زر نثار کرتی ہوئی شاداں و خنداں مراجعت فرما کر بارگاہ میں آئی لشکری آسودہ ہوئے ادھر حیرت شاہ جب تخت پر جلوہ فرما ہوئی ناقوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل ماجرا جو کہ بیان ہو چکا بیان کیا ملکہ اپنی بہن کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو اس حال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد آب چشمہ سحر کار دکر نا لکھو بھیجے کہ وہ پانی اب قبضہ دشمن میں ہے آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی بناء پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی بھیجکر سحر خدمت بادشاہ میں لیکیا اور ملکہ نے شغل میخواری آغاز کیا یہاں مہرخ بھی داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آئے مہرخ نے اُنسے حال طرفت بہار بیان کیا عیار بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہے کہ شاہ جادوان اس پانی کا توڑ بھیجے اسلئے کہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے بعنایت خدا اس لڑائی کو سنبھالا مگر اب بڑی آفت کا سامنا ہے مہرخ نے کہا کسیطرح شاہ کوکب کو خبر ہوتی تو البتہ کچھ مدد کی صورت تھی برق نے جواب دیا کہ آپ لوگ لڑ چکے زمانہ ہماری عیاری کرنیکا آیا ہے ہم خدا نے چاہا تو آج رات اسپر سے گذرنے دینگے کیونکہ اگر شاہ کوکب سنینگے کہ لشکر پر کیا وقت پڑا تھا اور عیاروں سے کچھ نہ ہو سکا تو ہمکو بہت بینگے اور لشکر سے نکالدینگے تو خدا حافظ جاتے ہیں یہ کہکر اٹھا ملکہ ہر چند مانع آئی کہ آپ تکلیف نفرمائیں وہ پہلوان طلسم ہے اسکے ساتھ بیر زبردست ہیں قتل نہو سکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ وابستہ طلسم ہے تو ناچاری ہے ورنہ دیکھیے تو خدا کیا کرتا ہے اور کسیطرح وہ مارا جاتا ہے بہار بولی کہ وہ اگر وابستہ طلسم ہے تو ناچاری ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ نہ جاتا اور میرا سحر اسپر اثر کرکے اُسے دیوانہ نہ بناتا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی اُسکے ساتھ ہوئے در باہر بارگاہ کے آکر عیاروں نے کہا کہ تم بشکل مبدل لشکرگاہ حیرت میں جا کر ٹھہرو میں بھی آتا ہوں عیار روانہ ہوئے اور برق اپنے لشکر میں ساحروں میں آیا اور طاران مخمور جو آجکل بے سوار ہیں کسلیئے کہ مخمور ہمراہ عمرو گئی ہے پس یہ ساحر لڑنے بھی کم نکلتے ہیں اور سرداران حیرت وغیرہ انکو بھی طرح نہیں پہچانتے ہیں غرضکہ برق نے انہیں ساحروں سے کہا کہ تم میں سے بیس جا کر اور ملبوس لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ ہوکر صحرا میں قریب درہ کوہ جا کر ٹھہرو میں وہاں آتا ہوں جو کچھ کہوں بجا لانا ساحران مذکور حسب فرمان وہی ایک ہوکر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی ایک جگہ آیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی لیکن بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اسکا صندل و گلاب سے تخمیر فرمایا ہے نور کے سانچے میں اس بت کو

ادھر ساحرانسے کالا ہانگ سپاہ نے عالم مین غل بولڈالا کہ ابیات

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر	بڑھے لڑنے کو مثل شوق مضطر
سیار کیا دی خواب عدم کی	کڑک سے اسکی جان آئی تھی لب پر
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد	پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
سنبھلو دیکھو ہے وقت پیکار	ہر اک جانب سے برق سحر چمکی
	کہین اژدر دہن سے شعلہ آور
	پکارے سب کہ ہان یارو خبردار

یعنی دیکھا کہ حیرت مع ناقوس بدخصلت فوج کینہ خواہ لیے میدان مین آئی لشکر نے صف آرائی فرمائی جب پرے جمے بہادر نسل در نسل سینے ابھار کر کھڑے ہوے ناقوس اجازت حرب لیکر آگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہو جاؤ مین پھر تمھاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغہ روئین شگاف ہنکیا اور شیر اڑا کر چلا ادھر بھی تیغین کھنچ گئین ہر فوج کا ساتھ بندھا ساحرون نے تعرہ ہاے سحر کو سنبھالا گروہ بسان اہرمن مست آبھی ٹوٹا ادھر سے ہزار ہا گولہ فولادی اور گولہ خنجر پڑنے لگے ساحر برق بنکر اسکے سر پر گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی منتر نے کام نہ دیا اور اسنے زیر تیغ رکھلیا کہ تاریخ سحر پڑھکر صف لشکر پر لگاتا کہ اسمین سے ہزار ہا پیکان نکلکر سینہ ساحران کے پار نکلجاتا کبھی اُسکے تیغہ سے شعلہ نکلکر رخت ہستی دشمن جلاتا ایک قیامت کبریٰ بپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل زیر تیغ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھکر آج پھر ملکہ بہار نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ او بیعزت کل میرے ہاتھ سے بچگیا آج کہان جائیگا ادھر آ کہ تجھے خوابگہ گور زمین سلاؤن مزہ لڑنے کا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر اپنا مقابلے لشکر سے اڑا کر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری تلاش تھی کہ تونے مجھکو دھوکا دیا تھا او رشمشاد نے تیرے زندہ پکڑ لینے کو کہا ہے بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اسپر مارا اُسنے فوراً شیشہ آب چشمہ سحر نکالکر گلدستہ پر چھینٹا دیا کہ وہ بجھگیا اور وہی پانی لیکر جانب بہار چلا اسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بزور سحر زمین پر اپنی چالاکی سے ڈالی اور غائب ہوئی کہ اسکو ثابت نہوا ملکہ کہان گئی وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوئی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر ڈالا کہ یکایک اسکے سر مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنیکو کہا تھا اسکا تو خاتمہ ہوا اسی فکر مین یہ تھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزور سحر مثل صورت حیرت بنائے ہوے تھی کیسلیے کہ ساحر جو صفوف لشکر مین در آیا تھا تو کثرت ہجوم سے اصلی حیرت نظر نہ آئی تھی آئی بہت تھی الحاصل ملکہ مذکور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ لیا کہ ہے ہے اے پہلوان یہ تونے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہوکر عذر پذیر ہوا کہ مین اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہی ورنہ مین اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ مین بھی اس سے اپنی بہن کیلیے ایک سبر کرون اسنے وہ شیشہ آب سحر اسکے ہاتھ مین دیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکاری کہ ارے ستیزہ سر یہ پانی باطل کنندہ سحر ہے منم بہار جادو یہ کہکر پانی جلد مین لیا پس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ طاوس نے کہا تھا یہ پانی دافع سحر ساحر ہے بدست او قاتل ساحر ہے کیونکہ خداوندلات اعلیٰ نے اس چشمہ مین ہاتھ دھوئے ہین جہانتک یہ پانی ہے پس اب جان نہ بچیگی یہ سمجھکر بزور سحر جبتک ملکہ چھینٹا لگانے یہ اڑ بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج چلی پہلوان صف سے نکل کر بدحواس قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا کہ جلد اے خداوند بادشاہ طلسم جلد امان کیجیے کہ آپکی بہن نے میرا کام تمام کیا چاہتی ہے حیرت اسکی یہ حواس دیکھکر ہنسی اور یہ بس پشت ملکہ آگیا اس عرصہ مین بہار قریب لشکر عدو پہونچی تھی حیرت نے فوج کو حکم حملہ کا دیا اُدھر سے مہرخ مع فوج بڑھی آتی تھی ادھر ہنسی تھی کہ بہار نے یہ کیا کیا کیونکہ

کے پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب میں آیا تھا کہ عرضی پہونچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل بڑھانیکو جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تمہیں پایا ابکی لڑائی میں سبکا خاتمہ کر دو جہانتک ہو سکے بہار کو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست ورتمہاری اعانت کو بھیجدیں اگر تم ناراض نہو کیونکہ بہار زبردست بہت ہے باقی ہماری عنایت بنہایت کے امیدوار ہو یہ لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے ہمراہ تیلہ سحر کے ہاتھ ساحر مذکور کے پاس بھیجا جب اسکو وہ نامہ اور خلعت پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی نکیا جب وہ بقیہ دن تمام ہوا اور خلعت ستارہ وار کوکب شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور طاؤس نیلی فام شہر نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب میں پہونچایا نظم

	جو نکلا سے کے فوج انجم ہمراہ		دیار شام کا فرمان روا ماہ
	ہوا گرداب میں ظلمت کے وہ قید		شناور قلزم اخضر کا خورشید

شام کو اسنے حکم نقارہ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملاہر کا کے خدمت صرخ میں آئے خبر طبل جنگ معرض عرض میں لائے ملکہ مذکور نے بھی نظر برحمت کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ جنگ گوش حق نیوش دلاوران میں صدائے صور اسرافیل تھی یا ندائے طبل رحیل تھی دلونمیں شیشہ ساعت کیطرح غبار تھا اگر گھڑی کے مانند دل دھڑکتا دہشت نے دہی حیران تھا خوف بھرے گی کتی بنکر سینے مین کھٹکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردی کا بھرتے تھے بیت تلوار بھی تو رن پڑ پڑینگے تا کھون ہی کو مار کر مرینگے ساحر دونین پھونک جلکتی چارطرف سے فروغ بانیکی صورت نکلتی لیکن چراغ سحری کا سکو گمان تھا بیر و نکادیا لیا سب اکارت ہر ساحر پشیمان تھا صرخ بیچاتب ملکہ لقاء لائے تھے سحر وافسون دعذر رو مگر سب بھولکر ڈنڈوت کے عوض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکائے تھے ابیات

	مرے مالک مرے مولا مدد کر		پکارے سب خداوندا مدد کر
	تجھی سے حاصل اب ہر مدعا ہے		تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند صرصر فنا تیز و تند تھی برچھی زبان نکالے تھی گھو منہ پسارے تھے کمان بصورت محراب سر جھکائے تیر گوشہ گیر لب سوفار چلا کر دعا کرتے مگر خاموشی سے عذر پذیر تیغیں ہر چند کہ تیز تھیں مگر آج سرکشی چھوڑکر جھک گئی تھیں بہتر تھیں نیام میں چھپنا چاہتی تھیں باڑھ نے دانت نکال دیے تھے تو گویا زبان جوہر سے گڑگڑاتی تھیں الغرض رات بھر یہی ہنگامہ رہا کہ نظم

نہیں منہ پھیرتے مردان کامل		نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہوشیار		بہادر کرتے تھے آپس میں گفتار
رہے تا یادگار عسمر دفتر		دکھائیں قوت بازو کے جوہر		بلا سے بھی جو ہوتے ہیں مقابل
گھسیٹیں تیغ جب دامن الٹکر		کہ اسمیں دیو بھی ہے کوئی انسان		نہون روباہ بنکر مرد میدان
				تو بارین بڑھ کے دشمن کو ڈپٹ کر

جسوقت کہ ساحر مشعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے باغ عالم کی راہ لی کہ ابیات

	چھپا آنکھوں سے سامان کواکب		ہوا بیداد سلطان کواکب
	نظر آنے لگی قدرت خدا کی		قدمبوس زمین اپنی ضیا کی

صرخ و بہار معہ مہ رزم و پیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بصد شوکت و حشمت جانب دشت رزم چلیں بہ شیوہ

بڑھی وہ نازنین بولی ادھر آ
یہ صورت سامنے آئے نہ آگے

جدائی ہے گلے سے میرے ملجا
رہیں ہم زندہ یا تو جا کے مرجائیں

خدا جانے فلک کیا پیش لائے
ہمیں دیکھیں فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہنا تھا ملکہ کا کہ وہ بیتابانہ پھرا ملکہ نے کنیز کو دیکھا اسنے ایک جام بلور شراب سحر سے معمور کر کے اس رشک حور کے ہاتھ میں دیا اس مخمور مئے حسن نے دخت زر کو اپنے بدلے اس ساحر کے سامنے کیا یہ ساحر اس ساغر کو کوزہ آب حیات سمجھ کر کہ زہے نصیب جو یہ دشمن جان شراب پلائے بہر تسلیم جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاؤس رو بے ہوا سے اڑتا ہوا آیا اور پر اپنا ہاتھ پر مارا کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاؤس پر جال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ میں دابکر اس ساحر منحوس کو لے اڑا ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ دیکھا تو نے ذرا سی غفلت میں سب محنت میری برباد کر دی یہ طاؤس فرستادہ شاہ طلسم تھا اگر دم بھر یہ اور نہ آتا اور وہ پیا جام پی جاتا پھر تماشہ ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہاں سے طلسم باطن تک آفت ڈھاتا شاہ جادوان سے بھی بمشکل مارا جاتا یہ تو اسطرح گرم سخن ہے ادھر حیرت نے بعد جانے پہلوان طلسم کے طبل بازگشت بجوایا کہ فوج سب مسحور بہ سحر بہار ہے ایسا نہو کہ کچھ آزار پہونچے مہرخ طبل بان کی صدا سنکر سجدہ شکر خدا بجا لائی اور لاشہائے مقتولان اٹھوا کر با فوج باقیماندہ پھری وہ ساحر جو مسحور بہار تھے ٹھہرے اور سامنے باغ سحر کے آکر ٹھہرے بہار نے ایک پتلی سحر کی اپنی صورت پر بنا کر وہاں چھوڑ دی اور آپ بارگاہ میں آئی مہرخ نے جو بارگاہ و خیام جل گئے تھے انکو درست کیا اور فوج کو اتروایا با آرام اقامت گزیں ہوئی لیکن ناقوس کو طاؤس جو لیگیا تھا ایک صحرا میں کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر مذکور کو بمعیت اس چشمہ میں گرا کر اسنے غوطہ لگایا اور باہر آکر ساحر کو زمین پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو رہا تھا غوطہ کھا کر ہوش میں آیا دریائے بیخودی سے پھر اعشق بہار دل سے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم تسا عاقل و فرزانہ ہو کر یوں دھوکا کھائے اور اس چھوکری کے سحر میں مسحور ہو جائے بسا تعجب ہے یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود افراسیاب ہے پردہ طاؤس میں آیا ہے فی الجملہ پہلوان سے کہا کہ اس چشمہ میں خداوند لات اعلی نے ایک روز ہاتھ دھوئے تھے پس اسکا پانی تم ہمراہ لیجاؤ اور اس باغ سحر پر چھینٹا جا کر دو کہ وہ برباد ہو جائے لشکریونکو تمہارے ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سامنا ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ کہکر ایک شیشہ میں وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسیطرح طاؤس بنا ہوا روانہ ہو گیا یہ بھی وہ آب سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا پہلے میدان قدم میں آیا شیشہ سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ مثل دھوئیں کے اڑ گیا پتلی بھی خاک ہو گئی بارگاہ میں سحر دفع ہونے سے بہار کو غش آگیا مگر بہار جو کوہ آرام میں ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسنے بھی سحر پڑھکر تھوڑا پانی تیار کر لیا تھا کہ جب میں بیہوش ہوں تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کنیزوں پاس تھا انھوں نے چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونے سے لشکری بھی ہوش میں آگئے ناقوس سب کو مقام فرودگاہ پر لایا پھر ایک آرام گزیں ہوا یہ بارگاہ حیرت میں آیا اسنے تعظیم کر کے بٹھایا اور جشن کیا طائفے آکر ناچنے لگے ساقی جام پلاتے تھے ناقوس نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ اے شاہ عالیجاہ اس غلام نے تین حملہ لشکر عدو پر کر کے ہزاروں کو بیجان کیا خاک و خون میں غلطان کیا آج ہی سب کا فیصلہ کر چکا تھا مگر مجکو بہار نے دھوکا دیا خیر اب وہ میرا کیا کریگی آپکا بھیجا ہوا طاؤس آب سحر دیگیا ہے ابکی لڑائی میں فیصلہ ہے یہ لکھکر سرداران بارگاہ سے کہا کہ میری شجاعت پر جو تم نے ہنگام جنگ دیکھی ہے مہر کر دو سب نے بے عذر مہریں کر دیں کہ واقعی اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر و زبر کیا غرضکہ یہ عرضی پنجہ سحر بادشاہ

بجائے گلگون لالہ داغی تھا ارغوان لباس خونی پہنکر باغی تھا سرو شمشاد دار شمشاد بنے تھے فوارہ ہائے نہر کیطرح بہتے تھے عدوے باغ جان بچانیکو ترستے تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا ہر گلچین سامان زد و کوب تھا شاخ گل کا مزاج برہم بلبلونکا عجیب عالم صنوبر بھی اُداس تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا سیاہ ہو نکی طرح ہیترے بدلتا تھا سبزہ تیر مژگان یار کیطرح دلکے پار ہونے پر تیار پنجۂ مرجان دست دراز وہ عذار ساحرہ چنار شرربار سوسن ساحرہ کے مثل دس زبانین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی تھی داؤدی مطیع الاسلام تھی تو صد برگ کی تسبیح پڑھتی کہ بیت جو عدوے باغ ہو برباد ہو + کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو + نسرین دشمن دعا کرتی تھین کہ اے نخلبند قدرت بحرمت فیض ہوا و فصل بہار و بتصدق قوت نامیہ و ابر آذر بہار کی فتح ہو خزان کا منھ کالا رہے دیس نکالا ہے ابر بہاری ابر سحر تھا یا یا آتش گل کا دھوان چھایا تھا ساحرہ چمن نے نارنج و ترنج لگایا تھا بنفشہ زار کمند حلقہ وار گل زنبق کی رنگت رخ خوف سے فق کہ گویا

کشیدہ تھا گلچین سے جو سارا باغ
ہوا ابر گلگون کا تھا پہونچا دماغ
جو تھا سبزۂ باغ شکل خدنگ
ہوا سے لٹکنے مین یہ اسکا رنگ
کہ جیسے چلین تیر وقت نبرد
ہوا کر رہی تھی وہان کا رمزد
رسالہ جما تھا کہین لالے کا
زرہ پوش تھی ابر سے وان صبا
درختون کی بیلین شجر پر چڑھین
کمند افگنون کا پتہ دیتی تھین
دیا پگڑیان اور کمر باندھ کر
مسلح مکمل ہوے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس ہونے سے رکا ہوا سر دجو باغ کی لگی بجھوتا ہوا سمت گلشن شہر جہانا جب سامنے اسکے پہونچا چمنستان مین روش گل پر اس غارتگر صد بہار عالم شباب یعنی ملکہ بہار کو لباس رنگین نایاب سے آراستہ پایا اسوقت تو دلپر قابو نہ رہا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

بہار باغ مین تھی اک دل آزار
بظاہر خوبرو لیکن ستمگار
غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
طبیعت سب طرف سے پاکدامن
امنگون پر رخ عارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلی جگر سے
ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
کیا تر چھی نگاہونسے دل افگار
بلا کی قہر کی تھی شوخ و عیار
کبھی کچھ لے کے انگڑائی برابر
دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا برہم وہین مجموعۂ ہوش
کیا بیتابیون نے خود فراموش
نگاہ ناز سے دیکھا جو اُس نے
کہا تقدیر نے اپنی خبر لے
اسی جانب ہوا عزم دل آزار
ہجوم شوق مین پہونچا بس اکبار
درون باغ آ بولا کہ جانی
خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
مگر با این ہمہ اک آرزو ہے
طبیعت کو اسی کی جستجو ہے
کہ دے بوسے لب نازک کے دوچار
کہ تا راحت ملے دلکو مرے یار

جب نالہ و نالہ اسکا از حد ہوا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زنانہ تمکو شرم نہین آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنا اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھ ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حیرت اپنی فوج پیچھے ہٹا لیگئی ہے لشکر مہرخ نے الگ ہوکر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ دار آتے ہین انکو راہ دی ہے یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بہار نے کنیز سے کہا کہ بے شراب سحر پلائے تونے اسکو پھر اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ بموجب **نظم**

کرتا ہوا لشکر سے باہر نکلگیا اور للکارا کہ ہان اے تپلہاے روئین تن لینا ان نکہراہون کو چالیس ہزار تپلہ جو پہلے اسکے روکنے سے
تہم رہا تیغین کھینچکر آپڑا اور یہ لشکر حیرت مین آکر دم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پلائی گزک کھلائی حیرت تخت سے بڑھکر
قریب آئی اور ثنا خوان ہوئی کہ اے پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے براہ نخوت سلام بھی تعریف پر نکیا اور باجیون کیطرح
سے تنکر اپنے ڈنڈ و بازو و سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ مین تپلہ روئین تنان نے حملہ کرکے ہزارہا بدمین کو کب کا مارا اور لشکریون پر
چلا آگے کی صف بھاگی مہرخ زمین سے نکلکر طاؤس پر چڑھی تہی کہ لشکر کیحالت بدتر دیکھکر آگے بڑھنے لگی مہار نے دیکھا اگر یہ قتل
ہوئی تو بڑا غضب ہوا بس اس نے تخت بڑھا کر اسکو روکا اور آپ نکلنے کا بہر رزم عزم کیا اسکے تخت پر زلزلہ ولرزان ہین
انھون نے اسکو بھی جانے ندیا اور آپ صف روئین تنان مین در آئے اور غرق زمین ہوئے قلاب ارض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش
ہوئی کہ دشت و کوہ مین لرزہ پڑگیا ہیبت معجنگ سے جسم دہر پر تپ چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ کشتی دنیا ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے
کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین ہلچل سے تھرائی دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی روئین تنون کے پاؤن
قائم نرہے پھسل کر گرے زمین سے زلزلہ نے نکلکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان تپھرولی ورلاٹھیونسے انکو پیٹ لو پہر تو ادہر کے تپلے
انپر تلوارین لیکر گرے وہ صفین بچھے ہوئے تھے اور طلسمی تپلے طلسمی تپلو نکو مار سکتے ہین اسوجہ سے انھون نے سر کاٹنا شروع کیے ایک
طرف لشکریان زلزلہ موگریون اور قبضہ شمشیر اور تپھرون سے سر کچلنے لگے اب تو موگریان گہڑیالونپر پڑتی تہین کاسہ سر گھنٹہ بنگئے
تھے گھڑیان زندگی کی کٹتی تہین ساعت بری آگئی تہی کہ موپٹریان چکتی تہین ایک لحظہ مین ہزارون دم رہرو ملک عدم ہوئے تھے
سوزن حیات رشتہ نفس مین جو پروتی تھی سینہ مین کھٹکتی تھی ہر منٹ مین ساٹھ ساٹھ کا کام تمام تھا سچ کسی نے کہا ہی گھڑیال مین
گھڑی ہی زمانہ کو نہ کسیکا پاس ہی نہ خیال ہی جب ہزارہا روئین تن کام آئے ناقوس ہنسا اور کہا کہ اے خاتون شاہ طلسم آپنے دیکھا
کہ یہ فوج عدو کیسی جرار ہی کیسا کیسا ساحر آہنین نامدار ہی یہ میرا ہی کام ہی کہ جو اس لشکر کو تہ و بالا کرتا ہون دیکھیے پھر قدم بعزم جنگ
آگے دھرتا ہون ابکی سبکا خاتمہ کردونگا یہ کہکر دوبارہ شیر اپنا بڑھایا اور لشکر دشمن مین آکر غوص بحر آہن ہوا اور ایک نارنج سحر
بڑھکر زمین پر مارا اور پکارا کہ قائم ہو نارنج زمین مین سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ ولرزان تہ زمین گھبرائے اور ایسے ہی
زبردست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن پھاڑ کر باہر آئے یہ تیغہ پکڑ ملکر انکی طرف جھپٹا فوج بیچ مین سد راہ ہوئی اُسنے پھر زیر تیغ
رکھلیا اور ہیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا میمنہ سے میسرہ پر آیا پھر اُدھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے
کودی کہ اے بیحیا کہان جاتا ہی ادھر آ کہ تو ہمارا شکار ہی دیکھ ہنگام فصل بہار ہی بھلا کب وقت رزم پیکار ہی یہ کہنا تھا کہ
ایک برق چمکی آنکھ ناقوس کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہاے نرگس نافرمان کھلے ہین گل و بلبل صحبت آرا ہین چمن امان
چمن اکڑ رہے ہین توسن شاخسار پر ہر برگ سوار ہی ایکطرف لالہ کی پلٹن کی قطار ہی مرغان چمن نقیباے خوش الحان کیطرح صدا
دیتے ہین کہ بہار ہستی بے ثبات ہی فنا سبکو ہی بقا اسکی ذات کو ہی ہان اے جوانان باغ ہشیار کہ آمد فوج خزان ہی پیک نسیم خبر لیتا جان
ہی دو اہی طرفہ بہار دیکھی گلشن مین لڑائی کی پکار تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ ٹلجائے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ کمند
گیسو کا نہ بلجائے صرصر حادثہ چمنستان بقا سے دشمن پر چلجائے بوے گل پر تاکید تھی کہ بھاگ نہ جانا تمہین عدو کے تیر چلانا دماغ
مین بوے کبر بنکر سمانا مشام جان کے پار ہو جانا سرو دربان تھے کہ زر گل نہ لٹجائے گل اشرفی کا توڑا نہو دست برد دشمن سے

نکالی ادھر سے بھی دیوار فوج روئین تنان مین جنبش ہوئی سد سکندری نے افسر فوج یاجوج کو روکنا چاہا ایک طرف سے مہرخ نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نفیر و بوق کا شور تا سپہر مین پہونچا یا بسان ظرف رو کمین آسمان مین جھنجناٹا پیدا ہوا پتلے چالیس ہزار ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر عازم ہوے کہ ہم بھی بھڑ جائین ناقوس نے پکار کر نہیب دی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل نہ دے حیرت نے سب کو روکا اور وہ بجیا بسان تہمتن صف لشکر اعدا پر جا پڑا تو ہر طرف سے نارنج و ترنج وغیرہ سحر کے حربے اسپر پڑنے لگے اور بہادرون نے تیر و نیزہ و خنجر و تیغ و زوبین و تیر لگائے مگر جو حربہ اُسکے جسم نجس پر پڑا اُچٹ گیا ساحرونکے پیرون نے بھی جواب دیا کہ ہمسے اس بلا کا سامنا نہو گا اور اسنے قتل کرنا شروع کیا ایک حملہ مین پچاس روئین تن کو کب کا مارا اور ادھر سے قتل کرتا ہوا صف ساحران پر آیا جسکے دو ڈکڑ تیغہ مارا وہی ٹکڑے ٹکڑے کیا میدان لاشون سے بھر دیا العیاذ باللہ شور حرس کاروان ہلاک فنا بلند تھا جو ساحر زخمی ہو کر گرتا کلمہ پڑھتا کیونکہ مطیع اسلام ہو چکا تھا ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائی تم شاہد رہنا کہ پاؤن ہمارا صراط مستقیم اسلام سے نہین ڈگا ہر یون ہی پل صراط پر بھی بروز بئس المصیر قدم کو خدا تعالی ثبات دیگا کہین جادو گر نیان عروس حجلۂ عصمت نوشاہ مرگ سے ہم بغل تھین دحنا آلود ہاتھ اُنکے گریبان گیر خاک تھے مگر ہاتھ ملنے کا پتہ دیتے تھے کہ مہندی لگاتے وقت اسی دن کے خیال سے ہاتھ ملتے تھے کہ آج مشاطۂ حسرت و جوانان مرگی انپر رو کر ہاتھ ملیگی کسیکا رخسار جو خون آلود تھا گویا انپر گلگونہ ملا تھا کسیکا چاند سا بدن جو کھلا تھا تو چٹا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم نرگس اس حسرت پر کھولے تھی کہ شاید تماشائے ہستی پھر نظر آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وا دید ہو جاتی کسی کی پلکین ترچھی رہ گئی تھین تو یہ پایا کرتی تھین کہ کبھی ہمنے بھی غمزہ جانستان کر کے ان برچھیون سے کسیکو مارا تھا دیکھو پلک مارتے مین کیا سے کیا ہو گیا غرضکہ ایک تہلکۂ عظیم برپا تھا وہ ستمگر و سفاک برابر قتل کرتا پھرتا تھا کہین زرہ پوش پڑے تڑپتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون دام مین تڑپتا ہے کسیکا رخ جانب کعبہ تھا کوئی زبان حال سے یہ کہتا تھا کہ خمسہ ضعف

ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی
جسقدر ہونا تھی ذلت ہو چکی
عمر گھٹنے کی بھی زحمت ہو چکی
مر چکے تیار تربت ہو چکی
آج سب کامون سے فرصت ہو چکی

حاصل کلام وہ بد انجام بہت ہلاک کر کے پشت لشکر پر نکل گیا اور ترکتاز کرتا ہوا بڑا اُدھر آیا یہان جو لشکر نگہبان خیمہ و خرگاہ کیلیے تھا اُسنے وہان بھی آفت ڈھائی انہین بھی صدہا کو مار کر بارگاہ مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا لشکریونکو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین ملا اسکو پھونکتا یا اور یون ہی تیغ مارتا ہوا اگلے چند اول صف پر لشکر کی آگرا از بسکہ یہ اکیلا ہی اسوجہ سے لشکر نہین بھاگتا ہی ہان جدھر یہ جاتا ہی وہ صف تہ و بالا ہو جاتی ہی بس جب پچھلی صف ٹوٹی یہ قلب پر آ پڑا اور چاہا کہ مہرخ کو مارون تو لشکر بھاگیگا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کرنیکا ارادہ کیا ساقہ و کمینگاہ جو قرب تخت شاہی صفین جمین تھین انہین بڑے بڑے زبردست کھڑے تھے وہ حملہ آور ہوے اسنے اسوقت ایک نارنج سحر بڑھکر مارا کہ ہزارہا پیکان زہر آبدار اس نارنج سے نکلکر سینہ لشکریان کے پار ہوا اور صفوں مین تلاطم مثل دریا کے پڑا اس بحر کو شناوری کر کے قرب تخت مہرخ پہونچا اور تیغہ مارا کہ ملکہ مذکور فوراً تخت سے کود غرق زمین ہوئی تلوار تخت کو کاٹ کر زمین مین در آئی پھر تو دہانسے تہنگانہ دیا بیگانہ قتل

نظم

شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام ۔ نہ کانے کو سوں تک تھا ماہ کا نام
نفیر سحر نے پھر غل مچایا ۔ کہ ہان ہشیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران مین نفیر بجی طائران سحر نے جاکر مہرخ کو خبر دی اُدھر بھی طبل حربی بجا ساحرآگاہ ہوکر مصروف سامان جدال ہوئے جوت و اگیار کرنے لگے ڈمرو کی صدا دف آسمان پاش تھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پر ہیرونکی گھار بلائی تھی تازہ خون کی چاٹ دلائی تھی کڑے لوہے کے بجتے تازے تازے مردونکے کلیجے بھینٹ مین دیے تھے ہڈیونکے مالے جپتے تھے جاپ منترونکی پڑھنت جنترونکی ہورہی ایک سمت منچلے بیشۂ شجاعت کے پلے تیغ تیز کرتے تھے عزم ستیز کرتے تھے بحر فوج مین شور جدال تھا روانی کشتی شمشیر کا خیال تھا بہادران میدان غام کب تیغ ابرار پر سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تھے رات بھر یہی شورش رہی جب فلک مین زورق حیات کواکب ماہ ڈوبی اور ناخدائے قدرت نے بادبان ضیائے مہر کو اڑایا

نظم

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے ۔ صدا دی طائران خوش نوانے
فروغ صبح کے سامان دیکھے ۔ کواکب چند دم مہمان دیکھے

مہرخ دعا درگاہ کبریا مین فتح و ظفر کی مانگ کر سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی آشکار ہوئی اور فوج رو ئین تن بڑی شان و شوکت سے رواں تھی بلور بھی با فوج فراوان جسکی ہیبت سے روح جسم دشمنان جانب عدم رواں تھی گویا شیر بیشۂ شجاعت جا آہوے رم خوردہ چلے تھے شاہین کبک جین کیجانب جھکے تھے مطیع الاسلام جادوگر یونکا مصحف غبار گلستان شجاعت مین کھلا تھا باغ جنگ مین اوراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کرکے زیر و زبر کرنیکا ارادہ تھا ہلال اس لشکر ظفر پیکر کی روانی پر قطرات آب نثار کرتا برق کا دل جمک دیکھ دیکھ کر بیقرار تھا ماہ و خور گردون کو خوف سے داغ و رعشہ و دو دجگر سیارونکے دیدہ سے خوف و ہیبت ظاہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہین یہ جنگ قابل سیر نہین غرضکہ اسی کرو فر سے لشکر وارد ہوا **نظم**

قریب صبح وہ جرار لشکر ۔ بڑھا صحرا کو مثل شوق مضطر ۔ زبان نیزون کی آئین تیز لون پر
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر ۔ اڑے جب ملکے سب ساحر ہوا پر ۔ تو پھر جنگاہ مین ٹھہرے وہ آکر
صفین جمنے لگین گرہ بیت بولے ۔ پھریرے سب علمدارون نے کھولے

اسطرف سے حیرت بصد جاہ و حشمت تخت پر سوار فوج ساحران بیشمار ہمراہ لیے یاد مقتولان مین اشک حسرت جاری کیے برآمد ہوئی ناقوس منحوس پتلہاے سحر کی فوج کے پرے جمانے لگا ساحر و نمین جدا انتظام صف کشی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کرکیت للکار کر کنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان مین پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب آگاہ ہو کچھ احتیاج اسلحہ شوری کھانیکی نہین تمہین پر ہاتھ صاف کرونگا جو میرے مقابلہ مین آوے نہیب سنکر اُدھر سے ایک روئین تن مقابلہ مین اُسکے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچکر اُسپر وار کیا روئین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک شعلۂ آتش سر سے نکلا مع مرکب راکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس اپنا زور مین دکھا چکا اب ایک ایک سے مین کب تک لڑونگا قصہ جنگ دم بھر مین فیصل کرونگا لو مین تمھاری صف پر آتا ہون صفحۂ دنیا سے نقشۂ ہستی تمھارا مٹاتا ہون یہ کہکر شیر اپنا اڑایا ادھر تیغہ روئین شگاف کھینچکر صف لشکر دشمن پر آیا روح سفندیار زیر خاک الامان پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر

بدنیت وغدار اصل مین حرامی مزاج مین خود کامی صورت نحس لبان دیو سیرت مین پر دیو منہ سور کا جسم خر کا بشکل خرس سارے جسم پر بال فیل
تو ان بدخصال ہر بن مو سے دھوان نکلتا قد تاڑ سا منہ بھاڑ سا مثل برق چمکتا ابر کی طرح گرجتا اُس کی سیاہی نے جہان پر پرتو ڈالا آنکھ
کو کالا کر دیا اندھیرا اُجالا کر دیا شب دیجور بھی مات ہوگئی آمد سے اسکی دن کی رات ہوگئی کہ

ابیات

بہت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے
کمر سے لپٹی تھی آہن کی زنجیر
نکلتے شعلۂ آتش دہن سے
بشکل جوش خاطر حسیت وچالاک
لبان طوق افعی تھے گلو پر
لبان مالک دوزخ غضبناک

اس بیحیا نے بادشاہ کو بکمال غرور ونخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک
پری نے اسکو دیا اُسنے ہنسکر عرض کیا کہ مین شاہ کے روبرو کیا شراب پیون اپنی جگہ پر منھ سے لگا لیتا ہون اب یہ ارشاد ہو
کہ مجھکو کیون یاد فرمایا ہی بادشاہ نے کہا اے پہلوان طلسم اسطرح کچھ تیلے روئین تن کوکب نے بھیجکر میرے لشکر کو قتل کرایا ہی اب تم چالیس ہزار
تپلا کر جو تمھارے سپرد ہی اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ تپلونکی کیا ضرورت ہی یہ غلام اکیلا انکے سزا
دینے کو کافی ہی بادشاہ نے کہا واقعی اے ناقوس شیر سوار روئین تن تم ایسے ہی ہو لیکن وہان لشکر بہت کام آیا ہی فوج کی ضرورت
ہی تم علاوہ تپلونکے ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سنکر آداب رخصتی بجالایا شاہ نے خلعت دیا خلعت پہنکر
یہ اپنے مقام پر آیا اُدھر بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ اور تماشہ دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گذری حیرت
بصد مسرت بد سیتاری بچہ سحر وہانسے لشکر مین آئی اور حکم دیا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا استادہ ہو اور گرد اسکے میخانہ سجا جائے خمہائے شراب
گلگون مہیا ہون رقاصان مہر طلعت حاضر رہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے کاربردار عمل مین لائے یہان
تو یہ بندوبست ہی وہان ناقوس نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر لیے اور کوچ کرکے ایک جنگل مین آیا وہان ایک حجرہ بنا تھا اور
اسیطرح جیسے کوکب نے گنبد وا کرکے تپلہاے روئین تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو وا کیا چالیس ہزار تپلا روئین تن اسمین سے نکل کر
ہم قامت انسان بنا اور مرکب پرند کو اڑا کر اسکے ساتھ چلا یہ بھی شہپر اپنا اڑاتا ہوا آگ پانی برساتا دھوان پھیلاتا ظلمت کا بادۂ عالم
بناتا دریاے سحر سے اترا

نظم

کہ اٹھا ایک ابر تیرہ ایسا
کہان ایسے سیہ گیسوے دلبر
جو آنکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا
اسی صورت سے وہ مرد ستمگر
ہوے تاریک جس سے دشت ودر
جو اترا اسطرف کو لے کے لشکر

اسکے آنیکی خبر حیرت کو ہوئی استقبال کراکر بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہوا لیکن اس ساحر کی ایک نے وجہ مبہوت گیسودراز نام
ہی اور وہ اس سے علحدہ رہتی ہی جب اسنے اپنے شوہر کا لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ وسردار دسامری جانے کون جیتے کون ہارے
بس تو بھی ہمراہ شوہر رہکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرضکہ یہ سوچکر پہلے اسے نامہ لکھا مضمون یہ تھا افراسیاب ومصور
وباغبان وغیرہ سبکی بیبیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی مین تمھارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آؤن
یہ نامہ بچہ سحر نے جب پہونچایا اُسنے نامہ پڑھکر جواب دیا کہ بہنگام رزم عورت کو ساتھ رکھنا ناجائز ہی بعد فتح تمہین بلا لونگا ابھی آنیکا
قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تامل پذیر ہوئی ادھر اس ساحر نے شراب پینا شروع کی ناچ دیکھا کیا جب خوب
مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ روئین تن وزرین پیرہن فلک مہر بمغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر غدار کو کالا کیا اسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا

ہر جراحت آفرین کیواسطے کھولے دہان | راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو | ہو ہر اک آغوش جوہر منزل آرام جان

دریاے سحر مین ہزارون گرگر مرے وہ بعزت جو کبھی نہ مرتے تھے آج ڈوب مرے بحر فوج مین وہ تلاطم مچا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے
نہ بچا تھا حیرت نے ہزارون سحر ان رویین تنون پر کیے لیکن اثر پذیر نہوے ناچار طبل مان بجوادیا اور دریاے سحر پر چھڑی مار کر کہا کہ
زوجہ شاہ طلسم کی مدد ضرور ہے اے بحر بڑھ جا دریا بھی موج مار کر چلا اسوقت مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوادیا اسلیے کہ بحر سحر رک نہ سکیگا
غرضکہ بفتح و ظفر و تری یہ پھری بہار نے در خزانہ وا کیا ہزارہا قیدی رہا کر کے اپنے لشکر پہ سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نصرت
کھولی مہرخ اورنگ حکومت پر آکر جلوہ گر ہوئی سرداران نذر لیکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت دیا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب
نے آکر جلسہ عشرت جمایا مہرخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خواجہ و بران بھی بافوج فراوان عنقریب تشریف لاتے ہین اور سب اپنا حال وہان
جو گذرا تھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سے خوشنود ہوے رویین تنون کو بارگاہ استادہ کرا کر باعزاز اتارا پھر سب مصروف عشرت
ہوے ادھر حیرت بربادی لشکر پر زار و نالان تھی منفعل و سر در گریبان تھی فوج کٹ گئی تھی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و
بارگاہ سب جل گئے تھے جو دو ایک سراپردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منھ پر رو نیکو لیا پر سیاہ بنے کا سامان کیا ہی لاشونکو
دیکھکر سینہ ملکہ کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامور اور ساحرہ حسن مین رشک ماہ منور نشیب بہ پشت روے نحس سوے جہنم کی
پڑی تھین صورتین خاک و خون مین بھری تھین اسباب و خزانہ سب لٹ گیا تھا بازار و بنگاہ کا پتہ بھی نہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحرونکو
بھیجکر شہر ناپرسان سے خیمہ و خرگاہ منگوایا اور سب درستی کر کے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ بھاگ کے بچے تھے وہ آنے لگے فوج
قلیل مقابلہ مین حریف کے بھر اتری ملکہ مذکورہ روئی پیٹی جانب افراسیاب روانہ ہوئی کہ بیت دوان تھی ابر کی صورت و گل و برستے
جاتے تھے آنکھونسے آنسو جب اس حال زار سے دریاے سحر کے پار پہونچی ایک پہاڑ پر پہونچکر ٹھہری اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر اٹھا
لیچلا اس پنجہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہون وہین مجکو پہنچا دے پنجہ اسکو پردہ ظلمات مین لایا وہان ایک صحراے سبزہ زار مین شاہ طلسم
بیٹھا قتل مہرخ کی خوشی مین ناچ دیکھ رہا تھا پریزادان طلسم کا مجمع تھا کہ پنجہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زوجہ کا حال نہایت
پریشان پایا ہے کہ بال سر کے کھلے ہین منھ پر کشتگان لشکر کا خون ملے ہے گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر پر خاک ہے لبہان زخم و دگان
نوحہ برزبان لب پر فریاد و فغان شاہ نے اس حال پر ملال خاتون پر جمال کو دیکھکر مبتاہانہ پوچھا کہ کیون اے جان من خیر تو ہے ملکہ
چیخ مار کر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور پکاری کہ بیت مقدر بر سر پرخاش ہے آہ + نہ نکلی صبح راحت کی کوئی راہ مدلے بادشاہ
سب لشکر کام آیا یہ واقعہ گذرا بادشاہ جملہ ماجرا اسکر تھر تھر بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا وہ ابر جو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا افسوس
مین نے اسپر کچھ غور نکیا وہ وہی مرد صحرائی یعنی کوکب تھا جو مہرخ کو لیگیا اور مجھے دھوکا دیگیا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا
اے ہایان خود حسن و زیبا بدولت کو غصہ آئیگا اس جنگلی کو بحال خراب قتل کرونگا اور وہ سزاے سخت دونگا کہ خواب عدم مین بھی اسکو
آرام نہ آئیگا اے ملکہ دیکھا تمنے کہ وہ کیسا چوٹٹون کیطرح آکر مہرخ کو لیگیا کیون نہو عمرو کی صحبت کا اثر ہے دغاباز تو وہ ہمیشہ سے تھا
اب اور بھی زیادہ مکار ہو گیا اے ملکہ تمھاری بلا رنج کرے پاپوش کے صدقے سے لشکر قتل ہو گیا وہ لشکر تھا ہی بودا اور لاکھون جا بجا
موجود ہین انھین لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کرو یہ کہکر سحر پڑھا فوراً آندھی نے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحراے ظلمات مین تو یہ
بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے طلب کیا وہ ظلمات مین تو رہتا ہی تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار لیکن نہایت

کوکب آپکو بارگاہ افراسیاب سے جاکر لائے اب بارہ ہزار سوار رومین تن آپکو ملے ہین انکو ساتھ لیجائیے اور لشکر حریف سے اپنا بدلا لیجیے آپکو
بادشاہ نے رخصت کیا ہی اور کہا ہی کہ عمرو کے ہمراہ ملکہ بران بافوج فراوان آئینگی آپ اطمینان رکھیے مہرخ نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ یہ رو سوار
کہان ہین وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت اسی میدان میں کچھ دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اس ساحر نے سحر پڑھا کہ وہ گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار
پتلا بالشت برابر کا روئین بدن آہین سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا بس باہر آتے ہی اُن پتلون نے قد و شکل انسانون کے پیدا
کیے ہر ایک نہنگ بحر جرات بنگیا اسلحہ سب کے زیب بدن تھے ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اڑتا ہوا
آیا اُسپر مہرخ کو سوار کر کے عقاب سے حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کر کے اس ملکہ کو طلسم ہوشربا مین لیجا کیونکہ یہ میدان کنارے اس طلسم کے ہی
سامنے طلسم ہوشربا ہی عقاب ملکہ مذکور کو لیکر اڑا اور برروے ہوا ٹھہرا عقب عقاب سواران طلسم نے مرکب اڑائے پرے فوجون نے جمائے
کوس و بوق کڑ کڑائے نشان کھلگئے ابر کیطرح وہ لشکر برروے ہوا چھایا تھا ہتھیار انکے بجلی کیطرح چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے
روے آفتاب سحاب لشکر سے پنہان تھا کوہ و دشت لرزان تھے ہوا آہن پوش تھی دنیا پر خروش تھی ہاسی شوکت و تمکنت سے بڑی صولت
و سطوت سے ملکہ ذیشان عقاب اڑا کر چلی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ دیر مین قریب لشکر حیرت پہنچا مہرخ نے آتے ہی
ایسا سحر پڑھا کہ آگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جو جلنے لگے اہل فوج باہر نکلے انپر تلوارین کھینچکر یہ رومین تن جا پڑے پھر تو موت کا
بازار گرم ہوا لشکریان حیرت قتل مہرخ کی خوشی مین غافل بیٹھے تھے پہلے حملے مین ہزارون مارے گئے مگر لشکر لاکھون ساحرون کا اترا ہوا
تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب ساحری لیکر ان رومین تنون سے بھڑے تیرونکی بوچھار ہونے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر
نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ مین لگی ہی قیامت مچی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی میری فوج مین بھگدر پڑی ہی لشکر مین غلغلہ ہی کہ روح مہرخ انپر
چڑھی ہی مردونکی فوج لیکر لڑنے آئی ہی عیارون نے یہ خبر بہار کو جا کر دی کہ مبارک ہو آپکو زندہ و سالم مہرخ فوج لیکر آئی ہین لشکر حریف
سے لڑ رہی ہین اُسنے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج تیار کرائی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھکر بالشکر کثیر چلی و ربوق و نفیر بجا کر فوج
حیرت پر آگری وہ فوج بیچاری رومین تن سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ہاے سحر بھی ہرگز اثر
نہ کرتے تھے اور انھون نے تیغ سے کشور جسد و روح کی آبادی کے ویران کر دیے تھے دشت لاشون سے بھر دیے تھے انکے نزدیک قتل
ہونے سے لشکریان حیرت بھی مہرخ کے مردونکی فوج ملک عدم سے لڑنے کیلیے لیکر آنیکا بالکل یقین کر گئے حیرت بھی ملکہ مہرخ کو زندہ دیکھکر
گھبرائی اور بار کر قریب آئی وہان دیکھا تو ماش کے آٹے کی پتلی دار پر چڑھی ہی بس سمجھی کہ مدعیہ قتل نہین ہوئی ناچار وہانسے پھر آئی
اور مصروف جنگ ہوئی رومین تنون نے اتنے عرصہ مین آفت برپا کر دی تھی خون کی بھی تیغ قضا تو امر نے رومین تونکے سکے ملک عدم
پر بھی بٹھا دیے تھے کشور جسد و جان حریف پر قبضہ کیا تھا راہ اقلیم وفنا مین امن و امان تھی گذرگاہ دنیا تھی سایہ شمشیر حسین سر زمین پر
پڑا تھا وہان خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع بیمار تران ایسی کاٹ پر مائل تھی کہ نشتر زہر سے تلوار
تک گھائل تھی سپر مین خوف سے سمٹکر ہتھیلی کا تل چھپاتا تھا جوڑے جلاجل تھین دم کا نام وہان عدم تھا سانس لینے کا کسکو دم تھا اتنا وا
حریف کو نہ ملتا تھا کہ سپر سنبھالے یہ کہان ممکن تھا کہ خنجر سنبھالے آمد و شد نفس سینہ مین بند تھی ہر سمت صداے الامان بلند تھی
آخر لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے اور جانب ریگ سحر بھاگے مہرخ عقب سے قتل کرتی چلی اور ریگ لب ریا تک بحر خون بہا دیا **نظم**

گر حدیث جرات سلطان عالم مین لکھون	محو کر دو بہمن و دارا کی سارے داستان
جسم دیکھے گر خلش دیکھے سنان و تیر کی	

اُسکے قتل کا حکم کرے وہ عمل مین لائین گردن مارین یا کھال کھینچیں یا دار پر چڑھائین اُدھر خلقت کا ہر سمت سے ہجوم تھا اجتماع ساکنان شوم تھا شاہ جادوان نے اسطرح دار نصب کرائی تھی کہ لشکریان بہار کا سامنا ہے اُدھر بہار بھی ہنوز نسدی تھی بہار سامنے کھڑی یہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سر خم گیسو کے بال کھلے لرزان رخ پر خاک لشکر مین ماتم برپا شدت گریہ و بکا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن خاک صرف اشکباری ہوگا کوئی کہتی کہ اے فلک ہمیں یہ حسرت رہگئی کہ سایۂ عاطفت مین ملکہ مہرخ کے رہکر اسد و مہ جبین کو چھڑائے سر پر سلطنت پر بٹھائے کوئی گھڑی تو خوشی مناتے سو یہ تیری خو نہین کچھ محبت کی بو نہین کوئی کہین و شکایت غداری روزگار مین یون تر زبان تھی کہ خوان وفاے چرخ دنی نے سواے زہر کے کسنے انگبین راحت نوش کیا کہ نیش زنبور رنج نے سینہ سوراخ دار نہ بنایا آبدار خانہ دہر سے آب سرد پیکر دل ٹھنڈا کسکا ہوا ہے کون ایسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور وہ کونسا کاشانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس اے دہر غدار و صد ہزار افسوس اے دنیاے ناپایدار کیسے کیسے سینے جو ارمانون اور حسرتون کے گنجینہ تھے تو نے خاک مین ملا دیے ہا کیا کیا امیدون کے بھرے دل زیر زمین دبا دیے کہ میت دیکھا کفن ٹٹول کے ہمنے دیکھا + اک حسرتون کی پوٹ تھی اور خاک بھی نہ تھا + کوئی کہتا تھا کہ یہ گردون ہائی صد جور و جفا ہی اسکا ہر ایک صاحب حوصلہ کیساتھ یہ نقشہ ہے نظم

کار دنیا کے ہین سب لہو و لعب
عیش ہو جاتی ہے دم مین منقلب
ہے کہان اسکندر و افراسیاب
ہے کہان کاؤس کا جام شراب
ہے کہان شاہ سلیمان و سدیو
ہے کہان اس کوس شاہی کا غریو
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری
ہے کہان یوسف اور اسکی مشتری
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات
چاہیے اس بیسوا کو مارے لات

الحاصل یہان کو شور نوحہ و بکا بلند ہے کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرمہ کو دار پر چڑھا جلاد نے زنجیر کمر مین باندھکر دار پر کھینچ لیا بادشاہ نے تیر اندازونکو حکم دیا ہر سمت سے تیر پڑنے لگے اس حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ مین دریاے سحر مین اپنے تئین گراد ون اسوقت قران عیار صحرا سے دوڑا آیا اور مانع ہوا کہ اے ملکہ تمکو صبر کرنا روا ہی غور کر نیکی جاہی کہ کوکب نے تشہیر کرنیکا مہرخ کے تو کیسا بدلا لیا اب اُسکے گھر سے جان اسکا بگڑ گیا ہوا اور وہ چپکا ہے یہ تو نہین ہو سکتا اسمین خدا گواہ ہے کچھ اسرار ہی ورنہ وہان خواجہ موجود تھے وہ ایک لحظہ نہ ٹھہرتے اور یہان اگر عیاری کرتے اب تم تامل کرو اور نظر بفضل غدار کھو بہار نے اُسکے سمجھانے سے تامل کیا ادھر جب مجرمہ تیر باران کیگئی اسکے پیٹ سے بیر نے نکلکر اندھیرا کیا اور غل مچایا کشتی مرا نام من مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا کے آنیسے بموجب حکم بادشاہ ہزارہا نقارۂ بشاشت و شادمانی بجنے لگے بادشاہ اسیوقت سوار ہوکر جانب ظلمات طلسم گیا اور یاے سحر اپنی جگہ آکر بہنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ مین جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کام اس لشکر باغی کا بھی تمام کردے حیرت شاداں و فرحاں بارگاہ مین آئی بہار نالان و گریان لشکر لیکر پھری بیر سحر کا پتلی سے نکلکر غل مچانے کے بعد جانب بادشاہ طلسم کے کوکب کے پاس گیا کوکب جو مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان مین آیا ملکہ کو تختۂ سنگ پر بٹھاکر ہوشیار کیا اور آپ چھپ گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہی کہ بیک نگاہ بھی دوڑنیسے تھکتا ہی طائر خیال بھکتا ہی ہزارون چشمہ ہاے صاف و شیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ زنگاری درخت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا مین یہ کیاری بوئی ایسی جگہ پر جب اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی بنکر سامنے آیا اور اسکو سلام کیا اُسنے ایک ساحر معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ امارت و ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے پیراستہ دیکھا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ

مگر عیار وغیرہ جو بامر جاسوسی اُسجگہ آیا کرتے ہین اُنھون نے جو مہرخ کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بعد ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی تبار کے ٹھہر کر صفت وثناے بادشاہی زبان پر لاکے **قطعہ**

جو خاک ترے در کی ملے منھ پہ تو بجا ہے
ابر و مہ نو رخ مہ تابان کے برابر
پھل پاتی ہے تلوار ترے باغ کرم سے
پھولون کی سپر ہے چمنستان کے بہار

بعد اداے دعا وثنا حال مہرخ از ابتدا تا انتہا بیان کرکے بہر عیاری چلے بہار نے قید ہونا مہرخ کا جو سنا گریبان چاک کیا لچھ سر سے پھینک دیا سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر سب نے صلاح کی کہ آج لڑکر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر مرجانا امکان مین ہے بس یہ سوچکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر مین طبل جنگی گڑگڑایا بوق و ناقوس نے گوش فلک کر کر دیا ساحرون نے جلد جلد جھولیان سنبھالین بہادرون نے کمرین باندھین ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت نشان نے مرکب کسے بہار سب سے پہلے طاؤس سحر پر سوار ہوئی جلو مین فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے بڑھے **نظم**

فلک پہ جس طرح سے خسرو روز
ہوئی یون سوار وہ رونق افروز
جڑاؤ سر پہ اُسکے تاج زرین
نمایان منہ سے نور ماہ و پروین
پے آرائش فوج فراوان
کیا تھا ابر سحر اس نے نمایان
جوانان تہمتن اس کے ہمراہ
ہزارون نازنینین سحر آگاہ
گلون مین جھولیان زر تار ڈالے
غضب کے یاد جادو کچھ نرالے
جو لب کھولین پے افسون جہانین
لگا دین آگ کاخ آسمان مین
چلی میدان کو القصہ وہ گلرو
لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی اُدھر طائر سحر نے خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار لڑنے آتی ہے بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اسلیے مین مہرخ کو قتل کرنے طلسم ظاہر مین لایا ہون کہ اُسکے ہواخواہ بھی ہم سر دھر ین و گلشن ہستی اس کا پامال دیکھین اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائین دیکھو کرنہ سکین یہ کہکر آپ اُٹھا اور قریب دریاے خونروان گیا ایک جھڑی دریا پر لگاکر حکم کیا کہ اے دریاے سحر چار سمت سے اسقدر بڑھجا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پائے دریا اسیوقت جوش مارکر ایسا بڑھا کہ لشکر حیرت و بہار کے درمیان مین آکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے بہرے رہائی مہرخ فوج عدو مین نہ آئے تھے کہ راہ بند ہوئی خلل در منزل ہوئی کنار سحر تک آکر پھرے اور راہ مین بہار سے جاکر آشناے مدعا ہوے کہ لے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے دریاے سحر بیچ مین حائل ہے جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گرکر بسان ماہی بے آب فرش خاک پر پڑی اور کنارے دریاے مذکور کے آئی وہان افراسیاب نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو و تندخو حاضر ہون بنا بر حکم محکم سراپچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر ہر سمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہواخواہ مجرمہ کچھ فتور نکرین بہت سے ساحر بالاے ہوا جاکر تمام میدان پر چھاگئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اُڑکر نہ آسکے اور زمین کو سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب نہ لگائے جب یہ بندوبست ہوچکا اسوقت بیچ میدان مین دار استادہ کرائی آرہ کش تسمہ کش جلاد بانی بیداد حاضر ہوے زیر دار چبوترہ رنگ کا بنایا مہرخ نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکارا کہ اے مجرمہ جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اس پتلے نے کچھ جواب نہ دیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے

گھسن آیا پس اگر از راہ بلوہ ساحرونکی جمعیت کرکے مہرخ کو مین چھین لون جب بھی بدنامی ہی کہ لوگ کہینگے کہ اکیلے پر چڑھائی کی اپنی
گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہی لہذا اسطرح یہ بہادری کرکے تیرے یہان آیا اور مہرخ کو پکڑ لیچلا ہی تو بھی اُسکے گھر سے جا کر اسکو چھڑا
لا اور اسکو دھوکا دے غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سد راہ نہوا وہ بخوف اسکے کہ ملک پھرایا ہی کہین کا نہین بعجلت تمام قطع
راہ کرکے اپنے طلسم مین داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب مین جو ساحر ہین اپنے مالک وافر لشکر کا حال خراب دیکھین اور کف افسوس
ملین کسلیے کہ میری بی بی کو تشہیر ہوتے اُنھون نے دیکھا ہی اب اس ماجرے کو دیکھین اور میری شوکت کو سمجھین کہ کیسا عوض مین نے لیا حاصل
مرام یہی تجویز پسند آئی اور سیدھا مجرمہ کو لیے لشکر حیرت مین آیا یہان جو افسر لشکر تھے اُنھون نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا مہرخ کو مسحور کرکے سامنے
ڈالدیا اور پتلا سحر کا بھیجا کہ جلد ملکہ حیرت و مصور وغیرہ حاضر رہین بارگاہ کو جاکر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر مین آکر تماشا
قتل مجرمہ کا دیکھو پتلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہونچایا ہر ایک شادان و فرحان خدمت شاہ مین آیا حیرت پہلوے شاہ مین
آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر مہرخ کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور گویا ہوئی
کہ کیا خواب پریشان مین نے دیکھا شاہ جادوان پکار اُٹھے کہ اے نمک حرام یہ خواب نہین عین ہوشیاری و بیداری ہی دیکھا بدولت کی
زبردستی کو اس مرد صحرائی یعنی کوکب کے گھر سے مین تجھکو پکڑ لایا ہے یہان خود اگر چاہون تو سارا طلسم اسکا برباد کردون یہ تو لاف و گزاف
کر رہیگا اور شاہ کوکب جو اُسکے عقب مین چلا آتا تھا اتنے عرصہ مین کہ اُسنے آکر باغ سیب مین ساحرونکو بلوایا ہی وہ سر لشکر پر آکر ٹھہرا
اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ افراسیاب کی طبع پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نرہا کہ مین جسکے گھر سے مہرخ کو لایا ہون آخر وہ بھی تو
بادشاہ ہی کوئی ایسا گھسیارہ نہین پھر کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کریگا خلاصہ کلام کوکب کا خیال کیسا نام تک صفحہ دل سے حک ہو گیا یہ
اسم سحر کا بدلہ ہی کہ جیسے خاطر کوکب سے یاد مہرخ اسنے بھلادی اب اسنے آکر اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کرچکا تو ماش کا آٹا جھولی
سے نکالا اور اسکی پتلی بناکر پھر سحر کا اسمین پھونکا کر حکم کیا کہ تو بصورت مہرخ بنکر غائب ہوجا اور جب مین مہرخ کو اٹھا لاؤن تو فوراً ظاہر
ہوکر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل کرے تو اس پتلی کے قالب سے نکلکر میرے پاس چلا آنا یہ موجب ارشاد بادشاہ
مع اس پتلی کے غائب ہوکر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہوکر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہوکر لشکر حیرت پر محیط
ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہی کہ اس مجرمہ کو چھڑانے آیا ہی شاہ یہ سنکر پریشان
ہوئی غائب ابر چلا کہ جو کوئی آیا ہی اسکو بھی پکڑے لاتا ہون یہ تو ابر کیطرف چلا اور ساحرونکی نگاہ ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا
سب دیکھنے لگے کوکب جس طرف وہ ابر تھا اُدھر سے ہٹکر دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ مین اندھیرا
ہو گیا مگر لمحہ کے لمحہ وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اُس اندھیرا ہونے سے اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہین
ویسیہی روشنی ہی جیسے پہلے تھی اور مجرمہ بھی اسیطرح سر جھکائے بیٹھی ہی انکو تو ثابت نہوا کہ کیا ہو گیا وہان اس اندھیرے مین کوکب
نے اپنا کام کرلیا یعنی مہرخ کو اٹھاکر خود بسحر مخفی ہو گیا اور اپنا ہاتھ پکڑا ابر سحر کا بجاے مہرخ آبیٹھا ادھر افراسیاب جب قریب
ابر پہونچا وہ ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہو گیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہی جو میرا سامنا کریگا یہ کہکر کچھ دیر بلند در
ہوا پر رہے جب کچھ نہ پایا پھر اتر آیا اور کہا اے حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جاتے ہی پتہ بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا
سر پر پاؤن رکھکر بھاگا سب اہل دربار ثناخوان ہوئے کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہی جو آپکا مقابلہ کرسکے یہان تو یہ باتین ہین

مین پہونچا اور یہ اس قدر بلند تھا کہ نظر نہ آتا تھا اور سحر پڑھتا جاتا تھا کہ ساحران قلعہ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ پر بیٹھے
اور یہ جدھر سے گذرتا سحر سے ہواے سرد چلاتا ساحرونکو سلاتا یہانتک کہ اس قصر دعوت پر آکر ٹھیرا یا جہان صداے چنگ و رباب
بلند تھی بزم عیش مترتب طبع اہل انجمن خرسند تھی اسنے چاہا کہ بارہ دری مین جاؤن اور مہرخ کو پکڑ لاؤن مگر سمجھا کہ جال سحر کا آگے پیچھے
بارہ دری کے پڑا ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہی بران بیٹھی ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی پس یکایک جانا نچاہیے یہ سمجھکر چاہا کہ
یہین سے سحر کرکے سکو بیہوش کردون تو اندر جاؤن اسی فکر مین ٹھہر کر یک نگاہ جو ہر طرف دوڑایا مہرخ کو چمنستان مین مشغول نظارۂ
گل و ریحان پایا پس خوشنود ہوکر بسان برق جہندہ بڑھکر جو گرا ملکہ مذکور کو پنجہ مین داب کرلے اڑا وہ بیچاری غافل از جور فلک
اتنا تو ضرور پکاری کہ لے ملکہ بران میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا کسی نے اسکی آواز نہ سنی
مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوے تھے یعنی شاہ جادوان کی گذرگاہ سے علحدہ اس باغ کے اور اور دروازون پر تھے انھون نے
دیکھا کہ ایک ساحر کچھ پنجہ مین دابکر اڑا ہی پس انھون نے لینا لینا کا غل مچایا اور جو بہاے سحر لیکر اڑے انکے غلغلہ سے بران نے ناچ
موقوف کرایا اور گھبرا کر اٹھی کہ ارے کیا ماجرا ہی عمرو بھی اٹھا دیکھا تو ملکہ مہرخ نہین ہی اور غل ہی کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے
کہا کہ ملکہ مہرخ شاید پکڑ گئی اتنے عرصہ مین افراسیاب غرق آسمان ہوکر یہ جادہ جا اپنے ملک کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو بہر سحر
کے براے حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب مین گئے اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی و خواجہ کی بخوبی کی دشمن
انکے پاس تک نہ آسکا ملکہ مہرخ باغ مین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کچھ کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر نہین
پہونچا بادشاہ سحر کیوجہ سے غافل تھا نام مہرخ سنتے ہی چونکا اور دلسے کہا واے مردیم باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال گرفتاری
اس ملکہ کا تو معلوم کرچکا تھا اسپر بھی اسکی حفاظت تجھ سے نہو سکی اور بھولا رہا شاید تجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی
تدبیر کر یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزور سحر تخت پر سے بیٹھے بیٹھے غائب ہوکر قلعۂ ہفت رنگ اور مکان جلسۂ
دعوت مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان بران کو حال آمد افراسیاب اور قید ہونے مہرخ کا معلوم ہوا اور
ساحرون مین غلغلہ ہی عمرو نالہ و شیون کر رہا ہی کہ افسوس ملکہ میرے لشکر کی مفت ہلاک ہوئی واے بر غفلت ما بران یہ باتین سنکر
جایا چاہتی ہی کہ عقب دشمن جاکر کار نمایان کرے یہ حال بادشاہ نے دیکھکر ایک آواز دی کہ اے بران خبردار کہین جانیکا قصد نکرنا
تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و دلداری کرو مہرخ کو مجھ سے ابھی لو یہ کہکر وہانسے عقب حریف چلا عمرو نے اس آواز کو سنکر پوچھا کہ اے
ملکہ یہ کون بولتا ہی ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہی آپ آرام سے بیٹھیے کچھ رنج نفرمائیے شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ
کوئی دم مین آتی ہی آپ نکو رہا مجھین عمرو اسکے کہنے سے بیٹھا تو مگر بیتاب و مضطر رہا ناچ وگانا سب موقوف کر دیا بیقراری بیان کرنے
لگا یہان تو یہ حال ہی لیکن شاہ کوکب جو عقب افراسیاب مین چلا سحر کے پتلے ان ملکونکے بادشاہ پاس کہ جو راہ افراسیاب
مین پڑینگے روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو یہانسے چلا ہی پس تمھارے ملک اسکے راستے مین پڑینگے ہرگز ہرگز روکنا
نہین کسلیے کہ عقب اسکے ما بدولت آتے ہین جو مناسب ہوگا کرینگے افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہانکے حاکم نے اسکو
ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا بپیام ممانعت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہ کی اور اسکو راہ دی کوکب نے راہ اسکو اسلیے
دلوائی ہی کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا اب اس بات کا میرے طلسم مین غوغا پڑجائیگا کہ افراسیاب ایسا زبردست تھا جو یہان

اس طرح آتش سحر تا بفلک پہونچائی افراسیاب انکو دھوکا دینے کیلیے ایک ستارہ بزور سحر بنا اور سب نے دیکھا کہ وہ ستارہ دو ٹکڑے ہوکر آدھا
زمین پر گر کر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوے کہ اب کسکا تعاقب کرین ناچار ہوکر سحر کرنیسے رہے اور
شاہ جادوان سناٹا بھرے نکلا چلا گیا ان ساحرونسے اور تو نہ کچھ ہو سکا مگر طائر بنکر اڑے اور قلعہ کوکبیہ مین کوکب سریر سلطنت
پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور مجراگاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا پھر دعا و ثناے شاہی بجا لائے قطعہ

دعا کیو اسطے گویا اٹھا تو اپنے ہاتھ
بہار لطف ہی جبتک جہان گلستان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
الٰہی تا رہے او رنگ زر نگار سپہر
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی

صفت کا اسکے بیان تجھ سے غیر ممکن ہے
ریاض دہر مین جبتک رہے گل خورشید
خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہی
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہی

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
زمین فلک پہ جبتک ثوابت سیار
جہان مین تا کہ طلسمات و آبجیوان ہی
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم

ایک ساحر کہ ظاہرا افراسیاب معلوم دیتا تھا اسطرح سے جانب قلعہ ہفت رنگ گیا ہی
ہمسے رک نہین سکا ہی اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار پتلے بلور کے ایک صندوق کو لیے اڑتے
ہوے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب سو سوا شرفی اس صندوق پر چڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہی کہ شیشہ اسپر چڑھا ہی
جو کٹھا زمرد کا استناس آئینہ کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اے مرآت واقعہ نما خبیر آئینہ کر کہ کون اس طلسم مین آیا ہی یہ عرض کرتے ہی اس آئینہ سے ایک
پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھدیا کہ افراسیاب آیا ہی اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کیون
آیا ہی پنجہ نے لکھدیا کہ مہرخ کو پکڑنے آیا ہی پس یہ معلوم کرکے آئینہ کو صندوق مین رکھکر روانہ کردیا اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے
سنا کہ کون آیا ہی ایک ساحر نعمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہی عرض کیا کہ حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہی شاہ نے فرمایا کہ یہ
زبردستی دیکھو کہ افراسیاب ہمارے گھر مین گھس آیا ہی یہ تو یہ کہہ رہا ہی کہ وہان افراسیاب قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ
قلعہ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتین کر رہا ہی نظر آنے لگا از بسکہ کوکب اور یہ نور افشان جادو سے پڑھے ہین تو آپسمین بیر بھائی
ہین اور جب یہ وہ ہم مکتب تھے تو جس طرح لڑکے بیت بازی کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ
اسکو بیہوش بناتا پس اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہی اسکو بیہوش کر دون اور بفراغ خاطر مہرخ کو پکڑ لیجاؤن
غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند بیر جادو کے اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو
بیہوش کردیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم ہی ہمارا بس اسپہ نہ چلیگا اسنے کہا تم جا کر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہوگا تو غافل تو کچھ ہو جائیگا بر سحر کے
حسب الحکم روانہ ہوے اور افراسیاب جانب ملک ہفت رنگ چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہی اتنا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملکہ
مہرخ جاتا رہا یہ یاد نہ رہا کہ وہ ملکہ میری ہے یہان مہمان آئی ہی پس اسنے بعد ادراک آمد افراسیاب ایسا سحر پڑھا کہ چند بیر اسکے سامنے
بھی آئے اسنے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ مین عمرو و برق ان کی حفاظت کرو خبردار کوئی انکو پکڑ نہ لیجائے ان دونونکی نسبت تاکید بلیغ فرمائی
اور مہرخ کا نام بھی نہ لیا بیر اسکے فرمانے سے اسی باغ مین جہان جلسہ دعوت ہی آئے اور برق و عمرو ایک جا بیٹھے تھے انکو گھیر کر ٹھہرے کہ
کوئی انپر دست اندازی نکرے مہرخ بیچاری سیر باغ مین مصروف ہی اسکی حفاظت کسی نے بھی نہ کی اس اثنا مین افراسیاب قلعہ ہفت رنگ

نہ کیون دیکھین بہار نوجوانی، دو جہان مین چند دن ہی زندگانی، غرضکہ یہ تو تماشے باغ مین مصروف ہیں اور بران خواجہ سے مانوف ہی لیکن شاہ افراسیاب جو قسم کھا چکا تھا کہ مین مہرخ کو پکڑ لاؤنگا پس بعد دستخط عریضہ قہر نگاہ اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل مین ایک برج بنا تھا کہ اسمین ہر سمت در وانے لگے تھے یہ اسمین داخل ہوا اور ایک سمت کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی طلسم کوکب سامنے نظر آنے لگا اس طرح سے کہ جیسے بران نے طلسم ہوشربا بیچ مین سے کھلا پایا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سناٹا بھر کر اڑا مثل کوکب کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا مین آیا تھا یہ بھی آن واحد مین اسکے طلسم مین جا پہونچا جب اُسکے طلسم مین پہونچا تو بزور سحر معلوم ہوا کہ قلعہ ہفت رنگ تک سات ملک راہ مین پڑین گے پس یہ دریافت کرکے پھر کڑ کڑا کر اڑا تو تین ملک طے کرکے چوتھے ملک مین آگر گرا کیونکہ بادشاہ ساحران ہے اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک سناٹے مین تین ملک سے گذر کر چوتھے مین دم لیا وہان جب گرا ذرا ٹھہر کر چاہا تھا کہ دم لون مگر ہر ایک ملک مین ساحر مقرر ہین کہ وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہین جیسا ذکر نامہ دار مین یعنی قرطاس کے حال مین بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پہ پہونچا تھا تو ساحر مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جادوان چوتھے ملک مین اس طلسم کے پہونچا یہان سترہ ہزار ساحر شاہ کوکب کا رہتا ہی اور انکا مالک نشاط جادو نام قلعہ کی حکومت کرتا ہی اُسکے پاس ان تینون ملکون کے حاکمون کی طرف سے بتلہا بسحر نے خبر دی کہ بڑا غضب ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کیساتھ ہمارے ملکون سے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہم پر ہوتا ہی لہذا تم خبردار رہنا اور اسکو روکنا یہ حال دریافت کرکے نشاط معہ فوج کے تیار ہوا اور اسی اثنا مین افراسیاب بھی اس ملک مین پہونچکر ایک صحرا مین دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحر سے نشاط نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر سب نے کیا کسی نے دھوان پیدا کرکے دنیا اندھیر کر دی کسی نے آندھی سیاہ پیدا کرکے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا خاک اس مغاک مین بھر دی کہین آگ برسی کہین سنگباری ہوئی افراسیاب کو تو یہ منظور رہی کہ میرے آنے سے کوکب کو نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو برابر کی لڑائی پڑ جائیگی مہرخ کا گرفتار ہونا مشکل ہی کسلیے کہ وہ اپنا مقابل ہی پس وہ ساحر جو سحر اسپر کر رہے تھے وہ کچھ مرحلے پر کے نہ تھے ملازمان شاہ کوکب تھے یہ انکی حقیقت کیا جاتا ہی یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہی البتہ مرحلہ طلسم سے تو نا چاہیے کہ وہان کی زمین طلسم بند ہوتی ہی اور ساحر بھی وہان کا معین کردہ بانیان طلسم ہوتا ہی جو آفت کہ اس مقام سے پیدا ہوتی ہی اور جو سحر کہ وہان کا ساحر کرتا ہی اسکا دفع کرنے والا سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہین کہ وہ لوح سے حال دریافت کرکے اس ساحر کو قتل کرتا ہی اور مرحلہ فتح کرتا ہی خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاؤن تو نہ جا سکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ مین کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤن تو ناممکن ہی ہان اپنے اپنے طلسم کے مرحلون پر ہر ایک بادشاہ جا سکتا ہی فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلہ کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے ان سب کا سحر رد کرکے ایک ایسا منتر پڑھا کہ ہوائے سرد خشک وزان ہوئی اور ان ساحرون کے جسم مین لگی وہ سب بیہوش ہوگئے اور اسنے پھر پرواز کی

قطعہ

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر
کہ پارہ ڈالیں جون آتش کے اوپر

چمک بجلی کی صدقے تھی پلک پر
الم آزار مہر رخ بھی باندھی

اڑا جاتا تھا یون بیتاب و مضطر
وہ یون جاتا تھا جیسے آئے آندھی

غرضکہ چوتھے ملک کو طے کرکے جب پانچوین قلعہ کے حدود پر پہونچا وہانکے ساحرون نے جو پہرے پر تھے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی تیزی سے جاتا ہی سمجھے کہ یہ غیر شخص ہی اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر پڑھکر پرواز کی اور سقف گردون مین گویا آگ لگائی

بہار موسم گل کی تھی آمد
بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں
نواسنج اس پہ تھے مرغ خوش الحان
خدا کو قمریاں کرتی تھیں بس یاد
قدم رکھا جو داں کچھ اور بڑھکر
مثل دمکان اس میں بنے تھے

چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد
لدیں پھولون سے تھیں شاخیں برابر
روش طوطی کے تھی بلبل غزل خوان
روان زیر روش تھیں آبشارین
تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
فضاحت سے بھرا تھا صحن خانہ

زمرد رنگ پتے تھے شجر مین
سمن اور یاسمن نسرین فضا پر
بنے سرکش چمن مین سرو شمشاد
تصدق موسم گل پر بہارین
وسیع اسدرجہ تھا جو عقل سمجھے
لکھا تھا شہ نشین پر شامیانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ اور شہزادیون کے بیٹھی طوائفان زہرہ تمثال حاضر ہوئین رقص ہونے لگا جام بادۂ احمر کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مر جاتا پیمانہ عشرت آگین اگر جلسہ نشینان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے ۔ روز محشر تک مست رہتے قبر سے واشربوا کہتے اٹھتے زہے محفل عشرت و نشاط و خہے انجمن انبساط کہ ساغر دہانکے قدح مہر د ماہ کو ہم شرمائے تھے پرانے ٹھیکرے بتلاتے تھے انجمن پر فلک کا گوہر انجم نثار کرنیکو جی چاہتا تھا بلکہ مہر خود صورت نگین آبگینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر چرخ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقص کریگا شیشونکی قلقل صدائے خندہ گل تھی بطمے کے قہقہے کی آواز نغمہ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن زیب محفل رقاصونکی چھلبل پر برق درخشان خجل واقعی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا **نظم**

سرود و ساز نے دی اپنی آواز
ندائیں آئیں تحسین کی زبان تک
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کیے قربان رقص ہر سمن پر
رہا ساماں رقص نازنینان
تسلی خاطر برباد نے دی
بڑا سا ایک دسترخوان شفاف
چنے لالا کے موقع سے ٹھکانے

برائے رقص اٹھی ہر صاحب ناز
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
کسی کو اپنے قابو مین نہ پایا
کمال شوق مین آنسو بھر آئے
ہوئے محظوظ خاطر سارے مہمان
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
کہ تھا جسپر گمان عارض صاف
نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ

صدا گھنگرو کی پہونچی آسمان تک
بندھے کچھ اور مضمون خیالی
کسی نے تخت دل دامن مین بھر کر
ہر اک نے ہاتھ مین دامن اٹھائے
صدا شور مبارکباد نے دی
بکاول نے چنا پھر لاکے خاصا
بچھایا دور تک اور اسپہ کھانے
وہ کھانے دیکھکر ہو آدمی دنگ

فراغت پائی جو کھانے سے سب نے
تو باندھا رنگ پھر عیش و طرب نے

پھر ناچ دیکھنے مین سب مصروف ہوئے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل و سنبل باغ پر پڑی کبھی کاہیکو یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہر چند کہ اس نے باغ سیب باغ عشرت شاہ جادوان کی سیر دیکھی ہے لیکن یہانکے پھولونکا کچھ رنگ نرالا تھا بہار نے طرفہ شاخسار رنکالا تھا ہر نہال مین ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگارخانہ چین کو شرماتے تھے مہرخ اس بہار کی شائق دید ہوکر جلسہ مسرت سے اٹھی بران و خواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نہ رہا کہ یہ کہان جاتی ہے اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ مین آئی روشوں اور پٹری پر پھرنے لگی نظارہ گل و ربلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی بیت

کہ تمام لباس انکا چاندی سے مملو تھا وہانکا حاکم پیے بہر استقبال ملکہ موصوف آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہونچی اہل قلعہ نے سلامی اُڑائی بادشا
نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دوکان دلھن کیطرح سجاوٹ مین بنی سنوری تھی دوکاندار
نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دکانین سب چاندی کے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیون سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان بساتی
آمد ملکہ سے تمام شہر آئین بند تھا حسن آرائش مین مہر و ماہ سے دوچند تھا ہر جگہ حسن خیز ہر مکان دلاویز ہر چوک کا جابجا جماؤ سودے والی
عورتونکا بناؤ پرستان کا ایسا نقشہ سراسر طلسمی کارخانہ تھا ملکہ وہانکی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت دیکھنے خلقت
چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا صدائے طرقوا پیدا اسیطرح اُسکے دوسرے ناکہ سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ **نقرہ** پوش مع
اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اس قلعہ مین گوکہ ملکہ بران رہتی ہے لیکن انتظام قلعہ ملک **ہفت**
رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف تو کل طلسم کی مالک ہے یہان عیش و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوا کرتا ہے وہ معرفت
قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کب ہے ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب
ہے الحاصل **ہفت رنگ جادو** قلعہ سے نکلکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے استقبال ملکہ **مہرخ** آیا تھا اور قلعہ بھی وہ نہین ہے
کہ جدھر سے عمرو کو بلوایا تھا یہ اور سمت کا دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہائے قلعہ پر استادہ ہین نوبت و نقارے بجتے ساحر اور
ساحرہ جھولیون مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گذری پھر افسران
لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالون مین وردی بجی اہل قلعہ نے پھول نچھاور کیے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولون
کا مینہ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلہ عمرو بیان ہو چکی ہے
مکرر لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نژاد پایا بہت آباد پایا رعایا کو دلشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری
کیے ہوئے قصر فریدون سے بہتر بنے ہوئے اہل حرفہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و
صاحب کمال دکانین کھلین شہر مین رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم سرراہ دکانین اور گلیون
مین مردمان شہر کا مجمع کمرون اور کوٹھون پر عورتون کا دیکھنا ہر طرف گھما گھم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دولتسرائے
بران پر سواری آئی **بران** اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ سحر نے آمد سواری کی خبر دی اُسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے **مہرخ** کی سواری
قریب آئی ہے چلکر لے آئین **عمرو** یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان و عزیزداران شاہ **کوکب** بھی روانہ ہوے
ملکہ **مجلس** و **سہیل** و **اختر بن سہیل** و **عمران جادو** وغیرہ ساتھ ہوکر دروازہ پر دار الامارۃ کے آئے وہان انتظام سواری
دیکھا **مہرخ** نے بھی بران کو دیکھکر فی الفور تخت سے کنارہ کیا جب اُتر پڑی **بران** آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک
کہ اسی دار الامارۃ مین ایک طرف کو ایک دروازہ علاوہ اس دروازے کے لگا تھا کہ جسمین سے ملکہ **بران** خواجہ کو لیکر آئی ہے چنانچہ
اس دروازہ مین پردہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ چرخی پر کھچا ملکہ مکان عالیشان مین مہمانونکو لیکر داخل ہوئی ڈیوڑھی پر مجلدار بیٹھی تھی ہزارہا قلعہ
ماقنی ترکن حبشن پہرے پر تھی سینے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی **عمرو** نے دیکھا کہ یہان بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ نہین ہے کہ جہان مجکو
ملکہ نے اتارا ہے اس باغ مین وہ بہار ہے کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پر فضا کی بیان ہو یہ اشعار
تعریف مین کافی ہین

نظم

صورت اصلی پر آئے سردار رہا ہوکر لڑنے لگے یہانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو قہر نگاہ نے قید کیا تھا مرنے سے ساحر کے قید سحر تو مرتفع ہوئی تھی مگر قید پریشان مین تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہوکر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا اہل اسلام قتل و غارت کرکے پھرے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آکر سب نے کمر کھولی آرام پذیر ہوے اُدھر لقا بھی داخل دارالامارہ قلعہ ہوا اور ایکنامہ تہدید و عتاب افراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندۂ غافل توجسکو ہمارے پاس بھیجتا ہی وہ ایسا کبر و غرور ظاہر کرتا ہی کہ ہم اسکو غارت کرادیتے ہین یہ دونون ساحر جو تونے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد کیلیے روانہ کرو درصورت توقف یا بدولت تجھ سے ناراض ہوکر جانب کوہستان چلے جائینگے یہ نامہ پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا پنجہ ظاہر ہوکر اٹھا لیگیا یہ تو انتظار کمک مین بسر کرتا ہی اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہی مگر اب حال بران بیان ہوتا ہی کہ نامہ مطلب پڑھکر نادر بیقرار رہی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور بارہ دری سے نکلکر وزیر کو بلا یا تخت طاؤسی اُسکے ہمراہ کرکے سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائین اور تمام عملہ بادشاہی جائے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا بر حکم وزیر دالاتدبیر جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ مین مہرخ ملکہ بران نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکا یک ڈنکا بجنا سنائی دیا اور لمحہ بھر مین وزیر مرزان مندیل وزارت سر پر دیے در باغ پر جلوس چھوڑ کے سامنے آیا نذر دی پھر عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم بران شمشیر زن نے آپکو بلایا ہی مہرخ حیرت مین ہوئی کہ ایک تو بران میرے پاس بیٹھی ہی اب کون بران نے بلایا ہی اسی سوچ مین تھی کہ اس نقلی بران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجائیے کچھ تردد نفرمائیے چنانچہ مہرخ بھی رہنے والی طلسم کی ہی کچھ سمجھکر اٹھی اور در باغ پر ہمراہ وزیر آئی کہارون نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علم تمجے پھریرے کھلگئے بان بردار برچھی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آکے کھینچنے لگی چال ادب کا پڑ گیا کہ سراسر گوہر نگار رعنا مرصع عصائے نقرئی و طلائی لیکر دور و یہ انتظام کرنے لگے نقیب نے صدائے ادب نقابت بلند کی چاؤش نے ندائے دور باش جو گردون کو دی ساحرون اور جادوگرنیون کے غول سحر کی سواریون پر سوار ہوکر جلو مین چلے ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے کئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہدے ہاتھون مین لیے تخت ملکہ کو گھیرے زر و گوہر سر پر نثار کرتی چلین وزیر مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت کھڑا عرض و معروض کا اسے اختیار ملا تھا ہزارون طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس دہل گرجتے تھے سواری اسطرح بآسائش تزک کے ساتھ رواں تھی کہ جیسے گلشن مین باد بہار چلتی ہی سرو قامت شمشاد قد جلو مین و ان چشم نرگس کیطرح دیدۂ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے ابیات

فلک کو دیکھ کر یہ شان و شوکت سمنبر گلبدن سب غیرت ماہ مصاحب اور رفیق اُسکے تھے ہمراہ جوانان تھمی ان پہ اسوار	سراپا ہو گئی تھی بسکہ حیرت خزانہ ساتھ مالا مال زر سے وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ جواہر سے بھرا تھا دامن زین	پریزادان زرین پوش ہمراہ بھری تھین جھولیان لعل و گہر سے طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار گہر جھالر مین اسکے مثل پروین
ہزارون چوبدار اور خاص بردار	کمر بستہ پئے خدمت تھے تیار	

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا در قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش

زبان بنصیحت کھولی سپہ سالار کی صورت بنا ہوا عیار بھی ایک سلحر سے اژدر لیکر ساتھ آیا ہی وہ ترتیب ساحرانین مصروف ہوا اور ساحرہ کے
بھی قتل کی فکر کرتا جاتا تھا کہ یکایک ساحرہ نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خدا و ندلاب بھی کچھ نہین گیا ہی اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو مین
خطا تمھاری معاف کردون ورنہ آج تم سب مٹجاؤگے جان سے بچارے جاؤگے کیونکہ اسم اعظم حمزہ کا تم سبکو بڑا زور تھا سو وہ دیکھو
مینے بند کیا ہی یہ کہکر بقدرت خدا ے اکبر اسنے شیشہ جھولی سے نکالا اور ہاتھ بلند کر کے دکھایا کہ دیکھو اسمین اسم اعظم بند کیا ہی اب ایک ہی
سحر مین تم سبکا خاتمہ ہی اسنے تو ہاتھ کو بلند کیا لشکر اسلام سے مقبل ہوشیار زمین بال کو تیر سے اڑا دیتا ہی بس پشت امیر اپنی فوج
لیے کھڑا تھا بس تیر کمان پر رکھکر ہاتھ ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا ادھر سے سیارہ جو
سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسنے پتھر مار کر شیشہ چکنا چور ہوا اور شرط ساحری جو لگی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ
شیشہ کے ٹوٹنے سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکلکر چلگیا اسم اعظم امیر کو یاد آیا اور قدرت حقتعالی جلشانہ دیکھیے کہ تیر جو عیار
نے مارا تو ساحرہ اسکی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولی بس جب عیار پر چلی وہ سمت لشکر اسلام بھاگا یہی
ادھر ہی چلی لشکر ساحران نے جانا کہ ملکہ ہماری حملہ آور ہوئی کس وہ بھی لینا لینا کہکر چلے فوج کو دیکھکر اہل اسلام نے بھی گھوڑے
اٹھا دیے اسوقت تو لقا نے بھی حکم جنگ دیا سپاہ چارسو سے گھر آئی لیکن ساحرہ اژدر پر سے اتر کر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی عیار
تو جا کر کہین چھپ رہا مگر لشکر اسلام تھا وہان سپہ سالار اسکا جو عیار کی قید مین تھا ایک خیمہ میں اسکو مقید نظر آیا چند آدمی کے پہرے
مین قید پہنے بیٹھا تھا بس اسکو قید دیکھکر پنجہ بنکر جو گری زنجیر وغیرہ سحر سے دور کر کے اٹھا لیگئی اور اپنے لشکر مین آئی یہان تلوار
چل رہی تھی اسنے اسکی زبان سے سوزن نکالکر چھوڑ دیا اور آپ آکر لڑنے لگی اتنے عرصہ مین یہان لاشونکے انبار تھے نوجوان جان
دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہمکنار تھے کس خوشی مین دست و پا مین خون کی منہدی لگائے زخمون کے ہار پہنے خلعت
شاہانہ بر مین کیے شاہد اجل کے گلے مین ہاتھ ڈالے جوانی کی نیند مین بستر خاک پر لگائے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عدم
مین ملتے ہو رہے تھے وہ تلوار بھڑک رہی تھی کہ نوک مژگان سے بھی یقین کارزار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرہ شیرانہ بلند
تھا اور ساحرونکو زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزارون طرح کا سحر کیا تھا کہ مین امیر پر غالب آؤن امیر کے ورد زبان اسم اعظم
تھا کسی سحر نے اثر بخشا ناچار اژدر بنکر سامنے آئی اور چاہا کہ نگلجاؤن امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار لگائی کہ سر پر بیٹھکر دم کیطرف
سے نکلگئی العیاذ باللہ اسکے مرنیسے وہ صدائے مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی ساحر بھی ہجوم کر کے ٹوٹ پڑے کہ قاتل بچکر نجائے ادھر
فوج لقا نے یورش کیا پھر تو ہواے خزان گلشن مبارزان مین چلنے لگی سر برنگ برگ خزان دیدہ گرنے لگے سبزہ روش سبزہ تمام
مر کر پامال ہوتے تھے شمشیر جانستان نخل قامت کیلیے کار تیشہ کرتی تھی صرصر فنا چلتی ہوئی سم سر دھرتی تھی تلوارونکی چمک موج
انہار گلشن تھی بوے گل کیطرح روانی توسن تھی کہ نظم

چو از گردش نیزه اندر نهاد	چنین تا بسے سرکشان را بکشت
بران نزه دیوان پیغو نژاد	هم آنگاه اندر گریز ایستاد
همی دوخت شان سینه ها تا به پشت	بشد رو بیش اندر بیابان نهاد
پس اندر نهادند اسلامیان	بدان لشکر بیخرد ساحران

جب ساحرہ ہلاک ہوئی وہ چھینکے جنمین سردار نکلے تھے غائب ہوے اور سرداران نے دیکھا کہ زمین پر بیٹھے ہین گھوڑے بھی جو تھے وہ

دعوتی پر کی مجھکو دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا بس یہ خاک لے اور جا چین کر یہ کہکر تھوڑی خاک اسکو دی اُسنے وہ پھانکی وہ خاک نری بیہوشی ہی اور یہ سپارہ عیار ہی جو فقیر بنا ہوا ہی غرضکہ وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان میں اسکی سوزن دیا اور باندھکر اپنے لشکر میں لاکر قید کیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر لشکر ساحران میں گیا بقیہ شب بسر میں سپہ سالار پر سحر بسر کی جب وہ وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور سیہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ **ابیات**

ستارون پر بلا لائی سپیدی	رخ افلاک پر آئی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاط افلاک	ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو پکڑکر شیشہ مین بند کیا اور کہا اے سحر کے بیر دمین نیت کرتی ہون کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم اعظم نہ چھوٹے یہ کہکر وہ شیشہ اٹھاکر جھولی مین رکھا اور جھولی کو گلے مین ڈال لیا پھر جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سجدہ کیا اور ڈنگل پر بیٹھی عرض پرداز ہوئی کہ رات کو مین نے اسم اعظم حمزہ کو بھلادیا ہی پھر دیر کرنا کیا ضرورت ہی اسیوقت طبل یورش پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہون مین سبکو گرفتار سحر کرون لشکری ہر ایک کا سر کاٹ لین لقا نے یہ باتین سنکر کہا کہ مین نے کئی ہزار برس پیشتر اسوقت سے یہی تقدیر کی ہی ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحرون مین کمر بندی ہونے لگی ہرکارے جلد بارگاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ عالم پناہ سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ ہرکارون نے خبر طبل یورش بجنے کی اور اسم اعظم بند ہونیکی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنابر حکم بادشاہ ستودہ شیم چالاک نقارخانہ مین گیا اور طبل جنگ بجا لشکر مین کمربندی ہونے لگی کوس و بوق بجنے لگے بہادر ہتھیار تن پر سجنے لگے امیر کا اسم اعظم ہرچند کہ بند ہی مگر حرز ہیکل پہنے ہین اسوجہ سے ہوش و حواس درست ہین خبر شورش سیاہ حریف گمراہ سنکر آپ بھی مسلح و مکمل ہوکر اشقر پر سوار ہوئے اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر بافوج کثیر روانہ ہوئے اسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاورون کی والاشانی تھی ایک طرف سے لندھور فیل میمونہ پر سوار نو لاکھ ہندی ساتھ لیے ایک سمت کو مالک اژدر نے اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزون کے سائے مین بہادرونکا چلنا گویا شیر ونکا نیستان مین پھرنا تھا کہین کماندار پشت پر کمانین لگائے تھے یا برج قوس مین بہرام آگیا تھا خنجر گذارونکو دیکھکر برج دو پیکر تھرا گیا تھا بادشاہ کل فوج کو لیے روانہ تھے کہ **ابیات**

ز ور یا بدر یا سپہ گستر ید	ز لشکر کسے روے ہامون ندید	ز لشکر چو گرد اندر آمد بگرد
زمین سرخ شد آسمان گشت زرد	برآمد سپہ بر سپہ بوق و کوس	زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون بپر دہے	زمین از گرانے بدردہے	

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار سامنے سے ظاہر ہوئی ڈمرو اور نفیر کا غل تا بفلک جاتا تھا ناقوس کی آواز سے ہندوے فلک خوف کھاتا تھا شعلہ آتش کے وہان ساحرانسے نکلتے تھے اژدر سحر کے زہر اگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس لیے ہاتھیون کو زنجیر بند کرا کر تخت کھوائے خوصی مین شیطان کو بٹھائے آکر ٹھہرا او صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر مین سبکو غارت کردون اسوجہ سے اژدر اڑا کے آگے بڑھی اور

جھٹکا مارا کہ کمند گردن مین کچی ہوگئی دم اسکا فنا ہوا اور پھڑ پھڑ پھڑائی اس اثنا مین بختیارک بھی بارگاہ پر آگیا سپہ سالار سے اسنے پوچھا کہ آگہ کہان ہین
اسنے بھی حال پریزاد کا کہا اسنے کہا وائے ستم مفت ہلاک ہوئی یہ کہکر اندر چلا شاپور حجاب مار کر ساحرہ کو بیہوش کر چکا تھا قتل کیا ہی چاہتا
تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نکر سکوگے اور ایسا نہو کہ تم پھنس جاؤ یہ سمجھکر ساحرہ کو پیٹھ پر لادکر سراپچہ چاک کرکے پشت بارگاہ
کیطرف سے بھاگا بختیارک اندر آیا کسی کو بھی نپایا سراپچہ چاک دیکھکر سپہ سالار کو پکارا کہ اے اندھو جلدی دوڑ دوڑو لیگئے ساحرہ اٹھاکر
ہر سمت دوڑے اور لینا لینا کا غل ہوا شاہ پور اتنے عرصہ مین سر پر پاؤن جو رکھکر بھاگا صحرا مین نکل آیا اور چھپ رہا جب ساحرہ ڈھونڈ
کر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بہر عبادت خدائے قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اس خیمہ مین جو مثل صومعہ کے
الگ ستادہ کرایا ہے داخل تھے کیونکہ مسجد کے پاس مین نمازی آتے جاتے ہین آپ ذکر خدا چھپکر فرماتے ہین چنانچہ شاپور اسی خیمہ مین ساحرہ کو لایا
اور سامنے امیر کے رکھدیا آپنے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیار مذکور ایسا خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین
سوزن بھی نہ دیا باندھکر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے جو آنکھ کھولی امیر کو بیٹھے دیکھکر چپکے چپکے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرماہوے کہ اے
ملکہ لعنت کر ادیان باطلہ کو سامری و جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خدا تعالی وحدہ لاشریک ہے امیر تو وعظ و پند فرماتے تھے
اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تاثیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غلبہ نسیان ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر
کمند جلادی اور اڑکر بالائے ہوا گئی پکاری کہ اے مسلمانان خبر لو حمزہ کی کہ مین نے اسم اعظم بھلا کر کام انکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سنی
دوڑا اور ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت ہمارا فضل تیرے شامل حال تھا جو
تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب تجھکو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدہ شکر اس مردود خدا کو کیا ہزارہا روپیہ کا
تصدق ساحرون نے اتروایا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر اسم اعظم
یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سوا اسکی زبان
مین نہ دیا بس چلکر ساحرہ کو مارا اور جبتک اسکا کام تمام نکرلے لشکر مین کسیکو منھ نہ دکھاے یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تا دیر بارگاہ
خداوند مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو بجز عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین پتھر کیطرح سخت کرکے گرد بارگاہ و بالائے ہوا سب
سمو بند کرکے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اسکا جو بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا اور ہر طرف
پھرتا تھا سپہ سالار مذکور نے اسکو دیکھا ازبسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار مذکور بھاگ کر بہت جلد کسی غار
مین چھپا سپہ سالار ڈھونڈھ ڈھونڈھکر پھرا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چار ابرو کا صفایا کیے کشکول گدائی تسمہ مین ڈالے جھولی سنبھالے
رومال چھبڑی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے صدا لگاتا آتا ہے اسنے خیال کیا کہ اتنی رات گئے درویش کا کیا کام ہے جو آیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر بیچا یک تو ہاتھ ڈنڈا لا مگر ٹھٹکا اسکے رکنے سے فقیر بھی فی الضمیر پہچان گیا کہ اسنے تجکو عیار جانا بس یہ جانکر پکارا کہ
کیون بچا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا ہمکو تو عیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے کیون آیا اسے خردمند فقیر کی موج جسوقت جی
چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہے تو کچھ تیری خدمت کریگا نقصان نکریگا اچھا جو تو ناراض ہوتا ہے تو بابا ہو فقیر چلا یہ کہکر پھرا تھا کہ سپہ سالار
نے دلسے کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے جسنے دلکی بات بتادی اسکو منت کرکے روکنا چاہیے بس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب
کے آگے گر کر ہاتھ باندھے کہ مجھ سے خطا ہوئی آپ بسمہ خیمہ مین چلیے فقیر نے کہا بابا عیار تجھکو دھوکا دیکھے ہین بن تھوڑی خاک اپنی

لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس امیر نے چالاک سے فرمایا کہ میدانکو قرق کرا کی مین خود جاؤنگا اسنے تیر کو پرتاب کیا کل علم جلوہ گری پر آئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ ابکی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ بختیارک نے سب آئین اسلامیان اسکو بتلادیے ہین پس جب اسنے آمد امیر دیکھی طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر لیکر پھری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر بھہرا بادشاہ داخل شبستان ہوے کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور رات بھر کے تھکے تھے کہ بیت شگفتہ دل وہ شہ آیا محل مین + کہ آیا مہر جیسے حمل مین + غرضکہ لشکری تو آرام پذیر ہین مگر عیار فکر عیاری مین چلے اور شاپور عیار صورت ایک پریزاد کی بنا گیسوان مشکی کو رخ پرنور پر سنوار شام اودہ نے صبح بنارس پہ سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو تجلی طور آسمانی ابرو دلستانی مین طاق آنکھین ہرنی مین مشاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ قند و نبات پھیکا چشمہ سکندر ریے آبرو خلاصہ یہ کہ از سرتاپا قد بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان | تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان | قیامت تھا سراپا قد بالا
ہر اک انداز تھا اسکا نرالا | عروسانہ بدن پر اسکے پوشاک | قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک

مرصع سر سے پا تک زیور نورم | سراپا حسن رشک شعلۂ طور

ایک چادر سفید از سرتاپا اوڑھکر قریب بارگاہ قہرنگاہ آیا اور سناٹا مار کر بارگاہ کا سراچہ پھاندکر صحن بارگاہ مین اترا یہان ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا مین فتح کا جشن تھا وہان ناچ دیکھنے اور شرابخواری مین مصروف تھی یہان آسایش جادو نام سپہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس زن نقلی نے کہا کہ مجھکو شاہ جادوان نے بھیجا ہی اور فرمایا ہی کہ تنہائی مین قہرنگاہ سے میرا پیام کہنا بدین لحاظ میں بارگاہ خداوندی مین نہین گئی پس تم انکو جاکر بلالاؤ مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر دیوانہ ہوا اور بلا فصل بارگاہ لقا مین آکر کان مین ساحرۂ مذکور کے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو افراسیاب نے بھیجا ہی وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آتی ہی آپکو بلاتی ہی ساحرہ نام شاہ طلسم سنکر جلد اٹھی کہ اسکی عرضی عتابانہ دستخط ہوئی تھی ورا اپنی بارگاہ مین آئی پریزاد کی خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین یہ نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کے مرنیکا بہت رنج ہوا اور کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا از بسکہ مسلمان زبردست ہین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجکو کوئی گزند نہ پہونچے بدینوجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہی خاصیت اسکی یہ ہی کہ حریف کو باندھ لیتی ہی تو اس پری سے ترکیب اسکی اکیلے مین پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے باندھنا حمزہ مالک اسم اعظم بھی اسمین بندھ جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہی بانیان طلسم نے اسکو بنایا ہی مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس پری سے ایک راز کہنا ہی سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقا مین جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو بختیارک تھا بعد کچھ دیر کے دعا یا اور ساحرہ کو اسنے نہ پایا پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کے ملازمون نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے بلا لیگئے ہین اسنے حال سنکر منھ اپنا پیٹا اور پکارا کہ ہاے مار ڈالیگئی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتائیے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن مین ڈالکر سرا اسکا میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اسکو خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے

اُسکے بیٹے کو یاد کرکے رونیلگا کہ افسوس کیا جوان تھا ہائے ناشاد و بے ارمان مارا گیا ہائے معشوقہ سے ہنسنے بھی نہ پایا ساحرہ اسکے بیان پر زار زار روئی اور کہا ملک جی دیکھو تو مین کیا آفت ان مسلمانون پر لاتی ہون یہ کہکر وہانسے اُٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر سحر تیار کرنے لگی جب وہ وقت آیا کہ ساحرۂ شب ردائے سیاہ غم آلودگان کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسارہ قمر سفید نظر آیا کہ بیت سیہ پوش آج ہے کیون شاہد شام ٭ کہین پیدا نہین تارونکا ہی نام ٭ ساحرہ شام کو خدمت خداوند مین آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل رزمی بموجب حکم کوس حربی گڑگڑایا خبر دریافت کرکے ہلکارون نے آنا ساحر کا اور طبل بجوانا خدمت بادشاہ اسلام مین بیان کیا یہان بھی طبل بجا دلاور ومین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کیلیے ہوتا تھا تیر و سنان آبدار ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار ہونے لگی ادھر ساحرونمین ڈمرو بجا ہوم ہونیلگا لونا چماری کی پکار ہوئی اور راگیا رہوئی مبارزات بھر اسلحہ صاف کیا کیے نعرے شجاعت کے دم جرأت کے بھرا کیے آخر بیم شمشیر دلاوران سے کلیجہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلہ آہ کی صورت آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ بموجب نظم

جو گذری رات کی ساری کہانی	تو نکلا شہسوار آسمانی
سراپا جوشن زرین سے پر نور	شعاعون سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلاوت نشان جانب میدان روان ہوے امیر مسجد سے مسلح ہوکر آستان شاہ ذیشان پر آئے شہنشاہ گیتی ستان جب برآمد ہوے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر مین تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب وارد دشت قتال ہوے آمادۂ جنگ و جدال ہوے آمد سے دونون فوجون کی روے ہوا کرۂ خاک تھا سقون نے پانی چھڑک کر عارض عرض غمناک بنایا بیلدارون نے غار و مغاک برابر کیا صفین جمگئین نقیب کی صدا پر فوجین شورش سے تھم گئین لقا فیل پر سوار قلب مین لشکر کے قائم ہوا ساحرونکا پرا جما قہر نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خدا پرستون کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادہ جنگ رکھتا ہی آئے میرے سامنے ادھر سے **بہلیل جنگ عراقی** بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجداران سے مرکب پری پیکر اڑا کر سامنے شاہ ہفت کشور کے آیا پایۂ تخت چوم کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب تہمیز فرما کر روبرو ساحرہ بدگہر گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی گلاب کی نکالی ور افسون پڑھکر اُس بہادر پر ماری وہ چھڑی اسی لا ور کے دامن زرہ پر لگ کر گھوڑے لگی کہ گھوڑا تو پتھر کا ہوگیا اور پہلوان ازخود اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسن مشرق سے مغرب تک تنی ہی اور اُسمین چھینکے لٹکے ہین چنانچہ چھینکون مین سے ایک چھینکے مین یہ پہلوان جاکر لٹک گیا اور اس ساحرہ نے پھر نہیب دی سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھڑی کھاکر بسان بازیگران چھینکونمین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیونکے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوے اسوقت لشکر اسلام مین صف دست چپ کے تمام علم جلوہ گری پر آئے سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقاران شتری و نیلی پر چوب پڑی **شہزادہ قاسم خاوری** نے مرکب شبرنگ زہرہ جبین کو صف سے نکالا سوار پیادہ ہوکر رکاب مین چلے شہزادے نے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب مانگی شاہ نے جام کلاہ عفریت دیا اور خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب ازبسکہ طلسمی تھا پتھر کا نہوا اور شہزادہ کے پاس تیغہ سحر کش ہی اسپر بھی سحر نے اثر نہین کیا اور اُسنے مرکب بڑھا کر تیغہ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ قحبہ اژدر بہ سے اڑ گئی اور اژدر تیغہ سحر کے پڑنے سے جلگیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہوگیا شہزادے کے اسی اندھیرے مین ہزار اسپاٹیلا زمین سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھٹ گیا اوپر ساحرہ پنجہ بنکر جو گری انکو بھی اُٹھا لیگئی اور چھینکے پر ٹانگ دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا

دیکھ بچار کچھ نہ بنی بدھنا پر بیچ کے ہوٗ لسن مین ۔ ہر تیت بھئی اب پھندا پڑ و دل چھوٹے بلاق کی جھولن مین

دوہا

باتی لکھ سو پٹھائے لکھائے سے دکھ رو ئے ۔ دھوٗ سا جیو رہے کہ نسرے کا ہر جائے سے ہوئے

اب خدا جلد تر یہ سامان دکھائے مراد خاطر حزین بر آئے ہماری ان اشعار کے موافق دعا قبول فرمائے۔ لمؤلفہ

ساقی ہو صحن باغ ہو ابر بہار ہو
اور ننھی ننھی بوندونکی پڑتی پھوار ہو
کوئل کہو کہو کی صدا دے ہر ایک بار
اک تیر عاشقون کے کلیجے کے پار ہو
جز گفتگوے راز نہ ہو کچھ خیال اور
اور عطر مین بسا ہوا ہر تار تار ہو
خالی ہو بزم دخل وہان ہو نہ غیر کا
چھاتی ملی ہو چھاتی سے دل کو قرار ہو

پہلو مین تم ہمارے طرحدار یار ہو
جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین
ٹپکا لگا ہو آم کا فصل بہار ہو
بنگلا صنوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا
بائین کی چھیڑ چھاڑ ہو بجتا ستار ہو
جوبن وہ سہپہ تمپہ ہو اسوقت نور کا
دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو
عاشق تمھارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول

ساون کا تو مہینا ہو اور دن ڈھلا ہو
اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو
اسوقت بول اٹھے جو پپیہا کپی کہان
فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو
مہندی تو دست و پا مین ہو تیرے رچی ہوئی
حور و پری بھی رشک سے جسپر نثار ہو
لب پر تو لب دھرے ہوے ہون ہاتھ مین ہو ہاتھ
اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہی نرگس کے پھول بھیجے کا انتظام ہی کہ انکو آنکھین ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری سمجھنا غرضکہ دونون شہزادون نے نامہ تیار کرکے آرام کیا جسوقت کہ قاصد یعنی مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور پیک قمر منزل تمام کر چکا کہ نظم

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا ۔ فلک پر مہر قاصد بنکے پہونچا
شگاف مشرقی گردون سے اکبار ۔ ہوا خورشید شکل حرف اظہار

دم سحر عیار ایرج دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ اسمین رکھا اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہی اور یہ ہدیہ محقر ہی تم ملکہ بلور کیطرف سے یہ عطردان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ مین اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ تمکو بیزار ہوکر رنج پہونچائینگی اور نیز میرے بھی رنج کا باعث ہوگا یہ راز بادشاہان ہی اسکا اخفا کرنا واجب ہی اسنے وہ دل لیا اور خدمت نیک ملکہ بلور میں آیا یہان بھی شہزادے نے نرگس دان دیکر اسکے کھولنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور خلعت دیا ساحر مذکور وہانسے دربار مین آیا امیر نے خیریت یہانکی بہ عمرو لکھدی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا ساحر مذکور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام چلے یہ لوگ بہ خیر و خوبی بعد قطع راہ طلسم کو کب بیجا مین پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود روانہ فرمایا اور زوجہ طائر کو لیکر خدمت ملکہ بران مین آیا نامہ امیر عمرو کو دیا اور دل ملکہ کے سامنے پیش کیا نرگس دان مخمور نے پایا بران نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور آہن کو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جاکر عطردان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے پر رکھا اور پڑھکر رو دیا ادھر مخمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت فوج سحر نگاہ سنیے کہ لاش اپنے مالک کی اٹھاکر جو سمت طلسم بھاگی ادھر سے قہر نگاہ ماں اسکی آتی تھی کیونکہ حکم افراسیاب سے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اسنے مردان لشکر کو نالان و گریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا اجملہ ماجرا اس کے مارے جانے کا دریافت کیا اور رو پیٹ کر لاش تو اپنے ملک کی جانب بھجوا دی اور آپ وہان سے خدمت لقا مین آئی حسب دستور لشکر اسکا جو اترا لوگ اسکو تعظیم تمام سامنے لقا کے لائے اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ تکل پر بیٹھی بختیار

اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہے جانی
دن بھی کٹتا ہے آہ وزاری مین
دھیان رہتا ہے بس ترا مجکو
کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے
دل بہت بے قرار رہتا ہے
اور محبوب کا کیا ہے گلا
دل مین سو سو طرح کے ہین ارمان
خوب دل کھول کھول کے ہون نثر
تم سا دلبر نہ ہوئے گا پیدا
اپنے عاشق سے تم ہونا اداس
عیش وعشرت کا روز پھر آئے
آئین بوس وکنار کی راتین

شرطارونے مین برسے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین
نہین آرام اک ذرا مجکو
دل ہے مضطر بغیر جانی کے
رات دن انتظار رہتا ہے
بخدا تیری یاد مین دن رات
یہی آتا ہے دل مین میری جان
پر ہے کیا اس مین اپنا بس جانی
اور ہم سا نہ ہوئے گا شیدا
اب خدا سے یہی ہے میری دعا
پھر خدا تم کو جلد دکھلائے
عشق صادق مین جبتلک ہے اثر

سال بدلا نہ پر ہوا بدلی
ہون گرفتار بے قراری مین
ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
مفت جاتے ہین دن جوانی کے
تم تے جانی جو ہے یہ ہم کو لکھا
خوش نہین آئی کوئی مجکو بات
کہ دہی میرا دلنواز سے ملے
کس طرح سے ہو دست رس جانی
تم کو دل بھیجتے ہین رکھنا پاس
کرلے جلد تجھ سا ماہ لقا
تھتے چھپے کی ہون باتین
جبتلک ہین فلک پہ شمس وقمر

رہے قائم یہ تیرا حسن وجمال		خوش رکھے تجکو ایزد متعال	

اس نامہ کو لکھکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نورالدہر نے ایک نرگس ان جواہر کا منگایا اور اسمین بہت سے پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے اسمین رکھا درگاہ حسن محبوب مین آنکھون کو چڑھایا یا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت مشحون نامہ یہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادہ نورالدہر ذی شعور

جہاندار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطان ملک حسن وجمال خسرو ماہ طلعتان شیرین مقال ضیا افروز چہرہ حور وپری۔ نور افزائے رخسار دلبری محبوبہ باحشم۔ بالقیس شیم یوسف جمال۔ زلیخا خصال۔ لپٹ کر سونیوالی۔ ہج کی کھونیوالی۔ ہمارے عشق مین بیقرار ہے حسن وجمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور وانبساط بہار گلشن عیش ونشاط۔ نورعیون انتظار سرور دلہائے بیقرار۔ عاشقونکی امید معشوقونکا بھید مسیحا ہمارا زندگانیکا سہارا لاو نامہ تمہارا محبت کا کرتا اشارا الفت کی نشانی صورت حق سمانی نزول ہوا مطلب دل حصول ہوا جانی تمنے جو ہدہد کو نامہ دار بنایا واقعی ہجر نے یہ کیا کہ۔ دوہا

مسن نینا لکھتی برن ردی لکھا موا کتھ		اکھر دولے نہ کوئی جھوا نسو دیھر پر لوا بھ	

ہمارا بھی تمھارے ہجر مین یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فدائے آن سگ کو باد جان ناتوان من کہ بعد از مرگ درکشے تو آرد استخوان من + اور اے پیارے کیا اپنا حال لکھین کہ کبت

جیتے وہ سند رو شت پر دیتے موہے نیک نچھو لن مین		حسن کالج بہائے کیو تیتے سدھ بوت سے نین کے ہولن مین

جب شاہزادہ نور الدہر نے کہ حاضر دربار تھے سنا کہ مخمور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہی دلسے تہیہ کیا کہ اس ساحر کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ مین بلاکر خیریت اُس غنچہ باغ محبوبی کی دریافت کرونگا ادھر ایرج نے بہی ارادہ کیا غرضکہ تا دیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کرکے شاہ داخل شبستان ہوے سردار سب اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے عیار ونکو بھیجکر آہن کو بلوایا اُسکو خود بہی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب پہلے نور الدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا پھر استفسار کیا کہ ملکہ مخمور کا مزاج اچھا ہی اُسنے عرض کیا خیریت سے ہین اور آپکو یہ خاصدان بھیجا ہی یہ کہکر وہ ہدیہ پیشکش کیا اور وہانسے یہ عذر کرکے کہ مجکو شہزادۂ ایرج پاس جانا ہی رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادۂ مذکور نے بھی بعد تواضع بیان حال مزاج ملکہ بران استفسار فرمایا اُسنے حال خیریت بیان کرکے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ ملکہ نے بطور یادگار دیا ہی کہ وہ آپکی پالی ہین شہزادے نے وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا وہان شہزادہ تنہا تو بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُسکے پیٹ سے بر نے آواز دی کہ اے شہزادہ ملکہ نے جو نامہ دیا ہی فرمائیے تو مین پڑھکر سناؤن نہین تو نامہ حاضر ہی یہ کہکر کبوتر نے منقار واکی دھوان منہ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوین سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار سمجھکر فطرت محبوب پر آفرین خوان ہوا اور نامہ کو وا کرکے پڑھا گوہر اشک اُسپر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسیطرح شہزادۂ نور الدہر اپنے ہدہد سے کلام ہوے اور نامہ اُسنے دیا انھون نے بھی نامہ آنکھون سے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوکے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسپر قرار آیا کہ مطلوب اگر وہی ہی تو انشاء اللہ زمانہ مہاجرت گذر کر ہنگام وصل آئیگا مگر جواب اس خط کا اس رشک پری کو بھیجنا چاہیے کیونکہ وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ تدبیر ذہن مین نہ آتی تھی کہ کہتا تھا کبوتر جب بیت دشوار ایسی کوچہ جانان کی راہ ہی ٭ عنقا تو چھپ رہا ہی کبوتر تباہ ہی ٭ ادھر شہزادۂ ایرج بھی اسی فکر مین ہین اور کہتے ہین کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ٭ در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار ٭ غرضکہ فکر کرکے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک عطر دان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت مثل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہکو اے دلنواز دل سے لگی ہی اور مثل اپنے ملکے اے دلدار تجھکو جانتے ہین اور یہ بھی اسمین عنایت ہی کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجے ہین دلدہی کی سند اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کرکے عیار کو طلب کیا اور اُسے حکم دیا کہ مثل دل کے ایک عطر دان جواہر کا ہمارے ملازمون حکاکون سے رات بھر مین تیار کرالا خبردار صبح تیار ملے اگر توقف ہوگا تو حکاک ڈلوا دیے جائینگے عیار اسیوقت جواہر سازونکے پاس گیا خزانہ سے یاقوت احمر لیگیا وہ انکو دیکر حکم شہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند حکم ہوے اور شہزادے نے بموجب بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ٭ انی رأیت دہرا من ہجرک القیامہ ٭ ایک خط محبت نمط اس مضمون کا مطلوب کو ترقیم کیا ۔

جواب نامہ بران شمشیر زن از جانب شاہزادۂ ایرج تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن و جمال	ماہ تابان اوج فضل و کمال	گل شاداب گلشن خوبی
سرو آزاد باغ محبوبی	حق سدا مہربان رہے تم پر	اور نبی کی امان رہے تم پر
وصل تو آج کل بہت ہی محال	پر زبان قلم سے ہے یہ مقال	یاد مین ہم تمہاری رہتے ہین

چونکہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز رخصت نہ فرمایا تھا کہ بروے ہوا صداے برق و نفیر بلند ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک لشکر اژدر و نہنگ و پلنگ
و ببر پر ساحرونکا سوار جولیان ہر ایک کی تندتر زمین پر آکر اترا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے اترکر خدمت امیر
نامور مین آکر تسلیم بجالایا اور عریضہ عمرو پیش کرکے عرض پیرا ہوا کہ یہ سحر نگاہ ہماری ملکہ بران کا مدعی ہے کہ اسنے انکے ملازم کی زوجہ کو
چھینا ہے ہم آپکی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ ہماری مالک کو اُسکی جانب سے کینہ ہے آپ جنگ و جدل دم بھر موقوف کرین ہم اس بیحیا کو سزا
دین امیر نے یہ مضمون سنکر شہزادہ ایرج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنایا اور لڑنے سے منع فرمایا شہزادہ نام بران سنکر
خاموش ہو رہا اور صف لشکر مین جاکر داخل ہوا وہ ساحر پھر کر اپنے لشکر مین آیا اور اژدر پر بیٹھکر جانب سحر نگاہ بدگہر چلا راہ
مین جو لگا ابر مانع تھا اسکے لیے سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے آئی اور اس ابر کو اڑا کر ایک طرف لیگئی یہ سامنے اس زانی
کے پہونچا اور پکار اکہا ارے حرامزادے تو طائر کی زوجہ کو چھینکر کہان بچیگا اب اپنی شہوت پرستی کا مزا چکھیگا سحر نگاہ نے جو
حریف کو للکارتے پایا بے اختیار زمین پر گر کر ببر و مان کی صورت بنا اور طمانچہ اٹھا کر آہن تن پر چلا یہ بہادر بھی
زمین پر گر کر بصورت ضیغم تیار ہوا اور حریف سے جا بھڑا طمانچہ چلنے لگا ڈکارنے سے شیر دنکے جنگل گونجنے لگا نعرے اور
جستین شیرانہ ہوتین ہمون سے عرش اور اسد چرخ کا دل دہلتا برج اسد مین بہرام فلک چھپتا تا دیر باہم آمیزش سخت رہی تڑپ جھڑپ درشت
رہی سحر نگاہ کا جسم جابجا سے فگار ہوگیا اور اُسنے دیکھا کہ حریف ہم پنجہ قوی چنگال ہے پس بزد سحر جانب فلک اُڑا اور وہانسے برق بنکر گرا
یہ بہادر فوراً زمین مین سماگیا جب وہ برق سے زمین پر گر کر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے نکلا اور بھالا بنکر
اُسکے شکم مین در آیا اور پیٹھ توڑ کر باہر نکلگیا وہ خون اُگلنے لگا آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین تڑپ کر مرگیا شور اُسکے مرنیکا بلند
ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کا مرنا دیکھا حربہ ہاے سحر لیکر حملہ آور ہوے ادھر سے ہمراہیان آہن تن چلے جنگ مغلوبہ آغاز
ہوئی بجلیونکا چمکنا بادونکا گرجنا بیرونکا غل ساحرونسے ساحر کا بھڑنا بے تامل نرخ جان ارزان امن و امان کا سودا گران ہنگامہ
قیامت نشان کا سامان

نظم

از ایشان بکشتند چندان سوار	کزان تنگ شد جاے آن کارزار
یکے آتش انداخت اندر جہان	کزین جا بکیوان رسد دود آن
سپہ جنبش جنبان شد و باز گشت	ہمی بود تا روز ز اندر گذشت

آخر فوج سحر نگاہ جو زد و کشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا پڑاؤ پر اُنکے آپڑا بارگاہ مین
زوجہ طائر تھی اپنی کنیزون کو لیکر باہر نکل آئی آہن تن نے محافہ مین سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلادیا پھر نقارہ بجانا چاہا کہ متعرض حال ہو خبردار نے
منع کیا کہ آپکے بولنے سے حمزہ آپڑیگا علاوہ اسکے ساحرونکی لڑائی آپ دیکھ چکے ہین سارا لشکر برباد ہوجائیگا یہ سنکر اس گبرو نے طبل
امان بجوایا اور لشکر پھرا امیر بھی مراجعت فرما ہوے مگر آہن کو ساتھ لائے اُسکے لیے لشکر مین بارگاہ نصب ہوئی زوجہ طائر
کیلیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونونکو خلعت فاخرہ بھجوایا اور سامان عورت کیا یہ دونون خلق صاحبقرانی سے بہت محظوظ ہوے
امیر جو دربار مین بیٹھے بارگاہ شاہی مین بادشاہ نے اس روز دربار کیا اور آہن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر عرضی عمرو کی پڑھکر
بہت خوش ہوے اور حال طلسمات اس ساحر سے بھی پوچھا اُسنے جملہ حال خواجہ عمرو کے جانیکا اور انکی توقیر و منزلت کے ہونیکا بیان کیا

کو دم طلا نامیان پکتومیان پکارسے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر نقارہ حرب بجنے کی گذارش کی یہان بھی کوس اسکندری حسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی صدائے نقارہ بحر عالم مین موج زن ہوئی نہنگان قلزم جرأت و شناوران محیط شجاعت دربار سے خیام مین اپنے مقام راحت و آرام مین آئے بحر آہن مین غوطہ زن ہوئے ارادے دریا کے پاٹ کی طرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھی پاؤن حوصلہ کے گڑ گئے کشتی جان تہلکہ و طلاطم خوف و رجا مین گرفتار دم سحر سب جانتے تھے کہ بیڑا پار ہے نور برق تیغ مسافران بحر فنا کے کھیوے پار اُتاریگی موت چلو چلو پکارے گی رات بھر ابر کینہ پروری چھایا رہیگا صبح مطلع صاف نظر آئے گا **نظم**

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر — ہوئی تیار بہر جنگ ہمسر
ارادے تھے کہ سر تن سے اُتارین — عدو کو ڈانٹ کر میدان مین مارین
بڑھینگے جب بہادر اپنی صف سے — بہینگی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا — انگین ڈھنگ سے ہر اک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور — سر دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین رہی جب یم بے پایان ضیا خورموج گیر عالم ہوا اور سفینہ شب ڈوبا کہ **نظم**

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا — ہوا وقت سحر کچھ اور لیکھا
بڑھے ہر سمت سے دریائے لشکر — جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام و ساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار و امیر در دولت پہ آئے شاہ آسمان جاہ نے برآمد ہو کر ہر ایک کا مجرا و سلام لیا سرفراز کیا پھر بصد شوکت و ہزاران منزلت حلقہ افسران مین بادگاہ کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلگئے علمون کو جلوے ملے کہ بموجب **نظم**

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر — نہین لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج — رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہونچے — پرے جمنے لگے سب افسرون کے

اسطرف سے لقا ساحرو نکا پرا اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار نقبائے بلند مقال نقابت کر کے بیٹھے صف ساحران سے سحر نگاہ بدخصال اژدر اڑا کر آگے بڑھا اور للکارا کہ اے بندگان خاطی خداوند آؤ اور شربت مرگ پیو اسطرف سے سرداران ایرج نوجوان یگان مقابل جا کر ہوئے اُسنے بزور سحر ایک ابر وسط میدان مین پیدا ہوا قائم کیا ہی اور اس ابر مین بجلی چمکتی ہی جو بہادر اُسکے سامنے جاتا ہی اُس تک پہونچتا بھی نہین کہ ابر سے بجلی تڑپ کر گرتی ہی اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہی چند مبارز جب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی کرہ بن شقر صف لشکر سے نکلا کل علم صف یسار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پا پیادہ رکاب سے آکر لپٹے کہا اے آقائے من ہم جانباز کسدن کیلیے ہین شہزادے نے سبکو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ عالم پناہ کے آیا مرکب سے اُتر کر پایہ تخت کو

اس طرح سے غم کو کوستے ہین
مستی سے اُسے رہے اُداسی
رخسار کا دن ہو روز ماتم
ہو تیر مژہ سے دلفگاری
حسرت سے لبون کو اپنے چوسے
کیا دلپہ گذرتی ہے مری جان
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے
ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر
دیتے ہین دعا ہمین دل سے ہر آن
ہے دل سے دعا کہ رب اکبر
اور وصل کی شب کو پیارے روٹھو
اس لب کو نہ اور کوئی چوسے
مشتاق ہین اے صنم تمھارے
بس کرچکے حال دلکا اظہار
جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے آرزوے وصال جب تک
جبتک ہین یہ قصے بے تامل
ابرو ہین تیرے شیر خونخوار

یارب جو کوئی ہو اس کا دلدار
ہو کاکل پر شکن کی پھانسی
ابرو کرے کار تیغ قاتل
آنکھون سے ہو جوے اشک جاری
ہم اُسپہ ہنسین کہ اب کہو صاف
کیون رخ ہے کدھر کدھر کو ہے میان
دل لے کے کیا تھا ہم کو برباد
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر
ہین بندۂ بے درم تمھارے
دکھلا دے تمھارا روے انور
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ
اُس خانۂ حسن کو نہ ہوسے
للہ کبھی تو منھ دکھاؤ
لکھتے ہین دعا مین چند اشعار
ہے جب تک ہجر و وصل جانان
معشوقون کا ہے خیال جبتک
ہو جلوہ فروش حسن تیرا
ہر روز ملین نئے گنہگار

آزردہ رہے وہ اس سے ہر بار
ہو زلف کی شب اُسے شب غم
دل پہلو مین تڑپے مثل بسمل
بوسون کی ہوس مین آرزو سے
بتلاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف
مارا تجھے تیری آرزو نے
ہو قید الم سے تو نہ آزاد
ہم دل سے ہین تیرے دوست یکجان
گو تم نہین پر ہین ہم تمھارے
پھر آکے گلے ہمارے لپٹو
اعجاز عیسوی دکھاؤ
کب دیکھیے ہون کرم تمھارے
آؤ مری جان جلد آؤ
یارب جب تک جہان ہے باقی
عاشق کے ہر دل مین درد پنہان
جبتک ہین جہان مین بلبل و گل
تجھ پر رہے اک جہان شیدا
یارب رہے دوست میرا خوشحال

دوست اُسکے ہون شاد خصم پامال

یہ نامہ مثل مخمور قالب کبوتر مین بیر بٹھا کر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور خلعت رخصت دیا آہن وہان سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑے تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہی مگر سحر نگار جو زخمی ہو کر پھر اتھا تو پانچ چھ روز تک اپنی بارگاہ مین رہا زخم کی تیمار داری کیا کیا جب الالتیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکلکر خدمت لقا مین آیا اُس گمراہ نے مزاج پرسی کر کے بخاطر تمام بٹھایا یہ بیٹھکر شراب پیا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شب نے بتخانہ عالم مین داخلہ کیا اور ہلال فلک نے ڈنڈوت کے لیے کمر جھکائے ظاہر ہوا کہ **نظم**

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب	نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
سیاہی چھاگئی صحن جہان مین	بڑھا سودا مزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل رزم دیا عیارون نے جاکر طبل جمشیدی بجایا ساحرون مین نفیر و ناقوس

جانی مین تجھے کہان سے پاؤن
جانی یہ کمال آرزو ہے
مانی ہوئی منتین بڑھاؤن
ہم ایک گھڑی رہین نہ تم بن
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری

کس طرح بھلا گلے لگاؤن
جس روز مین دیکھون تیرا چہرہ
اللہ کا طاق بھرنے جاؤن
پھر وصل کے ہو مین تم سے سامان
اسلام طلسم مین ہو جاری
دشمن کا جسد ہو پارا پارا

دنیا مین تو میری عیش تو ہے
مسجد مین چڑھاؤن جاکے سہرا
اب جلد خدا دکھائے وہ دن
پھر دل کے نکالین خوب ارمان
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ہُدہُد بزور سحر بنایا اور اسمین ایک بیر سحر کا بٹھایا اس بیر سے حکم دیا کہ جب شہزادہ نور الدہر تنہائی مین ہُدہُد لیجائے اُسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہین تو جواب لکھنے کے عوض زبانی پیام کہدیجیے بیر یہ حکم سنکر ہوا کیطرح قالب ہُدہُد مین نامہ لیکر سمایا اور اُسنے ہُدہُد لاکر بران کو دیا اُسنے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دلمین محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اس ساحرہ سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دوال جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہی اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہی اُسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو ہو بچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہی تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدینگے یہ کہکر آپ بارہ دری مین عمرو کے پاس سے اُٹھکر گئی اور یہ جب بیت اسواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو ہ کہ ناہنگام خواندن چشم من افتد بر دے تو + ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تسکین کو لکھا مضمون یہ تھا

نامہ ملکہ بران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمؤلفہ

اے زینت بزم ماہرویان
اے مہر جمال و غیرت ماہ
یون بعد سلام شوق ایجان
کیونکر جی یہی چاہیے تمہین تھا
غفلت وہ کون سی ہی ایجان
کیون دلسے بھلائین کھاکے قسمین
اپنا تو یہ حال ہے مری جان
کیونکر تمہین جاکے دیکھ آئین
کیا کیا وہ مزے اُٹھاتے ہونگے
مقبول کشاکش صد آزار
جب آتی ہے یاد روے روشن

اے افسر مجمع حسینان
صدقے ترے میری جان ایجان
سنیے یہ قصۂ پریشان
دل لے کے کیا ہے ہم کو بدنام
جو ہم سے ہوے ہو ایسے انجان
منھ دیکھے کی تھی وہ ساری الفت
ہر وقت تمہارا دل کو ہے دھیان
رشک آتا ہے سنکے حال عیار
جب پاس تمہارے جاتے ہونگے
الفت کا یہی ہے شاید انجام
تر ہوتا ہے آنسوؤن سے دامن

اے دلبر ذی کمال و ذی جاہ
اللہ رہے ترا نگہبان
کیا ہے یہی عاشقی کا شیوا
اب ہم سے بھلا تمہین ہی کیا کام
الفت کی وہ ساری تم نے رسمین
کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت
طاقت نہین پاؤن کیا اُٹھائین
ہے جنکو نصیب لطف دیدار
اک ہم ہین فراق مین گرفتار
یعنے نہ ہو ایک لحظہ آرام
دل اپنا جو ہم مسوستے ہین

چھین لیا ہی پس اس سحر کو واصل دار البوار کرنا اہل اسلام کو لڑنے نہ دینا کہنا یہ ہمارا حریف ہی آپکی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ اسنے یہ ستم ڈھائے ہین سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اس عورت کو بحفاظت یہان لے آنا یہ حکم محکم سنکر ساحر نے چاہا کہ رخصت ہو مخمور نے کہا اے ملکہ انکو ذرا ٹھہرائیے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اُسنے کہا کہ ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر والاقدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم کے خاصدان اور عطردان وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہین اور تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور وہ جانور کل کے زور سے باتین کرتے ہین پس اسمین سے مجھکو ایک خاصدان بھیجدینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک ہُدہُد زمرد کا جو بظاہر ہُدہُد ہی اور اصل مین خاصدان ہی مین نے پیدا کیا ہی اس ساحر کو دیدیجیے کہ شاہزادہ موصوف کو دیدے یہ بیان مخمور کا سنکر عمرو سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ہُدہُد کے حیلہ سے نامہ بھیجتی ہی کیونکہ عمرو راز عاشقی مخمور و شہزادہ مسطور سے آگاہ ہی پس بے اختیار ہنسا اور کہا اے ملکہ جاؤ وہ خاصدان لے آؤ مخمور وہانسے اپنے مکان آرامگاہ مین کہ جو بران نے جگہ رہنے کو دی ہی آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض سویدائے دل صرف فرمایا خامہ کے بدلے نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا۔

نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والاقدر لمؤلفہ

اے بلبل باغ دل ربائی	اے قمری سرو آشنائی	سرخیل سخنوران عالم
سرحلقۂ مہوشان عالم	سردار گروہ مہ جبینان	شاہنشہ زمرۂ حسینان
مرغوب ستمگران عالم	محبوب جہان و جان عالم	گلدستۂ گلشن جدائی
نوبادۂ باغ کامرانی	رونق دہ قصر بے ریائی	مقبول جناب کبریائی
غواص محیط آشنائی	حسن رخ حور خوش ادائی	اللہ رکھے تجھے سلامت
تیرا ہے حسن تاقیامت	جب سے مین جدا ہون تجھسے جانی	راحت کی نہ کوئی بات جانی
اکدم نہین اب مفر محن سے	بیزار ہوئی ہے جان تن سے	نظرون مین ہے خار سارا گلشن
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن	آہو کی طرح جدا ہون بن سے	بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ماتم ہے خوشی کی انجمن مین	ہر گل کو ہے بیکلی چمن مین	ہے خار نظر مین سب گلستان
نرگس ہے برنگ چشم حیران	قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد	ہے قید الم مین سرو آزاد
سنبل ہے مثال مو پریشان	لالہ کا ہے داغ دل نمایان	بلبل کو نہین ہے گل کی اب یاد
گلشن مین صبا ہوئی ہے برباد	آرام نہین مجھے کسی دم	غم سے ہے مرا عجیب عالم
ہے سب سے زیادہ بیقراری	رہتی ہے تمھاری انتظاری	سب حسن کا مال لٹ گیا ہے
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے	ویران ہے نظر مین میرے بستی	ہون دیکھنے کو ترے ترستی

گرفتار کرلیا اور ازبسکہ آپ زخمی ہوچکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سردارونکے طبل امان بجاکر پھر گیا لشکر دونوں اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوے بادشاہ اسلام سردارون کیلیے رنجیدہ ہے اُدھر ساحر زخم سر کی تیمارداری مین مصروف ہوا چندروز مقابلہ موقوف رہا یہان تو یہ سانحہ گذرا اُسطرف طلسم کو کب مین طائر جادو کو بعد مدت زوجہ کے آنیکی امید تھی چشم مشتاق دیدہ تھی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھوں کو روزن در بنایا تھا جام و صراحی جسکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر اوقچہ پڑا اٹھتا پاتی پڑی تھی شاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا ازبسکہ نوداماد تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتا تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل مین ہمنگ بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ **نظم**

مبارکباد غم دیتی تھی آواز — مزاج ضبط تھا ہر وقت ناساز
کھلے گا راز دل میرا کھلے گا — زمانہ آکے طعنے مجھکو دیگا
یہ بیتابی نہین جانے کی خالی — مٹا دے گی طبیعت کی بحالی

اسی امید و بیم مین بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب و رساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر پہونچے اسنے گھبراکر اُنسے پوچھا کہ ع اے دوستو کہو تو محبون نے کیا کیا + ان لوگون نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنی سحرنگاہ کی بیان کی وہ بہرمدلقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ مین آیا اپنے باغ مین ملکہ بران مع عیار سامان دعوت مہرخ کررہی ہے کہ محلدار نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور امید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ بموجب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی دے ماری اور پکارا کہ ہائی ہی ملکہ کی میری جان اور آبرو دونون برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار کیا اُسنے کل کیفیت چھین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہون یہ کہکر عمرو سے کہا کہ آپکی اجازت اگر ہو تو سحرنگاہ کو بھی قتل کرڈالون عمرو نے کہا اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کسیکی مدد نہین چاہتا ہے اور جو کوئی ساحر آپکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے بران نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود سحرنگاہ کے مدعی ہین کہ اُسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عمرو نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائین وہ پکار کر سر میدان کہدین کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہین اس سبب سے کہ اسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہین ہین پس پھر حمزہ ناراض نہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا عمرو نے کہا تو مین عریضہ خدمت حمزہ مین اپنے حال کا لکھدون جو صاحب جائین لیتے جائین ملکہ نے کہا لکھیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی تحریر کی اور تمامی حلیہ کوائف یہانکے اور طلسم ہوشربا کے مندرج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بدرجہ کمال آپکی قدمبوسی کا ہے دعا فرمائیے کہ طلسم جلدتر فتح ہو اور مین آپکی خدمتمین حاضر ہون باقی سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بیبیو نسے خیریت کہدیجیے گا اور لڑکونکو پوچھ لیجیے گا یہ لکھکر بران کو دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام مگر نیک نہاد و خوش انجام جھولا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے زمین سے نکلا اور ملکہ کو تسلیم کرکے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ اے آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جاؤ بارہ ہزار ساحر ہمراہ لو وہان سحرنگاہ نام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب ناکام بہرمدلقا آیا ہوا ہے اور اسنے یہ ستم برپا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو

بدرے جمنے لگے غول بندھنے لگے مورچون کے بند و بست ہوئے زمین پست بلند کو بیلدار درست کرنے لگے امیر کشور گیر بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر اشقر پر سوار ہو کے در دولت شاہ باتوقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا دسلام ہر سردار ذیجاہ کا ہوا ساماں بادبہاری آگے بڑھا منچلون نے گھوڑے کو اڑایا کرکیتون نے کرکا سنایا صبح کا وقت نور کا تڑکا منقبت اسد اللہ الغالب نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فرفر چلنا ار دنگجوونکا تیر کیطرح کھڑے ہوجانا بہادرونکے دلمین ہوائے شجاعت کا بڑھنا مرکبونکا طرارے بھرنا عجب بہار دکھاتا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ چہرا نونکا بڑھتا سبزہ لہلہاتا کی کیفیت دکھاتا اسی شوکت وشان سے بڑی آن و بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحرائے کارزار مین پہونچی **نظم**

بپوشید شد چشمۂ آفتاب	برہیکہائے درخشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	بتابد چنان چون ستارہ بمیغ
ہمہ یکسر از جائے برخاستند	جہان را بجوشن بیارا ستند

جب شاہ ادر میدان نبرد ہوئے صفین جنگ کین میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر مین تخت شاہ سعد کیانی نژاد قائم ہوا صفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر کا پھریرا پر کھلا چالیس کلوں سے اژدر پیچان سے صدا لے صاحبقران یا صاحبقران کہنے لگی خوشبو دشت مین مشک و عنبر کی پھیلی نقیب للکارے کوکیت پکارے کہ جنگل مین آج جنگل جو جو مرد یا بیری کو مار دیوت سپوت مائی کے لعل جیالے مانورن کو دیکھ کے جی بہکل ہی جان لو توم مین اسکی بل بلی ہے یہ صدا سنکر بہادر یجو سحر نگاہ اژدہا کر حسب فرمان لقائے بدگہر میدان مین آیا آگ تیجھر برسا کر بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر للکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند تمہارے مرگ نکو ہو تو آؤ آب تیغ پی جاؤ اس نمیب کو سنکر طول شجر مست بر بری ملازم قاسم خاوری نے دست جیب سے گیند ٹا اپنا نکالا اور شہزادۂ قاسم کیطرف بہ اجازت پائی چلا تھا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر سامنے تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب استدعا اسکے سپرد خدا فرمایا وہ گینڈا جولان کرکے مقابل حریف پہونچا اُسنے ضربت طلب کی اُسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین کہ پیشدستی کرین تو اول حوصلہ اپنا نکال لے جب خدا تیری ضربت سے ہم کو بچا ئیگا اُسوقت دیکھ لینا جو کچھ سانحہ گذر جائیگا سحر نگاہ اسکی باتو پر ہنسا اور سحر اُسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اُس بہادر پر گری مگر اسنے اتنا جلد گینڈا و ہلنسا ڈالا کہ بجلی زمین مین سماگئی اور یہ بہادر بہلیے ساحر پر آکر ٹھہرا اور پکارا کہ خبردار ہوشیار ہو کہ زمانہ اجل قریب پہونچا یہ کہکر ساطور گرانبار اُسکے سر نحس پر لگایا اُسنے ساطور کی چمک دیکھکر اژدر پر سے اپنے تئین گرایا اس جلدی مین ایسا گھبرایا کہ سحر یاد نہ آیا لوٹ مار کر ساطور کی زد سے الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا کہ ایک شعلہ اُسکے جسم سے نکلا اور از بسکہ سحر کا اژدر تھا اس سبب سے جلگیا یہ سوار گینڈا بڑھا کر بسان ملک الموت سر پر اُس نابکار کے پہونچا ابھی اُسنے گھبرا کر سحر پڑھا کہ زمین مین جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جبتک پورا زمین مین سمائے اس دلاور کا ساطور سر پر پڑگیا کیونکہ سر زمین مین نہ جانے پایا تھا بس سر اُسکا شق ہوگیا مگر وہ ساحر یہ زخم کھا کر سر بھی زمین مین کر لیا اور اپنے صف لشکر کے قریب جا کر نکالا جب دیکھا کہ سر اُسکا زخمی ہے اور اُسنے اسی حالت مین سحر پڑھا کہ اس بہادر کے دست و پا لیے طاقت ہوئے ایک پنجہ گینڈے پر سے اٹھا لیگیا پھر ساحر نہ کو ترتیب نہ ہوا لشکر اسلام سے سردار جانے لگے لیکن جو گیا اُسنے دور ہی سے سحر پڑھکر پنجہ بھیجکر

خدا سے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر برسر مقابلہ آیگا تو وہ سزا پائیگا اور لے جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہی کہ **فرد** مار اگیا اب گذرا بوسہ سے ترے لب کے ہمکیا تیر بھی لڑکا تھا با تو مین بہلجاتا + اُس نازنین نے جوابدیا کہ اگر تونے مجھے چند روز کی مہلت دی اور زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مار کر مرجاؤنگی یا ہیرا کھا ؤنگی جب اُسنے یہ مضمون سنا ناچار بارگاہ سے نکلکر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے **بختیارک** کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم اہل اسلام سے مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھکر کوئی پھر ارادہ لڑنیکا نہ کریگا اور وہ معشوق بھی راضی ہوجائیگی اسنے کہا اچھا پھر اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کرون زیادہ اس جنگ مین عرصہ نہ کھنچے **بختیارک** نے حسب منشا اُسکے **لقا** سے عرض کیا اُس گبر نے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا عیار نقار خانہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحرون مین نفیر سحر پھنکی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہرکارے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے **قطعہ**

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت — ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ — ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اسوقت جو ساحر غدار آیا ہی اُسنے کچھ صلاح کرکے طبل رزم بجوایا ہی یہ کہکر جب ہرکارے چلے گئے شاہ گردون پایگاہ نے بھی حکم نواختن طبل سکندری دیا چنانچہ کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتھیار سلح خانون سے نکلنے لگے بجرآہن جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب آہن ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار تھی خاطر ترک فلک کے پار تھی شمشیر ہلالی صاعقہ خصال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی ضیا باری شمشیر لکہ ابر بنکر مطلع صاف ہونیکی خبر دیتی سپر دن کی ہلالی خون برسنے سے آگاہ کرتی **ملولفہ**

جوہر تیغ یون چمکتے تھے — نکلے تھے چرخ رزم پر تارے
حلقہائے زرہ کمان پُر جوش — تھی شجاعت جو اُنکی حلقہ بگوش
باتین آپس مین کر رہے تھے جوان — گل عدو کے لیٔے ہے نوک سنان
جان لڑائی مین ہم لڑا دین گے — نام رستم کو ہم مٹا دین گے
شور بوق و نفیر و طبل و دُہل — کر رہا تھا یہ چار سو سے غُل
ہان دلیرو کمی نہ کر جانا — نام گر چاہیے تو مر جانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی خیر ترک شب شاہ خاور کا لوہا مان گیا ساحرۂ لیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردۂ عدم مین چھپایا کہ بموجب **ابیات**

کہ جب روئے سحر نے نور بخشا — ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی — اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بھر سحر خوان رہا تھا دم سحر خیل خیل جانب میدان روان ہوا **لقا** بھی فیل پر سوار ہوکر وارد دشت قتال ہوا

برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا وہاں تنگ کے سامنے غنچہ سربستہ منھ کی کھاتا کوزۂ قند و نبات پانی پانی ہو کر بہہ جاتا بام مین خال رخسار حور تھا صباحت مین چشم حور کا نور تھا چشم فتان رسیلی تھی مشتاق جسکی روح لیلی تھی چھاتیان اسکی انمول گات سڈول از نظم۔

مگر غمگین و مضطر تھی وہ گلرو ۔ بہے تھے روئے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیون کی ۔ کہ سہرے کی طرح رخ پر پڑی تھی
جمال روئے شوہر یاد کرتی ۔ دلھن تھی حسرتون سے گو دھرتی
بھر آیا حسرتون سے دل جو اکبار ۔ کہا جوبن سے اے پیارے خبردار
لحد تک ساتھ رہنا تم ہمارے ۔ کہ تا کرلین فرشتے بھی نظارے
طبیعت نے جو سمجھایا اشارا ۔ مثل بید کانپا جسم سارا
مزاج ایمائے دل سے تھا بہکتا ۔ سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا

سحر نگاہ اس آفت جان پر ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمونکو بلوایا محافہ اٹھوا کر اپنے لشکر مین لایا اور اس خیال سے کہ جسکی یہ بی بی ہے وہ ضرور آئیگا جھگڑا مچائیگا تو یہانسے خدمت خداوند مین اسیوقت اس نازنین کو لیچل خداوند لقا یہ کہکے مجھے دلا دینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینگے یہ سمجھ کر اسیوقت کوچ کیا اس اسیر پنجۂ ستم کو ساتھ لیا کہاریان اور کنیزین اسکے ہمراہ چلین یہانتک کہ قریب لشکر لقا پہونچکر اپنے آنے سے اہل لشکر کو خبردار کیا علامت سحر بختیارک وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بعزت تمام اسکو لیگئے لشکر خداوند سے ملکر اترا بارگاہ نصب ہوئی اس بارگاہ مین زن طائر کو رکھا آپ خدمت لقا مین آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا ازبسکہ مشتاق یار نامہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آیا اسوقت وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ شاہد مہر کوہ افلاک سے محافۂ مغرب مین جا کر سوار ہوا تھا اور پردۂ شب گرد محافہ عالم پڑا تھا کہ بمقتضائے ابیات

جبین فرسا ہو ہان لے عرض مطلب ۔ عجب صورت یہ تھا وہ جلوۂ شب
کہ عکس ماہ مثل حسن جانان ۔ نگاہ وہ چشم سے دست و گریبان
جسے تھی رغبت شہوت پرستی ۔ وہ آیا قرب زن از جوش مستی
مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر ۔ تمنا اسکی تھی شایان تعزیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی ۔ رخ اپنا آنسوؤنسے دھو رہی تھی
کہ دیکھا اس نے انسان سیہ رو ۔ نہایت زشت پیکر مرد بدخو
نگاہوں مین لبالب کیف مستی ۔ اشارون سے عیان شہوت پرستی

اس صورت پر کدورت کو دیکھکر وہ بہت ڈری اور ڈوپٹے کو نقاب عارض رشک ماہ لباس سحاب بنایا پھر بصد عجز و منت کہا کہ اے شخص اپنے خدا سے ڈر کسیکی عصمت کا خیال کر اتنی مجھے مہلت دے کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور ہوگی اور وہ لڑنے آئیگا اگر تو اسکو ہلاک کریگا تو مین تجھکو قبول کرونگی اور جو وہ تجھپر غالب آئیگا تو مین اپنے گھر جاؤنگی سحر نگاہ نے یہ عذر راس دلدار پیمان شکن کا سنکر کہا کہ یہان خداوند لقا موجود ہین اُنسے کہکر مین تجھکو اپنے لیئے جائز کرائے لیتا ہون اور کسی

پھر کہان تم ہو اور کہان ساقی		از شراب سخن شدہ سرشار		بشنوی این فسانہ از لب یار

سرمستان خمخانۂ بیان و سرشاران بادۂ چہار دہستان میکدہ تقریر مین یون قدم دھرتے ہین اور شراب سخن پیمانۂ تحریر مین
داستان مین اسطرح بھرتے ہین کہ جب عریضہ دستخطی شاہ طلسم قہر نگاہ پہونچا خوف عتاب بادشاہ سے اُسیوقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو
بارہ ہزار ساحر سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اسکا جو بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر دمان پر
سوار تھا طائران سحر پر سوار ہر ساحر غدار تھا بروے ہوا وہ لشکر اڑتا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک
کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھکر قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کر کے لشکر خداوندمین پہونچ جاؤنگا غرضکہ اس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشائے
گلہائے رنگارنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر ٹہلتا تھا ناگاہ بروئے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ
پگڑیان باندھے تلوارین کاندھون پر رکھے اُڑتے جاتے ہین اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصائے نقرئی لیئے صدائے طرقوا لگاتے
ہین اور ایک محافۂ زرین دو عقاب اپنے پرون پر سنبھالے جسکا چھتکا جواہر دوزہی بصد تزئین ایکجانب کو جاتے ہین محافہ کو کہاریان
کمسن پیاری پیاری یان گھیرے ہین لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچھلیان طلائی سر و تیر لگائے ہین محافہ
مین وہ شعلۂ حسن سوار ہی کہ جسکے عارض پرنور کی ضو پردہ سے ظاہر و باہر ہی واقعی شمع رخسار ہی محافہ برج حمل ہی وہ آفتاب
تابان بے تامل ہی یا معدن مین گہر ہی بلکہ نور کے ہالہ مین قمر ہی پردہ فانوس مین شمع روشن ہی یا سینۂ عشاق مین خیال رخسار یار
پرفن ہی یہ کیفیت جو اُسنے دیکھی براہ شیطنت ایسا سحر پڑھکر دستک دی کہ عقابونکے پر اڑنے سے تھکے اور رجبت وہ گرنے لگے تو
زمین پر اتر آئے اُنکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جاکر پردہ اٹھانیکا قصد کیا ملازمین مانع
ہوئے چوبدار او ر سپاہی عصا او ر تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری مالکہ کی بیحرمتی نکرنا جادۂ ادب سے قدم آگے نہ دھرنا اسنے
کہنا انکا نہ سنا اور ایکنا ریل سحر پڑھکر مارا کہ دھوان آئین سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھون مین لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسکہ
وہ لوگ جلوسی تھے اس حرامزادے سرہنگ سے کیا لڑتے اپنی آنکھونکو روتے بھاگے اور کہتے گئے کہ او رہزن راہ عصمت یہ جو
ملازم شاہ کوکب طائر جادو کی عزت ہی اپنے میکے سے شوہر کے پاس چلی جاتی تھی جو تو نے یہ رہزنی کی دیکھ تو کیا بلا تیرے
سر پر آتی ہی اور سزا اس کردار کی تیری جان پاتی ہی یہ کہکر وہ تو چلے گئے اور وہ عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحر مین
بزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے منقار وا کر کے اُسپر حملہ آور ہوے اسنے ایکنا ریخ اسپر بھی مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا
اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر روتا ہوا اڑکر اپنے مالک کیطرف گیا کہاریان
سر پیٹنے لگین کہ اے بیحیا یہ تم کسی نے بھی کیا ہی کہ زبردستی پر لے ناموس مین رخنہ پردازی کیجاے ارے خوف سامری و لقا کر
کیا تیری جورو اور بیٹی نہین ہی یہ ظلم سنا بھی کہین ہی اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہو گیا اور عمرو کے ساتھ
دین بھی اپنا کھویا ہی ہمکو یہ ظلم کرنا اُسکے ملازمون پر روا ہی یہ کہکر ان بیچاریونکو دھمکایا وہ خوف جان سے خاموش ہو رہین اور
اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگر سوز اس پردہ نشین مشکوے عزت نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل مین اندھیر مچا دے
اور اقلیم جسم خاکی اُسکی تلاش مین برباد ہو جاے چہرہ اسکا آئینہ مہر کو روبرو لینے اندھا بنا تا رخسار آتشین اُسکا خانۂ دل مین
آگ لگاتا چشم و ابرو وہ سرہنگ و غدار کہ دن دہاڑے پنجہ مژگان سے ملک جان و ایمان لوٹنے پر تیار ہر لب نازک اس کا

لشکر امیر سے لڑنا اور رمالے سے جانا المولفہٗ

تیرے قربان اے مرے ساقی
جو یہ فقرے بنا دیئے تو نے
دیدے تلچھٹ ہی میں ترے قربان
مفت مے دے کے مول مجھکو لیا
آخری وقت مین نہ دھوکا دے
صبح ہوتی ہے دیکھ اے ساقی
رات پچھلی کا اعتبار ہے کیا
چوب پڑتی ہے کوس رحلت پر
نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
دل لگی اب کہان چمن ہے کہان
ہین کہان شاہد گلابی پوش
بادہ خواری کے دن تھے کمسن تھے
گوشۂ قبر مین وہ سوتے ہین
بانکپن لن ترانیان ہین کہان
باغ دنیا سے نامراد گئے
ایسے سوئے کہ کچھ نہین ہی خبر
اب کہان جشن کیقبادی ہی
ابر ارمانون کے برستے تھے
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہی
نہ وہ رندون کے چہچہے ہین اب
اک ہمین بادہ خوار باقی ہین
آخری ساقیا یہ صحبت ہے
مفلسون سے نہ ساقیا تو بھاگ
میکدے کو بنا دے بندرا بن
جا رہے آئے ہو تم بھی جانے کو
کتنے خم میکدے مین ہین باقی
کہ لنڈھا دے ہی سامنے مرے خم
آگئی ہے لبون پہ مرے جان
اب کہانی بھی تھوڑی باقی ہے
ایک خم اور اب پلا دے مجھے
شب گیسو مین جو سفیدی ہے
صبح پیری ہے موت کا جلوا
رات بھر کا فقط ہے افسانہ
نہ وہ شاہد نہ شمع نے گلشن
وہ کہان ٹھٹھ ہین بادہ خوارونکے
سب پہنکر کفن ہوئے روپوش
اتنی بھی موت نے نہ فرصت دی
ہم انھین یاد کر کے روتے ہین
پی کے جام اجل کو وہ سردست
میکدے سے کہان وہ شاد گئے
نہین جمشید جا قیا باقی
اب کہان میکدون مین شادی ہی
وان قدم رکھتے خوف ہے آتا
نہ وہ بنت العنب کی حرمت ہے
مغبچے رو رہے ہین گلون مین
چاہنے والے تیرے ساقی ہین
ہم سے آباد ہے یہ میخانہ
کھلتے ہین ہمین لنگوٹی مین بھاگ
باندھ دے رنگ مے استان کا مری
آخری جام اور اک پی لو
کیا مجھے سب پلا دیئے تو نے
کر دیئے ہوش میرے سادے گم
سچ ہے تو نے کرم بہت سا کیا
دیر تیرے کرم کی ساقی ہے
رات تھوڑی رہی ہے اب باقی
مکر کی چاندنی یہ پھیلی ہے
دھیان ہے یہ سحر کی نوبت پر
صبح کو میکدہ نہ پیمانہ
اٹھ گئے یار انجمن ہے کہان
جمگھٹے وہ کہان ہین یارون کے
پھول کھلنے نہ پائے تھے جنکے
چھوٹ جاتی جو ہاتھ کی مہندی
ان کی اٹھتی جوانیان ہین کہان
ہوگئے بادۂ فنا سے مست
کنج مرقد مین پاؤن پھیلا کر
نہ وہ جام جہان نما باقی
میکدے مین جو رند بستے تھے
میکدے مین پڑا ہے سناٹا
نہ بطوں کے قہقہے ہین اب
کیسی افسردگی ہے گلیون مین
ہمسے رندون کا دم غنیمت ہے
دے ہمین جلد بھر کے پیمانہ
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن
لوٹ ہو جائے جسپہ سب کا جی
یہ فسانہ نشانی ہے باقی

دھوان دھار ابر ہر سو چھا رہا ہی		بہاڑون سے زمین پر آ رہا ہی	
پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر		چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر	
چمن مین ہو رہا ہے رقص طاؤس		خزان ملتی ہے اپنے دست افسوس	

بیچ باغ مین جو بارہ دری بنی آرائش مین عروس شب اول بنی تھی ستون اُسکے جواہر نگار تھے پردے درون مین زرتار لٹکے تھے اُنپر سلمے ستارے کے بنے موتیونکی بیل ٹکی ڈوریان کلابتون کی پھندنے مقیش کے لٹکتے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اُٹھایا دیکھا ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا ہی ایک جانب مسہری پر موتیونکا جال پڑا ہی شہ نشین پر تخت جواہر کار گسترده ہی زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ بران بصد زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھکر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا پھر باواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہائے بارہ دری سے چند کنیزان قمر پیکر حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن وہان قلعۂ ہفت رنگ مین بران اصلی آسمان سحر پر سے عمرو کو اپنے مقام پر لائی اور ذکر ملکہ مہرخ کر رہی ہی کہ ایک پتلا شاہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زر نثار کرا کر نامہ لیا اور پڑھا سارا حال اسمین مہرخ کے لانیکا لکھا تھا اور یہ ترقیم تھا کہ تمھاری ہمشیرہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ ہم بلوا دینگے فرزند اکی مرتبہ استقبال کر اکے بہزاران جاہ و حشمت اُسکو بلواؤ اور دعوت کرو پھر رخصت کر دینا یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ خواجہ کو دکھلایا عمرو بھی بہت محظوظ ہوا اور پتلے کو رخصت کر کے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین بران انتظام پذیر ہوئی یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہی اور افراسیاب بہر گرفتاری مہرخ اس طلسم مین آیا چاہتا ہی مگر اب پہلے حال خسران مآل لقائے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے

داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو قہر نگاہ کے بیٹے کا بہر مدد لقا اور راہ مین عاشق ہوکر زوجۂ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اُسکے محافے کا ساحران ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکہ بران سے اور بھیجنا ملکۂ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجۂ طائر کے اور اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادۂ ایرج نوجوان کو اور شہزادہ نور الدہر کو نامہ لکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجۂ طائر کا شوہر پاس اور بلوانا مہرخ کو استقبال کر کے بران کا اور پکڑ لیجانا جلسۂ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجا کر بٹھانا کوکب کا جا کر چھڑانا اور قہر نگاہ کا

کھا کر مر جاؤنگی ہاے جب مین کسی اپنی کنیز پر خفا ہونگی تو وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی بی جس روز سے ہنڈوائی گئی ہین غصہ زیادہ تر ہو گیا ہی افسوس جس طلسم کی مین بادشاہت کرون وہین مجھکو یہ ذلت ہو رعایا میری صورت دیکھکر کیا کہیگی افراسیاب نے کہا اے ملکہ رونا تمہارا جا ہے ہی اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چندان رنج نہ تھا اے ملکہ تمہاری ذلت میرے لیے بڑی رسوائی کا سبب ہے کہ تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کے عصمت بچانیکے لیئے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی اور محتاج و امیر کوئی بےغیرتی گوارا نہین کر سکتا اے بایمان خویش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر مین مہرخ کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعذاب الیم نہ قتل کیا تو کچھ کام ہی کیا ای ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو مین مہرخ کو پکڑنے جاتا ہون غرضکہ اُسکے سمجھانے سے سب نے تعظیم دیکر آنکھین نیچی کر لین کہ ملکہ کو شرمندگی نہ ہو اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ مین طلسم کوکب مین جاؤن ادھر بعد رہائی دونون مجرمہ کی لائین اپنے اپنے مقام پر گئین اور افراسیاب ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی مہر نگار کی بنجہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی سے نسبت اس کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند باختر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہو گئی اور جانے سے قاصر رہی امید کہ میری خطاے عدول حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائین اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہی ہی حکم محکم خادمان عالیشان آستان معلے سے صادر ہو کہ میرے عوض وہ حاضر جناب خداوند ہو کر کام بندہ ہائے خاصی کا تمام کرے تا زماہ تا بماہی بحرمت سامری زیر نگین شاہی رہے یہ عریضہ پڑھکر بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا نظر اشرف سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت خداوند مین روانہ کر اور تو بھی عقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تر بغرض منزل حکم با بدولت ہو ورنہ بصورت انحراف ورزی معتوب درگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کر کے بنجہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا مگر اب تتمۂ حال مہرخ خجستہ خصال کا مذکور ہوتا ہی کہ اسکو جو بنجہ مین دائکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دارالامارۃ کے متصل ایک باغ تھا اسمین لایا اور ردسحر پڑھکر جو کچھ اثر لات کے سحر کا تھا دفع کیا اور آپ ہانسے اپنے دارالامارۃ مین آکر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا یہان جو آنکھ ملکۂ مذکورہ کی کھلی باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر باغبان حقیقی ادا کر کے یک نگاہ برائے سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے نہال ہے عروس گلزار لالونکی لال ہی گل ہنستے ہین درخت باتین کرتے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہین مگر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین بھونبھونسے نسیم غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہی غنچہ ایسا اترایا ہی کہ منھ سے نہین بولتا ہی کسی پھول کا جوبن بہ از حسن یار گلعذار ہی کہین غنچہ کا دہن برنگ دہان نگار طرحدار ہی نہر چمن کے کنارے ہزارا آب فشان ہی بط و قاز و قرقرون کا مجمع ہی سرو و صنوبر کو بڑا ناز ہی ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہی جوانان چمن اکڑتے ہین شاہد گلشن کے منھ سے پھول جھڑتے ہین

نظم

جو پہنے ہین لباس سبز اشجار
گلے ہین خوشنما پھولون کے ہین ہار
شگفتہ ہین عروسان چمن آج
سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیان ہے شاہد گل سے تجمل
پیالے پھول کے ہین ساغر گل
لگی ہے لالہ و گل سے وہان آگ
پڑے گاتے ہین مرغان چمن راگ

کھاکر بچہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری منگا کر حال حیرت کا دیکھا اسمین کل ماجرا تشہیر ہونیکا معلوم کر کے فرط غضب سے بسان برگ بید کانپنے لگا دود غضب دماغ کے پار نکلگیا کتاب بند کر کے براہ خجالت کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھتا ہوا وہی لاٹ جسپر مہرخ کو بٹھا کر ساحر لیگیا تھا چکر کھائی ہوئی روئے ہوا سے سامنے آکر اتری برکت طاعت اسلام سے جو ساحر کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اُسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا یعنی وہ اظہار یہ کرتا تھا کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت تشریف لائینگے تو مین اس مجرمہ کو تشہیر کرون ہر چند کہ بادشاہ کہہ چکا تھا کہ مین دریاے نور پر آؤنگا تو اسکو تشہیر کرنا مگر حکم الحاکمین نے محافظ کے دلمین یہی بات پیدا کر دی کہ جسوقت بادشاہ آئے اُسوقت مین ذلت مجرمہ کو دون مہرخ کا نہ منھ کالا تھا نہ کوئی سامان ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح پھر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لاٹ سامنے آئی بادشاہ نے محافظ سے کہا کہ دریاے خونروان پر پیچل ساحر حسب الحکم روانہ ہوا بادشاہ نے جملہ اہل دربار سے فرمایا کہ خبردار یہانسے کہین نہ جانا اور نہ میرے عقب مین آنا اور مصور سے کہا کہ آپ بھی یہین تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون وہ بھی وہان ٹھہرا اور بادشاہ وہانسے غائب ہو کر قریب دریاے خونروان آیا یہان لاٹ مہرخ کی لیئے ساحر حاضر تھا بادشاہ حال حیرت کا دیکھکر رو دیا اور مہرخ کی لاٹ بزور سحر اپنے ہاتھون مین لیکر اُس پار دریاے مذکور کے اُترا اور فرط غضب سے اُس لاٹ کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا تھی بڑے زور سے مارا کہ مہرخ کی ہڈیان چور چور ہو جائین لیکن مہرخ کو جیسے ہی مع لاٹ اسنے پہاڑ پر ٹپکا کوکب بطور مخفی اپنی لاٹ کے ساتھ آیا پنجہ بنکر جو گرا زمین تک مہرخ کو نہ پہونچنے دیا روک کر بیچ ہی مین سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھکر ایسا بیتاب و بیقرار تھا کہ کچھ اُسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی پنجہ بنکر جو گرا حیرت کو لاٹ پر سے اٹھا کر بلند ہو گیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہین کیا ہر چند کہ لاٹ یہ طلسم کوکب کی ہی اور اسپر سے مجرم کو کوئی اُتار نہین سکتا کیونکہ زندان ہر طلسم کا وابستہ طلسم ہوتا ہی سواے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی کے اور کوئی غالب آئے کیا مجال جیسا کہ گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہین لا سکتا ہی پس افراسیاب قیدی کو طلسمی لاٹ پر سے اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب اُسکا یہ ہی کہ کوکب نے جب مہرخ کو پایا تو محافظان لاٹ نے از خود طرح دی کہ بدلا ہو گیا لیجانے دو کچھ ہمیشہ تشہیر تو کرینگے نہین اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریاے نیل مین قتل ہونا اُسکا ممکن نہین اگر قید رکھین تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم قید بھی نہین رہ سکتا ہی پس باین خیالات افراسیاب جب پنجہ بنکر گرا تو محافظون نے سحر حیرت پر سے دفع کر دیا اور اختیار قید رکھنے کا اٹھا لیا حاصل مرام جب حیرت و مہرخ کو دونون بادشاہ لیکر روانہ ہو گئے لشکریان حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ بچے جو حیرت اور مہرخ کو لے گئے کوکب و افراسیاب تھے بہار نے دونون کے رہا ہونے سے سجدۂ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے حیرت کو لاکر باغ سیب مین اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ مین کہ اہل دربار اُسکا حال زار نہ دیکھین چنانچہ وہان اُسکی زبان سے سوزن نکالا منھ دھلایا کپڑے بدلوائے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھکر چیخین مار کر رونے لگی سر اپنا زور سے پیٹا اور شور و واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑ لیجاتے ہین اور موذیونسے بھی بدتر اُنکا حال کرتے ہین کہ منھ کالا کر کے ہنڈواتے ہین اب مین اس طلسم مین کسیکو اپنا منھ نہ دکھاؤنگی زہر

لگے بجنے ہر سمت سے کوس و بوق
بہادر روانہ ہوئے جوق جوق

شجاعت کے دفتر مین ہر ایک فرد
ہر اک ساحرہ تھی ہنر بر نبرد

پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا
اڑا اک طرف غول طاؤس کا

کہین طائر سحر اڑ کر چلے
کہین اژدہے منھ کو کھولے ہوے

سوار اُن پہ سب ساحران حسین
قمر چہرۂ و خندہ لب نازنین

پرون کی تھی طاؤسون کے یون بہار
ہوا ہر گلستان ہوا آشکار

وہ طاؤسون کے داغ یون پر پہ تھے
ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے

دلاور سجے تن پہ ہتھیار سب
تھے شیر نیستان بوقت غضب

وہ نعرے اڑین جس سے گردون کے ہوش
نہ ہو رعد مین ایسا پیدا خروش

وہ پلٹن کی آمد رسالون کی دھوم
دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہونچا بس وہ سب گھبرائے کہ اب اس جنگ و جدل مین ہم اپنی مالکہ کو رہا نہ کر سکینگے فی الجملہ کچھ لشکر تو اس عسکر نصرت اثر کو روکے اور کچھ لاٹ پر حملہ کرے یہ شورہ کر کے دو گروہ لشکر کے افسرون نے لیے مگر دست قدرت ذریر نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ لشکر لیکر ناحق آئین کیونکہ یہ ہنگامہ قتال گرم ہو ہیے تشہیر کرانیکا مجرمہ کے کچھ لطف نرہے گا اُسوقت مین کون اسکو دیکھیگا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیجائیے اور دور سے تماشہ دیکھیے ہمسے یہ لشکری اس مجرمہ کو چھین نہ سکینگے اور بے بس ہوکر کف افسوس ملینگے بہار یہ پیام سنکر لشکر پیچھے ہٹا لیگئی مگر حال اپنی بہن کا دیکھکر اشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دانشمند تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خدائے تعالی اپنے غضب سے بچائے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشاء و تذل من تشاء اُسکا فرمان ہے ناطق اس امر پر قرآن ہے غرضکہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکریان حیرت طرح دیا انکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ بڑا او غیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اس لاٹ پر حملہ آور ہوے چار سمت سے لاٹ کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لاٹ کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہوگئی یہ سب ناچار ہو کر ایک طرف ہوے اور قریب سے لاٹ کے ہٹ گئے وہ پھر اُسیطرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا لڑکونکا غول غل مچاتا تھا لشکریون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کرکے یہ علیحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہو کر آگے بڑھتی تھی اور رسل و رسیل پلٹن اور رسالون مین لشکر کے پھرتی تھی لشکر تیار ہو کر جو ہائی مجرمہ کیلئے آیا تھا اور بھی زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و بزرگ یکجا جمع تھے اور پالو سانہ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر مین پھر کر جانب دریائے خونزدان چلی مگر اس لشکر مین مصور و صورت نگار نہین ہین کیونکہ جب بنجہ حیرت کو لیگیا تھا تو یہ بھی باغ سیب مین گئے تھے کہ چلکر ماہرخ کے قتل ہونیکا تماشہ دیکھین الحاصل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے وہان حیرت کو نہ پایا بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ عالم ہمسے پہلے تشریف لائی تھین کہان ہین بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ملکہ کا انتظار کر رہا ہون کہ آئین تو پھر تماشائے مجرمہ جاؤن تم کہتے ہو کہ وہ ہمسے پہلے آئین یہ کیا ماجرا ہے ان دونون نے قسم سامری کی

بلکہ تم لشکر اسلام مین لقا کو ذلت دیکر عتاب میرے آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو بس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہو اشاہ کوکب کاہر اور مین اس باعث سے راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمھاری بھی رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کی نانی ہین یعنی ملکہ مہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہی ذلت و رسوائی جائز رکھی ہی اور اُنکی رہائی مین یہان بادشاہ عاجز ہوے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہی تمھاری تسکین کیلیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود بعنایت خدا سے دانشمند ہو اس ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لو گی یہ نامہ انھین ساحرونکو دیا کہ ہمارے لشکر مین مجید بنیا ساحر نامہ لیکر مع لاٹ روانہ ہوے اور بازبسکہ عجلت منظور تھی تو دست قدرت براہ طلسم کہ جسن راہ سے آیا تھا اُنکو بھی لیکر چلا اور پتلے سحر کے بزور سحر لڑکے بنائے ایک ڈہل زن ڈھنڈھورا پیٹتا آگے آگے بقصد ذلت لشکر مہرخ مین مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکر ونین اُسکے آنیکا غلغلہ ہوا لڑکے لشکر کے دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو اک سوانگ آیا ہی تماشہ دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو اہلکارون نے پہونچائی اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جاکر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون اسوقت وہ نامہ جو عمرو نے لکھدیا تھا ایک پتلے نے لاکر اسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مہرخ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ہی وہ رنج جاتا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیاری کرو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہی یقین ہی کہ لشکریان حیرت بلوہ کرین پس یہان بھی تیاری رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی وہان وہ ساحر لاٹ لیے ہوے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہان بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمونسے نکلکر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب ابیات

بٹھایا ہے حیرت کو یون لاٹ پر
چڑھے جس طرح بانس پر بازیگر

ڈہل زن ندا کرتا ہے یون پکار
کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار

خدا کی ہے خلقت عمل شاہ کا
یہ ہے حکم بران ذیجاہ کا

کہ حیرت کا رفعت پہ ہے مرتبا
گز دون کیسا بانسون ہے رتبہ بڑھا

چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہے آج
فرشتون سے لگا لگا یا ہے آج

ڈہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے
مہیا تھے اسباب تضحیک کے

کیا منہ تھا کالا اجلنگا اُڑھا
مگر نصف منہ سرخ اُسکا رنگا

کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام
بجاتے ہوے تالیان شادکام

لیے سر پہ جھاڑو بجاے چنور
ہلاتے تھے ساحر ادھر اور ادھر

دھتا ہے دھتا ہی کا اک شور تھا
فلک کی برائی سے کیا زور تھا

زفیلین کہین تھین کہین تالیان
تھاتے کہین تھے کہین گالیان

پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار
کرو جوتیان مجرمہ پر نثار

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہو کر جانب لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کراکر چلی تھی اسوقت اُس شان و شوکت سے بصد عظمت پہونچی کہ بمقتضاے ابیات

اور ایک کمرہ اُسکا وا کیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجائے زمین اندھیرا نظر آتا ہی اُسنے اُس آسمان سحر کیجانب کچھ افسون پڑھکر پھونکا اسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بسان تیر شہاب بر راز ہو کر اپنی شعاع مین ملکہ و خواجہ و مخمور کو لپیٹ کر اس آسمان پر لیگیا وہان برج مثل برج آسمان بنے تھے ستارے انمین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہانسے سب حال مہرخ کا نظر آیگا عمرو نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر آدمی وہانکے بالشت بھر کے دکھائی دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت بیک نگاہ دوڑانے لگا کہ اُسکو دست قدرت وزیر حیرت کو پنجہ مین دابے نظر آیا ازبسکہ یہ پہچانتا تھا اسنے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ یہ عجیب تماشہ ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین دابے اس طرف آتا ہی ملکہ نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہا یہ تو وزیر اعظم ہی شاید میرا استلاشی آیا ہی مین اسجگہ ہون یہ بہکتا پھریگا یہ کہکر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع مین لپیٹ کر وزیر مذکور کو لایا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو سامنے لاکر ڈالدیا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمرو نے کہا یہ تو حیرت ہی اس اثنا مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہو کر روبرو ہوا اسے سامنے آیا اُس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمرو کے حوالے کرو پتلا بھی آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا اور ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی عمرو نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہو اُسنے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا بران و عمرو کو بیٹھے پایا ہر چند کہ غیر کے طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکلجاتی مگر زنجیر ٹوٹتے ہی بران نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ باش او قحبہ تو نہین جانتی کہ میرے باپنے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین پتلا جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت کے لپٹ گیا اور اسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اس مالزادی کو اسلیے ہمنے بھیجا ہی کہ اسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور یہی حال مہرخ کا افراسیاب نے کیا ہی عمرو نے آواز سنکر ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اُسنے کہا کہ یہ کوکب کی آواز ہی فی الجملہ یہان تو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پر پہونچکر سحر پڑھا اسطرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے میل بطور لاٹ کے چکر کھاتا ہوا آیا تھا اُسکے سامنے بھی آگیا دو ساحر اُسپر بیٹھے تھے سحر مین ہمسر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو اور دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے اُن دونون نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اے زندان طلسم نور افشان یہ لاٹ لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین بران کے پاس جاؤ وہان حیرت ہی اسکو لاٹ پر بٹھا کر لشکر مین مہرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر و ہوشربا مین پھراؤ کوئی دقیقہ اسکی ذلت و خواری مین اٹھا نہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان ہو کوئی تمپر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوشربا کے وابستگان طلسم پر مین دست درازی نہین کر سکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر بے مثل ہی مین بھی تمھاری خبر رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لاٹ لیکر روانہ ہوے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے کہ وہ پتلے انکو آسمان سحر پر لائے بران و عمرو وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام کیا ملکہ مذکور نے مجرمہ کو حوالہ کیا ساحرون نے بازو اُسکا پکڑ کر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر مسطورۂ بالا کو ساتھ لیا عمرو نے ایک نامہ بنام ملکہ بہار لکھدیا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بچشم دیکھکر آزردہ نہونا خدا گواہ ہی کہ ہم اہل اسلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے ہین

اپنی بارگاہ کو برائے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال ندرت اشتمال شاہ کوکب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا ہی لست آمد شاہ معلوم کرکے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر جلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان تجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ مجھکو عجلت بہت منظور ہی وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جہان جاہیے چلیے پس شاہ و وزیر در طلسمات سے نکلکر طلسم ہوشربا مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریاے خونزدان اُترنا چاہتا ہی پس دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ ہرچند راز شاہان پوچھنا گستاخی ہی لیکن براہ عنایت یہ ذرہ بیمقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ ذالاجاہ کا کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہی جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہی کہ ابھی ملازمان عالی کسی کے طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہو جائیگی مقصدہ تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب یہ ہی کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما رہین مین پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھائے لاتا ہون آپ اپنے یہان سے لاٹ منگوا کر اُس پر اسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار مین بھجوا دیجیے جو مضحکہ ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب سحر اکرے اس سے بڑھکر حیرت کو یہان ذلت دیجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی راے صواب اندیش پر آفرین کہی اور دریا کیطرف جانے سے کنارا کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تونے بیان کیا ہی وہ کر مین تیری مدد کرنیکو یہان ٹھہرا ہون وزیر آداب بجا لاکر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمہ مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ کیجانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر جو گرا اُسکو اٹھا کر لے اڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجکو جانے مین جو عرصہ ہوا ہی افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہی پس اس دھوکے مین اُسنے سحر کرنا کیسا ہاتھ پاؤن بھی نہ ہلائے جب پنجہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اُسنے اسکی کمر کو تھاما کہ اسکو تکلیف ہوئی اُسنے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح با آہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو ذرا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیچلا ہی پس اسنے اس پنجہ سے خطاب کیا کہ ارے آہستہ لیچل نہیں جانتا کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ باش او قحبہ تو قیدی ہی اور قیدی کو لیجاتے ہین کشان کشان یہ سننا تھا کہ اسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہی پس سحر پڑھنا چاہا پنجہ اسکو لیکر آن واحد مین قندیل فلک ہو گیا آنکھین اسکی متوجہ ہو اسے بند گئین وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ نے سحر پڑھکر اُسپر پھونکا کہ سحر اُسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مین اب دارالامارۃ مین اپنی جاتا ہون تو اسکو براہ طلسم خدمت ملکہ بران مین لیجا مین وہان لاٹ بھیجونگا اور اپنے ظلمات کے ساحرونکو روانہ کرونگا کہ وہ اسکو بہار پاس لیجائینگے مگر تو بھی انکے ساتھ رہنا افراسیاب ان ساحرونکو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہونگے قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکا لے تو تجھے انکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی زبردست ہی کہ کسی سے مغلوب نہوتی مگر مین بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اُسکے شوہر کا ہون بدینوجہ میرے سحر نے اسکو سحر بھلا دیا ہی اور یہ مدہوش ہی وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ بران بنا بر تسکین دہی خواجہ بارہ دری مین آئی ہی

نمک حرامی و عذاب بے ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تونے اس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہی افراسیاب ان باتون سے بسان شعلہ آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑکر تخت پر سے اٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اترنے لگا دامن قبا کا پاؤن کے نیچے آگیا الجھکر گر پڑا ارکان دولت دوڑے جلد تر اٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائین اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید لایق غصہ کب ہی اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہین پہونچ سکتا ہی بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا او مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین تشہیر کراکر دریاے نور پر لیجاکر تیر باران کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کردونگا مہرخ نے کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہانسے میرے نام جاری ہو چکا ہی اتنا ہی ہوگا تو کچھ میرا نہ کر سکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ناریل جانب فلک اچھالا ناریل بلندی پر جاکر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک میل فولادی لاٹ کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اس لاٹ پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام و ستمگر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھا کر تمام طلسم مین پھرا اسلیے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس ہئیت سے اسکو تشہیر کرنا آگے آگے منادی ندا کرتا جائے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون سامان ذلت و تفضیح کا کوئی اٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر تلہ برسان کے بیچ پر لیجانا وہانسے لشکر اسکے مطیعونکا دکھائی دیتا ہی اس لشکر کو دکھانا وہ لشکری وہان نہ آسکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد انکے دکھانیکے دریاے نور پر لیجانا مین وہان مع ملکہ حیرت و مصور کے آؤنگا اور اس کو تیر باران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا **سلسل جادو** ہی لاٹ پر سے کودا اور حسب الحکم بادشاہ مہرخ کو اٹھا کر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کرکے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہرخ نے دلسے کہا کہ محبت اہل اسلام مین یہ روز تیرے لیے معراج کا ہی ثمرۂ الفت سواے رنج و مذلت کے اور کچھ نہین کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہی اور تخم وفا کو زمین مصیبت آگین پر بویا ہی یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ مالک العلام مین استغاثہ کرتی تھی کہ **نظم**

خدایا بہ عزت کہ خوارم مکن ۔ بہ بذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم ۔ ز دست کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس ۔ دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اسطرف بذلت تمام روانہ ہی یہان بادشاہ طلسم نے دو ساحرونکو حیرت پاس بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھین عجیب و غریب تماشہ دکھائین یعنی تمھارے دشمن کو ہنڈولا کرکے تیرباران کرین ساحران مذکور روانہ ہوے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحرونکو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور مین آئی اُسنے تعظیم کی اُسنے کہا کہ اے مرشد زادہ برق آپ آج اپنا حیلہ موقوف کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے یہ دن دکھایا ہی بادشاہ نے جلیسے آپکو بلایا ہی یہ ماجرا درپیش آیا ہی مصور بھی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے

سحر کو بی کو اسبیجا کی کچھ کم نہیں ہوں براں نے خواجہ کو نارض دیکھکر فی الفور عرضی اپنے باپ کو لکھی اسمین سب حال مہرخ کا درج کیا اور آزردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہتا ہی پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہی اسوجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ عرصے مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہی وہ عرضی دستخط کر کے پتلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہو گیا ادھر پتلے نے آکر عرضی براں کو دی ملکہ نے پڑھکر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بادشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہی عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سحر کا طلب کر کے حکم دیا کہ اے پتلے تجھکو معبنیٹ سور کی دیجائیگی تو جاکر ملکہ مہرخ کو اٹھالا اور اگر نہ لا سکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ اے ملکہ پشت عقاب طلسم پر سے اتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہی مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا کر دونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر بار دریلیے خونرواں کے اتر گیا تھا پتلا باغ سیب مین اس سبب سے نہ گیا عرض کیا کہ وہاں شاہ جادو داں ہوگا تو چھپ نہ سکیگا جلا دیا جائیگا بس پھر کر براں پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا میرا کچھ بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اس اثنا مین اس پتلے نے جو عرضی کو کب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے ملکہ شاہ کو جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسپر دستخط کر کے غائب ہو گئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس نفیس براے رہائی ملکہ مقیدہ تشریف لیگئے ہین بس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور نظر بفضل کریم کارساز کر کے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مملکت پر جلوہ گر تھا برق و سرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی تبار حاضر تھے کہ نگاہ عقاب پر سبکی پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہی واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے خوش ہو کر دنبر پر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اتار لے وزیر نے بڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ مذکور کو اتارا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ مار ان آتشین جسم مجرمہ پر لپٹے اور زنجیر اور بیڑیاں جسم سے اتر کر بدستور پشت عقاب پر جاکر ٹھہرین عقاب اسطرح کہ جیسے آیا تھا اڑکر چلا گیا بعد اسکے جانیکے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اُسکے براے حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیوں اے نمک حرام مفسدہ دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلا اب بتا کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اُسکے درست تھے اُسنے جواب دیا کہ اسوقت تو میرے سامنے جسطرح جی چاہے لاف و گزاف کرلے کہ فلک نے اسیر دستگیر کرا کر تیرے سامنے پہونچایا ہی انشاء اللہ سردار میرا عمرو نامدار تجھ سے آکر عوض اسکا لیگا اور اگر قضا میری دلوانکدہ قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے لکھی ہی تو ناچار ی ہی ورنہ میرے قتل پر تو قادر نہو گا او نمک حرام اے محسن کش مجھکو نمک حرام کہتا ہی حالانکہ نمک حرام تو آپ ہی کہ بادشاہ اصلی اس طلسم کا شاہ لاچین تاجدار جادو تھا تو اسکا ملازم ہوا اور اس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کر کے آپ بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اُسکی رعایا اگر تجھسے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث ثواب ہی نہ سبب

ہزار ہا حربے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اُسکے پرونسے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوے مہرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکۂ آتش کا آسمان پر جاتا ہے ساحر نالان و گریان آخر بھرے لشکر مین کہرام پڑگیا سرداروں نے حال تباہ کیا عیار روتے ہوئے دریاے خونزوان تک گئے اور لاکھوں فقرے کیے کہ اس عقاب کو روکین یعنی ہرن زخمی کرکے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن نہوا جب عقاب دریا کے پار اتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا او رندامت دنیاے بے ثباتی دہر غدار زبان پر لاتا تھا

نظم

فلک ہے در پے تکلیف و آرام　قضا لبریز اس ساقی کے ہین جام
بجاے مے ہے سم اُسکے سبو مین　نوید مرگ ہے ہر گفتگو مین
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر　تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہے　بھلائی کب کسی سے اُس نے کی ہے
بشکل بخت دشمن سخت مایوس　زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

اس شیون وشین کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بر چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارۂ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ایک طرف ہنگامۂ عشرت ہے ایک جانب سانحہ مصیبت ہر طرفہ حکایت ہے غرضکہ بعد جزع وفزع بسیار عقلاے روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کوکب یہان موجود ہے اس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ بران پاس بھیجے جو ایک آن مین پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی بلور نے اپنے ساتھیو نمین دو ساحر انکو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب سے کہین لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ مین پھر آئی اور جلسۂ عشرت مہیا کرکے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اُسنے بیقراری ظاہر کی ملکہ مذکور نے بنا بر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کرکے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کیلیے لیجاؤ او رراہ طلسم سے لشکر خواجہ مین جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوالاؤ ساحر مذکور روانہ ہوے اور یاد رکھا کہ در طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ مین اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ انکے پہونچنے سے سبکی مراد بر آئی اور جملہ کیفیت گذشتہ یہانکی زیب قلم کرکے روانہ کی ساحر مراجعت کرکے دوبارہ خدمت بران مین آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور خواجہ عمرو نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری او ربیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے عزتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلسم بھیجیگا خیر مین اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہون ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہوچکا عمرو نے کہا اے ملکہ مین براہ غرور نہین کہتا ہون اگر آپ کے کیے کچھ نہو سکے تو مجھکو آپ دریاے سحر کے پاس اُتار دیجیے پھر کیا مجال اُس مسخرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کر سکے اے بایان خود اگر گلیم اوڑھکر سر مجلس اُسکا نہ کاٹا تو نام اپنا نہ پایا مین صرف اسلیے آپکی خدمت مین آیا تھا کہ لشکر ساحران لیجاکر اپنے لشکر کو قوت دونگا ورنہ مین

پڑھتے ہی وہ خضب داغ بکربار نکلگیا اور غصہ سے تادیر کانپا گیا پھر سحر پڑھکر حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور آئین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شبرنگ پر مہرخ کسطرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور مین سب کیفیت جو اوپر بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو تو روانہ کردیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُس پتلے سے کہا کہ تو جاکر مہرخ سے سر دربار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے ہم تجھکو اب گرفتار کرکے ظلمات مین قید کرینگے دیکھیں تو کہ تیرے حامی کیونکر تجھکو بچاتے ہین اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھین تو کیسی ساحرہ ہی اور کیسا سحر کرتی ہی پتلا حسب ارشاد بادشاہ اڑکر چلا اور طرفۃ العین مین بارگاہ مہرخ مین اترا یہان سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہرخ آیا سب نے خیال کیا کہ شاید براق نے بھیجا ہی لیکن پتلے نے باآواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسمات نے ارشاد فرمایا ہی کہ اے مہرخ ہم تجھکو گرفتار کرکے ظلمات مین اسیر کرینگے تو اور حمایتی تیرے ہوشیار رہین مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ مرطبے کیون تیری شامتین آئی ہین شہنشاہ عیاران ایک ذرا گروہ جوتیان لگائینگے کہ بو گبر کا سر دماغ سے نکلجائیگی اور کیون گھبراتا ہی فوج شاہ عالم پناہ کوکب آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہی پتلا یہ تقریر اُسکی سنکر توبہ توبہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات ناشائستہ مراجعت کرکے خدمت افراسیاب مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین حکم بادشاہ سے اس باغیہ کو مطلع کرآیا اور اسنے جو کچھ نسبت ملازمان عالی کے بیہودہ گوئی کی مین عرض نہین کرسکتا بادشاہ نے باصرار اس سے پوچھا تو حرف بحرف جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہوگیا اور اُسی وقت ایک فسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر آکر چھایا اور زمین پر اتر آیا سب نے دیکھا کہ وہ ابر نہین ایک عقاب تیز چنگال ہی اور اتنا بڑا ہی کہ بسان ابر نظر آتا تھا منقار مثل خنجر جانستان بارھ دار رکھتا ہی گویا مقراض جامہ ہستی ہی اعتبار رکھتا ہی کہ پنجہ اسکا پنجۂ ملک الموت سے کم نہین دشمن کیون غار عدم نہین الحق نظم

زجا اندر آمد چو کوہ سیاہ — تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو او در ہوا رفت گسترده پر — ندارد ز زمین توش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان زخون — ہمی آتش آمد ز کامش برون

پیٹھ پر اس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیان پر وہین تکی تھین بادشاہ نے اس عقاب سے حکم دیا کہ اے طائر طلسمی جاکر مہرخ کو پکڑلا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان پہناکر یہان لانا ذرا رحم اُسکے حال پر نہ کھانا عقاب حسب ارشاد بقہر و عذاب تمام اڑا اور بارگاہ مہرخ عالیجناب مین آیا یہان جیسے کہ پتلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہورہی تھی ہر ساحر ناریج و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و مہار وغیرہ سب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر جھپٹ مارتا فلک کیطرف سے بیچ بارگاہ مین اترا ساحرون نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لیے بھیجا ہی یہ کہکر ناریل و ترنج سحر کے مارنے لگے لیکن اس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا مہرخ سے کہا چل اٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھکو بلایا ہی مہرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اٹھ کر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر مین اُسکے اور بیڑیان جو پر وہین تھین پاؤن مین پڑگئین اور عقاب اُسکو اسیر دستگیر کرکے اڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ مین غلغلہ پڑا کہ اسیلا اُسوقت بھی ہزارون سحر سامری کیے اور گولے فولادی اور ہار مرچون کے اور گچھے پیکانون اور سوئیون کے مارے

اُدھر سے پھری فوج مہرخ آتی تھی حریف سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات مین سحر کی بجلیان چمکین اور خرمن جان مبارزان پر گرنے لگین سودلے دوکان دست شجاعت و آشفتگان گیسوے عروس جلاوت نے بجاو ضرۂ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا مین گلہاے زخم سے سامان بہار کیے کہ **نظم**

ہمی گفت کامشب شبے پُر بلاست　اگر نام گیریم از انجا سزاست
بزد کوس واز دشت برخاست گرد　ہوا پُر ز گرد و زمین پُر ز مرد
زمانے بر انسان بر آویختند　کہ آتش ز دریا بر انگیختند
بران سان بیامد بران رزمگاہ　کہ سیل اندر آید ز کوہ سیاہ
بکوشید یکسر برین دشت جنگ　چو غرندہ شیر و چو شرزہ پلنگ

مہرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالاے فلک حیران کا رہتا سروتن کا ہر جگہ انبار رہتا رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شبرنگ کے دھوکے مین کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھنچا تھا برطرف ہوا اور دیدۂ مہر مین نور آیا کہ **ابیات**

چو خورشید بارنگ دینار زرد　ستم کردہ بر پردۂ لاجورد
بجمیہ برفتند ازان رزمگاہ　کہ از کشتہ بد روے گیتی سیاہ

یعنے دم سحر لشکریان حیرت کے پاؤن میدان سے اٹھنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا کہ لشکر فرار نہو جائے غرضکہ دونون لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے مہرخ شادان و فرحان زرنثار کنان بارگاہ مین آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیار بھی نذر فتح لیکر حاضر ہوئے خلعت فاخرہ انکو دیا بعشرت تمام بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جلسۂ طرب آغاز ہوا اُدھر حیرت نے اول تو لاش بصد حسرت شبرنگ بد آہنگ کی اٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور کل کیفیت نامہ مین تحریر کرکے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب مین دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو پنجۂ سحر نے خداوند لقا کا لاکر دیا اُسنے اس نامہ کو سر پر رکھا اور بتعظیم تمام پڑھا اوہی مضمون معمولی اسمین درج تھا کہ اے بندۂ غافل تو نے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر بہر امداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مہرخ کے لشکر کا تو یقین ہے کہ شبرنگ فیصلہ کرچکا ہوگا خداوند کی مدد کو ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر وہانکی کیفیت بخوبی معلوم کرے یہ کہکر اُسنے ایک آواز دی قہرنگاہ جادو آؤ یہ صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے اُتر کر روبروے بادشاہ آئی تسلیم بجالائی صورت کریہہ سے اُسکی ابلیس بھی خوف کھاتا تھا جوگی جیپال چیخ مارکر بھاگ جاتا کئی سو برس کا سن رکھتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور انکے دشمنونکو ہلاک کرو اُسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اسکے جانے کا آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شبرنگ کے پہونچا اس کو

مین تیری اک کنیز نیم جان ہون حقیر و دل حزین و ناتوان ہون
کہ ہے تو بادشاہ آسمان جاہ طبیعت مین تری ہے رحم کو راہ
وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا نہین بکتا کہین میرا ٹھکانا
خطاوار و گنہگار و پشیمان عطا پر تیری مین از بس ہون نازان
تری درگاہ مین مین ہون پنہ گیر شہا کر عفو اس لونڈی کی تقصیر
سنے جب یہ کلام یاس مہرخ گیا شبرنگ اس دم پاس مہرخ
کہا تو کون ہے جو یون ہے روتی منہ آب اشک حسرت سے ہے دھوتی
کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار نہین جو قابل توبہ بھی نہ زنہار
مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہے سفارش میری کرنا چاہیے ہے
کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعزیر
کہا شبرنگ نے ہمرہ مرے آ بر آئے گا یہ مطلب ترے دل کا
اٹھی یہ سن کے مہرخ اپنی جا سے قدم پر گر پڑی اس بیحیا کے
وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے
جھکا وہ تا کہ سر اسکا اٹھائے اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے
پکڑ کر پاؤن دونون اسنے کھینچے زمین پر چپت گرا وہ لڑکھڑا کے
جگہ سینے پہ اس ظالم کے پائی انگوٹھی منہ مین ظالم کے لگائی
جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ عدم کی اس نے دکھلائی اسے راہ

پس فوراً اسکو گرتے ہی ذبح کر کے دل و جگر اسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جسمین یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہوگیا اور رعد و برق و ضرغام چھوٹ گئے ادھر غوغاے بیرباے سحر سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوے تھے حیرت پاس دوڑ کر آئے اور کہا اے ملکہ فوج کو کب نے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہے یہ سنکر قرناے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصے مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین آئی اور یہ ساحر جو مر چکا تھا بدین وجہ حصار سحر نے اسکو راستہ دیا کیونکہ زور اسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرضکہ ملکہ نے کو دسنے آکر دل و جگر اسکا آگ پر رکھا دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھوں مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی دور ہوئی اور آنکھوں مین سب کے روشنی آئی پس جھولے سحر کے سنبھال سنبھال کر بزور سحر اڑے ادھر سے حیرت لشکر لیکر جو چلی پہلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا بیر غل مچاتے تھے آندھیان آئی تھین آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بہت سے آتو لاش سے لپٹے ہوے تھے حیرت بغصہ جو

بلند ہی آواز نوحہ و زاری ستمند ہی یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمرو بیقرار ہوا بران نے کہا خواجہ تمھارا گمان سچ
تھا لشکر پر وقت صعب ہے مگر یہ شاگرد تمھارا گالیان کیون دیتا ہی اُسنے کہا اے ملکہ مہرخ نوبت بجان و کارد باستخوان ہے
بنا چاری مرنے پر آمادہ ہی مگر بیوقوف ہی اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا
مجھکو آپ جلد بھیجد یجیے پھر مجھ سے انشاءاللہ سر اس ساحر نابکار کا لیجیے بران نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہی یون ملا
نجائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفتار بلا ہوگا اسپر قابو نپائیگا تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہی کہ کوئی جاکر اسکو باہر حصار کے حیلے سے
بلا لائے اور جب وہ آئے تو اُسکو کسیطرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھسے لیتا جائے اُسکے منھ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
نور اسکا گھٹے بس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہی ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتری کی تاثیر بھی باطل کردیگا نقش
اپنے سحر کا جما دیگا بس جو اس کشور جان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کر ڈالے اور دل و جگر اسکا نکالے اور لشکر اسلامیان مین
لیجا کر آگ پر رکھے دھوان اُسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلے گا اور اس تاریکی کو دور کردیگا آنکھون مین سبکے پیدا نور کردیگا یہ
سنکر مہرخ نے کہا اے ملکہ وہ انگوٹھی مجھکو دیجیے اور لشکر مین پہونچا دیجیے تاکہ مین کام اس بیحیا کا تمام کرون بران نے جواب دیا کہ ابھی
مین تمھاری ملاقات سے سیر نہین ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہی کسلیے کہ خواجہ صاحب کو مین بغیر اجازت اپنے پدر عالیقدر کے رخصت
نہین کرسکتی وہ انھین کے مہمان ہین اور تمکو مین نے بلوایا تھا اچھا خدائے کریم کے سپرد کیا یہ کہکر پکاری کہ جلد طاؤس طی الارض
کو لے محافظان طلسم حاضر کرو یہ صدا دینی تھی کہ مہمان سب ستادہ تھے وہان کی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال مرصع
دم وہانسے نکلکر سامنے آیا زین جواہر نگار اسپر کسا تھا ایک یک بال ہما تھا عنقائے قاف خوبی تھا موسیقار دشت محبوبی
تھا بران نے انگشتری اپنے دست نازک سے اتار کر مہرخ کی انگشت مبارک مین پہنائی اور اس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت
عمرو نے کان مین اُسکے فقرے عیاری کے کہے کہ اسطرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض
بخوبی سمجھا کر روانہ کیا وہ طاؤس وادی پیمائے سریع السیر مثل ماہ تابان بنگیا اور بال شوق وا کرکے اس بلقیس حشم کی ہواخواہی
مین اڑا آنکھین اسکی بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جسمین شبرنگ تھا اپنے تئین پایا اُسنے طاؤس پر سے اُتر
کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا مگر یہان ضرغام جو گالیان دے رہا تھا جب اُسکو پنجہ سحر نہ گرفتار کرسکا تو غصہ
مین آکر شبرنگ خود بیرون حصار آیا ضرغام نے جو اسکو دیکھا فرط غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان
جاتا ہی اُسنے اسکو آتے دیکھا سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس پنجے نے اٹھا کر اندرون حصار پھینکدیا یہ بھی برق
کیطرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالا جیلی نا نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شبرنگ نے چاہا کہ مین پھر داخل حصار ہوجاؤن مگر اسکو مہرخ
نے بھی باہر آتے دیکھا بس فوراً شور نوحہ وگریہ بلند کیا کہ اے شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمایئے اپنے
جرم پر نادم ہون میری جانب سے دل صاف فرمایئے شبرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو بموجب **نظم**

صدا کانون مین شور و غل کی آئی — کہ جیسے کوئی دیتا ہے دوہائی
صدائے دل خراش و دل حزین ہے — کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے
کہ اے شاہ طلسمات زمانہ — کنیز خستہ جان کا سن فسانہ

کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہے زمانے کی کہانی — خلش بر ہے امید زندگانی
بجز چند استخوان وہ ہین نہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

اے برق شیوۂ وفاداری یہی ہر کہ اپنے ہمراہیونکا ساتھ نہ چھوڑ راہ الفت سے منھ نہ موڑ یہ سمجھکر اس حصار کے قریب آیا اور لچھا گالیونکا باندھدیا کہ او حرامزادے نابکار فرمساق لٹیرے روسیاہ سیرت سگ زرد برادر شغال نامرد مردود مطرود نطفۂ حرام مادر بخطا زن جفت کیا پوشیدہ ہوکر سحر کرتا ہر کیون نہین سامنے آکر لڑتا ہر اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی حرکتونکا پائے یہ کلام غضب اندوداور دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجہ سحر کو بغضب تمام حکم دیا کہ جا یہ شخص جو فحش بکرہا ہر اسکو گرفتار کرکے حصار مین قید کرنے پنجہ روانہ ہوا یہان برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتاً ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر مین پڑا اٹھا کر اندر حصار کے لیگیا وہان بھی وہ مطلب حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جاتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ مین مقید ہون اور کچھ سوجھائی نہین دیتا ہر نہ کوئی انسان نظر آتا ہر ناچار اندھونکی طرح یہ بھی دست عابد رگاہ خالق لیل و نہار بلند کرکے پکارا کہ اے خالق ظلمات و نور بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجکو اور میرے ساتھیونکو نجات دے اے رب اکبر شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور سحر عشرت فرما ہمین قید الم سے چھڑا کہ ابیات

تصدق تیرے اے خلاق عالم — مبدل عیش سے کردے مراغم
مری آسان کردے جملہ مشکل — عدو مٹ جائے مثل حرف باطل

یہ تو مصروف دعا ہر ادھر ضرغام جب نقب مین جاکر چھپا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا فرط غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیان دینے لگا کہ اے خیرہ روزگار روپردغا بیحیا بداسلوب بدذات خانہ خراب ولدالزنا بدر زوجۂ خویش چھپا بیٹھا ہر سامنے کیون نہین آتا شبرنگ نے پھر گالیان سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مرد بدزبانکو پکڑ لاکر وہین قید کرنے جہان پہلے مجرم کو قید کیا ہر پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنیکی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب مین چھپگیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو بیر بنکر پنجہ نے مطلع کیا کہ اے مالک وہ جو گالیان دیتا تھا اب غائب ہوگیا اسنے جاکر کہا تلاش کر ادھر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیان دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھکر یہ پھر پوشیدہ ہوگیا غرضکہ اسی طرح بروقت آمد پنجہ سحر یہ چھپ جاتا ہر اور پھر نکلکر زبان بدشنام وہی دراز کرتا ہر مگر سمند تیز قدم قلم کی باگ پھیرون + بران کا کچھ مین حال لکھون یعنی وہان روبروے مہرخ عالیشان جلسۂ عشرت جمع تھا ہر ایک ادنشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمرو کا دم گھبرایا اور بران سے گویا ہوا کہ اے ملکہ مجکو یقین ہر کہ جب نحوست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہوکر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میرا مہلکۂ عظیم مین گرفتار ہوگا مہرخ بھی یہان ہین بہار یہ تنہائی مین نہین معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہانکی ضرور چاہیے کہ بموجب بیت چہ خوش گفت یکتاش باخیل تاش + چو دشمن خراشیدی ایمن مباش + یہ کلام خواجہ سنکر برائے اطمینان خاطر بران نے سحر پڑھا کہ آنکھین سبکی بند ہوگئین پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ ہین اور سامنے لشکر مہرخ سیاہی مین گم نظر آتا ہر اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیان دیتا ہر صدائے داویلا لشکر مین

مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامہ فریاد الغیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کرکے ہر ایک روتا تھا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہونچا کہ شاہد دہر نے زلف اپنی ماتم مین کھولی تھی غم قیس روزگار مین سیہ پوش لیلی تھی نہین دنیاے دنی کی تاریکی تجلی ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختونکی سیاہی بخت ایک جگہ سمٹ کر جمع ہو گئی تھی یا کہ اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہی پوشش خانہ کعبہ بنگئی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ نہو گی قلب فلک ظالم مین بھی یون تاریکی کو راہ نہو گی ہر انجم چرخ پہ گمان نحل تھا ہر دماغ مین سودے کا خلل تھا ساتوان ورک جہنم کا ایسا کالا نہو گا دیدۂ ثوابت مین بھی اجالا نہو گا چشم حضرت یعقوب بھی جو سفید تھی اسقدر تاریک نہو گی شب ہجر یار مین بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب نے لف سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا غلامہ یہ کہ سایہ عنقا کیطرح نور رو ہانسے دور تھا نحوست سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ لمولفہ

بشکل ابر اندی تھی سیاہی	نہ تھے راحت مین اُسجا مرغ و ماہی
شب تاریک مثل ہجر جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا	مگر تھا ابر ہے نے کعبہ گھیرا
نہ تھی راحت بھی مثل بخت مہجور	امید زیست تھی وان منزلون دور
درازی اس کی سرحد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا اس جا قدم تک

لشکر مین تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلگئے تھے انھون نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر کو مقید بہ زندانخانۂ ظلمات پایا بیتاب نہ صورت اپنی مثل ساحران غدار کے بنا کر فوج مین حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہان ایک حصار دھوئین کا کھنچا دیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی مشبرنگ نابکار اسی حصار مین سحر خوان ہوگا یہ سمجھکر ہزارہا تدبیرین اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی کمند بھی لگانا چاہی صورت بدلکر بھی بیکار اجب کسیطرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے بیسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھویا اور برق نے ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ نقب جو کھودی تھی اسمین کود کر چھپ رہا اور یہ اس ساحر کو گالیان دینے پر آمادہ ہوا اسوجہ کہ گالیان سنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہو گا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کرا کر اندر بلوائیگا پس اسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل مین لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نہ کر سکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قیدیون مین اپنے لشکر کے شامل ہو کر مین بھی اپنی جان دونگا کسلیے کہ اس دہر ناپائدار کا کیا اعتبار ہے زندگی اسمین مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوے چرخ پیر نے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے پس تو بھی اپنی جان دیدے کہ نظم

نہین یکسان ہمیشہ حال دنیا	سدا گھٹ بڑھ رہی ہے اقبال دنیا
کہان وہ بادشاہان سرافراز	جنھین تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہان ہین وہ حسینان جوان سال	کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال

جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر مین جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو مین اور کسیکو بھر کمک بھیجتا ہون اول تو شبرنگ ہی کام سب کا تمام کر دیگا مگر احتیاطاً مین اور فکر بھی کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر مین آئی دیکھا تو بعد لحے آمد شبرنگ ہوئی اُسنے کچھ لوگ بھیجکر بلوایا بارگاہ نصب کراکر اُتروایا اس کافر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے میرے آنے کی خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لائے ہین کل سب کو غارت کرینگے بموجب حکم اس بدانجام کے عوض طبل جنگ بجنے کے ڈھنڈورا پٹا عیاران لشکر اسلامیان خدمت ملکہ بہار مین آکر بعد آداب و ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ دعوی ساحر نابکار نے کیا ہی بہار نے تکیہ بکرم و فضل ایزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجیگا اسوقت سامان کیا جائیگا مگر برق عیار اٹھا کہ مین جاکر اس نابکار کو بحکم کردگار واصل دار البوار کرتا ہون بہار ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے نمانا اور روانہ ہوا راہ مین اسکو ضرغام ملا اس سے سب کیفیت آمد ساحر و حال دہل کوبی وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا چلو مین بھی اُسکے قتل کرنیکی فکر مین چلتا ہون یہ کہکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلگئے صحرا مین جاکر فکر عیاری کرنے لگے اور ملکہ بہار یہ سمجھکر کہ طبل رزم بجیگا اسی دھوکے مین غافل بیٹھی رہی ادھر شبرنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور جب رنگ رخسار روزگار رعذار شبرنگ ہوا اور شب تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکلکر مقابلہ بہار فروغ مہر خیمہ ظلام نصب فرمایا

نظم

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر ابھرنا شام کا دیکھا فلک سے	ہوا خورشید عالمتاب مضطر جمال انجام کا دیکھا فلک سے

سر شام طبل تو لشکر حیرت مین نہ بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی چاردانگ عالم سے اٹھکر لشکر مہرخ پر آکر محیط ہوئی اور تھوڑی دیر مین تمام لشکر مین اندھیر گھپ ہوگیا اور گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر حبش نے گویا اسلامیونکو گھیر لیا فوج مین ہر ایک کو ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹا ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ یکایک شمع و چراغ گل ہوے سوجھنا موقوف ہوا ہر سردار گھبراکر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختون کے نصیب کی تھی کسیطرح رفع نہوئی بہار نے چاہا کہ مین اُٹھکر لشکر کے باہر نکلجاؤن مگر اندھیرے مین نکلنا دشوار تھا سب سردار تو بینا بھی نہ تھے یہ ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھونپر رکھنے سے اسکو سوجھائی دیتا تھا اور یون اسکو بھی نظر نہ آتا تھا اسنے چاہا کہ آنکھونپر ہاتھ رکھکر جسطرح ہو سکے مین نکلجاؤن مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان و تباہ ہوجائیگا پاے ثبات کو ہٹانا زیبا نہین اس اندھیرے مین انھیں سب اندھونکے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہے پس یہ سوچکر خاموش ہو رہی اور سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر مین یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا کہین نام نہ تھا سوائے رخسار شمع رویان کہین روشنی نہ تھی آنکھوں مین بھی نور نہ تھا دیے پر انوار بھی خوف سے زرد تھے نور کا ظہور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر بینا بانہ اٹھے کہ بزور سحر نکلجائین مگر ابر سیاہ کیطرح سیاہی محیط عالم تھی دنیا بشکل دل ظالم تھی ٹکراکر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھچی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے کچھ عرصہ مین بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھونکی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ

میرے سحر کو روک سکتا ہی ایک دنی افسون میرا عالم کو زیروزبر کرتا ہی فی الجملہ آپ تشریف لائے مین ممنون ہوئی اب کیا آپکو خالی پھیرون اس خیال سے کہ آپ ناراض ہونگے اپنے ایک غلام شبرنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان اژدر چشم تیرہ پیشانی جادو نام کو آپکی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب حریفان ناکام کا تمام کردینے کیلیے کافی ہی اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی نہوگی کہ مین چلے مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہی کہ زمانہ طلسم کشا کے آنیکا بہت قریب آ رہا ہی اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کو آیا ہی چاہتا ہی پس مین چلہ سے نہ اٹھونگی آپ مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو لیجائیے زیادہ نیاز رقیمہ ظلمات تیرہ فام میمون صورت خرس دندان شیر صولت دراز لب بلند بینی جادو شاگردہ تاریک صورت کش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے کہا تمنے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اسکو غرور ہوگیا ہی خیر سمجھونگا حیرت نے کہا ای بادشاہ جو ساحر حسین عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ ذمہ دار بنائے گئے ہین انکو شاہ و گدا سے کیا مطلب ہی تعظیم و تواضع کرنا انکی عادت کب ہی آپ اپنا وقت دیکھیے اور کام نکالیے آپسمین نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان پند آمیز ملکہ سے شاہ کا غصہ کم ہوا ہنوز اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ مین پھر تلاطم ہوا اور دھوان لبان خاک غضبناک پیچ و تاب کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا بے دنی کالی کوٹھری ہوگئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر کالے دیو کی خوف سے رنگت سفید ہو جائے کالی بلا جینے سے ناامید ہوجائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھاڑ سا کھلا گلے کا چمڑہ مشک کیطرح آگے لٹکا ناک چھوٹی نتھنے چرے شعلے ہنگام تنفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن آنکھین اژدہے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ تاریک قہر اندود سعادت اس سے منزلون دور قیافہ سے پیدا مکر و زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگلاخ شہوت پرست بیحد مست بیحیائی آنکھون پر چھائی کبر و غرور کی مزاج مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ لمولفہ

خدا ناترس و ناپاک و سیہ رو
ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو

کبھی طینت مین سگ کے دم کی صورت
شکن ابرو پہ چہرہ پُر کدورت

کشیدہ خاطر و ناپاک غدار
سیہ باطن دل آزار و جفا کار

کسی سے سن لے اس ظالم کا گر نام
دل مظلوم سے اُٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو تعجب و پندار تمام سلام کیا اور کہا مجکو ملکہ ظلمات نے آپ کی خدمتگذاری کیلیے بھیجا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمھارے ساتھ نہین اُسنے کہا کہ مجکو لشکر کی کیا ضرورت ہی مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو تو اسنے جوابدیا کہ مین اس راستہ سے نجاؤنگا جدھر سے آپ آئے ہین بلکہ زمین سے جاکر پل خونروان کے دروازے مین نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین مین سما گیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا آپ

صحرائے خوش آئین گی دل ہرا ہیوں کے ہرے ہوئے اس جنگل میں عجب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری صورت تھا کوئی دیو کے سر سے مشابہ تھا اور ہر طرف پھرتا چلتا کہیں مور اڑکر آتے پھر لوٹکر مار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کانپتی تہ زمین سے مچھلیاں نکلکر پریاں بنجاتیں پھر پریوں سے زاغ کی شکل پیدا کرتیں کہ بموجب نظم

سراسر سحر کے ساماں وہاں تھے ۔ طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ مل کر بن گئے مور ۔ ہوا چاروں طرف سے دفعتًا شور
لڑے آپس میں گتھم گتھ کے برابر ۔ کہ اتنے میں چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑکر بنے سیموں کی صورت ۔ نظر آئی نئے مضموں کی صورت
بنے طاؤس زریں بال وہ چند ۔ نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
شجر گاہے بنے گہہ بجز خار ۔ بنے دریا سے مچھلی پھر وہ اکبار
بڑھے کچھ دور واں سے جھگڑے سب ۔ تو آیا حرس اک کھولے ہوئے لب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ بہ اسلوب ۔ پکارا چند ساعت دشت میں خوب
ہوئے فورًا ہزاروں زاغ پیدا ۔ کہا شہ سے کہ ہم ہیں تیرے شیدا
بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر ۔ تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
زمرد کا مکاں پاس اُسکے پایا ۔ کسی نے واں یہ کہکر بس سنایا
کہ اے قوم بشر دیوانہ ہے تو ۔ جو آپہونچا قریب قصر جادو
پلٹ جس سمت سے آیا خدارا ۔ یہاں کی دید کا کس کو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہاں اگر کوکب بھی آئے تو سزائے معقول پائے یہ مرحلہ طلسمی ہے سوائے طلسم کشا کے کوئی قدم نہیں رکھ سکتا ہی یا میرا مرتبہ ایسا بڑا ہی کہ میں آتا ہوں سب نے تائید کلام کی کہ حضور کے برابر کون ہی غرضکہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑکر جب ذرا آگے بڑھے ایک دریائے قہار پر پہونچے اس بحر عمیق سے دود ایسا دود آہ جگر سوختگان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط دودی میں کود اسکے جسم تو بظاہر پانی میں ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا میں جب پہونچے وہاں کی زمین خشک تھی اور کنواں بنا تھا دھواں اسمیں سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب چاہ پہونچکر جھانکا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا مل انجیل سے زیادہ اسکو سیاہ پایا ایک کنکری پھینکی سیاہی اس کنوئیں سے امنڈکر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور و غل تا دیر برپا رہا پھر ایک پتلہ سیاہ فام بہ رنگ غضب یہ پر اس کنوئیں سے باہر نکلا کہ ناک کان سے اُسکے دھواں نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ میں دیا اور اس کنوئیں میں پھر کود کر غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق اتنی دور تکلیف شاقہ اٹھاکر تشریف لائے میں ہرگز آپکے ہمراہ اُن چند شکستہ کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی مجھکو تو بانیان طلسم نے فتاح طلسم کے مقابلہ کیلیے مقرر کیا ہی جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو میں نکلکر لڑونگی البتہ میرا سحر رد کیگا ورنہ ابکون

بلی تھی ساز سے اس طرح آواز
کہ بھولی بھولی چراغ اپنا اعجاز
ہیچیرے مثل طوطی بولتے تھے
اڑے ہوش ان کے بازو بولتے تھے
بتانے مین غضب تھا ان کا انداز
ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا ان کون ایسا بادشاہ اولوالعزم ہے جو میرا سامنا کر سکے وہ جو تصویرین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ اے شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کر سکتا ہے اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ اے بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سننا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا اسجگہ تخت بچھا اور ایک ور افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ اے شبیہ من آراستہ دو وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہو گیا اور پیٹ اُسکا پھٹا ایک دروازہ کیطرح اسمین شگاف نظر آیا بادشاہ اس در مین سبکو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین ہر ایک کا گذر تھا اس میدان مین ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک کھچی تھی آگے جانیکی راہ رکی تھی افراسیاب قریب اس دیوار کے جب پہونچا پکارا کہ اے شبیہ من آ ادھر وہی پتلا صورت افراسیاب کا جو بنگلے مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے ہمصورت آراستہ دو اس پتلے نے ہاتھ اپنا اونچا کیا اس دیوار مین ایک تڑاقا ہو کر دروازہ پیدا ہو گیا شاہ جادوان سبکو ہمراہ لیکر پھر دروازہ مین در آیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہوگا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اسکی تا بفلک پائی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری زمین مثل آتش کیطرح دہکے ہی تھی کرہ نار کی گرمی سامنے اس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد ہو تھی ایک بحر اعظم آگ کا موجزن تھا جو غار اس بیابان مین تھا وہ مثل گلخن تھا تکلف یہ کہ درخت بھی اس قلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے اتار نظر آتے تھے از سرتا پا آگ کے تھے اور چنگاریان انسے جھڑتی تھین ہوا سے پتے گرتے تھے انگاریان اڑتی پھرتی تھین جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار تھا ہر ایک پر اُسکا شرربار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک اژدر تھا چرخ نیلی دہن کے دھوئین سے آجتک نیلا ہے واقعی دھواں کیا ہے طائران نغمہ سرا کا زمزمہ نفس آخری قفس تھا سوز درونی عاشقان اسی جگہ کی ہوا کا نقش تھا کہ مولفہ

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر
زمین پہ گر رہا تھا جسپر اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جھونکے
بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نہ ہوگا ایسا رتبا
سقر اس جا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکارا کہ اے آتش فشانان جادو جلد پنجہ ہاے سحر کھینچ آواز دیتے ہی پنجہ ہاے سرخ رنگ پیدا ہوے اور بادشاہ کے پاؤن کے نیچے ہتھیلیان فرش کر دین شاہ ان پر پیر رکھکر چلا سب ہمراہیون سے کہا تم آنکھین اپنی بند کر دو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریاے آتش کے پار پہونچ گئے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے غرضکہ شاہ کے ہمراہ جب اور آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی شادابی سے

یکایک اُڑین چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گراے افلاک ہوے آنکھین سب بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی یک گلرز ارمینو نزاد مین اپنے تئین سب نے پایا ایسا گلشن پر بہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم مین وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول انمین رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا سبزہ زار مین چاندنی نے کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب مصفا سے جاری کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گردان نہر کی موج اس سبزہ مین یون آئی کہ جیسے فلک اخضر پر قوس قزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوے انکے فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برستی درختون کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہر دو دو پتلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن مین موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب مین چڑھاتے سلک آب مین موتی پروئے نظر آتے تھے سامنے ان نہرونکے بیچ باغ مین بارہ دری بلور کی بنی تھی سراپا لصورت حور تھی کہ **نظم**

ہزارون طور کے سامان طلسمی — در و دیوار کے سب نقش جسمی
بہت تھا اس جگہ سامان مہیا — طلسمی سب وہان کے نخل اور جا
طواف باغ مین سب حلقہ آور — زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
گلون کے منہ کھلے فیض ہوا سے — ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے
وہان جو نہر اور فوارہ پایا — کسی نے خوب دونون کو بنایا
کہ اٹھتا تھا مزا اُنسے نظر کو — کھنچا جاتا تھا دل از خود اُدھر کو
نظر آتا قریب اس کے نیا ڈھنگ — کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوشرنگ
انھین مین سے اچھلتے تھے برابر — پریشان ہو کے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے — بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا وہان کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر ہے بری از تقریر ہے دیوارو مین بارہ دری کی تصاویر شاہان روئے زمین و ساحران باتمکین بنی تھین اٹھارہ سو ساحر اور جادوگرنیان مصروف انتظام تھین ایک ایک ساحرہ حسن مین بیمثال غیرت مہرو ہلال تھی وہی یکتا بیمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب تا زمین آئین و تعظیمت تمام لیکر مقام صدر پر پہونچین وہان تخت جواہر گستردہ تھا سامان عیش و رحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو مین قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوے وہ پریان طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگین بعض انمین سے اسباب رقص لے کر ناچنے لگین جلسۂ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل — تصدق جس پہ تھا ناہید کا دل
سمان وہ رقص نے باندھا وہان پر — کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شدومد سے ناچ گانا — نہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پالے کو بی — قیامت تھی صدا اُن گھنگرؤن کی

روان ہوا ہر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ **ابیات**

کہ جب آغاز عکس نہر آیا — سحر نے پردۂ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن — ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہوکر چند رفیقون کو ساتھ لے کر کنارے دریاے سحر کے آیا کچھ افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن بادکے کنارۂ چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا دروازہ بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل در مذکور ہوا ہمراہیان حیرت کی اس مقام پر آنکھین بند ہوگئی تھین مگر بادشاہ اور اُسکے ساتھی اپنی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونیکے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہین دکانین کھلی ہین دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی نہنگ صورت ہی کوئی مگر دہان ہی کوئی گھڑیال چہرہ ہی کوئی ماہی بدن ہی جادوگرنیون پر ماہی گری کا جوبن ہی سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی بارہ دری یاقوت کی ہی کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہی تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہی کہ **نظم**

سراپا قصر زرین قرب اور دور — نہین ہے دیکھنے کا جن کے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب — زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے معطر — زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آبپاشی کی تھی اس جا — گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو — چلی آئی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچون مین ہر جا کوٹھیان ہین — ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین
ہزارون ماہرویان سمن بر — نہ رکھتی تھین جو اس دنیا مین ہمسر
جما جلسہ ہے اُنکا ہر مکان مین — ضیا باری ہے حسن گلرخان مین

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا وہی ساحر ماہی بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک اس شہر کا بادشاہ کے استقبال کو بحشم و خدم حاضر ہوا اور نذر دیکر بسان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمین بارہا برج بنے ہین اور ملکہ حیرت داخل قصر مذکور ہی نظر پڑا شاہ داخل قصر ہوا حیرت کو چیلون نے سحر کے خبر دی وہ شہنشاہ آئے کہتی ہوئی دوڑی اور تا بدر قصر بہر استقبال مع وزیر آئی بادشاہ نے اسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات جاگنے سے چشم نرگس شہلا تھی اب نرگس مخمور ہی روے پرنور پر سرخی کا وفور ہی بادشاہ کو نغمۂ آب زلال وصال تھا اُسنے آب حیوان دہن سے اُسکی روح کو تازگی دی بوسہ لب شیرین کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر ہو کر سیراب ہوا بوسہ لینے سے ملکہ نے اس طرح شرما کر آنکھونکو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھام کر اسی چہل ستون مین آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیون پر بیٹھے وہ تخت اور کرسیان

مکان دلچسپ برگ و شاخ و اشجار — بہار افزا بشکل قامت یار
گلون کی نکہتین بھاتی تھین دل کو — ہوائین عیش کی آتی تھین دل کو
زمین صندلی گذری نظر سے — مشابہ اس کی بو پائی اگر سے
کہین تھے چھپے دیوار و در سے — کہین لکھا ہوا یہ آب زر سے
نہ رکھنا یان قدم اے دوست زنہار — مگر جس دم ملے کوئی خبردار
کہین تھے طائران بو العجب رنگ — کہین تھے نغمۂ اطراف سے سنگ
کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن — کہین سرو چراغان پر تھا جوبن
کہین بہتر قمر سے روشنی مین — رہے ارمان جنھین دیکھے سے جی مین
درختون سے روان دریاے زخار — شجر کے برگ مچھلی سے نمودار
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو — کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اُسپر ملکہ حیرت جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی تراشی ہوئی لگی تھین اُنپر اور ساحران نامی متمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر ضرغام کو لپیٹے سامنے حیرت کے آئی اس نے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اس نے زنجیر سے عیار مذکور کو چھڑایا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے تو یہان کہان آیا ارے موڑی کا ٹو تم تو ہمزاد ہوگئے کہ جہان جاؤ وہان ساتھ ضرغام نے کہا میر ابھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا آیا مثل یہی آتی ہے کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین نکالتے ہین تم نے تو میرے طمانچہ مارا ملکہ موصوفہ اس کلام بیباکانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لیجائیے اُسنے جواب دیا کہ کیا مین اس زمین کے موتی توڑ لونگا اتنا اترانا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سبھی جائینگے رہنے کو یہان کون آیا ہے بیت یہ بے سبب نہین خالی گھرون کے سناٹے ✦ مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو ✦ حیرت نے کہا مین تیری لسانی مین نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون ضرغام نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اُسکا نہ مانا اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اُس سے کہا کہ اس عیار کو اس پار دریا کے لیجاکر چھوڑ دے پنجہ اسکو اٹھاکر روانہ ہوا آنکھین اسکی بند ہوگئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار دیکھا تو پل خونروان اُسیطرح جیسے پہلے تھا بنا ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مارتا ہے اُس دروازۂ بلور کا کہین پتہ نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور وہان سے اپنے لشکر کیطرف پھرا راہ مین جانسوز ملا اس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملکر خدمت ملکہ بہار مین آئے کیونکہ بعد جانے مہرخ کے بہار بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اس سے تمام ماجرا معرض بیان مین لائے بہار کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون ساحر دریاے سحر سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو نحوست کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تو دروازہ پل خونروان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنیکا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور دروازۂ طلسم خاور کھلا اور دریاے خون سرخی ضیاے مہر کا عالم مین

سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ آپنے مجھکو کیون یاد فرمایا ہی اُسنے کہا کہ اے طلسم جادو تم مختار دروازہ پل خونروان کے ہو
حکم شہنشاہ ہی کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہین بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر
مذکور نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا مین کود کر غائب ہو گیا دریا بھی ناپدید ہو گیا حیرت بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ
مین آئی او رابرلیق وزیر کو طلب کر کے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب ریلائے خونروان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے
بڑھی عیاران لشکر عمرو تو ہر وقت بہر خبرگیری بصورت مبدل لشکر مین پھرا کرتے ہین اسوقت ضرغام صورت ساحر کی بنے
بنے پھر رہا تھا اسنے حیرت کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا انھین مین ملکر ساتھ ہولیا ملکہ مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا
سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لائیے مین نے دروازہ پل کا کھولدیا ہی ملکہ اس پل کے نیچے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا ہی یعنی
جسپر زنگی لڑ رہے ہین اور پریان ہوئی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا دریا ہٹ گیا تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا
تھا وہ آب و تاب و صفا اسمین تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا حیرت مع جملہ رفقا کے اُس دروازے مین داخل ہوئی ضرغام
بھی چلا گیا کسی نے تعارض نہ کیا مگر جب دروازے مین قدم رکھا آنکھین سب کی بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی
دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہی اور اس قصر فلک رفعت مین ہزارہا برج تعمیر ہین خوبی مین ہر برج پری کی تصویر ہے
ہر برج آسمان کی وہ برج جان ہین کنول اور جھاڑ اسمین فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہر
برج مین ہین فرش جواہر کا بچھا ہی جواہر نگار ہوا کہ انبار لگا ہی زینت کاشانہ مشکوئے قیصر وخاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت دہ
قصور جنان تھا کہ

نظم

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف — بشکل عارض جانان بہت صاف
ہراک خوش وضع خوش پہلو خوش اسلوب — نظر جس پر پڑی پایا بہت خوب
مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
انھین مین ایک تھی بارہ دری بھی — کہ ہوسکتی نہین تعریف اُسکی
مکان وقصر بے مانند و نایاب — نہ ہون عالم مین وہ موجود اسباب
کنول روشن تھے دی تھی شمع نے لو — زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
سہری پر ادیچے خوب براق — لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ضرغام اس مکان کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑ کر اس برج سے اس برج مین اور پھر دوسرے
سے تیسرے مین پھرنے لگا یہانتک کہ دو تین برج مین پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑاقا ہوا اور ایک زنجیر ہر برج سے چمک
کر اسکی جانب چلی یہ ہرچند بھاگا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر مین لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار بھی کھنچکر سر برج پر آیا چھت اسکی
شگافتہ ہو گئی اور زنجیر باہر اُسکو لائی یہان دیکھا تو نہ برج ہین نہ قصر ہی مگر ایک باغ فرحت افزا لگا ہی بہار باغ پر عندلیب
خاطر ہر ہزار جان سے شیدا ہی نہرین بسان کہکشان بصد فروغ وضیا رواں پانی انکا فرط صفا سے مثل مہتابان
بیچ باغ مین چہل ستون جواہر نگار کا بنا تھا کہ جو فلک بے ستون کے کواکب درخشان کو شرماتا تھا وہی جادو کا مکان بنا تھا کہ بموجب

عتاب کرکے خطاب کیا کہ کیون بالزادی تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اسنے عرض کیا
کہ ملکہ عالم مین سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہی تو سردار آپکا اسپر ظلم کرتا ہی یہ سنتا تھا کہ ملکہ مذکور آگ ہوگئی اور کہا او قحبہ
تمام مالکان دربند طلسم کو بلوا کر خواجہ کو مین نذر دلوا چکی ہون اسلیے کہ سب ساکن طلسم خواجہ کو پہچان لین غلغلہ تشریف آوری
خواجہ تمام طلسم مین ہی اور تو آجتک پہچانتی نہین معلوم ہوا کہ تو بھی بغاوت رکھتی ہی یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک
شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر آگرا کہ دھڑ دھڑ جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک
ہوگئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہون سب حاضر ہون دیکھا تو پھول سے اس گلشن کے پچھ پریزاد
عورتین پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُنپر گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغاے عظیم
برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہوگئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو
وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اس باغ سے دوسرے بنگلے مین آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہی
کہ چار بنگلے پر تکلف بنے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی و آراستگی مین کہین زیادہ تھا دروازے اُسکے سب کھلوا دیے
ایک طرف صحراے سبزہ زار ہین ایک جانب دریاے زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کوہ کوہسار نظر آیا ملکہ نے ہر رخ کو مسند
زرنگار پر بیٹھا یا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان خوبرو جام مے خوشگوار دیتے تھے
رقاصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین مگر حال حیرت
سنیے کہ یہ جو طبل آسائش بجوا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین تخت پر تمکن تھا رات کا دربار تھا
بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہونچی سب سرداران نے تعظیم دی شاہ
طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہی کہ نخوست
وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا اختر کا سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا
اور کہا اے ملکہ یقینی یہ امر ہی کہ اس مرد صحرائی یعنی کوکب سے بگڑ گئی اور اسکی قضا پھر آتی ہی اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ
طلسم خونروان کا کھلوا دو مین بیابان آتش فشان مین جاؤنگا اور وہان کے محافظ کو تمھارے ساتھ کر دونگا دیکھون
تو اسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطورہ یہ حکم سنکر اُٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی یہان اسکی غیبت
مین ابرق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ اے
ملکہ فرمائیے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا کہ وہ خود تشریف لاتے ہین اور ابکی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابرق یہ
کلمہ سنکر ٹھہر گیا کہ مین بھی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤنگا چنانچہ اسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جا کر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہانسے اُٹھکر
علیحدہ خیمہ مین گئی جا کر دیگر سحر خوانی مین مصروف ہوئی بعد لمحہ کے ایک دریاے زخار و تھار موج مارتا خیمہ مین صحرا کیطرف سے آیا اور اُس دریا
سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سرخ تھا اور سارے جسم پر چھلکے فلس ماہی کیطرح جمے تھے شکل مہیب سے اسکی گھڑیال کا زہرہ آب ہوتا نہنگ
بحر اعظم کا دل پانی پانی دشوار زندگی عقرب و سرطان فلک برج حوت مین خوف سے چھپتے مردم آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی مین
رہنا اختیار کرتے بیت بدی ہمین رہی تھی شکل دشمن کی گھٹتے زمین کے زیر دامن ۔ اس ساحر نے حیرت کو

لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی لکھوانے کو کون مانیگا عمرو
نے کہا اچھا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس شرط پر دی تھی کہ میں قاتل کی بھی سفارش درج وصیتنامہ
کرون اُسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون سابق ہے میں تجھکو مہلت نہین دیتا عمرو نے کہا خفا نہو جیسے مجھے لکھتے دیجیے
ویکھیے تو لکھتا کیا ہون جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اُسنے یہ کلام پسند کر کے مہلت دی عمرو نے
زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر بیضۂ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور آب و صفا مین گوہر
شب چراغ کو سامنے اپنے ماند بناتے تھے نکالے ان موتیون سے وہ جگہ ضیا بار ہو گئی ساحر نے اُن دُرہاے بے بہا کو
دیکھ کر پوچھا کہ انکو کیا کروگے اُسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدینگی اُسنے کہا یہ موتی
تو مین لونگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو مین بھیجا دون خواجہ نے کہا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین تجھے دون اُسنے
کہا مین لونگا غرضکہ تا دیر اس امر مین تکرار رہی آخر نحس نے ہاتھ پکڑکر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اُسنے تامل کیا اور موتیون کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے
لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور انمین سے بھاپ نکلنے لگی یہانتک کہ وہ بھاپ مہین مہین دھوان ہوکر اُسکے دماغ
کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے براہ استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیون
ہوے جاتے ہین پس آنکھ کے قریب ہاتھ لانے سے دھوان بیہوشی کا ناک مین اچھی طرح گیا اور چھینک مارکر سامنے خواجہ کے
گرا اور بیہوش ہوگیا یہان تو یہ ہنگامہ گذرا اگر بنگلے مین بعد کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی گھبراکر مہرخ سے کہا آپ کی
باتون مین خیال نرہا خواجہ نہین معلوم کدھر نکلگئے یہ کہکر ساحرون سے حکم دیا کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا مین جسکا
حال اول بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہین نشان نملا ملکہ سے اگر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر
اُڑتا ہوا اس بنگلے مین آیا اُس سے استفسار کیا کہ خواجہ کہان ہین اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ اب بھی خبر خواجہ کی
اپنے لی تو بہت اچھا کیا خواجہ کو نحس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ بران یہ حال سنکر بیتابانہ اُٹھی اور اُسی
دروازے مین چلی اُسکے ہمراہ جملہ ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی ازبسکہ رات تھی تو نتیجہ
سحر کی صدہا شعلین روشن کیے ہوے از خود برجست سے پیدا ہوگئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن بنگیا عمرو روشنی دیکھکر
گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر دو مین تن ہو زنبیل سے دو پتھر نکالے
ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل یا بھیجا اسکا پاش پاش ہوگیا شور اُسکے مرنیکا برپا ہوا بران بہت
جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر سے یہ ہنگامہ بلند ہوا اسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہین غرضکہ نزدیک آکر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ
مہرخ و مخمور وغیرہ نے بھی تعریف کی عمرو نے کہا خوب آپنے سردار اپنے یہان رکھے ہین کہ دشمن جان ہین یہ حرامزادہ
کام میرا تمام ہی کر چکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران کو اس کلمے سے حجاب ہوا اور گردن جھکا کر کہا کہ قصور
مجھ سے خطا ہوئی جو مین نے آپکی خبر نرکھی یہ کہکر بغضب تمام پکاری کہ اے گلزار جلد و جلد حاضر ہو سب نے دیکھا کہ آواز
دیتے ہی گوشۂ باغ سے ایک ساحرہ حسین و کمسن زرد زیور و پوشاک جواہرکار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اُس سے

کہ مین واقف نہین اس سرزمین سے — نہ آجائے بلا کوئی کہین سے
غرض کچھ دور بڑھ کر پھر پھرا وہ — ٹھٹکتا تھا برابر جا بجا وہ

جب براہ اندیشہ اس گلشن سے یہ پھرا نحس جادوگر اُسنے آتے دیکھا کسلیے کہ وہ دشمنی پر کمر باندھ چکا تھا جب خواجہ کو اُسنے اس دروازے مین جاتے دیکھا تو عقب مین انکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہین پھر ایسا وقت نہ ملیگا چلکر اگر قابو پاؤ تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمرو نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ یہ سرداران بران مین سے ہی یہان کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سر سمت کی کر دیگا یہ سمجھکر اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم اکیلے یہان پھرتے ڈرتے تھے چلو ذرا سیر کرا دو اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے مین سیر کرالاؤن پس دونون آگے بڑھے نحس باتون مین لگائے ایک چمن مین اسکو لایا اور وہان ٹھہر کر جیب قبا سے چند الائچیان نکالین اور کہا خواجہ یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہان اور تو کچھ حاضر نہین خیر یہی شغل سہی عمرو اُسکو بران کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ یہان جتنے ساحر ہین سب میرے طرفدار ہین بس بے وسواس وہ الائچیان لیکر ایک الائچی کے دانہ نکالے اور کھاتے ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب بیت طبیعت صورت دیوانہ برہم + رہے اپنے نہ قابو مین ذرا ہم + نحس نے جب اسکو بیخود دیکھا فوراً سحر پڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر شکل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اٹھا کر ایک گوشے مین اُسی باغ کے لاکر چاہا کہ ذبح کرے لیکن بموجب بیت نگہبان جسکا ہو پروردگار + نہ آزار اُسے دیسکے نابکار + نحس کے دلمین خیال آیا کہ اسکو مسحور بسحر اچھی طرح کر کے ہوشیار کردن تاکہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے حسرت و افسوس سے قتل ہو یون حالت بیہوشی مین مارا تو اچھا نہین غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے حصار کردیا اور ردسحر پڑھا کہ عمرو ہوشیار بھی ہوا اور جو حالت دیوانگی تھی جاتی رہی اور اس ساحر کو خنجر بکف دیکھکر بہ تمام گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نحوست کو ملکہ اختر کے ہاتھ سے قتل کرایا اور بانی فساد دو ملکون مین طلسم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ عظیم اور مفسدہ بزرگ برپا ہے مین تجھکو دیکھ تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ روح تیری تا قیامت تڑپتی رہے عمرو نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نہ کرو مین اس طلسم مین رہونگا اور تمہارے بادشاہ سے مدد نہ مانگونگا اُسنے جواب دیا کہ اے مکار تیرے فقرے کو کب مانتا ہون اور دیکھو پہلے تیری دونون آنکھین نکالتا ہون پھر سب اعضا جدا کرونگا تڑپا تڑپا کے مارونگا عمرو نے یہ سنکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ مین ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینہ پر رکھ لون یقین ہے کہ مجھکو قتل کر کے بھاگ جائیگا اور ملکہ بران تلاش کنان میری لاش پر تشریف لائینگی پس اس وصیت نامہ پر جو میرے پاس سے برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت مین تجکو ایک شرط سے دیتا ہون کہ وصیت نامہ مین میری سفارش بھی لکھنا یعنی لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہ ہو اور کسیطرح آزار میرے معاوضہ خون کی نسبت اُسکو نہ پہونچائے عمرو نے کہا یہ باتین تو مین نہ لکھونگا اُسنے جواب دیا تو پھر مین مہلت نہین دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھدونگا اور

یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل — بنے اک دم مین وہ جا شاہ منزل
وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر — ہوے اک بات کے کہنے مین حاضر
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام — حسینان پری پیکر گل اندام
طعام و آب میوے ہر طرح کے — نہین دیکھا جنھین اب تک کسی نے
غرض جب بزم نے زینت یہ پائی — نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی
سر مسند ہوے سب جلوہ آرا — کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا
دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش — ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دور جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگین مہرخ کی خاطر مین بران بدل مصروف تھی اسی ہنگامۂ عشرت و جلسۂ مسرت مین مہرخ نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہان بٹھا رکھا وہان اگر اور عیار نہوتے تو ہم لوگ ابتک ہلاک ہو جاتے بران نے جواب دیا واقعی شکایت آپکی جا سے ہے لیکن خواجہ کے مقدمہ مین مجھکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہے خواجہ تو مہمان شہنشاہ کوکب ہین مین صرف انکی خدمتی ہون بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیارون نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیارون کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتون کو طول ہوا عمرو وہان سے اٹھا کہا اے ملکہ آپ دونون صاحب جبتک باتین کرین مین سیر کر آؤن بران عیارون کا حال سننے مین ایسا محو تھی اور انکی فطرت مین سنکر آفرین کرتی جاتی تھی تنگ ہو رہی تھی اسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمرو بنگلون کی پشت کی طرف جو دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر آگے بڑھا اور تو بنگلون کے صحرا تھا کہ جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اس طرف ایک باغ پر بہار عجوبۂ روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کہ چمن گلہاے لالہ و گل سے مملو کہین خیابان مین یاسمن و شبو ہر گل لطافت انگیز اور کہین کیوڑا کہین نسترن کہین نازبو کسی جگہ سوسن دہ زبان کہین سرو دلجو کسی جانب شمشاد برلب جو انپر قمریون کی کوکو فاختہ کی حق سرہ کہین سنبل تر بشکل گیسو غرضکہ ہر گل نہایت خوبرو وہ مکان سراپا جادو کہ بموجب نظم

جو دروازہ تھا باغ جانفزا کا — تماشہ تھا وہان ہر مدعا کا
طلسمی جانور طائر تھے گویا — دُر و یاقوت سے لبریز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ — نظر آتے تھے ہر شئے مین نئے ڈھنگ

فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا در و لعل و یاقوت روشن پر چڑھے شب ماہ مین یہ ظاہر کہ زمین پر ستارے جڑے تھے عروس گلشن زیور جواہر مین پہنے ہوے موتیون کے جال درختون پر پڑے نیا لطف دکھاتے تھے شاہد بہار کو پھانس لینے کی تدبیر بتاتے تھے عمرو چاندنی کی بہار دیکھتا مگر دل سے خوف تھا کہ یہ جگہ طلسم ہے ہر قدم پر آفت یہان دھری ہے باخاطر پربیم ہر سمت پھر رہا تھا کہ نظم

بڑھا سوئے گلستان حسب تعلیم — مگر خاطر مین پیدا کثرت بیم

گلاب سحر دونون پر چھڑکا کہ ہوشیار ہوئین پری نے عرض کیا کہ بڑی لڑاکا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا بران نے پری کو گھڑکا کہ خبردار کلام بے ادبانہ منھ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپکے ساتھ یہ بڑی بے ادبی سے پیش آئی معاف فرمائیے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسوجہ سے آپکو اٹھا لائی مہرخ نے کہا مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کیجیے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواجہ سے مہرخ اٹھکر لپٹ گئی دونون ملکر دیر تک رویا کیے بران نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر مخمور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے بران نے ان پریون سے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب مین سما کر غائب ہوئین اور انکیون آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ بران اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سب کو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سب نے اپنے تئین پایا اُس میدان مین ہر سمت درختان پر بہار سبز و شاداب لگے تھے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طائران خوشنوا زمزمہ سنج و نغمہ زا تھے چشمے پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی دید پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اس اودی گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین مسی آلودیار یاد آتے تھے بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے کہ

نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب
نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب

نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان مین
بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین

بہت خوش رنگ پھل لاکھون طرح کے
نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے

وہ شاخون سے بہم شاخین خمیدہ
کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ

بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے
بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے

ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار
وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دوچار

لبالب آب شیرین ان مین جاری
عجب صورت کی بید آبداری

کہ جی قربان صدقے روح بیتاب
گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب

ہنر صانع کے تھے ان سے ہویدا
کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا

جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین ہین
جہان جاؤ یہی سمجھو یہین ہین

درختون کو انھین سے فیض حاصل
جدھر دیکھو عجب اک لطف کامل

وہ بنگلے یون بنے تھے اس جگہ خوب
در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب

بچھا ہر سمت فرش خوش نما تھا
جواہر کار ہر مسند بچھا تھا

نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے مقابل

ہوئی داخل جو ان بنگلون مین بران
برائے خاطر مہمان ذی شان

یہان بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہون کسلیے کہ آپ اُنسے بہت عرصہ ہوا کہ ملاقی بھی نہین ہوے فی الجملہ آپکی خاطر مبارک اُنکی ملاقات بہجت آیات سے منبسط و مبتہج ہوگی یہ کہکر پھر ایک پریزاد آفتاب طلسمی کو پکار کر اے ملکہ **شعلہ حسن** جا ؤ ملکہ **مہرخ** کو بآرام تمام اٹھالاؤ مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اُسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف ہونے پائے یہ کہکر ایک انگشتری ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو پہنکر اور آفتاب مین پوشیدہ ہوکر روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہان ہمراہ **بران** جو سردار عالیشان آئے ہین انمین ایک ساحر نحس جادو نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا از بسکہ جب **کوکب** **افراسیاب** سے اتحاد تھا تو اسنے اس طلسم کی آب ہوا کو پسند کرکے خدمت **بران** مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اسکا طلسم ہوشربا مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم پر خواجہ کے دیکھکر اشک حسرت آنکھون مین بھر لایا اور غریزی عروق مین خون جوش زن ہوا بدشواری ضبط رنج کرکے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ سب فساد اسی کمینہ دزد **عمرو** کا ہے اسکے باعث سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پاکر کام **عمرو** کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر فکر قتل خواجہ کرنے لگا اُدھر لمحہ مین **شعلہ حسن پری** لشکر **مہرخ** مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا چل رہا تھا کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر ہمپر بھیجا ہے یہ سمجھکر ناریل اور ترنج سنبھالے مگر آفتاب سے **شعلہ حسن** نے نکلکر **مہرخ** کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ چلیے آپکو ملکہ **بران** نے بلایا ہے یہ کلام سنکر کسی کو اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا یہ سحر بھیجا ہوا ہے غرضکہ **مہرخ** نے کہا کہ لشکر میرا تنہا رہیگا بدین وجہ میرا جانا ممکن نہین پری نے کہا مجھکو حکم لیجانیکا ہے مین بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجاؤنگی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ **افراسیاب** ہے بس **برق** عیار نے کرسی پر سے اٹھکر اس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی اسنے کمند ماری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کمند کھلکر الگ ہوگئی اور اُسنے بعتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد ہوا ے بایمان خودا گر حکم ملکہ عالم تمھارے آرام دینے کا نہوتا تو ابھی سبکو خاک سیاہ کردیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو نہین مین زبردستی لیجاؤنگی اسلیے کہ ملکہ دوران منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہان عرصہ گذرا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ بڑھایا کہ **مہرخ** کو اٹھا کر لیجاؤن **مہرخ** نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر اور ہوتا تو سر اُسکا اڑجاتا مگر یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھاکر مثل شعلۂ جوالہ چمک کر گری اور ملکہ مذکور کو پنجہ مین دابکر لے اڑی سب ساحر لینا لینا کہکر اٹھے ناریل ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہوگئی اور ایک ہی سناٹے مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتنا تو ہوا کہ جس آفتاب مین مخفی ہوکر آئی تھین اُسمین نہ جاسکی پس ایک مقام پر جب دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کہ بلائے جب وہان ٹھہری **مہرخ** متوجہ ہوا سے بیہوش تھی ہوش مین آگئی اور اُٹھکر اُسنے ایک لات اس پری کے بڑے زور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ زبردست ہے پری لات کھاکر بیہوش ہوگئی لیکن جب بیہوشی اسپر طاری ہونے لگی اُس نے بھی ایک طمانچہ **مہرخ** کے مارا کہ ادھر پری اُدھر مہرخ دونون بیہوش ہوکر گرین لیکن انگشتری ملکہ **بران** کی پہنے تھی اس انگوٹھی کے کئی سو پیر تابع ہین جب یہ بیہوش دونون ہوئین پیر پنجہ بنکر گرے اور دونون کو اٹھا کر آن واحد مین اس گنبد طلسم پر لائے کہ جہان **بران** و **عمرو** تھے **بران** نے اُٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر ملکہ موصوفہ نے

آسمان تھا خبر پر پہونچا مین **اختر** عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین میرا فخر ہو آپکی خدمت مین رہنا مین اپنا گھر سمجھتی ہون کچھ انکار ہو مجھے کھانا کھانے مین مین ضرور رہجاتی مگر مجبور ہون کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان سنکر بہت متردد تھے ہین منے مجھکو اسلیے بھیجا ہو کہ جلد جاکر مدد کرون اور پھر خیریت یہانکی وہان جاکر کہون لیس اگر ٹھہر جانے سے خواجہ اور زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدا نے چاہا تو خواجہ ادرمین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا بجالاؤنگی الحاصل بہزار دشواری رخصت یاب ہوکر مع سر **نخوست** روانہ ہوئی یہان **مہرخ** نے لاشہائے مقتولان لشکر خود اٹھوائے اور ڈھنڈھورا پٹوایا لشکر جو فراری تھا وہ آباد ہونے لگا بازارین کھلگئین بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب ہوے عیار بھی لشکر مین آئے نذرین فتح کی گذرنے لگین ملکہ موصوفہ سریر جہانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اس شب کو آرام نہین کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہو لیکن **اختر** جو یہان سے روانہ ہوئی **بران و عمرو** نے سب ماجرائے جنگ اس گنبد پر سے دیکھا **بران** نے خواجہ سے کہا ابتو آپ خوشنود ہوے خواجہ نے کہا اے ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہو بھلا میرا دل کب مانتا ہو طلسم ہوشربا یہان سے کسی منزل ہو نہین معلوم وہان کیا سانحہ گذرا تم نے بزور سحر نیا تماشہ مجھکو برائے تسکین خاطر دکھا دیا خدا ہمچنین کند جیسا کہ ماجرا مین نے دیکھا ہو مگر دل ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہو **بران** ان باتون کو سنکر ہنسی اور کہا مین آپکی طمانیت دل کے لیے **اختر** کو یہین بلواتی ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین سے نکلی تھین انمین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلالاؤ وہ حسب الحکم ایک آفتاب کے قریب گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ **اختر** اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہو چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے آواز آئی کہ اے ملکہ چلیے آپکو ملکہ بران نے بلایا ہو وہ گنبد جہان نمائے طلسم پر استادہ ہین اور آپکو دیکھ رہی ہین **اختر** نے یہ حال سنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہوکر چلا اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوے تھے اسیطرح ابر گھر آئے افسر و لشکر ابر مین جاکر غائب ہوے اور زمین مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور مار و اژدر وغیرہ سب جاچکا اس آفتاب سے پری نے باہر آکر پنجہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر گنبد طلسم مین آیا پری پھر باہر نکلی اور **اختر** کو سامنے حاضر کیا **اختر** بیہوش تھی بعد لمحہ کے جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ اور ملکہ کو سلام کیا اور سر **نخوست** کا نذر دیا **بران** نے وہ سر لیکر قدم پر **عمرو** کے ڈالدیا اور کہا کیون خواجہ سلامت اب آپکو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہو **عمرو** نے ہنسکر جواب دیا کہ اے ملکہ مجھکو بڑا تعجب ہو کہ واقعی یہ اصلی **مہرخ** تھی جسکو مین نے لڑتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے مطیع نکلا تھا اسمین کچھ شک و شبہہ نہین ہو اور مین آپکو برائے اطمینان خاطر ایک پتہ دیتی ہون وہ یہ ہو کہ آپکو جب مین **غربال** کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپکو ڈھکیل دیا تھا تو آپ اس طلسم سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچگئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو بھی جانیے اور شبہ کسیطرح کا نہ کیجیے **عمرو** نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہو گمہ مین گیا کہ دن دل کمبخت میرا تسلی یاب نہین ہوتا ہو ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت آپکی ہو جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت کرتے ہین ظاہر من الشمس ہو اچھا مین ملکہ مہرخ کو

جلنے لگے اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر مین جسم کے غلل ڈالا آب تیغ نے کاخ خاک تن کو لشکریون کے ڈھا دیا آتش سحر نے باد نقش کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر راستہ جہنم کا پکڑا دریا خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ غل مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلون اور ترنجون کے چلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونجتا تھا سائیں سائیں آوازین آتی تھین کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیر چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سر و تن کا ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی کہ

نظم

ہزارون افعی رہزن غضبناک	نگاہین خشمگین ان کی وہ چالاک
برابر حملہ آور ہر طرف سے	جنھین دیکھے سے ہوش اڑجائین سب کے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے	نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
کہ پیچھے اُن کے لڑنے والے انسان	قوی ظالم ستمگر دل پریشان
نکلتے تھے دہن سے ان کے شعلے	بڑی زنجیر ہاتھون مین لیے تھے
کسی جانب سے گینڈے تھے نمودار	ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار
سنان کی طرح سینگ انکے بہت تیز	بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو	بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے	سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے	اندھیرے مین لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسون مین یہ خاکدان پر آشوب دہر تیرہ و تار اور ظلمت آباد نام روزگار ناپاکدا ہوا کہ

نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھا یا ہر طرف ظلمت نے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا اور رات آئی

ملکہ اختر نے فوج مین در آکر سر نحوست کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج نحوست افسر کے مرنے سے بھاگی انکو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پانوٴن اٹھ گئے اسوقت بناچاری ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کر کے آپ مع چند کنیزون کے خدمت شاہ طلسم مین گئی اسطرف جب طبل آسائش پر چوب پڑی مہرخ و بہار مع سرداران ذی تبار کے ملکہ اختر پاس آئین سر ملکہ مذکور پر سے زر نثار کیا اور زبان سے صفت و ثنا کی اختر بھی بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بہزار مکنت و جاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہین مہرخ نے کہا ہم اُمیدوار ہین کہ جمچہ آش تیار کر ین آپ اسکو تناول فرمائین اور آج کی شب یہین استراحت کرین سر مجھ

دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر مہرخ کو یہان سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر اٹھ گئی ہین وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے ہنسکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ کہین موج جیسا طلع انوار تھے انہین سے ایک ایک پریزاد نکلکر ہنستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اطراف کا دروازہ کھولکر کہ جدھر طلسم ہوشربا ہی خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جاکر ایک سورج کو انھین کہین سورج مین سے اشارہ کیا کہ وہ اڑکر دروازے مین لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرگی کرنے لگی بعد لمحے کے وہ آفتاب باہر دروازے کے نکل گیا اور دروازہ کھلگیا بران خواجہ کا ہاتھ پکڑکر قریب در آئی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عمرو نے جو زیر گنبد نگاہ کی طرف ماجرا نظر آیا کہ ایک میل لشکر مہرخ مین بنا ہی گرد لشکر احاطہ کھنچا ہی فوج مین کھلبلی پڑی ہی سرداران لشکر پر مصیبت کی گھڑی ہی سب دست بدعا ہین ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہی عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوا ملکہ نے کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و نقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر بصد کر و فر تخت پر سوار مع لشکر ہشیار و ساحران نامدار و سواران جرار کے آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اس دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار پتلون کے جوان چار رون افسرون کے بنائے ہین مقابل آکر ہمنبرد ہوا از بسکہ اختر کو بران نے سمجھا کر بھیجا ہی کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسر ساحرون کے مطیع ہین اور انکے مرنیسے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس اسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ مالا جو چلتے وقت اسنے گھمایا تھا او نو سو نواسی موتی اسکے بکھر گئے تھے اسمین سے پانچ موتی بلندی پر ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر پر ان چار افسرون کے آکر پڑے کہ مثل اصحاب فیل کے ان پانچون کے سر توڑکر اسفل کیطرف سے نکل گئے ان پانچون کا گوہر جان تلف ہوا غرق بحر فنا ہوئے بیرون نے غل انکے مرنے سے مچایا آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار ساحران کے مرتے ہی قلزم مرگ مین ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور چند گوہر اس ہیل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھوان بنکر اڑگیا وہ ساحر جو گرد میل سجدہ مین گرے ہوئے تھے اور طواف اس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آگئے اور اصلی حالت پر اپنی آکر جانب لشکر حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار لایا مگر بلور نے اسکا تعاقب نہ چھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کہو مزاج کیسا ہی اسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک نارنج اسپر مارا اسنے وہ نارنج سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آ پہونچی ایک موتی اشارہ بجانب فلک کرکے سر نحوست پر گرایا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا کہ کسی طرح اپنے تئین بچائے ممکن نہوا موتی اسکے جسد نحس کو توڑکر پار گذرا شور تکبیر تکبیر کا بیرون نے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھڑے ہوئے تھے جب صدائے مرگ نحوست سنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ تمام سردار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہو کر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے بہار کو بھی ہوش آیا اسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مار کر مل گئے تلوار سحر کی برق کردار چلنے لگی خرمن جان مبارزان

وہ سترہ سو پریزادین ہمراہ صدائے طرقوا بپیدا دور باش چاؤش طلسم پکارتا در طلسم مین پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا تو صحرائے طلسمی ہرا بھرا ہی پھول انواع واقسام کے شگفتہ ہین کوئی گل پریچہرہ تھا کوئی ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیو نکلکر سر ملکہ پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی خاطر رنجیدہ اس پر فریفتہ دیوانہ وار تھی کہ **ابیات**

کہ وہ تھا اک چمن پھولون سے لبریز　　بہت دلچسپ خوشبوئین بہت تیز
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا　　ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا
نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل　　قدم اُٹھنا ہوا اس جا سے مشکل
ہوائین سرد و عطر آمیز آئین　　دہن غنچون کے ایک جوبن دکھائین

جب اس دشت دلکشا سے طرفۃ العین مین سواری گذرگئی عمارات عالیشان نظر آئین کہ **نظم**

وہان پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا　　کہ پُر تھا موتیون سے سب وہ مجرا
کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر　　مدور اس طرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے　　کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا　　تو اسمین اس طرح کا لطف اٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا　　برابر ڈھیر تھے خرمہرہ آسا
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے　　اکہ جن کی شرح ناممکن زبان سے
کہین چاندی کی اینٹین اکطرف تھین　　کہ ابتک آنکھون نے ویسی نہ دیکھین
مصفا وہ عمارت دور تک خوب　　مکان اُس مین جواہر کے خوش اسلوب
سوا اُس کے عجائب اور اکثر　　نظر آتے تھے ہر لحظہ وہان پر
غرض پھرتے ہوئے ہر جا اسی طور　　ہوئے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور
اُسے کھولا تو دیکھا اور سامان　　کہ جس کی شرح مین ہے عقل حیران
کنول روشن در و دیوار تابان　　مصفا فرش ہر جانب تھا شایان
حسینون سے زیادہ حسن مین تھا　　بتاؤن حال اس کا اور مین کیا

اس گنبد مین اکیس سورج مثل مہر آسمانی نکلے ہوے تھے آفتاب سپہر مین اور انمین اتنا فرق تھا کہ اسمین حرارت ہوتی ہے اونمین مطلق تمازت نہ تھی اور اسی طرح ضیا بار تھے کہ مشعل طور افروز روبرو اس نور کے شرمسار تھی **عمرو** نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیکھ کر **بران** سے کہا کہ یہ مال صرف دیکھنے کا ہی یا صرف بھی کوئی کرسکتا ہی ملکہ موصوف نے جواب دیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہر جنگ **افراسیاب** تیار کرایا ہی اور یہ گنبد نئی نئی خاصیتین رکھتا ہی منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہی کہ یہان سے جس ملک چاہو دیکھ لو اور جہان چاہو

حقیقت مین رشک گلشن شداد تھا نہال سبز و شاداب پھلے پھولے گئے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گہنا پہنے کھڑے تھے ہوا وہان کی فرح بخش خاطر شوریدگان سبزہ وہان کا دافع خفقان مجنونان چشمے ہزارون ہزار جاری نہرون مین آب رحمت بھرا ابر اودا اودا سر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین کا زیر ابر ناچنا ساونی پھولی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلابی پوش گلرخسارون کا مجمع نہرون کے کنارے کنارے ہزارہا بازو بط و مرغابی طائران آبی بیٹھا منقار اپنی پانی مین بھگو کر پھر پر یان لیتا خوش فعلیان کرتا گلہاے خودرو سے تمام دشت رنگین عروس بہار کی نہایت آرائش و تزئین کہ **ابیات**

دشت گلہاے سرخ سے معمور	چشم نرگس تھی دیدۂ مخمور
گل ہر اک دلفریب تھا رنگین	دافع رنج خاطر غمگین
ہر طرف آبشار ہوتا تھا	رحمت رب تھا سبزۂ خفتا
بوے گل نے بسا دیے تھے دماغ	دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ

جب اس دشت سے سیر کنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہونچے پانی اسکا صفا مین ورق نقرہ سے کہین بہتر تھا بلکہ بہ از چشمۂ ماہ و خور تھا ملکہ نے آکر دریا پر سحر پڑھا اور آنکھین بند کر لین پھر جو آنکھ کھلی آن واحد مین سب دریا کے پار تھے جب وہان سے آگے بڑھے ایک دیوار فلک فرسا بلور کی دور تک کھنچی نظر آئی کہ سراسر اسکو مطلا کیا تھا اور نقش و نگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے یہان آکر آواز دی کہ اے پریزادان طلسم جلد سواری حاضر کرو بمجرد صدا دینے کے ایک تڑاقا ہوا اور اس دیوار مین دروازہ یاقوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اس دروازے سے سترہ سو نازنین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئین کہ ایک تخت یاقوت کا ساتھ لائی تھین حسن اُن سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہین بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یاقوت نگار سے جسم نازک انکا مزین واقعی وہ سب رشک چمن کیا و راحت جان گلشن ہر ایک کمسن جوانی کی راتین مرادونکے دن سترہ سو نازنین رشک لعبتان چین غرق دریاے جواہر بن لباس سے جسم کو اُنکے آرائش و تزئین اس دروازے سے نکلین ایک ایک افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک ایجاد ستمگری و بیدادی مین استاد عاشقونکے ارمانونکی نسبت جلاد گلرد سمن بدن ستم ایجاد کہ **نظم**

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر	لیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے ڈھائی	سیہ بیمار کو بدھی بینائی
خم ابرو سے پیدا شان شمشیر	مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر	شفق اس پر تصدق شام اسیر

وہ سب شہر یاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اُٹھاے سامنے ہر ان کے آکر تسلیم کر کے باادب تمام ٹھہرین ملکہ مذکور نے تخت پر خواجہ **عمرو** کو برابر اپنے سوار کر کے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت دلپسند ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زین پر زر سے کسے کساے اُسی دروازے سے اڑتے ہوے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوے ڈنکے بجے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اس دروازہ طلسمی مین داخل ہوئی

مزین و رنگین جھولیان بادلہ نگار گلے مین بصد تزئین ان سب نے ایک سمت پر جا پایا پھر جسجگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور انپر جادوگرنیان سوار ظاہر ہوئین کہ حسن مین بیمثال نہایت حسین و صاحب جمال تھین کوئی لباس سبز زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم منور کی روشنی اس لباس مین یون تھی کہ جیسے چمنستان مین کسی نے چراغ جلائے ہین یا آتش گل سے باغ دہک رہا ہے یا ابر سبز مین برق چمک رہی ہے کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن و جمال کے ساونی پھولی تھی کسی کا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت سے چاندنی نے کھیت کیا تھا کسی کا رخسار تابناک اودے دوپٹے مین یون نمایان تھا کہ جیسے بدنی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہے ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کار پہنے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئی ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اُسکے سوار ہوتے ہی دو اژدہے زمین سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور پتلے چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے انھون نے نقارے بجائے ڈنکے پر چوب پڑی ہزارہا نقارہ بجنے لگا اور صدہا نرسنگا اور ناقوس بجا تخت کے گرد ہزارہا کنیزان زرین لباس آکر سر ملکہ پر مرچھل جنبان ہوئین اور اُسوقت اختر مثل اختر فلک کے بنگئی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا ابیر قیمتی جھنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اڑکر روانہ نہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر اڑا اور روے گیتی تاریک ہوگیا سواری دوش صبا پر ملکہ اختر کی چلی کہ

نظم

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے
ہوا پر ساحر نامی وہ سب تھے

ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین
نشانی سامری کے جنگ کی تھین

کہین نقارے بجتے اور ناقوس
کہین اڑتے ہوے جاتے تھے طاؤس

فلک تک اختر ذیجاہ کا تخت
بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت

ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے
دیا موتی نچھاور ہو رہے تھے

گھٹائین آئین ابر سحر برسے
فلک پر ہیر آکر چھا گئے تھے

غرض اس شان و شوکت سے وہ ذیجاہ
مع لشکر روان تھی سمت جنگاہ

اسی راہ دروازۂ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کیجانب چلی اور بران خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت پر لائی لیکن عمرو کو تسکین کہان دمبدم بیتابیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فردا ے کاش عمرو کو موت آتی + چرخ کی جدائی ہے ستاتی + بران نے یہ بیقراری خواجہ کی دیکھ کر کچھ باتین ادھر اُدھر کی غم غلط کرنے کو کرکے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ سیر طلسم چلکر کرین خواجہ نے ہر چند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے اسوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین چبھا ہے ملکہ نے اسکا عذر کچھ نہ سنا اور مع چند سرداران ذیشان کے روانہ ہوئی تا ظمان ملک بھی چند ہمراہ ہوے ملکہ بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک دھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ مین لگا اس انجن سحر کے لگتے ہی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم و سبزہ زار مین اپنے تئین سب نے پایا کہ وہ مرغزار مینو نژاد

تصور ہے جس مے کا ہر صبح و شام / تمنا ہے جس مے کی دل مین مدام
وہ مے جس سے دکھلائی دے روے حور / وہ مے جسکو بولین شراب طہور
وہ مے وصف جس کا ہے قرآن مین / وہ مے واشربوا جس کی ہے شان مین
وہ مے جوے کوثر پر جو پیتے ہین / وہ مے مردہ دل جس سے سب جیتے ہین
ذرا دیکھ اے ساقی پارسا / بہار چمن کا نیا ماجرا
ہوا پھر جوان موسم روزگار / چمن مین نئے سر سے آئی بہار
لیے بلبلین پھول منقار مین / پڑی پھرتی ہین آج گلزار مین
ادا مین ہے ہر گل کے مستی بھری / گلابی ہے غنچون کے منھ سے لگی
لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار / کہ ہو جیسے آئینہ خانے مین یار
کٹورا سی ہے چشم نرگس کھلی / یہ ہے تاک انگور کو تاکتی
بڑھی ہے بہت حرمت دخت رز / لب جام پر ہے یہ جاری رجز
کہ مین بادشاہون کے ہون منھ چڑھا / طلبگار جمشید میرا رہا
صراحی کے قلقل سے ہے یہ صدا / مجھے فخر زیبا ہے بے انتہا
کہ مین ہون شبستان بنت العنب / جہان رند آ سجدہ کرتے ہین سب
فتحیاب ہون رند ساقی ترے / ہر محتسب کا سر مے بنے
صراحی و پیمانہ مین صلح ہو / مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
لگا دے مرے منھ سے جام شراب / لکھون حالت جنگ افراسیاب
بیا جاہ این بادہ خواری گذار / لکھے داستان نغز و نادر نگار

بیدار بختان شب عشرت و خوش طالعان اختر قسمت ستائے نصیب کے فلک خوش قسمتی پر اسطرح تابع فرمان ہین اور مہر پامالی و دشمن سیہ بخت یون جاتے ہین کہ جب وہ مہ برج خوبی در خوش آب بحر محبوبی رشک فرمائے شمس و قمر یعنے ملکہ اختر اجازت حرب ملکہ بران سے لیکر بیرون قلعہ آئی ملکہ بران و مخمور و عمرو مع ناظمان طلسم کے ہمراہ آئے اور اس گلبدن کو رخصت فرمانے لگے اُسنے اپنے گلے سے ایک ہار موتیون کا اتارا کہ نو سو نواسی موتی اس ہار مین تھے پس اس ہار کو گھما کر جانب فلک پھینکا سب موتی اسمین کے بتھر کر ہر سمت جا کر غائب ہوے اُسنے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی زیر زمین سے ایک مار سیاہ نکلا کفچہ اٹھا ملکہ کو سلام کیا اسنے فرمایا کہ جلدی جا اور میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لا یہ حکم سنکر مار زمین مین سما گیا اور بعد لمحہ کے اُسجا سے چار سو مار آتشین کفچہ پر بار کیے اور تخت جواہر آگین سر پر اُٹھائے وہانسے نکلے پھر فلک کیطرف سے لکہ ہاے ابر پیدا ہو کر پھٹے اور انمین سے اژدرہ و عقاب و ہنس و مار و طاؤس وغیرہ پر ساحران نامی سوار ظاہر ہو کر سامنے آئے لباس ہر ایک عمدہ و بہتر نہایت پر زر پہنے پیشانیان قشقون سے

عمرو رونے لگا اور کہا اے ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر
کھڑی ہوگئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا پر سے ایک صندوقچہ لیئے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سوا اشرفی انکو نذر دی انھون نے نذر لیکر
وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کرکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا انمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے مطیع چار افسر ہین کہ رنگت
انکے روئے نحس کی زرد ہی اور ان چارون ساحرون کے مطیع چار چار ہزار ساحرہ ہین لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر
تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ ان سولہ
ہزار سے تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہین انسے مقابلہ کرکے بجد و جہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از
خود ہلاک ہو جائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگیگا اور اُسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری
سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ پتلونکے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمرو کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری
ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھتی تھی ناک پونچھتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور تتلا تتلا کے
گویا ہوئی کہ امی جان خواجہ کے رونے سے میرے دل پر ہزارون چھریان پڑگئین مین جاکر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران
نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو ہمچہ بچہ ہو کسی جہاندیدہ کا اس جنگ مین کام ہی یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا
کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہی اور بہن بران کی یہ اپنی جگہ سے اٹھی اور عرض پیرا
ہوئی کہ خواجہ کیلیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے نہمان کو جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایسا
رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اسکو بھی منع کیا کہ تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جواب دیا کہ بہن تم نے مجھکو کیا موم کا
سمجھا ہی اے بران خود جاتے ہی جو اس نحوست کو روز بد نہ دکھایا تو نام اپنا اختر نہ رکھا بران اسکے ضد کرنے سے ناچار
چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو سمجھائے یعنی چار افسران مطیع احاطہ
کی کیفیت اور سولہ ہزار پتلون کا حال سب بیان کرکے سپرد بخدا کیا اور رخصت کیا

روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت وخوبروئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارا جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارا جانا حیرت کا شکست کھاکر ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا بران سے ملوانا المولفہ

وہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب	صفا مین ہو جو رو کش آفتاب		
وہ مے جس پہ قربان زاہد کا دل	وہ مے جس سے رندون کا ہو آب وگل		

برائے صاحب لولاک السلام ــ گناہون سے ہمین کر پاک السلام
ترے صدقے تری رحمت کے قربان ــ بڑی ہے خالق اکبر تری شان
خدایا تو ہے حاکم حاکمون کا ــ حقیقت حاکمون کی ہے بھلا کیا
نہین کچھ احتیاج عرض لاریب ــ کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب
اگر ہو تیری رحمت کا اشارا ــ بر آئے مدعائے دل ہمارا

یہ مصروف دعا ہین مگر کارسازی فرما درس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بدسیرت و بدچشم جانب ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بلایا تھا بران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ بموجب مصرع سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے ہ آفت جو لشکر پر آنیوالی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر کہا کہ ای بران مجھکو آپ یہان کہانتک رکھیے گا فی الجملہ عنقریب آپکے رخصت ہوتا ہی ملکہ مذکور نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ مین نے پہلے بھی ساحر بہر خبر گیری لشکر آپکے بھیجے تھے وہ ابتک نہ آئے مجھکو خود فکر ہی کہ نہین معلوم ساحران مذکور کس آفت مین پھنسے جو یہان نہ آئے اب مین خبر کیلیے کسیکو بھیجتی ہون خواجہ نے کہا جب میرا لشکر وہان برباد ہوگیا اور آپنے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہی اور سامنا ایسے زبردست سے پڑا ہی جو شاہ جادوان ہی ملکہ نے یہ سنکر کہا مین ابھی خبر منگواتی ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہی اسکو وا کرکے لشکر خواجہ مین جاکر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھادینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی راہ سے کہ جبر صرصر کا حکم ملکہ نے دیا ہی رہگزرائے منزل مقصد ہوئی حال اس طلسم کا آئندہ بیان کیا جائیگا یہ وہی راستہ ہے کہ شاہ کوکب نے خواجہ کو ڈھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا مین پہونچگیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد مین لشکر مہرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جب احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کردیا ساحرہ کی آڑ ہوگئی اُسنے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل مین کیا بیان کرونگی اندر کے حصار کا تو حال معلوم نہین ہوتا ہی یہ سوچکر وہان سے اڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران وکیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر مہرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرائیے نہین خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہی مہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیزین آپکی آپ پر فدا ہوگئین صندلین یہ کلمہ سنکر رونے لگی اور اسی وقت وہانسے اڑی اُسکے حصار مین آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہی کیونکہ سحر مین اُسکے فرق پڑا اب اسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسنے غصہ مین آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آکر گری سر مین بہت چوٹ آئی اور پسینہ پسینہ ہوگئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت مین اڑکر جانب کوکب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہان رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہین جلد چلو غرضکہ مع ساحرونکے اسی در قلعہ طلسم سے دم بھر مین داخل ہو کر خدمت ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے انپر ملکہ نے عتاب کیا انھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سانحہ تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ سے بطور جاسوسان ٹھہرے ہوئے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر

مہرخ و بہار کے چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہان جاتے ہو تمکو سامری مسخرے سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو
بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن مین نور اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت نہ کرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار اپنے باغ سحر مین گئی اور چاہا
کہ تحفہ کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اس گنبد کے آکر ایک دہتر زمین پر مارا کہ یا سامری
آپ کو بھی نہین مانتا دہتر پڑتے ہی گنبد کے شبکہ سے ایک موتی ستارہ کیطرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگر یہ ملکہ ساحرہ منتظر ہوتی
تو وہ موتی سر توڑ کر گدی سے نکلجاتا از بسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپرین سحر کی اُسکے سر پر آکر سایہ فگن ہوگئین موتی سپرون پر گرا
کہ سپرین جلین ہنوز سر ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ نجون نے از خود پیدا ہو کر جھپکی دیدی وہ درچمنستان پر گرا اور اسمین سے شرارے
پیدا ہو کر درختون پر پڑے کہ باغ مین آگ لگی آبرو بچے بہار اس موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھپھولا نظر
آتا تھا گل احمر انگار آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ ہوگیا تھا گلون کے پھولنے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا تھا درخت
بسان نخل چنار آتشبار تھے پنجہ مرجان دست دعا بسان مظلومان اٹھائے نرگس بیمار کی تپ کیسے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن
وہ زبان دل ہی دلمین قلنا یا نار کونی پڑھتی سنبل برنگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر مین آتش جوش زن
کردیا ملکہ بہار کو غش آگیا کنیزین لیکر بھاگین ادھر جو سردار کہ زیر گنبد نہ گئے تھے اُنپر دہی گوہر سحر شگونسے ٹوٹ ٹوٹکر گرنے لگے
وہ ساحر دسحر پڑھکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف نہو زندگی کا جہاز غرق بحر فنا نہو جائے جادوگرنیون عجب آفت برپا تھی وہ انکی
اصطلاحین اس آفت مین بھی لطف دکھاتی تھین جب وہ موتی گرتا تھا تو زبان پر لاتی تھین کہ درہوے نحوست پیٹے مجکو ہماری ساتھ ڈالی
چھینی تھی اور اسکو میسر کرتا تھا کوئی لکھی تھی ہو نحوست بیدھا ہوا ہے کوئی گویا تھی کہ میرا بس چلتا تو موڈی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا مین
ڈبو دیتی اسی آفت عظیم مین حیرت پھر حملہ در ہوئی مہرخ بافوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان مین ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا ہے
لازم ہے کہ نکل چلون یہ سوچکر رو بہ گریز رکھا ساحرون نے جب اپنی مالکہ کو جاتے دیکھا سب فرار ہوے کوئی زمین مین سمایا کوئی اڑکر
چلا کوئی یونہین بھاگا جب یہان بھگدڑ پڑی احاطہ جادو یہ مخفی ہوگیا ہے اُسنے سحر سے احاطہ کھینچدیا جو ساحر اڑکر چلے تھے
انھون نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ از زمین تا باوج چرخ برین پہونچی ہے اور منزلون تک حصار بندھا ہے انھون نے چاہا کہ اڑکر بلند
ہوکے نکلجائین لیکن جسقدر بلند ہوے اسی دیوار مین ٹکر کھائی نکل نہ سکے اور جو زمین مین سماتے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین
ملی کہ نکلجانا ممکن نہوا اور جو یون بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت بافوج کثیر خود حملہ
کرکے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹکر گرنے لگے بحر مرگ موج زن ہوا موت نے حصار کرلیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے
کنج لحد بنا موت گھیرے ہوے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی انکا حال عیارون نے جو اول ہی نکلگئے تھے بیرون حصار کھڑے دیکھتے
تھے کہ سپاہی پر تل کے ٹوٹ پڑے اپنی اپنی عورتونکو بٹھائے بچے انکو پشت و دوش پر لادے فراری ہین کدر لوگ یعنی بیلدار و فراش و
گاڑیبان وغیرہ عورتونکو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤن کے لہنگے پکڑے روٹی کے ٹکڑے ہاتھون مین
لیے ناک بہتی روتے ہوے چلے جاتے ہین دشت و کوہ آدمیون سے بھر گیا ہے کوئی کہین کوئی کہین باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے
جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے گھر گئے ہین انہین سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور بعض بدرگاہ بے نیاز
دست نیاز اٹھاکر بہزار تضرع و زاری دعا بلبلا کر مانگتے ہین کہ اے آفرینندہ حصار اربع عناصر و خالق ارض و سما ۔ نظم

بھی اسکی مدد کو آگے بڑھ آئی تھین حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہان لینا ان نگھراموںکو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام فرمایا یعنی سب
کہینگے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہین ہوسکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی پکڑکر مہرخ کی فوج پر جا پڑا اسطرف سے بھی
فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک ناوک چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا
آندھیان اُٹھی تھین بیرونکا شور مچانا شور محشر سے کم نہ تھا زلزلہ ولرزان نے تہ زمین جاکر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے
سحر کرکے باغ لگایا تھا طاؤس نے سانپ برسائے تھے شکیین مو وسرخ مو نے کاکل پریشان کرکے ستارے گرائے تھے خلاصہ یہ
کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزارہا ساحر کام آیا تھا اسطرف کے ساحرون نے بھی طرح طرح کے سحر کیے
تھے کسینے دریا پیدا کرکے حریف کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کیکے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ
برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخت ہستی قطع و برید ہوتا تھا بہادر رسے بہادر بھڑ گیا تھا یہ

یہ نقشہ تھا بموجب ابیات

سپہ ہر دو سو در ہم آویختند	یکے گرد تیرہ برانگیختند
وزان گرز داران و نیزہ وران	کہ می تاختند سے برین و بران
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ	زمین سر بسر پاک پرخون شدہ
ہمی بر زند این بہان آن برین	زخون یلان سرخ گشتہ زمین
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	بتابد جہان چون ستارہ ومیغ
شد آن جا ز دے زشت ناپاک تن	نبرد آزما از سر انجمن

جب نحوست بدکردار نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزارہا ساحر دیوانہ ہوا عقل وخرد سے بیگانہ ہوا
اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پر میرے غالب آئین پس بناچاری سامری کے پاؤن کے نیچے کی خاک نکالی
کسلیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہین با لشکر قلیل اُنپر غالب آ دیگا یہان ان جانبازونکو سامری عہد
وجمشید عصر پایا پس خاک زیر پائے سامری نکالکر اژدر پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اس خاک ناپاک کا بنایا سحر پڑھا
کیا یکایک اسجگہ سے جہان وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل بیل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا باوج فلک پہونچا رنگ اس
گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور رازہر تا بنیاد ہزارہا شبکہ اسمین بنا تھا اور ہر شبکہ مین ایک موتی نہایت آبدار با فروغ
وضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور گنبد پر ہزارہا پتلا کرہ
ناقوس وگھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ لے سامری کے پوجاریو آؤ لشکر مہرخ با تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک
جان بچکر لڑ رہا تھا بیل کے بنتے ہی ہر شخص سحر کی سواری پر سے اترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا
اور جتنے کہ طائر اور اژدر وغیرہ سبکی سواریونکے تھے وہ بھی دوڑے اور طائر اڑکر اس بیل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے
بھی طواف مین مصروف ہوئے پتلون نے ناقوس بجائے سامری کی جے کا ایک غلغلہ ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر اپنی
زبان پر جاری کیے تھے مگر دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جاکر سامنے گنبد کے سجدے مین گر پڑے

دم سحر ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ خدا مین استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمین فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کر و فر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے حیرت باحتشام وجلال نحوست کو ساتھ لیکر بالشکر بیشمار و بے مثال وارد میدان قتال ہوئی سامان غدار کی آمد سے روے گیتی سیاہ تھا طائر سحر کے منڈلا رہے تھے تاریک تر چشمہ مہر و ماہ تھا غرض بو سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے یہ ہنگامہ تھا

نظم

چو صفہاے گردان بیارا ستند — یلان ہم نبرد ان ہمی خواستند
بکردند یک تیر باران نخست — بسان تگرگ بہاران درست
برفت آفتاب از جہان ناپدید — چہ داند کسے کان شگفتی ندید
بپوشید وشد چشمۂ آفتاب — ز پیکانہاے درفشان چو آب
تو گفتی ہوا ابر آرد ہمے — وزان ابر الماس بارد ہمے

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے ساحر نحوست سے کہا کہ ایک ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمائیے مین لشکر حریف کے افسرونکو طلب کر کے اُنکا حوصلہ پورا کیے دیتا ہون کہ ارمان باقی نہ رہجائے پھر سبکو گھیر کر مار ڈالونگا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحوست نے سوارون کو منع کر کے آپ میدان مین پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی روے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر سمت پھیلی اور دنیا تاریک ہو گئی اسی اندھیرے مین اسنے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہی مین سے ملکہ نور افشان حسب اجازت افسر خود بلا دس اُٹھا کر مقابلہ مین گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اس تاریکی مین ہزار ہا پتلا مشعل روشن لیے ہوے پیدا ہوا اور جہانتک روشنی ان شعلونکی پہونچی وہ سیاہی شگفتہ ہوئی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونیسے غصہ آیا تو نور افشان برق کے ہوا پکڑ یلا اے ہوا گیا اور وہانسے کڑکڑا کر جوگرا سر پر بجلی کی تو بنا ہی تھا جسم کا ٹکڑا زمین مین اتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے ہو کر گری شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت مین طبل عشرت پر چوب پڑی اور نحوست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم مین سے میرے سامنے آئے یہ سنکر بلور کو تاب نہ رہی تخت سحر پر سے کودا اور مہرخ سے اجازت لیکر وہین سے بزور سحر زمین مین غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے پر سوار تھا اُسکے پیٹ کے نیچے جاکر نکلا مگر اسطرح سے کہ سبنے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اُسنے اژدہے کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہی پشت اژدر توڑ کر جب بھالا نکلا ہزار ہا پنجے پیدا ہو کر بھالے مین لپٹ گئے نحوست اژدرہے سے اُڑ کر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور مٹھیان بند کرنے اور رکھو لنے لگا ہزار ہا پتلا پیدا ہو کر اُن پنجونکے لپٹا کہ وہ پنجے غائب ہوئے اس اثنا مین نحوست نے دوڑ کر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین مین غرق ہو گیا اور بھالا بنکر لشکر حیرت مین نکلا سوارون اور ساحرونکو کونچ کونچ کر اٹھانے لگا اسوقت حیرت وحیات مع کئی ہزار ساحرونکے بجلیان بنکر اس بھالے پر گرنے لگے از بسکہ یہ ساحر زبردست مین بلور تنہا تھا سبکے بیر کہانتک ردکرتا آخر زخمی ہو گیا اور زمین مین سماکر قریب اپنے لشکر کے نکلا اسوقت مہرخ و بہار وغیرہ

میدان جنگ مین گاڑو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر نفیر سحر کو دم دریا اور ان عورتونکو رخصت کردیا کہ جو گلدستے لائین تھین نفیر
بجتے ہی بحکم بہرخ طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا دہل گئی دمامہ بار برخاست ہوا ساحرونمین ہلچل پڑی ہنگامہ سحرخوانی برپا ہوا جسنے
اکبارگی بہیرون کو قابو مین نہ پایا جب جوت کا دیا جلایا الجھ گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل بڑے زبردست سے مقابلہ ہے خدا آبرو
رکھے جو جادوگر بسا بہادر تھے اس معرکہ مین جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا
ہر تل ٹٹو پر بار کرا کر سر شام سے ہمراہ جا کر روانہ کیا اور کہدیا کہ سواہ جو میل کا درخت لگا ہے وہان ٹھہرنا ہم بھی آجائینگے
غرضکہ کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست ایسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار مین بھی اندھیرا آیا تھا رات
جتنی گذرتی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے بورانہ تھا پردۂ قرص خورشید مین چھپا ہوا جھانکتا
تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم چرخ کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام چرخ سمجھا تھا ہندوے
فلک کو جادوگر جانکر سیج عقرب کو کثردم جادو کا سمجھا تھا گردن رنگ چہرۂ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ مین
مریخ کے درد تھا ساحرون مین یہ کیفیت ہورہی تھی کہ کلوا کو بلاتے تھے نار سنگھ بھاگا جاتا تھا بھیرون ناچتا نظر آتا تھا ہر
سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کاروان مرگ کی دلیل تھی لونا کو جب پکارتے تھے وہ چماری نحوست
سے گھٹ گئی تھی اسکی بیزار آئی تھی دو رہی سے لنگا بھڑکاتی تھی جوگی جیپال نحوست کا چیلا بنا تھا کناس و دھنتر اسکو
اپنا گرو جانتا تھا خلاصہ یہ کہ سب بیرون نے کنارہ کیا زبردست ساحر ہوم کر رہے تھے سانپ پاش کے بن رہے تھے
ڈھلے بجتے تھے ایک سمت تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی باڑھ
تیز ہوتی تھی زنگ آلودہ بدگمان نحوست بخت تھا جو ہر شمشیر نوشتہ تقدیر یہ سمجھکر نعرۂ یا علی مدد کرتا تھا کوئی خدا کو یاد کرتا
کوئی دعاے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ **نظم**

ز تاریکی اسپ و گرد سپاہ / کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش / ہمی نالۂ کوس نشنند گوش
درفشان بسیار افراشتہ / سر نیزہ باز ابر بگزاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار / چو بیشہ نیستان بوقت بہار
بیاراست گردان ہزاران ہزار / ہمہ کاردیدہ ہمہ نامدار
ہمہ شاہ چہرہ ہمہ ماہ روے / ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن / ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ جاری رہا رات بھر برپا رہا جب نحوست طالع روزگار زائل ہوئی اور لیسان بخت روشن اہل زور و شندلان صبح
نفس روز روشن نے منھ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ **ابیات**

بوقت سحر چون سپیدہ دمید / فروغ ستارہ بشد ناپدید
بگاہے کہ گشت آن سپیدہ دمان / بکاخ آمد از باغ بوے گلان

غرض اس حال مین تھا وہ ستمگار　　برستا تھا بہ شکل ابر ہر بار

ایک جانب سے احاطہ اپنے چارون افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار بصد جوش وخروش روان تھا یعنی ہوا پہ لشکر بکیران تھا انگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر حیرت مین آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آئے کچھ ہی دیر گذری تھی کہ طبل و نقارے بجتے سنائی دیے ابر سحر ظاہر ہوے ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اترا دیا غلغلۂ عظیم در ود لشکر سے پڑا نخوست بارگاہ مین آیا اور احاطہ غائب ہوگیا کسلیے کہ قاعدہ اسکا یہی ہے یعنی روز جنگ وہ آکر احاطہ کر دیگا اور ہمیشہ مخفی رہیگا غرضکہ جب نخوست بارگاہ مین آیا ملکہ کو نذر دی اسنے خلعت دیا اور بڑی خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ایسا سحر پڑھا کہ باغ جمشیدی مین جو پریان کتاب جمشیدی لائین تھین یہان بھی صندوق لیکر آئین بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور نکالکر دیکھا کہ نخوست کس کے ہاتھ سے لشکر مخالفان مین سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اسکو قتل نہ کر سکیگا ہان غیر طلسم والا البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اسکو قتل نکر سکینگے غیر مقام والا سوا عیار منکے اور کون ہین یہ سمجھکر دیکھا کہ عیار اسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہین اتنو بالکل اطمینان ہوا اور سمجھا کہ اسکی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہی یہ بڑے کام کریگا غیر جگہ مین ایک کوکب کے یہانکا اندیشہ ہی تو وہ ابھی آتا نظر نہین آتا رہگیا بلور اسکو کتاب مین دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا کہ نخوست کو بلور یا اسکے لشکر کا کوئی شخص قتل کریگا کتاب مین نکلا کہ نہین یہ حال پڑھکر انتہا کا خوشنود ہوا اور نخوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشۂ ساحری لشکر حریف تیرا شکار ہی اور تجھکو کسیطرح کا ڈر نہین بخوف وخطر مقابلہ کر وہ یہ مژدہ سنکر فرط عشرت سے ایسا پھولا کہ پیرہن مین نہ سمایا اور بادشاہ نے بجینٹ مین کچھ اشرفیان کتاب پر چڑھا کر پریونکو دین کہ وہ لیگئی اور آپ بھی رخصت ہوکر بہر آرام وعیش جانب باغ سیب گیا یہان نخوست ایکروز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے روز لیسان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ وتار ہوا اور نخوست بخت شب دیجور ہوئی

اختر طالع کوکب سپہر چمکا کہ نظم

موافق تھا جو اقبال شب ماہ　　تولی ظلمات نے دربار کی راہ
عروج مہر جب پہونچا لب بام　　ترقی پر تب آیا اختر شام

طبل جنگ اسنے بجوایا نفیر و بوق کو دم ملا جو اسیس خدمت مہرخ مین حاضر ہوکر دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور یہ خبر عرض کی مہرخ خبر سنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کا بدلا لینے آیا ہی خیر خدا مالک ہی یہ کہکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر اچھالا وہ نارنج ہلکا ہوگیا بہار نے کہا اے ملکہ کیا امتحان کرتی ہو اسنے کہا یہ نارنج سات پہاڑ توڑتا ہی مگر اسوقت ہلکا ہوگیا ہی بہار نے کہا یہ آمد نخوست کا باعث ہی یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ دو عورتین فلک کیطرف سے اترین حسن انکا بہ از مہر و ماہ تھا دل عالم اُسکی چاہ مین تباہ تھا لباس پر زر زیب قامت انور کیے زیور مرصع کار سے جسم کو آرایش دیے کشتیان دست نازک مین لیے حسین گلدستے پھولونکے رکھے بہار کے سامنے آئین اُسنے چاہا کہ گلدستہ لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلدستے مرجھاگئے بہار کی رنگت زرد ہوگئی مہرخ سے گویا ہوئی کہ اے ملکہ ہمارا اٹھا یا جیسے یہان ساتھ ہی ویسے ہی عقبا بھی ساتھ ہوگا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام ہین سحر میرا ابھی اس شقی ازلی یعنی نخوست نے بند کیا ہی مگر آج طبل جنگ بجواؤ اور کل یا تو ان

کے لے ہو اور حصار سحر کر کے چار سمت سے لشکریون کو گھیر کر سب مخالفون کو قتل کرو کوئی نکلکر جانے نہ پائے سبکو ہلاک کردو یہ حکم سنکر اُسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ دو بارہ آندھی آئی اور بعد آندھی کے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا تہ ابر ایک تخت جواہر نگین اترتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ حاضر ہوئین صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے لگائے آکر آداب بجا لائے اور چند ساحر خزانہ دار تختہائے سحر ہم سوار ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوے بادشاہ نے خلعت رخصت نحوست کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین بتاکید حکم محکم تمکو دیتا ہون کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا نچھوڑنا بہار مخمور وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب انھین بھی حکم دیتا ہون کہ مار ڈالنا کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہوا اُسمین سے موتی برسنے لگے پریان رنگ پاشی باہم کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی بعظم وشان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باطن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ نٹھہرا جانب طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریاے سحر سے اتر کر قریب لشکر حیرت پہونچا یہان حیرت و حیات بارگاہ مین بیٹھے تھے سراپچہ بارگاہ اُٹھے تھے کہ ابر سرخ گوہربار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے اور سجدے مین زیر تخت جاکر گر پڑے حیرت شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر مین وردیان بٹلین اور رسالونکی کمین بادشاہ تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا حیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چاہا کہ پہلو مین بیٹھے بادشاہ نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا ملکہ ندکو رشاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم سے موتی اگلنے لگی بادشاہ کو تاب نرہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کو کیا معاف کرین ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطاوار بنایا ہم ورنہ اے ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ محافظ جاہ سامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے خطاوار سامری کے ہین ویسی سزا ہمکو ملتی ہی مثل مشہور ہی کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر زوجہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیا ساغر مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف نحوست جو رخصت ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا یہ وہین کا حاکم ہی اور اسکے مطیع احاطہ جادو اور اُسکے افسر ہین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہین اور حصار سحر سے ایسا بناتے ہین کہ نکلنا اس حصار سے بڑے بڑے ساحرونکو دشوار ہوتا ہی چنانچہ نحوست نے قلعہ مین پہونچکر حکم شاہ سے احاطہ کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہون پر سوار ہوے سیقین کھلین پرچم نشانون پر اڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ و زغن بنکر جادوگر اڑے شعلہاے آتش اٹھنے لگے کہ یہ جب

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز
اڑے جس طرح گرد صرصر آمیز
نحوست اژدہے پر سب کے آگے
وہ شوکت اسکی شیطان جس سے بھاگے
بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک
کبھی ہونٹون کو لاتا تھا پلک تک
کبھی بالیدگی بازو کو دیتا
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا
کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا
کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا
کبھی اک کوہ ہنجاتا زمین پر
کبھی بڑھتا کبھی رہتا دہین پر

اس جگہ گریزتھا مجنون وہان کا نام سنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھولے سے ادھر گیا اسکا دم گیا جا بجا غار اژدر دہکا
مسکن زمین گرم بدتر از گلخن کہ

ابیات

تمازت پر فروغ مہر تابان — مسافر مہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود — نہ تھا جز التفات فضل معبود
ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے — تو رخت ہستی انسان جلاتے
وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا ردنا — تمازت پر تھا مہر عالم افروز

بادشاہ جادوان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور اُسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بدہیئت و خوک پیکر اڑتا ہوا ظاہر ہوا اور روبروے بادشاہ آکر اُسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لیچل اسنے عرض کیا کہ آئیے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھین بند کرلین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ پایا اس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی مثل گھن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور نحوست سے اشارہ کیا کہ ہان اسنے وہی گھن اٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرایا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اس دروازے کے ایسی صدا اے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر کے درسے دو دیو نیچے پیدا ہوے کہ اپنے پاس الماس کے آفتاب ترشے ہوے رکھے تھے ہرچند کہ ان آفتابون مین روشنی مثل تیر آسمان نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت وکوہ روشن ہوگیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی ایسے ساحر زبردست تھے جو گرمی کی تاب لاسکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ نیچے نکلے بادشاہ نے چاہا اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ نحوست دست بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ **بیت** رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول ✤ سدا بخت و دولت ہو تجھکو حصول ✤ آج چہرہ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑنا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت خداوندانہ اگر مجھپر ظاہر فرمایا جاوے تو مرتبہ احقر تا بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین خوشامد کی سنکر پا تو غصہ مین تھا یا خوش ہوگیا اور سارا حال قتل مختار و جنگ مہرخ نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے نفیر نواز طلسم کو بہر تنبیہ مخالفان بد انداز لیگئے تھے پھر آخر رحم کھاکر باغیون کو لڑایا اسیطرح سے آپ بھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلائیے گا پھر آپ ہی نظر مہر اُنپر فرما کر سحاب ترحم برسائیے گا اے بادشاہ ان باغیون کیلیے تو ادنی ملازم آپکا کافی ہے اگر مجھکو اجازت دیجیے تو ایک ورزمین سبکو جاکر غارت کردون کیون اسقدر تکلیف اُٹھائیے کہ آفتاب طلسم لیجائیے اور ملکہ خورشید رخسار کو بلوائیے انکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کو پیدا کیا ہے حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب وہ تشریف لائینگی بس مناسب ہے کہ مجھکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام حریفون کا تمام کردون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ احاطہ جادو کو مع اُسکے چار دن افسرون

خاک وخون مین ہر ایک اٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم نتھی وہ کونسی راہ تھی جو جادۂ عدم نہ تھی نفیر سحر صور کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہو کر بگڑتی تھی تیغونکی چمک اس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن جان تھی عافیت گوشہ امان مین نہان تھی رعد کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز بیرونکا غل مچانا تھر اور آگ کا برسنا صدا ہا ہول خیز کا آنا قلب کوہ کو تھرّاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کہین تیغ جادو سے تھی شعلہ بیز — کہ ہو جس سے روحون کو تن سے گریز
کہین مار و عقرب کہین اژدہے — کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلائے سے کلا کہین آیا تھا — کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان — ہوئین ردھین صد ہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ حیرت وحیات کو بنجہ ہائے سحر جو لیگئے تھے پہلے تو وہ تاثیر بیہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوئے اڑکر چلے یہان آکر جو دیکھا غلغلہ رزم برپا تھا حیرت نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن فوج مختار کی بہت قتل ہو چکی تھی باقیماندہ کے پانون اٹھ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اٹھا سکے بھاگ کر لشکری جانب صحرا چلے حیرت لڑنے سے باز رہی شکست ہو چکی ہر اب اپنا لشکر تیار کرا کر لڑیگی ادھر اس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آپہنچا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور انجمن انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب ابیات

کیا پیدا افلاک نے سینۂ صاف — ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا — سفیدی پر جمال خاک آیا

مہرخ وبہار دبلور بھی بفتح وفیروزی داخلہ فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوئے حیرت نے مقام جلسہ طرب پر جاکر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اسنے باران سحر برسا کر سبکو ہوشیار کیا اور لاش مختار کی اٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضر ین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا منھ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہو گیا مجھ سے کچھ نہو سکا حیات نے کہا مین جاکر اس گیسو بریدہ بہار کو مارے ڈالتا ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب یک زبان ہو کر عرض پیرا ہوے کہ قتل مختار سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہر یہ سنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک پتلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھکر بھیجدی پتلا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اٹھا تھا بہت بدمزاج ہو رہا تھا کہ پتلے نے نامہ دیا پڑھتے ہی اسکو ایسا غضبناک ہوا گوشۂ باغ کیطرف بنگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر انھین درختونکی آگ مین جاکر ملگیا اور غائب ہو گیا اور صحرائے پردۂ ظلمات طلسم مین جاکر نکلا وہ جنگل نہایت پرخوف وبیم تھا ہول ودہشت سے وہان رستم کا دل دونیم ہوتا ہوائے گرم جھونکے جسم غول صحرائی کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے سائیں سائین کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام ونریمان وہان جاتے تھرّاتی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے

تسلیم کی پھر عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا فرمائی ہوئی ہی یہ سب آپکی خوبیان اور غربا پروری ہی جو اسطرح ہمیش آئے ہین ورنہ من آنم کہ من خوب میدانم یہ باتین تی ماہین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا مختار بھی اسکو ساحرہ معزز سمجھ کر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بٹھایا قران پس پشت آکر سر پر رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین ناچ شروع ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اُسنے جام لیکر کہا اے بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو ساقی بنائے اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمائیے یہ کہکر اٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیز تک آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہر چند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کرین مگر اُسنے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب رقاصہ و مشاہدۂ آب نہر وغیرہ مین مصروف ہوئے اسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے کہ حیات نے جام لیتے وقت ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمہاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابیان حوالے کرو یہ بیہوشی تو سب مین ملا ہی چکا تھا سمجھا کہ اب جسے کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہوچکا ہی بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا پس زیادہ کد کرو بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب مختار بیٹھ گیا اس عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضرین جلسہ کو ایک ایک دو دو جام اسی شراب آغشتہ بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش نہ ہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہان آئی اور اُسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگ اہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست پہچانا کہ یہ حصار عیار ہی پس ملکہ حیرت کے کان مین کہا کہ یہ برق عیار ہی اسکو گرفتار کر لیجیے اسکے کہنے کو قران نے دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارونکو پہچان گئی ہی بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچکر پس پشت تو کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرائے عجیب دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوشی کے آثار دماغ مین پاتی ہون پس اُسنے عیارونکو تو اُنکے حال پر چھوڑا جان اپنی بچانا مقدم جانکر ایسا سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اسکو اور اُسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے اور یہان مرگ مختار کیوجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبرا کر جو اٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر بے قابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑکر بالائے فلک پہونچے لشکر مختار جو غافل اترا ہوا تھا اس جانب نارنج ترنج سحر کے مارنا شروع کیے صرصر سر پر پاؤن رکھکر بھاگی کہ یہ موذی کاٹ عیار بلائے روزگار ہین عیارون نے حقہ ہائے نفتی مار کر خیمون اور بارگاہونمین مقام جلسہ کے آگ لگا دی اور ساحران بیہوش افتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکلگئی ہی آجائیگی تو ہم پھنس جائینگے یہ سمجھکر وہانسے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر عیارونکی لگی ہوئی تھی آرام فرما ہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان ہوکر ماجرا سب بیان کیا ملکہ مذکور اسیوقت تھوڑی فوج جو طلایہ پر معین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان لشکریان مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعلہائے سحر روشن کین بلور نے مٹھیان بند کر کے اور کھولکر ہزارہا تیلا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سے ساحر لپٹ گیا

کو جھک کر زیر زنجیر جادون زنجیر پھر نیچی ہوگئی اور ایک شعلہ اُسمین سے چمک کر بجلی کیطرح اسکی جانب لپکا یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا اور دور جاکر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہوگیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا نہوگا سحر سے انتظام کامل کیا ہی خیر ایک نقب لگاؤ اگر پہونچ گئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اُسنے خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر کھنچی ہی وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا ناچار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانیوالا ملے تو اسکو بیہوش کر کے اور اسی کی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اس طرف آیا تھا اسکو دیکھکر متفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کر کے کہا کہ اے برق مین تم کو حصار جادو کی ایسی صورت بنادون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہین باعزاز تمام طلب کریگا بہ آسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام دشمنونکا تمام کرینگے برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کہی اور قران کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اُسکے یہان ایک شب رہ چکا تھا بس رنگ و روغن لگا کر برق کو اسی کی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک محلی و مزین فرمایا زیور جواہر مین سے تن نازنین آراستہ کیا وہ جھپکا چاند و سورج کی طرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کیلیے چھپکا لگایا ادھر قران خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لانبا قد رخسار بالون سے ڈاڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور ازبسکہ قوم کا زنگی تو خود ہی کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا پڑا سراپا خوب بنالیا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا پٹکین پر زر پہنی پٹکا کمر سے باندھا خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پلنچے کلائی پر ڈالے بناز و انداز خرامان خرامان چلا پیچھے آپ بہ آدب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہونچے خواجہ سرا نے پکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے اُسنے اُنسے کہا کہ حیات جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سنکر خدمت حیرت مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے حیرت یہ وہ ساحرہ آئی ہی کہ جسنے ہمپر احسان عظیم کیا تھا رات بھر مین اسکے یہان بآرام تمام رہا اسنے کوئی دقیقہ خاطر داری مین اٹھانہ رکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بخوف عیاران وہان سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون قریب زنجیر آئے ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف ہوگئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے آپنے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بدیدہ من + احسان تو دل کشیدہ من + بنام سامری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سنکر پہلے تو ملکہ حیرت کو

مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا اسنے کہا کہ اے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود یہان آئیگا عیار تو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین انھون نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ شاہ طلسم آیا مضمون اُسکا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خاتون مین مختار مالک چاہ سامری ہین اس سبب سے ہمکو انکی پرستش لازم ہی انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آسکین اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ ہین مہرخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھ ہی چھڑانے آئینگے اسوقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کر دین تو مضائقہ نہین یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو بموجب ارشاد اہلکار حکم بجا لائے صحرائے وسیع و سبزہ زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندی کی نہرین رکھکر پانی سے لبریز کر دین اور کنارے اُنکے درخت گلدار پر بہار ناندون مین لگے برابر برابر رکھدیے نہرون مین مچھلیان سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دین سبحان اللہ دشت کوسون تک پھولون کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمۂ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار دہ گلشن خرمن ماہ کو یہ ضیا کہان حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب دیجور بارگاہون مین فرش اطلسی فلک کو شرماتا ہوا بچھا تخت و کرسیان جواہر نگار عمدہ اسباب میکشی مہیا ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑا جمیع حسینان روزگار کا جماؤ دنگا بھلا طرفہ تماشہ کہ نظم

ملین ساقی یہ لب جام قمر سے — تصور شب کا ہے مجکو سحر سے
عروسانہ شب مہتاب آئی — ستارے دل سے وقت رونمائی
کہا حیرت نے اے سردار مختار — کرو چل کر ذرا گلگشت گلزار
شگفتہ دل خرامان وان سے آئی — خوشی سیر چمن سے کچھ اُٹھائی
وہ جوبن تھا عروسان چمن پر — زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر
زمین سیلاب سے سر سبز و شاداب — ملائم ایسی نرم و سخت نایاب
نیام و بارگہ دلچسپ و زیبا — مہیا قصر جنت کا تماشا
تصدق تھا ہر اک شمسے پہ مہتاب — مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصۂ مرام جب گلابی ماہتاب کی ضیاے بادۂ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ مین جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسۂ دعوت ہو چکی قیدیونکو سامنے بلوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرد اگرد اس صحرا کے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بندھ جائے آنے نہ پائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسۂ مسرت کے پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہی اُسنے چاہا کہ جست کر کے اس زنجیر کو پھاند جاؤن بس با ارادۂ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اُس نے چاہا

تخت شاہی پر بیٹھا تھا اُن دونون کو دیکھکر ہنسا اور کہا اے مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہوکر بچنا دشوار تھا آخر
گرفتار ہوکر تو نے جان دی مہرخ کے بسبب سحر ہوش وحواس درست نہ تھے اسکی باتونکا کچھ جواب نہ دیا اور اسنے حکم دیا
کہ ہماری فوج تیار ہو ہم ان مجرمونکو پہونچانے جائینگے مجرد حکم قلعہ مین چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انمین سے تیار ہوے اور
بارہ ہزار برائے حفاظت ملک وجاہ رہے تختہائے سحر پر بیٹھکر خیام و بارگاہ بار کراکر بعظم وشان تمام مختار نے کوچ کیا
نفیر ونقارے بجتے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیونکو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی چوکی پر قیدیونکو بٹھائے
صحرا ے مرجان جب طے کر کے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے جدھر سے مین آئی تھی حیران تھی کہ مین سر جاہ
پر آکر پہونچی تھی اب کنوئین کے اندر سے قید ہوکر آئی ہون یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہون پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم
ہے اسوجہ سے راہ کا پھیر سمجھ مین آنا دشوار ہے غرضکہ خاموش ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر
حیرت پہنچا حیرت نے جب خبر آمدنی بہر استقبال مع سرداروں نکلے آئی اور بنہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر
کیا فوج اسکی اتری طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ مین آئی مختار مقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور چوکی
طلب کر کے بیچ بارگاہ مین بچھا دی قیدی اسپر بیٹھے ہین اٹھا نہین جاتا ہے بالکل بحس و حرکت ہین بارگاہ مین ہنگامہ عشرت گرم
ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیان بھی آئی ہین اور نذر دیکر ٹھہری ہین خدمت ملکہ مین عرض کیا
ہے کہ عیار قیدیونکی فکر رہائی مین ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کرین آپ فوراً قید کر لیجیے گا بھاگنے نہ دیجیے گا
یہان تو یہ مذکور رہے عشرت کا دستور رہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبرین معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے بعد
دعا وثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہرخ وغیرہ بطور معرض بیان مین لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ مین جاکر
بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہون یہ کہکر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانون پر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ
مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہانسے مجھپر سحر کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا کہ اے ملکہ اب لشکر
تمہارے دم سے وابستہ ہے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر اٹھا اسپر سحر نہ تھا بارگاہ سے نکلکر صورت ساحر کیطرح بنکر داخل
لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہان بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ مین آمد و رفت رکھتے ہین یہ بھی اُسی ہنگامہ مین
داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذرین گذر رہی ہین ناچ ہو رہا ہے ساحر اسکو مالک جاہ سامری سمجھکر
ڈنڈوت کرتا ہے برق ایک طرف گھات مین کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے
عیار کھڑا ہے اُسکو گرفتار کرو اسنے عیارہ کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر ایسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک
کرے پس وہ ناریل ہلا دا دیکر برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اسجگہ بیٹھ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر مینائے جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اُسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھکر کہا
کہ وہ مارا اے مختار کیا کہنا واہ کیا صفائی ہے اُسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کرون مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا
تھا برق اسی غلغلہ مین اُسکے قریب آیا اور ایک دھول مار کر سر سے تاج اتار کر بھاگا اسنے کہا لینا لیے جاتا ہے کہتا
ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے غرضکہ برق نکلکر لشکر مین بہ ہیئت مبدل پھرنے لگا اور وہان جب ہنگامہ مرگ ساحر بطرف ہوا

بانتظام تمام بیٹھے اسطرف سے مہرخ و بلور کو لیے صحرائے طلسم طے کرتی صحرائے مرجان مین پہونچی یہان دیکھا تو تمام اشجار
صحرائے سرخ تھے گویا آگ لگی معلوم ہوتی ہے گھانس تمام سبز ہے سرخی و سبزی باہم ملکر عجب حسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان دہر کو
شرماتی تھی ہونگے کے درخت دلبر چوٹ ہوٹ دیتے تھے جواہر خانۂ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ مہرخ بیچ صحرا مین آکر ٹھہری بلور قرط جراحت
و تموج ہوا سے بیہوش تھا یہان کچھ اُسکو ہوش آیا ملکہ مذکور با ہستگی اسکو لیے ایک درہ کوہ مین آئی اور ایک جگہ کی مٹی اٹھا کر
سونگھی پھر اُسی مقام کو خنجر سے کھودا داہنہ نقب ظاہر ہوا یہ اس نقب مین مع بلور اتر گئی اندر نقب کے ایک باولی بہت خوبصورت بنی کہ
جسکی چاہ مین یوسف دل ایک لاہو کرڈا نوا ڈول رہے دلو فلک کوکب سامنے اُسکے کوئی سڈ ول کہے آبروے چاہ نخشب سامنے اس عمارت
کے پانی پانی خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی بیچ باولی مین ایک کنوان اندارہ بنا جگت اسکی بلورین لب گردان یاقوت کی سامنے بھر
کا بھرنا بنا حوض بہت نایاب و پختہ تعمیر کنارے اُسکے ہزارہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ ہر فوارہ دکھاتا
کنوین پر چرخی چڑھی جو عقل پیر چرخ کی چرخ مین لاتی پتلیان پتھر کی گرد پنہار یان بنی کھڑی تھین کمر پر گھڑے رکھے بعض
پانی بھرتین ملکہ مہرخ نے رسی جو چرخی سے لپٹی تھی یا حبل المتین کہکر کھولی سونیکا ڈول اسمین بندھا وہن نعتصم باللہ و بالعروۃ
الوثقی پڑھکر کنوئین مین ڈالا دیکھا تو خبر کوئی نہوا سمجھی کہ جو کیداران چاہ بیخبر ہین تو اپنا کام کر یہ سمجھکر جلد جلد پانی بھرا اور
بلور کو پلا یا زخمونکو اُسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہو گئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول بھر ڈالا کہ ایکی بھر کر پانی ساتھ
لیتی چلون کہ کام آئیگا بار بار آنا نہ پڑیگا غرضکہ یہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشائے آب چاہ دیکھنے لگا
وہان مختار تو انکی فکر مین لگا ہی ہوا تھا جو کیدار اندر کنوین کے موجود تھے انھون نے سحر پڑا کہ ملکہ و بلور دونونکے پاؤن
جگت پر سے پھسلے اور دونون کنوئین کے اندر گرے سحر کے بیرون نے ڈھکیل دیا جب یہ کنوئین مین غوطہ کھا کر اُبھر نیلگے
چالیس ساحر نامی و نامور وہان موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور انکو کھینچ لیا یہ غلطان و پیچان تہ آب تک چلے گئے جب
پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک چوکی اس جگہ بچھی ہے اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل ہونگے کا لگا ہے نہ وہ
کنوان ہے نہ باولی کا پتہ ہے مہرخ نے بلور سے کہا کہ ہمنے غفلت کی دشمنون نے اپنا کام کر لیا ہم اسیر ہو گئے یہ کہکر اُس چوکی
پر دونون بیٹھ گئے کیونکہ وہ ساحر محافظ جو انکو کھینچ لائے ہین ایسا سحر انھون نے کیا ہے کہ یہ بخود نہین سحر بھی نہین پڑھتے ہین
اور تاثیر سے اُنکے سحر کے چوکی پر از خود بیٹھے ہین پس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر گوشہ ہائے صحرا سے ظاہر
ہو کر گرد اُن کے آگئے اور محاصرہ کر لیا پھر سحر پڑھکر اس چوکی کو اڑایا اور انھین لیکر چلے یہانتک کہ وہ صحرائے مرجان
تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اُسکا بسان درہ کوہ بہت بڑا تھا پھاٹک اسمین لگا تھا
گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا ہوم خانے بنے تھے بستر
ساحرونکے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا ڈفلے بجتے تھے ہمجن ہوتے تھے سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ
قیدیونکو لیکر پہونچے اور اُنسے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوے قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے
بڑے پوجاری سامری کے بستے تھے مکان عالیشان بنے تھے دکانین آراستہ تھین بازار رنگین گلیان صاف سڑکین
شفاف آراستہ تھین یہ راہ طے کر کے دارالامارۂ شاہی مین آئے یہان بھی مجمع عام تھا دربار یونکا اژدحام تھا مختار

ہو جاؤ سلطنت میرے لشکر کی گرد ہوے افراسیاب کو مار و حیرت یہ سنکر آگ ہوگئی اور کوسنے لگی کہ ارے تو ناشاد مرے
اپنی جوانی سے جائے تو ہو کی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت کو خاک مین ملاؤن تجھے گہری گور مین تو پون غرضکہ یک
جھٹک کر وہ مالا جانب فلک اچھالا ازبسکہ وہ موتی تو اصل مین پانی تھے ہی مالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ
پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اسیطرح بنا رہا اسنے چاہا کہ پھر
سبکو بیہوش کرون حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ ابکی توڑ اسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور ازبسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا
اور ساحرہ شب باغ انجم میدان فلک مین سرسبز کیا چاہتی تھی کہ بیت یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا + گیا دن سبز رنگ شام
آیا + بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا ملکہ نرگس تخت پر بیٹھکر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون
لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آکر آسودہ ہوے مہرخ چونکہ لشکر مین نہتھی بہار نے بعوض اسکے سلطنت اختیار کی رات کا
دربار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا بعد جملہ انتظام شبستان مین جاکر آرام کیا اس طرف حیرت جب بارگاہ مین داخل ہوئی حیا
نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالونگا اب کی کائنات کا سحر تیار کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہریے مین بادشاہ
پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب دریاے خونزردان ہے اس کوہ
پر آکر سحر پڑھا پنجہ پیدا ہوا آکر باغ سیب مین لایا یہان ابرق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا
بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جاکر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھا تمہاری
بہن نے کیا کیا حیرت نے کہا مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اسکو مار کیون نہین ڈالتے اسپر رحم کسلیے فرماتے ہین بادشاہ
نے کہا کہ اب مین اور فکر مین ہون کوکب لڑنے آیا ہی چاہتا ہے اور ایک بیابان ہے اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کوکب کے
دامنے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اہل وہان کو بیابان
گلریز کہتے ہین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے کہ معمار قدرت اسکا نام ہے وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے مجکو بزور سحر معلوم ہوتا
ہے کہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئیگا بس مین ان فکرون مین ہون یہ چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین بہار و
مہرخ کو چاہ سامری پر سے پکڑوا کر تمھارے پاس بھیجونگا انکو قتل کرنا محافظ چاہ سامری انکو لائیگا اسکی عزت کرنا وہی سب کام
تمھارا کر دیگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی
پینے آتے ہین انکو گرفتار کرکے ملکہ حیرت پاس پہونچا دینا یہ لکھکر پنجہ کو دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت رخصت ہو کر لشکر مین آئی
حیات سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنیے کہ یہ کنوان
چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور صحراے مرجان کے درمیان واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر میلا ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہین اس کنوین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے چنانچہ وہ اندر کنوئین کے
دار الامارۃ شاہی مین بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ شاہ طلسم اسکو دیا نامہ اسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب
مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوئین کے چوکی دیتے ہین انکو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی ٹھہرو اور
جو کوئی آجکل مین پانی بھرنے آئے اسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہونچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور

کے روبرو چشمہ خور آبرو ریز عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان مین نہان آب چشمۂ حیوان دندان دہن سلک گوہر غلطان کہ نظم

بنا تھا نور کا بالکل سراپا　　وہ قامت تھا کہ شعلہ طور کا تھا
پریزادون کو کرتی تھی وہ قربان　　ملائے حور اس سے آنکھ کیا جان
لٹکتے پانون تک ہین موے شکین　　فدا ہین نافہاے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پُر نور　　میان ابر تیرہ جلوۂ حور
بلند اسکا تھا ایسا سینہ صاف　　بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف
قیامت توڑ تھا ان چھاتیون کا　　نہ ہوگا تیر مینا یہ توڑ اصلا

زیور جواہر آگین سر سے پا تک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت سے اتر کر اس گلشن سحر مین بصد ناز برنگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکریان حیات و حیرت اس جادو صورت عورت کو دیکھکر تاب برق جمال اسکے اور محو ہو کر بیہوش ہو گئے سواے حیرت و حیات کسیکو ہوش نرہا اتفاق سے اسوقت ابرق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہان پہونچا ہواے گلشن سحر جو جسم مین لگی وہ بھی محو ہونے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے پھولون کو اس باغ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھکر اچھالدیا گلدستہ جانب فلک گیا ہواے سرد چلنے لگی پھر سب کی آنکھ مع حیرت کے آنکھ بند ہو گئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہی اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہی حیرت نے اُسوقت گھبرا کر ابرق سے کہا کہ اے وزیر اعظم کیا تمپر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہی ابرق ایسا محو تھا کہ اُسنے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا مارا اب اجل اس لڑکی نے بس بہت جلد سحر پڑھکر دستک دی ایک عورت فلک سے شیشہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ مین لیے اتری ملکہ نے اپنی ران کاٹکر اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کھا کر سب بیہوشون اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہو گئے مگر اپنے آپے مین نہ تھے تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بلائی ہی کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اس عورت سے کہ جسپر خون کا چھینٹا مارا تھا کہا کہ جا اور اس عورت کو جو چمنستان مین پھر رہی ہی قتل کر اس عورت نے جواب دیا کہ ملکہ نرگس جادو ہی مطیع ملکہ بہار ہے میری مجال نہین جو اسپر دست درازی کر سکون یہی بہت ہے کہ مین نے ان بیہوشونکو ہوشیار کردیا یہ کہکر غائب ہو گئی حیرت نے اسوقت ایک مالا موتیونکا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی ندیکھا ہوگا بہار نے مالے کو دیکھکر شناخت کر کے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہاے آب چشمۂ سامری منجمد کر کے موتی بنا کر تو نے اپنے پاس رکھے ہین ورنہ پہلے سے اسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کریگی ہان تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا او چھوکری کیون ایسی باتین کرتی ہی سامری کے غضب سے ڈر ارے مین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ ہی جو سامنے کھڑا ہی بچی مین نے اور تو نے ایک مان کی کوکھ مین پاؤن پھیلاے ہین یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہین جوانی سے بھٹ پڑیگی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے اسلیے کہ تو مجھپر ہاتھ صاف کرے بہار نے کہا باجی خفا نہو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان

اسکو لشکر مین نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کیلیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذریگا تو ان زخمونسے بچنا اسکا دشوار ہی پس یہ تو ادھر
گئی ادھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مارلو ان لوگو اونکو فوج ساحران ترسول و پنسول پکڑ کر یا سامری مدد کہتی ہوئی
پھر لشکر مہرخ پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد مہرخ خواجہ نے مجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہی اسوقت لشکر بے سردار
کا ہو رہا ہی اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہین جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہی اب کسی مین دم نہین ہی جو میدان مین ٹھہرے یقین ہی کہ
بھگدر پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس مجھکو مقابلہ کرنا لازم ہی یہ سوچکر اپنے تخت پر سے کود ی اور اسطرح چلی کہ ہزار حسن
حسینان قبان کنیزان اسکا دامن ناز یہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اسکی نیزہ مژگان سے ہزارون سینہ پر آرزو
دیکھے بھالے تھی اسی انداز سے بیچ میدان مین پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہولے سرد دشت عالم مین وزان ہوئی اور جسکے نخل قامت
مین لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شہ مثلاہ
بلاغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آ و بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و شیفتہ برنگ ہزار ہی
حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اسکی ہوا خواہی کا دم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران
ہزار دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین بہ صد لطافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے
لگے چمنستان مین ازہار و گل و ریاحین برائے شوق نثار ظاہر ہوے دم بھر مین یہ خراب آباد دہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا
گلستان سعدی کا باب پنجم تھا کہین جوانان چمن برلب جو تن رہے تھے کہین عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے
زیور بن رہے تھے کہین فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان ہو کہین سنبل تر کے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے
کہین ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے مین پھنساتے ہین سبحان اللہ طرفہ بہار نخلبندی سحر بہار
سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی مین جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہرون نے وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیائے گوہر
صدف فلک خاک مین ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ لطافت کہان تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلگونہ
رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پروین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہین لالہ زار
کہین پھولون کا انبار کہ بموجب ابیات

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم — لڑے تھے بلبلون کے آج مقسوم
گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی — کہ طاؤسون نے کیفیت دکھائی
مہکتے تھے چمن مین گل ہزارون — چہکتے تھے پڑے بلبل ہزارون
بندھا رنگ عروسان چمن تھا — وہ رنگ گل مگر جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ پردے ہوا سنائی دی اور ایک
تخت بارفعت زمین پر اترا اسپر ایک محبوبہ نازک بدن جسکا روے زیبا بہ از صد چمن سوار تھی و اقعی دیار حسن کی تاجدار
تھی کج ادائیونکی ایسی حاکم کہ فلک پر جفا اُسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جانستان پر وہ حکمران زلف کو اسکی کیون دھیان کرین
صفت یہ سودا مول کیون لون شب تار نے روز ازل اس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل گیا نہ تابان

آپ مقابلہ مین جائیگا اسکے مقابلے کو مین جاتی ہون بلورنے اسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اُڑا کر مقابل آئی حشمہ نے پہر ایک ناریل سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ وہ ناریل کٹکر دور گرا حشمہ نے جھلا کر ایک گولہ فولادی ایسا سحر کر کے مارا کہ اُسنے ہر چند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی ہلاک نہوئی بیر اُسکے اٹھا کر لشکر مین لائے اور حشمہ نے پھر مبارز طلب کیا بلور رکاب اُڑا کر سامنے گیا اُسنے پھر گولا مارا بلور نے سحر پڑھا کہ چالیس سپرین سحر کی از خود مقابل آگئین مگر گولہ نہ رکا سپرین توڑ گیا بلور بہت جلد زمین مین سما گیا گولا اوچھا سا سر مین لگا اور گر کر سرد ہو گیا اور بلور زمین سے پشت کیطرف حشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضۂ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا حشمہ نے لاکھ چاہا کہ رد کرون لیکن نہوا اور بیضہ پشت پر جا کر سینہ توڑ کر نکلگیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا حیات بیتابانہ دوڑا کہ اے غضب کیا تونے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چارسمت سے تاریخ و ترنج مارتی چلی اسطرف سے مہرخ با سپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائین گھر آئین باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلوارون نے بہادر رنگی دریاے خون بہا دیا سرکشون کو خواب عدم مین سلا دیا کہ ابیات

ہمہ یک بہ دیگر بر آمیختند — چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل — ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
بہ تنگ باد پایان زمین راکنان — در و دشت شد پر تن بے سر آن
زمین جنب جنبان شد از بیخ و نعل — ہوا از درفش سران گشت لعل
ز آواز گو پال بر ترک خود — ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد ز ہر دو سپاہ — کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ

اسی گرمی جنگ مین بلور مٹھیان کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کر کے لڑتا بھڑتا قریب حیات پہونچا اسنے ڈانٹا کہ او بے ادب کہان آتا ہے اُسنے بھی للکارا کہ او بے باقی شراب بجگر کہان جائیگا اسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر پانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہو گیا بجاے پھل کے تلوارین اسمین پھلین و پھلیون کی طرح لٹکنے لگین جو ساحر کہ اڑکر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پہ آتے ہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے حیات مع لشکر حیرت کے سایۂ درخت مین اسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیان بنکر وہ تلوارین لشکر مہرخ پر گرنے لگین سالہا سنی ساحران قطع ہونے لگا بلور یہ کیفیت دیکھکر بسان شیر غضبناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے سے رکا اسنے بھی برق درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر چمکا پھر کڑکا اور اُس شجر پر گرا ہر چند کہ درخت اسنے جلا دیا مگر آپ بھی ان تلوارونسے جو درخت مین تھین زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہو گیا اور چور چور ہو کر زمین پر گرا مدد حیرت تلوار سحر کی پکڑ کر دوڑا کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بنکر تخت پر سے اڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ آکر بلور پر گری اور پنجہ مین داب کر لے اڑی بلور فرط جراحت سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ مین دابے

حیات بدصفات پدر حیرت بدسیرت رخصت ہوکر حصار سے جب لشکر مین آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات فروغ مہر مغربیہ جمات مین غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر یعنی کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی نظم

کہ اتنے مین چھپا وہ جلوۂ روز	ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پاپوش عالم شام تاریک	چھپے آنکھون سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات بدآہنگ بجا جاسوس خبر لیکر مہرخ والا گہر کے آگے قدمبوس ہوے ملکہ موصوفہ نے خبر نوآخت کوس حسب بلشکر جانب سرداران بجگاہ کی بلورہ نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمائیے غلام بھر جان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل رزم بجوائیے ملکہ نے اسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزارہا نقارہ لشکر مین بجگیا زلزلہ دشت نبرد مین پڑگیا ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنے لگا دم افسر کی محبت کا بھرنے لگا مہرخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ مین آکر بیر سحر کے چہار جانب دانہ کیے پتلیان کاغذ کی کاٹ کر گہنا پھولونکا پہنا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑ گئین اسیطرح زلزلہ و لرزان وغیرہ نے تدبیرین کین لشکر مین ڈمرو بجا کیا بنگالیون نے ہوم کیا بیر ہر ایک ہنسا کیا بھینسے بھینٹ مین چڑھے کلوا بیرون نے آدمی کے کلیجے نذر مین لیے چبوتری کی چار سمت صدا بلند تھی جوت کا دیا جب جلتا ڈھولا جھومتا پون کھیلتی مگر منھ سے نہ بولتی ساحران منتا کرتا و ہائی لونا چاری کی دیتا بہر صورت اقرار اطاعت لیتا ساحر و تمیغ یہ ہنگامہ تھا اور تلوار لڑنیوالون کا عزم بہادرانہ تھا کوئی ہتھیار صاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی مونچھونکو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کیلیے قطع فرمایا اور جامۂ ہستی کواکب سپہر چاک چاک ہوا کہ ابیات

سحر گہ خروش آمد از کرناے	ہم از کوس روئین و ہندی دراے
سپہ را بجو روا ندر آمد بروے	جہان شد پر آواز پرخاش جوے
ز انبوہ اسپان گرد سپاہ	بہ بیشہ درون شیر گم کردہ راہ
ہم آمد یکے باد و گرد کبود	زمین ز آسمان ہیچ پیدا نبود
ز خفتان و از خنجر ہندوان	ز اسپ و ز آلات و برگستوان
ز ساز و ز گردان ہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ
دو رویہ سپہ برکشیدند صف	ز خنجر ہمی یافت خورشید تف
بہ پیش سپہ آوریدند پیل	جہان شد بکردار دریاے نیل
سواران جنگ از پس و پیش و بیش	ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

مہرخ و حیات باین تجمل مذکورۂ بالا جب میدان حرب مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئین چشمہ سپہ سالار حیات سے اجازت لیکر میدان مین آیا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا پھر مبارزخواہ ہوا بلورہ نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نور افشان نام ایک ساحرہ جو ہمراہ بلورہ لشکر کے افسر ہوکر آئی ہی عرض پیرا ہوئی کہ جب حیات لڑنے نکلے گا اسوقت

کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو پھر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب مین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور جانا طلسم کوکب مین

للمؤلف

تجھ پہ عاشق ہین ساقیا ہون | ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہون
اختر گل باغ خوب رو کی | رونق دہ گلشن نکوئی
لڑنے کو چلی ہے باصد انداز | ساقی در میکدہ کو کر باز
ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ | شاہنشہ گل ہے برسر جنگ
جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ | یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ
کانٹے خنجر ہین بے تامل | ہتھیار لگائے ہے ہر اک گل
یون لالے کی باڑھ اگی ہوئی ہی | جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے
ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون | یا گل کی سواری کے ہین گلگون
استادہ ہین سرو باغ تن کر | ہون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور
شمشیر نظر سے نرگس مست | تیار ہے جنگ پر سر دست
نہرون مین ہے آب مردم فوج | شمشیر بکف ہر ایک ہے موج
ہے ابر چمن ہوا کے بردوش | یا باد صبا ہوئی زرہ پوش
رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز | یون خندۂ گل کی پھیلی آواز
سرپیچ کے ہون ترا خریدار | ساقی ہے شراب مجھکو درکار
دکھلاؤن بہار جوہر تیغ | برسے مضمون قلم سے جون میغ
ہے بلبل خامہ یون دعاگو | یارب باغ سخن ہرا ہو +
اے جادہ بیاض باغ مضمون | نظارۂ گل بکن تو اکنون

بسلان تیغ آبدار و مذبوحان خنجر جفا جنگجو یان عرصہ عاشقی، و مبارزان میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسانہ بیان زرین سے اسطرح چمکاتے ہین کہ

ایک پتلا سرخ اسمین سے نکلکر سامنے آیا اس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے ہمپر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہان ہی پتلے نے کہا قران
عیار ہمراہ حیات وحشمہ آیا تھا اسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب ایوان باغ کے جو کوٹھری ہی اسمین ہی یہ حال پتلے سے سنکر
اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت مین چلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اس کوٹھری کے قریب آئی قران نے
روزن در سے اُسکو آتے دیکھا اپٹ سے ملکر کھڑا ہوا اسنے آکر جیسے ہی کوٹھری مین جانے کیلیے سر ڈالا قران نے لبغدہ مارا کہ
سر کٹکر دور گرا مگر اس سر نے ایک قہقہہ مارا قران کوٹھری سے نکلکر بھاگا کہ یہ قحبہ تو مرے پر بھی ہنستی ہی مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک
طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہی اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہی اور اسنے اسکو بھاگتے دیکھکر ایک انہ ماش کا مارا کہ پاؤن
اُسکے زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارتا تو اسکو بھی قتل کرتا تو نے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہان جائیگا
قران کے پاؤن تو زمین پکڑے ہی تھی اسنے اپنے تئین اسطرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسیکو غش آتا ہی دانت بیٹھ گئے آنکھین پھر گئین یہ
حالت دیکھکر ساحرہ اُسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اسکو ہوا جب وہ اُسکے دیکھنے مین محو ہوئی اسنے
ہاتھ بڑھاکر گردن اسکی زور سے تھانبی اور اپنے آگے گھسیٹکر ایک ہاتھ منھہ پر رکھا کہ سحر نہ کر سکے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ
چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اُسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کردے تو مین اطاعت کرون قران نے اسکو چھوڑ دیا اور اُسنے رہائی
پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جمشیدی نکالے اسمین دیکھا کہ اس عیار کو مین قتل کر سکونگی یا نہین اوراق مین یہ نکلا کہ یہ عیار
بڑا زبردست ہے اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھکو مار ڈالیگا غلبہ اُسپر کسیطرح نہ ملیگا مناسب ہی کہ اس سے آشتی کر یہ حال معلوم
کرکے اُسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اسنے کہا کہ اے مہتر جائیے آپنے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپکو رہا کر دیا قران
نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا اگر گی یہ کہکر باغ سے نکلگیا اور پھر دوبارہ پھرکر باغ مین آیا اسنے پوچھا کہ اب کیون
آئے کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب ہمین دو کہ ہمارے پاس ہوگئی ہی اُسنے الماری کھولکر گلابیان شراب عمدہ قسم کی نکالین قران
نے بھی ایک گلابی آغشتہ بدار وے بیہوشی کمر مین بطور مخفی رکھ لی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجیے اسنے کہا
اے ملکہ وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہی اسمین کی شراب بھی تھوڑی سی پلا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آوے جب اسکی پشت اسکی طرف ہوئی
اسنے ان بوتلون مین سے ایک بوتل اٹھاکر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اسمین ملا دی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا مجھے یہ بھی
حاضر ہی اسنے کہا اے ملکہ اگر تم خفا نہو تو ایک بات کہون اسنے کہا فرمائیے اُسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب
بوتلون سے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہو جائے اور مین لیجاؤن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہی اور جام مین
سب گلابیون سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی بیٹھتے ہی بیہوش ہوگئی قران نے زبان مین اسکی سوزن دیا اور ستون
سے باندھکر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس عالم مین ہو اسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو تو کہون مین بھی
تم سے نکرونگی اسنے پھر اسکو رہا کیا اُسنے کہا اے عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ بیر دستان روزگار ہین مین نے آپکی اطاعت
کی آپ جائیے مین موقع ومحل دیکھکر آپکے لشکر مین آؤنگی قران نے اقرار اطاعت اسلام لیکر وہان شراب وغیرہ پی پھر رخصت ہوکر
راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجوانا مقابلہ بلور سے کرنا اور

ایک میری دوست ساحرہ رہتی ہے کہ نام اُسکا حصار جادو ہے اُسکے یہان چلکر آرام فرمایئے اور مرہم سحر لگاکر زخم اچھا کرکے لشکر مین چلیے
حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرضکہ دونون اسیطرف روانہ ہوئے یہان برق کو مہرخ لشکر مین لائی اور بارگاہ مین
اُتارا بہت تعریف سب نے حال سنکر کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحرونکو پکڑ لیگئے برق نے کہا مین انکی تلاش مین پھر جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا اسطرح حیرت وغیرہ مین سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند جو تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات
و چشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے وہان قران سیر کر رہا تھا اس نے انکو دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی
دور یہ وہانسے بڑھے تھے کہ اُسنے آکر انھین سلام کیا وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ سامری ہون اسی جنگل مین
رہتا ہون محتاج ہو کر تلاش روزگار ہے آپکو بادشاہ صورت معلوم کرکے حاضر ہوا ہون کہ شاید آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے
ساحران مذکور اسکی بات منت آمیز سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آو ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمھین نوکر رکھا عیار مذکور اُنکے ہمراہ
چلا اور وہ وہانسے ایک باغ کے قریب پہونچے مالک اسکی حصار جادو ہے اسنے طائران سحر سے آمد انکی سنی باغ کے باہر
پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پر بہار تھا جو نہال تھا وہ ثمردار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن
دماغ عنادل ہر پھول پہ تصدق بلبل کا دل بیچ باغ مین قصر عالیشان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہان لاکر
مہمانونکو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا ہے بطور ملازمان باغ مین مالکون سے الگ ٹھہرا رہا حیات و
چشمہ نے مرہم سیاہ شب کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے + کھلے گل کی روش گردون پہ تارے +
شام کو اکل و شرب سے فارغ ہوکر دونون ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے دیکھے معلوم
ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات مین لگا ہوا ہے یہ معلوم کرکے اسنے سحر پڑھکر حصار کر دیا اور سو رہی قران بھی ایک کنجی مین کچھ
میوہ وغیرہ کھاکر لیٹا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھا کہ سبکو بیہوش کرون دیکھا تو باغ مین بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہان
ساحر سوتے ہین نظر نہین آتا ہے سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا وہی ماجرا پھر گذرا کہ اندھیرا نظر
آیا قصر کا پتہ نہ پایا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جسوقت دیدۂ روزگار سے تاریکی
ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پر نور ہوا کہ بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب + ہو نہان نظر سے نجم و مہتاب + صبحکو
ساحر بیدار ہوئے اور برائے تفریح طبع باغ مین لب نہر آکر بیٹھے پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور
سلام کرکے پشت براہ ادب آکر ٹھہرا جب انکو مصروف تماشائے آب اُسنے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہے مار انکو یہ سوچکر پیچھے
کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر مارا مگر جیسے ہی بغدہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک زنجیر از خود پیدا ہوکر حائل ہوگئی بغدہ زنجیر پر
پڑا کہ وہ کٹی اسنے جی داری کرکے فوراً دوسرا بغدہ مارا ایک سپر فولادی پیدا ہوکر سر ساحران کی پناہ ہوگئی ساحرون نے جو پیچھے
مڑکر دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین قران بھی سمجھا کہ تم گرفتار ہوئے بس اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اس زور سے ماری کہ
حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی مین گر پڑے حصار اُنکو نکالنے مین لگی قران بھاگ کے اُسی باغ کی
ایک کوٹھری مین جاکر چھپ رہا یہان یہ دونون نہر سے نکلے اور کہا ہم اس جگہ نہ ٹھہرینگے ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے
اور طائران سحر پر چڑھکر جانب لشکر حیرت گئے بعد اُنکے جانیکے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ مین پھٹا اور

تمام بارگاہ مین پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہون یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی
نکالے اور جستکر کے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منہ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور ریاب اُسکا دونون بیہوش ہوے چشمہ
اپنی جگہ سے اٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے مین کیا وزن دکھاتا ہی یہ کیا سبب ہی جو ملکہ اور پدر اُسکا گرے ہین پس جیسے ہی
یہ اٹھا دھوان تمام بارگاہ مین گھٹا تھا وہ سب بیہوشی کو دیتا یہ اُٹھتے ہی گرا اور سب اہل دربار چھینکین مار مار کر بیہوش
ہوگئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین مین سما گئی اور ساحران معزز بھی زمین
مین سمانے لگے برق کو کچھ بن نہ پڑا حیات و چشمہ ہنوز زمین مین نہ گئے تھے انکو اٹھا کر اسنے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ
سے نکلجائینگے تو مفت محنت جائیگی یہان ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی غرضکہ عیار و نکو پشتارہ لادنیکی عادت
ہوتی ہی یہ دو تو نکو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوے پہلے ہی سے تھا جسنے اس ہیئت سے لشکر مین اسکو دیکھا
روکنے کا قصد کیا اسنے کہا بھائیو مجکو نہ روکو بارگاہ مین عیار نے آکر سب کو بیہوش کیا ہی مین ٹھہرتا تو بیہوش ہوجاتا ناچار
انکو لیکر بھاگا ہون کہ قتل نہو جائین تم جاؤ اور وہان کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہون
لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئین کے سبب بیہوش ہوگیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکلگیا ادھر پتلون نے سحر کے مہرخ سے بیان کیا کہ
برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطور یہ خبر سنکر اٹھی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور
آپ اڑکر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحرونکو لادے لشکر سے جب دور نکلگیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونو نکو زمین پر رکھکر چاہا کہ
قتل کرون یکایک زمین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسنے گھورا اُسکے گھورنے سے برق ایسا ششدر ہوا کہ بھاگ نہ سکا
اور اسنے ساحرونکو ہوشیار کردیا آپ غائب ہوگیا انکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر لوٹنے لگا انھون
نے چاہا کہ پکڑ لیجائین مہرخ یہ ماجرا روے ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسنے ایک تیر آتشین سحر کا مارا از بسکہ یہ دونون ساحر غافل تھے
وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو اُس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا
کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد پیدا ہوگیا اور زخم کاری کھایا مہرخ نے دوبارہ نعرہ کرکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ
تیر کٹکر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے رد سحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا پھر چشمہ نے ایک ناریل
مارا ملکہ بزور سحر جست کر گئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی ملکہ نے خیال کیا یہ آگ سخت ہی تنی جلادیگی
یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہوگئی اور تہ زمین پر ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر
ایک نارنج سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین
اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج بیٹھ کو توڑ دیتا نارنج تو زمین پر گرا مگر اُسکے بھی زخم کاری لگا مہرخ سمجھی کہ یہ ساحر بیٹھا ہین نہ رہے
نجائینگے زخمی ہوچکے ہین وقت فرصت ہی تو اپنے عیار کو نکال لے یہ سمجھکر ایک گولا فولادی ور مارا ساحر اسکے رد کرنے مین مصروف
ہوے یہ پنجہ مین دابکر برق کو اڑ گئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر مین جانا صلاح
نہین اسلیے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوے جو اس حال کو سنیگا کہیگا کہ ایک ساحرہ نے دونو نکو زخمی
کیا اور عیار کو لیگئی انسے کچھ نہو سکا پس مناسب نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون چشمہ نے کہا یہانسے کچھ دور پر

ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ ہم انکی بیٹی بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا بلورہ نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ نکوین مین جانبازی
کرونگا کہ فرستادہ شاہ کوکب اسلیے ہون برق عیار جو ہمراہ بلورہ آیا ہی شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جاکر دیکھ آئین کہ کون
آیا ہی یہ کہکر اٹھا مرخ نے اٹھکر دامن پکڑ لیا کہ ایسا غضب نہ کرنا حیات بہت بڑا ساحر ہی وہان جانا اچھا نہین اسنے جوابدیا کہ اس طلسم
مین چھوٹا ساحر کون ہی ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہین خدا مالک ہے یہ کہکر چلا ملکہ نے تپلہاے سحر ساتھ کردیے کہ اسکی خبر
مجھے پہونچاتے رہین غرضکہ برق ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہان ہرکہ ومہ بہر ملازمت حیات بارگاہ مین جاتا تھا
یہ بھی انھین مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسیطرف نگاہ کی کہ جدھر یہ
کھڑا تھا برق کی آنکھ سے آنکھ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اُسنے مجھے پہچانا چاہا کہ نکل جاؤن دیکھا تو زمین پاؤن پکڑے ہی ناچار کھڑا رہا
اسمین حیات نے دوبارہ اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے برق تم ہمارے گھر مین آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھین کیا مارین
کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب حاضر صرصر نے اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا اے بادشاہ یہ بڑے حرامزادے
عیار ہین آپ انکو مار ڈالیے تو بہتر ہی مہمان نہ بنائیے برق نے کہا تمسے تو استانی ہم نے کوئی حرامزدگی نہین کی اب استاد ہمارے
اگر حرامزدگی کرینگے یہ کہکر جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اُسکے کرسی پر بیٹھا اسنے پوچھا
کہ میری دختر مہار کیسی ہی اُسنے کہا یہانسے لاکھ درجہ اچھی طرح ہین اُسنے ہنسکر جوابدیا کہ تمھین لوگون نے توبہکایا ہی اچھا اب
جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح غافل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل بنا دیتے ہین اچھا اب دیکھین تم کیسے ہوشیار ہو
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدلکر اور صورت پر بنکر بہیئت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا
پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا اُسنے کہا ہم تو اسلیے آئے تھے کہ اول مرتبہ آپکی
ملاقات سے آسودہ نہوے تھے پھر جاکر مل آئین آپنے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا اے
موے تیری باتین مین خوب جانتی ہون اسوقت کیسا غریب بنگیا ہی حیرت نے بجواب اُسکے کہا کہ اے صرصر تو کیون
جلی کٹی کرتی ہی برق نے کہا حضور یہ استانی ہین استانی ہی استاد آئین تو دانہ گھوڑے کا دلوائین یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ
استانی بولو گی تو ناک تمھاری نہ بچیگی یہ سنکر عیارہ کوسنے لگی کہ موے سامری تجھے غارت کرے تیرے اوپر لقا کا غضب ٹوٹے
تیری استانی پر جمشید کی مار برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی مارج ہوگی نہین تماشہ ہم دکھاتے
حیات نے کہا کیا تماشہ دکھلاتے کہا ایک ہوائی ایسی داغتے کہ اُسکے دھوئین سے دنکی رات ہوجاتی ہی اس تاریکی مین
وہ آتشبازی چھوڑتے کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نہ گذری ہوتی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشہ صرصر نے اپنے دلمین کہا کہ اب
قضا اسکی آئی ہے آخر ناچار ہوکر منت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتون پر نجائیے یہ بڑا مفتری بازی ہی حضور کے دشمنونکو
ضرر پہونچائیگا حیات نے اُسکے بار بار دخل دینے سے غصہ ہوکر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہی جو دمبدم ہمارے
کلام مین دخیل ہوتی ہی نکالدو اسکو صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکلگئی کہ معلوم ہوتا ہی قضا ملکہ کے باپ کی یہان انکو
لائی ہی غرضکہ بعد اُسکے جانیکے اور لوگونکو اپنے لشکر سے حیات نے بلالیا کہ آؤ تماشہ دیکھو حشمہ جادو سپہ سالار بھی آیا برق
نے جب سب جمع ہوچکے اٹھکر ایک ہوائی داغکر جانب آسمان پھینکی ہوائی سے بجاے ستارونکے سیاہی گرنے لگی اور دھوان

قتل ساحرہ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ
ساحران تو ان نمک حراموں کو سزا کبھی نہ دینگے مین اپنے میکے والوں کو بلا کر انکا سر کچلواؤنگی یہ موے سب بہت سر چڑھے ہین یہ کہہ کر
ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند
ذکر بگر ملا کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہین پشتۂ رنگین حصار پر مین بمقابلۂ اُن نمک حرامان اتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنا بر
اُسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ مجکو آکر دیکھ جائیے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون بہن ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئین
اور شریک باغیان ہین اب میرا بھان کون ہی زیادہ تسلیم یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ
شہر حیاتیہ مین لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچائے خواص مذکور بہت قدیمی ہی باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہی عرضی
لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہی کہ اُسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہی مگر
انتظام اُسکا سب اپنے باپ کے سپرد کیا ہی حال طلسم مذکور بروقت فتاحی طلسم بیان ہوگا اُسوقت کنیز عریضہ لیے ولد الامارۃ شاہی
مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم کی اُسنے پہچانکر کہا اے سرو قامت کہو میری دونون لڑکیان
راحت جان تو اچھی طرح ہین کنیز نے عرض کیا کہ حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کہی ہی اور یہ عرضی بھیجی ہی اُسنے عرضی لیکر
پڑھی اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضبناک ہوا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا کہ ان نمک حراموں کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ
میری بیٹی کو ستایا اور اس چھوکری کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا دیکھو تو مین چلکر کیسی سزاے سخت دیتا ہون فی الجملہ
بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹیا تم گھبراؤ نہین مین اس تاریخ کو تمھارے پاس آؤنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر
حیرت پاس آئی اُسنے جواب معلوم کر کے طائر سحر مقرر کیے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دین ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے
چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کارسازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع بحکم شاہی کیا فوج مین قرنائے جنگی پھنکی
طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب سحر سازی سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت
و سواریہاے سحر پر چڑھکر عازم سفر ہوے چالیس اژدر پر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدہو نپر کھنچا اسپر حیات سوار
رال اور گوگل کے شعلے منقلہاے آتشین پر اڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا روے ہوا تاریک تھا
آسمان پر سواے زاغ و زغن و طائرہاے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا صداے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا
ہوا مین خروش پیدا الخلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے جب قریب لشکر دختر خود پہونچا اسکو طائران سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ
خود مع اپنے افسران لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہو کر بہر استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ ہوئی
وہ بھی سواری سے اترا بیٹی نے تسلیم کی اُسنے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور
ہوا اپنے لشکر کو اترو دیا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش لقا حاضر ہوے اور مغنی خوش نوا
ساز عشرت حاضر لائے جلسۂ چنگ و رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہرخ سب خبر دریافت کر کے
سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا اس
خبر کو سنکر مہرخ کی رنگت زرد ہو گئی بہار نے کہا والد کا مزاج شر کا نہین یہ سب فساد بین صاحب کا ہماری ہی پھر وہ کافر

غریب و عاجز و ناچار ہون مین — بلاے عشق کا بیمار ہون مین
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو — کہ ہون اس فرق پا افتادہ کے دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے مین باہین ڈالدین اُسنے ہاتھ جھٹکدیا کر خوبی نخرے کی یا تو مرتے تھے یا مزے مین آگئے اترا گئے اسے کہا جانی مجھسے رکھائی نکرو ورنہ مرجاؤنگا میری جان تجھپر فدا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا اچھا تم مہمان میرے ہو بحال پریشان آئے ہو میری جگہ پر چلو کچھ کھاؤ پیو دل بہلاؤ مگر بطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت مین بڑا مزا ہی برق نے یقرہ سنکر اسکو گود مین اٹھالیا اور لیکر چلا اُسنے نہین نہین کرکے کہا ارے نگوڑے ابھی تجھ مین طاقت نہین ہی کیون زور کرتا ہی برق نے کہا تمکو پایا اسیطرح کا زور آگیا یہ کہکر چبوترے پر لایا اور مسند پر بٹھایا چھاتیون پر ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا مجکو ان باتون سے نفرت ہی یہ کہکر شراب و کباب تو مہیا تھے ہی ایک جام لبریز کرکے برق کو دیا مگر اور کیفیت سنیے کہ صرصر کو جو یہ باندھ آیا تھا تو اُسنے عمل بچاکر آئینہ ورو کو اسطرف کے بلایا اور اپنے تئین کھلوایا سن ہو چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے گیا ہی یہ بھی اسی طرف چلی راہ مین بکتی جاتی تھی کہ رہ تو موے برق تو تے مجھے باندھا تو تھا مین بھی تجھے زک دلواونگی موے بلور کا چھڑانا آسان نہین ہی دیکھ تو مین کیسا بدلا لیتی ہون اسکا یکتا اتفاق سے قران نے سنا کہ وہ جنگل مین ایک جگہ بیٹھا تھا پس وہ بھی اُسکے پیچھے ہوا کہ دیکھون یہ کدھر جاتی ہی اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بنکر صحرا مین ٹھہرا کرتے ہین اسلیے کہ ہمین کوئی شناخت نہ کرے پس یہ بھی ساحرہ بنا ہوا پیچھے پیچھے آکر کوہ عجائب پر جہان برق و ساحرہ بیٹھے ہین پہونچا وہان برق کو جب ساحرہ بذکور نے جام دیا تھا تو اُسنے نگاہ اُسکی بچاکر جام مین بیہوشی ملاکر پھر ساحرہ کے لبون سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبون سے لگاکر یہ شراب جھوٹی کردے تو مین پیون وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر پہونچکر پکاری اے ملکہ یہ موا جو پہلو مین بیٹھا ہی یہ عیار ہی خبردار شراب نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا جھپٹکر قریب ساحرہ پہونچا اور کہا اے ملکہ صرصر سچی ہی حیرت کو بھی سحر سے ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچگیا ہی پس یہ نامہ انھون نے تمکو لکھا ہی یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر سے اسکو دیا وہ کاغذ لیکر کھولنے نہ پائی تھی نگاہ اسکی جانب قرطاس اٹھی قران نے الٹا بعدہ سر پر اُسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہوگیا لاش اچھلکر ادھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گل اندام قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ مین بدحواس ہو کر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا کہ استانی آج نک کاٹونگا وہ بھی گالیان دینے لگی کہ موے خدا انکو غارت کرے تمنے آج اس ساحرہ کو مارا ہی جو اپنا مثل و نظیر نرکھتی تھی ادھر صاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی غرضکہ عیارہ تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہوگیا عیارون نے وہان کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا اس اثنا مین عیار دہر نے بندہ مہر سے ساحرہ شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ ابیات

سجا خورشید نے ملبوس پرنور — ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
بندھی ہر سو ہواے آمد صبح — گجر نے دی صداے آمد صبح

صبحدم بلور عیار ونکو تخت سحر پر بٹھاکر داخل لشکر فیروزی اثر ہوا مہرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اس نے آکر حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانیکی اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ عشرت برپا ہوا اُدھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی | کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرضکہ افسوس کرکے اس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھاکر دیکھا کر دیکھون اسمین پتہ اسکا یا اُسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھنچی پائی سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غارتگر جان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاکہ ہے جسنے ایسے گلرد بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اس تصویر پر نظر کی پھر تو بموجب ع بعینہ در وصورت خویش دید کچھ شبہ جو ہوا سحر پڑھکر روشنی کی بغور اس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سرمو فرق نہ پایا پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھین اُسکی تمناے دیدار مین کھلی ہین سر اُسکا زانو پر اپنے رکھا اور کہا ہائے میرے عاشق شیدا تو بھی سے گذرجانا امید مرجاے اور مجکو قضا نہ آئے میرے نامراد ولے میرے ناشاد یہ تو نے کس سے میری تصویر پائی ہاے اس محبت نے کیا تیری صورت بنائی ہاے کیسے کانٹے بدن مین چبھے ہین صحرا پیمائی سے پاؤن پھرے ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول جسکو چاہتا تھا وہ آئی ہے منھ سے بول ہین تیرا حال نجانتی تھی نہین تجھ تک اڑکر جاتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہاے ع قطعہ

اجل نے کرلیا کام اپنا پورا | نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان | نہ مانون گی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین | ہوا گم کیون تو شوق جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا | مقدر نے اجل کا منھ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھاتی تھی منھ سے منھ ملاتی تھی رخسار پر رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ | سراسر محو حسرت اسکی تھی آنکھ
اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے | جھکاکر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور | بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے | وہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے | یہ گلشن خانہ دشمن نہین ہے
مین گذری اس عنایت سے اجی واہ | کدھر ہے کس طرف ہے گھر کی لو راہ
وہ بولا مین فداے یاد جانان | بیان ہون کس طرح صاحب کے احسان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے | غرض رکھتا نہین سیر جہان سے
وہ بولی اے گرفتار مصیبت | فلک ترسید بیمار مصیبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم | بلا پیچھے لگائین اپنے ہر دم
نہین طعنے عزیز و اقربا کے | رہین مغضوب ہر لحظہ خدا کے
وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا | اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا

آنکھوں میں تری حواس میں سراسر ابتری اسطرح سے صورت عاشق زار و ژولیدہ روکی بنکر شکل اُس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر فتیلہ عیاری جلاکر لمحہ بھر مین شبیہ اسکی کھینچی اور گریبان مین رکھکر وہانسے چلا اور سامنے اُسی چبوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر وہ آہ سرد کھینچی کہ سوز درون سے دل کوہ مین آگ لگادی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ **ابیات**

تن زار مین روح حیران ہے	ملاقات کا دل مین ارمان ہے
تپ غم سے منھ ہوگیا ہے دھوان	بڑا اچھکتا ہون صورت گلفشان
کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے	کہ چلنے مین آتے ہین چکر مجھے
حقیقت مین اب حرف ہی جان پر	مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر
یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے	شب ہجر نے ہے ستایا مجھے
نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بدنصیب	جدا اس طرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک کر رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کہتا تھا کہ اے پری پیکر دلفریب بلا رتیرے ہی شبیہ کے فراق مین اب زندگی شاق ہے کہ **ابیات**

روے زیبا کی یاد ہے دن رات	آنسوؤن نے لگائی ہے برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم	زندگانی ہوئی ہے مجکو سم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ	وصل کے شوق مین ہے نالۂ و آہ
اشک جسوقت باندھتے ہین تار	صدقے کرتا ہون موتیون کے ہار
عشق کا کھیلتا ہے سر پہ جن	ہاے دو دو برس ہی ایک اک دن
رات کٹتی ہے سخت مشکل سے	بغض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہوگیا از بسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اُسکے کلام درد آگین سنکر اسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی کہ یہ شخص کسیکا عاشق صادق ہی اُسکے فراق مین روتا ہی اور اسکی جستجو مین پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہی اور یہ کاغذ اُسکے ہاتھ مین شاید نامہ اُسکے معشوق کا ہی اب جو یہ غش ہو گیا اسکو تاب نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مرگیا جی سے صدمہ ہجر اٹھاکر گذر گیا یہ سمجھکر اٹھی کہ چلکر قریب سے دیکھ تو یہ کون شخص ہی اور یہ کاغذ اسکے پاس کیسا ہی اس طلسم کا رہنے والا ہی یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑکر تلاش مین نکلا ہی بس وہان سے قریب تر آئی یہان اُس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ **نظم**

فروغ حسن سے ہے دشت روشن	زمین ہے ہر طرف کی برق خرمن
نہین جنبش کسی عضو بدن کو	اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زانے	کسی کی جان لی تیغ ادا نے

ایک رخت سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا استانی بندگی صرصر نے پہچانا کہ برق ہے گالیان دینے لگی اور کہا کہ موے مجکو یہان لاکر تو نے کیون باندھا ہے اسنے کہا استانی مین عیاری کرنے جاتا ہون تم آمین خلل انداز ہوگی بس جبتک مین بلورہ کو جاکر رہا کرون اسوقت تک تم بندھی رہو اسنے یہ سنکر ہر چند واویلا کیا مگر اسنے نہ سنا اور چھوڑکر اسی پتے پرجو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا از بسکہ دو ندہ بہت سے پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہونچا اس کوہ مین عجب طرح کا صحراے سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستارونکی طرح پھول کھلے تھے دامن ارض پر از گلہاے خوشرنگ تھا صحن صحرا سبزے سے ہمسر فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل موتیونکا زیور پہنے مہک سے پھولونکی عروس گلشن عطر مین بسی باد صبا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کوسون پہونچاتی چاندنی کھلی دشت وکوہ کی چمک تا الفلاک پہونچی چشمہ ہاے آب کی لطافت وصفا چشمۂ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب نظم

کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول — شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول
بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار — بڑی پھولونکی ان کی شاخ پہ بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری — تصدق ہر روش یاد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی مین بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک میل بنا تھا اس میل سے بلورہ کو گل اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر بہار دے رہی تھی اور سیر شب ماہ مین گلہاے بوقلمون کی کرتی تھی اور میخواری کر رہی تھی رات بھر جاگی تھی برق نے دور سے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہان رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزین وغیرہ بھی اسکی ہون مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اسنے بنابر احتیاط کے ملازمونکو رخصت کر دیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جاکر رہو قیدی کا پہرا مین اکیلی دونگی زیادہ لوگو نمین اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غرضکہ جب برق نے اسکو پایا صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن مرد کے بنائی زلف گرہ گیر کو پیچتاب دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا روشن بسان ماہ تابان بنایا دست و پا نہایت خوبصورت وطرحدار سینہ فراخ وہموار جبین مبین نور آگین برنگ مہر مبین سواد زلف گرہگیر شب تار سحر یار چشم نرگسی کو دیدۂ آہو سے مثال دینا عین خطا ہے چشم حور العین سے بہتر کہنا روا ہے آہو چشم محراب برمین آنکھین چڑھائین اسوقت مراد پائین لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک سے مرجان لبونکے سینے مین درد کہ بمقتضاے ابیات

رخ خورشید ہے پیشانی صاف — کہین آئینہ مہ سے ہے شفاف
کہین آنکھون کو جادو گر بجا ہے — دہان پر سامری کی قدر کیا ہے
ہرن ایسے نہ ہونگے شوخ وچالاک — اڑاتے ہین بھرے پانی مین وہ خاک
خم ابرو یہ محراب حرم خم — بھرا ہے مو بمو شمشیر کا دم
صفت کیا عارض پر نور کی ہو — تصدق اسپہ ہین شمس وقمر دو

اس سراپاے حسن آگین سے درست ہوکر لباس شاہی ور قباے فرمانروائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ بیت نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے سر عریان گریبان تا بدامن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جسم نازک مین چبھے لب خشک چہرہ زرد کاکل پر گرد منھ پر ہوائیان اڑتین

پر چمکتی تھی اور کنیزان بہار جو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھین اُسوقت آکر پہونچی تھین اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھون نے تسلیم کر کے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ تھا بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ کہکر خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پائے ساحرہ مذکور نا پاپیترا صرصر کا پایا سب ملازمین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑا نے جاتا ہون یہ کہکر قطورہ زرنفتی سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم مین آچکی تھی کہ ہیبت روان انجم تھے راہ کہکشان پر مثل عروس ماہ چمکا آسمان پر + برق ہنوز بارگاہ حیرت مین نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ مذکور کے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ اسمین کیا ہی اسنے عرض کیا کہ بلور کو مین پکڑ لائی ہون ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہو کر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کرا کر کچھ سحر پڑھا کہ ردے ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہین ممکن کہ کوئی اُسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر مین سودا کا اثر نہو کب ہوسکتا ہی کہ اُسکے عارض تابان پر نثار دل مضطر نہو قامت رعنا اُسکا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک و آزاد سراسر بیہودی رخسار اُسکے ایسے گذر آئے تھے گویا سرو قامت مین سیب کے پھل آگئے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بہت بھاتیان از سر تا بہ پا نہایت طرحدار بے مثل روزگار

نظم

قیامت سے نہ لگا کھائے قامت — عیان رفتار سے شور قیامت
سراپا اُس مین معشوقون کا انداز — تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر — چھٹا پڑتا تھا نور اُس پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا — جھلکتا تھا لباس اُس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمھین بلایا ہی آجکی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور با احتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اسکو قتل کرینگے اس نازنین نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ نے سحر اتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کر کے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جا چکی اُسوقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منھ اپنا چادر سے لپیٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہان صرصر موجود ہی مگر بلور نہین سمجھا کہ مجھے عرصہ آئے گذرا ملکہ نے اسکو زندان مین بھیجدیا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجکو کچھ آپ سے کہنا ہی صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منھ لپیٹے مجھے کھینچتا ہی کچھ اسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہی سوا اسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب کے یہان سے ایک ساحر اس دعوے سے آیا ہی کہ مین جاکر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اسکو پکڑ کر طلسم نور افشان مین لیجاؤنگا چنانچہ مین جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجھکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہین اسکو قید نہ کیا ہو جو آفت اُنپر آئے صرصر نے کہا قید اُسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی اور کوہ عجائب جو یہانسے جانب شمال چند منزل پر واقع ہی وہان لیگئی ساحر کوکب اگر وہان جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپکا بجا ہی دیکھیے تو ملکہ حیرت کہان جاتی ہین صرصر حیران ہو کر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اسنے منھ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اسکو بیہوشی طاری ہوئی اسنے اٹھاکر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا رات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا اور

ہی پتلونکو آتے دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی غلطک رکرزن حسینہ وجمیلہ نگہی یوح دنیا پر ایسا حرف نقش بند قدرت نے خوبی ومحبوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا جیسا اسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زرگستا مرصع کار کامدار با تلہ پہنے کہ ابیات

بلاشک مہروش تھی مہ لقا تھی	حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اُسکا رشک شمشاد	بجا ہے اُسکو گر کہیے پریزاد

پس اُس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ انکے ہو کر ایک آئینہ بغل سے نکالا پتلون نے لوح اُسکو دکھائی اُسنے آئینہ دکھایا پتلونکی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر لوح پر پڑی پتلونکے بھی جسم مین آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھ ہو گئی بلور مٹھیان کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا پتلے ترسول لیے پیدا ہو کر جانب حیرت چلے اسنے بھی افسران لشکر کو للکارا فوج نے حملہ کیا ادھر سے مہرخ نے تخت بڑھایا دونون لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر ہوٹھ ماری جادو کے بیر کلیجہ کھانے لگے اونا چاری میدان مین آ گئی بھیرون ناچا بجلیان گرنے لگین سر و تن مین جدائی ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو	بہت بردے گئین ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی	بنی بحر فنا کی تیغ کشتی
برش شمشیر بران کی غضب تھی	رگ جان حریفان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا	عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بہار نے ہزارہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ ولرزان زمین مین سما گئے قلاب زمین کو جنبش دی زلزلہ تمام دشت مین آیا رعد چیختی زمین سے نکلکر مارتا تھا برق گرتی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذاً باللہ شور قیامت زا برپا تھا اسی گرمی جنگ مین حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت سمجھی کہ اس سے برابر کی چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور مین ہلاک ہوئی تو بہتر نہوگا بادشاہ اسیر عاشق ہے بعد میرے محل اسکا کر لیگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکران کینہ خواہ پھرے پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اُسوقت صرصر عیارہ ایک ساحر کیصورت بنکر بارگاہ بلور مین آئی اور اس سے ملاقات کر کے کہا کہ مین فرستادہ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے تمہاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوبح لکھی جو تمہارے چہرے پر آ گئی تھی ہمین نے بھیجی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو این کار از رستم نشد وکہ تو کردہ بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کر کے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال شہنشاہ ہے عیارہ نے کہا کہ خلیہ کرا دیجیے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اُس نے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا جب تنہا ہوئی عیارہ نے پاتو نہین لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اُسکے دماغ مین بیہوشی اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہو گیا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سراچہ چاک کر کے باہر نکلی اور راز بسکہ لشکری جنگاہ سے پھر کر آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے ورود لشکر برپا تھا کسی نے اُس ہنگامہ مین اُس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی ہے عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی اُدھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ کے آئے بلور کو نپایا ہر سمت تلاش کیا جب کہین نشان نملا روتے ہوئے بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ سر جہانبانی

تیغ بران لپکتی تھی ہر آن	جیسے کالے نکالتے ہین زبان

طول ہر مقام پر بپا ہی رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا اور رسن آفتاب کا صحراے چرخ مین ضیا بار ہوا
کہ بمقتضاے

ابیات

ہوا خورشید حیدم گرم بازار	بڑھے ہر سمت سے شاہِ جہاندار
اٹھی مہرخ بوقت صبح خندان	گئی مثل سحر سوے بیابان

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوے مہرخ تخت سحر پر بصد جاہ وجلال سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زلزلہ ولرزان وطاؤس وشکیل فرنافرمان وغیرہ تخت طاؤس ہاے سحر پر سوار ابر سرخ وسبز وزرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائرونکی قطار سامری کے جے کی پکار گرداگرد تخت ملکہ بہار گلدستے چمنے ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرحکا سنگار سر پر تاج مرصع کار جسم نازک پر زیور جواہر نگار ایکطرف بلور چہار دست کے ساحر ہزارہا ہزار سواران زرین پوش ملازم کوکب کی قطار سب ساحر اڑتے ہوے وارد دشت کارزار ہوے اس طرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد حشمت جلوہ گر جنبور بال ہما کا سر پر ہوتا چتر زریں کا سایہ ڈنکے بجتے ہزارہا کنیزان سمن بدن گل پیرہن جادوگرنیان بمثال سامری کی یادگار عہدے ہاتھونمین لیے تخت ملکہ کو گھیرے وزیرزادی سر پر مگس برانی کرتی داخل جنگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی بجلیان چمکنے لگین رخت صحرائی جلے ابر سحر برسے میدان پاک ہوا نقیب نقابت کرنے لگے گبشیر پکارے کہ کون ایسا بہابلی کا پوت بہابلی ام کا جو ہر جوہر رن مین جوجھ مرے یا بری کا کھوج کھوئے ایکطرف سے کڑکیت پکارتے تھے کہ ہیبت سے پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے + کاسۂ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے + ہان اے لڑنیوالو ہمت نہ ہارنا دنیا فانی ہی شجاعت کا نام رہجانیکی نشانی ہی یہ صدائین سنکر بہادر جھومتے تھے ساحر دنکے سیر زاغ وزغن بنکر منڈلاتے گھومتے جے جے کار کا غل تھا تدہب نیا سنکر سب سناٹے مین آگئے اور جھولیان سنبھالکر کچھ ساحر بروے ہوا اڑ گئے اور پرا باندھا کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوے جب سب انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت میدان مین آیا سحر کی نیرنگیان دکھا کر مبارز طلب ہوا بلور تو عدہ لڑنیکا کرہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہرخ مرکب سحر اڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حرب ہوا اُسنے کہا تو خود حربہ کرکے اپنا حوصلہ نکال لے مین تو وہ ساحر ہون کہ کسیکا حربہ مجھپر اثر نکریگا ارمان دلمین رہیگا یہ گفتگو فیمابین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالاے فلک ہوئی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سورج مکھی اتر کر چہرہ پر مثل حلقہ زرین کے گرد رخسارہ بلور شاہان آراستہ ہوتا ہی بلور کے لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا اور اژدر نے اسکے مرتبہ پر اسپر رشک کرکے ایک تیر سحر کا مارا اُسنے مٹھیان اپنی کھولین دو پتلے ہاتھ سے نکلے چھری ہاتھ مین لیے تھے اس چھری سے تیر کاٹ دیا بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا کہ او خیرہ روزگار تو وار اپنا کر چکا اب ہمارا حربہ روک یہ کہکر وہ مٹھیان جو کھولین تھین بند کین اور جو بند تھین وہ کھولین پھر دو پتلے نکلے کہ انکے ہاتھ مین ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی ہیں وہ پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ اے اژدر دیکھ تو کیا ہی یہ اُسنے جیسے ہی ان لوحونپر نظر کی تلوار کھینچکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا غل وشور برپا ہوا کہ مارا اژدر ہان اژدر سوار جادو کو بلور نے ان پتلیونسے کہا کہ لینا اس حرامزادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور زوجہ بادشاہ طلسم

ہُوئے یہ ناممکن ہی چنانچہ بادشاہ کو بروقت تمھین رخصت کرنیکے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمھارے چلے آنیکے مجھے بھیجا ہی اور یہ لوح جواہر کی دی ہی کہ اسکو گلے مین پہنو اور وہ کمان ید واُسنے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ سوا ے بادشاہ کے حال یہان کوئی جانتا نہین بیشک یہ فرستادہ شاہ ہی یہ سمجھکر لوح طلب کی قران نے ایک لوح یاقوت احمر کی منقوش بخط سبز زمردین نکالکر دی کنندہ اسمین لگا تھا کلا بتون سے گندھی تھی یہ دیکھکر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اُسکے ہاتھ مین تھی ساحر مذکور کے حوالہ کی لوح لیکر اپنے گلے مین پہنی ساحر سے مصر ہوا کہ آئیے بارگاہ مین چلیے اُسنے کہا بادشاہ منتظر ہونگے مین ٹھہر نہین سکتا ہون یہ کہکر وہ جا یہ جا کمان لیکر راہی ہوا اور جنگل مین جاکر نظر سے غائب ہو گیا بعد اُسکے جانیکے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا اور قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت کو نامہ شاہ طلسم آچکا تھا کہ اژدر دہان ساحر معزز ہی تمھارے پاس آتا ہی اسکی عزت کرنا چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہونچا حیرت نے خبر سنکر ساحر پیشوائی کو بھیجے سردارون نے استقبال کرکے اُسکو بارگاہ ملکہ مین پہونچایا لشکر اُسکا اترا اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ مین آکر ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن روزگار غدار دموذی نے مہرہ مہر دامن سپہر سے چھینکر صندوق مغرب مین بند کیا اور اژدر شب نے مار سیاہ ظلمت کو دہن سے نکالا کہ بمقتضا ے

ابیات

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن ۔ بڑھا یا ہر طرف ظلمت نے دامن
پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور ۔ ہوے خالی ضیا سے خانہ دور

شام ہوتے ہی اُسنے حکم نواخت طبل جنگ یا نفیر سحر کو دم ملا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مہرخ مین آئے اور عرض پیرا ہوے کہ بیت کہ شاہا ہی کرامت تیرا ارشاد + الہی تا قیامت خانہ آباد + ایک جادوگر اژدر جادو نام نے آکر طبل جنگ بمقابل لشکر فیروزی ماٗثر بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ کہکر طائر مذکور اڑ گئے ملکہ موصوف کو سنکر تردد ہوا اور کہا خدا خیر کرے اس موذی پر کسی کا سحر بے اثر نہین کرتا ہی پھر بموجب اس قول کے کہ مجھے کوئی نہ مارے تو مین سارے عالم کو مار ڈالون دیکھیے اُسکے ہاتھ سے کیا ضرر سبکو پہونچتا ہی درجواب اس گفتگو کے ملبور چہار دست سردار ملازم کوکب نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ غلام بہر جانبازی حاضر ہوا ہی میرے نام پر آپ طبل بجوائیے کچھ فکر نفرمائیے دیکھیے تو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی خداے بازرگ ست ملکہ مسطورہ نے حکم نواخت طبل رزمی دیا اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا نفیر وجھانجھ اور ناقوس بھکنے اور بجنے لگے نقارہ کرکگڑا ے دربار سے سردار اٹھکر خیمون مین آئے سامان سحر سازی فراہم ہونے لگا ڈفلے اور بانسری بجنے لگی پونین تانین گیین بیر بلائے گئے ساحران مہرخ نے اس فرعون منش کیلیے مثل عصاے موسی اژدر تیار کیے بہادرون نے تلوارین سان پر چڑھائین زہر مین بجھائین تیغین بسان افعی دوزبان تھین تونبیان سحر کی بنائی گئین کہ اسکی صدا پر کالے اپنے لڑاکر حریف کو مارینگے راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ سے لڑائینگے کسی نے پٹار اتیار کیا کوئی بذات خود اژدر بن بنگیا ہر سمت ناقوس کی صدا اٹھی شعلے اڑتے تھے یا اژدر شب شعلہ فشان تھا ہر سمت ایک غلو تھا کہ

نظم

اژدہے ہر طرف تھے شعلہ فشان ۔ ہوم کا اٹھ رہا تھا ایسا دھوان
جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہین ۔ پیچ کھا کھا کے زہر اگلتے ہین

معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اسکو بمقابلہ مہرخ بھیجا ہی پس جملہ ماجرا سنکر دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا یہ جاکر
بڑا فساد کریگا لازم ہی کہ یہین اسکا کام تمام کردن یہ تجویز کرکے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر مہیب بنکر تیار ہوا سانپ بہت سے
جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین لیا ترکش مثل دم طاؤس دوش سے لٹکا کر کمان ہاتھ مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ
افود رچلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلاکر مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے
کہ کون ہین دولتسرا ے جناب کہان ہی اُسنے جوابدیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہی مسکن میرا ہی نام پرسامری گے
بولنگا کر اکیلا پھر رہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب ملک قلعہ اژدر یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت غائبانہ
ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا جو سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہکر
اُٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا بارے آپکو بھی شوق ہی اُسنے کہا جی نہین شوق کیا ہی کبھی
لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن ابتک ہی اُسنے فرمایش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگائیے قران نے دو ایک طائر رونکو تیر سے
صید کیا اور قدرت قادر توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا
آپ ہی کا کام تھا قران نے سلام کرکے اور نشانے اُڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ
ہی کا کام تھا کہا اے حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیسی ہی کوئی اسمین عیب نہین ہی اسطرح کی کمان تو شہر چاچ مین بھی ملنا
ممکن نہین اُسنے کہا کہ اس ارادہ سے مین نے نہین کہا کہ کمان آپکی بُری ہی بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہی اُسنے کہا فرمائیے تو آخر وہ
بھید کیا ہی وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور اور مجکو آپ کوئی غیر نجانئیے فرمائیے تو
کہ کیا بھید ہی اُسنے بعد بصد انکار حال اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہی اور عطیہ شاہ طلسم ہی جسکے پاس ہوگی
وہ ہر طرح کا نشانہ اُڑا دیگا اور کسی کی حرب سے مارا نجائیگا یہ کہکر کہا کہ اے برادر مین اسی کے بھروسے پر لشکر مہرخ سے لڑنے آیا
ہون اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی تو مین ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ ادھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہین لیکن
میرا کیا کر لینگے جب مجھپر حربہ کوئی تاثیر نہ کریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ مین ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قران اسکی
گفتگو سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا اور یہان
بھی اسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجاتا تو خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصہ کے اس سے رخصت
ہوا کہ مین پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُسنے دوسری طرح پر شکل تبدیل کرکے ایک آئینہ سفید سامنے
چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس مین گویا چھپا پا گئی ہاتھ مقوے کے بناکر درست کیے قد زیادہ
دراز کر لیا اور جانب دریاے سحر گیا وہانسے رخ اُسکے لشکر کا کرکے جست وخیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا
اسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کیطرف سے آتا ہی سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہی بھیجا ہی یہ سمجھکر ساحر کو معزز وضع دیکھکر برائے
استقبال اٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا آئیے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا مین ٹھہرونگا نہین صرف بادشاہ نے یہ
کہلا بھیجا ہی کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمھین دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہی جو ہمنے بیان کی ہی لیکن اتنا اسمین عیب ہی کہ اگر کسی ساحر
زبردست سے سامنا ہوا اور اُسنے تیر الٹا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمھارا سینہ توڑے نرہیگا کسی سحر سے

اُسکی ایک گھروندا سمجھتی ہے وہ دم بھر مین پامال کردیگی پھر یہ جاے امن بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہے کہ ان دونو نکو راستہ دو
تاکہ لڑتے بھڑتے قلعہ سے نکلجائین بیرون قلعہ انکو گھیر لینے مین مضائقہ نہین لقانے یہ سنکر کہا مین ایسی تقدیر پہلے ہی کرچکا ہون
بختیارک نے افسران لشکر سے جاکر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیر و اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانیدو فوج تین طرف ہوگئی
شہزادہ و شیر اکنوار نے جوراہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے یہانکی پلٹین اور نگہبان فوج انکے آنیسے بھاگ گئے
یہ دونون بہادر باہر نکلے اُسوقت شاہپر رد دوڑا اور خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال
سنکر مع تمام سرداروں کے اُٹھے لشکر اسلام مین قرنا بجی فوج تیار ہوکر چلی ور در قلعہ پر پہونچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گرے
اتو وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا ہول سے خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے
تا بدروازہ لاشونکی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح ساکن جسم بھگا دی تھی اب امیر نے آکر یہ حال کہا کہ ابیات

ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت　　تو گفتی سپہر روان باز گشت
ز زخم دو شاہان پرخاش جوئے　　ہمی خون و مغز اندر آمد بجوئے
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب　　ہمی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد بکردار دریائے خون　　سر و دست بد زیر سنگ اندرون

آخر لشکر لقا پسپا ہوکر پھر قلعہ مین چلا گیا اور در قلعہ بند کرلیا امیر شہزادہ ایرج و شیر اکنوار کو لیکر مراجعت فرمائے
راہ مین زر نثار کرتے ہوے داخل لشکر ہوے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شیر اکنوار اترا اور اسکو امیر سامنے شاہ اسلام
کے لائے اُسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت مع معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا
تخت ایرج دیگل دست چپ مین بچھا بیرون چہل ستون قریب نا ہید یہ بیٹھا شاہ نے عوض نام شیر اکنوار اسکو خطاب
شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب و کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو
اب مصروف عیش و نشاط رکھیے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ بیت پھر سے پھر عنان سمند قلم + نئی داستان اک کرون
پھر رقم ہر جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برائے جنگ مہرخ نیک سیر روانہ ہوا تھا چنانچہ
دریاے سحر کے پار بعید کروفر اتر کر اُسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ
مین داخل ہوا سر اپنے اُسکے اٹھوا دیے اور بیٹھکر سیر دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اُسکے پاس ہے کہ شاہ جادوان نے
اسکو دی ہے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر پذیر نہو
کوئی ساحر اور غیر ساحر اُسکو زیر نکرسکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے چنانچہ دریاے خونروان کے کنارے صحراے پر فرا
او معمور از طائران و چارپایان ہے اژدر جو اس مقام پر اترا جنگل کی کیفیت دیکھکر سراپچہ بارگاہ اٹھوا دیا اور وہی کمان
عطیہ شاہ طلسم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا لشکر مین اُسکے بازار کھل گئے چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ
ہو رہا ہے مگر لشکر مہرخ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت مین پھرا ہی کرتے ہین انھین مین سے قران کہ ہر وقت جنگل
مین رہتا ہے پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ایک لشکر کو شیر اترے دیکھکر ایک لشکری سے حال پوچھا سب کیفیت اژدر کی

جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو پائے تو مارے یہ کہکر سب چال لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا
شر انجوار جب یا جرا سن چکا دلسے سوچا کہ یہ کیسا مسخرا خداوند ہی جو اپنا حفظ ناموس نہ کرسکا بیٹی کو قبضۂ دشمنان مین جانے دیا اور
اب اپنے چھوٹے سے سجدہ نہین کرا سکتا یہ سمجھکر دلمین اُسکے خداوند کیطرف سے فتور آیا مگر ایرج کیطرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
نواسۂ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خدا دوسرے تیرے نانا ہین تو انکو سجدہ کیون نہین کرتا یہ سنکر ایرج نے
جواب دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہین تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کرین کہ مجکو زیر کرے جب یہ ہوگا تو انکو سجدہ کرون گا
شر انجوار نے کہا شرط معقول ہی اور قول تیرا درست ہی مجکو یہ امر بدل قبول ہی اچھا اگر مین تجکو زیر کرون تو اپنی شرط سے
بازگشت نہ کرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ قول مردان جان دارد دیگر صورت ہی ہے تجھپر غالب آنیکے تجھے بھی
دین اسلام قبول کرنا ہوگا اسنے کہا مجھے منظور ہی یہ شرطین ہوتے سنکر بختیارک بولا کہ اے شر انجوار تم اسبارے مین نہ بولو کیا
تم مسلمان ہونے آئے ہو اُسنے کہا ملک جی تم دیکھو تو مین ابھی اسکو زیر کیے لیتا ہون بختیارک ٹھٹھکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تمکو استقبال
کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن بنو گے اے کوہی کیون دیوانہ ہوا ہی انسے لڑکر کوئی بھی غالب ہوا ہی اسنے کہا تو جھک مارتا ہی
اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہم ہو گئے البتہ زنجیر قول مین جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت
رہائی آیا ہی تو کچھ تیری رہا کرنیکی ضرورت نہین ہی یہ کہکر خانۂ زور مین آکر چیخ مارا اور اس قید گران کو بسان رشتۂ خام توڑ کر
الگ پھینکا شر انجوار یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور تنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے
پیچ باندھا انھون نے توڑ کیا ازبسکہ بارگاہ مین جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا ایک مقام پر اسکو پکڑ لایا
اور توڑہ کمر بند مین ہاتھ دیکر اسکو پہلے ہی زور مین اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکارکر کہا کہ اے
شہریار امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اتار دیا اُسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ اُسکا سر سینے سے
نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سردارونکو للکارا کہ لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا لینا کہا اُٹھے شر انجوار تو مسلح
دکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار لقا کو دے مارا تلوار اسکی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند
کیا اور قتل وقمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دار الامارہ سے نکلکر بھاگا اور میلے لشکر شر انجوار مین
آکر پکارا کہ اے افسران لشکر مالک تمھارا بارگاہ لقا مین لڑ رہا ہی جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار
ہوا ادھر لشکریان لقا و سلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا اُدھر بھی کمربندی ہوئی اور یہ دونون لشکر دار الامارہ سے چلے تھے
کہ راہ مین سامنا ہوگیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ مین کھلبل پڑ گئی دروازے دکانونکے بند ہوگئے
اور دکاندار دکانین چھوڑ بھاگے گلیان لاشون سے پٹنے لگین خون کی نالیان بہنے لگین اس ہنگامہ مین شر انجوار و ایرج
بھی لڑتے ہوئے دار الامارہ سے باہر نکلے باہر آکر گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلہ محشر آشکار گلیون مین سر مانند
کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا
بھاؤ ایک ہی کردیا نرخ جان بہت ارزان تھا اس لڑائی مین بختیارک کہ یہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہی خداوند
سے گویا ہوا کہ آپ یکا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہی کچھ دیر مین در قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا در قلعہ کو فوج

ہنگام سحر لقا دار الامارۂ قلعہ مین آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اُسکے حاضر ہوکر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوے اُسوقت گلگون نے قید آہن سہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کا راستہ لیا شہزادہ کو بھی عراوے پر ڈالکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اس مرتد یعنی لقا کے پہونچا بطور خدا پرستان پکارا کہ سلام میرا اس مجلس مین خداے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر کڑکڑایا کہ او بندۂ بے ادب نوائہ قدرت سجدہ کر یا بد دولت کو شہزادے نے فرمایا کہ مین تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالون پر لعنت کرتا ہون او مشرک خدا ناچار ہون کہ اسوقت دسترس میرا نہین ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اُسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اُسکے کہ کوئی عیار اُسکو چھڑا نہ لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اُٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے مین عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اُٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ احکم الحاکمین مین رجوع قلب سے پکارا کہ

نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے
کہ فرصت پاؤن اس بغض و حسد سے
ہزاران شکر احسان خداوند
کہ وہ کرتا ہے غمگینون کو خرسند
عجب کیا ہے کہ چھوٹون اس بلا سے
مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دل کو میرے شاد کردے
مجھے اس قید سے آزاد کردے

تیر دعا نشانۂ اجابت پر بیٹھا یعنی ہرکارے دوڑے ہوے آکر بجرگاہ پر ٹھہرے اور کافرنے کافر کو بد دعا دیکر عرض کی کہ شیر الجوار کوہی حاکم قلعۂ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوہیون سے بہر امداد خداوند آیا ہی یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا یہان تو یہ ماجرا گذرا اگر شاپور جو پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا پشتارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ مین لاکر اسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلاکر بیہوش کرکے ایرج بنایا تھا پھر حال تو بیان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اُسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے لگا شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا کہ گُستان میری کمر مین کھر پا رکھا تھا اسکو ڈھونڈھتا ہون آپنے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتون سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہی بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چلکر چھڑا یہ سوچکر گھسیارہ کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا از بسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اسنے ہزارون تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شیر الجوار سے ملاقات کی لشکر اُسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور بھی صورت بدلے اُسیکے ہمراہ لشکر مین ملکر قلعہ مین آیا لشکر اُسکا ایک مقام پر اترا فوج کی چھاونی کے قریب خیمے استادہ ہوگئے اور شیر الجوار سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگار بنکر ساتھ آیا یہان اپنے سے شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھا فکر رہائی کرنے لگا اور شیر الجوار نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی دنگل پر بیٹھا دور سے شہزادے کو اُسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون خاطی ہے لقا کچھ کہنے نپایا تھا کہ ملک بختیارک بولا کہ انکا حال مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور پروتے حمزہ کے ہین انکی بیٹی کو پوتا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اُسسے یہ بچہ پیدا ہوا ہے

اٹھکر دوڑا اور پکارا کہ اے شاپور سر اُلجھہ عیار پھاند گیا ہی ادھر نہ آؤ اُسیطرف گھیرو شاپور اُسی جانب دوڑا اور بارگاہ مین دھوان
اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگاروں کے بیہوش ہو گیا اور بسبب غلغلہ کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور عقب
عیار چلا شہزادہ بیہوش پڑا رہا ادھر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست و خیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اسکو لایا وہان شاگرد کو
اپنے صورت اپنی بناکر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعاقب مین کوئی آئے تو میرا نعرہ کرکے تو لڑنے لگنا شاگرد نے
یہی کیا کہ استاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھ آیا استاد تو نکل گیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ باش او ناعیار کہان آتا ہی کیا مین تجھسے کچھ
پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونون مصروف جنگ ہوے اور گلگون نے مہلت پائی فوراً
صورت اپنی مثل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسنے دیکھا جانا کہ عیار نکلگیا یہ پھر آیا ہی غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور
یہ بارگاہ شہزادۂ موصوف مین آیا دیکھا تو یہان شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہی اسنے خوش ہوکر چادر عیاری بچھائی اور ساتون
حلقون سے کمند کے گولا مارکر کے پشتارہ کاندھے پر رکھا اور سراپردہ چاک کرکے نکلا نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ ادھر
شاپور کو شاگرد سے اُسکے لڑنے مین خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسی کو اپنی صورت بناکر مجھسے بھڑا گیا ہو اور آپ جاکر
کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اُسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کیطرف چلا راہ مین گلگون کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری
صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہی اسنے پہچانکر للکارا وہ بھاگا اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکلکر وہ جنگل مین آیا
کہ اسنے پہچان لیا اور نیمچہ کھینچا اپسمین دونون گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اسکو دباتا چلا یہانتک کہ وہ اسی غار پر
آیا جہان گھسیارہ کو بشکل ایرج بناکر پشتارہ مین باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اس غار مین کود گیا اور پشتارہ
شہزادہ کا وہین رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا مین غار مین پھاند جاؤن اُسنے کمند
کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسے لازم ہی کہ اسکو راستہ دو تاکہ نکل آئے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اُسنے
اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اُسنے دو ایک حملہ روکے آخر پشتارہ دوش سے
اتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اسکو ایسی جھکائی دی کہ وہ تو ادھر گیا جدھر شاپور تھا اور شاپور جانب پشتارہ
ہو گیا اور جلدی سے اپنا شہزادہ سمجھکر پشتارہ اٹھاکر لایا اُسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ نہ چھوڑا
اور سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہو کچھ اور آفت آجائے کوئی اُسکا شاگرد اگر دست انداز ہو اس سے بہتر ہی کہ لڑنا موقوف
کرکے اپنا راستہ لو یہ سوچکر جانب لشکر اسلام بھاگا اُسنے بھی طرح دی یہ تو نکلگیا اور وہ غار سے پشتارہ ایرج کو لیکر
روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچا رات زیادہ ہوگئی تھی حاجبان قلعہ اُسکے منتظر تھے انھون نے بعد دریافت حالات
شناخت کرکے دروازہ کھولا یہ داخل قلعہ ہوا القا باغ مینا مین آرام پذیر تھا ناچار یہ اپنے خیمہ مین شہزادے کو لایا اور اسوقت
تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاہ کش سپہر نے گیاہ کہکشان کو صحراے فلک سے آفتاب کا گھڑیالیکر پھیلا اور گلیم شب مین لپیٹ کر
گٹھری باندھی کہ بموجب نظم

کہ جب اٹھا زمین سے سایۂ شب — نظر آیا اجمال صبح مطلب
چھپے رستے ہوے ظاہر ہر اک سو — اڑے طائر گھر سے صحرا مین آہو

نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہون یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلاکر بیہوش کرکے ایرج کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کرکے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنجا شاگرد بموجب حکم اسکی ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا سیاہی شب کو منھ پر ملا کہ بمقتضاے نظم

گر رفتہ رفتہ دن بڑھ کر ہوا گم
سیاہی دیکھکر گیسوے شب کی
ہوا سامان تاریکی فراہم
دلون نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطورے اور پیتادے سے آراستہ ہوکر پشتارہ گھسیارے کا باندھکر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہی وہان ایک غار مین پشتارہ گھسیارے کا رکھکر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہرا کر کچھ فریب تعلیم کرکے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمتگاران اہل اسلام بنائی چکن جھینی پہنی پاک کمر سے لگایا پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا شرعی ڈارھی درست کرکے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازار وغیرہ کرتا ہر ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج پہونچا اور خدمتگارون مین ملکر ٹھہر رہا جب شہزادۂ مذکور دربار سے آکر استراحت فرمائے بارگاہ ہوا خدمتگار جی کرنیکے لیے بلالے گئے عیار مسطور بھی انمین شریک ہوکر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادہ نے ہر ایک خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور سراسیمہ فرار کر بھاگا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا مین گلگون عیار ہون آج ایرج کو پکڑ کر لیجاؤنگا یہ کہکر چلا گیا یہان انتظام ہونے لگا شاپور در بارگاہ مین پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود اینہمہ ہوشیاری پلنگ پر آرام فرماتو ہوا مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کرکے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلے فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اُسنے اُسکو رو کا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آئیے دیکھیے تو یہان کیا نقشہ ہے فراش یکایک اُسکے کہنے پر حیران ہوکے اسیطرف آیا جہان اُسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اُسنے وہان آکر حباب اُسکے منھ پر مارکر بیہوش کردیا اور اُسکا پیرہن لیکر فتیلہ عیاری جلاکر آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنکر چلا فراش کو وہین چھوڑا اور در بارگاہ پر آیا شاپور نے پوچھا کہ میان درگاہی کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ غلام لشکر مین کچھ سودا لینے گیا تھا یہان غلغلہ سنائی دیا دوڑا کچھ لیا بھی نہین شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہی یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعونکے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہان دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہی سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہین نہ پھنسین گے یہ سوچکر شمعونپر بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول مٹانیکا حیلہ کرکے خاک بیہوشی سب طرف پھیلادی سرہانے شاہزادے کے آکر سیج بند باندھنے لگا اور تکیونمین بیہوشی کا عطر جو ہاتھ مین بھرا تھا قابو پاکر لگانے لگا شہزادہ کچھ اسکی حرکتین دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کرکے سمجھا کہ اسکو گرفتار کرالو اگر فراش ہوگا رہا کردینا وگرنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر وہین سے غلطک ماری اور صحن بارگاہ مین آکر سراسیمہ فرار کر بھاگا یہان شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھکر دوڑا اور شہزادہ خود

چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا مگر مرکب بادپا کی گرمی پاکر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہونچا دونون ٹاپین لگی ہودج لقا پر رکھین علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اُسنے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس مارا شہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوجھڑ سپر کی فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکان اس زور سے مارا کہ مع علم و علمدار کٹکر تیغہ ہودج پر آیا اور اسکو کاٹکر ہاتھی کے بھسونڈے پر ٹھہرا لقا تلوار پکڑے کھڑا اُداس تھا کہ اے نبیرۂ قدرت کیا کرتا ہی او بندۂ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہین تو قدرت سنگ سیاہ کر دینگے شہزادے نے بعد قتل علمدار نعرۂ اللہ اکبر بلند کر کے تیغ علم کی اور فرمایا کہ اے مشرک خدا آگے گذارم کہ از دست من جان بسلامت بری چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کود الفا پکارا کہ اے شیطان سُرین قدرت مین چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تاب پائے داری بگریز آخر اسی چوٹ مین جسطرح بنا اٹھکر بھاگا شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب مین چلا لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مزا گوارہ کیا اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے سردار لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے آکر کمیدان کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ مین آگیا تلوار گھمسان کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدۂ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا علم فوج سرنگون تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤن اُٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے غازیان دیندار خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتین بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی خون کا دریا بہا دیا زیر تیغ رکھو لیا پڑا او لوٹ کر آگ خیام کفار مین لگا دی لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزارہا کافر واصل جہنم ہوئے اور قلعہ بند کر کے توپ باری مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز مین جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپون مین گھوڑونکی اڑا دینگے لشکر مین طبل آسایش پر چوب پڑی سب پھر کر داخل خیام ہوئے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے یہانکے کشتونکو گنج شہیدان کرایا اسطرف ساحرنالان و گریان لاشہ پہلوان کا اٹھاکر جانب طلسم گئے لشکر اسلام مین جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آگر ملے لشکر ناہید بھی شریک ہوا بادشاہ نے ناہید کو ملک و مال اُسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ایرج مین داخل ہو کر دست چپ مین بیٹھا یہان تو یہ سامان ہی لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ مین گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربار مین نہ بیٹھا دوسرے روز یہ کہتا ہوا باغ مینا سے برآمد ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست مین نے پیدا کر دیے کیا بری تقدیر میری قلم قدرت نے لکھدی آخر جب تخت پر بیٹھا سب اہل دربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنا مین گلگون عیار آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا ہی کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اس زمانہ سے یہ اپنے ملک مین گیا تھا اب پھر آیا بختیارک نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کیسے کہان تھے اُسنے کہا گھر گیا تھا بختیارک نے کہا جیسے گھر مین رہے ویسے یہان رہے کچھ ہو سکے تو یہان رہنے کا مزا ہی کل کی لڑائی مین قدرت کے بہت چوٹ لگی اگر مین کفیل حال نہوتا تو فیل پر سے اتر نہ سکتے نواسا قدرت کا قتل کر چکا تھا کیون نہو جیسے خداوند زور آور ہین ویسی ہی مٹی زور رکھتی ہوگی پھر اُسی کے پیٹ سے نواسا ہوا ہی وہ تو خداوند کے باپ کو پاتا تو مار تا یہ کہکر سارا واقعہ جنگ اسکو سنایا عیار مکور

تو گفتی کہ دریا بجوش شدہ ہے — نہنگ اندرون غون خروشدہ ہے

انکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہونچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب بڑھاکر سلنے پہلوان کے پہونچکر نگاہ ماری گھوڑا اُسکا پس پا ہوا اُسنے رانوں مین مسلکر مرکب اُسکے روبرو بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپکے نواسے کے تیور آج بُرے نظر آتے ہین میرے نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہی ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا نے کہا اے شیطان تو جھک مارتا ہی میرا پہلوان ہر قدرت ہی سبکو ماریگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہان پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادے نے وار اُسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو باغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اسکی چمک دیکھی دل اُسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کرکے سحر پڑھنے لگا مگر سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و بلغہ زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسۂ سر مین در آئی اور سر سے سراسر کا چہرہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کرکے شکم کے ادھ جھوجھ کو کاٹکر خانۂ زین پر آئی مختصر یہ کر تنگ مرکب سے نکلگئی راکب و مرکب چار پرکالے ہوکر گرے بختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اُسی نے تکبیر کہی شاگردان ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرنیکا سنکر سحر پڑھتے لینا لینا کہکر شہزادے پر آگرے آگ پتھر برسانے لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا دریائے لشکر امڈ کر چلا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم ملگئے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا و زرسیاہ دشمنوں نے دیکھا اولے برسنے لگا تلوار کی چمک سے دریائے آہن لہرین مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی مین طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنکو پہلوان گرفتار کر چکا تھا مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ مین قید تھے پہلوان کے مرنے سے سحر انپر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کا پڑاؤ پر تھا اس سے لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زندان کو مار کر اسلحہ لیکر آفت برپا کردی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب مین انکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا مین کھلبلی پڑگئی اسیر طرہ یہ اور ہوا کہ لشکر ناہید جو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اُسنے جو اپنے افسر و مالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہی بس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گروہے بکندہ درون پر زخون — دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل — ہمہ نعل اسپان زخون پر زگل
ز افگندہ گیتی بر آن گونہ گشت — کہ کرگس تیمارست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز — نہ آرام دیدہ نہ راہ گریز
ز رزخسم تبرزین و گوپال و تیغ — ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج پر بسبب تلوار مذکور کے سحر اثر نہ کرتا تھا شہزادہ صف لشکر ساحران مین در آیا تھا ایک طرف سے امیر کشور گیر نے اسم اعظم پڑھکر اثر ساحری ہٹایا تھا دم بھر مین لاشونکا انبار کر دیا کلخ ہستی ساحران مسمار کر دیا جنگل کشتون سے بھر گیا ملک الموت کام اپنا کر گیا خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم و برہم کرکے قریب فیل جسپر تخت لقا تھا پہونچا اور مرکب بنا رانوں مین مسلا

ہوشیار ہوے ساحر کو کمند مین پھنسے دیکھکر ایسے گھبرائے کہ جواب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش بھی نہ کیا یونہین گانٹھے پر لادکر سراچہ بارگاہ پھاند کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ مین سحر کرنا بھولا اور یہ بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اُسنے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر میرے دوڑو ارے واسطہ سامری کا مجکو چھڑاؤ ہاے مین پھنسا یارو میری جان گئی لوگو مجھے پکڑے لیے جاتے ہین کمبخت ملازم میرے کہان گئے خدمتگار حرامی مر گئے شاگرد میرے مارے گئے اسوقت کیون نہین آتے یہ غلغلہ سنکر ملازم اُسکے دوڑے ہرچند کہ لشکر کمر باندھے عازم ہوشت نبرد تھا مگر جدھر سب وڑے اسیطرف شاگرد بھی اُسکے چلے عیار سمجھے کہ اب نہ جاسکو گے اور گھر جاؤگے یہ سمجھکر اسیطرح کمند مین لپٹا ہوا اسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیارونکے تعاقب مین نہ گئے اپنے مالک کو اٹھایا عیار بھاگ کر دور نکل گئے اُسنے انکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے اس چوٹ کو خیال مین نہ لایا اور بارگاہ مین ملازمون سے کہا مجھے اٹھا لیچلو وہ اسکو بارگاہ مین لائے اُسنے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے مگر جتنا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ الجھے اسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کمند جلادون لیکن میدان رزم مین جب عرصہ گذرا اور دیر کیا تو بختیارک اُسکے خیمہ کیطرف بہر خبر چلا راہ مین چالاک اپنے لشکر کیطرف جاتا تھا اسکو دیکھکر پکارا کہ ملک جی عشق اللہ ہی بختیارک نے ایک فقیر کو تہد باندھے سیلی تاگے سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک ہے گویا ہوا کہ مرشدزادے تسلیم عرض کرتا ہون اسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی پہلوان پاس ہے خبردار رہنا بختیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر خیمہ پہلوان مین آیا وہ کمند جلایا چاہتا تھا کہ اُسنے اسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند جلجاتی مرشدزادے راہ مین ملے تھے تاکید کر گئے ہین مجھسے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج سارے جسم پر لگاکر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے شاگردون کے بقصد کروفر میدان رزم مین آیا یہان تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنیکو نہین نکلتا ہے کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان مین پہونچکر نہیب نبرد ہوا کہ اے فرقہ اسلامیان تم مین سے جسکا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلنے لگے مگر جو اُسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادرون نے تلوار اسکی رد کرکے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کردیا تلوار سر پر پڑکر اچٹ گئی پھر اُسنے تیغ لگاکر زخمی کردیا اور سحر پڑھکر گرفتار کرلیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہوچکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کیطرف سے بگولہ گرد کا اڑا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوے کہ دیکھین یہ کیا پیام لایا ہے سب نے دیکھا کہ اسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کیطرف چلے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ جنگل کیجانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادۂ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہین کہ بمقتضاے

نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد	زگرد سپہ چشمہا تیرہ شد
بہ لشکرگہ آمد دو شاہ جوان	ہمہ بر کف خود نہادہ روان
درفش درخشان بسر بردپائے	یکے پیکرش ببر و دیگر ہمائے
ہوا شد زگرد سپہ آبنوس	ز نالیدن بوق و آوائے کوس

بجوز یر چبوترہ بھیس بدلا تھا گویا ہوا کہ اے بھائی کیا کہنا ماشاراللہ تمھاری عیاری مین شک نہین اس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کر دکسلیے کہ ناہید نے اسپر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی شاید بزور سحر یہ روئین تن بنا ہی شاپور نے یہ سنکر دو پتھر باغ سے تلاش کر کے لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے سر اُسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہو گیا اُس ساحر کو جہنم مین بھیجا بیرون نے اُسکے غل مچائے آندھی سیاہ آئی جب وہ آفت بطرف ہوئی ناہید وایرج کے جسم مین طاقت آئی ناہید نے اٹھکر قدم پرایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہتا تھا کہ دین آپکا سچا ہی مین نے اسلام اختیار کیا شہزادے نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کلمہ پڑھکر وہ بہادر از سر صدق ایمان لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر بارہ دری مین اُس باغ کی آیا جو کچھ سامان آسائش از راہ سحر اُسجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹگیا تھا اصلی باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشۂ بارہ دری مین رکھا تھا اُسکو کھولا اسمین ایک شمشیر آبدار رکھی تھی نیام مخملی اُسپر چڑھا تھا اسکو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار رعونت کا بیام پہلوان جادو کی اور اُسکے شاگردون کی ہی جسکے پاس یہ تلوار ہو گی اُسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کریگا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہو گا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغ کمر سے باندھا پھر تینون وہانسے روانہ ہوے یہ تو اس طرف سے آتے ہین اور لشکر دنین رات بھر تیاری حرب ہی ہی یہانتک کہ وہ وقت آیا یعنے عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کر کے تیغہ آفتاب حمائل ترک فلک فرمایا

کہ بموجب

نظم

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار	کمر سے تیغۂ خطی لگا کر تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارہ

امیر کشور گیر مسجد کر پاس سے پہلوانان باتوقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس محل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا اسپ نے مجرا دتسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصاف چلی سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی منچلون کا تیکھا پن گلستان شجاعت مین معشوقون کا نیا غمزہ کرنیکا جوبن گھوڑون کے کمونکی وا زطرارون کا نیا انداز دیکھ کر چرخ کج رفتار چال بھولا تھا بلغ جرات و جلاوت بھلا پھولا تھا نقارہ دنکا بجنا نقیبونکا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا چمن تہور مین نغمہ سنجی کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا کہ دم بھر مین دریائے خون مے بہا وہ حاصل مرام دشت قتال مین پہونچکر تخت شاہی قلب مین لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کھنچین بہادرونکا پرا جما سیدانکو بیلدارون نے ہموار کیا سقون نے چھڑکاؤ سے گرد و غبار بٹھا کر آئینہ سان جنگل بنا دیا دوسری جانب لشکر نقانے آکر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان لڑنے نہ آیا اسوجہ سے کہ اُسنے رات کو اپنی حفاظت کیلیے یہ سحر کر دیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ مین آئے بیہوش ہو جاے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو مین اٹھون اسکو گرفتار کرون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک وابوالفتح وہان جاکر بیہوش ہوے جب یہ صبح کو سو کر اٹھا دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہین خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا مگر قریب انکے انھون نے جو کمند لگا رکھی ہی وہ کمند اچھلکر گردن و کمر دست و پا مین الجھی اسنے جبرًا اُنکا قصد جو کیا حلقے جھٹکا کھاکر کچی ہو گئے یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا ادھر ان دونون عیارونکو ہوش آگیا اسلیے کہ اُسنے سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش رہے صبحکو ہوشیار ہو جاے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہین مین خود ہوشیار و بیدار ہونگا فی الجملہ عیار جو

کہانتک کروگی رنج و الم کبتک سہوگی میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزا دیکھو اس صدمۂ جانکاہ کو دل سے بھلادو مین عمر بھر غلامی کرونگا اطاعت مین رہونگا خلاف مرضی کوئی بات ظہور مین نہ آئیگی طبیعت بڑا لطف اُٹھائیگی اس ماہ پیکر نے رکر کہا کہ مین کوئی خواہش نہین رکھتی ہون اکیلی رہتی ہون اسوجہ سے ڈرتی ہون اگر تم مجکو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمہارے گھر چلون مین تمہارا سب کام کرونگی لیکن جورو نہ بنونگی ساحر سمجھا کہ اسکو لیکر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہوجاویگی یہ سوچکر گویا ہوا کہ اچھا چلو جو تمہارا جی چاہے وہ گلفام بناز و انداز اُسکے ہمراہ باغ مین آئی دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوشرنگ ہین جو بہار گلستان دہر کو شرماتے ہین درختان سرکشیدہ قدبالاے رعناے جانان کو ہمسر اپنا بتانے سے عار کرتے ہین ٹیڑھے ہوے جاتے ہین کہ نظم

چمن مین ہین کھلے ہر رنگ کے پھول ۔۔۔ گئی مانی کو صنعت اپنی سب بھول
شجر بھی میوہ دار ایسے ہین نایاب ۔۔۔ کف حسرت ملے ہر دیدۂ خواب
روان ہین آبشارین ہر روش پر ۔۔۔ کہ جن مین موج زن ہے آب گوہر
کہین شاخون پہ ہے طوطی غزلخوان ۔۔۔ چہکتے ہین کہین مرغ خوش الحان

چبوترہ جو نشستگاہ کا ہی اُسکے نیچے ایسے جو ناہید بچھے پڑے ہین بالاے چبوترہ مسند بچھی ہی شیشہ و ساغر دھرے ہین ساحر نے اس لالہ فام کو مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت ہو دو ایک جام مے پیو تاکہ طبیعت تمہاری درست ہو اس معشوقہ غدار نے ہنسکر کہا کہ مردوے مین تیری گھاتین خوب سمجھتی ہون جانتا ہی کہ نشہ سے انسان بیہوش ہوگا جو مین چاہونگا کرونگا سو یہ بندشین بیٹے ہی بندی ایسے فقرے بہت جانتی ہی ساحر نے یہ سنکر خود جام شراب سے بھرکر قسمین جمشید کی دیکر اُسکے منہ سے لگایا اسنے وہ جام لیکر بظاہر تو پیا لیکن چالاکی سے گریبان مین اُنڈیلا پھر آپ ساغر بھرکر اسکو دیا ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا اختلاط حالت نشہ مین کرنے لگا کبھی زلف عنبر فام کو چھوتا وہ کہتی اوموذی تجھے اپنی ایڑی چوٹی پر سے نثار کردون تو یہی قرار کرکے مجھے لایا ہی کبھی وہ اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ سینہ حسن کا گنجینہ ہی خدا کی مار تجھپر تو کالا ناگ اس گنج مین بیٹھا چاہتا ہی کبھی وہ کھلاڑن ایسی سسکی بھرتی کہ اسکی عقل بازی ہار جاتی بیچین ہوکر کہتا کہ بیت لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تونے + بغل مین بیٹھکے انکا حساب بیتا جا + غرضکہ اسی بیتابی مین وہ ساحر اس ماہ وش سے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کرون اسنے بھی گلے مین ہاتھ حایل کردیے اور کہا جانی ایک ساغر اور پی لے اُسنے جام بھرکر اس ساقی خوش ادا کو دیا اُسنے ہنسکر جام تو لیا مگر کہا کہ دو رنگترے اس باغ سے جلد توڑ لاؤ کہ گزک اسکی اپنی مرتبہ بنائین بوسے ہنگام بوسہ بازی وصل مین نہ آئے اور شراب بادہ تجدید نہ بنائے مزے مزے کا سرور گٹھے شوق کسیطرح نہ گھٹے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا ہر چند کہ جانا اسوقت ناگوار ہوا لیکن اٹھکر رنگترے توڑنے گیا ادھر اس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا ساغر درست کیا وہ رنگترے توڑ کر لایا بیٹھا ہی تھا کہ اسنے جام منہ سے لگایا وہ جام پی گیا اور اس نازنین سے پھر لپٹنے لگا اب تو غدار پہلو سے اٹھی اور کہا موے تیرے منہ کو جھلسا مین تیرے جل مین نہ آؤنگی آبرو اپنی نہ گنواؤنگی نو صاحب نہ پیام نہ سلام نہ مین نے اُسکی کوئی آدمی کبھی کھائی نہ موے نے پہلے سے آشنائی جتائی یکایک موڈی کاٹا پھیر چڑھے بیٹھتا ہی در گور تیری صورت کو جھلسا یہ کہکر اٹھی اور دو قدم چلی تھی کہ ساحر اٹھکر پیچھے دوڑا ہواے سرد جو منہ پر لگی بیہوش ہوگیا شاپور نے چاہا کہ خنجر سے سر اُسکا جدا کرے ایرج

کہ اسلام اختیار کر کے ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر براہ مکر اُس ساحر کو ڈانٹا کہ حرامزادے تو خداوند کو غافل و رنگما بتاتا ہی دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہی وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہیگا بس یہان رہنا مشکل پڑیگا چنانچہ خائف ہو کر ناہید پر سے سحر اپنا دفع کر کے کہا مین آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا سو جب سے اُٹھا لایا تھا آب بے جانب لشکر تشریف لیجائیں اور میری خطا معاف فرمائیں خداوند سے میری شکایت نہ کیجیے گا مجھپر رحم فرمائیے گا ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پاکر مار ڈال اسکو بس تیغ پر ہاتھ ڈالکر قریب گیا کہا او مادر بخطا مین تیری سزا تیرے کنار مین رکھتا ہون کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نہ کرے یہ کہکر اسکو سنبھلنے بھی ندیا اور وار شمشیر کا کیا تلوار جب اسپر پڑی اُسنے جلدی سے سحر پڑھا کر اچٹ گئی اور ناچار ہو کر ناہید کو پھر اُسنے گرفتار کر لیا اور اب یکایک قتل نکر سکا اسلیے کہ طرفدار خداوند اسکو سن چکا تھا سوچا کہ ان دونوکو لیجاکر باغ مین قید رکھون اور خداوند سے جاکر سب حال کہون جیسا وہ فرمائین ویسا کرون غرضکہ ان دونو کو بزور سحر لیکر باغ مین آیا وہ باغ سر سبز و شاداب ہے عمدہ و نایاب ہی چنانچہ بزور سحر ان دونو کو چبوترہ باغ کے نیچے ڈالدیا اور آپ بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن اتنے عرصہ مین شاپور اُسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ مین آیا وہ بھی ایک عورت قبول صورت کی ایسی شکل بنکر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے اُنکے نیچے بیٹھکر اس صدا سے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ساحر مذکور وہ آواز غمگین سنکر در باغ پر برائے انکشاف کوائف یا زیر درخت سرو حد لقہ محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا ایسا حسن نور آگین بصد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارہ نے دیوانہ بنایا ہزارون ملک چین و ختن اُسکی زلف معنبر و مشک بیز پر نثار عارض پُر بہار پر گلشن عالم تصدق ہر بار ناز و کرشمہ اُسکے دامن نگاہ سے توسل جو دلداری و بیوفائی کیخاطر بے مروت ہین خود چمنستان جمال مین ہزارون گل حسن و خوبی شگفتہ باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا واقعی ہر انداز مین وہ آفت جان یکتا کہ بموجب

نظم

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ
پری وش سیمبر شمشاد قامت
بہ شکل صبح پیشانی تھی خندان

بلاشک شہرۂ آفاق تھی وہ
ترقی ماہتاب حسن کو تھی
چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت
مثال بدر روشن صورت اسکی
سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک

ساحر مذکور اُسپر فریفتہ ہو کر قریب گیا اور نہایت منت سے مستفسر حال ہوا کہ اے مایۂ خوبی و اے مہر آسمان محبوبی آپکو ایسے وادی سنسان مین آکر رونا اسطرح بیتاب ہو کر منہ اشکون سے دھونا کیا سبب رکھتا ہی دل نازک کو نسا رنج و تعب رکھتا ہی اس پوچھنے سے وہ ماہ تابان بسان سحاب بارندہ اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ یہ بیت حد سے افزون ہی شوق دید اسے اظہار زبانسے ہی دشوار ہے تم کیا میرا حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہون برباد ہو کر یہان آئی ہون عیاران لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مار اگھر لوٹا مین ہوئی خانمان آوارہ جب دل گھبراتا ہی جنگل مین آکر کوکتی ہون غم دل خالی کر کے پھر اُسی جگہ جہان شوہر قتل ہوا ہی جاکر پڑ رہتی ہون ساحر نے یہ حال سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے ناز کبدن مرضی خداوند سامری کی اسیطرح تھی اب صبر کرو بشر ہر صورت سے مجبور ہی دنیا کا یہی دستور ہی اس کا غم

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمۂ پہلوان کے قریب پہونچے دیکھا تو وہان سناٹا تھا کسلیے کہ ساحر نذکور پہلے ہی وہان سے سب کو رخصت کرچکا تھا انھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا فوراً قنات سے لپٹکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ فتیلہ سوز شمعدان روشن ہین پلنگڑی پر پہلوان سو رہا ہی انھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسنے سحر اپنی حفاظت کیلیے ایسا کیا ہی کہ جو کوئی یہان آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ جائین لیکن اتنا زور بھی اپنے مین نہ پایا جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہین بس یہ بھی بینظیر عیار ہین ورنہ تو کچھ نکر سکے مگر اتنا کیا کہ کمند کو اسطرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پاؤنکی دھمک سے حلقہ ہاے کمند اچھلکر گردن و کمر مین پڑین اور الجھاکر گرا دے غرضکہ اسطرح کا جال بہر طائر روح ساحر لگا کر یہ دونون صیاد دانا بیہوش ہوگئے اُدھر لشکر دشمن سامان حرب ہو رہا ہی مگر قدرت خدا کا نیا تماشہ دیکھیے کہ وہ پنجہ جو تاہید و ایرج کو اٹھا لیگیا ہی وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہی اور از بسکہ طلسم مین استاد کیوجہ سے کوئی اُسکا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان مین باہر طلسم کے آیا اور یہان اپنی بود و باش اختیار کر کے شاگرد بہم پہونچائے اور استاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا مین ایک باغ بناکر اکیلا رہتا ہی اور اس اطراف مین ایک جوگی ہی کہ بڑا استاد کامل ہی فن سحر مین سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہی بس یہ خدمت جوگی مین اپنے استاد کی خبر سنکر گیا اور کہا مین استاد سے برخلاف ہوکر یہان آیا تھا اب وہ بھی آئے ہین شاید مجھسے کچھ فساد کرین لہذا آپ میری حمایت فرمائین جوگی پاس جو نکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھاکر ایک تلوار بزور سحر اسکو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھسے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کریگی اور کسی طرح کا حربہ اسپر تاثیر نہ کریگا اسلیے کہ جب اُسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرا لیا تھا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکرے فی الجملہ یہ ساحر کہ نام اُسکا جنگل جادو ہی وہ تیغہ لیکر اپنے باغ مین آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنونکو مارون اور استاد سے ملون اگر وہ کچھ نہ بولے اور آشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد نہین اور جو بر سر عناد دیکھونگا تو ناچاری ہی یہ سوچکر پنجہ بنکر ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کرون تو اور وہ نکو اسیطرح لاکر قتل کرون جب دس بیس کو مارون تو سر اُنکے خدمت استاد مین لیجاؤن چنانچہ ان دونونکو لاکر پہلے صحرا مین اتارا شاپور عیار بھی پنجہ کے تجسس مین ذکر کیا گیا ہی کہ چلا تھا اُسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلطاک کر ساحر بنا ادھر ناہید و ایرج جب متعجب ہوا کے صدمہ ٹلنے سے ہوشیار ہوے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا کہ او بیحیا تو کون ہی جو ہم دونونکو لڑکے مین اٹھا لایا اُسنے کہا تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو مین تمھین قتل کرنے لایا ہون ناہید نے کہا مین خداوند کیطرف سے لڑنے آیا ہون اور اُنکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اُٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہین کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد میرے اُنیکے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور اُنسے کونسا حال ایسا ہی جو پوشیدہ ہی ساحر نے کہا خداوند مین یہ قدرت نہین وہ کیا حال میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین مسلمانونکو پیدا کر کے بھول گیا ہون اور علاوہ اسکے عیار انکو آکر دق کرتے ہین انکا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کر کے انکے رنج پہونچانیسے محفوظ رہتے بس ظاہر ہوا کہ علم غیب مطلق خداوند کو نہین ناہید یہ کلمات سنکر سوچا کہ جو پرستاران خداوند مین ان تک کو بخوبی معلوم ہی کہ خداوند بالکل بیخبر ہی بس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغاباز ہی ضرور ہی کہ قول اُنکا جو دین اہل اسلام سچ ہی اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہمہ صفت موصوف ہین تجکو لازم ہی

بزد بر سپر گرز و برخاست گرد — رخ چہرۂ چرخ شد لاجورد
چو زد گرز بر تارک پہلوان — بجنبید از و آن نبردہ جوان
پس از حرب او گرز زد بر سرش — کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بکشاد چون زوردست — کمرگاہ اسپ تگاور شکست
بیفتاد آن از ستور سمند — ز جا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے کے گرز لگانیسے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اُسنے کمر باندھکر تہیۂ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونون باہم لپٹے دو ژندہ پیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس اثنا مین ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کہ دونونکو اٹھاکر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام مین اور کوہستان مین غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیچلا اُسطرف سے عیار دشتر سوار خبر کو دوڑے ادھر سے شاپور عیار ایرج پنجہ کو ڈھونڈھتا اسیطرف کہ جدھر اسکو جاتے دیکھا تھا چلا یہان انکے جانے سے لشکر دین مین طبل امان بجا فوجین پھر کر مقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ پنجہ جو انکو لیگیا ہی میرا دست قدرت تھا مینے ان دونونکو بہشت مین اپنے برائے سیر اسلیے بھیجدیا ہی کہ ناحق لڑائی مین پہلوان کے خلل نہ دے یہ جبتک سیر کرے یہان ساحر ندکو رمقابلہ کرے پہلوان نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم نکرے تو اور کون کرے تو بیشک جاگتی جوت کا خداوند ہی اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل سبکا یہ بندہ تیرا خاتمہ کردے آج رات کو مین سحر بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکریگا یہانتک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر تیغ لگائیگا تو بھی کچھ نہوگا اور رات بندۂ حقیر خداوند تلوار سے مقابلہ کریگا کشتی نہ لڑیگا لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواخت طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب پنجہ زرین مہر دست سپہر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھتے اسکو نکلا مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا کہ ابیات

پھر آئی شام سر پہ فتنہ انگیز — بڑے جنگ و جدل پھر تیغ تھی تیز
ہوئی جب شام سلگی مشعل شب — ہوئے پھر جنگ کے سامان وہان سب

سر شام طبل جنگ بجا ہرکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہے حال ہوے یہان بھی بحکم شاہ عالی پایگاہ نقارۂ حربی گڑگڑایا آجکی رات عیار دن سے جو ساحر کا یہ دعوی سنا کہ اُسنے اسم اعظم کو بے اثر کرنیکا ارادہ کیا ہی پس بہر عیاری قدم اٹھایا چالاک مع چند عیار دنکے روانہ ہوا کہ نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ سر ہنگ اُنمین سے صورت بدلکر بارگاہ لقا مین گیا وہان جب طبل بج چکا تھا پہلوان اٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون بختیارک کہرہا تھا کہ تم آج ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر مین آئینگے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ سنکر سر ہنگ اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو مع خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کردیا سر ہنگ بصورت خدمتگار رہا اُسنے چاہا کہ بحیلہ مین ٹھہر جاؤن لیکن اسنے بروقت رخصت ملازمان کہا کہ وہ صف خدمتگاران مین سر ہنگ عیار کھڑا ہی اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہی تم جاؤ تو مین اُسکو پکڑ دون یہ کلمات سر ہنگ نے جب سنے پیچھے تو ہر ایک کھڑا ہی تھا سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا کنارے لشکر کے چالاک ملا اُس سے سب حال کہا اُسنے کہا خیر سمجھ لیا جاویگا یہ کہکر ابو الفتح کو

ہوا مشرق سے پیدا مہر پرنور … ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر مسجد کرباس سے مع سرداران با حواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب حضور بسان مہر تابان افق شبستان سے لامع النور ہوے بعد ادا ے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت نیمچہ کر جانب میدان روانہ ہوے لشکر گردہا گروہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کوہستان لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصہ گاہ مین لقا بھی آیا دونون لشکرون نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی بجلی تیغون کی چمکنے لگی ہوا شرربار ہوئی گھٹا سیہ رونکی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی ہوانے علمونکے پرچم اڑائے دریاے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجگیے ضرب تیغ کے سکے پڑگیے جب صفین ترتیب ہو چکین لشکر و نمین قرنا ہونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا سوار جوانمرد ہنر بر جنگال پیل مان توان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان مین آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقۂ اسلامیان آگاہ ہو کہ مین رستم سرزمین کوہستان ہون دیو بند و شیر گیر جوان ہون کہ بمقتضاے ابیات

زمستی خروشید چون شیر نر … دیا موج دریاے پرشور و شر
ندارد کسے پاے با من بجنگ … بدرم بچنگال چرم نہنگ
بسے رزم کردم بہر کارزار … بسے مایہ در شد ز من خوار و زار
زکشتہ بسے دشت کردم چو کوہ … بسے کوہ از زور من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز زخم بجنگ … بسے سر بکندم بہ نیروے چنگ
کرا مرگ آید چہ پاے دگر … بہ بند د پئے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہاے لاف و گزاف سنکر ایرج نامور بہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پا پیادہ ہوے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر مرکب اڑاکر طرفۃ العین مین سامنے حریف کے پہونچا اور وہ نیکا در باری کہ گھوڑا اُسکا آٹھ سات قدم تھپیڑے کھاکر ہٹگیا اور اُنکا مرکب ورمین اتنے ہی قدم بڑھکر ٹھہرا اُسنے مرکب کو رانون مین سنکو مقابلہ آکر کیا کہا کہ اس جانور کے ہٹجانے پر مجکو کمزور نہ سمجھنا تمہارا گھوڑا طلسمی ہے مین ایسا مرکب بدل دیا کہانسے لاؤن شہزادے نے فرمایا اے بیوقوف یہ لاف زنی تا کجا ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا مرکب کی آمین کیا خطا ہے تو نہین جانتا مین کون ہون نظم

جہان را گرفتہ ہی فر من … بخورشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سرم گرد ماہ … گل مہر بر ترک من چون کلاہ
چہ داری برین گونہ لاف و گزاف … ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
بگیر از کفم زخم شمشیر تیز … بہ بینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونون مشغول نیزہ دری ہوے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تھین ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور خبردار کہکر گرز لگایا نظم

توانائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اُسکے دلمین یہی خیال آیا یعنی بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھون کہ انمین کتنا زور ہے
بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے سرگرم تلاش ہوا **نظم**

گرفتند مریکدگر را میان — بمانندہ پیل جنگی دمان
نہادہ سر اندر سر یکدگر — چو شیران جنگی گرفتہ کمر
زمین گشت جنبان و لرزان ہوا — شدہ مرگ بر جان اوشان گوا
چو شیرے کہ بر باد از جائے گاو — دیا شاہبازے بر زم چکاو

از بسکہ شہزادہ نبیرہ حمزہ ہر اسنے بند صاحبقرانی باندھکر کچھ ہی دیر مین اسکو زمین پر چرخ دیکر مارا اور کود کر سینہ پر سوار ہوا اُسنے دلسے اپنے کہا کہ مین ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے ندیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے یہ سمجھکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بحس و حرکت ہوگیا یہ اُٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کرکے باندھ لیا بہادران سپہ دو لشکر نے اسپر نفرین کی کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہے مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس کشتی مین وہ وقت آگیا تھا کہ پیر چرخ نے لیکر گردن خورشید جاب مغرب کی عروج شمس و سپہر غدار نہ دیکھ سکا **نظم**

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر — صفین اس نے جمائین آسمان پر
بقا شب کو نہ دن کو پائدار ی — اسی غم مین کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجوا کر ساحر بدگوہر لشکر اسلام بھی مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے ادھر پہلوان ہمراہ لقا داخل بارگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان پہ تشنیع پہلوان دراز کی کہ تونے نام شجاعت خاک مین ملادیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ پر سحر ہے کیا تو کیا بیجا کیا کسلیے ساحری ہمیشہ ہی ہر اور سحر کرنیکو تو آیا ہی ہون ہان اتنا کیا کہ پہلے سحر نکیا بعد کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تونے کیا اچھا کیا لیکن کل مین لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر بختیارہ بولا کہ ابھی تم اس جنگ مین دخل ندو اسے کہا تو پھر مین گھر جاتا ہون میرا یہان رہنا بیکار ہے لقا نے جو اُسکو رنجیدہ پایا اسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بتفصیل خدمت شاہ جلیل مین آکر عرض کی یہان بھی ناہید کا انصاف در باب شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرائے خدمت شاہ عالیشان ہوے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض اُنکی پذیرا فرمائی اور انھین کے نام پر طبل سکندری نے صدا دی بہادر پھر اپنی جگہ پر آکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوے آجکی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقتلوا دیتا تھا بہادر شادی مرگ تھے اسلحہ کی جھنکار چاق ساز عشرت سمجھتے ہنس ہنسکر ہتھیار تن پر سجتے زحل ہندو نے فلک ناہید کے ہار قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا نہین معلوم کس گمان پر تھا اسطرف کو ہی مطیع ناہید تلوارین چرخ پر چڑھائے عقل ترک فلک کی چرخ مین لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین مین رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے شرماکر منھ چھپایا اور آفتاب لبسان ایرج مہر لقا میدان چرخ مین آیا کہ **نظم**

عجب یہ پیر گردون رنگ لایا — اُجالا آسمان پہ خوب چھایا

مبارزان کینہ خواہ دونون طرف سے بعزم مصاف گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوے امیر بھی بعد اداے فریضہ نماز سحر خبر ورود عسکر نصرت
اثر سکر اسلحہ زیب تن اطہر فرماکر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوے بادشاہ بھی بصد شوکت وجاہ
برآمد ہوے کہاریان حسن مین ہتوالیان لنگوٹونکو باندھے گاتیان کسے سر پر تمغے اور مچھلیان طلائی اور نقرئی لگائے ہوادار کاندھے
پر اٹھائے درنگ آئین بحر حسن کی ماہیان تھین از ماہ تا ماہی اُنکے جمال کی گواہیان تھین باہر تک ہوادار نہ آیا تھا کہ کہار باد
بہار سے کہین بڑھکر روان چال اُنکی آہستہ بے تکان دبے پانوؤن کی پھرتیان آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار کرکے نقیب
مردہے سردارونکا نام لے لیکر پکارے ہر ایک کا مجرا دسلام ہوا نقارے بجے صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی شہنا نوازون نے
للت بھیرون بھباس کو دم دیا لشکر مین قرنا بھونکی کرنائے کو بجایا سواری حضور عالم کی جانب دشت مصاف چلی میدان کی سرسبزی
جوانونکی امنگین منچلونکے دلکی ترنگین مرکبونکے طرارے یہی سیر دیکھتے بہادرون کے کنارے پہونچے اُسطرف لقا بھی زیر تخت
کسواے فوج بیکران ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوا پہلوان جو تڑ لکھوے ڈھول آگے آگے بجتا زنگ کا بھنکتا ہوا انیس ہزار
ٹھاٹھ دار سوار ہمراہ ایک جانب آکر ٹھہرا ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کرکا کہا صفوف برستا تا
آیا رن بولنے لگا پہلوان اپنا اُندر اڑا کر سامنے خداوند کے جاکر اجازت خواہ ہوا اور بعد اجازت میدان مین آیا سراپا خود
دکھلایا پھر طالب مرد نبرد ہوا لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب نکالا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مقابل حریف آیا
پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری اُس بہادر نے تیغہ اُسکا رد کرکے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے باڑھ بچاکر بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور کشمکش کے ہوے آخر دونون زمین پر کود دے وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا
اُسنے دامن زرہ گردان کمر ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوے زمین مین ہل چل پڑگئی کشتی بصد درشتی ہونے لگی چار
گھڑی کی کشتی مین اُسنے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھسے نہ زیر ہوگا اور کئی دن لڑیگا چالیس ہزار اٹھا میرا کہیگا کہ استاد
سے کچھ نہوسکا یہ سمجھکر اُسنے سحر پڑھا بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی اب جو پیچ باندھتا آپ سے آپ کھلجاتا اُسکے داؤن پر
ہر بار آتا آخر اُسنے کولے پر بھر کر مارا کہ کنارے اکھاڑے کے چارون شانے چت گرا اور بیہوش ہوگیا اُسنے مشکین باندھکر
حوالہ لشکریان خود کیا اور پھر نہیب دی کہ اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر کوہی سامنے گیا اُسنے کہا اب میں اکھاڑے مین
کھڑا ہون تو بھی یہین نصیب آزمائی کرلے ناصر دامن زرہ گردان کمر مرکب سے کودا جھپڑا اکا کشتی کا بلند ہوا دو گھڑی لڑکر پھر
اُسنے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا اسکو باندھنے کے بعد پھر اسنے پکارا ابکی عارض کوہی مقابلہ مین آیا اسکا بھی کشتی لڑکر یہی حال ہوا ابکی جو اسنے پکارا دشت
سہت کیطرف لشکر مسلمانان مین علم جلوہ پذیر ہوے بختیارک سمجھا کہ کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے آتا ہی یہ سمجھکر پہلوان سے کہلا بھیجا کہ اب بہت
ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے آتا ہی یہ لوگ دیو بند اور عفریت کش ہین خوب سنبھلکر مقابلہ کرنا یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ
اُدھر شہزادہ تورج بن بدیع مرکب اڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے گھوڑے سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ
اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ بصد کر و فر میدان مین آکر بغیر اُسکے کہے اکھاڑے مین
کودا کیونکہ دستور اسلامیان یہی ہی کہ حریف جسطرح عزم رزم کرے یہ بھی اسیطور سے لڑتے ہین پس شہزادہ بھی بموجب بیت رسید
وبیامد زبادہ بزیر + چو غرندہ ببر و چو درندہ شیر + اسکو بھی بختیارک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا تا فا درو

قضا را طاقت مہر جہانتاب ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
اٹھے امید مطلب مین ستمگار کیے افسون براے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہکر بجوایا ہرکارونسے خبر سنکر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندری پر چوب پڑی دنیاد ہلنے لگی سردار دربار سے اٹھکر خیام مین اپنے آئے تیاری جدال کرنے لگے اجکی رات حیات و مرگ پہلوانونکے لیے تلوار کا میدان اکھاڑا تھا فتح و شکست سے کشتی انکی تھی نصرت ہی نے بچھاڑا تھا دیو ظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور ہوتا بد اگیا تھا چاند و سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان بچھاڑے جائینگے میرے ہاتھ سے کشتی کھائینگے تیرون نے زبان صفت و ثنائے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی گرزون نے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین شیدی لندھور دسالمین کیصورت تھین پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے بالمبعتین پر کدورت تھین نیزے لنگر مارے پائے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہین تیغ میدانین سپر کے جیب پڑے تھے بہادرونمین کوئی چپٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی ورزش کرتا خم مار کر ہنستا تھا مسلمانونمین لڑائی کا ٹھاٹھ تھا تیغ کے گھاٹ مین بلا کا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دورنگی سے نفرت و عار تھی یکرنگی دلسے اظہار تھی ان شجاعونکو اگر رستم دیکھتا ثنا خوانی کرتا سہراب طاعت کا دم بھرتا بھولی جہ مین صاف ہوتی تھین منجی ہوئی جو ٹھین یاد بہر مصاف ہوتی تھین کہین پنجہ تھا کہین کلائی تھی بے لڑے اور رن چڑھے بہادرونکو کب کل آئی کہ بمقتضائے

نظم

کوئی تھا اپنی جہ مین صاف کرتا کوئی دم اپنی استادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی نے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کیکوڈو بنا لبغلی بہت یاد کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد
کوئی انٹی لگانے مین تھا مشاق کوئی تھا دم بھرنے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسی کا تیر شہباز اجل تھا نہ بچتا تھا نشانہ اس کا تاکا
کوئی یل تھا بسان کوہ البرز کسی کے پاس تھا خارا شکن گرز

اسطرف سوائے تیاری آلات حرب کے سحر سازی دعربدہ پردازی کا چرچا تھا بیرونکو سحر کے جسمونپر چڑھایا تھا ایک انگ سے اپنے تئین دو انگ کا بنایا تھا ساحر بعزتی سے دیوالی کٹے ہین اپنے تئین کہتے جیت اور پٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دہل کشتی بیچ رہا کہین ترسول گڑا جوگی میٹھا پتلے سحر کے لڑاتا داؤن پیچ توڑ جوڑ انھین بتاتا اسی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پر سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا

نظم

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار چراغ داستان ہے یون شرربار
کہ بہر جنگ اٹھے سب حسب عادت بجا لائے خدا کی پہلے طاعت

یہ مفہوم کرکے پھر باغ سیب مین آیا اور کتاب سامری جسطرح سے کہ نزد دیگر منگا یا کرتا تھا طلب کرکے دیکھی نیت یہ کی مین جانب لشکر
فرخ بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤن یا کسی ساحر کو بھیجون میرے لیے اچھا ہی کتاب مین نکلا کہ آجکل تمہیں قران صعب ہے تامل کر بارہ دن
ہیں ورنہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بندکی اور رنجیدہ ہی لیکن دلمین کچھ تو خیال محبوبہ بہار کچھ اپنی ندامت
گھسیانے کی شوخی کا غصہ اسوجہ سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا
کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منھ بھی اُسکا اژدہے کا تھا نہایت رجہ بد ہیبت و مہیب صورت رکھتا بدلے کردھنی کے ماران
سیاہ کمر سے باندھے کانون مین بجاے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جٹا دھاری سانپ لپیٹے
خدا کی پناہ اس موذی بیجا نے سامنے شاہ کے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے اژدر دہان اژدر خوار
جادو مزاج اچھا ہی اُسنے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعاے ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تمھین بدولت نے
اسلیے یاد کیا ہی کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور نمک حرامونسے لڑو سب حریفونکو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو
زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہان بڑے مکار اور غدار ہین اور اسی طرح مکر سے ہلاک
کرتے ہین تم اُنکے فریب مین نہ آنا سارا حال اُنکی عیاریونکا بیان کرکے تاکید براے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا
وہ ساحر خلعت پاکر زمین مین سما گیا اور قلعۂ اژدریہ پر کہ جو اُسکا دار الحکومت ہی آیا وہان سب ساحر اژدر چہرہ رہتے ہین
فوج بھی اسی صورت کی بھرتی ہی اُسنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کرا کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب
لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانیکا پھر بیان کیا جائیگا اب دل حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہی
بیان کیا جاتا ہی **بیت** کنون باز گویم یکے داستان ✦ کہ شاداں شود نام دوستان ✦ پہلوانان معرکہ تقریر وزورآوران عرصۂ
تحریر زور قلم اسطرح دکھاتے ہین کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب قلعۂ کوہ عقیق پہونچا
لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک غیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر
اُسکا اترو ایا ساحر مذکور مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پر جانب دست
راست بیٹھا حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہین مین
علاوہ سحر کے کشتی مین سبکو مع حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہمنے تمکو ابھی سے مردہ سمجھ لیا
اسے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور
کی نکرنا ورنہ ادنی ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہی اسنے یہ جب سنا ہنسکر کہا ملک جی آپ ہی حال کھلجائیگا یہ دونون تو باہم گفتگو
کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کوہی جسکی طاقت پہلے ذکر کیگئی ہی کہ گئی سون کی زنجیر سے کمر باندھتا ہی حال قوت و شوکت
امیر سنکر دلمین تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے یہ معنی ہین کہ دشمن لوہا مانے ہوا اور مدحت سرائی کرے غرضکہ یہان
آنیسے ساحرونکے رونق زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا جب
دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو بچھاڑا اور رزنگی لندھور شب نے اکھاڑے مین مہر کو مع شاگردان
انجم فلک قدم اتارا کہ بموجب **نظم**

غنیمت جان لطف زندگی کو
لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے
نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

گھسیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوف قتل جاتا رہا ڈھیٹ ہو کر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا اُسکے لیلیا اسنے بھی چھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت ہے زفاف سے ڈرتی تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان عیاروں کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی مثل سابر وغیرہ کے بنے تیار رہتے ہین وہی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کہ دل بیچین ہوگیا فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا گھسیارے کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اسکو برہنہ کیا پھر تو بموجب بیت گر عروسی کنم بصد شادی + شب اول عروس نر گردد + عجب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھیں کھلگئیں ساری مستی جاتی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا ڈھلک کر الگ گرا وہ بمشکل تمام بموجب مثل کوہ کندن و کاہ برآوردن اس عیش کو پہونچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا ایک لات سے کب باز آتا گر کر سنبھلا اور دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جانی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران از کار کبھی کاہیکو اس سانحہ مین پھنسا تھا پہلے تو سناٹے مین چپ پڑا رہا جب بموجب بیت وہ اشیا ناف چسپیدہ جھکا کر + کہ جسکی چوٹ پڑتی تھی جگر پر + مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بموجب مثل کے مصرع رہے شیر سے جاق بو امراء + بادشاہ نے گھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب اٹھا اور ستون مکان سے اسکو باندھکر دفع سحر پڑھا کہ وہ ہوش مین ہوا اس سے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون جب تمھارا کام نہو تا جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہوئے بر نگذرا تھا جو آپ خفا ہوئے آپ جسلیے مجکو یہان لائے پھر وہ تو مین کرتا ہون پھر آپ کیون ناراض ہین شاہ غصہ اور ملال از حد رکھتا تھا تلوار کھینچکر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا تلوار رکھا تا اچھا اور یہ بیچینی گوارا نہین جان بی میرے بنی ہے مدت سے عورت کی صورت بہوش دیکھنے مین نہین آئی رگین پھٹی جاتی ہین واسطہ سامری کا مطلب کر الے غرضکہ کلمات فحش کہانتک لکھون وہ اپنی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا جدا ہو گیا بادشاہ لاش اسکی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا دلمین کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ سیب مین رہتا تو سب سردار اس تفضیح سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین آکر اورنگ سلطنت پر بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اُسنے اپنے سردار وعیار روک لیے اور گھسیارے بنا کر بھیجدیے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیرون نے سحر کے یہ غلطی کی ان سبکو سزا دینا لازم ہے یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ بیروہی جو مجرمونکو لائے تھے حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم سب جلجاؤ یہ کہنا تھا کہ دہن بادشاہ سے ایک شعلہ نکلکر انپر گرا کہ وہ سب جلگئے پھر براہ امتحان کہ دیکھون بہارہ زندہ ہے یا نہین اُٹھکر ایک باغ متصل باغ سیب کے وہان گیا اُس باغ مین جتنے ساحر ساکن طلسم ہین انکی نشان موت کے درخت لگے ہین جب کوئی مرتا ہے اُسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اُسنے نام بہار کا درخت دیکھا وہ درخت سرسبز پایا جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا

عیارونکو خلعت ملا اور خزانہ کھلگیا زر و گوہر مہیار پر سے نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبرین ہرکارے دریافت کرکے خدمت حیرت مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوے ای ملکہ طلسمات اسطرح قران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ مہرخ خبر قتل سنکر لڑنے آئے آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم جنگو شاہ نے قتل فرمایا ہی آگر موجود ہوے اب وہان جشن ہورہا ہی حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لیکر طلسمات مین آیا وہان ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن ایوان مین گلشن جواہرین لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا کوئی بہار ایسی نہ تھی جو وہان نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اس جگہ پر نہو ہوا سے بہارین نے شگوفے کھلاے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ دری مین فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا اور قمچہ بسان برق پڑا تڑپتا سامنے مسند کے چنگیرین عطردان نکلے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سماں تھا کہ بموجب **ابیات**

بہار موسم گل کی تھی آمد ۔ چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
زمرد رنگ پتے ہر شجر مین ۔ بہار تازہ تھی گل مین ثمر مین
لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ ۔ کھچا تھا شہ نشین پہ شامیانہ
بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا ۔ وہان کھانے کا سب سامان دیکھا
وہان ہر قسم کے میوے مہیا ۔ مے گلگون سے ہر شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام بلور ۔ وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گھسیارا پہلے تو متوحش ہوا سے بیہوش ہوگیا شاہ نے اب لاکر مسند پر جو بٹھایا اُسکو ہوش آیا اپنے تئین بر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے مگر خیال آیا کہ بادشاہ مجکو جب گھسیارہ سنیگا یہ خاطر اور عزت سے جو اسنے لاکر بٹھایا ہی پھر یہ خاطر نکریگا بلکہ عجب نہین جو شرمائے کہ مین نے گھسیارے سے ایسا دارو مدار کیا جاکر سب سے بیان کریگا بس اس اندیشہ و ندامت مین کہ یہ مجکو مار ڈالے گا لہذا چپ ہورہا یہ سمجھکر چپ بیٹھا بادشاہ کیطرف سے گردن جھکائی شرماکر بسان معشوق آنکھ چرائی کہ دیکھون کیا کرتا ہی بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ لے ماہ رخ خوبی والے آرام جان عاشق باعث بہبودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود مین آ رام کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ لے بوسہ لب نازک دے مدت سے مین تجھپر فریفتہ ہون کہ **نظم**

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈھی آدمی ہو ۔ بھلا راحت ہو کیا تم سے کسی کو
کہان کی رہنے والی ہو مری جان ۔ کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے یہ ارمان
مگر رغبت کسی جانب نہین ہے ۔ طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے
خدا را کچھ تو بولو آنکھ اٹھاؤ ۔ اٹھو مسند سے میرے پاس آؤ
ہو مین کب سے میری جان پاکدامن ۔ کرو شرم و حیا کا چاک دامن

غرضکہ اب کی جو بیر سحر کے چلے صحرا مین آکر متلاشی مجرمان مذکور ہوے ایک مقام پہان گھسیارونکو جو بصورت بہار وغیرہ تھے جاتے دیکھا ایک ایک بیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا اسب اپنی راہ راست چھوڑکر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے یہ بھی کرنے لگے انکو تو کوئی روکنے والا انتھا یہ دریاے خونروان پہ آئے وہان ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی سوار ہوکر پار اترے اور مدہوش اپنی خودی سے بیخبر باغ سیب مین آئے اور ازبسکہ بیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود کیے ہوے تھے اور بیرون نے جس صورت پر انکو پایا تھا وہی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو یہ پکارتے تھے کہ ہم برق ہین ہم ضرغام ہین سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے اتو کچھ اور نہین کہہ سکتے فی الجملہ جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر نہ دیکھے نہ سنے آپ ہی کیواسطے یہ رتبہ ہے واہ کیا کہنا ہے شاہ نے براہ تفاخر نیچہ سحر بھیجکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اٹھوا منگایا اُسنے بھی قیدیونکو دیکھکر رحت سرائی کی بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہے کہ یہ عیار مطیع کسطرح ہونگے اُنسے سوال اطاعت بھی نکیا ملکہ بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر کٹوا ڈالے جو نہین ساحر تھے انکے بیرون نے غل مچایا ادھر بحکم بادشاہ نہرا سا نقارہ سحر کا بڑے ہوا جگبیا کسی نے اس غل مین نہ سنا کہ بیرون نے کسکا نام لیا وہ گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور بیر سحر کا اُسپر سے بھی اتر گیا اُسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدمپر جا گر گردن اور اپنا حال کہون لیکن طرفہ ماجرا ظرافت آمیز سنیئے کہ بادشاہ عشق بہار مین بیقرار تھا اُسنے ذرا بھی تامل نکیا ہاتھ بہار مصنوعی کا پکڑکر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس گھسیارے کی بند ہوئی اُدھر بعد جانے شاہ کے حیرت و مصور جانب لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل البشارت بجوایا خبر مشہور ہوئی کہ برق بہار وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا کہرام مچگیا محبت عیاران وغیرہ یاد کرکے قلزم چشم سے دریا موجزن ہوا جادوگرنیان اور ساحران ہر ایک بال کھولکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے

نظم

کیا اس طرح واویلا بعد غم — ہوئی گوہر فشان وہ چشم پرنم
رسالہ اشک گلگون نے جمایا — علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ نالے لشکر غم کے نشان ہین — نقیب خوش بیان آہ و فغان ہین

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے چلکر لشکر حیرت پر گرد اور لڑکر بعوض اپنے مقتولون کے اس فوج کو ہلاک کرو یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہوکر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہان قران نے اس خیال سے کہ غار مین بہار وغیرہ گھٹکر مرجائین پتھر سر کا کر انکو نکالا اور ہوشیار کیا ازبسکہ سحر اپنا شاہ جادوان دفع کر چکا تھا یہ جمیع ہوشیار ہوے باتین حواس کی کرنے لگے قران نے سب حال انسے کہا وہ سب نہایت احسانمند ہوے اور منت گذاری کی کہ اے قران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہوکر سب اسوقت داخل لشکر ہوے کہ مہرخ سوار ہوکر لڑنے جایا چاہتی تھی اُنکے آنیسے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوے نقارہ شادمانی پرچوب پڑی غلغلہ کامرانی و صیت شادمانی تا بہ فلک پہونچا لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ مین آکر

قریب ہی پیدل کچھ دور سیر کرتے چلیں آخر اسیطرح روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوئے ملکہ بہار تمنے اچھا نہ کیا جو
شاہ طلسم سے بگاڑی تمکو لازم ہی کہ اب جاکر اُسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ مین بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرونگا شاید
کہ اُسے رحم آجاوے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہی اسیطرح زلزلہ ولرزان وضرغام بھی گویا ہوئے کہ ہمین
بھی لیتی چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہین شاید وہ ہمپر رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور معروف بخطا
وقصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے اور از بسکہ دریاے خونروان بیچ مین ہی اُس وجہ سے صحرا مین پھر رہے
تھے کہ مہتر قران جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل مین آکر ٹھہرا تھا ان سبکو اسنے آتے دیکھا خوش ہوکر قریب آیا ملکہ بہار وغیرہ
سے ملا باہم مزاج پرسی اور اظہار گرمجوشی کے بعد اسنے کہا لشکر مین چلو ادھر کہان تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے بُرا کہنے لگے
اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب مسحور بسحر شاہ طلسم ہین اور اُسکے پاس جاتے ہین
انکو روکنا چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھسے بڑی خطائین خدمت شاہ طلسم مین سرزد ہوئی ہین اگر
مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو انھون نے کہا کیا مضائقہ ہی چلو بادشاہ رحیم مزاج ہی وہ سبکو سرفراز کریگا مہرخ ظالمہ نے
تو ہمین بھڑکا کر کہین کا نرکھا عیارون نے اسیطرح عمرو کو بُرا کہا قران نے منت کی کہ اتنا مجھپر احسان کرو کہ درہ کوہ مین چلو یہان
مین نے کھچڑی پکائی ہی مین بھوکا بہت ہون دو لقمہ کھالون تو تمھارے ساتھ چلون تم بھی کھانا اور آسودہ ہوکر چلنا سب نے
اسکا کہنا منظور کیا اور درۂ کوہ مین آئے وہان لاکر کچھ میوہ آغشتہ بہ بیہوشی نکالکر قران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ مین کھچڑی
لاتا ہون انھون نے وہ میوہ کھایا اور بیہوش ہوگئے قران نے ان سبکو اٹھاکر ایک غار مین ڈالدیا اور دہن غار ایک سنگ گران سے
بند کردیا اور آپ وہانسے دوڑتا ہوا الصورت مبدل لشکر حیرت مین آیا جہان ہیزم کش اور کاہ فروش اترے ہین انمین
پہونچکر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ صاحب کام مزدوری ہی اسنے کہا مین نے گھانس کے
گٹھے اکٹھا کیلیے ہین اور لکڑیونکے بوجھ وہ صحرا مین پڑے ہین فی مزدور روپیہ ملیگا دن بھر مین ڈھوکر یہان لشکر مین پہونچادو
مزدور لالچ مین آکر اُسکے ساتھ ہوئے اور جنگل مین جب پہونچے قران نے حباب بیہوشی مارکر انکو بیہوش کردیا اور بہار و
برق و زلزلہ ولرزان وضرغام وغیرہ بنادیا پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بناکر انکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر
مہر سامری کی ہوئی نہین عیار تمکو مارڈالتا اب یہ اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جسکی صورت تھی وہ نام
بتانا کہ یہ اپنے تئین بتانا اور گھانس نہ کھودنا تمکو کایا پلٹ ہمنے کردیا ہی وہ اب تم نہین رہے لشکر مہرخ مین جاکر اپنے اپنے
لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر خوشی خوشی اشرفیان لیکر چلے قران نے چلتے وقت ہر ایک
کو آئینہ دکھاکر صورتین پہچان کرادین ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار ہین ہم برق ہین غرضکہ قران تو وہان سے اُسی جگہ کہ
جہان غار مین اصلی عیار و ساحران کو بند کردیا تھا آیا ادھر شاہ جادوان منتظر آمد بہاران تھا جب عرصہ ہوا اسنے سحر پڑھا
اور چند بیر سحر کے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہان ہین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو بیر سحر کے
حسب الحکم چلے واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی اور بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے
چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہین اگر ہوشیار رہتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ مین چلے جاتے

اور کسیکو ہماری اعانت کیلیے روانہ کرو ورنہ ہم ناراض ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اُسنے سحر پڑھا بعد لحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا
کہ چپٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن مین بھری نیلا گنڈا گلے مین بندھا سر پر کنٹوپ پھٹا باندھا ہاتھ ران پر مارکر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے
آیا آداب بجا لایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای پہلوان جادو تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر
مین جانب کوہ عقیق جاؤ اور **حمزہ** کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان ہین اُنسے مقابلہ کرکے تمام لشکر کو غارت کردو ہم تم کو
ملک اس کام کے عوض مین عطا کر دینگے اور خداوند بھی طرۂ پیغمبری دینگے اُس ساحر نے یہ حکم سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے
خلعت سرفرازی دیا وہ وہانسے اپنے مقام پر آیا سب شاگردونکو اپنے طلب کرکے حکم شاہ سنایا ہر ایکنے سامان سفر درست کیا
خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سحر سے درست ہوکر اژدہون پر چڑھے اور روانہ ہوے یہ کیفیت کہ روشن جو کی آگے لشکر کے بجتی
کشتی کا ڈھول پٹتا ہر ایک پہلوان ہوتیونکو جلا کر راکھ اُسکی بدنپر ملے بازوؤن پر انڈوے چڑھے گلے مین تعویذ سونیکے بندھے
باہم اژدر سواری کسے ملائے پنجہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ ہوئے پیچھے لشکر کے گدر کی جوڑیان لیزم اکے وغیرہ تمام
سامان کثرت کرنیکا چھکڑون پر لدا جہان لشکر اترتا اکھاڑا کھدجاتا استاد ہر ایک کو لڑواتا جوڑین بدی جاتین
خلقت وہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سبکو زور دلاتا باین زور و شور جانب **لقا** یہ ساحر سفر ور جاتا ہے لیکن
افراسیاب بعد اسکے روانہ کرنیکے پھر اسی فکر مین گرفتار ہوا کہ ہاے وہ بہار افزاے حدیقۂ بہت جسکی ہیولی صورت محبوبہ
طرحدار یعنی ملکہ **بہار** قابو مین آکر یون نکلجائے اور تجھ سے کچھ نہو سکے لازم ہے کہ اسکی ملاقات کی تدبیر کر اسی اندیشہ مین تھا
کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہین اسنے استقبال کرایا **مصور** آکر اسکے برابر بیٹھا کسلیے کہ **حیرت** سے حال تخت
طلسم وغیرہ بھی سن چکا ہے تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثناے شاہ جادوان وا کی کہ اے بادشاہ آج کا معرکہ
سنکر مجھکو بڑی حیرت ہوئی واقعی آپنے وہ سحر کیے ہین کہ سامری و جمشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ ای مرشد زادے
یہ سب آپکے دادا جان کا تصدق ہے مجکو کیا آتا ہے انھین کا نام لیکر کچھ کام نکال لیتا ہون **مصور** نے کہا یہ سب تمھاری
سعادتمندی ہے جو بزرگون کا ادب کرتے ہو اچھا ابکی **عمرو** کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ مین اُسکی زنبیل چھین لون اور مین نے
ایک باغ بنایا ہے کہ نام اُسکا باغ ویران ہے وہان اس مکار کو قید کرون شاہ نے فرمایا کہ جب کہیے جب **عمرو** کو ملک کوکب
سے پکڑ منگاؤن خیر اسکا تدارک تو پھر کیا جاویگا مگر مین آپکو ایک در نیا سحر دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ
ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا وہ ماش زمین مین سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا گوشۂ باغ سے ایک پتلا شیشہ پانی سے
بھرا لیے پیدا ہوا جب قریب شاہ آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹا پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ مارا فوراً
زمین سے شجر اُگا اور بڑھکر لحہ بھر مین بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اس درخت سے پھل توڑکر تھوڑے ماش
ہاتھ مین لیے اور جانب فلک اچھال دیے پکار کر کہا کہ **بہار و زلزلہ و لرزان و برق و ضرغام** کو جہان کہین
ہون گرفتار کر لاؤ یہ کہکر وہ درخت اکھیڑ لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا بنگیا اسنے جوڑے مین رکھلیا ادھر **بہار**
جو عیارونکو لیکر اڑی تھی بہت دور صحرا مین آکر اتری عیارونکو زمین مین چھوڑا اُنکے ہوش و حواس بجا ہوئے تھے
چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی زمین سے نکلے تھے انکے پاس آکر پہونچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر

حضور ان نمکحراموں کو زندہ نہ چھوڑیے قتل کرڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی یہی فکر رکھتا ہون لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ سحر نہ تھا بلکہ تحفۂ طلسم سے کام لیا یہ اسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے مین لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بیچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے ہان فتاح طلسم جواب دیتا دوسرے شاہان طلسم اپنی جگہ پر قہقہے لگائینگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازمون پر نفیر نواز کو چند پا شکستہ پر لیگیا بذات خود کچھ نہ کر سکا اے ملکہ مین ان لوگون سے کسیطرح کم نہیں ہون جب چاہون ہلاک کرڈالون پھر کیون یہ بدنامی اپنے ذمہ لون کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس غفلت مین انکو مسحور کر لیا مار ڈالنا انکا باعث ننگ و قہقہہ زنی شاہان طلسمات ہے جو اور اس چیز سے انکو مغلوب کیا ہے کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفۂ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا پس میری عاجزی صاف ظاہر ہے اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہون یہ کہکر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار کردے وہ نازنین حسب ارشاد اٹھی اور نفیر خوش آہنگی سے بلحن دلکش بجائی کہ عالم کے دماغ مین مستی آئی وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا ستون کیطرح جھوم کر ان بیہوشان خاک افتادہ پر جاکر محیط ہوا اور برسنے لگا اس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان مین گویا جان تازہ آئی تمام سردار و لشکری مہرخ کے ہوشیار ہوگئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھا تم نے ای نمکحرامان کیا حال تمھارا دم بھر مین بنے کیا مہرخ نے در جواب اس نعرے کے کہا غفلت مین جو چاہتا وہ ہمارا حال ایسا نہ تھا ذرا بھی پیشتر ہمکو یہ کیفیت معلوم ہوتی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے تحفۂ طلسم کا حربہ ہمپر کریگا تو ہم اس تحفہ کا جواب نہ لیسکتے لیکن ملک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی برباد کردیتے دوسرے افسر ہمارے شہنشاہ عیاران خواجہ عمرو ذیشان یہان نہیں ہین اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلجاتا کہ یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یا نہین کام آئی بادشاہ یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذر اسنے درپیش کیا یہ کہکر مہرخ سے کہا یہ عذر جو تونے کیا اسکو مین اول ہی سمجھ چکا تھا اسلیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہون اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمھارے حمایتی یعنی عمرو کے راہ فنا سکو دکھاؤنگا اسطرح کی باتین کرکے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہوگیا نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو پنجہ ہاے سحر مین دابکر لشکر مین اسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے مقام پر گئی مہرخ نے سجدۂ شکر بدرگاہ خداتعالی کیا کہ اس کریم کارساز نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمہ و بارگاہ درست کراکے بازار سجا کر داخل دار الامارۂ شاہی ہوئی تمام لشکر مین چہل پہل آغاز ہوئی بدستور سابق آباد ہوے دلشاد ہوے مہرخ نے ملکہ بہار سے کہا کہ کیون دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال ہے ملکہ بہار نے کہا ای ملکہ بموجب اس مثل کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ بران کے سامنے ایسا زبردستی جتاتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنیکی صرف دیر ہے یہ کہکر مصروف حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب جب داخل باغ سیب ہوا تمام سرداران ساحران ذی تبار نے استقبال کیا یہ آکر سریر طلسم پر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے چاق ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ تونے محنت کی سب بیکار و بے سود تکلیف اٹھائی نہ ملکہ بہار قبضہ مین آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا نہ مدد خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کرکے راضی بوصال خود کرے یا قتل کرڈالے اس خیال کے ساتھ ہی ایک جوش عشق پیدا ہوا ادائین ملکہ بہار کی اور باتین اسکی دلربائی کی یاد کرکے آہ سرد بھرنے لگا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی رنگ مین پنجۂ سحر نے نامۂ خداوند لاکر دیا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کی آمد آمد سے تونے مطلع کیا تھا ابدولت کو انتظار اسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اسکا جانتے ہین مگر تبلائین گے نہین جلد اسکو یا

اکھڑنے لگے اور خیام دربارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑون کو جنبش ہوئی اُسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو ملکہ نفیر نے نفیر منھ سے ہٹالی سب پریان ٹھہر گئین لشکر مہرخ کا عجب حال تھا پلٹنین اور رسالے فرش خاک پر قائم و سنجاب کے بستر پر سونیوالے غش پڑے تھے صفین لبسان بنات النعش آسمان بکھری تھین محلہ خموشان وہ لشکر تھا کہ ایک کا پاؤن تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک بیخبر تھا شہزادیان اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کا کا پتہ دیتی تھین کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہین آتی جب آدمی کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھکر مرجاتے ہین اعضا انکے کیڑے چاٹتے ہین جسم گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہے کہان اس گھر مین راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہوتا ہے فرش لحد مین یہی خاک ہے یہی اوڑھنا بچھونا ہے اسوقت ہزارون گلبدن رشک چمن غیرت وہ یاسمن پاؤن پھیلاے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین اُنکی چہرون پر ادھر آتی تھین یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگس بند تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی گویا نرگس چمن کو خزان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو مٹھی باندھکر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بکھیر ڈالدو یہ بتاتی ہے کوئی دست نگارین مین خاک بھرے پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی بھر ہلکی ہوگئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے + طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے + جدھر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام دربارگاہ ہین اکھڑی پڑی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بمقتضاے ابیات

ہوئی نازل بلاے آسمانی ۔۔۔ اسیکو کہتے ہین سب ناگہانی
ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی ۔۔۔ پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی
نہ جنبش تھی کسی اعضاے تن مین ۔۔۔ خزان آئی گلون کی انجمن مین
عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش ۔۔۔ نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش
پڑے خاموش تھے مردے کیصورت ۔۔۔ کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت

تادیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجایا دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کرسکتا اور ہمسر ہوسکتا ہے پھر حیرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ میں جسوقت چاہتا ان نمکحرامونکو سزا دیتا انکا مار ڈالنا ایسا ہے جیسے لشہ و مگس کو ملک پھینکدیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہمیشہ آپ ہی کے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میرا غصہ سامری کی پناہ دیکھو دم بھر مین کیا سے کیا ہوگیا حیرت تعریف مین سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپکا مقابلہ کون کرسکتا ہے اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہین رکھتے نظم

یادگار سامری جمشید آپ ۔۔۔ آسمان سحر کے خورشید آپ
کون ہے دنیا مین ثانی آپ کا ۔۔۔ کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا
آپ ہین سلطان شاہان زمان ۔۔۔ آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

کہمراہ ساحران چلے تھے وہ سب ساحر قریب اُسکے لشکر کے پہونچے قران انکا ساتھ چھوڑکر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سوار بہر استقبال بھیجے کہ تا دربارگاہ وہ آکر لیگئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھا حال داخلہ طلسم کوکب اور خواجہ کا ملنا قتل نامدار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کرنیلگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتًا ابر سفید چمکتا نظر آیا ہزارہا سورج ایکبار طالع ہوگیا ناقوس کی صدا سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبراکر بولا کہ یہ کیا ماجرا ہی مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہی قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اٹھکر ایسا غائب ہوگیا جیسے یہان بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہان جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے سب نے دوربینین سحر کی لگالین کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم نہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان بصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کار پشت ہائے اژدران پر بنا پایا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک یکمکو دنگ ہوگیا سکتے کا رنگ ہوگیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور تھراتا تھا اژدہونکا شعلہ تا چرخ برین جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت بر دے ہوا قایم ہوا اور دفعتًا سڑاقا ہوکر وہ جو بارہ ہزار برج بنے تھے انمین سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اسمین چمکی بعد لمحہ کے پنجہ لبان برق چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اسکو اٹھا لایا اسنے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو مین بیٹھی جب حیرت بھی آچکی شاہ جادوان نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسکے اُٹھتے ہی ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ ساحران عالم کے دل دہلگئے پائے سمند وہشت سے کھل گئے گھبراکر سب اُٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی لڑنے پر تلگئے شاہ طلسم نے اتنی دیر تک تامل کیا کہ جتنے عرصہ مین لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہوگیا چاق و چست ہو چکا بابائے شاہ وہ پری نفیر لیے برجونکے پاس آئی سب در اُن برجونکے کھلگئے اور ہر ایک عورت ماہ طلعت مہر صورت مخمل بادلے کے دوپٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ مین لیے عزم رزم پر چست ہر برج مین استادہ نظر آئی یہ شہزادی یعنی نفیر نواز جادو سب کے آگے آکھڑی ہوئی اس برج مین کہ جو برج اور برجونسے آگے تھا اسوقت عجب تماشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونیکی نفیر منہ سے لگاکر کھڑی تھین ایک تختہ زعفران کا بروے ہوا لگا تھا رخسار سے انکے یہ ثابت کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہی زلفین چہرونپر لہراتین تیوریان چڑھین نیچے کلائی پر پڑے نرگس کیطرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھین حکم کی منتظر تھین کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صدائے خوش آہنگ اسمین سے پیدا ہوئی اس آواز کو سنکر گھنٹے اور ناقوس بجنا موقوف ہوگئے سب طرف سناٹا ہوگیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہوکر جھومی اور ہر ایک نے نفیر منہ سے لگاکر دم دی پھر تو درو دار اور اُسکی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الی حضرت اللہ صور اسرافیل پھونکا نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت کبری برپا ہوگئی روئیان سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہرخ نے کان مین رکھین اور ہزارون سحر پڑھے لاکھون تدبیرین کین لیکن تاثیر کچھ نہوئی صدائے نفیران سحر سے مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بیحس و حرکت تھا افراسیاب اسوقت نعرہ زن ہوا کہ تم شہنشاہ جادوان یہ تو لاف وگزاف کررہا تھا اور پریان نفیر پھونک ہی تھین منتظر حکم تھین کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کرین کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت

جبین موج نسیم گلشن نور — عذار صاف رشک شعلۂ طور
صفائی مین خجل آئینۂ ماہ — حیا سے داغ دل تھا سینۂ ماہ

بادشاہ نے ان قمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جاکر لاؤ اور تم از بسکہ فوج طلسمی مین بھرتی ہو مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازۂ برج دخت مین چلی گئین بعد کچھ دیر کے اس در سے کئی ہزار اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور ان اژدہون پر ایک قصر بنگلے کیطرح مثل قلعۂ بلند کے بنا تھا کہ اُسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اُسمین کئی ہزار زنگی سیاہ و تیرہ دورن تلوارین کھینچے کھڑا تھا اور بیچ کے درجہ مین پریان موتی جھولیون مین بھرے اچھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار برج بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا اُن برجون پر جو مہتابی تھی اسمین ایک تخت جواہر نگین بچھا تھا گرد تخت کرسیان یاقوت نگار رکھی تھین انپر وہ پریان جو افسر فوج پریزادان ہین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک لعبت چین تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ مین نفیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریونکی افسر تھی تخت کے چارون پایون پر اژدہے پنکھا منھ مین دابے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منھ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پریان جو پہلے آئی تھین پنکھیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ عہدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایکطرف سورج لگی تھی دوسری طرف اُس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی ذنکو سورج ضیا باری کرتا رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر ہنستی بولتی لیگئی زینۂ قصر کو طے کرکے مہتابی پر پہونچا صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزار ہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہوکر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اُس ابر مین روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایکطرف سے سورج لگی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بقعۂ نور کا بنگیا اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریان سامنے ساز بجاکر ناچنے لگین بایں کر و فر و احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب لشکر مہرخ نیکنام چلی کہ

نظم

نیا وہ قصر رشک برج مہتاب — بنیا پر آنکھ ٹھہرے اسکی کیا تاب
ہزارون نازنین ماہ پیکر — پلاتی تھین مے گلگون کا ساغر
ہوا بجتے تھے لاکھون ہی ناقوس — صدا جاتی تھی جنکی سیکڑون کوس
ہزارون اژدہے اڑتے ہوا سے — چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

یہان مہرخ سحر چشم سریر جہانی پر بیٹھی تھی سرا پچے بارگاہ کے اٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور چہار دست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہین معلوم کدھر گئین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مہتر قران تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا تھا کہ

اسی لڑائی مین ایک بیضۂ بیہوشی بجز اضرغام نے کمر سے نکالا شاہ جادوان نے اُسکو دیکھ کر پوچھا کہ یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہی اس نے جواب دیا کہ حضور یہ بیضۂ بیہوشی ہے برق نے کہا کہ حضور کی سمجھ مین اس انڈے کی لڑائی نہ آئیگی دیکھیے جناب یہ لڑائی اسطرح ہی یہ کہکر تخت پر سے کودا اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضرغام پر پہلے خنجر کھینچکر جا پڑا وہ بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر محو تماشہ ہوئی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اُسکے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہی یہ کہکر اشارہ بیضہ مارنیکا تو جانب ضرغام کیا مگر تاک کر منھ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گری بادشاہ اسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منھ پر مارا کہ آچھین کرکے بادشاہ بھی بیضہ منھ پر پڑتے ہی بیہوش ہوگیا اُسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اس صحرا کے جھومنے لگے زمین سے غبار سیاہ اڑا اطائر غل یا شہنشاہ یا شہنشاہ کا مچانے لگے زمین تھرائی بہار سمجھی کہ مکرر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق و ضرغام کو پنجہ مین داب کر اڑ گئی اور راز بسکہ سحر سے سب آگاہ ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گھبرا کر زمین مین سما گئے کسلیے کہ یہ زمین مین زلزلہ کرنے کا سحر خوب کرتے ہین غرضکہ بہار سناٹا بھرے بہت جلد دور تر نکل گئی اور شاہ طلسم کو تبلیون نے زمین سے نکلکر پچکاری گلاب کیوڑے کی منھ پر مار کر ہوشیار کیا اُس نے قیدیون مین سے کسی کو نہ پایا صبا رفتار بیہوش پڑی تھی اس کو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کرکے بڑی ندامت ہوتی تھی دلسے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کرکے یہ عیار نکلگیا ہی کہ جب یاد کرونگا خجالت آئیگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ مین آکر نکلجانا جب یاد آتا کف افسوس ملتا کہ ناحق مین رزم عیاران دیکھنے یہان ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تھا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرضکہ اسی رنج و غم مین خیال آیا کہ عیارہ نے تجکو نادم ہوتے دیکھا ہی بنظر حقارت ہمیشہ تجھے دیکھے گی سوا اسکے مہرخ وغیرہ یہ حال سنکر بہت بیخوف ہوجائینگی اس عیاری کا بدلہ جلکر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا عظم و شان زور دکھانا چاہیے یعنی اپنے بیہوش ہونیکے عوض مین کل لشکر باغیان کو بیہوش کرنا لازم ہی یہ سوچکر عیارہ کو تخت پر بٹھا کر اڑا راہ مین بہار کا حسن یاد کرکے آنکھو نمین آنسو بھر لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اسوجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور بصد عجلت صحرا و دشت طے کرکے ایک پہاڑ پر آیا وہ کوہ عظمت مین ہمسر آسمان تھا تمام پہاڑ گلہائے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اس سیر کیطرف اصلا متوجہ ہوا دریچ کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا ہزار ہا طائر اسپر بیٹھا تھا اُسنے اس درخت کو کولے مین داب کر لیا سحر پڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب ہٹکر الگ ٹھہر رہا زمین پر گڑھا جہانسے وہ اکھڑا تھا اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا بادشاہ نے سحر پڑھکر پکارا کہ اے پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی وہ در کھلگیا اور اندر سے پریان نکلنے لگین کہ ایک ایک ان مین غیرت بخش حوران جنان تھی ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کیے اور سونیکا زیور پہنے سامنے آکر حاضر ہوئین تسلیم شاہ کو کرکے صف باندھکر استادہ تھین اسوقت وہ پہاڑ کوہ بےستون سے کہین بڑھکر تھا کیونکہ وہان ایک شیرین آئی تھی یہان ہزار شیرین دہانونکا مجمع تھا آفتاب اُنکے رخ سے کیا آنکھ ملاتا کہ انکے تلودنکا عکس کھاتا ہی ماہ تاب داغی غلام شہرت پاتا ہی گیسو انکے بلائے جان عاشقان مصحف رخسار بہ فدا ایمان عاشقان کہ بموجب ابیات

سراپا روکش روز قیامت
بگون شمشاد وہ آزاد قامت

سے گردن جھکالی بادشاہ بنظر حسرت ومحبت جانب روے ملکہ نگران تھا اور گلچینی اُسکے گلشن حسن وجمال کی کرتا جاتا تھا دل
بے اختیار گود مین بٹھانے اور پیار کرنیکو چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتانا اور ابھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جانکر
خاموش تھا کہ گھر پہ چلکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کرکے منت پذیر ہونگا مختصر یہ کہ تخت اڑا اے قریب دریاے
خونزدان پہونچا وہان سے لشکر مہرخ قریب تھا عیار تو صحرا مین ہمراہی کرتے ہین اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیارہ و
عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونون لڑ رہے تھے بادشاہ نے وہان پہونچکر تخت نیچا کرکے ٹھہرالیا اور تماشا انکی لڑائی
کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونون نے کوس بھر کا میدان باندھا ہے مثل برق جہندہ دم بھر مین کوس بھر پر جاکر چمکتے
ہین اور کبھی آپسمین اکر گتھ جاتے ہین گردش انکی نظر مین نہین سماتی چال بھر اسطرح کی کہ بجلی کوند جاتی خنجر کی جھپکیان چلنا حلقہاے
کمند سے طرارے بھر کر نکلنا جستونکے سناٹے کلانچین اور فراٹے بھرنا لائق تماشا تھا ہو کے دینا انکا سمجھ مین نہ آتا تھا
کبھی وہ کہتا تھا کہ اے ملکہ قدم تمھارا پیترہ کے خلاف پڑا ہے جب وہ قدم کیطرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کرکے سطرح
نکلتی کہ جیسے عینک مین سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اے عیار غور کر کہ تمھارا تیر اکھڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند لگاتی
یہ اسطرح حلقونسے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہے شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود
دیکھکر کہا کہ ہمارا عیار اور آپکی عیارہ کیون اے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہے اگر آپ نیچے کے قریب تر تخت لیجاکر ٹھہریے تو قدردان
کو دیکھکر دونون جی توڑ کر لڑین اس سے زیادہ تماشا نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہین یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے
کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہین کرتا اور جانتا ہے کہ نکلجاے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپکو دیکھین گے
لامحالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر لاتا ضرغام نے
چاہا کہ بھاگ جاؤن ایسا نہو یہ سحر کرے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشا دیکھینگے یہ
سنکر دونون سلام کرکے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا ہنچہ اسطرح چلنے لگے جیسے
بجلیان کوندتی تھین جھناٹے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچی تھی مسیحا کو زندگی سے ناامیدی تھی چمک سے شمشیر صاعقہ بیز
کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے مین سفیدی تھی تیرون کے سناٹے پہ بہرام فلک سناٹے مین تھا کبادہ چرخ
کبود کا پشت خم تھی قدر انداز قضا گوشہ مین سہم کر تھراتا تھا اور چھپا ہوا الامان کہکر چلاتا تھا گردش ہباز ران پر
اور تلوار کی چال ڈھال پہ فلک اپنی چالین بھولا تھا ڈورا تلوار کی باڑھ کا جادۂ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع
ہونے مین عرصہ کوئی دم تھا کہ بموجب **ابیات**

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو — طرارے تھے بلا پہ داز ہر سو
روانی چال مین ایسی تھی اُنکے — جیسے موّاجی دریا نہ پہونچے
شلنگین اور جستین تھین بلاخیز — روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم — بھنور کا جیسے ہو دریا مین عالم
کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے — کبھی لڑتے تھے سر مکھ گاہ دبکے

دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا ٹھہرا رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کرکے بنگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوے دوڑ کر قدم پر گرا کہ مین برق عیار ہون میری خطا معاف فرمائیے اب مین آپکی طرف ہوتا ہون شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلستان انجم کے خزان ہونے کا موسم قریب تر آیا کہ بمقتضاے ابیات

یکایک اختر امید چمکا　　گئی شب جلوۂ خورشید چمکا
ہوئی پھر صبح روز قتل پیدا　　ہوے آثار اجل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ ای شاہ جادوان میری خطا معاف کیجیے اور سیح فرمائیے کہ یہ کیسی عیاری مین نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اسی پتلے سے کہا لے اس بے ادب کو پتلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اسکے منھ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر بہار آگے بارادۂ رزم بڑھی بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد فلک کیجانب سے اڑتی ہوئی آئی اور بہار کے لپٹ گئی اسکے جسم مین وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اسکا ہان ہان کرکے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ انکو بھی غش آ گیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دون پھر خیال آیا کہ اگر بہار تجھ سے رنجی ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس اپنے مقام پر چلکے منت و سماجت کرکے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نمانے تو اسے قتل کرکے اس ملک پر کوئی اور حاکم بھیج دینا یہ سوچکر سحر پڑھا کہ پتلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رفعت وے ہوا سے اتر آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشونکو اس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے ہاتھ پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوفہ اور ملازمان قلعہ انیسین جلیسین ارکان سلطنت سب نے جو شور نوحہ بلند کیا کون اسکی شرح کر سکتا ہے یہ حال تھا کہ **نظم**

روان آنکھون سے سب کے اشک گلنار　　ہوا ہر اک کو رونے سے سرو کار
ہوا سب کاروبار سلطنت بند　　بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند
بیہوشی کا جو چرچا تھا محل مین　　بنا اک حشر برپا تھا محل مین
بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد　　گلی کوچون مین تھی ماتم کی بنیاد
مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت　　پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اسلامیان ہین انشاء اللہ جسبلد ساہون گی کچھ تردد لازم نہین غرضکہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئین کہ وہان چلکر حال ملکہ بیان کرین در سارا لشکر مہرخ کا لیکر ملکہ کو اپنی شاہ طلسم سے لڑ کر چھڑا لین فی الجملہ یہ سب کوچ کرکے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتے ہین مگر بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لیکر اڑا راہ مین سحر دفع کر دیا کہ کوئی یہ جانے کہ بادشاہ نے ذکر کر ہمکو بیہوش رکھا بس ہر ایک کو ہوشیار کر دیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچار گی

میری چوڑیان بھی ٹوٹ گئین اور کلائی مین بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا کہ بوسہ لیئون لیکن اسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ لو صاحب یہ بیعزتی دیکھو ہمیشہ جانے مجھے یہ دل لگی اچھی نہین لگتی بھری محفل مین میری آبرو اتاری بادشاہ نے گلے سے لگالیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا کہ خوب تمتو مزے مین آئے کسیکی آبرو پر پانی پھر جائے تمھاری بلاسے اے صاحب دفع رانچلے بیٹھو بادشاہ نے بموجب بیت گلے ملکر کہا اس سے کہ جانی یہ ہین بھی ہی امید بھر بانی۔ اسنے بھی گردن شاہ مین ہاتھ ڈالدیے اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شالون پر ہاتھ ٹیکتی تو منھ کے بل گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہین نہین کیا کی مگر کھینچکر گود مین بٹھالیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون اس کی اس نے منتین کین — نئے انداز کی قسمین بھی کچھ دین
ہوا ے شوق سے تھا وہ جو مضطر — نہ مانا لے لیے بوسے مکرر
ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہان — نکالے اُسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے — تو وہ گلرو لگی اُسدم بھپرنے
کہا اب شاہ تونے مجھکو گھیرا — کوئی کسبی نگر مجھکو ہے سمجھا
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا — نہین گستاخیان تیری گوارا
بشر کرتے نہین حیوان کا کام — ندامت سے نہین خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتون سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھ کر ملکہ بہار سے کہا کہ یہان تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اُٹھی اس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ بہن کہان جاتی ہو مین بھی رخصت ہوتی ہون ملکہ نے ہر چند حیلہ کرکے پیچھا چھڑایا مگر اُسنے آنچل نچھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود مین اٹھا کر بارہ دری مین لیجائیے یون یہ نمانیگی بادشاہ ایا اسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اس مہ پارہ نے موتیونکا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو مین لونگی بادشاہ نے ہار اتار اسکو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب مین تو ایسے ہار سے درگذری جسمین یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے یہان تو یہ اختلاط و گرمجوشی ہے اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپرکھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ عطر سے بسے لگادیئے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تصریح اسکی تابکجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارہ کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود مین اس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارے دیکھ رہا تھا سمجھا کہ اب تجھے بجانب تخلیہ لیچلا یہ سمجھکر گود مین بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان مین عطر کی روئی رکھی تھی کہین گر نجائے چنانچہ اس حیلہ سے کان مین سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک مین لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر گرا یہ گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری مین مخفی تھا نکالکر پھر قتل بڑھا ملکہ یعنی بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتین معشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنیکا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا ہوا سے آکر زمین پر پہونچا ہاتھ مین شیشہ گلاب سے بھرا تھا اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اس پتلے کے

نمک حسن وادا ابھرا گرمی مین خاطر مشتاقان کیلیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہاے آہوے چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرتے زیر گیسوے معنبر پیشانی انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیعت خوبینیون سے بھری سو توان ناک مین رخسار یا دیوار چمن حسن رنگین بنی چشم سرمہ آگین جادو تمکین شاہ جادوان کو فریب دیتے چلین اسی سے چکر کر پھرتین رخ پر غازہ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدقے شرم سے لعل بدخشانی سر اٹھاے دانتون کے روبرو بے آبرو موتی ہو جاے آواز اسکی شیرین انداز نظر تمکین باتین سب بھولی بھولی دہن تنگ دیکھکر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھاتیونکی گچین نمودار گمستی اظہار شکم رشک موج قلزم نور کمر چشم تصور سے بہت دور لطیفہ گوئی مین طاق بذلہ سنجی مین شہرۂ آفاق زیور جواہر مین سے جسم مزین اٹھتا ہوا اسکا جوبن کہ بمقتضاے ابیات

چڑھی تھی جتنونون پہ نوجوانی   خجل صورت سے ماہ آسمانی
جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور   سجا پاے نگارین سے تھا تا سر
سراپا حسن سے تھا اسکا پر نور   حیا سے مثل سایہ پرتو حور
قیامت تھا وہ بوٹا سا قد اسکا   خجل سرو گلستان روبرو تھا
ترئی اسکو تھی حور و پری سے   خجل شمس و قمر جلوہ گری سے
گلابی رنگ کا پٹکا کمر مین   وہ ڈوبا خوب آب سیم و زر مین
کیا اگر و اسکے حسن خوب نے نور   گرہ بھر کی وہ چوٹی چشم بد دور
بنی تھی موتیون کی بیل اس پر   ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہو کر ایک دو کنیز ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آگرا اثر اسد اے خلخال پا سے نظر بادشاہ و ملکہ کی اسپر پڑی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہی بادشاہ کو یہان آیا ہوا سنکر ملاقات کو آئی ہی یہ سمجھکر بغلگیر ہونے اٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہار کے گلے ملا اور کہا یا ہوا کہ بہن مدت سے تم کہان گئی تھین اللہ یہ بیمروتی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھائین بہار یہ کلمات سنکر حیران تھی کہ مین اسکو پہچانتی نہین اور یہ ایسی باتین کرتی ہی جیسے بڑی اس سے دوستی ہی لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ مین تمھین جانتی نہین ہون اسکی شکایت کے جواب مین کچھ عذر و حیلہ کر کے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا اسلیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہی اور یہ بناوٹ ہی پھر ملکہ مذکور کو وہ چھل بل اور شوخی کہان آتی ہی جو یہ عیار جانتے ہین شاہ بیتاب ہو کر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمھارا نام کیا ہی اس کافر ادا نے اسطرح مسکرا کر آنکھونکے لال لال ڈورے دکھا کر نظر کو پھرا کر بہ شیرینی زبانی جواب دیا کہ مجکو ارمان جادو کہتے ہین قریب انکے مکان کے رہتی ہون انسے یعنی بی بہار سے محبت ہو گئی ہی کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اسنے کہا چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوار چھل مین جو بٹا لگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلاپا بندی کو نہین گوارا شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کر کے قریب بیٹھکر کہا دیکھو سامری قسم

معتوب بنایا اور آجتک خبر نلی سچ ہی مجھی سے غفلت ہوئی ہے غرضکہ ہاتھ مین ہاتھ شانے سے شانہ ملا خوشبوے جسم سے اُس
گل کے دماغ بسا ہوا ملکہ گردن جھکائے ہاتھ چھڑانیکا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین جب وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام
کرتا یہ بات کاٹ دیتی کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہان کیون ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آنکھین
اُنکے دیکھنے کو ترس گئی ہین آپ اُنکو بہت جلاتے ہین وہ لشکر مین پڑی رہتی ہین آپ باغ سیب مین مزے اڑاتے ہین وہ
لشکر مین پڑی ہونگی آپ اِدھر اُدھر پھرتے ہین شاہ نے ہنسکر کہا کہ ہم تو تمپر مرتے ہین ملکہ منھ بنا کر بولی کہ واقعی اپنے
اپنے فرزند کی محبت مین ہر ایک دیوانہ ہے یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہے آپ بڑے بہنوئی ہین بجاے باپ کے اگر میری الفت
مین جان دیجیے گا تو کچھ خلاف نہ کیجیے گا بڑے بھائی مین اور باپ مین کیا فرق ہے یہ کلمہ سنکر رنگ چہرۂ بادشاہ متغیر ہوا
لیکن سمجھا کہ سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہے اور واقع مین ابتک اس سے کچھ واسطہ نہین جو جی چاہے کہے جب
تعلق ہو جائیگا اسوقت آپ ہی نہ کہیگی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود مین اٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھجک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور
آجتک کنیز کو آپکی گود مین بیٹھنے کا انکار تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہین آج آپکی نیت اور پائی ہون
سامری قسم گھبراتی ہون رہ رہکے تعجب آتا ہے کہ لوگو دنیا مین ایسا بھی ہوتا ہے وہی مثل ہے کہ الٹا زمانہ نواسی کو تکے نانا
شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیغیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی مین کچھ فرق نہین ایک بہن نہین
ایک سہی اور اے نازک بدن تجھ ایسا گل گلشن دہر مین کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے اسی سے میرا بلبل دل تجھپر فدا ہے غرضکہ
یہی باتین کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخلیہ مین اسکو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی
کرے پس جلسۂ عشرت مین بٹھانا لازم ہے چنانچہ جب کوٹھے پر زلزلہ دلرزان نے اٹھکر تسلیم کی یہ مسند پر بیٹھا اور
وہ دونون پس پشت جاکر کھڑے اُسنے انکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کیون شیوہ نمک حلالی یہی ہے جو تم نے اختیار
کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نمکحرام جمع ہین تو میرا کیا کر لیتے ہین اور اگر تم خلاف ہوے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلسے مشورہ
کیا کہ بہار سے اصرار وصل کرنا چاہیے اگر وہ براضی ہوگئی تو یہ کہان جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی انسے خبر ہونا چاہیے یہ سوچکے
چپ ہو رہا اور جانب بہار متوجہ ہوا کبھی بنظر حسرت اسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اسپر پھینکا کبھی جنبش چشم و ابرو
جسے آنکھ مارنا کہتے ہین اسطرح سے اشارہ کیا کبھی اسکو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے مدتو جاتی ہے تو
مطلب کی کہینگے + ملکہ آنکھین نیچی کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دلسے حفظ آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے
تھے شاہ نگاہ سحر ڈالکر پیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہے ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت مین ہے لیکن
برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو بہر استقبال شاہ بھیجکر آپ بارہ دری مین آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو مین اپنی صورت
پر بناتا ہون خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر مثل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا کہ بالاے بام جاکر
ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اسنے ہنسکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہے کنیز نے جوابدیا
کہ دعا کرتا ہون بادشاہ ازبسکہ مخاطب بجانب ملکہ تھا کچھ اس سے خبر نہوا اور ادھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی
نازنین عورت کی شکل بنا کہ بہار سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اُسکا روے آفتاب محشر تھا جسمے مین

بھرنا چاہیے پس اسی سمت بہاڑ اڑ اتار روانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑونکو ایک میدان مین قائم کرکے قلعہ کیطرف
چلا اور مہابت وعظمت اپنی دکھانے کیلیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک اژدہا ہے دمان وشعلہ فشان بنگیا
اُسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گھما گھمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہر کہین ناچ کا سماہر کہین ڈھولک بجتی ہے
شعرخوانی کا چرچا ہر ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہر رعیت مین بھی شادی رچی ہر یہ کیفیت دیکھتا اور کہتا ہوا کہ اس مان
کی کیا حقیقت ہر جو مین اب ملکہ کو ملک مال دونگا اسیطرح دارالامارۃ مین آیا جہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب
دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ ہلاکر سلام لیا اور اندر چلا
کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری
پہونچکر پوچھا ملکہ عالم کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آپہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہرچند کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا
کر اٹھی دلمین کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی بس بام پر جاکر برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو
میرے یہان تنہا کیون آیا ہر اگر براہ فساد آتا تو ایسی نرمی کی روش نہوتی معلوم ہوتا ہر کہ میرے عشق مین بیقرار ہوکر بارادہ
فاسد قدم زن ہوا ہر اب اس سے مقابلہ کرنیکا یارا نہین جو کچھ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملکہ جاکر استقبال کرو اور
بتعظیم تمام یہان لاؤ بروز جنگ بر ونا شتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد کوٹھے سے
اتری اور کشتیان جواہر موجود تھین براے نذر اٹھوا لین کنیزونکے حلقہ مین روانہ ہوئی کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ
حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دارالامارۃ کے اندر والے در پر پہونچی بادشاہ
قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اژدر پر سے کود اور اسکو ہاتھ مین پھر اٹھا لیا وہ تیغہ بنگیا ملکہ نے سر و قد جھکا کر
تسلیم کی شاہ کی نگاہ اُسکے حسن بینظیر پر پڑی پہلے وہ حرکتین کہان تھین جو اب مزاج مین پیدا ہین پہلوے یار مین بیٹھ
آنیسے شوخیان جو تھین ہویدا تھین جسم مین سسکیون سے جنبش نزاکت کا بہانہ اتنی دور آنے سے تھک گئی لب پر خشکی
غنچہ سربستہ کیصورت دہن کی چہرہ پر کچھ عالم یاس نباوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا
جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا ابیات

بشکل آرزو پنہان حیا مین　　　نہایت شوخ طرز مدعا مین
اشارون سے تمنائین ہویدا　　　نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو　　　کہ اسکو کچھ رہا دل پہ نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی　　　تو ہنسکر اسکے منھ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہر اس ماہ پارہ نے جواب دیا آپکی بلا سے چاہے
اچھا ہو یا برا معتوب ہونکے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ درجواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ
معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہر بادشاہ نے قریب پہونچکر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت
آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشرت سے مالامال ہوگیا سمجھا کہ بیشک یہ مجکو چاہتی ہر جب تو زبان پر لائی ہر کہ ہم کو تم نے

چمکتا تھا ہر سنگ ہمسنگ گوہر فرط صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار تیلیان جنی
کی وہانسے نکلین دو تیلیان پتھر کی تپائی لیے تھین اور دو سیتل پاٹی سر پر اٹھائے تھین چنانچہ تپائی بچھا کر اسپر سیتل پاٹی بچھا دی
اور آپ چلی گئین شاہ جادوان اس تپائی پر بیٹھا از بسکہ سیتل پاٹی یہ طلسمی ہی بیٹھتے ہی تمام پیش نظر تھا مع لشکر امیر و لقا کہ سرحد
طلسم پر ہی دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر مسلمانان کو شاد و خرم پایا اور فوج اپنے خداوند کی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر
وہانسے نظر پھیر کر کوہ نیلم کو دیکھا اسکو بالکل برباد پایا اسی سلسلہ مین ہر مقام پر جانب لشکر مدہوش لرزان دیکھا کہین پر اہ
مین اسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا از بسکہ سارے طلسم کو کہانتک دیکھتا عجلت منظور تھی اسوجہ سے پھر سحر
پڑھا وہی تیلیان جو تپائی لائی تھین زمین سے نکلین انسے پوچھا کہ مین نے لرزان کو بھیجا تھا وہ کہان ہی تیلیون نے
عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائین جو کچھ حال ہوگا نظر آئیگا اُسنے فوراً جانب کوہ مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ
لشکر لرزان اترا پایا اور باغ مین بارہ دری کے بام پر جلسہ عیش و عشرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردارونکو مع برق
عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک بارہ دری مین تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہی
خوب غور سے اسکا حال دیکھتا رہا ملکہ موصوف نام یار جب لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی
بیوفا زبانپر لاتی اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق مین یہ دیوانی ہی اور سوا تیرے طلسم مین کون شاہ و شہنشاہ
ہی یہ تیرا ہی نام اُسنے بیوفا رکھا ہی سچ کہ وہ بیچاری کیا کرے بہن اُسکی تیرے پاس ہی اسی وجہ سے وہ چلی گئی اب بلحاظ
اپنی ہمشیر کے پیام دے نہین سکتی وصل سے یاس ہی تنہائی مین جلسہ عشرت جو پایا ہی اسکو تیرا خیال آیا ہی یہ دل سے سمجھکر
ارمان دل بھولگیا رنج سارا بھول گیا تا دیر اداے مستانہ اور تڑپنا اور بلبلانا ملکہ مسطور کا دیکھا کیا اور اسمین بھی
ہزارون طرح کا بناؤ اسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پر بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو مین گھرسا ہوا پانون پلنگڑی سے لٹکے ہوے
چہرہ تمتمایا ہوا پسینہ رخسار و جبین پر آیا ہوا قطرات اشک بسان شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوے سرمہ بہنے سے نشان
خال خال روے منور پر بنے ہوے وہ بیتابی مین اُف اُف کرنا اور کبھی آہ کرتے وقت منھ بنا کر ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبرا کر ہر
سمت دیکھنا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا نہو کبھی ہونٹھونپر زبان پھیرنا کبھی تصور یار مین
حیران ہوجانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہوجانا غرضکہ یہ قصہ طولانی ہی عاشقونکے ورد زبان یہ کہانی ہی کہ بموجب بیت
یہ جوش شباب جاہ کبتک ٭ مستی کو ہی دلمین راہ کب تک ٭ مختصر یہ کہ بادشاہ جادوان اپنا شیدا اسکو سمجھکر وہانسے اٹھا سحر ورد زبان
کیا تیلیان ہکر حاضر ہوئین تپائی اور سیتل پاٹی انکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی انسے طلب فرما کر تاج و قباے عمدہ و بہتر
سے جسم اپنا از سر نو ملبس کیا جواہر کے تورتن اور اگے بازو پر باندھے انگشتر نگین لعل و الماس پہنکر بالہ ہاے گوہر سے گلو کو
زینت دیکر اس کوہ سے اترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیان تھین انپر آیا افسون تازہ زبانپر لایا دونون پہاڑیان اپنی جا سے
اکھڑین ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دوسری ساتھ چلی یہ سحر دلارام کنیز نے بھی کیا تھا کہ پہاڑ کی شکل بنکر ملکہ بہار کو لیکر
بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا دلمین اُسکے یہ آیا ہی کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر چلکر ڈھا دون
اور دوسرا لشکر ماہرخ پر تاکہ سب باغی ہلاک ہوجائین مگر پہلے کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن

کہ سروستان باغ محبت بنگیا اور دجگر نے لب خوش رنگ پر جگر مستی کا عالم دکھایا وہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغوں سے گلشن بنا ملکہ زلزلہ سے کسل سفر کا حیلہ کرکے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمہاری اجازت پاتی تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کرآتی ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسم اللہ عاشق بہار عارض یار وہان سے اٹھکر آنکھوں مین آنسو بھرے کاسہ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیون سے ساغر حباب لبریز کیے بارہ دری مین آئی پردے اُسکے چھوڑکر کنیزون سے فرمایا کہ خدمت مہمان جاکر بجالاؤ وہ سب چلی گئین جب تنہائی ہوئی بیقراری سے کروٹین بدلنے لگی مگر کسی پہلو قرار نہ آیا قلزم عشق نے جوش مارا طائر عقل اڑ گئے غم ہجر نے بیہوش کیا چشمہ چشم اسلیے فواگریہ سے گہر ریز تھے کہ آنکھوں مین صورت پھرتی تھی اسپر یہ موتی نثار کرتی تھی جسم دم بھر مین زعفران زار رنج نے بنادیا اشک گرنگ نے رخ رنگین پر گلگونہ لگا دیا قفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آگئی وہ گلشن بن سے بدتر نظر آتا ابر غم گھر آیا غنچہ نمط بیکلی ہوئی گلون نے یاد اپنے گل کی دلا کر نسبان خار کھٹک دل مین پیدا کی پلنگ پر فرط بیتابی سے پاؤن لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہوکر یہ زبان پر لائی کہ بیت ای باد اگر بہ بینی خوبان سرو قد را + عرض نیاز من کن بانازپرور من + اسی بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ ابیات

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر — کہنا دلبر سے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت — اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی — اے زہرہ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ ہجر سے جان — وحشت سے ہے خانہ باغ زندان
آنکھون سے ہے خواب کو عداوت — طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا — دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی — بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ تو اسطرح دیوانہ وار بکتی ہی ہے اور بالائے بام جلسہ عشرت ہے ہر ایک مصروف راحت ہے مگر شاہ جادوان کی کیفیت سنیے کہ بانتظار لرزان وغیرہ باغ جمشیدی مین آرام پذیر رہا ہر روز پتلیان نیا تماشہ دکھائین گاتی بجاتین میوے کھلاتین جب کچھ خبر لرزان کی اسکو کئی روز تک نہ ملی آجکی رات اس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب مین جاؤ مابدولت سیر شب ماہ کرکے عنقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ وزیر آداب بجالاکر روانہ ہوا اور یہ تخت اڑاکر جانب صحرائے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دل سے کہتا تھا کہ اب لرزان اگر بہار کو گرفتار کرکے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ مین بوے وفا ہی یا نہین و اے خار صحرائے کج ادائی کچھ بھی تجھ مین دامن اٹھانیکا شیوہ ہی یا نہین - بیت بس تغافل مکن ترحم کن + گوش دل جانب تکلم کن + اگر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر کسیکے ساتھ وصل اسکو میسر ہوگا اور تجکو آتش رشک فراق مین جلنا پڑیگا بس بہتر یہی کہ صدمہ ہجر ابھی سے گوارا کرون اور اسکو شوہر مرگ کے کنارے مین سلاؤن انجام مین کیون رنج رقابت کسیکا سہون اسطرح کی باتین دل سے کرتا کوہ جینی پر آیا چاندنی مین اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی بسان ماہ تابان

دور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد ہوا ہوائے فصل بہار ہیشکار ہوئی نئے نئے گل کھلانے پر تیار ہوئی رعب شہر یار گل سے
دبے پاؤن آنا صرصر خزان کو بھگا تا کہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک کی بکانہ دکھائے دیوانکدہ گلشن مین صیاد پر بیدخلی کا پروانہ
جاری گلچین کیلئے تجویز سزا کی بہت بھاری بلبل و خزان کی درپیش روبکاری خزانکو حکم شہر چمن سے نکلجانیکا ملتا بلبل کا مقدمہ
سر سبز رہتا غنچو نکا چٹخنا نقارہ دور دولت بادشاہ گل تھا گل عباس شہنا نواز بے تامل تھا تدرو طاؤس ربان نقیب
و چاؤش صد لے دور باش ہو سیم مہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس و استبرق زیب قامت رعنا کر کے انجمن گلشن مین جم گئے
شاخین گھنگرو غنچون کا باندھ کر رقاصہ نبی تھیں رامشگری کا عالم دکھاتین پتے تالیان بجاتے مرغان خوش الحان
ترانۂ مبارکبادی گاتے عندلیبان خوش الحان غزلین گاتین مبارکباد کی دھوم مچاتین اور یہ غزل بحالت عشرت بلبلان
بر لاتین کہ لمؤلفہ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار
گلشن عالم مین ہے جس کی بہار

تا ابد قائم رہے ملکہ بہار
فیض رحمت سے ہرے جسکے یہ بہار

دور شاہ گل مین ہم خرم رہین
تختگاہ باغ یارب برقرار

کیا خزان کا اپنے دلکو درد وغم
ہے ہمارے باغ کی مالک بہار

خاطر دشمن مین کھٹکے خار غم
دوست دیکھین آکے سیر سبزہ زار

ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا
نشۂ عشرت سے نرگس پہ خمار

آب گلگون نہر مین جاری رہے
ہو بشکل شیشہ سرو جویبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت نگار ہوئی پھیلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر پہ گلعذار زیب و سادہ
سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن و یاسمن بدن نے آکر جام مے گلرنگ پینا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ لگا تھا لطف میکشی تھا
کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت
عالم نور نظر مین سمایا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور
نمایان پھر ہوئی شام منور

ستارون کا بچھا فرش زرافشان
ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین مقیش اڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانونکے زیر نگیرہ زرتار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی
کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تمام عمر اسکی حسرت مین بشر افسوس کر کے مر جائے نازنینونکے جسم منور کی
چمک اور پھولونکی مہک شبنمی دوپٹونکی آڑ مین جوبن کی بہار سینون پر کچونکا ابھار قہقہے انکے خندۂ گل کو شرمائے لب
لعلین غنچہ نیم شگفتہ نظر آئے بھٹیان چھاتیونکی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زاہد صد سالہ کو جوش
مستی مین لاتین چاندنی کا کھیت کرنا نہرونکا موج مارنا پھولونسے دماغ دہر بس جانا عجیب ایک ہنگامہ عشرت تھا سامان
مسرت تھا اس عالم مین ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا

پیاری بی بی تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی مین نے اطاعت اسلامیان اختیار کی برق
یہ کلمہ سنکر اُسکے سینے پر سے اترا اسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا اُسنے سر اُسکا سینے سے لگایا اور تنگ تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ مین
لشکر اور خواصین جو زلزلہ لیکر آئی ہی یہان پہونچین لشکر اترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اسنے انکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ
چنانچہ جملہ افسر زن وشوہر کے لشکری حاضر ہوے انسے اظہار اطاعت اسلام کر کے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہوکر ہمارے ساتھ رہنا
ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر مین منادی
ندا زن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ آج سے طلسم مین ہوا ہی اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ
درون تھے وہ یہ ندا سنکر بھاگے اور سمت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مدہوش شریک اسلامیان ہوے زلزلہ اور
شوہر اسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے قید دفع کر کے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف
فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکور نے زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی
کسلیے کہ ملازم اُسکے تھے الحمد للہ کہ سر چشمۂ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو جائے شکایت ہی پہلے یہی مناسب
تھا جیسا تمنے کیا غرضکہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہانسے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ وبارگاہ
عطیۂ افراسیاب بھی قبضہ مین آیا اسباب تمام بار کرا کر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھالیا ایک تخت پر
زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا
راستہ کی ناواقفی سے کچھ سروکار نرہا کسلیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہوئے بڑی شان وشوکت سے اس لشکر
کی مالکہ بنکر سواری ملکہ بہار کی بسان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت مین تھے ابر سحر سر
پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گلہائے بوقلمون بزور سحر گلستان نیرنگ بازی مین شگفتہ ہوتے خیابان سبز وخرم لہلہا
کر بہار دکھاتے جانور زمزمہ سرائی کرتے حشم وخدم روانہ تھے یہانتک کہ اُسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوے یہان جولانم
اور کنیزین اور انیسین جلیسین حاضر تھین مژدۂ خبر ورود مسعود ملکہ بہار سنکر بیتابانہ فرط عشرت سے پاس ملکہ کے آئین اور کہتی ہوئین خندہ کنان
دوڑین ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت تھے نذرین سبکی گذرین آتشبازی سحر کی وہ سامان تبصریح
اگر لکھون طول ہوگا مطلب نہ حصول ہوگا فی الجملہ مشکوئے خسروی کی نئے سر سے درستی ہوئی ایوان شاہی دار الامارۃ فرمانروائی
ملکہ آراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق ولرزان
قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم مہیا ے سامان دعوت کار پردازان ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہو اُس
باغ مین کہ جہانسے ملکہ گرفتار ہوگئی تھی جلسۂ دعوت قرار پایا اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوسن کا دہان
بستہ تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا درد آلود تھا چنبیلی زرد ہوگئی تھی سنبل کے بالون پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی
زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب آمین بہار از سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضو آئی مالنین کہ یہان جواہر کار لیکر برگ
وبار خزان دیدہ چمنستان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھالون مین آب رحمت بھرنے لگین سر تراشی سے جا بجا
چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا دن بھر چاندنی دیکھنے کا انتظام ہوا یہ کیفیت ہوئی کہ شہ گل بصد تجمل قبائے ارغوانی زیب قامت فرماکر

عورت ہی محبت شوہر سے مطیع ہو جائے یہ سوچکر زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت اور طرحدار معشوقہ شیرین ادا تشنہ حسن سے سرشار ہی قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی واقعی بمثل روزگار ہی کہ ابیات

تھی ایسی نازنین وہ ماہ پارا — اگر برج شرف کی تھی ستارا
مخلع خلعت ناز و ادا سے — سراپا نور تھی بحکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہوگئی شدت تکلیف سے بیتابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق نے کہا مین عیار ہون تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجکو اُسپر غالب فرمایا اب تم دونون سے موت سے اتنا فاصلہ ہی کہ مجھ مین اور تم مین عرصہ ہی عنقریب دارالبوار مین جایا چاہتے ہو ہان ایک صورت سے بچنا ممکن ہی کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو مانو سامری و جمشید و لقاسب بندگان خدا ہین اُنپر لعنت بھیجو اے زن عاقلہ خدا اے یکتا مکان و مقام سے منزا ہی نظم

مالک و خالق و کریم و رحیم — باسط و رزاق و سمیع و علیم
کبریائی اُسی کو ہے زیبا — وحدہٗ لاشریک نام اس کا
اُسکے قبضے مین ہے ہماری جان — جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہی اور جو لوگ ہمارے شریک ہین انکا اسنے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو اگر بادشاہ سے ضرر ایسا پہونچے کہ ہم ہلاک ہو جائین تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی مین یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم مین جلنا ہوگا یہ نصائح و پند اس زن خردمند نے جب سنے دل اسکا نور ایمان سے مملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو اُسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر لیکر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار کرو کہ مین سمجھاؤن اور اسکو بھی راہ راست پر لاؤن برق بموجب فرمائش کے باخنجر برہنہ اُسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا اور قبیلہ دافع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھا چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اسکی آگے بڑھی اور کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہی سارا ماجرائے گذشتہ بیان کر کے کہا اگر مین نہ آجاتی تو کام تمھارا تمام تھا اور مین آپ کی بھی تو کیا گرفتار ہوگئی واقعی دین اسکا سچا ہی یہ طلسم باطل ہوگا مین نے اسکی اطاعت کی ہی تم بھی مطیع اسلام ہو اور اسکو اپنا ہادی و محسن جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ مین اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ پر غلبہ نہ پاتا شاہ طلسم اس سے عاجز نہ آتا پس دین اسلام سب دینون سے درست ہے کہ ابیات

فروغ نور ایمان سے ذرا کر چشم دل روشن — نہین لازم ہی انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اُسے معبود حق جانے — عطا جسنے کیا ہی ہمکو ایمان جان و روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیون اور کو معبود ہم سمجھین — متاع دین و ایمان کیلیے بنجائین کیون رہزن

ہر چند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا مگر عظمت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھو کہ انجام مین یہی غالب آیا کیون نہو فرد خدا پر جو کوئی رکھتا ہی سب کام + تو بیشک اسکا نیک ہوتا ہی انجام + لرزان مرد دانشمند ہی زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے میری

کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہی تم کچھ اسکے ساتھ مکاری کرو اسمین دو فائدہ ہین یعنی اگر یہ باتون مین مصروف ہا تو سحر سے بے قابو نہ کریگا
دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس لکی حسرت دل ہی
مین رہی کہ بیت پریشان ہو کے مثل گیسوے یار + یہان آئے ہین مانند گنہگار + لرزان نے پوچھا کہ کہہ کیا تیری آرزو تھی برق
رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہی کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار بچی پر عاشق ہوتا ہی شمیمہ پر میری جان جاتی ہی اب قید ہو کر آیا ہون
قتل ہو جاؤنگا وصل یار کیسا آخر وقت مین دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ ہاے بیت لگی ایسی نہین بجھتی کسی دم + دھوئین اٹھتے
ہین ہر دم استخوان سے + لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ جادوان کرے تو مین سفارش کر کے عیارہ کو دلوا دون وصال محبوب
کرا دون برق نے کہا مین غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اُسنے کہا اے برق تو گھبرا نہین اسنے کہا بہار کو الگ بٹھا دیجیے تو مین
آپسے کچھ کہون اُسنے ملکہ کو ایک خیمہ مین بھیجدیا مگر خاک جمشید ہر اعضا مین لگادی کہ ملکہ بحس و حرکت ہو گئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ
کے برق سے باتین کرنے لگا اس اثنا مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اُسنے دسترخوان لا کر
بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتور نکرنا نہین سزا
پاؤگے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہی جو کچھ فساد کرون یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے
مین مشغول ہوے برق نے دلمین کہا کچھ کھاتا تو بولیگا نہین تو اپنا کام کر یہ غور کر کے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ مین رکھے تھے نمک
بیہوشی اسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ تراق سے بولی برق سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہی جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان
نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی کو اٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا تو ٹوٹ گئی تو رکابی اور
آجائیگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ مین کیسا زبردست ہون برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہین میری خطا معاف فرمائیے اسنے
کہا مجھسے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اٹھ آیا وہ سب جب فارغ ہوے اپنی اپنی
جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤن دابنے لگا برق کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کردیا کہ بھاگ نجاے
برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ مین بھی لیٹون اسنے کہا کیا مضائقہ ہی برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی
اور لیٹا اسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا یہ کہانسے گٹھری نکالی اُسنے کہا یہ کسوت عیاری ہی ساحرونکو قتل کرنیکی
تدبیر ہی اسنے کہا اسمین بیہوشی بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو مین دیکھون تو کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈلی مٹھائی
کی نکال کے خدمتگار کو دی اُسنے کھائی بیہوش ہوگیا اُسنے کہا اب ہوشیار کرو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی مین خوب بھر کر روشن کیا
اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک مین لگا کر دھونی دیجیے اسنے فتیلہ ہاتھ مین لیا اور اُٹھکر دھونی دینے لگا مگر اُس فتیلہ کی دھونی
اسکی ناک مین خود پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق نے اٹھکر چاہا کہ سر کاٹ لین مگر اور یہ کیفیت سنیے کہ بی بی لمرزان
کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی از فرط محبت شوہر سے سبکو چھوڑ کر برسم ملیغار اکیلی اڑتی ہوئی چلی لشکر اور رستہ مین عقب مین آتی رہین یہ
آکر سر بارگاہ لمرزان پر ٹھہرائی برق کو خنجر کھینچکر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہو کر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤن برق نے
جیسے ہی یہ گری ہی فتیلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ رہا تھا اٹھا کر اُسکے منھ مین لگا دیا فوراً چھینک مار کر وہ بھی دھم سے زمین پر آئی
برق نے اُسکو اٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کردون پھر خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کر کے سمجھاؤن شاید کہ

گذرا تو بیتابانہ چلی مجھی کہ اسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی بس سر بارگاہ پر آکر بقرار ائی لرزان بائو نین لگا تھا اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا
لیکن ملکہ نے سحر پڑھا کہ دست دپا برق کے قابو مین آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ پنجہ بنکر گری اور اسکو اٹھا کر لے اڑی لرزان
کے نوکر دنمین غل ہوا کہ لیگئی لیگئی وہ بھی گھبرا کر اڑا ملکہ قندیل فلک یہ بھی جی توڑ کے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بہار
ہم جمشید سیکر رہنے والے ہین ہمکو لشکریان مہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک نارنج سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب نارنج پھونکا کہ
وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہو گیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج اُسپر مارا اُسنے مثل دخان بنکر اپنے تئین پوشیدہ کیا
نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھکر ٹھنڈے ہو گئے لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ
یہ ساحرہ زبردست ہے یون نہ گرفتار ہو گی اور اگر مہلت پائیگی تو بلغ سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک
تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک دیکھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح گلوئے جمشید نکالی یہ لوح تحفہ طلسم مین سے
ہے مجھ سے رد نہ ہو سکیگی یہ سمجھکر بہت جلد جانب زمین اتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین
پر پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اترا اور لوح مذکور سامنے کر کے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہے اسنے ایسا سحر
پڑھا کہ ایک نقاب پنجہ نے لا کر مابین نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب و پنجہ جل گیا نگاہ بہار کی
تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچا تھا متوجہ ہوا اسے اول تو بیہوش رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان
اس خوشی مین جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی اسپر قبضہ کرون برق اٹھکر ایسا بھاگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ
کدھر گیا اور جا کر درہ کوہ مین ٹھہر الرزان نے ملکہ کو قید آہن منگا کر پہنائی اور مسحور خوب سا کر کے اٹھا کر بارگاہ مین
لایا سرداروں نے اسکے صفت و ثنا مین زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہین رکھتے اسپر مظفر و منصور رہنا آپ ہی کا کام
تھا سب نے نذر فتح دی اُسنے بہار کو ہوشیار کر کے کہا کہ کیون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہین بہار نے جواب دیا کہ ای مغرور
یہ فخر اور دعوی ساحری تحفہ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہین آتی یہ تختی نہوتی تو کمبختی آجاتی اسنے کہا حریف کو زیر کرنے سے
مطلب اب اس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجون یہ کہکر اٹھا اور اپنے لشکر سے آملا اور ایسا سحر پڑھا کہ
درہ کوہ مین برق فکر عیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے لشکر کے لرزان کھڑا ہے چاہا بھاگ جاؤن لیکن
دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل بس اُسکے پاس آیا اور کہا آپنے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے مجھے بھی قید کیجیے مین اکیلا رہکر
کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ناعیار تو آپ سے نہین آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے یہ کہکر رد سحر جو پڑھا ہوش
برق کو آگیا دل سے کہا واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آکر مبتلائے آفت ہوا اب بھاگ جا مگر سوچا کہ بھاگنے سے یہ دست
پا بجیس کر دیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا ہو گا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے بارگاہ مین آیا بہار سے کہا
کہ تمنے ہماری زبردستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحر ہین ملکہ مذکور نے کہا تیری اصل کیا ہے مین تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کر چکی ہون
تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل رکھتی ہو واقعی ہماری مجال
نہین جو تمھاری برابری کرین لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہو گا شاہ سے اب
ملنا کجا دنیا اور عقبی دونون جہا نین نہو گا کسلیے کہ وہ مردود خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ تقریر سنکر سوچا

جو کم ہوا ہی ہمی ہمین ساحران شعلہ جادو ان کو قتل کرنا ہی ملکہ نے کہا قران ابھی یقین ہی کہ پیچھے آتے ہین وہ اسکو مار لینگے تم چلے چلو
اسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اسکو دیکھ تو آؤن رضینا بالقضا شاید دم پر چڑھ جائے ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پر ٹھہری
اور برق پہاڑ سے اترکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کہ ہیونکی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑے
داڑھی تا بہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا موچھ کا باندھے کھاروے کا انگوچھا گلے مین پڑا ہوئے زنار ظاہر چہرہ بہت پر ہیبت
اس صورت سے ہوکر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہوکر ہر سمت سیر کنان پھرتا تھا کہ پتلے جو بہر خبر لرزان نے مقرر کیے تھے
انھون نے اسکو شناخت کر کے بخدمت لرزان آکر عرض کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ متلاشی ہین لشکر مین آیا
ہی اور ساحر بنا پھر رہا ہی لرزان یہ خبر سنکر کھڑا ہو گیا اور اپنے پتلونسے کہا الگ الگ ہو کر اسکو گھیر و اسطرح کہ اسکو ثابت
نہو ورنہ بھاگ جائیگا پتلے حسب الحکم چار طرف جاکر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لرزان دربارگاہ پا کر ٹہلنے لگا اس
اثنا مین برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ انھون نے پکارا کہ بھائی ذرا
ادھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہو کر آداب بجا لایا ملازمون سے بطور ساحران دست بستہ
ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور دولتخانہ کسجگہ ہی یہان آنیکا کیا سبب ہے اسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ جود و نوال
سنکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا خبر تشریف آوری ملازمان جناب سنکر اتفاق حاضر ہونیکا ہوا مجھکو
صحرا نورد جادو کہتے ہین چاہتا ہون کہ زمرۂ سرداران سرکار والا مین منسلک ہوکر بسان گوہر مین بھی آبرو پاؤن اسنے
یہ تقریر سنکر زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپکا ہی کفش خانہ ہی زہے فخر میرا جو آپ نان خشک یہانکی
قبول فرمائین اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی دوست ہون آپ تو میرے دینی برادر ہین غیر
سے مجھے عذر نہین اچھا جائیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب الاجازت اُسکی طرف سے پھر کر اندر بارگاہ کے چلا گر
اُسنے پیچھے سے گردنمین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے پکارا کہ او نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہی نہین جانتا ہی کہ
شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہین معلوم وہ گیسو بریدہ بہار کہان گئی سچ بتا کہ وہ کہان ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا اور بیحس و حرکت کر کے بٹھا دیا عتاب و خطاب کرنیلگا پھر برق نے کہا ابے مسخرے تو اتنا بکے کیون جاتا ہی معلوم ہوا کہ
ابھی تیری قضا نہین ہی ورنہ ہمکو بھی تو جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب اب کیا تو بچ جائیگا اسوقت
ہم پھنس گئے اتفاق سے مرنا تو ہم جانتے نہین خیر پھر سمجھ لینگے اسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ بنے مین
ڈرتا رہے بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مارے گئے لیکن وہان کچھ پروا بھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو چاہو عمر بھر لڑو بادشاہ کا
کچھ نہ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا مثل نعش غلام تم سبکو مٹا دیگا برق نے کہا شہنشاہ کیا بیہودہ ہی وہ لوگ جو خدائی کرتے تھے مثل خس و
خاشاک سیل فنا مین بہہ گئے اور بسان برگ خشک باد اجل کے جھونکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر
پر کیا ناز کرتا ہی چیونٹیونکی قطارونسے بہادر رونکا کیا بگڑتا ہی اخگر انکا ایک ہی نوالہ کرتا ہی اے لرزان بادشاہ کا اتنا کچھ
نقصان زر و فوج ہوا اُسے غصہ ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہو نسکا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر مین غور کرے ہمین مناسب ہے
کہ اطاعت اسلام قبول کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین ہو رہی تھین کہ بہار راستہ دیکھکر جب برق کو بہت عرصہ

سو کنیزان گلرو و بلبل خو یاسمن بدن نسیمین زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کرکے لباس نفیس زیب قامت
فرماکر زیور سے آراستہ ہوکے سوار ہوئی اور کہتی جاتی تھی کہ بادشاہ کہان گروہ نہ ملے تو آج مین ہون اور وہ ہین تو صاحب مجھسے
یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہی جب ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیون ستیاناس کیا اور وہ کیا کرین جو تقدیر
مین تھا وہ ہوا سنجوگ ہی ایسا بد تھا غرضکہ اسیطرح کی باتین بناتی باغ جمشیدی مین آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر
مروحہ جنبانی کر رہا تھا پتلا اور پتلیان طلسمی دست ادب بستہ کھڑی تھین ناچ ہو رہا تھا اسنے سامنے جاکر تسلیم کرکے نذر دی
شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میان کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا بیٹھو یہ ایک بغل پر بیٹھی
اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہان ہی شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا بیان کیا جب اُسنے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے
گیا ہی بیچین ہوگئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو مہرخ سے جاکر مقابلہ کرون غلام وہان لڑے کنیز یہان جانبازی کرے
شاہ نے ہنسکر فرمایا کہ تمھین بے شوہر تاب کہان یہ اجازت مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانیکی ہی
اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ کا ساتھ لیلو اُس مجرمہ بہار کو گرفتار کر نہین مدد کرنا سمجھ بوجھ کر لڑنا نازلی
یہ حکم سنکر آداب بجا لاکر چلی اور بہت جلد قلعہ مین آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بصد کر و فر روا
ہوئی ادھر شوہر اُسکا جب مسافت راہ طے کرکے قریب لشکر مدہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال وابستۂ ملال
چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمرین کھلی بھوکے پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اسنے پہونچکر ان سبکو
روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو مین تمھارا بدلا لونگا سارے لشکر مین جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمارا اسکو افسر
کرکے بھیجا ہی پس ہر ایک نے ازرہ اطاعت مین آیا خیمہ استادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری مرفہ الحال ہوئے
لرزان داخل بارگاہ ہوا اور آرد ماش کے بہت سے پتلے بناکر پر انین پڑھا کر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھین پتلے
ہر طرف چل گئے مگر بہار و برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتی کہ اے برق مجھے کوہ آرام
سے قرطاس دھوکے مین گرفتار کر لیگیا تھا سب اہلکار قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس قحبہ سے جسنے مرگھٹ
کا راستہ قرطاس کو بتلایا مجھے سمجھنا ہی کہ میرے بغیر حکم کیون راستہ دیا پس کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے برائے چندے
تم بھی زحمت اٹھاؤ اب تو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ مین آنے لگی ہی کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہی کہ شاہ جادوان
کے سرحددار ہر جگہ روکینگے ورنہ راہ تو معلوم ہی برق نے کہا کہ ملکہ مہرخ بہت عرصے سے اکیلی ہین لشکر مین چلو اُسنے کہا
بہتر قران تو گئے ہین وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور کو اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ تم موصوف بحکم خدا حفاظت لشکر بھی کرلینگے
برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھاکے آگے بڑھی تھی کہ راہ مین لشکر اترے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ
بھگیلے کیون ٹھہرے اور انکو یہ حشمت و جاہ کہان سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ہماری تلاش مین آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہری اور سحر پڑھکر زمین پر پھونکا زمین تھرائی ایک پتلی چینی کی نکل آئی اُس سے پوچھا کہ اس فوج مین کون آیا ہے
اُسنے سب حال لرزان کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کرکے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین مین سماگئی اور برق سے
کہا جلدی نکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جانا ہی دیکھ بھال لینا چاہیے وہان چلکر بھی لڑنا ہی اور یہان بھی

پر بصد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آگئے ہین اُسنے خبر سنکر کشتیان بھر نذر ہمراہ لین اور ڈیڑھ سو ساحر لیکر استقبال کیلیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا اسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی اور مستدعی ہوا کہ غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمایے وزیر نے تمام پیام بادشاہ کہکر عذر کیا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اور تمکو بھی توقف مناسب نہین اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کیلیے بھیجا یہ سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا انھین سردارونکو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر معیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر سر انقیاد پایۂ تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا کرکے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہوکر جانب کوہ تیلم جاؤ اثناے راہ مین عقب لشکر بدہوش و بہار و برق آتے ہین دونونکو مقید کرکے حاضر حضور کرو خبردار دقیقہ نہو بہار کا سحر تم جانتے ہو ایسا ساحر بہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیاران کے ساتھ ہی اُسکی مکاری کا بھی دھیان رہے تو جاؤ سپرد سامری کیا لرزان مجرا کرکے اُنھین ساحرونکو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا گھر اپنے نہ گیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین مین سماجاتا ہی اور قلابِ نے مین کو جنبش دیتا ہی میدان رزم مین بھونچال آتا ہی پاؤن کسی کے زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان بن کر زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی رنگ اُسکے جسم کا دھوئین کیطرح ہی نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہی ذکر اسکے لڑنیکا کسی مقام پر کیا جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہانسے اسکے ساتھ کردیا اب حال اسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سنا وزیر میرے شوہر کو بلالیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر آنا نہو سکا بس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ اور فہیمہ ہی براہ دوراندیشی اپنی انیسون جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے انھین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے نہ دیا سامری جانے کیا کام تھا میرے دلمین وسواس آتے ہین دربار کا مقدمہ ہی کیسی بنے کیسی نہ بنے جمشید آبرو رکھین ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا کوئی امور سلطنت انکے سپرد نہ تھا جو اس تاکید سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور اُنکا بول بالا ہی جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپکے گھر مین لاکھون چراغ روشن ہین بس مین سمجھ گئی کہ میانکو عہدہ جلیل ملیگا ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ بہن تمنے یہ تو خواب مین دیکھا تمھارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا مین تو کہنا بھول ہی گئی تھی صبح ہوتے مین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین لیے ہین ایسی اس تاج مین روشنی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہی پس وہ بڈھے مجھ سے کہتے ہین کہ بلا لا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سنکر مین بلانے جو دوڑی آنکھ کھل گئی بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہی کہ میان بلائے گئے ہین آپ دیکھیےگا کہ مدار الطلسم اُنکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے ہی بھلا کیا دشمن انکے کسی کے گنہگار ہین جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات ہین کسی کام مین الجھ گئے ہونگے ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہین یا کہین اور وزیر سے کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا پہلے سے یہی کہہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے بلا لیجانا مردونکے فقرونسے سامری بچائین میری دانست مین وہ سرکار مین تو نہین گئے بڑی سرکار گئے ہین ملکہ زلزلہ جادو اس زن عقیلہ کا نام ہی اپنے مصاحبونکا بیان سنکر ہنسی اور آخر مین جو مصاحب نے در پردہ رنڈی کے یہان جانا ظاہر کیا یہی حیلہ اسکو دربار مین جانیکا ہاتھ آیا کہا تم سچ کہتی ہو اُنکے ایسے ہی طور ہین لیکن آج مین بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی بس

داخل باغ ہوے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آوازین آئین کہ ای شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت
دنون کے بعد آنا ہوا اُسیطرح کی باتین بلبل وگل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو تپلیان سونے
کی حسن مین آفتاب سے بہتر لباس سنہرے زیب بر کیے یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے شہنشاہ آئے سامنے آئین گرد مین بہر تسلیم
جھکائین پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما
ہوا اور اُن تپلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جادو
کہان ہین تپلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جب سے حضور نے انھین کر دیا ہی انھین کے کام کو جایا کرتی ہین چنانچہ
کل سے آئینہ ہاے طلسم لیکر براے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کا یہ حال تھا ہی لشکر مدہوش سنکر ہوش
اڑ گئے کف افسوس ملے وزیر سے کہا اے باغبان خود کردہ را علاج نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت مین یہ
سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کرکے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لیلی تھی کہ انحراف
حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اسکی اطاعت سے باہر نہونا اے باغبان نسبت
بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہو گی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی
اپنا سمجھکر اُس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اسنے یہ آسیب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑگئی شبنم جاکر چاندنی بنی ہو گی
شبنم پڑی ہو گی آئینہ ہاے سحر دیکھکر لشکری دیوانہ وار آپسمین لڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کر سکتا کیونکہ اُسے حسب عہد
حکم بہار ماننا خیر جو کچھ گذرا وہ گذرا آجتک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اسکو نچاہتا تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن
نہین پڑتا کہ بیت نہین ہی ایکدم راحت میسر + بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر + یہ کہکر تپلیونکو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب
جمشیدی ہی لے آؤ تاکہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ اب کہان ہی تپلیان حسب ارشاد گئین حجرۂ باغ مین صندوق
رکھا تھا اٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم کا گنجینہ تھا نہین نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب کا جواہر دوز
اُسپر چڑھا تھا ظاہرا ایک مطلا و مذہب بنا کہ بیت نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ + کسی کا سینہ پر راز تھا وہ + بادشاہ
نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا تپلا ایک بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا
سو اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر تپلے نے ابکائی لی ایک کنجی سونیکی منہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق
کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہان ہین معلوم ہوا کہ عقب لشکر
شکست خوردہ مدہوش آتے ہین جب لشکر مدہوش کو رو رہے خونریز دان آکر آتیگا وہ لپٹ از نگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے
یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید تپلے کو دی کہ وہ نگلکر چلا گیا اور صندوق تپلیان لیگئین شاہ نے وزیر سے
کہا کسیکو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا
ہون جو کسی طرح زیر نہو کا تم ہو اسے قلعہ تزلزل مین جاؤ لرزان جادو مالک قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم کبھی ہماری
تسلیم کو بھی نہین آتے اسوقت ما بدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تم سے کام ہی جلد حاضر دربار ہو باغبان
آداب بجا لایا سمت قلعہ مسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بزور سحر اپنے آنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ تخت حکومت

غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا جب یہ لشکری جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر بہتر برق کو سوار کر کے آپ بھی انھین بھگیلون کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسطرح رہگرائے منزل مقصد ہین اسطرف قران بھی اسطرح روانہ ہی کہ چند ساحر جانیوالے شہر نا پرسان کے اسکو ملے ہین انھین مین صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہی اور باتین کرتا باہم مثل یاران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے اُنکا شریک ہو کر چلا جاتا ہی اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا بجواب نامۂ خداوند عرضی بھیجدی اسمین لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے مین عرصہ مجھکو ہوا خداوندا براہ خداوندی معاف فرمائین اب مین نے ایک ساحر مدہوش نام کو با جمعیت کثیر خدمت عالی مین بھیجا ہی حاضر ہو کر بجا آوری احکام معلی مین قصور نکریگا بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہی جو گل بوٹہ ہی جادو کا نقشہ ہی زمین وہان صفا مین رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچۂ گل لبان دہن تنگ جانان نزاکت مین رشک نازک بدنان ساغر گل بصد تجمل خمخانۂ بہار مین راستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اسطرح مسکرائی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آئی عمارتین اسمین طلسمی بنی تصویرین جادو کی کار کرتین رات کو مہتاب مین گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہر جی خون سے لبریز لیکن لطافت بیز مچھلیان نہر دن سے نکلکر پریان بنجاتین قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتین انکے ہنسنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخون سے آواز باجونکی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بنجاتے اُن پریونکو جاکر گلے لگاتے وہ انسے ملکر خوش ہوتین لب نہر جلسہ جمتا یکایک ایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیان اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہان طائر اور انسان تھے کہ

نظم

ہزارون چشمۂ لبریز و شیرین — کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہجوم طائران زمزمہ سنج — مزاج عندلیب زار بے رنج
ہوائے سرد و خوش مسرور اشجار — دکھاتے تھے گلو نکے رنگ رخسار
زمین پر سبزۂ نوخیز ہر سو — سر کاہ خمیدہ مثل ابرو
زمین ساری وہان کی صورت سنگ — بشکل لعل کو سون خوب خوشرنگ
ثمر نخلون مین مثل شکل انسان — نظر ہو دیکھ کر جسکو پریشان
مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
عجائب طائران خوش نوا خوب — سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان — کبھی خندان کبھی حیران و گریان

غرضکہ اس باغ مین سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا یہ ہی دونون جب

مدہوش کر رہا ہی کہ یکا یک ناقوس پھنکے نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا الینا کہکر چڑھ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھبرا کر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل نارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے ہار فلفل گچھے پیکانونکے پڑنے لگے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا وہ جلسہ عشرت سب برہم ہوا زندونکا مزاج ناساز طبلونکی بند آواز صدائے طبل جنگی کا شور دف وجلاجل کا بجنا زور زور ابر کا اُٹھنا رعد کا گرجنا بیرونکا غل کرنا ساحرون کا بنگلونمین آگ لگا دینا چمنستان کا اور سیرگاہونکا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے تعاقب انکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آگئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہو کر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسی نے مکانات شہر مین آگ لگائی کسی نے آتش برسائی کسی نے کسیکو شجر بنایا کسی نے اژدہا بنکر کسی کو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھر و نمین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہے گھمسان کی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی

نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بہ شکل مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلون مین تن سب عضو پھڑکے
زمین مین رہگئے کچھ لوگ گڑکے
سمٹ کر ابر برسی ہر طرف آگ
صدا پیدا ہوئی نے بھاگ لے بھاگ
اس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد
ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بہ سینہ ایک قشقا
دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک اُن کی فراز آسمان پر
جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا
گھما کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا
ہزارون ہوگئے دم بھر مین فی النار
اسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہر چند کہ ہزارون اس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سنکر کٹ گئی ساحر سحر سفیدہ منھ پہ ملے ظاہر ہوا کہ

نظم

کہ اتنے مین ہوائے سرد آئی
فراغت قید سے اس شب نے پائی
نظر آئی جبین صبح روشن
ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہو گیا گل و شجر نابود ہو گئے بیابان آئینہ دار پنہان ہو گئین لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑتے ہین اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہین اُنسے کیون جھگڑے ہین انمین جو عاقل تھے انھون نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ اسی نے ہمکو لڑوایا مگر تعجب یہ ہی کہ سحر اسکا ہمپر سے کیونکر اترا کیونکہ ایکبار شہزادہ بہار پر ساحر اُسکے سحر مین مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا مگر سحر انپر سے دفع نہو سکا

مقیم نے کہا سامنے سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آئی ہی اب آنکھین بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہی کہ خود آگئے ہین یہ دونون زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے کہنے لگے آنکھین بند کرلین برق نے دونون کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ ابے مسخرہ ہمکو بھی پہچانتا ہی کہ ہم کون ہین انھون نے گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے کمند کے انکی گردن مین پہنا دیے وہ گھبرا کر جبتک سنبھلین سنبھلین ہاتھ بیہوشی کا جو انمہ پر پھیر چکا تھا چھینکین مار مار کے بیہوش ہو گئے برق نے دونون کے سر کاٹ لیے شور وغل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھکر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے اب کہین ساتھ سے نجانا کہو مہتر قران کہان ہین اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیار و نکا دستور یہی ہی پس وہ بھی آجائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر مین چلین ملکہ نے کہا ایک لحظہ بھر توقف کرو کہ مین لشکر مدہوش و قلعہ نیلم برباد کردون برق خاموش ہو رہا اور اس سفاکنے پر پرواز پیدا کر کے پروے ہوا اما مین لشکر جاکر قرار لیا کل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صداے مہیب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہلگئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیمون سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہی نکلا ہوا ہی اور نور اس ماہ سحر کا تمام صحرا کو ساطع الانوار کیے ہی اوس چار طرف گرتی ہی اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی مین کھلے ہین کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہین خوشبو سے دماغ جان لباتے ہین یہ دیکھکر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چار دہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان گیسو انکا رشک شب یلدا تھا واقعی مہر و ماہ فلک یہ نازنقشہ کہان سے لاتے جو انکی ہمسری کرتے کیا منھ لیکر سامنے آتے فردیہ چشم و گوش یہ ابرو و بینی مرین کہان ✦ نہ آسمان کو نقشہ ترا اتار آیا ✦ ہر ایک کمسن آفت کے دن غارتگر متاع صبر و شکیب حسن مین نادر کیا فرشتہ فریب بیمثال یگانہ دہر انکا جمال کہ ابیات

وہ آنکھین اُن کی تھین خونریز عالم ✦ وہ ابرو دونون تھے شمشیر باہم

وہ عارض مہر و مہ تھے جسے بے نور ✦ وہ بینی حسن مین تھی جلوۂ طور

وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم ✦ قیامت کا بھی ہو سامان برہم

الغرض ان سیمین برون نے قریب لشکر پہونچکر آئینہ محرم سے نکالے اور انکے ہاتھ مین دیدیے ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اسمین معائنہ کی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور ہاے ملکہ بہار و اے ملکہ بہار زبان پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینے نہ دیکھے تھے اُنھون نے اُن لوگون سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین چھین کے دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہاے عشق ملکہ مذکور کرنا آغاز کیے ان قمر پیکران غیرت بخش شمس و قمر نے کہا کہ تم نے اس آئینہ مین کیا دیکھا سب نے کہا کہ ہم نے دیکھا ملکہ بہار کوہ نیلم مین مقید ہی اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہین ملکہ مذکور ہمکو پکارتی ہین کہ اے عاشقو ہمارے آؤ ہمکو چھڑاؤ ان نازنینون نے کہا پھر تم کیون نہین جاتے یہ بولے کہ ہم ابھی جاکر قلعہ نیلم خاک مین ملائے دیتے ہین یہ کہکر سب پھرے اور مسلح و مکمل ہو کر سواریون پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور چلے وہان پہاڑ پر جلسہ جمع تھا ہر ایک انتظار نیلم و

اسنے چار ونکے سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو برق نے چار ونکے لباس پہنے اور مقیم ان تینونکا افسر تھا اسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکا تھا کہ مدہوش قلعۂ نیلم کوہ مین شاہ نیلم کے یہان گیا ہی بس اسیطرف چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف مین جو پہاڑ ہی اُسپر روشنی ہورہی ہی آواز گانیکی آتی ہی کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے ہین اسنے انسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہان ہین معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ کنان ہین یہ بھی پہاڑ پر آیا وہ ہی جو اوپر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دلمین کہا ہمین قید کرکے یہ مسخرا اس جلسہ مین بیٹھا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اب وقت اسکا برابر آگیا ہی یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیرین چبوترہ پر زیب مسند زرنگار نیلم و مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہان شراب ناچ وغیرہ کے جلسہ مین سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی ویسا کیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر حال اپنا آپ کہدیا تھا لیکن اس عشرت مین وہ سحر کہان دوسرے اطمینان بھی ہی کہ بہار اور عیار کو مین گرفتار کرچکا ہون اب کیا کھٹکا ہی چنانچہ اسکو دیکھکر پوچھا کہ اے مقیم تم کیونکر آگئے اسنے کہا عرض کردن بڑے تعجب کی بات ہی حضور سنینگے تو دروغ سمجھینگے مگر بغیر عرض کیے چارہ نہین اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیون بیان تو کرو کیا ہوا اسنے جھک کر کان مین کہا کہ ہم سب بیٹھے تھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ پکڑکر چونکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونیکا بدن ہی ہمارے پاس کھڑا ہی اور کہتا ہی مین تیلا افراسیاب کا ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پر لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجاکر مدہوش کو دے اور لے ہم چلے یہ کہکر تیرا برق کا لیکر اڑگیا یہ کاغذ حاضر ہی جو دے گیا ہی مدہوش نے سب حال سنکر کہا اسمین تعجب کی بات کیا ہی دریاے نور پر تیلہ ہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہے جو کتاب سامری سے حال دریافت کرکے قید عیار کی شہنشاہ نے منگوالی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوالیا یہ کہکر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشاہ کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت راضی ہوے پتلے سے عیار کو ہمنے منگالیا ہی تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہی وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس اسکو بلالینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہی جب سے وہ قید ہوئی ہی دل ہمارا بیقرار رہتا ہی اور خداوند پاس اسکو نہ بھیجینگے ایسا نہو وہان وہ قتل ہوجائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دشت مذکور مین جلد آنا در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہوگے اسیواسطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ تمکو کچھ شک نہ واقع ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد اندرون طلسم تمھین عنایت ہونگے یہ مضمون پڑھکر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی اسی جنگل مین بہار کو لیچلو تامل زیبا نہین نیلم جلد اٹھکر زندان مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا یہ بھی اٹھا ملازمون سے کہا ہم آتے ہین یہ جلسہ برطرف نہو سردار و مصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم ساتھ ہولیا یہ تینون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اترکر صحرا مین آئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارنے کہ اے شاہ جادوان ہم بموجب حکم قید بہار لیکر حاضر ہین یہ پکارکر ٹھہرے تھے کہ

آپ ہی آپ کہتا کہ مین مدہوش سے وصیت کرجاونگا کہ میرا مال لشکر امیر مین بھیجدینا وہان میرے عیال واطفال ہین اُنکے کام آئیگا یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزین یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چارون ساحرون نے یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہی مجرم تو ہوہی چکا ہی بغیر قتل رہا ہونا اسکا ممکن نہین پس سب مال اس سے لیلو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہیگی یہ سوچکر خیال کیا کہ پنجرہ اٹھا کر لشکر سے درۂ کوہ مین لیچلو کہ کوئی اس راز سے ماہر نہو پس یہی کیا کہ قفس اٹھا کر دشت سنسان مین آئے اور سحر پڑھکر پھونکا قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ سحر بجس وحرکت کرکے کسوت عیاری چھین لین برق نے کہا مین تمھارا ارادہ پہچان گیا ہون میرا مال تم نے تجویز کیا ہی مگر تم زبردستی نہ لے سکوگے ہم لوگ عیار ہین اسطرح نہین رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوتے ہین اور چھوٹتے ہین مگر مال ہمارا نہین جاسکتا انھون نے کہا پھر کہان چھپا دیتا ہی اسنے جوابدیا کہ تمھین کیون بتائین اچھا تمھین مال لینا ہی تو لیلو مگر مجھ کو بجس وحرکت نکرو ورنہ مین جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحر یہ کلام سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہان دعوی کریگا ہم سے بازپرس ہوگی خائن اور دزد مشہور ہوکر نہین معلوم کیا حال ہو پس اسکو راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت پذیر ہوے کہ بھائی آخر تم سے مال جاتا ہی رہیگا جب مارے جاؤگے جلاد لے لیگا اس سے ہمین کو دیدو برق نے کہا ایک شرط یہ ہی کہ جو کچھ لو اُسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چارون لو اور ایک ایک حصہ میری اولاد کو بھیجدو انھون نے کہا ہمین منظور ہی اسنے کسوت اُنکے سامنے رکھدی کہا کھولو چارون نے ڈالی اسمین سے کندین اور مٹھائی اور لباس وغیرہ نکلنے لگا روغن ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرضکہ بعد ان چیزونکے تھیلیان سب اشرفیونکی اور درج جواہر کے نکلے موتیون کے ہار تاج مرصع کلگار کلاہ زرتار سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے کہا تم نے اتنا مال پایا لیکن ایک چیز ایسی عمدہ ہی کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہا کے آگے سستا جانتی ہی اُسکو تم نے نپایا سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی عنایت فرمائیے برق دلمین کہتا ہی کہ کیا اپنے باپ کا مال انھون نے مقرر کیا ہی کہ سب مانگتے ہین غرضکہ انسے کہا خیر وہ بھی تمھین دونگا لیکن کل سے بھوکا ہون یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہی مجھے دو کہ کھاؤن اور جام شراب پیون تا حواس میرے بجا ہون انھون نے کہا کیا مضائقہ ہی لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو مین بھی کھاؤن انھون نے کہا ایسا نہو کہ اسمین کچھ دغا ہو اُسنے جوابدیا کہ جب پہلے مین کھاتا ہون تو کیا اندیشہ ہی ہان بیہوشی ان سب چیزونمین ملی ہی سواسکے دفع کی یہ تدبیر ہی یہ کہکر اُسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اسمین ایک دوا مثل روغن سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی اتر جائے اور تاثیر نہ کرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھ لو یہ کہکر آپ تو حال اپنی کسوت کا جانتا تھا جس بوتل مین کہ شراب سادی تھی اسمین سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور ایک ایک جام انکو دیا کہ لو پیو انھون نے جب اسکو پہلے پلوا لیا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیا اُسنے کہا یہ شیشی سونگھ لو نہین بیہوش ہوجاؤگے انھون نے جلد تر شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپسمین لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لینگے ایک نے کہا اس لعل کے لیے اس شخص کا باپ کہہ مرا ہی کہ اسطرح کا لعل جہان ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہی یہ عیار لایا ہی وہ تو اس رنگ مین تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اس عرصہ مین وہ بیہوش ہوگئے

نیلم سے ملاقات کی اُسنے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ مین چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسنے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعہ نیلم مین آیا ملکہ کو قید شدید مین گرفتار کرکے زندان مین بھیجا پھر نیلم نے سامان دعوت مہیا کیا نیلم کوہ بہت پر فضا مقام ہے سر کوہ پر ہزارہا چشمہ جاری ہین درخت گلہائے خود رو کے لگے ہین طائران خوش نوا زمزمہ سرا رہتے ہین پہاڑ پر سیر گاہین نیلم نے بنوائی ہین چہل ستون تعمیر ہین چبوترے لب جوئبار بلور کے بنے ہین سبحان اللہ نور کے بنے ہین چارون طرف گلدستے دھرے ہین بعض چبوترے پر بنگلہ صندل کا پڑا ہے بعض پر نگیرہ جواہر دوز کھنچا ہے پہاڑ کا وہ بلند مقام ہوا اُن کے فرحت بخش سناٹے سبزے کا لہلہانا درختون کی گھنی چھاؤن ایک ایک ل کیا ہزار ہا مردہ دلونکو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی محرور مزاجون کو وہ جگہ خانۂ مسیحا تھی کہ نظم

طلسمی جانور طائر تھے گویا — در و یاقوت سے لبریز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ — نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ
مزیب فرش رنگین ہر مکان مین — کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہان مین
کہین الماس کے مینا و ساغر — طلسمی سیکڑون سامان برابر
گلون کے سب شجر سرسبز و شاداب — روان گرد اُنکے موج چشمۂ آب

اُس مقام فرح بخش پر جلسۂ دعوت مقرر ہوا اور دن تو تمام ہی ہو چکا تھا وہ وقت تھا کہ دامن نور مہر روشن بیان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا سمٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش ہوا کہ **ابیات**

کہ اس اثنا مین سلطان کواکب — ضیا سے جس کے ہے شان کواکب
قدم فرسا پھرا وہ بہر آرام — نظر آنے لگی کیفیت شام

سر کوہ پر نیلم و مدہوش مع مصاحبین آکر بیٹھے شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا کہ **ابیات**

ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا — گل اندامون سے گلشن وہ چمن تھا
لیے ہاتھون مین شیشے اور ساغر — مے گلگون بہ رنگ گل معطر
کوئی غیرت دہ زہرہ بصد ناز — لیے با حسن و خوبی رقص کا ساز
مہیا تھے رباب و چنگ و دف نے — روا بے شرع تھا خون بط مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہین لیکن لشکر مدہوش اُس جگہ جہان اترا ہوا تھا پھر گیا ہوشیاری آجکی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر مین نہین ہے وہ چار ساحر جنکے پاس برق کا پنجرہ ہے در خیمہ پر آبیٹھے چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے پنجرہ سامنے رکھلیا برق نے دلسے تجویز کیا کہ اب فکر رہائی کرنا چاہیے کیونکہ اسنے سب حال انھین ساحرونکی باتی جنگ بہار کا سنا کہ وہ آپسمین باتین کرتے تھے یہ سنتا تھا غرضکہ اُسنے قفس مین کسوت عیاری کھولی کسلیے کہ دست و پا قابو مین تھے بس کسوت عیاری سے درج لعل و گوہر نکالکر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ ہائے بخت ناکام یہ مال مین نے کس مشقت سے جمع کیا افسوس کہ مین قتل ہونگا اور یہ سب نصیب اعدا ہو جائیگا کبھی اسی گریہ و زاری کیحالت مین

بڑی بلا ہے بدہی اب بیہوشی دیکر اُسکو گرفتار کرونگا غرضکہ پتلے سے کھڑا یہ باتین کر رہا تھا کہ وہان بہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہے ابھی تک کوئی کنیز پاؤن دبانے بھی نہین آئی ہے آگے پھر مجمع ہو جائیگا لشکر بھی گر کھول چکا ہوگا یہانسے تو نکلچا یہ سوچکر اُٹھی اور عشق کی ترنگ مین بند در سحر پلنگ پر سے ایسا سناٹا بھرا کہ پہلے ہی سناٹے مین باغ سے آدھ کوس اڑکر نکلگئی اُدھر پتلے نے نیلم سے کہا تو یہان کھڑا کیا کرتا ہے جلدی جا وہ ساحرہ گئی کوس بھر نکلگئی ہوگی یہ سنتے ہی نیلم بانہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دار الامارت مین آیا یہان افسر حاضر تھے کیونکہ ساتھ آئے ہوے کچھ ایسی دیر نہوئی تھی اُسنے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر تیار کرکے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت ہین اُدھر آؤ یہ کہکر بزور سحر سب کو لیکر اُڑا اور اتنا جلد چلا کہ بہار کوئی دو کوس گئی تھی اسنے جاکر گھیرا اور پکارا کہ اے ملکہ تمنے مجھکو بالکل اتو دا ہی سمجھ لیا اب کہان جاؤگی یہ کہکر ایک ناریل اسنے مارا وہ ناریل قریب بہار جاکر پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا طاؤس نکلکر منقار وا کرکے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر پڑھکر آواز دی کہاے صیادان دشت سامری آؤ سب نے دیکھا کہ ہزارہا پتلا ہاتھ مین چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسونکو پکڑ پکڑ کر ذبح کرنا شروع کیا اس عرصے مین سارا لشکر نیلم کا تیار ہوکر آگیا اور ہزارہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے ابر گھر آئے مار و کژدم و آتش و سنگ و برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے ملکہ نے رہے ہوا سے زمین پر اتر کر ایک دو ہتڑ مارا زمین شق ہوئی اور ایک پریزاد قد مین غیرت شمشاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا چہرہ سے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا مین اُسکی جادو

غرض بہت خوب رو اشعار

عجب صورت ادا اور شوخیون کی　　کہ صدقے جسکے ہر سحر ناز پر جی
کرین ترچھی نگاہین دل کو افگار　　بلا کی قہر کی تھی شوخ و طرار
صدائے الحذر نکلی جگر سے　　ٹی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اُسکے ہاتھ مین تھا اُس چتر کا سایہ سر پر اس بادشاہ حسن کے کیا جتنے آگ پتھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے قریب آکر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جاکر گرتے اور اس چتر زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہان سے تیر شہاب بنکر گرتے فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گذرتے ہر چند کہ نیلم مغلوب تھا لیکن جان پر کھیلکر نارنج و ناریل مارتا آگے بڑھا جاتا تھا بیر ساحر ونکے شور مچاتے تھے آندھیون نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ اسپر کارگر نہوتا تھا اسی ہنگامے مین دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہان سے قریب لشکر مدہوش اترا ہوا ہے کیونکہ یہ مقام پشت قلعہ نیلم ہے چنانچہ صدائے مبارزان سنکر اُسنے خبر منگائی ساحر آکر حال دریافت کرکے گئے جب وہ باخبر ہوا اُسکے پاس ایک بیضہ ہے کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے بطن کا ہے چنانچہ اُس بیضہ کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر افسرون کے حوالے کرکے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا مین غفلت مین کام اُس ساحرہ کا تمام کر دونگا یہ کہکر اڑا اور جہان ملکہ بہار کھڑی تھی اُسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت مین بیضہ اُسکی پیٹھ پر مارا اگر سر پر ملکہ کے سایہ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑکر نکلجاتا مگر پیٹھ پر پڑکر زمین مین سما گیا اور وہ زن سحر جو چتر لیے تھی بیضہ کے پڑتے ہی غائب ہوگئی بہار پر بیہوشی طاری ہوئی غش کھاکر گری مدہوش مع چند ساحرونکے آپڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فوراً زبان مین سوزن دی اور مسحور بہ سحر کرکے

غم ہجر یار گھیرے تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلکر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہو کر سارے لشکر پر اُسکے محیط ہوا کار پرداز سلطنت جو نیلم کے ساتھ تھے انھون نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بہن ملکہ حیرت کی ہر اور بینظیر جادوگرنی ہے یہ سحر جو اسنے کیا ہر اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہوجائیگا پس لازم ہر کہ باآشتی اس سے پیش آئیے اور مکر سے قید کیجیے یہ راے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اترکر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا مین تو آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادۂ فساد ہین ملکہ نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرادے اسنے کہا آپ میرے غریبخانہ مین قدم رنجہ فرمائیے مین آپکو خدمت بادشاہ مین لیچلونگا بہار اپنے دلمین سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہوجائینگے مگر از روے بلوہ کے اگر یکایک ملکر لپٹ جائین تو گرفتار کر لینگے پس یہ تجھ سے مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کر اور اسکے ساتھ چار ات کو یہان سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو مین تمھارے ساتھ چلون اس نے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھاکر قلعہ مین لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف مکانات عمدہ مسکن سامری پرستان جابجا بندے تصویرین لقا اور پونے دو سو خدائوں کی رکھین خلقت انکی پرستش کرتی دکانین کھلین گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہان تخت شاہی گسترده تھا فرش سے وہ جگہ پیراستہ ارکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُس نے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق حاضر ہوے نازنینان ماہ تمثال طوائفان صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگین نیلم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کس سے اہ رکھتی ہون شراب پیونگی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے باغ مین چلکر آرام کرین یہ کہکر اُسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو واکر کے ملکہ کو لایا یہان باغ پر فضا گل دیار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جسکے بلبلون نے بہار جان کو صدقے کیا تھا بیچ باغ مین ایک بارہ دری تعمیر تھی واقعی بینظیر تھی دنیا کے تکلفات اسمین مہیا پردے زر بفتی پڑے چھپر کھٹ مرصع کار بچھے **نظم**

بچھے تھے ہر طرف قالین خوشرنگ　　پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پہ او پچھے خوب براق　　لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جم آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب شراب حسرت سے مملو ہوگئے ویسے شاکی ہوئی کہ اے خاطر ناشاد یہ کس بلا مین تو نے پھنسایا بھلی چنگی کو روگ لگایا **نظم**

کہان تک تھر بیتابی اُٹھاؤن　　شکایت تا زبان کیو نکر نہ لاؤن
کہ آخر آدمی ہون ضبط دشوار　　عذاب بخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے　　فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس غم مین لیٹی مگر نیلم اسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہر اور اطاعت شاہ جادوان کریگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم کا مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہر یہ سوچکر اسی باغ مین ایک گنبد ہر اور اسمین ایک پتلا رکھا ہر وہ پتلا ما فی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہر اسنے جاکر اُس پتلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہر کیا ارادہ رکھتی ہر پتلے نے کہا دلمین اسکے فتور ہر اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکریگی اسنے کہا اگر مین اسکو بلانہ لاتا تو بڑا کشت و خون ہوتا یہ

اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھکر اس تجویز مین ہوا کہ اس لشکر مین کسیکی ایسی صورت بننا چاہیے اسی سوچ مین بارگاہ مدہوش کے
قریب آیا عہ سیر و غیرہ کرکے بارگاہ مین ابھی گیا تھا چاکر گھوڑا اُسکا ٹہلا رہا تھا برق نے سائیس کو اشارے سے بلایا سائیس
گھوڑا لیے اُسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو بڑھائے یو مین میرے ساتھ چلے آؤ بڑی ضرورت کا کام تم سے ہی غرضکہ
کچھ دور لاکے اُس سے کہا کہ مین ملازم نیلم شاہ مالک اس قلعہ کا ہون انکو ایک چاکر اچھا چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے
لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اسنے کہا سب کام جو گھوڑے کیلیے مناسب ہین جانتا ہو چاکر نے کہا
یون تو سائیسی علم دریاؤ ہے اسکی تھاکون پاسکتا ہے لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا
تو پہچانو تو بتلاؤ تو کس کام مین آتی ہے میلے مین دیجاتی یا یون ہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ کچھ
کہے لیکن بیہوش ہوگیا برق اُسکو گھوڑے کی باگ تھانبے اکیلے مین آیا اور اسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اسکے پہنکر گھوڑا
لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اس عرصے مین گھسیارے نے ایک اسپک کے نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا
گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان یہی ہے غرضکہ گھوڑا لیجاکر تھان پر باندھا اور آپ
بستر پر جاکر کے بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر پکارا کہ اے ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اُسنے اپنے دلمین کہا کہ تو نے
غلطی کی جو اس چاکر کا نام نہ پوچھلیا اب جائزہ مین کیا نام بتلائیگا اسی فکر مین خیال کیا کہ سب جائین تو نہ جا آپ ہی نام پکارا
جائیگا یہ تجویز کرکے بیٹھا رہا اتفاق سے جب اور چاکر جانے لگے اس سے گویا ہوئے کہ میان مدھو ماتے تم جائزے کو نجاؤگے
اسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد لمحہ اُٹھکر چلا یہان بموجب فہمائش افراسیاب بخوف عیاران مدہوش نے سحر کا جائزہ
مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام دن بھر مین تین بار پکارا جاتا ہے اسلیے کہ غیر شخص لشکر مین نہ رہے چنانچہ برق نے ایک بلندی
کیطرف بارگاہ بادشاہی کے دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہے فردین آگے رکھی ہین اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا
ہے جسکا نام پکارا جاتا ہے حاضر کہکر سامنے جاتا ہے آخر مدھو ماتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا کہ اصلی نام میرا
برق فرنگی عیار ہے تمھارے سائیس کو بیہوش کرکے مدھو مات بنا ہون مدہوش یہ سنکر ہنسا اور سامنے بلاکر پوچھا
کہ کیونکر آنا ہوا اسنے کو کب کے یہانسے پھر کر آنا سب حال بیان کیا اُسنے کہا تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمھارا گھر
ہے آؤ خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کراکے اندر بارگاہ کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اسنے اصل شکل بنائی
اُسنے ایک قفس آہنی منگاکر کہا جاؤ اس پنجرے مین بیٹھو برق پنجرے مین جا بیٹھا اُسنے قفل لگادیا اور چار ساحر زبردست
بلاکر وہ قفس اُنکے حوالے کیا اور سحر اتار لیا اب برق کو ہوش آیا دلسے کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتاکر
مبتلاے بلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپے مین نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کر یہ سوچکر چپ ہو رہا ادھر تو یہ قید ہوا
اسطرف صحراے فرحناک مین ملکہ بہار جو آکر ٹھہری تھی اور زراق بادشاہ اسلام مین بیتابی کر رہی تھی ازبسکہ جابجا ساحر
طائر بنے اسکے تجسس مین تھے انھون نے جاکر بادشاہ کوہ نیلم سے عرض حال کیا کہ بہار قریب قلعہ جو دشت ہے وہان
بیٹھی ہے یہ خبر سنتے ہی اُسنے حکم تیاری لشکر دیا نفیر سحر بجی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے آگے
آگے نیلم جادو اژدر پر سوار اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اُسی دشت کے قریب پہونچا کہ جہان ملکہ کو فوج

حاضر کیے شاہ طلسم نے وہ نامے پنجہ ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے حسب نشا ہان سرحدار طلسم کو وہ نامے پہونچے بموجب تحریر کار بند ہوے
حلیہ بہار کا جاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپان ہوے گرد آور مخبر ہر جگہ مقرر کیے گئے اسیطرح جب نامہ کوہ نیلم پہ پہونچا نیلم جادو بھی
متلاشی ملکہ مذکورہ ہوا بارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہی انکو حکم تلاش دیا یہان تو یہ بندوبست ہی لیکن افراسیاب نے بعد بھیجنے نامون
کے سحر پڑھکر دستک دی بعد کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہوگیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی پھر جو روشنی ہوئی
ایک ساحر قوی و زبردست توانا کو سامنے کھڑے دیکھا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا اے مدہوش
کوہ پیکر قوی جسم جادو تمھین اسلیے مین نے بلایا ہی کہ خداوندی ہر کو قلعہ کوہ عقیق مین جاو مگر نیلم کوہ کیطرف سے جانا کہ ادھر کی
سرحدین بالکل کمزور ہین اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہین اور بیرون طلسم جو کوہستان ہی مثل قلعہ گلفامیہ و قرطاس کوہ
و نرگس کوہ و طلسم آئینہ انکے حاکم بعض خدمت خداوند مین جاکر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ مین مسلمانون کے آگئے حاکم اسکے
مسلمان ہوگئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہوگی بس کوئی اسکو روک نہ سکیگا تم اسیطرف سے جانا اگر کہین
ملکہ مذکور ملے تو گرفتار کرکے خدمت خداوند مین لیتے جانا کہ اُسنے وہان جاکر کچھ بے ادبی کی ہی اور راہ مین ہوشیاری کہنا
کہ دو عیار یعنی قران و برق بھی اس شاہ کے ساتھ ہین یہ سب ملک کوکب سے رخصت ہوکر قلعہ عقیق کوہ مین پہونچے ہین اور
بھٹکتے پھرتے ہین یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس مرد صحرائی کوکب کی لیاقت
دیکھیے اتنا اس سے نہو سکا کہ بیچارے عیارونکو اُنکے مقام تک پہونچا دیتا اسیطرح وہ مدد گھڑی کی کریگا کہ عین وقت صعب پر وہین بلا مین چھوڑ دیگا
سب اہل دربار تائید کلام مین مصروف ہوے اور اُسنے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چوبیس ہزار
ساحر درست کر اژدر آتش بار پر بیٹھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہونچا قلعہ نیلم مین نہ گیا قریب ایک
پہاڑ کے مقام کیا اسلیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہی شاید بہار تجھسے پہلے آگئی ہو تو برا ہوگا تو آگے بڑھجائیگا وہ طلسم مین داخل
ہوجائیگی حکم شاہ مین فتور آئیگا غرضکہ بانتظار بہار یہ تو یہان اترا اور بہار بھی تخت سحر اڑائے بفرحت مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی
پہلے شہر گلفامیہ مین آئی اور وہانسے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہونچی اور از بسکہ ہجر یار سے
گرانبار خاطر تھی اشک ریز ہر قدم پہ آئی تھی جہان کہین صحرائے سبزہ زار دیکھتی سودائے عشق زور کرتا مجنون کردار یہ
لیلی عذار وہان ٹھہرتی اور یاد جانان مین شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہانسے آگے بڑھتی جب اس سرحد مین پہونچی ایک
صحرائے پر فضا و سبز و خورم مین ٹھہر کر بہار لالہ و گل دیکھنے لگی اور دل بھر آنیسے زار زار ابر کیطرح گریان ہوئی مگر طرفہ
ماجرا سنیے کہ جب سے دونون عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال صحرائے رعنائی کے چھوٹ گئی تھین چنانچہ عیار صورت
بدلے الگ الگ ہر دیار و ملک مین آزادھرے کہین راہ قلعہ کوہ عقیق نپائی غرضکہ صحرائے گلفامیہ مین جب انکے معلوم
ہوا کہ یہانکا مالک ایک ساحرہ بہار نام کو پکڑ لیگیا ہی نذر خداوند کو دیگا یہ حال سنکر عیارونکو یاس ہوئی اور اس
فکر مین ہوے کہ کوئی ادھر سے جاتا ہو خداوند پاس تو اُسکے ساتھ ہولین اسی فکر مین قران ایک جانب اور برق ایک
جانب روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اور اسنے دور سے دیکھا کہ کوہ مین ایک لشکر اترا ہی از بسکہ یہ
ساحر تو تنہا ہو اٹھا ہی ایک آدھ سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مدہوش بہر امداد خداوند جاتا ہی اسنے یہ سنکر تصور کیا کہ

ممانعت نہوئی تو کوسوقت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا مین بنائی یہ آواز سنکر بختیارک کو اطمینان ہوا کہ اب آفت نہ آئیگی یہ صلوۃ پڑھتا ہوا اُٹھا لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ رات زیادہ آئی ہی دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے خیمون مین آئے ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ پر لیجاکر عیارون کو اتارا آتنی رات ذکر و اذکار طلسم مین بسر ہوئی نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہی سامنے بیابان کے درہ کوہ ہی اُس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہی اسمین نقابدار رہتا ہی اس درے سے جو گذرے تو سیدھا طلسم ہوشربا مین پہونچے مگر وہ نقابدار نہین جانے دیتا ہی بہار نے کہا میرا ابھی قصد ہی کہ اُدھر ہی جاؤن یا تو نقابدار کو مارون یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہان میرے ہمراہی جھپٹ لینگے غرضکہ یہ باتین کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب بوج آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ مین بہار سحر نے داخلہ کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہٹین کچھ کچھ کواکب کی نگاہین	نظر آنے لگین آنکھون کو راہین
سفیدی منھ پہ مشتاقون کے آئی	نظر مین پھر گئی شکل جدائی

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کہدینا یہ کہکر روانہ ہوئی عیار دونون اپنے لشکر مین آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس فرمایا امیر و سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے نیرنگ نے آکر نذر دی خلعت اسکو ملا کفاف مقرر ہوا عیارون مین شامل کیا گیا اسطرف لقا بھی تخت نکبت پر بیٹھا سلیمان نے سب کو ہیون کو بے اعتقاد دیکھکر سمجھایا کہ خداوند رحیم ہمت ہین ذراسی بات مین چھینپنے لگتے ہین اپنی تقدیر قہر تک سے آپ ہی ڈر جاتے ہین کہ مجھ سے غضبناک تقدیر ہوگئی ہی ایسا نہو زیادہ تیزی دکھائے غرضکہ سب کوہیون وغیرہ نے آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ تہدید و عتاب شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف سے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر ہمکو ٹھہرایا ہی جو ساحر کہ تو نے آجتک بھیجے یہان مارے گئے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا اسپر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہمپر سحر کرتے ہین چنانچہ بہار ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہین اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہی جلد اُسکا سر کاٹ کر روانہ کر و یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا شاہ طلسم باغ سیب مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اور بطور چہار دست کے مقابلے کیلیے ساحر بھیجنے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچایا پڑھکر منشی کو حکم دیا کہ جلد چند حکمنامے لکھے ایک بادشاہ کوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ طلسم ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام و چند نامے ان بادشاہون کے نام جو طلسم آئینہ اور نرگس کوہ سے ادھر ہشکر راہ طلسم روکے ہوے ہین لکھے جائین مضمون یہ ہو کہ بہار جادو با بدولت کی عزیز ہی مگر منحرف ہو گئی ہی دہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہی سواے ان راہونکے اور کسی طرف سے داخل طلسم نہو سکیگی بس اپنے اپنے ملک مین گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکمنامے کے شہر مین منادی کراو و اضلاع ملک مین نامے بھیجدو کہ جہان کہین ساحرہ مذکورہ ملے گرفتار کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیجکر نیکنامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو چنانچہ حسب فرمان منشی طلسم نے حکمنامے اور رقعے وغیرہ لکھکر مہر بادشاہی ثبت کی اور روبروے بادشاہ

حال پر رحم آگیا جلاد سے کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہی یہ فن ہر ایک کو نہین آتا دیکھو
تیرا شاگرد نیرنگ ہے جسکو تو قتل کروا تا ہی ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہی منم چالاک بن عمرو یہ کہکر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا
اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوے کہ کیا جوانمرد ہین لاکھون مین اکیلے کھڑے ہین اور
دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دلمین جل رہا تھا کہ اسنے مجھکو بہت ذلیل کیا ہی آخر اسکو تاب
نہ ہی تعریف کرتا اٹھا کہ واقعی آپکا مثل نہین مین تو آپکا غلام ہوا یہ کہکر پانؤ پر گرا چالاک نے چاہا سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے
لگائے اسنے دونون پاؤن پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا مگر گرتے گرتے خنجر اُسنے بھی کھینچا اور اسپر وار کیا گلگون نے پاؤن
چھوڑ دیے اور شاگردونکو پکارا کہ لینا جانے نپاے نیرنگ جسکو اسنے کھولدیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک
سنبھلے سنبھلے اسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر در بارگاہ کیطرف چلا اُسوقت ہزارہا کمندیں پڑنے
لگی اور طناب ہاے بارگاہ مین الجھا مگر جو قریب آگیا اسنے بھی پاؤن اُسکے اڑا دیے اُسوقت نیرنگ اُسکے پہلو پر آگیا کمند
مارا چاہتا تھا کہ اسنے اُسکا پاؤن پکڑ کر کھینچ لیا جب وہ گرا ایک طمانچہ اُسکے مارا مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا اسنے
کہا کہ عیاران لشکر اسلام بیشک اپنا مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہی استاد تیرا قتل ہی کر چکا تھا اسنے
جان بچائی اسکی اطاعت کرنا لازم ہی کہ بیت مجھے لازم ہی اسکے ساتھ مرنا + کہ یہ جان بخش اور محسن ہی میرا + دل سے یہ تجویز کرکے خنجر
کھینچکر گلگون پر جا پڑا اور پکارا کہ اے چالاک مین تیرا غلام ہون میری خطا کو معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو پایا
اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزارہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوے تھے ہزارون کمندیں
پڑ گئی تھین آخر دونون اور کرسیون مین الجھکر گرے اور از روے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے دونونکو پکڑ لیا انھون نے بھی بہت
کو قتل و زخمی کیا بختیارک نے کہا اب انکو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر بہر قتل بہار تھے اسنے حکم دیا کہ جلد سر انکے اڑا دین
وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہو کر رونے لگا کہ اے دافع ہر رنج
وبلا معین بیکسان اسوقت بد مین تیرا ہی آسرا ہی کہ ابیات

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین — پکارا دیر تک جوش قلق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا — فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا انکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بروے ہوا ٹھہری ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا
کہ ہاتھ جلادونکے بلند ہو کر تیغے گرے پھر بجلی کڑک کر گری بختیارک نے دیکھکر کہا خداوند جلد بھاگیے کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہی
کہ وہ ساحرہ جسنے ناچ نچایا تھا پھر آگئی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور اُسنے ایک ڈھول سر پر لگائی رفیدہ
اُسکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اُٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے گرا کہ مرشدزادے بچائیے ڈھول ڈھپا شروع ہو گیا ہے
اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہی یہ تو منت پذیر تھا کہ بجلی نکلکر گری اور دونون عیارونکو اٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار باہر
بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو جو بہادر تھے وہ حیرت سے پا بگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی نامید بھی
حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی جو جان چھپاتا ہی اسی ہنگامہ مین ایک آواز آئی کہ اے خرس صحرائی مرتدی اگر امیری کی

گلو کا پوست خسم کی طرح لٹکا — دم رفتار دے زانو کو جھٹکا
سر بن دد کوہ خارا ساق شہتیر — کمر میں تھی کئی سو من کی زنجیر

اُس دیوصورت نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی لقا نے بخندہ پیشانی خلعت اسکو دیا اور کہا کہ ہماری رحمت دمبدم تجھپر نازل رہیگی اور پیغمبری ہماری ملیگی غرضکہ بعد اسکے بیٹھنے کے گلگون نے کہا یا خداوند پیغمبری مجھے بھی دیجیے کہ مین آپکی مدعیہ یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہون اسکو قتل فرمایئے منصور نے کہا اب پھر آفت آیا چاہتی ہے بختیارک نے کہا دہین تم نے سر کاٹ لیا ہوتا اُسنے سب روداد بیان کی کہ اس طرح عیار سے لڑائی ہوئی مجھکو سر کاٹنے کا موقع نہین ملا اپنے خیمہ مین اس طریق سے قید کرآیا ہون شیطان گویا ہوا کہ بس اب خبر نہو اپنے خیمہ مین رہنے دو جب موقع دیکھنا سناٹے مین سر کاٹ لینا جلدی نکرو گلگون اس کلام سے خاموش ہو رہا لیکن چالاک نے سارا حال سنا یہان تو کوہی کی خاطر و مدارات ہونے لگی دور شراب چلنے لگا مگر چالاک ایک فراش کو نے دیکر کہ بھائی مین رفع ضرورت کرآؤن تم جبتک کام کرو یہ کہکر باہر آیا اور ایک گوشے مین بیٹھکر صورت تو بدلے تھا ہی فراش سے اب قطع اپنی خدمتگار کی بنائی اور جلد خیمۂ گلگون مین گیا یہان نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا اور بنا بر احتیاط کسی اور عیار کو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہونچا کہا لاؤ قید ساحرہ گلگون نے طلب فرمائی ہے اسنے کہا اچھا ٹھہرو لیے چلتا ہون چالاک اُسکے پاس جاکر ٹھہرا کہا یار ہم پیاسے ہین پہلے ذرا سا پانی پلادو اسنے کہا ابھی یہ کہکر سبو دان پر گھڑا رکھا اُسمین سے پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے مین سفوف بیہوشی منھ مین رکھ لیا جب اسنے گلاس لاکر دیا اسنے ہاتھ سے لیکر قریب دہن کیا اور اسطرح منھ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہین بس فوراً منھ سے گلاس ہٹاکر پھریری لی اور کہا بھائی تم نے اسمین کچھ ملادیا پانی کڑوا ہے اُسنے قسم کھائی کہ نہین تمھارے لیے ہم ایسا نہ کرینگے ہر چند کہ ہم عیار ہین مگر گھر والون کیلیے تھوڑے ہین اُسنے کہا اگر کچھ نہین ملایا تو ایک گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منھ سے گلاس لگاتے وقت بیہوشی تو ملا ہی دی تھی جب اُسنے وہ پانی پیا کہا مین آپکو اور پانی لائے دیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے قفل صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا زبان سے سوزن نکالکر ہوشیار کیا اور سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کہون امیر نے منع کر دیا ہے ورنہ ابھی اس بوڑھے ریچھ لقا کو وہ ذلت دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب تم کوئی طائر بنکر روے ہوا سے تماشا دیکھو مین عیاری کرتا ہون بہار چاہتی تھی کہ جائے اسنے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکالکر دیے کہ تم یہ پہنو اور اپنا لباس مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ مین جاکر لباس بدلا اور اپنا لباس لاکر اُسکے حوالے کیا آپ اڑکر چلی گئی اور روے ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا وہی لباس پہنایا آپ صورت نیرنگ کی بنا اسکو صندوق مین بند کردیا زبان بھی چھید دی سب درستی کرکے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ مین جب زیادہ رات گئی بختیارک نے خادم و فراش وغیرہ سبکو ہٹادیا اور تخلیہ بخوبی کرکے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے نیرنگ نقلی بموجب حکم چند آدمیون سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی منتین اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ مین نیرنگ ہون کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی اور کہا یہ لائق رحم نہین ہے اپنے بچنے کیلیے منت کرتی ہے غرضکہ جب جلاد تین حکم پوچھ چکا اور آمادہ قتل ہوا اسوقت چالاک کو نیرنگ کے

حباب بیہوشی اسنے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہو گئی اسنے اسکی زبانمین سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب مین لیچلتا ہون ری ہو گی اور خداوند خوش ہو کر پیمبری دینگے غرضکہ پشتارہ باندھکر لیچلا اس اثنا مین سرسنگ جو جھاڑی مین گیا تھا تادیر ہوش اُسکے بجا نرہے جب سر کا چکر مٹا اسنے باہر آ کر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہین ہین آگے جو بڑھا اس عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا خیال کیا کہ اسنے پھر ملکہ کو پکڑ لیا یہ دیکھکر چاہا کہ سدراہ ہون لیکن غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اُسکے مددگار زفیل بجانے سے آجائینگے اور تو زخمی بھی ہی سر دہنو سکیگا بس اتو یہ سامنے لقا کے لیجائیگا یکایک تو قتل کریگا نہین تو چاکر اپنے لشکر کے عیارونکو اس حال سے باخبر کردے یہ سوچکر کنارے اپنے لشکر کے آیا زفیل عیاری بجائی لشکر مین چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا زفیل سنکر دوڑا آیا اُسنے سارا ماجرا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا تم لشکر مین جاؤ کہ سرتمہارا درد کرتا ہی مین ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر حریف مین جب پہونچا ایک جگہ ٹھہر ادیکھا کہ ایک فراش ہاتھ مین کنول بجھانے کیلیے بارگاہ لقا کیطرف جاتا ہی اسنے اسکو پکارا جب وہ قریب آیا اُسنے کہا مین نے تمھین اسلیے بلایا کہ یہان مین کھڑا تھا یہ پڑیا اسجگہ پڑی تھی ایسی اسمین دوا خوشبو کی ہی کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہی ذرا دیکھو تو کہ کیا ہی وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہی واقعی کوئی چیز پائی ہوگی بس پڑیا لیکر دیکھی اسمین خاک بیہوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ مین پڑیا لیتے ہی بیہوش ہو گیا اُسنے اسکا پیرہن لیا اور اسکی ایسی صورت بن کر بارگاہ لقا مین آیا جو کنول قریب بجھنے کے دیکھا اسکو دنے لگا کر بجھا دیا روشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ مین گلگون اپنے خیمہ مین پہلے گیا ایک صندوق مین بہار کو بند کر کے اپنے ایک شاگرد تیز رنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا اور کہا جب مین طلب کرون اُسوقت بارگاہ مین تو اسکو لانا یکایک اسکو لیجانا اچھا نہین ہی قدم دیکھکر مین طلب کرونگا یا سر اُس کا مانگونگا اب جاکر اتمزاج خداوند لیتا ہون یہ کہکر بارگاہ مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہر کارے مجرا گاہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور بعد دعا دینے اس مرتد خدا کے عرض رسا تھے کہ ناہید فولاد بدن نام کوہستان کے ممالک مین سے ایک ملک کا بادشاہ بافوج گران حضور کی مدد کو آیا ہی داخل لشکر ہوا چاہتا ہی ناہید کا نام سنکر منصور نے کہا یا خداوند اب حمزہ بیشک مارا جائیگا یہ بادشاہ ایسا زبردست ہی سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہی ہم کو ہونین اب اسکا جواب دینے والا کوئی نہین لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسلیے اُسکو بلوایا ہی کہ وہ اہل اسلام کو گوشمالی دے اُسنے تو یہ کہا لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جسکے تم ثناخوان ہو گیا ہمندون دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہی یکھو کہ اسکی قضا کشان کشان یہان لائی ہی لقا نے یہ سنکر اسکو گھڑکا او شیطان کیا بکتا ہی اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سب کوہی بشیوائی کو گئے راہ مین اُس سے ملے لشکر اُسکے ساتھ چالیس ہزار کوہی کا تھا اسکو اتروایا پھر اسکو بتعظیم تمام بارگاہ مین لائے چالاک نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے واقعی بڑا زبردست ہے کہ

نظم

سیہ رو بدگہر ظالم ستمگار — خدا نا ترس بد طینت دل آزار

بدن پر سر بشکل کوہ پیدا — زبان تیز و مگر بیہودہ گو یا

بسان خوک دندان بد اسلوب — کبھی منھ سے نہ کہتا وہ سخن خوب

برہنہ سر سے پا تک مثل شمشیر — بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر

نشان پوچھکر پہلے سمجھ یون تو جواب دون ملکہ نے کہا بڑی بی سیری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور پتہ بتاؤ اب مین وہان کہان جاؤن بڑھیا ملکہ کنے بیٹھکر وہین باتین کرنے لگی ہنگام سخن پردازی نیفہ سے ایک بٹوا نکالا اور اسمین سے ڈلی چکنی اور الائچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو ہی کھالے مین تمباکو کھاؤن کہ مجھکو عادت ہی ڈلی اسلیے رکھتی ہون کہ جو کوئی آجاتا ہی تو دیتی ہون اور مجھ سے تو چھٹتی نہین ملکہ نے اسکی خاطر سے ڈلی تو نلی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اس عیار نے پشتارہ باندھا اور لیکر جانب لقا چلا راہ مین سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائیگی تو تیری جان جائیگی اور دربار مین عیار آتے جاتے ہین وہ قتل ہونے نہین دیتے اس سے مناسب ہے کہ یہین سر کاٹ لے یہ سوچکر پشتارہ رکھکر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر آمادہ قتل ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالا دوی کرتے ہین منجملہ انکے سر ہنگ مصری عیار ادھر آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہی خنجر کھینچکر سر پر پہونچگیا ہی یہ دیکھ کر اُسنے کلہ فلاخن مین پتھر رکھکر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اسنے پھر کر دیکھا اسنے للکارا کہ باش او نابکار عیار یہ کہکر نیمچہ کھینچکر آپڑا گلگون بھی نیمچہ پکڑکر لڑنے دگا برابر سے نیمچہ زنی آغاز ہوئی چوٹین چلنے لگین لڑتے لڑتے سر ہنگ نے کسکر نیمچہ مارا وہ پچھلے پاؤن جست کر کے جو اڑا ایک غار رہ گئے اندر پاؤن اُسکا جا رہا سر ہنگ بھی مثل برق تڑپکر برابر اُچکا تھا جیسے ہی وہ غار مین گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار مین جا رہا یہ جست کر کے اُسی گڑھے مین پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھا چاہا کہ مشکین باندھلون وہ عیار بہت زبردست ہی اسنے دونون پاؤن اپنے اُسکی گردن مین ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤن کیجانب چت ہوگیا اور وہ اٹھ بیٹھا سر ہنگ بھی بے بدل عیار ہی چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا خنجر اُسکے منھ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کر گیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب وہ جست کر گیا سر ہنگ بھی جست کر کے غار سے نکلا پھر نیمچہ چلنے لگا اب کی گلگون نے گھسکر ایسا نیمچہ مارا کہ رد کرنا مشکل ہوا سر ہنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر نیمچہ خالی دیا اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ نیمچہ تو خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے لڑ رہے تھے اُسکا ٹہنا اس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیورا کر گرا لیکن دلمین خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہی گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ وہانسے ایک جھاڑی کچھ دور پر تھی اسمین چلا گیا ادھر گلگون دوڑا کہ جا کر مشکین باندھلون مگر ہر چند تلاش کیا پتہ نہ معلوم ہوا سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکلگیا اب تو چلکر ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اُسکے عرصہ ہوا بہار کو ہوش آگیا اپنے تئین بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہی گلگون نے اُسکا سر لیتے دور سے دیکھا کہ ہر سمت منھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہوگئی تو نے غفلت کی کہ زبانین سوزن نہ دید یا اب بھاگنا چاہیے بس پچھلے ہی پاؤن پھرا اور ایک جگہ ٹھہر کر فتیلہ عیاری جلایا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی مثل چالاک بنالی اور روانہ ہوا یہان بعد کچھ عرصہ کے بہار نے سحر پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی جلگئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی اس اثنا مین وہ عیار چالاک بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے تمھین بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر مین نہ آجاتا تو کام تمام تھا ملکہ چالاک کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہمایون بادشاہ اسلامیان کیسا ہی اسنے بناوٹ کی راہ سے کہا کہ داخل شبستان ہین سنا ہی کہ درد سر ہی ملکہ سمجھی کہ تیرے ہجر مین روئے ہونگے انھین یاتو مین یہ پاس تکھڑا ہی تھا

پھر کر داخل شبستان ہوے کار پردازون سے فرماتے گئے یہ سب سامان برطرف کرو وہ تعمیل حکم مین مصروف ہوے اور وہ شاہ چھپر کھٹ پر لیٹ کر منھ لپیٹے شب ہجر کے صدمے سہنے لگے اسطرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سحر اڑ کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل صحبت شبینہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھون مین پھرتا تھا دلسے کہتی تھی کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا نظم

برائے چند ساعت تھین یہ باتین
نہ سمجھے تھے فلک کو بے وفا ہے
ذرا اشکون سے دھولین گرد دامن
نہ تھے آگاہ ہم ہوتی ہین گھاتین
یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن

اُسی رنج والم مین اُس پہاڑ پر وہ تخت اتارا اور تادیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار مین فلک اپنے کار مین یعنی گلگون عیار جو سابق مین بہر مدد لقا آیا تھا اسنے ابتک جنگ جدل و آمد ساحران دبحر بہار کیوجہ سے عیاری کرنیکی فرصت نہین پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سب تالیان بجاتے ہوے لشکر اسلام مین گئے وہانسے اور تو سب چلے آئے مگر یہ عیار صورت بدلکر رہگیا کہ مین عیاری کرونگا غرضکہ لشکر اسلام مین تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی اور اسنے بھی قصد کیا کہ بہار آئیگی اسینے خداوند کو ذلت دی ہے تو اُسیکو پکڑ لیجلنا اسی فکر مین چار سمت صورت بدلے پھرا کیا اور جب جلسۂ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ و بارگاہ مین کب نصب ہوئین کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب یہ کسی کار پرداز کی صورت نہ بن سکا اور ہمراہ خیمہ و بارگاہ مقام دعوت مین نجا سکا چاہا کہ یونہی کام دست بردی کرون جب صحرا سے گلدستہ ہمیشہ بہار مین قدم رکھا وہان انتظام جنون کا تھا غل و شور پیدا ہوا کہ لیجیو گرفتار کیجیو دوڑ آیا یہ گھبرا کر آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چوکیان بٹھا دی ہین جانہ سکونگا یہ سمجھکر گھات مین لگا رہا کبھی دامن کوہ مین پھرتا گاہ سر کوہ پر جا کر سیر روشنی و کیفیت جلسۂ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکورہ رخصت ہو کر پہاڑ پر آئی اور اُسنے بطور مخفی اسکو دیکھا بس اُسیوقت درۂ کوہ مین بیٹھکر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ مین سر ہلتا بال سفید چادر محمودی کی اوڑھے پائچون مین گرہ لگا کے آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھ کر پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہر نا اور یہ کہ وہ سحر اڑ کر اسکے پاس آئی اُسنے ملکہ کو دیکھکر بلائین لین دعائین دین کہ سامری بھلا کرے بیٹی اس جنگلے مین راتکو کہان پھرتی ہو ملکہ نے کہا مین لشکر اسلام مین کام کو آئی تھی اب طلسم مین جاتی ہون مگر تم بتاؤ کہ کہان رہتی ہو اور کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین یہان جاؤن جب سے وارث میرے مر گئے دنیا سے نفرت کر کے جنگل مین جھونپڑا ڈالکر پڑی رہتی ہون تمھارا جی چاہے تو چلکر وہان آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو اسلیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے کر کے مین رہگزاے منزل مقصود ہون جب اس نے یہ کہا کہ مین صحرا مین رہتی ہون ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھین کچھ معلوم ہے بڑھیا نے کہا سب راہین جانتی ہون طلسم تک کا حال بخوبی معلوم ہے اسنے کہا پشتۂ رنگین حصار کا کوئی راستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر نا پرسان ہو کر گئی ہے ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلی ہے لیکن مین چاہتی ہون کہ ان راہون سے نجاؤن بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام نے فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھکر اچھی طرح راہ کا پتہ سمجھاؤن مین مدت سے طلسم مین نہین گئی اب تم سے

پر اقرار کے چھلے بدلے نشانیان ایکنے دوسرے کی لین قسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی حال مین ہونگے مگر تمھین نہ کسی طرح دلسے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرین گے خدا چاہے گا تو مل رہین گے کہ نظم

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل — نہ مانے گا کسی صورت مراد دل
زبان پر آئے گی فریاد ہر دم — نکل جائین گے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو — محبت آگ کر دے گی جگر کو
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام — کہ مر جائین گے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا — طبیعت مین جو اپنی جوش پایا
تو مل کر گلے وہ خوب روے — کوئی دم داغ دل اشکون سے دھوے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی — رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام مے اترے گلو سے — مزے لیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش — ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے — لٹے گل دونون عارض سے چمن کے

انھین شکوہ و شکایت ذکر ہجر و وصل مین آغوش فلک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقون کے تڑپانے کو عالم مین داخلہ کیا کہ ابیات

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا — کہ اٹھا نور روے خور سے نقطا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن — ملاگیری ہوا عالم کا دامن

اُس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جانی اللہ نگہبان دلسے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا اشعار

کہا جاتے ہین لو خالق کو سونپا — مگر اے جان رکھنا دھیان میرا
کہان ہم اور کہان تم اور یہ سامان — مصیبت پھر ہوئی دست و گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات — میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہون محو آرام — رہے شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتون پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہون کا دھوان بلند ہوکر گویا سحاب بنا تھا اشکون کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتما کر سرخ ہوے تھے یا گلزار حسن مین شفق پھولی تھی ادھر صحرا مین طائر بسیرا لیتے تھے ندیون سے آبشار بہتا پہاڑون سے جھرنا جھڑتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل اور پپیہے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے دونون وقت ملتے تھے یہ شیدا ے یکدگر جدا ہوتے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ ماہ تمام زار و گریان سحر زر کے تخت پر بیٹھکر اڑی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکون کے بہانیکا بہانہ ہوا دم ہمراہ جانانہ روانہ ہوا ناچار وہان سے

نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام | زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین مین التجا کی لشکر مین امیر حسب دستور پچھلی رات سے
برائے طاعت رب غفور اُٹھے تھے صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد مین آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام ہر اک کا
ادا ہوا اُسوقت چوبدار سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور دولتسرائے عالی مین
حاضر ہین امید رکھتی ہین کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہون امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی
یا نہین ہرکارے عرض رسا ہوے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی پچھلے سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف
فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہین ہین یہ حال سنکر امیر اُٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے پس
آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے خیام مین آکر آرام کرین اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہوکر صحرا مین گئے
اور پہلوے بارگاہ دعوت کیطرف آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ مین گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ
تخت طاؤسی پر سنبھلکر بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجالائی امیر نے
سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز تھین کیون یہانتک آنیکی تکلیف کی غرض کہ یہ فرماتے ہوے داخل بارگاہ ہوے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اُٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر آکر تشریف فرما ہوے ملکہ بہار ڈوپٹے سے سب جسم
چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسو نکا رخسار سے ظاہر نہو جب پر امیر کی نگاہ پڑے بڑی غیرت کی
بات ہی خلاصہ کلام یہ ہی کہ جب بیٹھے فرمانے لگے الحمد للہ مین تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہون
نور ایمان تیرے دلمین آیا خدا ے بے شریک بے ہمتا کو تو نے پہچانا مین بہت تجھ سے راضی ہوا ملکہ عرض رسا ہوئی کہ یہ ہے
سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ رہکر شاہ
طلسم سے اگر نہ درپیش ہوتی تو کبھی کلمہ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا اُسنے از ابتدا تا انتہا بیان
کیا اور کہا اب کوکب یہان اسطرح بعزت تمام ہین امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والونکو لکھدیا اور ملکہ کو کئی سو کشتی
زیور زمرد و الماس کی مع خلعت گران قیمت عنایت فرماکر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیکر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو ہر چند
کہ سیری نہین گوارا تمھاری دوری نہین لیکن شغل و اشغال مین فرق آتا ہی تمھین خداے کریم کے سپرد کیا حقیر برائے طاعت
رب غفور جاتا ہی یہ کہکر رخصت ہوے اور ہنگام وداع بادشاہ سے کہا کہ جناب دربار مین کب رونق افروز ہونگے شاہ
نے فرمایا کہ شب بھر مین جاگا ہون آج آرام کرونگا کل انشاء اللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت
کیلیے ایسی باتین ہین یہ تمھارا گھر ہی جبتک جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہر
اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہو یہان نرہیگی تو اور کہان جائیگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے فی الحال زیادہ نہین
ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جائیگی امیر یہ سنکر وہان سے روانہ ہوے اور داخل صومعہ عبادت ہوکر یاد الٰہی کرنے لگے وہان
جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپسکی چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی
نگاہین محبت کی راہین کھلین گانا ناچ شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال

پسینہ آکے چہرہ تمتمایا ۔ نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہمبستری ہوئی بادشاہ ٹال کر اُٹھے اور ملکہ بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی کہا آؤ چلکر چاندنی رات کا لطف اُٹھائین بہار باغ سے جی بہلائین بادشاہ اس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے لیچلے اور پشت وپہلوے بارگاہ کے جو سراچہ اُٹھے تھے اسیطرح آئے یہان جو کیفیت بہار تھی زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے جا بجا چھوٹے درختون مین پڑے تھے گلغدار رنگے پُرے جمع تھے ملارگاتی تھین چاندنی مین دوڑتی تھین چھوٹی چھوٹی چھلیا کھیلکر بہار جوبن دکھاتی تھین درختون پر بادلے کی چمک مقیش کا اڑنا نور ریز زمین و فلک نہرون مین بجرے اور مور پنکھیان پڑین چلتے ترنگ بجتا مانجھنین چھلین کرتین لب ہر نہر جواہر کار بنگلے بنے فرش وشیشہ آلات سے سجے میناکار برج بنے آگے اُنکے نگیرہ یا سلک گوہر تنے کہانتک بیان ہو کہ نظم

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا ۔ نظر جس پر رہے تا حشر شیدا
طلسم آمیز سارے کارخانے ۔ بجا ہے کہیے جادو کے ٹھکانے
بچھین تھین مسندین زرین بہت خوب ۔ بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لین ذرا ہم ۔ یہان کی سیر دیکھین بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام ۔ ہوئین حاضر پرستاران گلفام
کہ اتنے مین کئی معشوق طناز ۔ لیے آئین ہزارون طرح کے ساز
جھکین تسلیم کو گائین بجائین ۔ نہایت لذتین خاطر نے پائین
پھر اُسکے بعد آئین اور نوخیز ۔ نگاہین جن کی خنجر کیطرح تیز
لیے شیشے بغل مین ہاتھ مین جام ۔ سوا اس کے بہت سامان آرام
کیے موجود کھانے لاکے باہم ۔ غذائین سب طرح کی کین فراہم
طعام عمدہ دسترخوان شفاف ۔ بشکل حسن جانان پاک و رصاف
تناول وان کیا دونون نے کھانا ۔ ہوا آغاز پھر گانا بجانا
رہے کچھ دیر پھر تحریک سے اسوار ۔ رہے پانی کی کیفیت سے سرشار
پھرے پھر وان سے آئے خوابگہ مین ۔ لپٹ کر دونون لیٹے اک جگہ مین

لیکن سونا کیسا وہی ناز و غمزے کا دور عالم ہی کچھ اور رہا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پاکدامن رہنا اسکا دل وجان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا کہکر کوکب کا حال کہا مگر شمع و گلدستون سے پر پونکا نکلکر کہانی کہتا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انھین باتون مین مزے مزے کی حکایتون مین شمع انجمن فلک بے نور ہوئی بہان گردن مین باہین پڑی تھین ٹانگین ٹانگون سے گتھی تھین کہ زلف شب سمٹی مزاج سحر سے گستاخی ظاہر ہوئی

یہ باتین تھین کہ بدلا حال شب کا ۔ دکھایا صبح نے اپنا جھگڑا
کھچے دست ہوس ٹھنڈے ہوے جوش ۔ اُٹھے انگڑائیان لے لے کے بیہوش

نہین نہین کرکے ہاتھ چھڑایا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دلبر جبر کرین اپنے اور بیگانے کے طعنے سنین جان کیون آرزو مین آخر کو دین شوق دید مین جستجو کرین فراق مین جل جل مرین بادشاہ نے کہا کہ اے مایۂ ناز ہر چند کہ مین شاہ ہون لیکن تیرا غلام بے اشتباہ ہون یہ کہکر آنسو آنکھونمین بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پوچھے ہنسکر کہا صاحب کیا تیری شکل مین رونا لگا ہی مین رونے آدمی سے گھبراتی ہون یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ وہ گدرایا جسم سینہ سے لگگیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فورًا گلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اودی دم گھٹگیا اتبو شرم نے آنکھ سے عار کی آرزوے ہمکناری دلدار اور زیادہ ہوئی اٹھکھیلیون کا زمانہ آیا بیتابیونکی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع انکار تھا بغیر نکاح دونون جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلونکا گرم بازار آپسمین ہم آغوش دہن مین مزے بوسونکے پوشیدہ آنکھونمین جو تون نے گھر کیا نہین اور زبان کی لذتین وہ سسکیان بھرنا ملکہ نے گردنمین ہاتھ ڈالدینا جھجکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہوجانا چھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسارہ سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرما کر فرادائی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھنا اور کبھی خفا ہو کر پاؤن پر دوسرے کو گردانا کبھی فداے روے یار ہوجانا کبھی نشۂ وصلت سے بیہوش ہونا کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلونمین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا گھبرا کر کہنا کوئی آتا ہی اور پلٹ جانا کہ دم گھبراتا ہی کبھی دامن جھٹکنا تنکر کھڑے ہونا گات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہوکر چار طرف دیکھنا آنکھونکی گردش سے عالم دگرگون کرنا کبھی الگ ہٹکر ہاتھا کوٹ لینا آئینہ رخسارہ کی حیرتناکی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ مین چولیان مسک گئین تار پستان ملے جو گئے تو سرخ سرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑائی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا چھانیکی کیفیت دکھائی کاکل باوجود کہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پہ تیار تھی بادشاہ اس غیرت ماہ سے جب لپٹتے تو آہ سرد بھرتی کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہی یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہی انھین فقرونسے صد ہا قسمین کھلوا لیتی اپنے اوپر دیوانہ بنا لیتی یہی ہنگامۂ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا ہر ایک آرزوے بیشرم رہا کہ

نظم

کبھی آپس مین لپٹے ہو کے بیتاب — کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب
کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے — ٹھہر پی لو ابھی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم بھینچتی تھی — کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسہ لے کر گدگدانا — اٹھا کر جام مے منھ سے لگانا
یہ کہنا جلد پی مین تیرے صدقے — کہ ہو کچھ دیر مین تو میرے صدقے
کبھی ٹہنی سے دینا اک ٹہوکا — لپٹنے مین کبھی دیدینا دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے سے آدمی ہو — اٹھے ایسونسے راحت کب کسی کو
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے — ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
گلے ملکر دیے بوسے جو دو چار — ہوے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

بڑی تیغ تبسم ایسی کاری — ہوئی منظور دل کو جان سپاری
طبیعت جال مین زلفونکے الجھی — پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی
گل عارض نے تازہ گل کھلایا — کنوان چاہ زنخدان مین جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت نے اپنا اثر کیا بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دونون کو جب ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہ نے بہر پیشوائی اس شاہ حسن کے پیش قدمی فرمائی قریب آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے نزاکت سے یون کہا کہ کیا مرض مجھکو ہے آنی دورانیسے جی سنسنا گیا غش آگیا بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ تمھارا شرمندہ ہونا میری آنکھون پر صاحب مین تو آپسے شرمندہ ہوکر غش کر گیا ملکہ نے کہا مجھے آپ کیون دیکھکر غش ہونے لگے یہ ڈورے اور کسی پر ڈالیے شاہ نے کہا ہمین تو کوئی مرض نہین اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ہے ملکہ نے کہا اس مرض کی کیا دوا ہی شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل سے یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سنکر سر جھکایا شاہ ہاتھ پکڑے تخت پر لائے برابر بٹھایا کنیزان گلرخسار نے چار طرف سے اس رنگ کے پردے اٹھوا دیے برسات کی چاندنی کھلی تھی چشمے موجزن تھے چاند پانی مین ہلور لیتا تھا پہاڑونسے آبشار بہتا تھا اس لطف مین ساقی ماہ دیدار نے دونونکو نشہ سے سرشار کیا پھر زہرہ جبینان مہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مولف کی گانا

شروع کی غزل

دل اشتیاق دوست مین بے اختیار ہی — آنکھونکے سامنے مرے تصویر یار ہی
ہردم زیادہ ہوتی ہین داغونکی کثرتین — سینہ ہمارا کاہے کو ہے لالہ زار ہی
جی چاہتا ہی سرمۂ چشم اسکو کیجیے — بتلا تو اے صبا یہ کہانکا غبار ہی
تھمتا نہین ہی آنکھونین ہرچند دیکھیے — ہر اشک میرے دلکی طرح بیقرار ہی
سوراخ جابجا جگر و دل مین پڑ گئے — کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہی
آنکھین اُٹھا کے دیکھ ذرا ترک جنگ جو — دل مفت مین خدنگ نظر کا شکار ہی
لاکھون فریب یاد ہین تم کو نئے نئے — پیارے تمھاری بات کا کیا اعتبار ہی
ای جاہ چین آئے بھلا کسطرح ہمین — قابو مین اپنے دل ہی نہ پہلو مین یار ہی

بادشاہ نے جام گلگون مے ناب بھر کر منھ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر ساغر بھرا اور شاہ کے منھ سے لگایا پھر تو دماغ دور شراب سے گرم ہوا مستی شراب نے آنکھون مین گھر کیا امیدین کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئین مگر آنکھین شرم سے جھکنے لگین تمنائین ہرچند کہ منستی تھین مگر حیا مانع تھی کچھ عرصے مین جب بادشاہ نے آغوش محبت مین کھینچنا چاہا نے کنارہ کیا انظر سے کیفیت مستی ہویدا آنکھین سرخ ہوکر طبیعت کا ڈھنگ بدلا لعاب شوق نے لب تر کر دیے مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نچلے بیٹھو اللہ قسم مجھکو یہ دھمال پھوٹے دیدون بھی نہین بھاتی مردونکی انھین باتون سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہین سوائے نوچا کھوچی کے انکا ہاتھ رہتا ہی نہین قربان کرون جان ہلکان ہو جاتی ہی ایسی دھما چوکڑی بھلا کسکو پسند آتی ہی یہ کہکر اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے ملکہ نے ہنس دیا شاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا اس بانی ستم نے

کہ معجزۂ شق القمر ہوا عارض کا حسن حیرت آمیز یا جلوۂ صبح طرب خیز لب کا رنگ پر روح گلشن صدقے قند و نبات بڑے مزے سے اُس کی بلائین لے غیرت سے پانی ہو کر بہے وہان تنگ سخن نہین کرنے سے ملک عدم بنا چاہ ذقن مین دل عاشقون کا ڈوبا ہوا بیاض گردن نسخۂ حسن کا خاتمہ شان شان الٰہی کے نمونے ہاتھو نمین دل چھین لینے کے قرینے سینہ جوش شباب و مستی سے بھرا شہوت پرستی سے تنفر کیے دل جلانیکی عادت سیکھی شکم معدن نور تختۂ بلور کمر نازک تار نگاہ دہن مین لبسان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازنین شمع ساق پاسے لو اٹھتی ایڑی اسکی ہے مہوشان پر لات مارتی بادام چشم بہرام چشم فرشتہ ریب ہد فریب شاہد کی سج عزیز کی دھج کہ بموجب نظم المولفہ

کیا لکھون وصف اس کے قامت کا
تھا سراپا الف قیامت کا
روشنی قلوب تھین آنکھین
چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچۂ بینی اور گل رخسار
چمنستان عیش کی تھی بہار
گوش تھے کان ہاے راز نہان
لکھ سکون اُنکا وصف کیا امکان
زلف پیچان کی مدح مشکل ہے
جسمین الجھا ہر ایک کا دل ہے
لعل و در صدقۂ لب و دندان
جانتے ہین جہان مین سب انسان
جو کہا منھ سے ہو گیا وہ عیان
کلک قدرت سے لاکلام زبان
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے
حسن کی شمع سب پہ روشن ہے
ہاتھ تھے دو بلور کی شاخین
انگلیان نخل طور کی شاخین
بے کدورت تھا صاف وہ سینہ
حق نما تھا بشکل آئینہ
چشمۂ نور تھا شکم لاریب
ناف گرداب وار تھی بے عیب
کوئی تشبیہ یان پہ بھر کمر
نہین آتی ہے اب میان نظر
ماشاء اللہ خوشنما ہین قدم
رہرو راہ کبریا ہین قدم
اُس قدم پہ رکھا تھا جسنے سر
وہ کسی کا نہین تھا دست نگر

ملکہ اس دلدار پر از بسکہ شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی غشی بھر استقبال ہوش آئی اُدھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج دلا کی گوہر برج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ ددستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر مبتداے الفت کی خبر بازوے بے بال دیدہ آسمان دلبری کی قمر نور نظر آرام جگر بلکہ جگر سی بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوے عاشق سے بھاگنے مین کڑی کمان کا تیر دل اُسکے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کا کل مین ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جسکی عریان ہو تو روشن بزم عاشق پر ارمان ہو کہ بموجب نظم

قیامت تھین وہ آنکھین سحر آمیز
نگہ نے کی وہین دل پر چھری تیز
لگائی جنبش ابرو نے تلوار
مژہ نے رکھ لیا ہے دل سردا

زمین پر سنگ مرمر فرش تا دور ... فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور
قفس صندل کے آویزان شجر مین ... عجب نقاشیان دیوار و در مین
مصفا باغ سارا صورت دل ... بجا ہے اسکو کہیے نور منزل

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضاے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھیے وہ مغرور حسن وجمال ہین جو تجھ سے کہین سوا ہے نگاہ شوق کیونکر تجھپر کرتا ہے معاملہ دلکا دیکھین کیسا گذرتا ہے اسطرح ہوس گرمی کھاتی ہے پر نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزارہا کنیزان مہر صورت زیور جواہر پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عہدہ ہاتھون مین لیے پیدا ہوئین نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور ... قریب تخت زرین ٹھہرین آکر
گران بار بدن پوشاک و زیور ... نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خرامان کبک کی صورت بصد ناز ... پریزادون سے وہ حورین تھین ممتاز
نہین رکھتی تھین مثل اپنا جہان مین ... وہ گل تھین لاجواب اس گلستان مین

اُن سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلین ہزارہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرح طرح قواگو یان لخلخون سے معطر دماغ جان غرضکہ اسی آن و بان سے قریب ایک چشمہ شیرین کے پہونچی اس نہر مین ہزار دن رنگ کا گلاس پڑا اترتا تھا چشمہ نور چشمہ بنگیا تھا چشمہ مہر کیطرح نور سے لہرا آتا تھا قریب چشمہ دو درخت سرو کے لگے انھین درختون سے ملاکر سرا پچہ بارگاہ استادہ تھے سواے اس چشمہ کے پشت درختان سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا قریب درختان ہزارہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی پران درختون مین دروازہ لگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا وہی راستا اندر بارگاہ کے جانیکا تھا بس وہی دور ہوا ملکہ اتر کر داخل ہوئی آگے بڑھکر جلوخانہ شاہی ملا قرق زنجیر کھینچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ چرخی پر کھینچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ مین ہزارہا گلدستہ دھرا ہے عطردانین بھرا ہے گویا طبلہ عطار کھلا ہے بارگاہ مین بارہ ہزار کنول جواہر کار لگا ہے الماس تراش ہر ایک استادہ نگیرہ جواہر دوز کھنچے ہین جھاڑ انین ٹنگے ہین مرد نگیونکی باڑھین قطار در قطار لگی ہین اور کرسیان یاقوت و زمرد کار بچھی ہین فرش مصفا سجا ہے دنگل ہزارہا لگے ہین سامنے چہل ستونین تخت شاہی بچھا ہے طاؤسان مرصع دم نے دم اپنی چتر کی ہے بیچ تخت پر مسند بچھی ہے اسپر ایک جوان جسپر پیر فلک و رزال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہے گرد ہزارہا حور پیکر وشکا مجمع ہے عجب دا اس دلربا کی دیکھی کہ مرادین اسکی بامراد آرزوئین دلشاد تمنائین اسکی بلاگردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نا میسری جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زر و رد سامنے اُسکے بے دم جبین مین اُسکی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اسکا بننا منظور زلف ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ ابرو مطر کن جان اُسکی خوشبو آنکھوں مین کیفیت حسن لبریز مژگان لسان خنجر تیز دہان زخم جگران ابرو نکا نشہ دیدار حیا بصورت نظر نیکر دیکھنے کی خریدار نہتی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی لو شمع طور کی ضیا انگشت معجز نمایان ہین رخسار ہونیسے ظاہر

پھیلا ہی دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہی ہر طرحکے اسباب عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہی دکاندار نوجوان کمسن شباب
کے دن لباس و زیور سے آراستہ بیع و شراء مین مصروف نگاہ انکی الفت سے مالوف دورویہ بازار بیچ مین سڑک قطعہ دار
جواہر جابجا انبار سقے گلاب کیوڑہ مشکونمین بھرے اس سڑک کو چھڑکاؤ سے رشک دشت ختن و تاتار بناتے کٹورے کھنکتے
دکانون کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا اور پھر آپس مین ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے رتبہ پر طاؤس زمرد کا بیٹھا منقار مین
اسکی موتیونکا مالا اور بارگاہ پر پیادل و چوبدار مردہے حاضر تھے کچھ جلوخانے کے باہر تھے ملکہ جب اس بازار مین پہونچی
یکایک تمام دکاندار غائب ہوگئے یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوے اسی حیرت مین تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان
بصد تجمل برآمد ہوے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آئے ہین بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے ہین
تشریف لیچلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا اب تو دربارگاہ پر کھڑے ہین سوار ہونے کی کیا ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ
اس جگہ نہین تشریف فرما ہین یہ بارگاہ صرف اسلیے ہی کہ قریب بازار جو چیز درکار ہو خرید کیجائے اور صرف مین آئے اسجگہ
آبدارخانہ و بنجانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہی اور اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہین دکاندار اسکے سب پریان
اور جن ہین کہ نظر سے غائب رہتے ہین یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریان باد رفتار لیکر آگے بڑھین اور داخل بارگاہ ہوئین یہان
بھی صحن بارگاہ مین فرش گسترده تھا تخت و کرسی و میز سے آراستہ تھا پری رخونکا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر جب
سواری سبان باد بہاری یہانسے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا واقعی زندہ بہشت مین
اپنے تئین پایا ابر بہاری بردے ہوا چھایا تھا ترشح سے فوارہ دنگے زاہدان خشک کو تر دامنی کا لطف یاد آگیا تھا ہر شجر جواہر
کار اشجار سے پُر بار زمین پر سر جھکائے سجدۂ شکر خلاق قدرت ادا کرتا ہوا سے ہلتا تھا گویا سبز پوشان پاکیزہ دامن
کا وجد مین جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر بستر لگائے طاؤسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلکاری کی کیفیت
دکھاتے صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑتے پھل درختونکے نزاکت بھرے انگلی کے اشارہ سے ٹپک کر گرتے پہاڑ کی دانگ سے سراچہ بارگاہ
کا ملا ہوا اور چار طرف باغ پر بہار بیچ مین وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہر نگار مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان مین ندیونکا لہرانا
آبشار کا ہوتا نیا لطف دکھاتا باغ کی روش پٹری پر دو رویہ ہزار ہا جھاڑ اور کنول فروزان زیر دامنگ کوہ سر د چراغان
سیر اخونکی بہ سے فوارونکا چھوٹنا واقعی لالونکا موتی اوگلنا تھا روشنی تھی یا فرہاد کے دلکو لگی تھی شعلہ طور کا گمان تھا دشت تھا
یا وادی ایمن گلزار ہے خیال گلشن جنان تھا سبحان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج ... بہار چشمۂ لبریز بے رنج
زمین پر سبزۂ نوخیز کا فرش ... زمرد گون وہ منظر جابجا فرش
نگاہون مین تراوٹ جس سے آئے ... دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کہین گلہائے خودرو رنگ رنگ ... کہین کچھ اور ہی صورت نئے رنگ
ہزارون طائران نو نوا سنج ... سنے انکو تو جائے دل سے ہر رنج
برابر نخل قدسین جس قدر تھے ... نشیمن جا بجا شاخون پر انکے

مہمان بلا یا ستی آلودہ لبونکے عکس نے آئینہ تخشا مین تختۂ سوسن کھلایا لب لعلین پر لالی نے غنچۂ گل احمر کا دل خون کیا لباس لبری سے آراستہ ہوکر زیور جواہرون سے پیراستہ از سر تا پا جسم انور فرماکر روانہ جانب ولمتسرا سے جانانہ ہوئی اس اثنا مین میزبان دہر نے مہمان خورشید چہرکا شانہ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دشت دستر خوان پر زرجواہر دوز دستارہ دار بچھایا **نظم**

چھپا صحن زمین بہ شام کا رنگ ہوئی زرد سی بیاض عارض سنگ
نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا بڑھے سایے بہ شکل شوق پیدا

یہ مہمان کاشانہ جانان قدم شوق اٹھائے جب لشکر اسلام کیطرف آئی راستہ ہی مین جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ کوسون تک آگ لگی نظر آئی ہی جب اور آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزارہا قندیل ٹنگی ہی گنبد بلور کے اور قمقمے نور کے آویزان ہین غیرت بخش ضیا مہر تابان ہین فرش مخمل سبز کا بچھا ہی ہر نیا باغ بنا ہی درختونکو سر تراشی کرکے بادلے سے منڈھا ہی موتیونکے جال سے ہر نخل چھپا ہی اور نیا تکلف یہ کیا ہی کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہی تن درخت پر چاندی سونیکا خول ایسا چڑھایا ہی کہ اہین فوارے کا خزانہ بنا ہی ہر شجر پر ہزارہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہی پانی برستا نظر آتا ہی درخت سب ثمر آور ہین ہوا کے جھکورے سے دلہن کیطرح جھکے جاتے ہین شرم کھاکر عرق عرق ہین نیا جوبن دکھاتے ہین پتون پر قطرے پانی کے اسطرح چمکتے ہین کہ شگوفہ نہین موتیونکے گچھے لگے ہین شاید بہار سونے مین زرد اور موتیون مین سفید ہی دشت آرایش مین دشت لیلی ہی قابل دید ہی کاغذ کا بم کا تکلا غبا ایکطرح سے آتش بازون نے اڑایا ہی کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہی نیچے اس ابر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہین وہ اتھی ساون بھادون کو شرماتے ہین پانیکی پھوہار دور تک جاتی ہی طبیعت مست ہوتی ہی بھور بھری آئی ہی ملکہ بہار یہ سامان بہار دیکھکر وجد کنان جب اور آگے بڑھی دیکھا کہ ایک باغ پر بہار لگا ہی چمن چمن گل نسرین ونسترن دخیابان خیابان سمن ویاسمن و موتیا موگرا جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہین شمیم انکی دماغ باد بہار کو بسائے ہی لطافت و نزاکت اسیجا بستر لگائے ہی ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہین جیسا جو پھول ہی ویسی ہی خوشبو رکھتا ہی ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل طوطیان شیرین بیان وعندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہین سبب یہ ہی کہ نہد درختان مین پریان جن ہوا انپکر سمائے ہین طائر کل دار ہین جب انکی کل دباتے ہین وہ نغمہ سنجی کرتے ہین ظاہر مین جواہر کے بنے ہین ملکہ موصوفہ جب بیچ چمنستان مین پہونچی سب گل اس گلستان کے اسطرح ہنسے کہ جیسے گلعذار قہقہہ لگاتے ہین ملکہ حیران کار تھی کہ تنے درخت کے شق ہوے اور پریون نے منھ نکالے ملکہ نے دلسے کہا افراسیاب سحر اپنے طلسم پر ناز کرتا ہی یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہی خدایا یہ کیا اسرار ہی کہ یہان اسطرح کی آج بہار ہی کل جو مین آئی تھی اسجگہ دشت پرخار تھا نام کو بھی نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان پریونکے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب قفلی دار ہین جڑ سب انکی بیچ مین لگے ہین انکے کھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہین بیچ مین پریونکے چہرے کلدار لگے ہین کہ درخت شق ہونے سے وہ ہنستے ہین اور آگے بڑھتے ہین تمام اس گلستان جواہر کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہی ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہی ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین لکھا ہے ملکہ بہار اس ساز وسامان دیکھکر دنگ تھی جب اور آگے بڑھی اپنے باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا نصب ہے رقبہ اسکا تا باوج فلک پہونچا ہی پایہ بارگاہ ہمپایہ چرخ نظر آتا ہی کئی کوس تک اس بارگاہ رفیع کا عرض

یہی جلسۂ بادہ خواران رہے — پئے مے تقاضاے یاران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو — دل رند کیشان سدا شاد ہو
پس اب دیر لازم نہین ساقیا — مین صدقے ترے جلد ساغر اُٹھا
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور — نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
وہ دھانی جو بوتل ہی آمین سے لا — زمرد کا ہے کاگ جس مین لگا
دکھاؤن بہار ریاض سخن — وہ سرسبز ہو آج میرا سخن
لکھون اک نئی داستان پُر بہار — بہار آج آتی ہے جو یاے یار
ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور — ہم بلبل و گل کو ہوگا سرور
کٹورے مین دے پھول کے مجکو پھول — کہ باغ سخن مین لگین میرے پھول
دکھادے بس اے جام رنگین بیان — بہار گلستان طبع روان
کنون بلبل خامہ شد نغرہ زن — بجال بہار و شہ صف شکن

گلدستہ طرازان گلہاے بوستان وبہار افزایان انجمن کا شانۂ بیان نزہت دہندگان باغ کلام وحدیقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبدار سے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح نہال بلاتے ہین کہ جب وہ غیرت بخش سبزہ بیام رنگان دہر نگاہ مین جسکی شوخی داداو قہر معشوقہ طرحدار و گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن یار سنکر عازم روانگی ہوئی دیسے کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے حال پر ہنس رہی تھین آرزو مین مبارک باد دیتی تھین حسرتین کہتی تھین کہ جیتے ہو ایسا نہو فلک کو بُرا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو کسی کے گلے کا ہار ہو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان دکھاؤ چولیان خوب مسکین دست وپا چھینکین ہاتھا پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہی شرم پوچھتی تھی کہ ہمکو کیا رخصت کیا ہی یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین تھی **نظم**

نگاہین شرم زا چہرہ رنگ رونق — سخن مین پاک دامن کی تھی رونق
جبین سے نقش عصمت آشکارا — سوے زانو نگاہون سے نظارا
ادائین جست نازک آرزوئین — فقط کچھ اپنے دل مین گفتگوئین
سوے افلاک حسرت سے نظارے — جہان کی بے ثباتی پر اشارے
کہ ہان افسوس یہ دنیاے فانی — نہین شایان لطف زندگانی
محبت کیا کرے کوئی کسی سے — بھلا کب زور چل سکتا ہی جی سے
کوئی دم کے لیے کیا لوٹ دامن — چھڑا لے گا مقرر چرخ بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہوکر غازہ شرمی سے چہرہ گلگونکو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو

بلبل زبان چمنستان جان جلسہ دعوت و ملاقات شیدای یکدیگر و جگر سوزی خاطر مضامین ذکر فراق و رخصت محبوب و کوائف دیگر لمولفہ

کدھر ہے تو اے شیخ بیت الحرام
مصلے پہ کبتک کرون مین قیام

کہان تک طواف در آرزو
کہان تک ستون شیخ کی گفتگو

مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا
کہ ماہ صیام اند نون آگیا

انھین روزون مین رند ہین تشنہ کام
زبان سوکھی جاتی ہے وقت کلام

اُدھر دختر رز کی حرکت بڑھی
ادھر پارسائی کی شہرت بڑھی

مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا
شریعت کے دھرے پہ پچھلایا تھا

کرم آگیا کام ساقی ترا
کہ اُس زہد مین حال یہ ہی مرا

سحر کو جو ہوتا ہون تسبیح خوان
صبوحی صبوحی ہے ورد زبان

بس اے ساقی رندون پہ اب رحم کر
گلابی کا منھ کھول ساغر کو بھر

چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا

تمنا اشارے یہ ہے کر رہی
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری

وہ مے کہ اس دل کا ہو زہد دور
وہ مے جس سے آنکھون مین آئے سرور

وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب
جسے لال رخسار کہتے ہین سب

لقب اُسکا اک دخت قاضی بھی ہے
دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے

وہ مے لال پردے مین جو رہتی ہے
جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے

صفا مین جو ہے مہر سے آبدار
وہ مے جسپہ مینائے گردون نثار

وہ مے جسپہ قربان رندون کا دل
نہ پینے سے جسکے ہے زاہد خجل

اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے
تمنا مری دے دعائین تجھے

دل رند بدمست جب تک رہے
ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے

کھلے شوق مے مین ہون جبتک دہن
فلک پر ستارونکی ہے انجمن

رہے جب تلک مہر گردش پذیر
رہے جب تلک دور گردون پیر

قمر مین ہے جبتک کہ جلوہ گری
ضیا بخش ہے آفتابی بھری

مرے ساقیا دور تیرا رہے
دل رند پر غور تیرا رہے

رہین مے سے لبریز ساغر مدام
ہنسین منھ ملاکر سبو اور جام

تیرے پایہ کو تخت کو اپنے دوش پہ اٹھا کر چلون یہ کلمات پند سنکر اسکو تو بختیارک نے سمجھا رکھا ہی کہ جب امیر سوال کرین
کہنا کہ بروز نبرد اگر مین گرفتار ہونگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسنے حسب فہمائش یہی کہا امیر نے استغفر اللہ کہکر فرمایا کہ معبدا
یہدی من یشاء و یضل من یشاء تو ہرگز راہ راست پہ نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدمست خمخانہ بے ایمانی شراب و غیرہ
پیکر شاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا مگر عارض کوہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر
کے خلق و مروت پر ہزارون جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا الیقین واثق اسکو ہوا کہ لقا مرتد حرامزادہ بالکل جھوٹا ہی بندگان
خالق کو گمراہ و برباد کرتا ہی غرضکہ یہ لشکر مین جب آیا اپنی بارگاہ مین گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تو
دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا کچھ نہ کر سکا اور بایں ہیئت لشکر اسلام مین پھر اُنکی نوازش دیکھو
کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی پس اطاعت انھین کی کرنا روا ہی اور افسری اُنھین کیلیے زیبا ہی افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اسکے ساتھ ہوے
اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر و خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہو چنانچہ اظہار اسلام سب سے کرتا لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوا ہرکارے یہ خبر لیکر روبروے لقا آئے وہ گبر تخت نکبت پہ بیٹھا تقریرین بگھارتا تھا کہا اے بندگان من
تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب مین نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کہین بندار امیش آتا ہی جب چاہون اس سے سجدہ کرالون اسلیے
نہین سجدہ کراتا ہون کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہی جو بندے کہ دلسے مجھے نہین یاد کرتے انکو قتل کرتا ہی اور بتخانے مین اتر کر
نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہی مین اُسکو عزت روزافزون عطا کرتا ہون تم لوگ دم بھر مین میرے حکم سے ناچتے ہوے
گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا ادنی نمونہ ہی بیت مری قدرت کے سب ہین کھیل نایاب + اگر چاہون
تو مین آتش کردون آب + بد اعتقادان یا تو نکو سنکر وجد کر رہے تھے اور ثنا و صفت مین مصروف تھے کہ ہرکارون نے خبر
روانگی عارض دی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن بختیارک مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات
ملے دیر نہین ہوئی اہل اسلام چڑھ آئینگے آفت مچائینگے لقا اُسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام
پہونچا جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ مین اُسکے آنیکی دی بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمامتر اسکو
لیگئے جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ بیت گر بخاک قدمت سجدہ میسر گردد + سر فرازان جہان
جملہ سر افگندہ شوند + بادشاہ نے دست شفقت پشت پہ رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست
کی صف مین بیٹھنا قبول کیا الندھور نے بڑے تپاک سے بغلگیر ہو کر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خزانہ عنایت
کیا خلاصہ یہ کہ شامل لشکر اسلام ہو کر یہ بھی فروکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق مین بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے
دعوت کا سامان مہیا ہونیکے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کاربردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک
بہار داخل لشکر نہین ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازمون نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد
عالی مہیا ہی بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہی

زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام مین ترانہ سنجی

عیار جو یہان حاضر تھے انکی جانب دیکھتا جاتا تھا غرضکہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر
آئی تھی اور چالاک نے اسطرح چھوڑا یا وہ بیچہ مین داب کر مرشدزادی کو لیگئی تھی ظاہر اُسکا فتور معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پہلے بھی
ایسا کر چکی ہی امیر نے اس ماجرے کو سنکر چالاک سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہار تم نے یہ
حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحرون سے امداد کا جویا ہی ہملوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے
ہین اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہین دلواتے اگر یہ کہو کہ طلسم مین ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہین بس ظاہر ہی کہ حریف
تمھارے وہان ساحر ہین ہملوگ دیو پری جن ساحر کسیکی مدد نہین چاہتے ہان سحر سے بچنے کیلیے صرف عیار ٹونکاری کرتے
ہین ورنہ ہم نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہین رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہی کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہی
وہ عدوے احباب کا ہنجاتا ہی تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کسلیے کہ ہمارے آئین سے واقفیت تمکو نہ تھی لہذا
ہم ناراض تمسے نہین ہین اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہان تشریف فرما ہو فرد ز خوف ہجران مین کن اگر امید آن داری
کہ از چشم بد اندیشان خدایت در امان دارد ۔ چالاک بنابر ارشاد فیض بنیاد امیر کشورگیر جانب ملکہ بہار توقیر روانہ
ہوا اور قریب باغ سحر پہونچکر باواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا پھر کہا کہ بیت بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید
نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید ۔ بہار ہر چند کہ نہ تھی زبانی چالاک کے پیام امیر سنکر ظاہر ہوئی اور آئین اہل اسلام پر آفرین کرتی
تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی مین ہی واقعی انسان یہی چاہتا ہی کہ بیت میاش در پے آزار و ہر چہ
خواہی کن ۔ کہ در شریعت ما ہیچ ازین گناہے نیست ۔ کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا مگر امیر نے اسکو بھی
جائز نہ رکھا غرضکہ باصد توصیف آنے کی نسبت مین کہا کہ اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور
عرض رسا ہونا کہ بیت باستان تو مشکل توان رسید ارے ۔ عروج بر فلک سروری ست ۔ زہے سعادت و خہے
افتخار کنیز جو عتبہ بوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا کہ تم جاؤ مین سحر اپنا دفع کرکے حاضر ہوتی ہون چالاک وہان سے پھر آیا
اور اُس نیرنگ ساز نے روسحر پڑھا دفعتاً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اُس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور
سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ باغ اور وہ ساقن وہ میخانہ کنیزین وغیرہ بالکل نابود ہو گئین اور وہ پانی لشکریان لقا
پر جو پڑا وہ بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئین آپ مین پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیون بھائی یہ کیا ہمنے کیا
کہ آپ بھی برہنہ ہوے اور اپنے خداوند کو ننگا پایا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ
مشیت خداوند یون ہی تھی یہ کہتے ہوے اپنے لشکر کیطرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس
پہنا بعض تو نام دیشان اپنی جگہ پر بیٹھ رہے کہ کیا اُسکو منھ دکھاؤن اور بعض لشکر اسلام مین بہر سماہی خداوند آئے خیمہ
کے سراپچہ اُٹھے تھے سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بہ عزت بیٹھا ہی لباس سے درست ہوشیار و چست ہی پر کچھ کھسیا
خوش ہو گئے ادھر امیر نے ساقی مہ لقا کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سر داڑھی اُسکے سرشار ہوے امیر نے
بعد خاطر داری زبان گہربار کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجھکو سلطنت کیا کم ہی جو تو دعواے الوہیت کرتا
وشت ضلالت مین قدم دھرتا ہی اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ممالک کہ مین نے فتح کیے ہین سب تجھے دے دون

جب اس الو کو انھون نے باین شکل درست کیا بختیارک کو پکڑ کر شل چارپایہ ہاتھون کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے
کی اڑھا کی گلے مین گھنگرو ڈالے پٹا پنھایا اسوقت اس ساقن نے کہا اسکے دم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خر بے دم ہی مگر
ایک شخص نے جو نری لا کر ڈنڈی اُسکی مقام براز مین کر کے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو
لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان بجاتے سر خداوند پر جوتیان لگاتے جھاڑو جاڑے جنور کے سر پر پھیلتے جانب لشکر اسلام چلے
جب قریب لشکر مذکور پہونچے یہان ایک غلغلہ ہوا کسلیے کہ یہان کے آدمی سب ہوشمند تھے جنے اس سوانگ کو
دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریون کے لڑکے جو باخبر ہوے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اچک کر دھول ماری
لڑکا ظریف تھا اُسنے کہے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بٹھا دیا کہ حرامزادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر مین
قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکون کا غل کرنا ڈفلونکا بجنا دھتا ہر کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی
بادشاہ اسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ مین تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپچے بارگاہ
کے اٹھوا دیئے یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار رومال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے دیکھ
اشک حسرت بہائے اور اُٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی مین دربار عام تھا ہر کوئی اسکو دیکھکر ہنستا اور رعب بارگاہ سلطانی
ہوتا بدین وجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اتروایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر
اور اُسکے سردارون اور بختیارک کو ہوشیار کر کے ایک خیمہ مین الگ لائے ہاتھ منھ دھلوایا کپڑے عمدہ پنھوائے
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلین اور لقا سے ملین لے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب
یہ ذکر سنین گے تو قہقہہ مچائینگے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے سے لڑکر اوقات اپنی ضائع
کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے سوال و جواب کرے اور جا پائے ہمسر
ہی اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس سے مخاطب کبھی نہو مثل ہی کہ شریف کی اور پاجی کی ایک برابری
پاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہین لے بادشاہ یہ وہ شخص کہ ہیژدہ ہزار عالم ملک باختر اسکو سجدہ کرتا تھا اور زمانہ اسکو
بخدائی مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے مین دنیا مین ناموری اور عقبی مین بجہت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو
حاصل ہی پس ذلت اُسکو بزور شمشیر میدان دار و گیر مین دینا لازم ہی اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسنا اور خوش ہونا
مناسب نہین کسلیے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب الاہی سچ کہا ہی کہ بیت دل ہستی ہی مین دشمن کو بھی اپنا دوست
کر + رات ہو جائے تو دکھلائے تجھے رہزن چراغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے اسی خیمہ مین جہان
لقا تھا تشریف فرما ہوے اور اسکی مزاج پرسی فرمائی اور اُس گبرو نے کہا کہ اے بندگان قدرت مین بہت اچھا ہون
بادشاہ کو اُسکا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا مگر سنکر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جانکر چپ ہو رہے وہان تو یہ
حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر مین مبتلا ہی ہائے ہوے ستانہ کر رہے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال
تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا اسنے کہا قدرت جانتے ہین مگر بتلائینگے نہین میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب
بختیارک ہوے وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھر التصدق ہو کر کلمہ پڑھا کہ مین مدت سے مسلمان ہون یہ کہتا تھا اور

دھول دھپا جوتی پیزار لڑتے ہو حق کرتے خنجریان اور دف بجاتے گالیان گاتے لنترانیان اُڑاتے تھے یہ زبانپر لاتے لمولفہ

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ — بھٹی پہ ہین یارون کی جم گھٹ
تیری ادا کے ہم دیوانے — شمع رخ کے ہین پروانے
پیاری ساقن جانی ساقن — اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلا دے جام پلا دے — آج ہمین متوالا بنا دے
گانٹھ گرہ مین نہین ہے کوڑی — صدقے تجھپر اپنا ہے جی
دل مین یہی ہے تجھ سے لپٹین — تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین
خم مین مے کے دل ہے ڈوبا — بن کے بطرے مارین غوطا
ساقن ہم ہین گلے کا ہار — غوطا مارا بیڑے پار
لت پت ہوئین اچھلے کیچڑ — سر ہو نیچے ٹانگین اوپر
دختر رز کے گائین سہاگ — اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہین پھول — ساقن کیون گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے — اب تو کرم کر ہمپر چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا — جب دل ہے تجھ پر آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے بختیارک نے کہا آج سوانگ بنانا چاہیے افسران لشکر نے جواب دیا کہ سوانگ بنکر کسے دکھائین اس ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہان سب افسر تمھارے قدر دان ہین وہان جاؤ یہ کہتا تھا کہ سب لقا کے لپٹ گئے وہ پہلے ہی ننگا اچھل رہا تھا پکارا کہ ائے میرے بندو کیا چاہتے ہو کسی نے کچھ جواب ندیا لیکن سیاہی لاکھ منھ اُسکا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا وہ مسخرا ہنسا کیا اب عجب صورت اُس خناس نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا کئی سو انچ کا تھا تیس گز کی داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھلنگا لاکر سر پر اڑھا دیا ڈھولک گلے مین ڈالی بالکل دجال بنایا نظم

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال — ہوا ناپاک صورت کا عجب حال
لگایا ابرون پر اُسکے سیندور — سیہ دیدے کیے کاجل سے پرنور
کیا صورت امین کچھ کورے کا بھی رنگ — مگر وہ زرد رو دل مین ہوا تنگ
پنہائی سب زنانی اس کو پوشاک — بنا بالکل مخنث مرد ناپاک
کیے تازے تماشے اور نئے کھیل — دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل
یہانتک اُن سبھون نے اسکو ملکر — بنایا مسخرا بالکل وہان پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر — کسی کا ہاتھ تھا کانون کے اوپر

چنی کشتی مین گلدستون کی صورت ۔ مصفا وہ نہ تھی جس مین کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید ۔ فدا ہر جام پر تھا نام جمشید

چوکا تختونکا بچھا تھا کشتیان رکھی تھین گلابیان جنین تھین مسند پر ایک ساقن متوالی ادا نشہ شراب مین چور کیف حسن آنکھون مین بھرا چھاتیون سے رس ٹپکتا لب نازک سے بادۂ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن مین پان کی پیک نمایان یا شیشے مین لبریز شراب ارغوان آنکھین خمخانہ حسن ابرو محراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قطعہ دار

بموجب ابیات

قمر صورت سراپا حور چہرہ ۔ ضیا مین تھا وہ رشک نور چہرہ
رقم ہو ابرؤنکی کس سے تفسیر ۔ ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر
صفت کیا شاعران آنکھونکی لکھے ۔ کہ دو آہو تھے وہ دشت ختن کے
وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو ۔ فدا اُس پر الف اعجاز کے سو
لب گلرنگ نازک برگ گل سے ۔ نہ دانتون کو در شہوار پہونچے
سراپا جسم سے پیدا نزاکت ۔ بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز ۔ اڑا لے اُسنے معشوقانہ انداز
کنیزون کا تھا حلقہ مثل تلاب ۔ بشکل نجم تھین وہ رشک مہتاب

اس میخانہ کی آرایش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوے چلے اور مست گش اس ساقن کے ہوے

نظم

مین صدقے اے مرے ساقی کدھر ہی ۔ کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے
کہانتک آبرو کا پاس ساقی ۔ کہ بے حظ ہے بہار عمر باقی
ہٹا ساغر بلا منھ سے سبو کو ۔ ذرا خوش کر ہماری آرزو کو
مزا رکھتا نہین بے کیف جینا ۔ تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے ۔ مرے دامن سے چھن چھن کے ٹپکے
جدائی تجکو بھی بھاتی ہے ساقی ۔ جو مے ہم تک نہین آتی ہی ساقی
سنبھل تو بھی کہ بھرا دل ہمارا ۔ اشارہ کر رہا ہے یون اشارا
اُدد بین آج آغوش سبو مین ۔ بلا سے فرق آئے آبرو مین

اسی طرح بکتے ہوے قریب اُس میخانے کے پہونچے اس ساقن نے افسرونکو اپنے دست نازک و رنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریونکو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر میخوارونکی لاؤ لاؤ سے گھبرا کر خمہاے شراب سامنے رکھدین کہ انھون نے آپ پینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر مین جو قوم رذیل سے بھرتی تھے وہ تو ٹھراا ٹرانے لگے اور جھنڈا اُڑانے لگے ارے ہان میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جلیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے باہم

زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہر دمبدم وہ بہار ترقی پذیر ہی ہوا سبزے کی شہرہ ہی کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین رشک کی آگ بھڑکائی ہی کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہی کہین سوسن کی اودا ہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہی کہین سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہی پیچ وتاب مین لوٹتی ہی چمن چمن خیابان خیابان نرگس و یاسمن تیار ہین سراسر رنگین مرہبلا بلاغ عالم مین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا نظم

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر

کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز
کہین پتے تھے یا شبنم گہر ریز

کسی کا رنگ مثل روے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان

کوئی مصروف خندان صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار

نوا سنجی مین طاؤسان خوشرنگ
تلذذ مین کشو دخاطر تنگ

ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈھلکی چنگ دائرہ دف ہاتھ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیے اُنپر یہ کیفیت طاری تھی ہی کہ بختیارک و سلیمان و حسام و عفرو عارض و منصور و گلگون کھڑے ہو کر ناچنے لگے نقابھی پکارا کہ اے بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہی کہ آج از سر تا پا ننگا ہون اور تم سبکو برہنہ کرکے ناچون یہ کہکر سب نے ایک اپنا اتار کر پھینکا سب نے اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان مین اچھلنے لگے ابتو ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگین کیچڑ ہر ایک نے منھ پر ملی میخانے اٹھ آئے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے نظم

ہے گلرنگ سے اب زندگی ہے
ارم ہے وہ جہان دلکی خوشی ہے

رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم
بنا وہ کام کب آئے جہان شرم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی
دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی

لگا دے بے تامل لب سے ساغر
کردن احسان پنا پیر مغان پر

بنے تسبیح اب موج مے ناب
کردن شیشون کو جاے سجدہ آداب

اٹھا کر رکھدیا ایمان سر طاق
کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اُسے شاق

جب تمام لشکر اس عالم مین مبتلا ہوا وہان نیا لطف پیدا ہوا یعنی اُس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمنستان مین ایک میخانہ سجا ہی نشاط آگین و سرور افزا ہی نیا جوبن اور طرفہ تماشا ہی کہ ابیات

جو حاضر تھین پرستاران گلفام
دھرے بھر کر انھون نے شیشۂ و جام

بھری اس مین شراب ارغوانی
حیا سے زعفران کا رنگ پانی

عجب شیشے سے نکلا پھوٹکر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ

خلعت رخصت پاکر جانب میدان بڑھے اسوقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا کہ

نظم

بپوشید خفتان و بر سر نہاد — یکے ترک رومی بجردار باد
گرفتش سنان و کمان و کمند — گران گرز را پہلوے دیو بند
ز تندی بجوش آمدش خون رنگ — نشست از بر بادۂ تیز رنگ
بنا در دگہ رفت چون پیل مست — چو کوہ روان اسپش انجا بجست
برون آمد و راے نادر د گرد — بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

جب قریب عارض پہونچے اسکی تو وہ چوٹ منجگئی تھی فوراً شمشیر حوالہ فرق مبارک شہزادۂ ذی توقیر کی یہ فرزندان امیر بھی سے ہین ہمہ تن چشم بنکر لڑتے ہین تلوار اسکی ذراسی باگ پھیر نے مین خالی دی اور جب وہ جھونک کھاکر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹگیا تھا الغصہ تامتر چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہی شہزادے نے تیغہ کھینچا نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب بہنے پر جڑھاکر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریز کرادے گی نقشہ ہستی مٹادیگی یہ سمجھکر کفل کر گردن پر کھسک گیا اور سپر کو سامنے کر دیا تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹکر حریف کو جو نپایا تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پر آکر بوسہ دیا عارض و گینڈا دونون تہ و بالا ہوئے تتق گرد گھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ ہمراہیان عارض اپنے افسر کو گرد مین دیکھکر سمجھے شاید دو ٹکڑے ہوکر گرا ہی یہ سمجھکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے اہل اسلام بڑھے دو دریاے لشکر جوش زن ہوے تھے غول بڑھکر گروہ گروہ چلے تھے تلوارونکے بٹرے کھلے تھے قبضونمین ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک سمجھا ایک کوہی کے بھروسے پر حمزہ سے لڑنا مفت بھاگنا پڑیگا اسباب لشکر سب تباہ ہوجائیگا یہ سمجھکر حکم نواخت طبل بازگشت دیدیا ہرچند عارض پکارا کہ ارے کیا کرتے ہو مین زندہ ہون مرکب اور لاؤ کر لڑائی فتح کرون لیکن وردادمردانگی دون مگر کسی نے کہنا نہ سنا طبل امان لشکر مین بجگیا امیر و بادشاہ تورج پر سے زر نثار کرتے پھرے ادھر عارض پر سے لقا گوہر نچھاور کراتا واپس ہوا ہنوز دونون لشکر مقام فرودگاہ پر نہ پہونچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑ دن سے پیدا ہوکر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہوکر جھومنے لگا یہ ابر سحر بلکہ بہار کا ہی کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ چکے تو اسنے جنگ آغاز کی ہرچند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاء اللہ حال ملاقات عاشق و معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی مطلب خبط کریگا نی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہوکر لشکر کو مست بنایا اس ابر زمین سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کیلیے بند ہوگئی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا سا ذنی پھولی ہی عروس دشت کی سرخ اوڑھنی ہی ابر بہار پر سر لالہ زار چھایا ہی دل بادل کا خیمہ آیا ہی بجلی کم کم چمکتی ہی اودے ڈوپٹے مین جیسے لچکے کی تیلی ہی ہوا سرد غنچۂ دل شگفتہ کرتی ہی اور جہان دیکھیے طائران خوش نوا زمزمہ پیرا ہین بہار کے رح سرا ہین استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہی کہ طوطیان

اگر تیغ تو ہست سندان شگاف　سنانم بدرد دل کوہ قاف
وگر گرز تو ہست باسنگ تاب　خدنگم بدوزد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹاکر سینہ اُسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان نیزہ پر روکی گھوڑا اور گینڈا اچل پھیر دکھانے لگا تنگ گردبندہ گیا جو بند اُسنے باندھا تھا اسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اسکا پسینے مین غرق تھا سنا دنبان نیزہ سے جھنا ٹا بلند دل دہر پر گزند نظم

یکے تنگ میدان فرو ساختند　بکوتاہ نیزہ ہمے یافتند
نماند انچہ بر نیزہ بند و سنان　بچپ باز بردند ہر دو عنان
بزہ بر نہادند ہر دو کمان　یکے سال خورد و دگر نوجوان
زرہ بود خفتان و ببر بیان　ز کلک و ز پیکان نیامد زبان
بہم تیر باران نمودند سخت　تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند از ان پس عمود گران　ہمی کوفتند آن برین این بران
ز اسپان فرو ریخت برگستوان　زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند　ہمی ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی عارض نے تیغ گرانبار دونون ہاتھ سے تھام کے رکابون مین پاؤن جمائے اور قدر است کرکے خبردار خبردار کہکر سر پہ تیغہ لگایا زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا سرمہ نے تیغ سر پہ آتے دیکھکر گھوڑا اڑایا کہ زیر بغل اُسکے جاؤن اور بند دست پر ہاتھ ڈالدون گھوڑے نے طرارہ بھرتے وقت سکندری کھائی اسنے باگ کھینچکر اسکو روکا اس اثنا مین تلوار اُسکی پڑی اس بہادر نے عجلت مین سپر سامنے کردی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر تلوا بر وا تری خون بہکر منھ پہ آیا داستانہ مارا کہ تلوار تو نکلی مگر داستانے قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین سر اس بہادر کا بہرنے پر زین کے جا لگا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ مین آگیا اور اس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہی جسکا ہاتھ پورا پڑا اُسیسے کام لیا ہی اے سرمہ تم سرخرو ہو چکے اب پھر جاؤ تم واقعی داد شجاعت دیچکے یہ کہکر اُسکو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے وہی تیغ خون چکان ہان ہان کرکے اُسکے سر پہ بھی لگائی کہ لے یہ تیغ تم بیدینون کے خونکی لذت پاچکی ہی فولاد نے بھی ابھادے سے ہاتھ نکالکر ڈھال چہرہ پہ بنا لی لیکن وہ تیغ کب رکتی ہی گردہ سپر کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اُسنے تلوار کو سر سے بدر کرکے شدہ تحت الحنگ سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا کاری لگا تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے ناصر کوہی نے گھوڑا اڑا کر اسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اُسکے مقابل آیا اسنے بھی سنبھلنے نہ دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تیلا کر سر پہ مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور آفت کوہی لشکر اسلام سے آپڑا فرداً فرداً کہانتک بیان کیا جائے بخوف طوالت داستان مانع ہی وس کوہی اُسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اُسنے نعرہ ہل من مبارز بلند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج بن بدیع صف سے نکلے بادشاہ سے

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار مین رہی یہانتک کہ بہار شب انجم خزان ہوئی اور گلستان دہر مین نسیم سحر نے گلہائے نرگستان دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب **نظم**

کہ شب کا سایہ دامن نہ پایا ۔۔۔ سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا
اُٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار ۔۔۔ سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر ورود لشکر میدان رزم مین معلوم کرکے مسجد کر پاس مین آکر امیر نامور سے حال کہا **امیر** نے اشارہ کیا خادم نے مصلا لپیٹا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہود زرہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرما کر پنجہ سہراب پل تیغہ صمصام و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشاسب کمان صالح گرز سام بن نریمان تمام ہتھیار لگاکر مثل مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہوکر خانہ زین زرین کو پشت اشقر کے مثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستان فلک نشان بادشاہ ذیشان پر آکر ٹھہرا وہان تمام سردار جمع تھے **امیر** ٹھہرے بعد لمحہ کے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زنانہ پھر گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اسوقت کے کروفر اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب **نظم**

بیا راست تن را بدیبائے زر ۔۔۔ بزرہ بیاقوت پرمایہ سر
بسان سپہرے یکے تخت زر ۔۔۔ برو یافتہ چند گونہ گہر
یکے تاج پر گوہر شاہوار ۔۔۔ ابا طوق با یارہ و گوش دار
نثار و پرستندہ و اسپ و پیل ۔۔۔ زدہ برکشیدہ رو دمار و میل
سواران لیبار و پیلان بپائے ۔۔۔ برآید ہمی نالہ و کرنائے
پیادہ سپردار و نیزہ دران ۔۔۔ شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال مین پہونچے آمد لقا و کوہیان سے میدان پرغبار و دشت تیرہ و تار ہوگیا آخرالامر زمین ہموار کرکے گرد و غبار پانی سے بٹھا کے صفونکو آراستہ کیا نقیب نقابت کرکے ہٹے **عارض** نے گینڈا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھکر رجزخوانی شروع کی کہ بمقتضائے **ابیات**۔

بعالم سپہدار جنگی منم ۔۔۔ ہمان شیر نژاد و درنگی منم
ہرآنجا کہ پرخاش جویم بجنگ ۔۔۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ

بعد رجزخوانی نہیب دی کہ اے گردن نشان ذریردستان کون ایسا ہے تم مین جو آکر میرا ہم نبرد ہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ مین گرد برد ہو یہ نہیب سنتے ہی دست جیب سے مرکب اپنا سرمہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپر دبجدا فرمایا وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا اور تگادر زن ہوا مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر بڑھے اس وقت اس بہادر نے یہ کلمہ کہے کہ **نظم**

سخنہائے بیہودہ کم می شمار ۔۔۔ ترا با سخنہائے شاہان چہ کار

متصل فوج براد خود اترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور حسب خلعت پہنکر یہ بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کے دجے سے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ مین ابھی پکڑے لاتا ہون میرے نام طبل بجوا ایئے حسام عرصے آیا ہوا تھا اسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو اسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کارپردازون نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جبدم سرمہ سواد شب دیدہ شاہ کوہستان افلاک مین اور عارض پر نور دہر تاریک ہوا کہ بمقتضائے ابیات

قضارا اطاقت مہر جہانتاب ۔ ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
چراغ و شمع کے رخسار چمکے ۔ طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سر شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جو آئیس لشکر اسلام شاہ گردون پایگاہ کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوکر بعد ثنا خوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوے یہان بھی برابر دستور کے طبل بجا صدائے طبل اسکندری بالائے رس وغیرہ مین تہلکہ ڈالدیا بہادر تیاری جدال و قتال کرنے لگے جلادت شعاران کوہ تمکین فرہاد دار عاشق نام دننگ ہوکر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوے اُس لیلی شب کے یہ دیوانے تھے جسمین یہ رزم جنگ کے افسانے تھے تیغ تیز دشت جدال مین مجنون کیطرح روان دوان ہونے پر تیار سواد سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق وسرکشی وبلندی پر آمادہ علم لسان دشیان سرکشادہ صدائے بوق ونفیر سے نالہ فغان عاشقان نارس جرات کا نشان نگاہ تیر معشوق کے مثل آبدار وتند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان تیرون کے پیکان جانبین مین ہی غلغلہ بگیر ودبند برپا تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامہ قیامت خیز مین بہار جو چلی تھی لشکر لقا مین آکر پہونچی یہان جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہی اور سامان حرب ہو رہا ہی اسکا قصد تھا کہ لقا اور اُسکے ساتھیون سے بدلا لون سحر کرکے سبکو دیوانہ بناؤن مگر ماجرائے جنگ معلوم کرکے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام لشکر لقا کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خرابادیہ ضلالت کو اسوقت دیوانہ بنانیکا لطف ہی یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور ازبسکہ ایکبار دھوکا گوہر سے کھا چکی تھی بنا بر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ غنچہ نو دمیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لے اسمین داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے مین بیٹھی سیر گل ولالہ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

نظم

سہے جاتے نہین رنج جدائی ۔ دہائی ہے دہائی ہے دہائی
نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی ۔ ہمین اے چرخ تیری کج ادائی
مقرر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست ۔ بتائی جسنے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبونکی شب وصل ۔ رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بدظن مجکو شرم عرض مطلب ۔ بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اسدرجہ تم کیون گڑگڑاے ۔ نہ تھی قبضہ مین کچھ اُنکے خدائی

بہار کی جلدی سے دوا دفع بیہوشی کی بھری تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہوگئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہی اُسنے کہا یہانسے نکل چلو تو بیان کرون
یہ کہہ رہا تھا کہ عیار اور سردار لقا تیغے کھینچ کھینچ کے آپڑے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہی یہ سمجھکر چالاک کو بزور سحر بغل مین
داب کر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہوگیا سردار و عیار بھاگ کر باہر بارگاہ کے نکل گئے کہ ضرور کچھ آفت آگئی
ادھر بختیارک ناچنے لگا صل علی پڑھتا جاتا تھا لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر مین غلغلہ ہوا
کمر بندی ہونے لگی دکانین بند ہوگئین رعایا بھاگی مختصر یہ کہ بعد لمحہ کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ مین نکلجاون
اسوقت یہ اندھیرا موقوف ہو جب وہ اندھیرا مٹا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ مین آئے
لشکر مین امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور مین اسکو حوالہ
ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت مین شیطان نے دخل دیا اور دریائے غضب میرا جوش زن ہوا دیکھا تمنے کہ ذرا سے میرے خلاف
امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرض پیرا ہوے کہ واقعی سچ ہی تو برحق خداوند ہی تیرے خلاف کسکی مجال ہی جو کرے سب تو
معترف بعجز و قصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگون کا اعتقاد جمانیکو کہتا تھا کہ
حقیقت مین یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی راے کو کارخانہ خداوندی مین دخیل کیا سب
اپنے دلمین لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے مین معتوب ہوگیا تو ہماری کیا ایا قت ہے یہ باتین
ہو رہی تھین کہ طبل بشارت کی صدا کانمین آئی ہلکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر با توقیر سرمہ کوہی کو لیے ہوے داخل لشکر اسلام
ہوے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ مین حمزہ کو دیکھون کیسا ہی چنانچہ سر راہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہین
اشقر کو بادشاہ نے روانہ کیا امیر سوار ہین پشت پر لشکر کوہیان حلیتہ پوش گرز بر دوش آتا ہی اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہی
جسطرح کا لوگرفتار کر لایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ مین نے سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر بگروہ سرداران داخل بارگاہ ہوے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر بیٹھے سرمہ نے شاہ کو نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا
دنگل بیرون چہل ستون ملا اسنے دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغلگیر ہوے
اور باعزاز تمام بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سامنے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین
لیکن بہار نے صحرا مین لاکر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحر تمھین پکڑ لایا تھا لقا حالت بیہوشی مین قتل
کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر جادو کو آگے مجھے حال معلوم نہین یہکر
کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمھارے لینے کو سردار بھیجے تھے تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا اگر گوہر کا بیان کیا اور کہا
آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہوگی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اڑ گئی چالاک سمجھا کہ
کسی کام کو شاید بارگاہ لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھکر یہ بھی جانب لشکر چلا اسطرف بعد ہنگامہ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا کہ خبر
ہرکارے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوے کہ عارض کوہی نام بادشاہ قلعہ مرتاضیہ پہلے اپنے بھائی حسام کوہی کے پاس
گئے تھے جب اُنھون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوند مین گئے ہین تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آنے ہین
داخل ہوا چاہتے ہین اس خبر کو سنکر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا لشکر اُس کا

فوارے چھوٹتے تھے بارہ دری مین فرش مکلف پر مسند بچھی تھی صفا مین چادر ماہ کو شرماتی تھی ملکہ کو وہان لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے
انسے اشارہ کیا وہ کشتیان شراب ناب کی لائے اُسنے جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفاے وعدہ کر دیعنی اطاعت
اسلام کا دم بھرو تو مین شراب پیون اسنے براہ مکاری قسمین بہت سی کھائین اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام جام
مے بیک جرعہ درکشید کیا اسنے دو ایک جام تو سادے دیے پھر بیہوشی ملاکر جام دیا اس مست مے الفت نے کچھ تکرار نہ کی
پی گئی نشہ بیہوشی کا دفور ہوا تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہوگئی اسکے حسن وجمال پر مفتون تھا قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی مین شیشہ عصمت
سنگ ظلم سے توڑے بیحیائی سے منھ نہ موڑے لیکن حق تعالی جسکو بچاے اسکو کون بے آبرو کر سکے اس مفسد کو خیال آیا کہ یہ
معشوقہ شاہ طلسم ہی مبادا اسکے پاس جاکر وصل اسکا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہی اور علاوہ اسکے یہ خود
زبردست صاحب ملک و لشکر ہی نہین معلوم بعد کو کیا حال کرے پس لازم ہی کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیچلون اور اس سے
مانگ لون پھر خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہی وہ مجھے نہ دیگا اور وہ بھی اسکے بحر محبت کا شناور ہی سناز گل سخت صعب بہت پڑینگے
لشکریان اسلام چھین لینگے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤن وہ قریب بھی ہین اور دے بھی دینگے اور مانگے دینے سے
بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکیگا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر مین خوب سا مسحور کرکے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے مین قریب قلعہ
عقیق پہونچا یہان بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہین انھین کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت سحر برپا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ مین پہونچا
سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لادے لاتا ہی غرضکہ اُسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر
تمام کیفیت معرض بیان مین لایا لقا نے کہا اے بندہ قدرت تونے بڑا کام کیا ہی جو اسکو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہون
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے ہمنے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہی جسنے باغ سحر لگایا تھا جلد
اُسکو بحالت بیہوشی قتل فرمائیے اور اس ساحر کو کوئی حور جنت نہ دیجیے گا لقا نے اس ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہی ہم
تجھکو حور جنت دیتے ہین اسکو قتل ہو جانے دے ساحر چپ ہو رہا اور اسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر مین غلغلہ ہوا کہ
بہار پھر قید ہوئی ہی قتل ہوتی ہی عیار جو بھاگ کر گئے تھے بشکل مبدل لشکر مین پھر رہے تھے انھون نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت
جلاد بنا چہرہ سیاہ کیا مہیب صورت ہو کر کردھنا باندھکر چوڑہ تیغہ باڑہ دار ہاتھ مین لیا ہار نہ ناک کان کٹے ہوے کا گلے مین
پہنا رومال تیغہ کا خون پوچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ جسمین سے خون تازہ کی بھبک پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ
مین آیا وہان جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اُسنے آتے ہی اسلم کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی روٹی
کھاتا ہی کون گنہگار ہی جلد بتلائیے کہ ایک ہی ہاتھ مین رشتہ جان جدا کر دون بختیارک نے کہا یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی
ہی مار اسپر ایک ہاتھ کہ سر جدا ہو جاے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش دلی تو پوچھ لون اُسنے کہا کہ ضرورت ہوشیار
کرنیکی نہین ہی جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہی اور گوہر سے کہا آپ ساحر ہین ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دستبرد
اگر مجھکو ضرر نہ پہونچاے وہ اس کلمے سے اُسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کرنیگا جلاد یا تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا
کہ دیکھیے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہین گوہر لقا کیطرف دیکھنے لگا جلاد نے اس زور سے تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر قلم
ہو کر تخت خداوند کے پاس جاگرا اور غلغلہ اسکے مرنیکا برپا ہوا آندھی آگئی تاریکی ہوئی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ مین ناک مین

وہ آگئے بقال نے کہا اے بیہودہ کیا بکتا آتا ہی ابھی تو کہگیا تھا کہ قتل کرنا ابھی یہ بکتا ہی کون آگئے اسنے کہا ان یا تو انکو جانیدو جان ہی تو جہان ہی قید کاٹ دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا بختیارک دوڑکر چالاک پر گرا کہ ہاے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا مجھے کون قتل کرتا ہی گلگون اس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے نعرہ کیا گلگون پھر تیغہ بکڑکے دوڑا مگر اب انکو کب پاتا ہی دونون جست کرکے نکلگئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو ہاتھ سے کھویا اسنے کہا خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی مین تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہین وہ تھے اُسنے پوچھا کہ یہ وہ آگئے تم کسکو کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو یہین تک رکھو زیادہ نہ پوچھو نہین اور آفت آئیگی اور گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہان بلاے روزگار ہین مگر مین سبکو باندھ لاؤنگا اب تم میرے مقدمہ مین دخل نہ دینا یہ کہکر مصروف عشرت ہوا اُدھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار کو لینے چلے تھے وہان آئے کہ جہان باغ سحر لگا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہین مایوس ہوکر پھر گئے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ اب وہان باغ نہین اور نہ وہ ساحرہ ہی بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار باغ سحر لگاکر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا مٹاکر جانب کوہ عقیق گئی اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجوں بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھ لون دل سینہ مین طپان لب پر جوش عشق سے فغان آنکھین چارسمت نگران دیدار محبوب کی جویان سر کوہ پر فرہادوار کھڑی ہوئی اور تلاش شیرین دہن کرنے لگی قضاے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی مین طلسم سے آکر رہا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے اس ملکہ بلا برو غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کرکے قریب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کہان اکیلی کھڑی ہین ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ نہ جانتی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ مین شریک اہل اسلام ہوگئی ہون یہان بہر ملازمت شاہ اسلام آئی ہون تو بتا کہ کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا مین رہنے والا طلسم کا ہون اسطرف آیا تھا اب وہوا یہانکی اچھی معلوم دی یہین سکونت اختیار کی ورنہ طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہون اور شاہ طلسم سے تنخواہ پاتا ہون مکان میرا قریب ہی ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہی کہ اطاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہانسے ملتی ہی اس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی یہ کلام ہدایت نظام سنکر وہ اپنے دلمین سوچا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی اگر انکار کرتا ہون مار ڈالیگی لازم ہی کہ اسکو مکر سے گرفتار کرون یہ تجویز کرکے عرض رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کو نمین ہی مگر اس شرط سے کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لیچلین اور نان خشک نوش فرمائین عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل بسر وچشم کرون یہ سنکر بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہی کیا نقصان ہی جو ساتھ لمحہ بھر کے لیے چلی جاؤ یہ سوچکر ہنسی اور کہا اے بھائی جو تیری خوشی ہی تو چل مین چلتی ہون وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو لیکر درہ کوہ سے گذرا ایک صحرا مین لایا لب جوئبار اسکا قصر عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا اندر باغ کے داخل ہوا وہ گلزار سراپا بہار تھا رشک وہ لالہ زار تھا دنیا کے رنگ و بوٹے بر رنگ نگار خانہ مانی لاثانی لکھے تھے نہرین جاری

پچھلے پاؤن اڑگیا اتفاق سے اس تپھر پہ پاؤن اُسکے پڑے جو دربارگاہ پہ آستانہ بنائے ہین یہ دستور ہی کہ بادشاہون کی بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہی اور بعض ملازم بارگاہ اُسی تپھر کو بوسہ دیتے ہین چنانچہ اس سنگ پہ جو پاؤن پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندین پڑ گئین چالاک نے ہر چند چاہا کہ لوٹ مار کر اور حلقہ ہاے کمند کو کاٹکر نکلجاے ممکن نہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابو الفتح اس ہنگامہ مین جست کرکے نکل گیا اور غلغلہ جو ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کسیطرف سے سب نکلگئے بارگاہ مین منصور کے ہاتھ پاؤن منھ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اسوقت بختیارک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا تو عیار تجکو زندہ نہ چھوڑینگے تجھے لازم ہی کہ یہانسے ٹلجا یہ سمجھکر اس عیار نے کہا کہ ٹھہر جاؤ یہانسے مین جالون تو قتل کرنا وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکلکر اپنے خچرے پر سوار ہوکے جانب خیمہ سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوے انمین سے قاسم تنگ دست اعادی کہ قوم عاد سے ہی اور عمر معدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہین انکا عیار ہی اور یہی ایسا عیار ہی جو ایسے جسیم پہلوان قوم عاد کا پشتارہ اُٹھاتا ہی اس عیار کو ابو الفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہی عمرو کی صورت سے کسلیے کہ بھانجا انکا ہی پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی ایسی بنا اُدھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سینگ لگائے پر لگائے دم لگائی چہرۂ مہیب منھ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تا بچشم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا زنجیر آہنی کمر سے لپیٹی جب یہ شکل بنچکا دو پر اپنے شانون پر لگاکر ابو الفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا مین جاکر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہی خیمہ شیطان مین آکر گرا وہ خیمہ مین آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد صندوقچہ ہاے چند جواہر زر جواہر کے دھرے تھے اٹھاکر نذر کیا پڑے عرض رسا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدوم سعادت لزوم کی زیارت نصیب ہوئی آنکھین دیدار کو ترستی تھین آج کدھر سجدۂ شکر کرون جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی عمرو نقلی خنجر پکڑ کر کودا اور اسپر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھین بند کرلین کلمہ پڑھنے لگا گڑگڑا کر یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میرے بچنے کی ہی خواجہ نقلی نے کہا حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین بھلا میری زندگی مین کوئی انھین مار سکتا ہی خواجہ نقلی نے کہا کیا کہون اگر حکم حمزہ دیو سے کام رزم کا لینے کیلیے ہوتا تو اس عیار کو دیو سے کھلوا لیتا خیریت اسمین ہی کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرا دے بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا کہ خبردار نہ مارنا زنہار نہ مارنا لشکریون نے بتایا بانہ پکارنا سنکر لقا سے اطلاع کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ خبر سنکر رکا اُدھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہوے راہ مین اسنے پوچھا کہ کیون کیا طلسم فتح ہو گیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ مین مہینہ دو مہینہ وہان رہتا ہون اور دو دن کے لیے خبر لینے لشکر اسلام کی آتا ہون دیوان طلسم قبضہ مین آگئے ہین وہ لیجایا اور لے آیا کرتے ہین اگر تمکو شک ہو تو دیو کے حوالے کرون شیطان کی روح نکلگئی کہا مین نے جھک مارا جو حال پوچھا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین بدحواس آیا کہا خبردار مارنا نہین

اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیارہ ونکی شکلین بدلوادین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکلکر
صحرا مین آئے پھر وہان سے لشکر لقا مین پہونچے اسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجا انکا لشکر بھی قریب افواج
کوہیان اترا یہ دونون سامنے خداوند کے گئے بنا بر دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا لقا سمجھا کہ یہ کوئی ادب
دین رکھتے ہین یونے دو سو خدا اُن کو نہین مانتے ہین یہ سمجھکر بحیرت تمام انکی طرف دیکھنے لگا یہ اسکی نگاہ پہچان گئے
کہ سجدہ کیلیے ناراض ہی بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی یا
عیار ہی نہین ہین بلکہ آپکے دین کے عالم ہین وہ کتابین جو آپنے معرفت اپنے پیغمبرونکے ہم بندون پاس بھیجین وہ
سب ہمین یاد ہین چنانچہ ہر جگہ اس کتاب مین آپنے فرمایا ہی کہ جو کام مسلمان کرتے ہین وہ میرے بندے ہرگز نکرین
مسلمان غسل کر کے اور وضو کر کے اپنے خدا کو یاد کرتے ہین میرے بندے بحالت نجاست مجکو یاد کرین حب نجس العین
ہونگے اور سجدہ کرینگے تو مین قبول کرونگا پس ہم سفر مین تھے نوبت بفعل بد نہین پہونچی اسوقت تک پاک ہین اسلیے
سجدہ نہین کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نہ کرو واقعی تم میرے دین کے
بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتین زبان خداوند سے سنکر سب اہل دربار اُٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا
کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہین خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سوال دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہون وہ انکے
پاس جاکر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوے لیکن بختیارک گھبرایا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیاران اہل اسلام سے
ہین ہجو ملیح ہمارے دین کی کرتے ہین چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوند مین حمزہ کو قید کر لایا
ہون اُسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگالو وہ اُٹھے اور صندوق اٹھوا کر لائے پڑا ادکیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا
کہا یہ حمزہ نہین ہی اتنے بڑے اعضا کہان گلگون نے کہا واہ مین اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے چرا
لایا ہون بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اُسنے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بناکر سلایا کرتے ہین اور اصلی کو
چھپا دیتے ہین یہ کہکر سب ماجرا جو کچھ چالاک نے بتلا دیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد
نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت نادم ہو کر بغضب بولا کہ او شیطان
تجھے سوائے مسخراپن کرنیکے اور کچھ نہین آتا ہی شیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہی لیکن تمھین کسی نے ضرور مسخر اپنا یا ہی
کہو راہ مین کون ملا تھا اسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ مین دو عیار دنکا ملنا بیان کر کے
مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے ادہر بختیارک نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہین یہ
سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح سنبھل کر کھڑے ہوے اور بختیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا
مین منصور کو ہوا لگنے لگی ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوند میری کیا خطا ہی جو گرفتار کیا ہی منم منصور کوہی اُسکا
نعرہ سنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کر کے قید ہوا پھر سرمہ کوہی نے چھڑا دیا جب اُسنے سب
کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کیطرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ مین نے دھوکا کھایا بغضب تمام نیمچہ پکڑ کر چالاک
پر دوڑا ابو الفتح نے نشست پر سے نعرہ کر کے ایک عمول ماری اُدھر چالاک نے نعرہ کیا اور اسکا نیمچہ خالی دینے کو

اطاعت کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرا دے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہی تو کچھ تیری
ضرورت نہین ہی یہ کہکر خانہ زور مین آکر چرخ مارا اور پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکی ہر سمت سے
احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اے سرمہ تم نے اچھا نہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا اب بھی از روے بلوہ
کے اسکو گرفتار کر دو اُسنے کہا تو جھک مارتا ہی مجھے بھی تو نے اپنی طرح بودا مقرر کیا ہی او بیعزت خبردار مجھسے ایسا
کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اور امیر کے اسلحہ حاضر ہون پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑہ درست ہو
مین زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل مین لائے اکھاڑہ درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کودا
خم بجایا امیر بھی کودے اور باہم سرگرم تلاش ہوے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اُس کشتی مین حسام نے
یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کر کے اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھ جاؤ مین بھی آتا
ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا اور ریلا پیلی کشمکش کے سواے از بسکہ امیر
کو عجلت منظور تھی دو پہر تک لڑکر صاحبقرانی زور اسپر کیا وہ زور بغیر تائید ربانی نہین حریف تاب اُسکی
نہ لا سکا آپنے اٹھا کر دیمار اکہ چارون شانے چت گرا دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوے اور فرمایا کہ حالا در شناختن
پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے عرض کیا کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر سینے پر سے اترے اُسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا آپنے
گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا سرمہ کوہی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ مین کہ امیر اُسکے سینہ پر
سوار تھے حسام گھوڑا اڑا کر نکلگیا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اُسمین شامل ہو کر جانب عقیق کوہ چلا سرمہ کوہی نے تمام
فوج کو مسلمان کیا اور باقیماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہو کر انھون نے بھی کوچ کیا امیر
بافوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوے لیکن انسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہونچا لقا نے کوہی بہر استقبال
بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا دنگل پر بیٹھا اور حال
کہا کہ مین اسطرح حمزہ کو لایا تھا لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہو گیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ
چکی تھی کہ منصور زاغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھے رنڈی رہگئی وہ غائب ہو گئے لقا سے سب نے پوچھا تھا کہ
خداوند تبلائین اسکو کون لیگیا ہی لقا نے کہا کہ خداوند جانتے ہین لیکن تبلائینگے نہین ہمار اینچہ قدرت اسکو ہماری
بہشت مین چھوڑ آیا ہی اس کلام سے ہر ایک خوش تھا کہ اول حسام آکر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ
قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہی خداوند نے اسکا بھی استقبال کرایا لشکر اُسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا
نذر دی سجدہ کیا خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے
آئے ہین پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا مناسب ہی کہ ابھی چلنا چاہیے یہ حکم سنکر خیمہ و خرگاہ و بارگاہ جمشید خداوندی
سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہیان قلعہ سے نکلکر داخل
بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابو الفتح آچکے تھے انھون نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ
ہمکو بھی چلنا لازم ہی دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہی یہ صلاح کر کے دو دو سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے

سپرد کرکے آپ گرگدن مست پر سوار ہو کر اور امیر کو عرادہ پر بٹھا کر بچشم دخدم جانب قلعہ عقیق کوہ براے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب نظم

نشست از بتازی اسپ سمند ہمین تاخت ترسان ز بیم گزند
پس پشت او سی ہزار از یلان سواران جنگی دسنگی دلان
ہمہ بر گرفتند یکسر خروش زمین پُر خروش و ہوا پر ز جوش
غریوان و جوشان چو شیر ژیان کمانے بباز و کمر برمیان
ہمی رفت در دشت چون پیل مست یکے گرزہ گاوپیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جا کر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ صحرا کیطرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر گرد ہونیکا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اسنے ہلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اسنے چند ہزار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جا کر کیا سرمہ کوہی بھی گینڈے پر سے اترا دونون بغلگیر ہوے دونون لشکر ایک مقام پر اترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوے جام گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین حسام نے کہا کہ اب مجھ سے بڑھکر کون ہوگا مین نے حمزہ کو گرفتار کیا ہی سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بُری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہی اور صاحب ظرف ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمھین کچھ شک بھی ہی اگر شک ہو تو مین حمزہ کو بلا کر دکھاؤن اُسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے بیشک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ بیت نمود صبح نے جلوے دکھاے + نگاہون نے نئے سامان پائے + صبح کو دونون بادشاہ اٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنیکا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوائیے حسام نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بمجرد حکم بہت سے سوار با شمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سردار عالیشان بیج مین مسلسل با قید گران سامنے آئے اور بنا بر دستور اہل اسلام پکارے کہ سلام ہمارا اُسپر اس انجمن مین ہی جو اللہ پاک کو واحد اور اُسکے پیغمبر کے دین مبین کو سچا جانتا ہو سرمہ نے یہ نہیب سنکر کہا کہ کیون حمزہ رسی جلگئی مگر رسی کا بل نہین جلا مجھ ایسے پہلوان کا ذرا ادب بمجا نہ تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خداے نادیدہ میرے روبرو لیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین نامرد کا رعب نہین مانتا بلکہ انکو بزے سے بھی کمتر جانتا ہون اسنے یہ کلام سنکر کہا کہ کیون تجکو کیا بہ مردانگی میرے بھائی نے نہین زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اُسکے سردار اور وہ خود جانتا ہی اُسی سے پوچھ لے اُسنے حسام کیطرف دیکھا اور سرداروں سے حال پوچھا انھون نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منھ پر کل یہ لاف زنی تھی تو نے اونچیا نام سارے کوہ نیکا بجز نامردی مین ڈبو دیا آبرو کھودی یہ کہکر گویا ہوا کہ امیر اگر کوئی آپکو بمردی زیر کریگا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اسکی

ایمان لانے کے امان ملیگی اس نے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھدیا اور کلمہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح اقرار اسلام بظاہر کرکے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلاکر قدم اقدس صاحبقرانی پہ گرادیا پھر ہوادار پر سوار کرکے بجاہ وحشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ وا ہوا امیر داخل قلعہ ہوے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ سڑکین ہموار دکانین سجین عمدہ بازار نظم

زمین شفاف رستہ جابجا صاف ۔ نگاہون کو میسر لطف اطراف
دکانین وا ہوئین اسباب نکلے ۔ کھلے ڈبے در نایاب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس ۔ گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق ۔ تماشہ گاہ تھا دامان آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دار الامارۃ شاہی مین تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہے بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج مین چند صفینہ ہاے زرین خدمت شاہ مین بھیجدینا یہ کہکر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کوہی کرسی کرسی بپایہ بپایہ جاگزین ہوے حسام بسان چاکر کمتر خدمتگذاری مین حاضر تھا ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی تیاری کی یہ خاطر داری کی کہ نظم

وہ خوشبوئین کہ جی لوٹے بشر کا ۔ رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریان کین ۔ دکھایا ناچ دل کو راحتین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک ۔ غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین لے آیا بادہ و جام ۔ پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آپیارے ملا یہ جام لب سے ۔ ذرا مہمان کو ٹھنڈھا کر غضب سے

جب سامنے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر مار اللحم ہوتا تو تم سب کا اُسے پیکر ہم مشرب ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت مار اللحم تیار کرایا اور اسمین بیہوشی ملاکر سامنے لایا امیر صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہی بس بے وسواس مار اللحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کنپٹیان لپکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اٹھکر ہوا کھاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے اُسنے تمام افسرونسے کہا کہ اسوقت مینے بہ مصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے چھتیس فن مین دشمن پر قابو پانیسے مطلب ہے تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سردار اُسکے بعض خوش ہوے اور بعض ناخوش ہوے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی انکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے آہنگر بلاکر قید سخت مین مبتلا کرکے امیر کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا اُسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے

اب تیسری جگہ اور کونسی لاؤن جہان جاؤن جاتا مین نے کہ دین تیرا سچا ہی مین مسلمان ہوتا ہون امیر اُسکے سینے پر سے اترے اور کلمہ طیبہ بتایا وہ دیو بہ ارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اُس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہین دوڑ کر قدم پر گری امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا تاکہ وہ اسکو لیجائے دیو نے بتقسیم عرض کیا کہ مین اسکو بآرام تمام خدمت قریشیہ مین پہونچا دونگا اور رسید اسکی لا دونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ دیو ملکہ کو سوار کر کے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوئے اور نماز پنجگانہ جو باقی تھین شرط خدمت بجا لائے تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سربمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمنبر پری بآرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھکر ان عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے ازبسکہ وہ سب پردۂ دنیا کی رہنے والیان تھی جہان جہان کا پتہ بتایا دیو ایک ہی دن مین سبکو پہونچا آیا بعد انفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ بنام ملکہ آسمان پری لکھدیا بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو اُدھر گیا اور امیر نے اُس باغ مین جو جو اشیا جواہر کے تھے مال کافر سمجھ کے لیلیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوئے جیسے ہی سرحد باغ سے نکلکر دشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہی آگے لشکر کے بعہدہ افسری ایک کوہی دراز قد بدست شکار کھیلتا آتا ہی باز دار قراول ہمیلیے ساتھ ہین امیر سامنے ڈٹکر کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ مین دیکھی پکارا کہ اے اجل دودست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا یہ کہکر فوج کو محاصرہ کا حکم دیا پھر تو

نظم

ہوئے تیار مردان دلاور
بہ شکل ابر تر امڈا دہ لشکر
صدا دینے لگے کڑکیت ہر سو
بہادر جم گئے پہلو بہ پہلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان
اجل حاضر مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار
ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سرزمین کا ہی اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ ہی جب اُسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہی پس جسم اپنا تنومند امیر سے بڑھکر اور خیال کر کے کہ یہان اکیلے ہین کیا کر لینگے معلوم ہوتا ہی یہ سردار اور عیار وغیرہ کے بھروسے پر لڑتے ہین تو انکو زندہ گرفتار کر لے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا تم گھیرے رہو حملہ نکرو مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل ہین اور اکیلے ہین پس مین بھی اکیلا اور پیدل ہی لڑونگا آپنے فرمایا جسطرح تیرا جی چاہے اسنے حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور خم ٹھونک کر مقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملایا کشتی بعد درشتی شروع ہوئی امیر نے بعد دو چار زور اسکے روکنے کے کمربند مین ہاتھ دیکر لنگر اکھاڑا اور سر سے بلند کیا اسکو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اسنے اٹھا لیا غرضکہ بہت نادم ہوکر پکارا کہ ای شہریار امان دیجیے آپنے فرمایا بشرط

یہ فرماکر وہین بیٹھے اور از بسکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپنے کھانا تناول کیا پانی پیا باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوئے پھر اُس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ مع اُن نازنینوں کے کہ اُنسکو دیو اسی ملکہ کی خدمت کیلیے اٹھا لایا ہی ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھرنے لگے ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ یشب سے تعمیر تھا اُس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اسکا وا کیا دیکھا کہ ایک تخت سونیکا بچھا ہی اُسپر تصویر لقا کی شکل بچھا ہی رکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ لقا بیٹھا ہی اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہی اور یہانکا حاکم حسام کوہی ہی یہ باغ اسیکا ہی اور اُسنے یہ بتخانہ بنایا ہی دیو سے دوستی کرلی ہی کہ جب وہ بہر پرستش آتا ہی دیو کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہی اور وہ دیو ساحر بھی ہی اس بتخانہ کی حفاظت کیلیے کچھ سحر جادو کے بٹھا جایا کرتا ہی امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس اس لقا مرتد نے ہزار ہا آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہی یہ فرماکر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی لبان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار کے اس گنبد مین در آئے ہر طرف سے غل ہوا کہ ایسی گھیر یو خداوند سے بے ادبی کیا چاہتا ہی امیر کو بسبب سحر کے گلقامہ کے اسم اعظم یاد تھا ورد زبان فرمایا اور اُس بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچارے نہ کچھ کہتے ہین نہ سنتے ہین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہوگیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہی امیر نے اسکو آتے دیکھکر اُس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش خروش سے کہتا ہوا کہ او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان بڑا غضب تونے کیا خداوند کی توڑ پھوڑ لگا کر پھینکا شروع کردی یہ کہکر قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزار ہا دیو پیدا ہوکر امیر پر دوڑے آپنے اسم اعظم پڑھا وہ دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق چادر پکڑکر حملہ آور ہوا امیر جست کرکے زیر بغل اس دیو کے آئے چقماق چادر خالی گئی اُسنے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ تھا اب پیوند خاک ہوکر گرا ہوگیا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا کہ او انسان تو بہت چیختا ہی شاید زلزلہ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا کہ

نظم

در آمد با وآن گو نامدار　گرفتہ پر و بال او استوار
گرفت آن پر و بال گرد دلیر　کہ آرد مگر پہلوان را بزیر
ہمین گوشت کند این ازان آن ازین　ہمی گل شد از خون سراسر زمین
سرانجام ازان کینہ و کار زار　بپیچید بر خود گو نامدار
بزد چنگ و برداشتش تیرہ شیر　بگردون برآورد و افگندہ زیر
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان　چنان کز تن وے برون کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اُسکے سینے پر سوار ہوے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت خدائے پاک مین اس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ منم زلزلۂ قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پردہ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے بردہ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پردہ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہونچا

زیب و سادۂ چمن ہی شاہد بہار پر جوبن ہی بہار افزاے باغ خاطر نسرین و نسترن ہی سنبل کی بیل گلو نپر پھیلی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہی کہ **ابیات**

بہار چمن اور وہ لالہ زار ۔ نئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے بھرتی تھی ۔ کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان ۔ مچاتی تھین کو کو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا ۔ روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار ۔ چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا اچھا تھا مسند بیاہک پر ایزاد قامت رشک شمشاد طبیعت مین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد نا شنو فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی **نظم**

جبین مین بل شکن گیسو کی برہم ۔ نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے ۔ بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
لگاوٹ کے لب و دل محو فریاد ۔ لحاظِ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھین اور ایک بت پرفن اسطرح ناچتی کہ ادا مین اسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور رچکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ **نظم**

دم رقص اُس نے ستم ڈھا دیا ۔ اوا سے زمانے کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے توڑا لیا ۔ دل عاشقان پیسکے سرمہ ہوا
ادا اسکی ہر ایک تھی پر ستم ۔ قیامت سے کچھ کم نہین تال سم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہی عورتو نمین جانا خلاف ہمت مردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اس نازنین مسند نشین کی نگاہ انپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہی سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ و وجیہ سمجھکر تسلیم کی پھر باادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہی وہ دیو اسکو کھا جاتا ہی مین نوکر ملکہ قریشیہ سلطان دختر صاحبقران و ملکۂ آسمان پری والیۂ قاف کی ہون اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک ملک پردۂ قاف مین عنایت فرمایا ہی اور وہانکی حکومت کرتا ہی یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اٹھا لایا ہی اور طلسم مین پھنسلیا ہی اور خواہان وصلت ہوتا ہی جب مین قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اسوقت باز رہتا ہی مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے تو مفت جان جائے امیر نے فرمایا کہ وہ ہیدین اپنی سزا کو پہونچیگا اللہ تعالیٰ تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو

کھونگا چالاک نے اسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہے مین صاف صاف جو حال ہے
کہے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نرہا تھا جانتا تھا کہ اسمین مال بھرا ہے پس تمکو بیہوش
کرکے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اسیطرح پھر بند کردیا عیار نے اسکا کلام
ایسا مصنوعی محتمل براستی تھا کہ اسکو سچ جانا اور اسنے کچھ جواہر نکالکر اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لیلو اور میری آبرو
بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نہ کھو عیار پر سر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ کھونگا مگر جو تونے اور چالاکی کی ہوگی
اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی تو مین کہدونگا یہ کہکر صندوق اٹھاکر سامنے گلگون کے
لائے اسنے وا کرکے امیر کو نکالا پوچھا اے شخص تو کون ہے امیر نے بنابر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون
لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہہ پہلی کیا کہتا ہے امیر نے کہا سچ یہ ہے کہ مین پہلے
نوشیروان بادشاہ کا نوکر تھا وہ مرگیا اُسکا بیٹا فرامرز تھا کے ساتھ ہے ایسکے ساتھ مین آیا تھا ایک
عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تمکو روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا یہ خمیازہ
اٹھایا کہ قید ہوا گلگون یہ حال سنکر بولا کہ اے چالاک اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار کرو دیکھو وہ کیا کہتا ہے
چالاک نے لرزکر کہا کہ کیون شامت آئی ہے بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے
اسکو خداوندا اپنا سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار من کی قید توڑکر نکلجاتا ہے اسکو ہوشیار کرکے تم زندہ
بچوگے پس تمہاری بہتری کیلیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تھین ذلت پیش خداوند ہوا گر تمکو کچھ شک ہے تو تم اپنے ہی گرفتار
کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب آپ امتحان لینے والے
کون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو پوچھا بیچ مین پڑین بقول شخصے خردہ نہ بردہ
مفت کا درد گردہ یہ کہکر اٹھے اور چاہا کہ پشتارہ اٹھاکر چلین گلگون کھڑا ہوگیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون
واقعی آپ نے ذلت سے بچایا مین نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا تھا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا
ہے گر سچ آپنے کہا کہ وہ جو ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑیگی یہ کہکر امیر کو کچھ زادِ راہ منگا کر دیا اور کہا آپ جائیے
جب لشکر خداوند مین پہونچیے گا تو حال کھلیے گا امیر نے اسکے کلام کا جواب ندیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا
اور اُسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین مصروف ہوا ایک
دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوئے ہین اسنے کہا تمتو ساتھ چلنے
کو کہتے تھے انھون نے کہا ہمارے چارسو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے آئے تھے اب جمعیت کرکے عزت
تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہے کہ آپ کے پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون روانہ
ہوے اور اُسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو وہانسے روانہ ہوئے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھولکر
میدان وسیع مین پہونچے جب اس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا از بسکہ خستہ و شکستہ کئی دن
کے بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش صندلین ارض پر خفتہ ہے گل بصد تجمل و

حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی کے پاس آیا اور حال کہا یہ بھی بہت خوش ہوئی اس اثنا مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نرہیگا غائب ہو جائیگا یہ سنکر دونون نے کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھائی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونون بیہوش ہوے اسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو باندھکر اُسجا تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اسکی شکل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پنہا کر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے رہے جبدم زاہد شب زندہ دار بیدار ہوا اور رشتہ گلیم شب سے امیر روز کو عیار دہر نے نکالا کہ نظم

پکارے بزم والے لو سحر ہے
بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی
فراق شب سے چشم شمع تر ہے
نظر آنے لگی صورت سحر کی

صبحکو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھون نے کہا ہم سب کے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی شکل مین تہخانے مین گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اسنے کہا دیکھین تو حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ آرنج کا قد ہی غفص گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہی وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھ کر اس کو متوہم تو پہلے ہی کر دیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہی غرضکہ ایک عیار کو بلا کر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہوا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا تمسے اکیلے نہ اُٹھیگا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اسکے اسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق آہنی رکھا ہے قفل برابر زانو شتر کے فولاد کا بنا اسمین لگا ہی چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر بند ہین یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب اُسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو گیا چالاک بیٹا عمرو کا ہی اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اُسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل کھولا پٹرا اٹھایا امیر کو اسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پرقوت ہین اسوجہ سے بے آب ودانہ اُس دو تین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مر جاتے یہ دیکھکر اُسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و زار تھے اشارے سے مستفسر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہی مین نے اُسکو دھوکا دیا ہی وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہر چند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہین لیکن بمصلحت ایمین ہی کافر سے وقت جنگ خدع کرنا شرع شریف مین جائز رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کر کے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا اُسنے کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ حال اپنے مالک سے

لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا یعنے ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا جو شکل کنگرہ قلعہ کے تھا اور اُسمین دس آنکھین بنائین جو رنگ روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا چیل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہی چبوترے پر فرش سنہرا بچھا ہی پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہی بیچ چبوترے پر رنڈی حسین وطرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہی منصور پاس بیٹھا ہی جب لپٹنے کا قصد کرتا ہی وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہی پھبتیان کہتی ہی کہ موے آتشبازی کے دیو تیرے منھ کو جھلسا نچلا نہین بیٹھتا منصور اُسکی باتون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہی رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہی شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہی نشہ رنگ جماتا ہی رنڈی سسکیان بھرتی ہی اوئی آہ کی صدا بلند ہی مستی خانہ دل مین قدم دھرتی ہی

نظم

وہ بستر سے اٹھا ہاتھون پہ لینا — وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ — وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہوکر — وہ آنا ہوش مین بیہوش ہوکر
وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا — وہ گھٹنون مین جمانا کچھ بدن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے سلسلانا — وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابوالفتح سر دیوار اسلیے ٹھہر رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اسوقت مین خلل انداز ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈت ڈالون اور کلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اُسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہوکر اس قحبہ بازار لیسے لپٹا اور راسنے نہین اور ہان کرنا شروع کی

نظم

مزے بوسون کے مستی پر جو آئے — ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
ہوے عریان لباس تن اتارے — کیے مستی مین باہم کچھ اشارے

جیسے ہی آمادہ بفعل بد ہوے ابوالفتح دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی جو تڑ اچھال کر الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہی اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دُلائی اوڑھی اس نے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ مین اٹھکر چلا کہ جو اترا ہو اسکو سزاے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی جلدی سے سلام کیا اُس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اسوقت خداوند نے مجھپر وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اسکو عیاشی سے بہت شوق ہی اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ از حد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی مین لگا کر لایا تھا اُسکے

کھٹکا ہوتا ہی کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ
ہی چکے کہ ہم کسیکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کر لو گے مین کچھ ڈرتا نہین
تو صاف سن لو حمزہ کو لایا ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا
کیون کچھ تمکو شک بھی ہی انھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پاؤن ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم کو یہون
سے بھی تنومندی مین کم ہی یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ
ہی جو طنز آمیز کلام کرتے ہو انھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام عالم کے سرکشون کی
گردن توڑ دی خداوند کے قیطولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار
رہتے تھے کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نوسو من کا ساطور لیکر جنگ کرتا تھا سب کو حمزہ نے پست کر دیا علاوہ
اسکے دیوان قاف کو مارا وقائع نگار لکھتے ہین کہ سمندون ہزار دست دیو کو قتل کیا پس باین جلادت و زور
وہ تم لوگون سے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات انھون نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد
حماقت سے گل ہوئی ویسے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جا کر پکڑ لایا ہون اور
سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا انھون نے کہا حضرت سلامت آپنے سب کچھ کیا لیکن ہم
آپسے پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُسکا نوکر ہوگا وہ کس حفاظت
مین رہیگا کسلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو جانتا ہوگا ہمنے سنا ہی کہ حمزہ تہخانہ مین اتر کر رہتا ہی اور عیار اُسکی صورت
کا اور کسیکو بنا کر بارگاہ مین ہر شب سلا دیتے ہین وہ شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہی کبھی کوئی اور اگر کوئی اسکو
پکڑ لیگیا تو حمزہ چندروز غائب رہکر ظاہر ہوتا ہی تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ ہمنے خبر اس تہخانیکی بھی لگائی ہی
ہم جاتے ہین اور حمزہ کو لاتے ہین تھین اختیار ہی جسکو چاہنا برائے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوئے
کو یا ہمارے لائے ہوئے کو یاد ونوںکو یہ کہکر اٹھے جست کرکے روانہ ہوئے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور
دلمین خلل پیدا ہوا کہ اُسنے کوچ نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارونکی بہت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہی
جسکو تو لایا ہی یہ تو اس شش و پنج مین ادھر اترا ہی اسطرف دونون عیار جو چلے مزاج مین دونون کے چہل
سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچکر بسم بلغر سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور
دن بھر مین راستہ طے کرکے جب عیار عالم گرد گرد اوری کرکے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا کہ بیت گھر مین
تاریکیان ابھری سیاہی + چھپے رستے تھکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہونچے از بسکہ یہ
مدت سے اُس جگہ آئے ہوئے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہی
سلیمان عنبر مین موکا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہر رات کو رنڈی لیکر اس باغمین رہتا ہی عیارونکو
یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہی اسوقت جلدی مین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس
ابو الفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اسنے کہا نہین آپ آرام فرمائیے مین

جاتے ہو ہم بھی آئے کہ بمعیت تمھارے خداوند مین پہونچکر تم سے لڑین کسواسطے کہ آج وہان ایک عالم جمع ہے داد خوب ملیگی اور ناموری دو تونکی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انھون نے تمام عالم مین غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہین عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر ہمنے تمھین زیر کرلیا تو پھر عیاران عالم کو زیر کرلیا کیونکہ مثل تمھارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہے ایسا ان دونون عیارون نے اسکو بیمثل بتایا اور بتعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ اسکے مزاج کو زینہ افلاک پر لگایا دماغ عرش اعلی پر پہونچا یا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونون سے بغلگیر ہوا کہا آپ نے کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجکو جانتے ہین یہ سب آپکی خوبیان ہین جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسا ہی اور کو بھی جانتا ہے آپ خود اچھے ہین اسی سے مجھکو اچھا جانتے ہین یہ کہکر برابر اپنے بر زر پر انکو بٹھایا اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہے انھون نے کہا ہمکو مکار چرب زبان وغدار دروغ بیان کہتے ہین اور ایک نام ہمارا کارزار وطرار ہے وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپسے اگر ارادہ لڑنیکا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلسۂ عشرت رہتے اب ہمین مناسب نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر اپنے ہم مشربون سے آئندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہین تو کیا تحفہ انکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین مجھ سے دربردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب گھورنے لگا ابو الفتح اُسکے برُے تیور دیکھکر اٹھا اور چالاک سے گویا ہوا کہ بھائی چلو ہم کسیکی بری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ انکے تابعدار نہین ہین نہ ہمراہ ان کے چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اسنے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نہ مانیے مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہے انسان فہیم ذراسی بات مین کھٹکتا ہے مجھکو آپکے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمائیے کہ عیار ہوکر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیار کاہیکو ہے بیوقوف ہے مین نے کیا بیجا کیا جو بری نگاہ سے دیکھا انھون نے کہا برادر تم نے سچ فرمایا لیکن برا نمانو تو ہم ایک بات کہین اسنے کہا فرمائیے کہا تمھارے اس گھورنے سے تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کرلائے ہو تمھین چاہیے تھا کہ بہ لطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے تاکہ ہمین راز تمھارا مطلق ثابت نہوتا گلگون یہ نکتہ دقیق سنکر پھڑک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل عیار ہین یہ باتین تھین کہ داروغہ توشکخانہ دو بقچہ اُسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے امید کہ اسلحہ مین داخل کردیجیے اسنے وہ بقچہ لیکر ان دونونکو دیے کہ یہ بیمثل تحفہ ہین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی بات مجکو اسوقت بہت پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ نیچے دیکر ہمسے بھی کام لینا چاہتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہے تو حمزہ کو لاتے ہین یہ کلام سنکر گلگون بھی مسکرایا اور اُسکے شاگرد دگلزار تیز پانے ہنسکر کہا کہ اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو انھین باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی کام کیا ہے ورنہ یہ چھل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا نہ حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجکو

ہجوم آرزو و بل پر جو آیا		بہ شکل زلف جانان پیچ کھایا
ترشح پر سحاب اشک آیا		مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے		دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اُس ملکۂ ذی مرتبت کو بلاکر شکر احسان ادا کرنا واجب ہی چند سردار جائین اور ساحرہ موصوف اپنے باغ سحر مین ہوگی باعزاز تمام یہان لے آئین حال طلسم بھی اس سے دریافت کرینگے خیریت عمرو و اسد پوچھینگے سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوے کہ بیت مہیا ہو کین سب دعوت کے سامان + رہین عیش و طرب دست وگریبان + خدامان عالیشان ترتیب سامان دعوت مین بدل مصروف ہوے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے اسوقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش مین چالاک روانہ ہوا ہی چنانچہ یہ دونون عیار صحرا مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتہ نہ لگا ڈھونڈھتے ہوے دامن کوہستان مین کئی منزل لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٰہی کون امیر کو لیگیا ہی غرضکہ جب جانب قلعہ کوہستان انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا مین چلا تھا میدان مین اترا ہوا تھا انھون نے دیکھا کہ خیمہ و خرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار نظر آتے ہین اکتارہ چھڑ رہا ہی جھجن ہو رہے ہین چالاک عیار جست و خیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین ڈھیکلی کرتے ہین درختون پر فراکر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین کود کر آتے ہین ہر سمت بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہی اسکے دروازے پر کئی سو عیار ونکا پہرا ہی یہ سامان اس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابو الفتح سے کہا مجھے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ امیر اسی فوج مین قید ہین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار تو یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے ازبسکہ عیار تو وہان پھرتے ہی تھے انسے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ افسر آئے سراچۂ بارگاہ اٹھے تھے سامنے لباس عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگرد ونکا اُسکے گرد مجمع تھا دنگل اور کرسی پر سب متمکن تھے طرار و کمسن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لاف و گزاف کر رہا ہی کہ مین نے وہ کام کیا ہی جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہی شاگرد اُسکے آفرین سنج ہین کہ واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہیں ہی ازبسکہ یہ دونون قریب بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انھون نے بھی سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہین بس اندر جانا چاہتے تھے کہ عیار ون نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا گلگون نے بھی سنا عیارون سے کہا پکڑ لاؤ عیار نیمچہ پکڑ کر دوڑے یہ دونون ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہین گرفتار کیون کرتے ہو عیار انکو گھیرے ہوے سامنے گلگون کے لائے اسنے حال استفسار کیا انھون نے کہا ہم رہنے والے کوہستان کے ہین اور تمسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے کیونکہ تمنے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہی چنانچہ ابتک اسلیے نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تم سے لڑے تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمھارا اب ہمنے خبر پائی ہی کہ تم خدمت خداوند مین

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ بہار کا ہی یہان دخل کب اغیار کا ہی اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا اور چمنستا نمین قدم رکھا وہ پری بلاکیطرح اُسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اُٹھکر قریب اُسکے آئی اور کہا اے بیحیا تونے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہی یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اسنے اٹھا کر جو لگائی **گلفام** نے ہر چند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑکر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر گرا غل و شور مرنیکا برپا ہوا اسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اُٹھے جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو رو کنے دوڑے انسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے **گلفام** نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہکر آگے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی برقے ہوا جا کر ٹھہری تھی اسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحرونکا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کر کے تہلکہ ڈالدیا لاش پر لاش گرادی ساحرون کی خاک ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بمقتضاے **نظم**

دو لشکر بروے اندر آورد روے	ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
یکے تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان برجہد بر درخت
نہ بُد ہیچ پرندہ را جایگاہ	ز نیرو ز گرد خروشان سپاہ
درخشیدن تیغ الماس گون	بکردار آتش بگرد اندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست	ستارہ دل مرد جنگی شدست
زبس نیزہ و گرز و شمشیر تیز	برآمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے **لقا** سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تمپر آپڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ **لقا** نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کر چکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھگدر پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا **لقا** قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحرونکو بھگا کر مسلمانان بفتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوے بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہو کر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہنکر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اسطرح **بہار جادو** نام ساحرہ نے رہائی پاکر باغ سحر لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اُس گلستان محبوبی کا سنا دلمین شجر الفت اگا تخم محبت مزرعہ خاطر مین بویا مثل مشہور ہی کہ دلکو دل سے راہ ہی نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہ ہی سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہی اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہی بادشاہ اسلام کا یہحال ہوا کہ بموجب **نظم**

یکایک شوق نے کی مہربانی	ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار	پکار اٹھی تمناہاے دلدار

جھوم کر اٹھکھیلیان کرتین نرم نرم کلائیونکو معشوقان گلزار دہر کے نام دھرتین ہوا کا رشاطگی کر رہی ہے کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے گل نکہت بیز ہین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سبزی پر جو ٹوٹ کر گرے ہین اسطرح چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہبازی کار سحر سازی کر رہی ہے سوسن بااین ہمہ خموشی وسبازی کر رہی ہے سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہے طرفہ بہار ہے کہ ابیات

نہایت باغ وہ آراستہ تھا	ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اشجار	مہکتا تھا پڑا اسارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل	گل تریاسمن شبو و سنبل
روان تھے ہر طرف چشمے جو پر نور	خزانے اُنکے فوارونسے معمور
ہزارون دیکھے میوہ دار اشجار	ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولونکے شجر تھے	انھین کیوڑے سے تھے گلرونے سینچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہر جبین پھولون کا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار غائب تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوے باد سحری کو دیکھا روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا رشک نرگستان دیدۂ معشوقان صدر قے آنکھین چڑھانے پر محراب ابرو مین خواہش رکھتے رخسار پر اُسکے گلہاے گلستان نثار ہوجانے پر تیار دہن اُسکا چشمۂ آب حیات دشنام اُسکی بازقند و نبات کہ ابیات

صدا اے الحذر نکلی جگر سے	لی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہون کو اجازت دلمین گھر ہو	اشارون سے کہا ٹکڑے جگر ہو
نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو	پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حسن مین اک بیمثالی	نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرف سے پاک دامن	امنگون پر رخ و عارض کے جوبن
مبارکباد دی تیغ و نظر نے	ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیاے مہر انور ایک نظر ادھر میرے بھی حال پر کہ نظم

نہین خاطر کو آسایش کسی دم	طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم
خدارا ایک مشت خاک ہو نہین	نہین قابو مین دل غمناک ہو نہین
کہ خالی ہو چکا پہلو نہین دل	صدا دیتی تھی حسرت ہاے مشکل
بڑھا دانسے بمشکل قلب مضطر	تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

مشکل ہی چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے مین پکڑ لایا ہی ویسا ہی مکر کرکے تو بھی اسکو سزا دے فرد کہا دل سے کہ
تو مکر آشنا ہو ÷ کوئی دم بعد دیکھین اور کیا ہو ÷ پس اس الف قامت نے بسان دال خم ہوکر اس بیدین کو
سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑی لقانے دیکھا کہ بغیر کہے اسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ دین تیرا اختیار کیے
ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندۂ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص مین سے ہی اور ہماری جناب مین
اسکو خصوصیت حاصل ہی یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی وحسن وجمال عطا کیا ہی اور لیاقت مین بیمثال
پیدا کیا ہی جلد اسکو رہا کردے بختیارک نے یہ کلمات سنکر کہا کہ یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا آپ اس
معدمے مین نہ بولیے لقانے کہا او غیطان تو جھک مارتا ہی اگر میرے خلاف گلفام عمل مین لائیگا تو اپنا
غضب اس پر نازل کرونگا گلفام یہ سنکر ڈرا اور جلد اسنے زبان بہار سے سوزن نکال لیا دہان اس غنچہ دہن
کی جب قابو مین آئی لقا سے عرض رسا ہوئی یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا
رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی لقا یہ بات سنکر بسان خر پھول گیا اور
گویا ہوا کہ ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مرچکی ہی اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر
ہم تجھے طلسم ہوشربا کا حاکم بنائینگے اور شاہ طلسم کو معزول کردینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام
کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہوجاتا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہی ورنہ خاموش نہوتی بس فرط
مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحرونکا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا اے ملکہ تازندہ ایم بندہ ایم بہار
نے جسم اپنا ہلکا پایا سحر یاد کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ
کرد کہ نیافت تو مجھے سوتے مین پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھایا تھا یا فتنہ خفتہ جگایا تھا اب ذرا
سنبھل کر وادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہی اسپر بھی تجکو آگاہ کردیا بختیارک نے جو یہ
باتین سنین پکارا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت برین حرامزادہ خداوند لقا مین کہتا تھا اسنے نہ مانا ہان اے ملکہ بہار
لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی مین آگئے تھے از بسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان مین سب
جمع تھے تمام عالم اکٹھا تھا گلفام نے ساحرونسے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر دستک دی اودھر ساحرون نے نارنج ترنج
ہار فلفل کچھے سوئیونکے بہار پر مارے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین بہار بزور سحر اڑکر بیچ
میدان مین جاکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا اتنا کہنا تھا
کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھکر لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ پتھر سحر گلفام
سے برستے تھے وہ اس ابر پر گرکر دفع ہونے لگے اور اس ابر مین برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھین سبکی بند ہوگئین بعد
لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب سامان دیکھا کہ زمین وہانکی بسان روز روشن مصفا ہی ضیا باری سے یہ ظاہر ہی کہ دھوپ
کا دامن پھیلا ہی اس زمین پر نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریان پیاری پیاری بنی ہین خیابان جنان کو شرماتی ہین اور
درخت گلون کے سرسبز و شاداب ہین تراوت و نظارت مین نایاب ہین شاخین برنگ یار طناز عربدہ ساز

وہیاے قضا ہو کر آگے بڑھے ایک لاکھ چور اسی ہزار عیار ڈھمڈ یان بجانے توبڑے بتھرونکے لٹکائے حقہ ہاے
تفتی گھائیو نہین دباے کہتے چلے کہ آج یا ہم نہین یا لشکر ساحران نہین یہ خبر ہلکارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ
اہل اسلام کی فوج آتی ہی بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سرداران بقید
قتل ہولین تو انھین برباد کرین گلفام نے یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھچ گئی پس دیوار
ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کر کے جلادونکو حکم دیا کہ ہان
جلد کام کرین جلاد کہہ رہے ہین کہ ای گنہگاران جو کھانا ہو کھالو جو پیاسے ہو تو پیاس بجھالو کہ زمانہ اجل نزدیک
ہی بہادر زیردار بیٹھے جواب تو کچھ نہین دیتے لیکن بخشوع وخضوع درگاہ رب العزت مین استغاثہ کر رہے ہین کہ اے
خالق عزوجل و اے مالک جزو کل ہمین تیرے کرم پر آسرا ہی جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہی کہ بیت خداوندا
بچالے اس بلا سے گنہگارونکو یارب شاد کردے + زبان استجابت عائز دیک آیا یعنی بختیارک سے گلفام
نے کہا کہ مین ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہون یہ مصلحت اُسکا حال ابتک پیش خداوند عرض نہین کیا لقا
نے کہا ماہدولت سب جانتے ہین لیکن تونے برا کیا جو بیان نہین کیا اُسنے عرض کیا کہ مین اثناے راہ سے ملکہ
بہار جو سردار لشکر طلسم مین عمرو کیجانب ہی پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہی سوتے مین اسکو مین نے قید
کیا ہی صندوق بند رکھتا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجرمونکے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہین اسکو بھی قتل
کرون بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسی آفت کو اس حال مین نکالنا اچھا نہین دس طرف سے دشمن کو
روکنا مشکل ہوگا کہ بیت ایک دشمن قید تھا اب سو ہوے + قید مین بھی انسے ڈرنا چاہیے + گلفام نے کہا
ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کیلیے بندوبست کیا گیا ہی ویسا ہی قتل بہار مین انتظام کرنا ہوگا اگر اُسنے
سرکشی کی بس آج ہی ہمراہ سرداران اس سے اطاعت کرانا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہی ورنہ قتل ہو جائے
لقا نے اسکی راے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہرچند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نہ مانا اور
صندوق منگا کر بہار کو نکالا ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید مین مبتلا تھی دلمین غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی
ہوگیا تھا آنکھو نمین حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچہ سربستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے دست نقاہت سے
تھراتے تھے نظم

نگاہین رک گئین جالا کیون سے ... ارادے تھک گئے بیباکیون سے
ڈھلا سرمہ بھر آئے دیدۂ تر ... اُداسی چھا گئی جوبن کے اوپر
لبون پر آہ نے چھایا نشیمن ... ہوا صرف خزان چہرے کا گلشن
ہوے دلمین سنان غم سے روزن ... کیا اشکون سے استقبال دامن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی
از بسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہی اور صحبت یافتہ عمرو ہے لقا کو دیکھکر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتی ہو رہائی

اگر رات کو لشکر مین نہ تھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر مین نہ آونگا آپکو صورت نہ دکھاؤنگا یہ کہہ کر ابو الفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونون تجسس کنان جاتے ہین لیکن گلفام جو خداوند پاس بیٹھا ہی اُسنے بعد لمحہ کے شیطان سے کہا کہ ملک جی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہی اور حمزہ دیکھیے کب تلک غائب ہے اس جنگ مین مجھے طول نظر آتا ہی بختیارک نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جب وہ لوگ خود لڑین اسوقت سبکو غارت کردو جب حمزہ آئیگا اسکو بھی پکڑ لینا اسنے کہا وہ آپسے کیون لڑنے لگے بختیارک نے کہا اسکی تدبیر یہ ہی کہ جو سردار قید ہین اُنکو زیر دار بٹھاؤ اُنکی حمایت کو بادشاہ مع لشکر آئینگے سب لشکر مسحور بہ سحر کر کے غارت کرنا اس نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہو اور ازبسکہ مشہور کرنا اس خبر کو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند بعذاب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر انکا حال پریشان دیکھین اور عبرت کرین کہ مخالفت خداوند کا یہ نتیجہ ہی چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا وہان دارین استادہ ہوئین آرہ کش جلاد حاضر ہوے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار بٹھایا ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوے لشکر لقا دکو یہان مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوے ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنون کا خاتمہ ہی جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کسیکی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہین جور فلک سے اللہ بچاے اس موذی نے بہت سے سردارونکے گھر خاک مین ملاے کون ایسا گذرا جو اسکے ہاتھون ذلیل نہوا اغدار سینہ جلیل نہوا اسکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے سرافگندگی جمشید نے ضحاک کے آرۂ ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسیطرح سے اس دنیا کا پیشہ جور و جفا ہی کہ کون سا گل ہی کہ جو پھولا پھلا ہی اور دست برد خزان سے بچا ہی کہ بمقتضاے ابیات

نہ سمجھے تھے کہ دنیا میہمان سرا ہے　یہان آرام کی فرصت کہان ہے
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے　دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
بشکل شوق اپنے لوگ غم سے　ہوے ممنون گردونکے ستم سے
وہ آنکھین جنسے دیکھے تھے وہ سامان　اب اُنسے دیکھین یہ حال پریشان
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا　نہ تھا لوث نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھون سے گھٹنے بھی نہ پائی　کہ جور آسمان سے موت آئی
نہونے پائے لب لذت چشیدہ　تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

یہان تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گڑگڑاے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب خنگ سیہ قبطاس پر سوار ہوے کڑکا ہوا علمون کے پھریرے کھلے لکھو کھا سوار و پیدل آمادہ مرگ

اسلام چارسمت دوڑے کہین پتہ نہ لگا دربارگاہ پر آکر بستر ایا پایا تو کسی عیار کا لقا کے یہانکے بستر انبار یا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ مین عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر مین باندھکر صندوق عدم مین بند کیا اور مثل کنیز طرار غاہد صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا نظم

جو کانپا جسم شب مثل گنہگار — کہا سب نے کہ لے لینا خبردار
یہ کہتے کہتے مطلع صاف پایا — سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام سپہری کے نیچے سے ظاہر ہوکر دربار لقا مین آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمایش شیطان طبل لعرش بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آئے بعد بجالانے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی بیت خدا تجھکو کمبخت غارت کرے + جہنم مین تو مر کے ظالم جلے + امیر آجکی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام مین غلغلہ برپا ہی ہر شخص متفکر ہو رہا ہی یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کیون ملک جی تمنے مابدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا جانا اُسنے کہ آج مین گرفتار ہوجاؤنگا بختیارک نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہین جانتے ایسا مردانہ شیر بیشۂ جلاوت وہ ہی کہ اگر یقین واثق اُسکو اپنے مرنیکا ہوتا جب بھی نہ چھپتا چہ جاکہ ابھی تو سارا لشکر اُسکا موجود تھا اور مین اسکی طرف سے قسم کھاتا ہون کہ وہ مکار نہین ہی یہ باتین سنکر لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہین ہے ہمارا پنجہ قدرت اُسکو اٹھا لیگیا ہی ہمنے تیری خاطر سے اُسکو پکڑوالیا ہی گلفام نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا سچ ہی کہ تیری بڑی قدرت ہی بختیارک نے کہا یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا یہ نہ کہیے کہ مین نے پکڑوا لیا ہی ورنہ مرشد زادے آکر بہت بڑی گت کرینگے کہینگے بتا و امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالینگے لقا اس سمجھانے سے خائف ہوکر بولا کہ مین نہین کہتا کہ مین نے امیر کو پکڑوالیا ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ بغیر میرے حکم پتا نہین ہلتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہی کہ جب میری مشیت مین گذرا ہی سب ساحرون وحاضرین دربار نے کہا واقعی صحیح ہی کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہین ہوتا ہی یہان تو یہ ذکر ہی لیکن چالاک نے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار مین چلکر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار مین آگئے تھے سب گفتگو شیطان وخداوندی اور گلفام کا لاف وگزاف سُنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہین لایا ہی ورنہ بختیارک ایسی باتین نہ کرتا بلکہ دربار مین امیر کا ذکر ہی نہوتا پس اور کوئی معلوم ہوتا ہی کہ امیر کو لیگیا ہی جلکر پتہ لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہان لڑائی موقوف ہی بعد پتہ لگانے امیر کے آکر عیاری کرینگے یہ سوچکر دو عیارونکو وہان خبر گیری کیلیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر مین آیا غلغلہ برپا دیکھا بارگاہ مین بادشاہ متردد بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اُسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمرو کے نہونے سے یہ بدانتظامی ہی کہ امیر کا کل اسم اعظم بھلا یا گیا اور رات کو نہین کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا کہ واقعی خادم خطاوار ہے

رہے اسے میری حاتم مائی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون کہ کہین آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے تو کرون کنیز نے کہا مین مہر گہر تاجدار زوجہ امیر کی خواص ہون آج امیر آتے آتے پھر گئے ہین اُنکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آئینگے مین اُنسے قابو پا کے عرض کرونگی کچھ تیرا مقرر ہو جائیگا آج موقع عرض کا نہین ہی کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان اپنے اتنی پرورش کی ہی وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہی دہان میرا ایک دوست رہتا ہی اسکو دیکھ لیجیے اسی سے کہلا بھیجیے گا وہ مجھ کو بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہی کہ آپ ذرا سی تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کرکے اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہان لاکر اُسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کیطرح کا جانور بیٹھا ہی یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہی کنیز بیچاری اسطرف دیکھنے لگی اُسنے منھ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گھبرا کر نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکے کپڑے اتار کے آپ پہنے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اور اسکو وہین چھوڑ کر سب حال توزبانی کنیز سن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا یہان دربار گاہ پر **مقبل** وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہی اس نے جواب دیا کہ مین ہون طراز خواص **مقبل** نام اسکا سنکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون **مقبل** مزاج اچھا ہے **مقبل** کو اُسکے آنے سے ملکہ **مہر نگار** یاد آئی کہ یہ وہی محل ہی کہ جہانسے میری بی بی زہرہ **مصری** آیا کرتی تھی زہرہ مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب بیاہ نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت **مہر نگار** مین مثل کنیز رہتی تھی جب **مہر نگار** نے زہر کھا لیا اُسکے ساتھ سب خواصون نے اسکی زہر کھا لیا وہی بی بی **مقبل** کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونیلگا یہ عیار حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسکے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طرار خواص کھڑی ہی اور **مقبل** رو رہا ہی امیر مستفسر ہوے کہ اے **مقبل** کیون روتا ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن **گلگون** نے اپنے ڈبیہ سے آنسو **مقبل** کے پوچھے ڈوبٹے مین بیہوشی بھری تھی **مقبل** چھینک مار کر بیہوش ہو گیا امیر نے اسکو بیہوش ہوتے دیکھکر **طرار** سے کہا کہ ارے تو کون ہی اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حباب بیہوشی منھ پر مارا **امیر** بھی بیہوش ہو گئے اُسنے چادر عیاری بچھا کر دو حلقونسے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ سے پشتارہ باندھا اور رڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا آئنا تو نہین چھپتا ہوا ان راہونسے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہی نکلکر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے پہونچکر امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا ایک صندوق مین بند کرکے رکھا یہان بعد لمحہ کے **مقبل** کو ہوش آیا گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جا کر دیکھا نہ پایا گھبرا کر لشکر مین جو یا ہوا ایک جگہ **طرار** کو بیہوش پایا اُسکو اٹھا کر محل مین پہونچایا اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل **طرار** **امیر** کو آکر چرا لیگیا عیاران لشکر

کہ عمرو طلسم سے آئے تو خدمت خداوند مین جاکر عمرو سے مقابلہ کرون چنانچہ بہت عرصہ عمرو کو جب ہوا اُسنے صلاح
کی عمرو تو نہین آیا اور مین اگر خدمت خداوند مین نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون تو کیا خالی ہاتھ
جاؤن کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور بعد اسکے سردار
لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہین انکو گرفتار کر لائیے اور یہان سے باطمینان کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ نہ کیجیے
مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور لگا کر قنطورۂ زر لفتی اور دیبا بسقرلاطی حیلۂ
ناحق سے چست و چالاک ہوکر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد
قطع منازل اُس شب کو آکر لشکر ظفر پیکر اسلامیان مین پہونچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہر
سمت فکر عیاری مین پھر رہا ہے کہ وہان مہر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر باتو تمہر میرے یہان تشریف لاتے
تھے قریب بارگاہ پہونچگئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم کچھ ناراض ہوے یا مزاج مبارک خدا نہ کرے کچھ
ناساز ہوا پس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھین انکی بہن ہے
اور بسبب مرجانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ ہین قباد شہریار کی جو مرچکے ہین اور انکے بیٹے اب
بادشاہ ہین لشکر اسلام کے بادشاہ بھی اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھ کر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہین خلاصہ یکہ
سب بیبیون امیر کی یہ سردار ہے اسوقت امیر کے پھر جانیسے منغض ہوئی اور کہا لو صاحب انکا غصہ تو ناک پر
دھرا رہتا ہے بات بات مین تل بھوٹے خفا ہوتے ہین اب جو وہ آکر منت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولونگی اور مین کیا
کرون وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیر زادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے
مقدمہ مین بولی تو بیٹے سے منھ کچل دونگی وزیر زادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھپر ہے بھلا مجکو کیا مطلب جو کسی کے
مقدمہ مین بولون تم بی بی دمیان مجھے کیا دخل ہے ہان اتنا جانتی ہون کہ امیر بیوجہ اسوقت نہین پھرے نام خدا
تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہین تو پھر خفا ہونا بی بی خفگی بھی جا جا کی اچھی ہوتی ہے بموقع جو بات
ہے وہ بری ہے ملکہ نے کہا وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے ٹیڑھے ہو جاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی
ہون جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ مین جاکر دیکھ تو کہ وہ
کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے بس
جو وہ کہین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نکر نا طرار یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر چلی جب بارگاہ سے نکلکر
لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت
ہے چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا یعنی ڈاڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی مونچھین
منڈی ہین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا اور اُسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنے دانتون
مین تھا اس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہو کر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اسنے ایک روپیہ اسکو
دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اُسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھ سے ٹھنڈی

چنانچہ اسنے چالاک کو دیکھا چاہا کہ اسکو گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیارونسے ابھی نہ بولو اصل مطلب کیطرف توجہ رکھو جب سردار قید ہو جائینگے اسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچکر پھر وہانسے غائب ہوگیا اور لشکر مین حریف کے جانیکا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے ہین تو انکی صورت بنکر انکے لشکر مین چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر بس یہی کیا کہ سحر کے زور سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی یہان جب دربار برخاست ہوا امیر بعد ادائے نماز شب داخل مسجد کریاس ہوے اور نماز پڑھکر بعد آرام جانب محل مہر گوہر تاجدار جاتے تھے کہ اسنے آکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ غلام لشکر مخالف مین گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانیکا کیا ہی اور آپ پر سحر کر رہا ہی پس مین چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھین تاکہ سحر تاثیر نہ کرے امیر نے اسکو چالاک سمجھکر اسم اعظم ورد زبان فرمایا یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا جب آپ پڑھ چکے اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو انھون نے پڑھا ہی یہ انکو اب یاد نہ آئے جناب امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھے چلے گئے لیکن دور جاکر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل مین جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت صحیفہ ابراہیمی ہوے گلفام جب سحر کر چکا وہین سے غائب ہوگیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان صورت بدلکر پہلے عیار بارگاہ لقا مین گئے گلفام کو نپایا وہانسے خیمہ کی طرف اسکے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جاکر شگاف دن اول جھانکا کسیکو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہی یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح نہ پھنسیگا کل جب وہ دربار مین بیٹھے یا میدان نبرد مین بہر جنگ آئے اسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے بس یہ تجویز کرکے صحرا مین اسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر مین آیا پہلے بختیارک پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہی تم جاکر چھپ رہو اور کل جسطرح پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تم نے خوب کیا جو عیارونکے گرفتار کرنیکو ظاہر ہوے نہین آفت مین پھنستے فی الجملہ صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی انسے لڑے وہ موجود ہو جاتے ہین اسنے کہا ملک جی جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح مخفی ہوا لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر مین امیر اگر رہتے تو ضرور اُسکے سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیت کی مشیت و حکمت بالغہ مین اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچین اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ بیت مسبب کے اسباب دیکھو ذرا دہ کہ قدرت مین ہی اسکی کیا کیا دھرا ہی اس کوہستان مین جابجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے ہین اور وہانکے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہی اسیطرح ایک پہاڑ ہی کہ نام اُس پہاڑ کا گلگون ہی اور دامن کوہ مین ایک ملک آباد ہی اُسکا نام قلعہ گلگونیہ ہی مالک اُس قلعہ کا ایک کوہی ہی کہ اسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ مین عیارونکو آباد کیا ہی اور مدتون عیاری سیکھنے مین عمر ضائع کی ہی اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے کہ بارہ سو عیار شاگرد اُسکا ہی اور یہ ارادہ اُسکا ہوا ہی کہ عمرو عیار سے مین مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہی

تجھ سے مقابلہ نہ کرینگے اور اگر تو ساحر نہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہو
کہ حریف جسطرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہین خلاف شجاعت قدم نہین دھرتے اسنے یہ کلمات
سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو
اڑایا لشکری پیادہ ہوے بادشاہ نے ہنگام اجازت وہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آیا اور پکارا کہ او
خیرہ سر لاضرب مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست دپا مین آکر لپٹی ہر چند انھون
نے حلقے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹے اُسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوے پھر اسنے
مبارز طلب کیا آج دست چپ نہین تمانتا بندھگیا ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جعلساز کے رسن
سحر مین قید ہوتا تھا مثل مشہور ہو کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اسنے دوسو سردار رسن سحر سے باندھے
اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کہکر مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان نے پہلوان
روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود ہویدا ہوا کہ بیت جبین شام ہمولی ہر طرف سے ہوٗ چلے مشتاق
اپنی اپنی صف سے ہوٗ سر شام لشکر ونمین طبل بازگشت بجا اہل اسلام کیطرف سے دلاور پکارے کہ اے گلفام
تمھاری شرط ہو چکی اب کل صاحبقران روزگار مقابلہ کرینگے اُسنے یہ نہیب سنکر جواب دیا کہ مین خود
سواے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر مراجعت کی لشکر ون نے کمر کھولی لقانے بڑی دھوم سے
جشن کیا گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح مین تجکو طرہ پیغمبری دونگا اور
تجھے حور یہ جنت عوض مین تیری زوجہ کے عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات محبت خداوند سے سنکر سجدہ کیا
اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ مین بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنیکا سر لقمان
کے وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا ملک جی اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہی اسکو بھی گرفتار
کر لون تو سبکا فیصلہ کرون بختیارک نے کہا اب تم بھی اور ونکی طرح سب کے گرفتار کرنیکا حوصلہ کرنے لگے
اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہی وہ مالک اسم اعظم ہین کل کا دن تمھارے لیے قیامت
کا ہی ضرور مارے جاوٗگے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے کہا آپکا فرمانا بجا ہی مین فکر کرتا ہون اور بیٹھے بیٹھے
غائب ہو گیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا کہ
لشکروں بہر کا خستہ دشکستہ ہو دربار برخاست اگر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی
نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے گا میرے حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا یہ فرماکر داخل شبستان ہوے لشکر مین چالاک
نے طلایہ کا گشت اور پہرے کی چوکیان قائم کین سردار اپنے اپنے عیار کو بہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے
جب سب بند وبست ہو چکا نرسنگھا پھکنے لگا بیدار باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اسوقت جب
کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیار و نکے فکر مین ساحر کو گرفتار کرنیکے روانہ ہوا جب لشکر ساحران مین
پہونچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا اپنے لشکر کے کنارے آکر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام مین جائے

بپیا ہے جسنے شیر مادر　　وہ عزت پائے گا مرکر مقرر
کنیزک زادہ منھ پھیرے گا ہر بار　　بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت مین آکر جھومتے تھے شب رزم کو شمعہائے تیغ سے بہر نثار پروانہائے جان روشن کردیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دنکو کہین یہ اندھیر نہو کہ آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب ناموری سے مبدل نہو جائے اسی فکر مین کہین جو ٹمین صاف ہوتی تھین کہین گھاتین بہر مصاف ہوتی تھین تیرونکو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار تہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز کلہ شکنی پہ آمادہ نیزے سینون پر طعن کرنیکو استادہ تیغ باران ہلاکی میخ خنجرون کو جان لینے مین کیا دریغ تمام لشکر شب بھر جانبین کا اسیطرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب بسان نظر کج بازان پھر گئی و مثل نام نیک بہادران روز روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا **نظم**

چو خورشید از چرخ گردندہ سر　　بر آور د برسان زرین سپر
دو لشکر بر آمد زیک رہ بجاے　　نہ سر بود پیدا اسپہ را نہ پاے
بر آمد یکے ابر برسان قیر　　سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
بر آمد زہر دو سپہ بوق کوس　　زمین کرد با آسمان دست بوس
زنعل ستوران پولاد سائے　　زمین چون فلک خم است نقش نجاے
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد　　سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر مین بصد توقیر لیکر میدان مصاف مین آکر جانگیر ہوے اُسطرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتہ ساحر شریر کا نپایا صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا تو **گلفام** بد انجام اسی مسہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بیلداروں نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھادیا لیکن دلونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب صفین جم چکین **گلفام** نے مرکب دود مثل رود ادل زمین سے پیدا کر کے سواری لی اور آگے بڑھکر بموجب فہمایش **بختیارک** نہیب دی کہ یا **حمزہ صاحبقران** آج مین آپ سے طالب نبرد نہین ہون بلکہ آپکے سردارون سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنیوالے نہین یا یہ فرمائیے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی ہین میلا دکھلانے کیلیے جمع کرلیا ہے لڑنے والا کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہے اگر یہ امر واقعی ہے تو آج مین پھرا جاتا ہون کل آپ سے اگر بدلقا کی ہوگی تو لڑونگا یہ صدا جب بہادرون نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی عمل مین آئیگا سوائے سردارونکے امیر

تھکے اعضا دلون سے چاہی آرام | اُٹھین آنکھین نظر آنے لگی شام

شام کو لشکر و نمین طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ بھر کر داخل بارگاہ ہوئے فوج بھی آسودہ ہوئی
گلفام جب دربار مین آیا **بختیارک** نے کہا آج تمنے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سردارونکو کہان قید کیا
اُسنے کہا ملک جی مین سردارنکو ابھی تو ایک خیمہ مین قید کر آیا ہون لیکن زیادہ اسیر نہ رکھونگا قتل کرڈالونگا
بختیارک نے کہا عقلمند کی دور بلا انھین سمجھا ناکیا یہی میری بھی راے ہے اسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور
تھوڑیسے سردار اسیر کرلون تو قتل کرون **بختیارک** نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو وہ یہ ہے کہ تم آج
کہین چھپ رہو کر کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجواتا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردارونکو گرفتار
کرو دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہوجائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اٹھکر مخفی ہونے
چلا اگر حکم نواخت طبل دیا گیا چنانچہ **چالاک** و **ابوالفتح** بہ اشکال مختلف یہان حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے
چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوے اور **گلفام** بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار پشت بارگاہ پر آئے اور
قنات مین چھپکر ایک سوراخ برابر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے غرضکہ دیکھا اس نے آکر
پہلے شراب پی کچھ کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اُسکے سونے کیلیے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور
پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار مشورہ پذیر ہوے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر
بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کرنیکے لیے **گلفام** مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدلکر آجائے
اور کچھ باتین مکر آمیز کرکے اُسکے منھ پر حباب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے
ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا اور از بسکہ **گلفام** خوف عیاران سے بہرا چوکی نہ رکھتا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا
یہ بیخوف و خطر آیا دیکھا کہ شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن **گلفام** کا پتہ نہین اُسنے
مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نپایا ناچار ہوکر پھر باہر آیا اور بصورت **بختیارک** کی بنکر اندر گیا
اور پکارا کہ اے **گلفام** کہان ہو جلد آؤ ہر چند اُسنے پکارا مگر کسی نے جواب دیا اور نہ کوئی متعرض حال اُسکا
ہوا یہ پھر باہر آیا اور **چالاک** سے کہا اب کیا کرین اُسنے کہا مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم بھی ہین اگر
موقع ملا تو مارینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا ہلکارون سے بادشاہ
اسلامیان نے جو سنا نقارہ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار معاف کرکے داخل شبستان ہوے
لشکری کارسازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل
تھے اُنکے دل بڑھانیکو چارسو نقیب بلند آواز سے نقابت کررہے تھے یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہان اے
بہادرو یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکسان ہے مثل مشہور
ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و
کم اصل ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جو ہر رزالت اُنکے کھل جائینگے کہ بمقتضاے ابیات

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بدانجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان مین آیا اور سحر سازی دکھاکر پکارا کہ کہاں ہین وہ لوگ جنھون نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر بچگیے تو اب بچناد شوار ہے ہان آئین سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ نہیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور بادشاہ سے رخصت خواہ ہوکر بسان شیر غضبناک سامنے آیا گلفام نے اسکو آتے دیکھکر ایک تار ریل جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھوان نکلا اور سایک جا جمع ہوکر گھوڑا مشکی رنگ بنگیا یہ اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل فولاد ہوا اس بہادر نے حربہ طلب کیا یہ اپنی کمر مین وہی رسی بالونکی لپیٹے تھا کمر سے کھولکر سحر پڑھکر شل کمند فولاد پر ماری اُسنے ہرچند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقۂ رسن سحر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ الجھکر گھوڑے سے گرا گلفام نے باندھکر ساحرون کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا ایکی مرتبہ تورج لشکر اسلام سے بہ شوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب حرب ہوا اسنے وہی رسی اسیر بھی پھینکی کہ شہزادے کے ہاتھ پاؤنمین وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کرکے لیگئے اسنے پھر نہیب دی ایکی مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے اور جانشین حمزہ یعنی دارائے ہند لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کودا عرض کیا کہ جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جہان پہلوان تمنے کیون تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے اسنے عرض کیا کہ اب تو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت میدان کی نہ ملیگی تو آبرو میری نہین کیا خاک رہیگی ہزوریاے لشکر موجزن ہین آبرو میری نہ گھٹائیے لڑنے سے نہ بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیگر سپرد بخدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خاسر کے پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بوقت طلب ضربت رسن کھینچکر ماری اسنے دعاے صحیفۂ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے ببرکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام پیچیدہ نہوے اور لندھور گرز اٹھاکر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبراکر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھوان زمین سے نکلا اور لندھور اُس دھوئین مین چھپکر بیہوش ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی مین لندھور کو اٹھاکر لشکر ساحران مین لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہین ہے الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام مین پھیلا لایا اس اثنا مین بختیارک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ ای گلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکار و مجملا اگر پکاروگے حمزہ مقابلہ مین آئیگا پھر وہ مالک باطل سحر ہی کچھ بن نہ پڑیگا یہ نصیحت اسنے منظور کرکے نام بنام سرداران اسلام کو نہیب دی اور اسطرف سے دست راستیون نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا وہ البتہ رسن سحر ہوا شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع مین آفتاب بندھا ہوا زندان خانہ مغرب مین اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب عالمگیر ہوا کہ

نظم

	اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک		ہوا آنکھون سے حسن شام نزدیک

چوب پڑی دنیا دہلگئی دربار سے اٹھکر دلاور خیمونمین آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گرز دن کی سربلندی کا وقت نزدیک پہونچا اسطرف ساحر نئے نئے سحر تیار کرتے تھے کلچڑیان بھنگے بھینٹ مین چڑھتے تھے **گلفام** نے بھی جو کا سور کے خون سے دیا تھا کلیجی کا بھوگ لگایا تھا اگیارہ کا دھوان جسم کو دیکر اپنے بالونکی ایک رسی بٹی تھی اسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا نیا سررشتہ لڑنیکا پیدا کیا تھا لشکر دین مین نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے رعایا عوام الناس بازاری کنارے ہوے تھے کہ آفت مین نہ گھر جائین بہادر کہتے تھے کہ سر جائین مگر قدم نہ پھر جائین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ **ابیات**

کسی کے لب پہ تھا یا سامری جی ‏ دیا مجھپر جو کل ہوگی تمھاری
تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے ‏ کلیجہ چھیدونگا دشمن کا بڑھکے
کوئی کہتا تھا اے پیارے دہنتر ‏ مرے دشمن کے کل بگڑین پنتر
کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے ‏ رکت آکر یون جوگی کی چاٹے
پڑھو منتر دوائی مین جگایا ‏ یہ ایشر یا جاپ ہے ہمنے سنایا

اسی ہنگامہ مین خاطر دہر مائل بہ سفاکی ہوئی سینۂ فلک داغون سے صاف ہوا ہر جسم مین پیدا اجالا کی ہوئی **نظم**۔

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا ‏ کہ یارو وقت لڑنے کا پھر آیا
چلو میدان مین اور ہمت نہ ہارو ‏ عدو کا بار سر تن سے اتارو

صبح کو بادشاہ گردون بارگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوے **امیر** مع تمام سردارونکے مسجد کر باس سے آکر ٹھہرے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر مین لیکر سمت جنگاہ روانہ ہوے جب جاے مصاف پر پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار دکیدان اپنے اپنے سردار و سالار کی صف مین جمکر کھڑے ہوے بسان سد سکندری دیوار آہنی کھچی تھی تلوار ونکی چمک نے دیدہ ہاے حلقۂ زرہ مین روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل پہونچکر پرا جمایا تھا **گلفام** آج اژدر پر سوار ہوکر آیا تھا فوج کے ساحر فیل وشیر وکرگدن واژدر شعلہ فشان پر سوار تھے صورت مین بد اور سیرت مین نابکار تھے کوئی سنکھ جب پھونکتا سنکھ سے شعلہ نکلکر دھوان ہو جاتا اور عالم کو تاریک بناتا کوئی نفیر سحر کو دم دیتا اس مین سے دھوان نکلکر ابر بنتا اور آگ برساتا عجب آفت برپا تھی کہ **نظم**

زہر سو برآمد خروس سپاہ ‏ برفتند یکسر سوے رزمگاہ
زبس نالۂ بوق کوس دوراے ‏ ہمی آسمان اندر آمد زجاے
ہم از بال اسپان ودست عنان ‏ نہ گوپال وتیغ وکمان وسنان
توگفتی جہان در دم اژدہاست ‏ دگر آسمان باز مین گشت راست
نہ بد پشہ را روز گار گذر ‏ زبس تیغ وگرز وکمند وسپر

دیکھکر چاہا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری کہ لے بچیاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کرکے لڑو گلفام نے کہا تو نمکحرام ہی تیری یہی سزا ہی مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی میری مرگئی ہی اُنسے تجکو مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام سنا دلمین سمجھی کہ دیار معشوق مین بغیر گرفتار ہوے جانا نملے گا یہ سمجھکر بولی کہ ای گلفام تو تجکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ بہت پچھتائیگا مدعاے دل نہ بر آئیگا اُسنے نہ مانا اور اس گنجینہ حسن کو سحر سے بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور لشکر مین لاکر حکم کوچ کا دیا چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے ڈمرمونا قوس بجنے لگا گلفام نے ایک اژدر پر صندوق بار کرلیا اور تخت پر سوار ہوکر اڑا طائران سحر سے روے ہوا کالا تھا آتشباری سے دل روزگار مین چھالا تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا راہ مین جہان کہین ٹھہرتا بہار کو صندوق سے نکالکر سحر خوب ساکر کے سوزن دور کرتا اور کھلا پلا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا یہان اُسکے آنیکی خبر نامہ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران لقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اُتروایا یہ خود بارگاہ مین آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوند نے دیا خلعت پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا بختیارک نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزاوار نہین ہی بی بی تمھاری یہین بیٹھی تھین یہ بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تمتو اپنی زوجہ سے قریب ہو کہ جا کر ملو گے مگر ہمسے بی بی بھی تمھاری جدا ہوئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رونا بھی بھولا اور کہا ملک جی تم تو ایسی باتین کرتے ہو گویا مین بھی مارا جاؤنگا اُسنے کہا اسمین کچھ شک بھی ہی بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مرشد زادے آئے اور تم جہنم مین گئے اُسنے ہنسکر کہا کہ تمھین حول سما گئی ہی یقین آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا مگر نہین اب کل ہی سب مسلمانونکا خاتمہ کردونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہین یہ کہیے کہ مرنیکو جی جلدی چاہا ہی وہ تم کہا کرو اجل جلدی کرتی ہی مثل چلی آتی ہی کہ موت پھڑپھڑاتی ہی ان باتونسے زیادہ تر اسکو غصہ آیا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہی اسکے کہنے کا برا نہ ماننا ہم تجکو اپنا نظر کردہ کرتے ہین اور سب مسلمانون کا خون تیری تلوار مین بھرتے ہین تو سبکو ماریگا اور کوئی مسلمان تجھے قتل نہ کرسکیگا ارشاد خداوند سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنیکا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب مثل احسان کم ظرف مہر تابان سر پر فلک سے اترا اور مزاج ساحرۂ شب نے خاطرداری عالم سے سوا پایا کہ **نظم**۔

کہ عمر روز نے انجام پایا　　تبسم زا مزاج شام آیا
جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ　　ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ

شام ہوتے ہی صداے نقارہ حربی بلند ہوئی جواسیس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالاکرام ہوے زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ **بیت** کہا شاہا فدا ہم لاکھ جان سے ؎ بجا تعریف کیا لائین زبان سے شوہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر بدانجام نے اگر ارادہ نبرد کیا ہی لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ نے یہ خبر سنکر امیر کیجانب اشارہ کیا امیر نے حکم نواخت نقارہ رزمی دیا طبل حشامی و کوس سکندری بجے

گرد لود دامن گلہاے تمنا سے بھرلو عشق کہتا تھا کہ جو اصل مین مزا ہی وہ نقل مین کہان جلد چلکر نظارۂ روے دلبر کرو لیکن خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اُسجگہ ٹھہر گئی اور ازبسکہ یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہی جدہر اسکی نگاہ اٹھ گئی گلو نین جان تازہ پڑگئی نہرین بسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ زدہ سبزہ زنگاری اسنے اُس جنگل کو تادیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان انجمن مین تیرے گلہاے عشرت چنین گے بسان خار دامن سے اُلجھینگے یا برنگ گل گلے کا ہار نبین گے افسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو سماعت کا بہانہ ہوگا **نظم**

گریبان چاک ہونگے صورت گل
حذر مانگین گے اقصد بے تابل
ہوس کہتی ہے پھر اڈین وہی جوش
مزے دین روح کو کھوے ہوے ہوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا
نکلجائے کوئی ارمان تو جی کا
فراق یار مین بیتاب ہو لین
تمنا ہے تصدق ہوکے رو لین
لبون پر ناز کرلے جوش فریاد
محبت یہ تو کہہ لے خانہ آباد

اسی سودا لے جوش الفت مین دربار تک پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہواے محبت نے کار نسیم سحر کیا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظون کے کسقدر رہتے تھے انھون نے اسکو پہچانا ازبسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن **حیرت** کی ہی و نیز ساحرہ زبردست ہی کسیکو اسپر ہاتھ ڈالنے کا یارا نہوا سواے اسکے کہ طائر بنکر اڑے اور **گلفام** منزل بھر پر قلعہ سے نکلکر اترا ہوا تھا اسکے سامنے آئے شکل انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بدعا دی کہ **بیت** رہے ملک بر باد تیرا ادام + بنائے تجھے تیرا دشمن غلام + ملکہ بہار ذی وقار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار آکر سو رہی ہی نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے **گلفام** یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجھکو خبر پہونچی ہی کہ یہ ملکہ شریک باغیان بادشاہ طلسم ہی یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہی جو ماری ماری پھرتی ہی اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نذر دینا لازم ہی کیا عجب ہی کہ تیری بی بی اسکے عوض مین خداوند عطا کرین یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کرکے مع چند ساحرون کے جو آگے بڑھا اس فتنہ پرداز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل ہو رہی ہی شمع رخسار کو دے رہی ہی چاذ حسن دورباش کہتا ہی سایہ اُس پر یکا پہرہ دیتا ہی کلیان گلو نکی چپ ہین کہ چٹخنے سے آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اُس گل کی فرق نہ آجائے باد صبا دبے پاؤن چلتی ہی کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہی شب زلف کی رخسار سحر پر چڑھائی ہی نہین نہین شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہی شبنمی ڈوپٹے کی آڑ مین سینہ کا ابھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائچونکا کھلجانا اور پنڈ و نکا اونچا ہونا اُنہین پائجامے کی چرسون کا جوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہی کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہوجائیگا **گلفام** اس گل بے برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اس کے حکم سے سوتے ہی مین سحر پڑھا کہ دست و پا اسکے بیکار کردیے پھر پاس جاکر زبانین سوزن دینا چاہا آنکھ اسکی کھلی ان موذیونکو

ایک راہ نرگس کوہ گئی ہی اور ایک راہ طلسم ہوشربا لیکن اول قلعہ **گلفامیہ** ملیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہی وہانسے چاہے طلسم مین جائے چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام مین جائے اب طلسم کو کب سے چلین تو آخر طلسم ہوشربا کیطرف آنکلین بہار نے جو نام لشکر اسلام سنا دلسے کہا کشش کیسی صادق ہی یا اپنے عشق کا اثر لاحق ہی جو دیار جانان تک خود بخود آنا ہوا راہ بھولنے کا بہانہ ہوا اب یدکے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ کر عیارون سے کہا کہ مجھکو زیارت **امیر** کا کمال اشتیاق ہی و نیز تمسے بھی ایک مدت ہوئی کہ فراق ہی اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقت مین فراق کشیدہ اپنے احباب وطن سے تھے گویا ہوے کہ ای ملکہ بہتر ہی چلو اسنے کہا کہ سوار ہوکر روانہ ہو عیارون نے کہا باتفاق چلنے مین سرحد دار طلسم طلسم کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑجائیگی بہتر یہ ہی کہ ہم دونون عیاری سے بیرون طلسم جائین اور تم بزور سحر نکلو پھرتے وقت سمجھ لیا جائیگا **بہار** نے کہا اچھا اور عیارونکو رخصت کردیا آگے بڑھکر **قران** نے برق سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہو گئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی **بہار** جو پہلے روانہ ہوئی کہین سحر سے اڑکر چلتی کہین حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی دلمین جوش تمنا لب پر حکایت عشق وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہی کیون اپنا دل پرائے بس مین دیتی ہی ابھی خیر ہی پھر آگے بڑی سیر ہی جب محو حسن رخسار ہوگی از روے چشم بیمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل صید ناز ہوگا وحشیون کا سا انداز ہوگا ابر گیسو باران بلا برسائیگا سر اُٹھانا مشکل ہو جائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور گاہے اسطرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی مین دیکھو دل آیا ہی ثواب نہ جوکو ننگا ہون مین جو غضب پیدا ہوے ہین رفتار مین جو ستم ہویدا ہوے ہین کسی پر تو یہ جفا کی جائے جو چوٹین صاف ہون ناز و غمزے کسیکے دل سے عازم مصاف ہون شمشیر ابرو کے وار کبتک خالی جائین آنکھین کسیکو تو گردش قسمت دکھائین عارض آرزوے بوسہ بڑھائین سینے کا ابھار کہانتک سرو رگر بیان رہے ساق پا کبتک پردہ مین پنہان رہے چھاتیان قبۂ فانوس بزم محبت نہین ساق پا کسی شب کو شمع عریان نبکر فروغ دہ انجم الفت ہون کبھی دلبر ہجوم آرزو ہوتا تو اضطراب تمنائے شباب کا سنکر دل بے قابو ہوتا تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ بموجب **ابیات**

ہوئی مدت کہ جوشش نوجوانی
نہین آرام بخشش زندگانی

خدا جانے وہ وقت آئیگا کس دن
کہ روشن ہو تری شمع دل افروز

کہینگے ہنسکے سب گذرا ہوا حال
کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال

تجھے دیکھین گے خندان صورت گل
گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل

وہ بوسون کے چٹاخے جسکی آواز
دل مشتاق پر کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسیطرح باتین دلسے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحراے ملک گلفامیہ مین پہونچی اس دشت سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اُس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا اب یہین بستر لگاؤ تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہان ہان اچھا تو ہی ٹھہر جاؤ نگاہ شوق کا تقاضا تھا کہ رخسار معشوق کے بدلے دیدگل

ایک پتلا سحر کا لیکر افراسیاب پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر امداد خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہی اسکو جانید ویس جواب لکھدیا کہ عرضی تمھارے استدعا کے موافق مزین بہ دستخط کرکے واپس ہی زوجہ کا مرنا تمھاری معلوم کرکے مابدولت کو بھی افسوس ہوا تم پر مراعات سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ خداوند اُسنے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے ہی کہ بار بار جسکی شکایت خداوند فرماتے ہین واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون افعال پر ہی کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض مین خداوند مجھپر نازل نہین کرتے پس بموجب بیت شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار + کہ اگر خار دگر گل ہمہ پروردۂ تست + خداوند الٰہا رفیع بارگاہا میری غفلت پر نظر نہ کرنا مین خطاوار ہون اب شوہر لالہ زار کہ ساحر زبردست ہی خدمت مین حاضر ہوکر مقابلہ بندگان خاطی کریگا اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب مین اُسکے بھیجیگا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی پاکر انتظار گلفام مین بیٹھا اور اسطرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ مین پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار براے حفاظت قلعہ مین چھوڑے کسلیے کہ طلسم ہوشربا مین چالیس کنوئین سحر کے ہین انمین سے ایک کنوان چاہ زمرد تھا کہ جسکا میلا جلد اول مین بیان ہوا چنانچہ ان کنوون سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد مین ہین اور اس طلسم کی چالیس سرحدین ہین اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلیے ہین ایک دروازہ وہ ہی جدھر اسد ہی اور پاس قلعہ گلفامیہ مین تین دروازے ہین ایک تو ادھر دروازہ ہی کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا مین جانا چاہین تو پہلے قلعہ گلفامیہ مین آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہی کہ نرگس کوہ کے رہنے والے اُدھر سے طلسم مین جا سکتے ہین اور تیسرا دروازہ وہ ہی کہ عقیق کوہ کے ساکن اور رجلہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ مرمر قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم مین جا سکتے ہین چنانچہ سپاہ بیکران اسلیے گلفام نے یہان چھوڑی کہ ان سرحدونکی بخوبی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہوچکا آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا ایک منزل پر آکر اترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرا اے تازہ سنیے یعنی عاشق روے شاہ اسلامیان ملکہ بہار مع دونون عیارونکے جو طلسم کوکب سے چلی تھی اور اُس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم عمرو ساحرون نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ مین آگئی اور راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہی اسوجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور بہار اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہی عیارون سے کہا مین راستہ بھولکر نہین معلوم کدھر نکل آئی عیارون نے کہا آپ تخت اتار دیے تو ہم راہ کسی سے دریافت کرین اسنے تخت اتارا عیار صورت بدلکر روانہ ہوے اور راہ آیندہ روندہ سے حال پوچھکر پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہی یہان سے

قتل کرتے جائین یہ سنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحر جو روکین اسنے عہد لیکر اسکو چھوڑدیا
وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے اُنسے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہان وہ آفت
آئی ہے کہ سب مارے جاؤگے ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوے سردار دنکو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے
خیمے مین اس عرصے مین ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور مہر تابان بشکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے
آویزان ہوا

نظم

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر
دھواں ہلکا ہوا شب کے جگر کا
موذن کہتے ہین اللہ اکبر

امیر برائے ادائے فریضہ رب قدیر مسجد گہر پاس مین داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس ہوے امیر نے سر گلے
سینے سے لگائے پھر بعد فراغ طاعت الٰہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوے بادشاہ بھی اور رنگ شہنشاہی پر جلوس
فرما تھے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گزرانتے ہین بادشاہ ہوے بادشاہ نے
ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلدو مین اس عیاری کے مالا مال کردیا پھر ارباب نشاط
حاضر ہوے رقص کا سما بندھا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہے اس جانب لقا بوجہ
اُٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم سحر بکروفر تخت نکہت پر آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور
بکتا ہوا کہ ارے خداوند وہ تیری بندی گندی جہنم کی ٹھری مین ٹھنڈی ہوگئی اُسکو ہم بھی جل بسے تھے مگر رحم آگیا
جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا ہمنے پہلے ہی تقدیر مرنیکی کردی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت
پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی ہماری الفت اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمہ
سے اُٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائین حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل بر
شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور پہاڑ پر سے پنجہ لیگیا اس طرف
ساحر نالان و گریان قلعہ گلفامیہ مین مع لاش لالہ زار پہونچے شوہر اسکا سر پر حکومت پر متمکن تھا کہ لاش
ساحرون نے سامنے لاکر رکھدی گلفام نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہاے میرا گھر تباہ ہوگیا افسوس
میرا پہلو اجڑ گیا میرا آرام خاک مین ملا اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تونے آخر محبت فولاد مین جان دی
سطرح کا حال مین نے سنکر درگذر کیا تھا لیکن فلک نے تجھکو آخر مجھ سے جدا کردیا ارکان دولت نے اسکے
سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمایئے وہ بی بی بڑی نیک تھین کہ جو خداوند پر جاکر نثار ہوگئین اب انکی
بہشت مین سیر کرتی ہونگی کسکے ایسے نصیب ہین جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اسنے
حکم دیا کہ لشکر جو ہمراہ آیا ہے اسمین سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہین اور جو فوج یہان موجود
تھی اور جو ہمراہ آئی ہے وہ سب تیار ہوکر میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اُسنے ایک عرضی
جس میں سب کیفیت کی شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اسمین تھا کہ اب غلام آپ کا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی

کوئی حق محبت یاد بھی ہے — قبول خاطر آزاد بھی ہے
مین اب دشمن ہون یا آگے کبھی تھی مین — نہین شایان ہون لطف و رحم کی مین
کبھی ہمپر بھی تھے الطاف تیرے — جگر دل سب طرح تھے صاف تیرے
کبھی ہمسے بھی ملتی تھین نگاہین — صدائین لب پہ دیجاتی تھین آہین
حذر کر آہ مظلومان سے ظالم — خفا ہوتے نہین مہمان سے ظالم
یہ چند انفاس ہین باقی جو کچھ دم — غنیمت ہین کہان تو اور کہان ہم
بسر کر زندگی آپش دلدار — بجالا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتین کرنے مین یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اُسکی باتون پر لگا تھا ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بشکل نسرین سر پر کھڑا تھا اسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار مین کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک مین بٹھا دیا لالہ زار نے باتونکے خیال مین کچھ نجانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہی پکارا کہ اے ملکہ خبردار سر پر تمھارے اجل سوار ہی اس کہنے سے اُسنے گردن اٹھا کر دیکھا چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑکر شق ہوا ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہی چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقۂ کمند جھٹکے سے گردن مین کچھ ہوا سردارون نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا باہر جو ساحرونسے منع کر دیا ہی کہ بغیر ہمارے کہے کیسا ہی غل کیون نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اُسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہونچے اس قحبہ کو مار ڈالئیے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ مین جہنم مین بھیجون آپ اس کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سردارونکو تو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا چالاک نے کہا او منافق آج بغیر قتل کیے تجکو ہم باز نہ آئینگے بختیارک لگا کلمہ پڑھنے چالاک اسکی باتین فریب آمیز سنکر گویا ہوا کہ ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو اُسنے کہا بہت بہتر مین تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہون یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن مین پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ مین لیکر بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتین مارین کہ کیون اے بحیا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لاتین کھا کر پکارا کہ زہے عزت یہ لاتین صحت جان ناتوان ہین چنانچہ یہ تو مسخرا پن کرنے لگا مگر چالاک نے تامل مناسب نسمجھا فورًا لالہ زار کو ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ارے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہی میرا دل ابھی سے دہلتا ہی یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ ساحرہ کے مرنیسے غل و شور برپا ہوا سردار اُسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑکر گلوے بختیارک پر بھی خنجر رکھا اُسنے کہا اے مرشد میری کیا خطا ہی اُسنے کہا کہ ساحرہ تیرے غل کرنے سے آ گئے ہین بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائینگے بہتر یہ ہی کہ تجھے بھی

آئینہ سامنے رکھکر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون سے کہا ملکہ تو ادھر سے تشریف لیگئین مگر فرما گئی ہین کہ قیدیونکو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے ہم حاضر ہین یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اُسپر یہ بھی جا بیٹھا ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت راہ کی لشکر لقا مین پہونچے نسرین نے کہا تم میرے خیمہ مین قیدیونکو لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا لالہ زار اسی کی منتظر دربار مین بیٹھی تھی اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحرونکے میرے خیمہ مین ہین یہان اسلیے نہین لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار کرین بس حضور وہین چلکر انھین قتل کرین تو بہتر ہے لالہ زار یہ سنکر اٹھی شیطان خداوند کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ ہولیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُسنے سب ماجرا بیان کیا شیطان نے کہا بخوف عیاران سردارونکو بارگاہ مین نہین بلایا تو کیا ہوا وہ آئین یہ آئین جہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی اُنکے قتل مین تمھارا شریک ہوُن یہ کہکر باتین کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین مین جب پہونچے نسرین نقلی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر جاکر حفاظت کرین کہ کوئی آنے نپائے بختیارک کو بھی یہ راے پسند آئی کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہے ہوشیاری مناسب ہے لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوے نسرین نے آگے بڑھکر اُنسے کہا کہ ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ مین کیسا ہی غل دشور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا اور نہ کسی لشکری کو آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور خنجر بختیارک و لالہ زار کھینچکر پہ علمشاہ و توریج و ہاشم و فولاد کے آئے یہ بیچارے طوق اور زنجیر سحر مین گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک نے دوسرے سے کرکے گواہ بنالیا پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون کو پکارا کہ اسے غالب کل غائب احکم الحاکمین بموجب

ابیات

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے		دعا نکلی یہی سوز جگر سے	
کہ یارب اس بلا سے مخلصی دے		تصدق سے پیمبر کے بچا لے	

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہے ازل سے یہ دستور نکلا ہے اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھائین تم بھی منت پذیر ہو شاید راضی ہوجائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہان اور یہ کہان ہمدم کی صحبت ہی غنیمت ہے کہ سر اجل سر پر ہے نظر مصروف حسرت کو ہجوم شوق بس فرصت بہت کم ہے کہنا نسرین کا بہت پسند آیا بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پر از نصیحت و شکایت کھولی کہ

ابیات

کہا اُسنے کہ او نا آشنا دوست		وفا کرتے ہین یوہین دوست با دوست	

جب خدمتگار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے
پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عمرو کا بینظیر عیار تھا اسکی وجہ سے مین ایسی باتین کرتا تھا ساحرہ نے کہا تو نے مجھسے پہلے ظاہر
کیون نہ کیا کہ مین بندوبسحر پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتین اسوقت تک ہم نہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار
کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہین جنسے شیطان ایسا ڈرتا ہی دیکھیے کہ جان یہان کیونکر بچتی ہی
اسی اندیشہ مین دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہوسکا ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی
رفیق سے کہا کہ تم کئی منزل پر ایک صحرا مین درہ ہی پہاڑ کا وہان جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے
کا دیتے ہین اور سردار اندر درے کے قید ہین انکو لے آؤ نسرین حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی ازبسکہ
کئی منزل جانا ہی اسلیے اپنے خیمہ مین گئی کہ کچھ اسباب احتیاج کھانے پینے کا سامان ساتھ لیلون یہ جب خیمہ مین
چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر لشکری سے کہا کہ بھائی ذرا اس سے پوچھنا کہ
کہان جاتی ہین اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیون اٹھ آئین اُسنے کہا مین قیدیونکو لینے جاؤنگی
یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جبتک خیمہ مین نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت
بصورت اُسکے تیار کی اسی خال وخط اور لباس و زیور سے درست ہوکر اُسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ ویرانہ
صحرا مین آکر ٹھہرا اس اثنا مین نسرین خیمہ مین تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اسیطرف آئی کہ جہان
لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اُسنے اسکو دیکھکر پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہرنا اُسنے تخت روکا اور اسکو پہچانکر
زمین پر اتری عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی چالاک نے کہا بعد تمھارے آنیکے مجھکو خفقان ہوا کہ
مبادا کچھ راہ مین فساد واقع ہو پیچ پڑجائے بدینوجہ چلی آئی اب ہم تم ملکر قیدیونکو لے آئین نسرین نے کہا بہتر
آئیے سوار ہوجیے چالاک اسکے تخت پر سوار ہوا اور اس کے تخت اُڑایا جب بزور سحر کچھ دیر مین
اسی صحرا مین پہونچی کہ جہان درہ پہاڑ کا تھا اسنے وہان اُتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق ودق ہی اور اس صحرا مین
ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہی کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہی ہر درے سے اسکے بخار دل کی طرح دھوان نکلتا ہی
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہین بستر لگا ہی شراب خواری کا چرچا ہی لالہ زار نقلی جب اُنکے قریب پہنچی
انھون نے اٹھکر سلام کیا اُسنے حکم دیا کہ قیدیونکو لیکر میرے ہمراہ چلو بموجب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوے درے
سے دھوان ہر طرف ہوا قیدی ظاہر ہوے سبکو زنجیر سحر مین باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چارون بھی چلنے پر
آمادہ ہوے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ مین چل پیشاب کرونگی صحرا کا واسطہ
ہی مجھکو ڈر لگتا ہی اکیلے اُسنے کہا اچھا چلیے یہ کہکر ساحرونکو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ مین پہونچی لالہ زار
نقلی نے کہا کہ ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہی روشنی کیسی ہوتی ہی اسنے کہا حضور یہان مکان کہان آپ کیا
فرماتی ہین اسنے کہا تو مجھے اندھا بناتی ہی وہ کیا سامنے ہی نسرین اسکے کہنے سے اُدھر ہی دیکھنے لگی اُس نے
اُسکے منھ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اس نے اُسکے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلاکر

کہ اب کچھ نہ ہو سکے گا ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کر کے گرا ابوالفتح سندیل پکڑ بھاگا
خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رہ گئے یہ نکل گیا بختیارک نے اٹھ کر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کر کے
بارگاہ مین لایا کہا جان بچ گئی لقا نے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسیوجہ سے تجھے بارگاہ مین
تیری جانے نہین دیا وہان ہوتی تو تو ماری جاتی یہ باتین تھین کہ ایک پیشاب کو جو کی پر جو گیا وہان کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ
سے آکر کہا اُسنے اٹھوا منگایا ہوشیار کیا اسنے حال ساحر کے ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا
تھا کہ یہان عیار بلاے روزگار ہین جیتا نچھوڑینگے بختیارک نے کہا اے ملکہ تمھین لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا
فیصلہ کر دو اور جس کسی کو کہ گرفتار کرو فوراً قتل کر ڈالو اگر قید کرو گی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تمھارے
قتل کرنے مین کمی نہ کرینگے اُسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مین چارون سردارونکو بلا کر قتل کرتی ہون یہ کہکر دلسے سوچی
کہ پسران حمزہ کو بلا کر قتل کر اور معشوق کو مرنے سے ڈرا شاید فرط خوف سے راضی ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی
کہ قیدیونکو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کے آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر مین پھر رہے ہین انمین چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہے جب لالہ زار
سحر پڑھنے لگی کہ سردارونکو بلائے بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ آج مراد دلکی بر آئی جو فلک کو
بُرا نہ لگے اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہو تاخیر کرنے سے کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھکر کان مین
کہا کہ ملک جی تمنے ہمین بھی پہچانا کیون قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہین بختیارک نے یہ جو سنا بغور دیکھ کر
پہچانا پیشاب خطا ہو گیا جلدی سے سلام کیا کہ ای مرشدزادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان مین کہا کہ قسم
ہے نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا
کہ میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تونے ہی تو ساحرہ کو ورغلانا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری
کیا خطا ہے یہ کلام باہم خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقا نے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو باتین کرتا ہے
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہو گا مین پکا مسلمان ہون تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑا ہے اور دیکھتا نہین لقا
سمجھا کہ شاید عمرو آ گیا یہ سمجھ کر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم مین ہین بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک
نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ مرشد کہین ہین لیکن اب
کوئی مارا نہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ او لالہ زار مردار قحبہ بدکار جو تونے سرداران امیر کا بُری طرح نام لیا تو اپنی سزا
کو پہونچیگی مین مسلمان ہو چکا ہون زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتونسے حیران ہوئی کہ ابھی یہ
قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچتا تھا ابھی ایسی کچھ باتین کرتا ہے شاید اسکو مالیخولیا ہو گیا ہے اسی حیرت مین اس نے
سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی کہ کیسی باتین ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہین تو اب ماری جائیگی
سردارونکو بلا لیگی قتل ہو گی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتین سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ بکتا ہے وہ اشارہ مجھے
ظاہر کرتا ہے ایسا نہو کہ یہ ساحرہ مجھکو پہچانکر گرفتار کرلے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکلگیا اور بختیارک نے

لیلون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا ہی عورت دیکھکر میل کرتا ہی یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے لوٹا
بھی نہین رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تمپر لوٹا ہی کنیز یہ سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر
عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اسکے منھ پر یہ ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری
تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اُسی کی ایسی صورت بنا سارا گہنا اُسکا پہنا پوشاک اسکی اتارلی
اور اُسکو چپکی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسہ عشرت تھا یہ بھی
مصروف تماشہ رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے
بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھاکر جانا ہمارا اُلش کھانیسے عمر بڑھجائیگی لالہ زار سلام کر کے ٹھہر گئی
خداوند نے حکم خاصہ لانیکا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا ابکا ول بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم ۔

بچھایا ایک دسترخوان اس جا ۔ سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو اسپر دھری تھین ۔ ولایت کے وہ میووں سے بھری تھین
دھری تھین سات قانوسین برابر ۔ کہ تھین کافور کی شمعین منور
خوامین جو کہ تھین اسوقت حاضر ۔ زبان اوصاف مین ہی اُنکے قاصر
طلائی تشتری ہاتھونپہ رکھے ۔ چنے اُسمین کلیجے تھے سلونے
مٹھائی نو بنو خوش رنگ و خوش آب ۔ گزک تھی انمین میوونکی بھی نایاب
غرض تھی ساتھ اسکے میوے اسنے کھائے ۔ مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھاکر جب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اٹھالیا اور بچالاکی ایک گلوری مین بیہوشی ڈالکر لالہ زار
کو وہی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا کہ
حضور کیلیے بیدم لاؤ یہ کہکر آپ اُسکے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھرلیجاؤن یہ کہکر گڑگڑی
جلد تیار کر کے لایا بجائے تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ لب
معشوق حاضر ہی وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بیتابانہ اُٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی
اسلیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہوجاے ابوالفتح سایہ وار اُسکے ساتھ آیا اور کہا اے ملکہ
پشت بارگاہ پر آئیے کہ یہان میدان ہی تنہائی بھی ہی وہان حاجب و دربان کے غوغا کرنے سے دل
زیادہ گھبرائیگا وہ پشت بارگاہ کیطرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین اسکے گھبرا کے اُٹھنے سے
شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر اُسنے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا جی متلاتا ہے
شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا ہاے مار ڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقانے
کہا اگر تقدیر مین فرق آیا تو تجھسے سمجھونگا بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا
کہ ارے مار ڈالا ارے مار ڈالا وہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہونچا اُسے اُسنے دیکھا

لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے مکر کھولی ساحرہ شادان و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ مین آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوے **ابو الفتح** مع چند عیار و نکے عیاری کیلیے چلا یہان جب لالہ زار بارگاہ مین آئی سواحر صحرا کو چلا گیا اور اُسنے قیدیو نکو سامنے بلایا **فولاد** کیصورت دیکھکر اُسنے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تونے ادا کی میرے دلبر جفا کی **لمؤلفہٗ**

تمنائین ہوئین سب اپنی برباد / اے ظالم نئی کی تونے بیداد
نہ لپٹایا کبھی تونے گلے سے / ہمارے لب کبھی تونے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھونسے سنبھالا / لگایا اس جگر پر غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ سکا / کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا
ارادے تھے یہی دست و جگر کے / تجھے مارین طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائیگا تو خودکامیو نکی / اطاعت چھوڑ دے اسلامیو نکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا / وگرنہ جائیگا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دلسے منظور / وہی ہم ہین وہی راتین بدستور

یہ کلام سنکر فولاد نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ مین تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام مین رہتا ہون کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہونگا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہین پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ رکھکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین مین سما گیا اور اُسیجگہ سے دھوان نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹکر بصورت تخت وہ دھوان بنا اور درمیان قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار رہا وہ وہ پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہوگئے بعد انکے جانے کے **لقا** نے جہت مہاجرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراپچہ جنگل کیطرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیے تازنینان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انھون نے آکر ناچ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا **ابیات**

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت / مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش اندازو نکا تھا گانا بجانا / قیامت سازکا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جلادو سے بہتر / سنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن مین وہ سب سے افزون / قد انکے مصرعہ طوبی سے موزون
ہوا حاضر وہان پھر شیشہ و جام / بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت مین ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی لوٹا لیے تھی یہان پر **ابو الفتح** صورت ساحر کی بدلے لشکر مین عیاری کی بچہ رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ لائیے لوٹا مین

کہ جنگل مین عجب بھونچال آیا — مثال بید لرزان عقر تھرایا

ہر لکۂ ابر سے ساحراژدہون پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان مین اتر کر ٹھہرے لقائی سواری
بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پُر غبار بنایا تلوار ونکی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ
سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پہ اُٹھایا میمنہ او رمیسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت
رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مرد میدان ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب
نگاہ کی ہنوز نظر اُسطرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوے اور گوردن نے پر پیٹ قائم
کی بگل بجا طنبور گڑگڑایا شہزادہ **علمشاہ** نے گھوڑا اڑایا نزد شاہ شاہ عالم پناہ آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ
نے سپر دنجدا کیا شاہزادۂ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب وضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کہ
وہی سوار جو آگیا رسے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اُسوقت مسلح ومکمل صحرا کی طرف سے آکر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا
اور بعد نیزہ داری تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے گریبان مین ہاتھ
ڈالا دونون کو دے دو پہر کشتی بصد درشتی رہی آخر پہلوان سحر نے جو ریلا شہزادہ لنگر قائم کر کے پیچھے ہٹا پانون
موشخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے ہک مارا کولا شہزادہ کا اتر گیا اُسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران
کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر مبارز طلب کیا آمین شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اُس شخص کو
گرفتار کراؤ کہ جسنے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہی اور اُسکے بھائی کو جسنے مارا ہی ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان
سے کہا کہ **توبج** کا نام لیکر پکارے اُسنے شہزادہ مذکور کو پکارا **توبج** اجازت بادشاہ سے لیکر اُسکے مقابل
آئے حربہ ہاے گرز وتیغ وخنجر کے بعد اُنسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم ودال کمربند مین ہاتھ ڈال کر
زور کیا جب گھوڑونکی کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے **توبج** کا پاؤن کاٹھی
مین الجھا اور اُسنے جھٹکا مارا پاؤن انکا بھی بیکار ہو گیا اُسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پر
چڑھکر **ہاشم** کو پکارا شہزادہ موصوف بصد عظمت وصولت اجازت لیکر اُسکے مقابل آیا تا دیر دہی
اسلحہ کی چقا چاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اورون پر
گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوان سحر نے **فولاد** کوہی کو نہیب دی وہ بھی آکر اسیر سرپنجۂ تقدیر
ہوا اس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زردار لنگوٹ کھول کر طاق مین چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا
پہلوانان کواکب سے معمور ہوا کہ **ابیات**

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش	ہوا گھبرا کے آخر مہر روپوش
صدا رخصت کی نقار ونسے آئی	بس اب کل یہ ندا یار ونسے آئی

شام اسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے کر پہلوان سحر
پکارتا تھا بس بنا بر قاعدہ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا

بخت بد سے لڑا کی لشکر مین ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے بیر آیا کیے مسلمانونکے لشکر مین نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے نعرہ شیر آسا مارتے تھے وقت آرایش عروس شجاعت تھا سواد سودا سے جلادت کا سرمہ چشم تہور مین لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پہ تھا تلوار گلے کا ہار تھی جواہر آہن سے زیور مرصع کار کی پھبن آشکار تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن مین فراق کرون نیزے سینے سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہمو زن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان اب شاہد فنا پرسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ ہو کر لالکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم رنگ گیسو تزئین زلف شاہد جرأت ہو ابیات

کوئی ناز طبیعت تھا اٹھاتا — کوئی جوش غضب سے یہ سناتا
کرے گی تیغ جوہر دار بیباک — تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
ادھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران — بشکل زلف جانان تھی پریشان
لبون پر شکوہ بیداد قاتل — طبیعت زلف جانان پر تھی مائل

اسی ہنگامہ مین آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ابیات

گھٹی جب رات مثل عمر عشاق — شعاع مہر چمکا سوے آفاق
کھلی سرخی کنارون سے فلک کے — اٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار — بڑھے یاد اش قسمت کو گنہگار

یعنے ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا سردارون نے مجرا کیا سبکے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے مین آئے کچھ عرصہ نہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت برآمد ہوا زنانہ سامان پھر گیا ہر سردار تسلیم بجا لایا پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھلگئے اس شوکت و شان سے بادشاہ کوے کر جانب رن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر مین زیب وہ جوہر کی شمشیر — بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کاٹھی کہکشان سے تھی سوار — زمرد لعل سب تھے نصب اُسپر
جڑاؤ پہ تلہ تھا زینت دوش — تسلسل تھا کمر سے تا بنا گوش
مصاحب اور سب سردار ہمراہ — کہ تھے وہ جنگ کی راہون سے آگاہ
وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار اسوار — طلائی ساز تھا سب اُنکا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین — گھر جھالر مین اُسکے مثل پروین

باین کروفر میدان جنگ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوے تھے کہ یکایک ابر کے لکے آسمان پر آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا — ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا

ساحرہ نے جاکر خداوند کو سجدہ کیا **لقا** نے دیکھا کہ ایک عورت نک سک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھو مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا منھ اترا ہوا سر پر عشق کا سایہ ہے صاف ظاہر ہے کہ کہین دل لگایا ہی یہ دیکھ کر خداوند گرگ باران دیدہ ہی لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہی خیر تدبیر اسکی کریجاینگی تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہی اب وصل یار میسر ہی آخر دنگل زرین پر قریب تخت خداوند بیٹھی اور چارطرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی **فولاد و بہزاد** نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ **بختیارک** آیا اور اُس نے ہرطرف دیکھتے دیکھ کے پوچھا کہ کسکی تلاش ہی اس نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جنکے لیے یہانتک آنا ہوا انھون نے ہم سے یہان بھی منھ چھپایا **فولاد** کا اشتیاق دربدر پھراتا ہی وہ دونون بھائی ایسے بیمروت ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین انکے دیکھنے کو ترستی ہین ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہی تو کہتے ہین اسکا ذکر نہ کرو گیا مین ایسی ہو گئی اب جو یہان مین آئی تو انھون نے صورت نہ دکھائی **بختیارک** یہ باتین سنکر رونیلگا اور کہا ہاے کیا جوانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہو گیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے **بختیارک** مانع ہوا اور حال عشق **ناصر و نازک حشیم** بیان کیا کہ وہ کبھی نہین گئی ذلت اٹھاکر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ رائے بھی اسکو پسند آئی اور فراق یار مین ایک دن اور رات تڑپا کی جب دوسرے روز قیس روز سے لیلی شب آکر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ بموجب **نظم**

اندھیرا نازمین بیچیدہ ہوکر	بشکل دود دل اڈا برابر
کیا مشاطگی کا شوق نے کام	ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران مین تیاری آغاز ہوئی لشکر **لقا** مین بھی طبل جنگ بجا **امیر** نے بھی خبر سُن کر طبل سکندری بجوایا شور دستر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جائے اسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تمنا کہتی تھی کہ بموجب **بیت** مین دیرتک دیکھ لون قاتل کو الٰہی + رہیجائین رگین خنجر تمان سے لپٹ کر + اسی اشتیاق مین اپنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور زاگیار مین اسکو ڈالدیا وہ غائب ہو گیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک آگیا سے دھوان پیدا ہو کر وہی سوار شکل مردان جنگ آزما نبا ہوا اس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اُسنے پکار کر کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہکر سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جاکر لیٹی تصور یار مین جاگا کی

رہنے لگا یہ تو اسطرح مقیم ہی لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوش ربا ہی اس سرحد کا جو مالک ہی نام اس ساحر کا گلفام جادو ہی اور اسکی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام اس فولاد کوہی پر عاشق ہی اور شوہر سے چھپکر اسکے قلعہ میں آتی ہے ابتک وصل اُسکا فولاد نے منظور نہین کیا ہر چند اسنے طمع دی منت بہت کی اُسنے تمانا ناچار اُسنے بہزاد کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول نکیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو اندنون جو نشہ عشق کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس کی منگائی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند لقا مین بہر جنگ مسلمانان گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ تجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرانا کہ مطلوب راضی ہوجائے دوسرے شیطان خداوند اغوا کر کے معشوق کو بلا دیگا پس ایسا کچھ سوچکر اسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند اترے ہین اور افسوس ہم انکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا قصد ہی کہ مین خدمت خداوند مین چار دن اور اُنکے دشمنونسے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہی اگر میرا جانا سنے گا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اسکی نوکر نہین ہان تم اسکی طرف سے سرحدار ہو ملک رکھتے ہو تم نہ جاؤ مین بحسن عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ مسلمانان فتح ہوگئی تو بادشاہ ہی کا نام ہوگا وہ تمھارا اپڑا رتبہ کریگا شوہر نے اسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالتے ہین مین تمھین پیار بہت کرتا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو جو غم جدائی مین میری جان پر آبنے اُسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہی بلکہ وہان خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آیگی بھی تو ٹلجائیگی غرضکہ اسنے بہر صورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کر کے چالیس ہزار ساحرو جادوگرنیان اپنے ہمراہ لین خود تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کروفر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی دلمین شوق دیدار یار بھرا تھا ہاتھون کلیجہ اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوے ہوے نام وننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بخت بداقبال و لیل الکھ طرحکا ملال جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بسان ماہی بے آب طپان وان تھی کہ

ابیات

عجب اسکی حالت تھی اسدم تباہ ۔ کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ
دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی ۔ لگی تھی عجب آنسوؤن کی جھڑی
کہون اسکا کیا اُس گھڑی حال تھا ۔ یہ کہتی تھی سر پیٹ کر بر ملا
سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل ۔ چھدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے ۔ کہ سر اب تن زار پر بار ہے

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نگہت زلف یار باد صبا نے دماغ مین پہونچائی لقا نے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آتا ہی کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ مین اگر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُتر کر تسلیم بجالائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحرہ اُتروایا

بیار است با میسرہ میمنہ
تو گفتی جہا نگیر از جوشن است
سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ
ستارہ ز نوک سنان و شن است

جب میدان مین پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئین فوجین لڑنے کو چست ہوئین لقا بھی مع لشکر آیا
کوہیون نے مقابلہ مین پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اُٹھایا لقا سے اجازت لیکر وسط
میدان مین آیا سلح شوری دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان مین تم مین اور کوئی ہم نبرد نہین چاہتا سوائے شہزادہ
تورج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری دنیلی بجے شہزادہ تورج نے بادشاہ
سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اُسکے مقابل آیا اُسنے احسان شہزادہ کا یاد کرکے سلام کیا اور عرض
پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اُس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج آئیے ہم آپ نصیب
آزمائی کرین جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم بنے مغلوب اُسکی اطاعت کرے شہزادہ گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ
یہ کہکر دونون کودے عیار دونون کے دوڑے اور لشکر مین خبر دی بیلدارون نے آکر اکھاڑا بنادیا مشک عنبر مٹی مین ملادیا
دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اترے خم سجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانون پر ایک نے دوسرے کے
مٹی لگائی پھر ادھر اُدھر سے داؤن گھات مین پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی بز بردستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا لنگوٹ
مین ہاتھ ڈالا کولے پر بھر کر مارا اُسنے توڑ کرکے پھر سامنے پاکون گاڑا پیچ توڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملکر ٹکر اور گھونسے
چلنے لگے اسیطرح بیان اسپرمن با مثل فیل مست دونون گتھے تھے زور ریلا پیلی کے ہو رہے تھے یہ حال کہانتک
بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہین فولاد نے انکو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھکر آپ بھی
آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادہ نے اُسکا لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کرکے
زمین پر چاہا تھا کہ پٹکے اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے ایمان کے ملیگی اُسنے عرض کیا کہ قبول
ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا
وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ مین نے اطاعت شہزادہ
کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوے اور دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا ہے
بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہین مبارک ہو لقا
نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت ہے یا بندہ ہے پس یہان رہے تو کیا اور اُسکے پاس رہے تو کیا یہان وہان
سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے لشکر
بھی آسودہ ہوا فولاد کو بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد
مرخص ہوکر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک اسلام آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل مین اسم بامسمی ہوا
تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرادیے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر کثیر فراہم کرکے حاضر خدمت امیر
کشورگیر ہوا یہان اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سردار ونمین تورج کے داخل ہوکر

نہ کھینچونگا خبر کل طبل بجوا کر کشتی لڑونگا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہی کہ تمھارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی مین تو دیوسمندان اور سرکشان قاف اُنسے ہار گئے تمھاری کیا اصل ہی دم بھر مین تورنج دے مار یگا فولاد نے کہا ہر چہ بادا باد مین تو انکا بندہ احسان ہون یہ سنکر اُسنے کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمین زخم کیسا ناسور ڈالدیا اب تم مسلمان ہوے ابھی سے ہم تمکو صبر کر چکے فولاد اسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین اُٹھ آیا اور ایک روز تامل کرکے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اک بار — ہوئی ساکت بہ شکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی — اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا ہلکارون نے سمع ہمایون بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرف بھی نقارۂ حرب بجا تیاری جنگ مین وہ شب بسر ہونے لگی بہادرونکی آرزو پوری ہونیکو سحر ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تبر زہر آبدار گرز گرانبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کے کھونے لگی فوجونکے جماؤ سے لشکر دن کے پڑاو سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ بمقتضائے ابیات

فراز آمدند این دو لشکر بہم — جہان شد ز پرخاش جویان دژم
زمین آن سپہ راہمی بر نیافت — بران بوم کس جاے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے — تلے گشتہ دیدند بہر سوے
بسے اسپ تازی بزین وخدنگ — بسے نیزہ وخود وخفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سپاہ — زاسپ و زرہ وز تیغ و کلاہ

جبدم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کیے اشعار

سحر نے جلوۂ پنہان دکھایا — زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اُس شب کی جب بیرانہ سالی — فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوے امیر مسجد سے اُٹھکر آستان فیض نشان سلطان فریشان پر آئے بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سبنے مجرا وسلام کیا صدا اسے طرقوا بلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادرون کی آن وبان لشکر کی شوکت ورفعت وشان قابل دید تھی منچلون کا دیکھا ہی جوانون کا بناؤ ہر طرف جماو سے گویا قربانی کی عید تھی نظم

بفرمود تا کوس بیرون برند — سرافراز پیلان بہامون برند
سیہ شد ہمہ کشور از گرد سُم — برآمد خروشیدن گاؤ دُم
پس پشت او شارسان ہری — بہ پیش اندرون تیغ زن لشکری

تم سے بھی سمجھ لینگے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور یہ مرہم دیا ہی فرمایا ہی کہ تم لگاؤ تو
ہم بھی لگائین فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دلمین سوچا کہ بیشک مسلمان اپنا مثل نہین
رکھتے یہ سوچکر وہ پھاہا لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے بہت سی کشتیان زر و جواہر کی
سنگار کھین کہ تھین چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشد زادے یہ لیتے جائیے اُسنے وہ کشتیان بھی لین اور وہان سے
خدمت شاہزادہ مین آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا اُدھر جب یہ جاچکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا
قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا اسمین زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدارپر
بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہین ہین جو دغا بازی کرکے ہلاک عدو کو کرین اور خیر اگر زہر بھی ملا
ہوگا تو میرا نام ہوجائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھاہا لگا لیا اور کہا تو ملک جی
بتلاؤ کہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیون دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور
کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار کہا دیکھیے اس دینے لینے پر تو مارے جوتیو نکے چندیا گنجی کر دی ہے
اگر نہ دون تو سر کاٹ ڈالین تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ مین میرے آکر کہتے کہ ملک جی تم نے ہمارے آنیکا
مطلق پاس نہ کیا نذر بھی ندی مین پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہی اس سے دو نا دیتا مگر کچھ نہ دیتا سار الگھر لوٹ کے
مجھے صحرا مین لیجاتے اور سینہ تک زمین مین دفن کرکے جاتے یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دلمین کہا
کہ لقا بالکل جھوٹا ہی کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہین اور اس سے کچھ نہین ہوسکتا پس اگر شہزادہ تو سچ
مجھے زیر کرین تو انکے ساتھ مسلمان ہوجانا اچھا ہی اسی سوچ مین تھا کہ یکایک زخم سر مین کھجلی ہوئی اُسنے کھجلایا
پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اُسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہین نشان بھی نپایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ یکایک
زخم کیونکر اچھا ہوگیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہی کہ پہر بھر مین کیسا
ہی زخم ہو اچھا کرتا ہی حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہی وہ بھیجتی ہی فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین
لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل مین جاگزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملک جی تم تو کہتے
تھے اس مرہم مین زہر ملا ہی نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ مین اسلیے منع
کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہوجاؤگے یعنی اچھے ہوکر یا مارے جاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے
و نیز محبت اسلامیان دلمین تمھارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اسنے کہا ملک جی اسمین تو
شک نہین کہ حریف میرا بڑا جوانمرد و صاحب وضع و شجاع ہی مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہی کہ شاید اسمین دغا
ہو مگر نہین کوئی انمین دغا پیشہ نہین ہی بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانونکے نام سے کوئی عیاری کرین اور حمزہ
کو خبر ہوجائے تو اُس عیار کو بغیر مارے نچھوڑے یہ تو کیا عمرو جو اُن سبکا سردار اور باپ ور شاہ عیاران ہی
اُسنے جب کبھی کسی پہلوان کو بہ مکر ذلت دی ہی تو امیر نے وہ روز اُسکو دکھایا ہی کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی
بُرائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا مین ایسے بہادرون پر تلوار اب

تراش کر سر مین در آیا شہزادہ نے داستانے شجاعت کے باتے دم شمشیر مین لگائے کہ تلوار جھناکر سر سے نکل گئی اور
چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار پہ زبر تھا
تمام اُس خود کام پر لگائی اُس نے بھی سپر چہرہ پہ پناہ کی مگر سپر قرص پنیر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کاسۂ سر مین در آئی
اُس نے بھی داستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلا لیکن تادوابرو زخم کاری لگا کہ سر اُسکا ہنر زین پر جا لگا شہزادے نے
سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جانکر للکارا کہ لیجا اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچگیا حوصلہ اسکے دل کا
نکلگیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب کی فوج
کوہپاین سے سپہ سالار فولاد حداد کوہی گینڈا اڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہکر بموجب ابیات

بہابر آکے اک گرز گران سنگ — کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے — کہ ہون ٹکڑے ہزارون استخوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور — کمر سے اپنے لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار — ہوا دو ایک سے مرد ستمگار
گرا وہ اور بھائی اسکا آیا — نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے وار اُسکا خالی — چلائی اُس پہ شمشیر ہلالی
گرا فرش زمین پہ ہو کے مقتول — کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخمداری مین عدوکشی فرمائی قریب شام لقانے
رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کبیدہ پلٹے اور امیر شہزادہ پر
سے زر نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے کہ امیر نے جراح کو کہ نعمان
نام ہی اور اُسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہی اور سب جراحون کا افسر ہی طلب فرمایا اُسنے حاضر ہوکر
شہزادہ والاگہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک پھاہا مرہم سلیمانی
کا فولاد کیلیے لیجاؤ کیونکہ جبتک وہ مرہم نہ لگائیگا مین بھی نہ لگاؤنگا کہ **بیت** اگر کچھ زندگی کا لطف تجکو
چاہیے نادان + اسی مین ہر مراد شمن بھی ہوئے بندۂ احسان + امیر ان باتون سے شہزادہ کی بہت خوش ہوے
اور چالاک بنابرارشاد پھاہا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا مین پہونچا طلایہ دار لشکر نے اسکو بصورت
اصلی دیکھکر روکا اُسنے کہا کہ ہمارے آنیکی خبر فولاد کو پہونچادو کہنا کہ شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی
خیریت دریافت کرنے کیلیے بھیجا ہی لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان کیا اُسنے باعزاز تمام طلب کرایا
بختیارک نے کہا کہ اُنکا بلانا اچھا نہین مگر اُسنے نمانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک
اٹھکر تسلیم بجالایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیازمند مشتاق ملازمت بھی تھا و نیز کچھ روپیہ
کہ تحفہ محقر ہی آپکی نذر کیلیے جمع کر رکھا ہی لیتے جائیگا چالاک اسکی باتونپر ہنسا اور کہا ملک جی چلتے وقت

ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون بارگاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردۂ زرنگار درشبستان چرخی پر کھچا جلوس سواری ہویدا ہوا کنولہا ے جواہر آگین روشن کہار یونکا اٹھنا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی تصدق جنبر جان تھی کہارون نے تخت شاہی بدلوا باہر سردار نے مع امیر ہیر تسلیم سر جھکایا پھر تو ڈنکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر مین اسطرح چلی کہ بموجب **ابیات**

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو — بہ شکل موج بدلے سب نے پہلو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ — چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
ہر اک کہتا تھا کر دے جانفشانی — بشرط فضل حق اور زندگانی
سنا جب یہ ہوے مخلوط سردار — کہا صد آفرین یاران خونخوار
ہوئی گردون کو حاصل سربلندی — مٹی مغرور دل کی خودپسندی
جو تھے افزائش جرأت سے بیتاب — ہوے رضائے انکے آتشین تاب
بڑھے سردار لشکر اک طرف کو — پکارے واقفان جنگ ٹھہرو

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی **لقا** تخت پر سوار گرد فیل کوہون کی قطار **فولاد** آگے آگے گرگدن مست پر سوار میدانین پہونچکر صف کشیدہ ہوے اور بعد صفوف آرائی جدال وقتال **فولاد** گینڈا اڑا کر اجازت **لقا** سے لیکر عرصہ نبرد مین آیا اور سلح شوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات رجز بہت کچھ زبان پر لایا کہ **ابیات**

نکلتے ہی تہمتن یون پکارا — کہ مین ہون صف شکن مرد صف آرا
مری تلوار کاٹے گی سر و تن — مسلمانون کے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے صدا اسکی سنکر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوے اور شہزادہ **تورج نوجوان بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران** بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب **فولاد** جب پہونچا اسنے گینڈا پیچھے ہٹا کر نگاہ دماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ والا گہر ہٹا اور پھر قدم گینڈا اس خود سر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو مسلکر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اس کو خطاب فرمایا کہ اے مرد خود سر **نظم**

نہین ہم کرتے اپنا وار پہلے — لگا تو ہم پہ اک تلوار پہلے
نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ — بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ
لگا شمشیر بھر دیکھ او سیہ مست — کہ کیونکر تجکو کرتے ہین ابھی پست
نہ گھبرا موت تیرے سر پہ آئی — کہا جب یہ تو تیغ اسنے چلائی

شہزادہ نے تیغہ اسکا سپر فراخ دامن پہ رد کا مگر بازو پر ٹوٹ تھا تیغہ سپر کو کاٹکر خود ددبلغہ زرہ ٹوپ کو

اور لشکر مین آئے پوشاک بدلکر بارگاہ مین بیٹھے سر مہزاد کا شہزادے کے حکم سے مز بلے پہ پھینکدیا اور اس خوشی مین ایک دن اور ایک رات جشن کیا سبب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضاے **ابیات**

رہ رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد　　حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اُٹھی جو بوے مشک دل چور　　ہوئی بالکل بہ شکل روز کافور

سر شام بادل ناکام غم برادر نافرجام مین **فولاد** نے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ہلکارون سے سنکر **امیر** کے یہان بھی طبل سکندری بجادلا ور خبردار ہوے دربار سے اٹھکر براے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام وننگ آئے دونون لشکرون مین تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھل گئے بہادر لڑنے پر تلگئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش مین جاگزین ہوے کمند کے پچھے بہت اچھے شانون پر پڑے عمود صورت بہبود دکھلاتے نیزے سرکشی جتاتے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑونکے ہمہمے بہادرون کے نعرے بلند نامردونکے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا نقیبونکی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاعت پر شیدا کہین تلوار کی چمک کہین شعلہ جانستان تیغ کی لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمکخوار　　کہے رکھتے ہین ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم مین کوئی مرد　　نہ لائے اپنے دل مین وہ ذرا درد
وہین مرجاے یا اس کو مٹائے　　طلاق اُسپر ہی گردھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سارے　　ملے سکو ہوے پھر یون اشارے
کہ ہم اب امتحان یارو خبردار　　کمی ہونے نپائے آج زنہار
دیے سردارون کو خلعت زر و سیم　　جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا جب دم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ و جسم شب چور رنگ اور زمانہ غدار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب **ابیات**

ہوا انجام شب اس گفتگو مین　　اُٹھے سب جنگ کی بھر آرزو مین
کہ جب نقل مکان کی سب نے حاصل　　ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر مین مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگاہ روانہ تھے بہادر رزم سے مالوف تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر **چالاک بن عمرو** نے خبر روانگی لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ مین عرض کی امیر بھی سجادۂ طاعت پر سے اُٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرماکر برآمد ہوے سردار بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اشقر دیوزاد اڑاتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر

کہ بحر آہن میں شناوری کر رہا ہے پھر ذیحیات تیغ دو دم سے اسکی حباب آسا زندگی کا دم بھر تا ہی لاشون کے انبار
ہین بید ست و پا تمام سردار ہین نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بگاڑا تھا بار سر تن سے اُتارا تھا قضا سرون پر
کھیلتی تھی فلک اظلم کی نئی بازی گری تھی کہ **ابیات**

زگرد سواران جہان تیرہ شد	بگردا اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند	تو گفتی سپہر از روش باز ماند
زبیکار ایشان نہان گشت مہر	ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر زخون	بہ شان بگیتی کسے رہنمون
زخون سواران ہمہ خاک و سنگ	برآوردگہ شد چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہلکارون نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ جائیے
شہزادہ ہاشم کی مدد فرمایئے اگر وہ شہزادہ مار کھا کر آتا تو شجاعت نہ دکھاتا راست دروغ آخر ظاہر ہو گیا
دشمنونکا خدا تے لکر چلنے نہ دیا امیر شجاعت فرزند دلبر سنکر و نیز ارشاد بادشاہ باتوقیر بجالانے کو دنگل پر سے
اُٹھے از بسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والا تبار ہی ہین انکے اُٹھتے ہی پانچہزار یا پچیس چنین
دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر برسم یلغز لشکر مخالف پر جا گرا الغرہ ہاے
سرداران بلند ہوے تہلکہ زمین و زمان مین پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی بسان برق تڑپ تڑپ کر اُلٹنے
لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنا دیا صداے گرز
گران نے آہن کوبی کا پتہ دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے
مین اجل سرشار تھی یہ تن گرا وہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکارتی تھی کہ بموجب **ابیات**

دو لشکر بہ کینہ در آویختند	ز بیجگران خون ہمی ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ	ہمی گرز بارید از ابر و تیغ
ز بس کشتہ شد روی ہامون چو کوہ	نہ گیر و دہ دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریاے خون	شدہ غرق و نامد یکے زان برون
زمین گشتہ مانند دریاے چین	ز بس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کار شان	ز کوشیدن جنگ و پیکار شان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری **لقا** سے کہا کہ اب یہان سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ
کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے لمحہ بھر مین امیر گرفتار کر لیجا ئینگے لڑائی کو ہیون کے سبب سے رکی ہی ورنہ فوج
آنکی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی لقا نے کہا اچھا مین نے تقدیر کی کہ طبل امان بجے بموجب حکم کوس بازگشت
لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی امیر نے ہاتھ روکا سردار پھرے ہاشم نے آکر پاے پدر پر سر
رکھنا چاہا امیر نے سر سینہ سے لگایا پھر بیچ مین سرداران کے شہزادے کو لیکر زر نثار کرتے ہوے پھرے

کہا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا اے بہزاد جسکے تم نے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچے یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگران تھے
کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھا چوبدار لیا ول و وہی سے ہان ہان لینا الینا کہتے رہے کوئی قریب
نہ آیا اُسنے تلوار سے قرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا صحن بارگاہ مین درآیا اور پکارا کہ سلام میرا اس بزم مین
اُسپر ہو جو ایک خداے لاشریک کو مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام لقا پرست یہ کلمات سُنکر
اکڑے اور بل کرنے لگے بعض کان مین انگلیان دیکر بیٹھے کہ تعریف خداے نادیدہ ہم نہ سنین اور شہزادہ نے
للکارا کہ کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادرون پر طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کہتا ہے
کہ لگائے بختیارک نے یہ سنکر عرض کی کہ دیکھیے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان مین ایسا
نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچا اب کیسا چپکا بیٹھا ہے حضور رو برو ہنگو وہ حاضر
ہے شہزادہ یہ سنکر پکارا کہ بھیا اٹھتا نہین اب طمانچے نہین لگاتا بختیارک نے کہا اجی نانی مرگئی اب کیا اُٹھینگے
زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہین بہزاد یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ باش او
طفل بے ادب کیا بکتا ہے وہان میرے ہاتھ سے بچگیا یہان قضا تیری لائی ہے شہزادہ نے اُسکو آمادہ حرب
دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اسنے تیغہ دوڑ کر لگایا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملادی اور
تھپکی دی کہ تیغہ ہٹ ہوا فوراً اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک
طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکلگیا خوب منھ کی کھائی گردن کی رگین ٹوٹکر سر نحس دور
جاکر گرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھکر دنگ تھے سکتے کے
ڈھنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اُسکا اُٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا کہ ہے
کوئی تم مین ایسا جو سر لے مجھ سے ورنہ یہ سر نحس مزبلے پر پھینکا جائیگا اور راہ اہل اسلام کی ٹھوکرین کھائیگا
لقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اسکو مار لیگا لیکن اسوقت کا نعرہ سنکر خواب
غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا کہ افسوس جسکا ایسا بھائی مارا جائے اور وہ بیٹھا
تماشا دیکھے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل نہ دونگا اسنے یہ شہزادہ
سے کہا کہ حضور تشریف لیجائین یہان مع خداوند جتنے ہین سب نامرد ہین کون آپسے آنکھ ملا سکتا ہے
لقا نے یہ کلمہ سنکر افسرونکو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے زبردست سردار
سرکردہ روزگار دنگلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بہ درگاہ پہونچ چکا تھا کہ غل لینا لینا کا ہوا
باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا لشکر جو اترا ہوا تھا اُسمین قرنا
پھنکی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آ گرا تھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی نعرہُ اللہ اکبر
بلند کیا اور ہمہ تن چشم بنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سرون کے ڈھیر لگا دیے العیاذ باللہ فوج کا
ریلا کر کے مثل موج دریا اُس اُبلے پڑتا تا اور اُس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوے جانا یہ معلوم ہوتا تھا

بجواب اس نرمی و مدارات کے کہا کہ یون تو مین بے ادبی تیری اسطرف آنیکی معاف کر دیتا مگر اب نہ چھوڑونگا کہ تو
مسلمان ہی اور پسر حمزہ ہے یہ کہکر مرکب طلب کر کے سوار ہوا اور مستعد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا اُسنے
نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادے نے نیزہ کوہستان پر لگا نہ تھا اور چند طعن رد و بدل کر کے نیزہ
اُسکے ہاتھ سے نکالدیا اُسنے پکارا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا اب میری
تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا لیکن اسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی
کہ تمام صحرا مین سوائے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے مین یہ تلوار لگائے گا
تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اُڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہانسے بہت دور ایک سمت نکلگیا جب وہ آندھی دور ہوئی
اُس کوہی اور اُسکے لشکر کا پتہ نہ ملا ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور مین مقابلہ کرون تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے
سے بھاگ گیا مگر کہین نشان نہ ملا ناچار اپنے لشکر مین مراجعت فرما ہوا اسطرف **بہزاد** وغیرہ بھی کوچ کرکے قریب
لشکر **لقا** پہونچا اُسنے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر کو ہیونکا باعزاز تمام اتروایا **بہزاد** اور **فولاد** بارگاہ مین
آکے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے مخلع ہو کر دونون بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا
جب ایاغ بادہ ناب سے گرم ہوئے **بہزاد** نے نشہ کی ترنگ مین **بختیارک** سے کہا کہ مین مسلمانونکا زور و قوت
آزما چکا پسر **حمزہ۔ ہاشم** نام صحرا مین مجکو ملا تھا مین نے پکڑ کر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لیگیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا **بختیارک** یہ باتین سنکر سمجھا کہ راہ مین **ہاشم** نے اسکو خوب پیٹا ہے یہ
بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے یہ سمجھکر بظاہر ثنا خوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اب آپ **حمزہ** کو یونہی زدوکوب
فرمائیگا یہ باتین کرکے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل برائے خبرگیری حاضر
تھے اُنھون نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر مین آئے ازبسکہ سر دربار کلمات ذلت **ہاشم** کا
بیان کرنا مناسب نہ تھا جب امیر مسجد کبریا مین بہر عبادت تشریف لائے ہلکارے خدمت امیر مین عرض پیرا ہوکے
امیر دفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوئے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار مین آئے شہزادہ
ہاشم بھی دنگل پر دست بستہ جب مین جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اس بارگاہ مین وہ لوگ نہ آئین جو طمانچے
کھاتے ہین افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسنے **بہزاد** کی مار کھائی نام **بہزاد** سنکر شہزادے کو یقین آیا کہ یہ مجکو فرماتے
ہین پس یہ سمجھ کر دست بستہ عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار کسکو **بہزاد** نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے **امیر** نے
جو حال سنا تھا وہ بیان کیا **شہزادہ** جوش تہور مین آکر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد
لمحہ کے کسی حیلہ سے اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب بادپیما پر سوار ہوکر سمت لشکر **لقا** روانہ ہوا جب داخل لشکر
ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ جنگ ذرا آشتی آشتی شاید کسی کام کو آئے ہین یہ تصور کر کے کوئی مزاحم نہوا
اور **شاہزادہ** داخل بارگاہ ہوا درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اسنے غصہ مین آکر ایک ایسی لات ماری کہ
درگہ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اڑکر اندر بارگاہ کے جاکر گرا **بختیارک** نے یہ حال دیکھکر

یون عیار بھی مجھے پکڑ لیگئی اور یون افراسیاب پیش آیا ملکہ بران نے فی الحال پتلے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ کوکب آیا اسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا اسلام شوق الیتام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپکو رخصت نہین کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہی اگر آپ جاتے تو دشمن آپکے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے پتلا آپکی صورت کا جسطرح تھد ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوتی آپ اطمینان رکھیے آپکے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میرا ہمشبیہ ساری لڑائی فتح کرکے چلا آیا یقین ہی کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا اور ہمکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمامتر مصروف عیش و عشرت ہوے لیکن اب حال لشکر امیر و لقائے بدخصال بیان ہوتا ہی

للمؤلفہ

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا — میخانہ کاشانہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور — وصلت سے ہون اسکے شاد رنجور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر — جمشید کی طرح ہو مقدر
سب ہون مئے سرخ رنگ سے تر — لبریز ہون مے سے سارے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے — رند و مے خوار نام اپنے
اسدن پہ دل ہو اپنا راضی — جب ہاتھ مین آئے ریش قاضی
توبہ اے جاہ یہ کہا کیا — لکھو جلدی سے اب فسانا

افسران لشکر سخن و لشکر کشان مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہین کہ ہر فقرے پر دل لوٹ جاتے ہین یعنی زمرد شاہ راندہ درگاہ الرحب سے کہ نازک چشم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کرکے انتظار آمد ساحرین تھا یہان افراسیاب بھی بوجہ روکنے عمرو و نامہ بھیجنے کوکب کے کم فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد خداوند روانہ نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبرین مو نے جانب کوہستان اپنے بھائی بندر شتہ دارونکو نامے لکھے کہ یہان آ کر خداوند کی مدد کرو بنا بر اسکے لکھنے کے بہزاد کوہی اور فولاد کوہ تن بھائی اُسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اُس دشت مین اسکا لشکر اُترا کہ یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید و شکار مین مصروف رہتے ہین قضا را پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن معہ اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے اُسکے ملازم شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ ارے یہ جاے ادب ہی پہلوانان زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ اُلٹا پھر جا شہزادے نے اُنکا روکنا نہ سنا وہ جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے بہزاد شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آ کر گویا ہوا کہ اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازمونکا نہ مانا آخر دام مرگ مین پھنسا سچ بتا کہ تو کون ہی شہزادے نے فرمایا کہ مین بیٹا امیر کا ہاشم نام رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہی جو مجھپر اسقدر عتاب آپ کرتے ہین اس نے ہنسکر

کوکب بنکر چھوٹا چاہتا ہے اُسنے کہا مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا ہے سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب یہ سُنکر
بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اُسنے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیونکی طرف دیکھ لے تو مین جاؤن شاہ طلسم نے اُسکے کہنے
سے جو دیکھا تو دونون کنپٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہے اسباب خود بینی کا ہے شیشہ خاطر دشمن چور کریگا عمرو
بنکر افراسیاب کو رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا کہ مثل جلبلی اور وہ
بسان برق تڑپا پھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرونکے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرتناک تھے
مگر شاہ جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا اور کہتا
چلا کہ مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون خیر میرا حال کھل گیا اب مین جاکر تیری سرکوبی
کو اصلی عمرو کو بھیجونگا یہ کہکر یہ جادہ جا نظر سے غائب ہو گیا افراسیاب نے کھسیانے ہو کر کہا کہ اے ملکہ حیرت
یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا جاتا حیرت نے
کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہین مجھے
بھی یقین ہے کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہے کہ یہ خود
کوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہے بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہے آخر تا بکجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا
تھا خیر ابکی بچگیا تو ابکی سہی قضا ہی اسکی آئی ہے شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دے کر
سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ ابکی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ مین جاکر
خیمہ کرو ملکہ مسطور بمجرد حکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آکر اتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی
اُسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ مین نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جادوان ہے ہر ایک
مشیر نے سمجھایا کہ وہان سے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر چھیڑ کرنا بیکار ہے غرضکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون
نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے پتلا چینی کا تھا یہ معاملہ دربار مین گذرا یہان بھی سبکو سنکر حیرت
ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلاکر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو دھوکے کی ٹٹی اسنے قسم کھاکر
کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور مین ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی
پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا کیا ارادہ ہے اس نے کہا مجھکو میرے بادشاہ نے
یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جبتک دوسرا حکم مجھکو نہ ملیگا مین یہانسے نجاؤنگا اور تمھارا شریک
حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اُڑتا چلا ہیک صبا سے بھی
زیادہ تیز رو تھا ایکدم بھر مین ملکہ بہار ان پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس پتلے کے عمرو و تخمور کو اس باغ
سے اپنے پاس بلایا تھا اور اسیطرح سے خاطرداری مین مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تم نے مجھے رخصت
کیا تھا یہ کیا کہ مین یہانسے ایک باغ مین پہونچکر ٹھہر رہا ملکہ نے کہا یہ حال بھی واضح ہو جائیگا انھین باتون مین
پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا پتلے نے کہا مین کیا کرون

لکھی بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی برحال شکست لشکر جو پہونچی تھی یہ ظلمات سے متفکر پھر کر باغ سیب مین آیا تھا اور تدبیر مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کرون جو مقابل بلور ہو سکے کسلیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑ گئی ہے ذرا سنبھکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کی پہونچی بہت خوش ہو کر جواب لکھا کہ اے خاتون من صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا یہ بقیہ شب گذر جائے تو بدولت آکر اسکو قتل کرین خبردار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ بنجہ ملکہ پاس لایا اُس نے پڑھکر آہنگر بلائے اور قید گران مین عمرو کو مقید کر کے فرط خوف سے اُسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہی پس تخت کے پاس بیہوش کر کے عیار بچیون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف فرخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہان حباب بیہوشی پڑا دیکھا اور بیترہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا اتھا ٹھنکا اُسیوقت لشکر تیار کر کے چاہا کہ دریائے سحر کیطرف جاؤن ضرغام و جانسوز دو عیار موجود ہین اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور استاد کو چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے یہان وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا اکبیت بہ شکل بخت دشمن سب تھے مایوس + زبان پر دمبدم الفاظ افسوس + ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیار بچیونکا پہرہ ہی کوئی خدمتگار بھی اندر جا نہین سکتا یہ بیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون کے لو لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی ابیات

کہ وہ شب مثل دور صرصر تیز ہوئی رخصت طلب بزم جہان سے	جو تھی مانند معشوق دل آویز زمین پر نور برسا آسمان سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادل بیتاب بقصد قتل عمرو لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین لیجا کر بٹھایا اُسنے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ دفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ مین ہزارہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا سر الحجہ اُٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لین ملکہ جلا دینکر قریب خواجہ جائین اور قید سے کسیطرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹھ چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جائے عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ دزد تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہین ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہین تو مجھکو عمرو سمجھا ہی کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان مین حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکے ساتھ ملکہ در دران برّان یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجکو سزائے سخت دیتے مین ایک ادنی ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہون افراسیاب نے کہا اے مکار مین تیرے فقرون سے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم

اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت پیاؤ نظم

کوئی مسرور فیض انجمن سے ۔ صدا قلقل کی شیشونکے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام ۔ کوئی بیہوش محو خواب آرام
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی ۔ کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی ۔ کسیکے لب پہ لب سُنتا ہون ایسی
وہ سامان جنسے ہو مسرور خاطر ۔ کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریان کین ۔ کھلائے تازہ کھانے رنگین دین
صدا بلبلون کی پہونچی آسمان تک ۔ غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلون سے نکلے شر آواز کے ساتھ ۔ لگے ہوتے اشارے ناز کے ساتھ

یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریاے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا ازسرنو اس نے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے مین مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان کو لکھی اسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری مجتمع ہونے لگے اور عیار بچیان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کرکے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ پھر عیاری کو چلین اور صرصر صورت ایک ساحر شریک مسلمانان کی ایسی بناکر روانہ ہوئی جب لشکر عدو مین پہونچی سب کو مسرور و شاداں پایا جشن کا سامان دیکھا اسی ہنگامہ مین یہ بھی شریک ہوکر رفتہ رفتہ اسجگہ پہونچی جہان مہرخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیہوش کرکے شریک جلسۂ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی پر آیا مہرخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار نہین لیا یہ تو اسیطرح ناچ دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جاکر بیٹھے اُسنے پشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کرکے اندر پہونچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو کی پھنسی اُس نے پھر کر دیکھا اسنے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھائی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا بڑا نام ہوگا کہ بہت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر + آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا جسکا نظیر + الغرض اُسجگہ تنہائی پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھکر دوش پر رکھا ازبسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی خبر نہ ہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اسنے اُس مقام جلسہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب سے آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جاکر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کسے لائین عرض کیا کہ عمرو کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی

اسی ہنگامۂ گیرودار مین عمرو اپنے فیل پر سے اُتر کر مرکب بادپیما پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب میل چلا اور راسی نیمچہ سے جو برّان نے طلسمی دیا تھا ہزارہا ساحر مار اگیا اور یہ لڑتا بھڑتا قریب جب پہونچا یغ میل پر نیمچہ لگایا نیمچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اُسمین آگ لگی وہ مکانات اور دریچے اور نازنینان سحر جلکر راکھ ہو گئین جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی میل جلکر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن پر گرا پھر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدھر دیکھیے انبار سرد دوش تھا گیاہِ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی روان تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سر ونیر نصرت وشکست کا سایہ تھا دن بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنے گروہ سپاہ وشور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تابان تیرہ وہو کر رو بفرار لایا اور بر دین وماہ کے گوش خروش نبرد سے بھرے **نظم**

نیا پھر رنگ لائی شام جادو — بُرا آیا نظر انجام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام — طلسم روز تورا یہ کیا نام

قریب شام حیرت و مصور کے پاؤن میدان رزم مین نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا بھاگ کر سمت دریاے خون روان گئی اس طرف خیمہ وخرگاہ مہرخ پر پہرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعقب کیا مگر دریاے سحر بنا کردہ نازنینان طلسم ہی وہان جانا نامناسب سمجھکر طبل امان بجا کر پھرے اور بارگاہ وخیام دشمن پر قبضہ کیا عمرو نے حکم دیا کہ باقی نہ رکھو سب مال دشمن تاخت وتاراج کرو اسیوقت سب لٹگیا بارگاہون مین آگ لگا دی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر سے زرنثار کرتے تھے مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوے بند غم سے آزاد ہوے بارگاہ مین دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ عمرو طلسم نورافشان سے تشریف لائے ہین دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام کے شریک بے خوف دہشت آئین اور آباد ہون رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئین لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کیلیے بارگاہ زربفتی نصب ہوئی یہ اُسمین فروکش ہوا پھر مع عمرو بارگاہ مہرخ مین جملہ سردار زیب کرسی ودنگل ہوے مہرخ نے آمد خواجہ کی خوشی مین جشن کیا اور ایک میدان وسیع وسبزہ زار مین خیمہ وبارگاہین نصب کرائین سامان دعوت بلور مہیا کرایا بمجرد حکم کوسون تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوے سراپچہ اُنکے براے مشاہدہ سیر وتماشہ اٹھا دیے گئے خیمون مین شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان مین جھاڑ روشن تھے درختون مین گیند لٹکے تھے طوائفان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط وسرور مین پیر وجوان چاندنی رات کا سمان فلک پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشمون کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا لطف دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہو چکا مہرخ بلور وغیرہ بصد سرور مسندہاے پر زر پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی مستون کی لاؤ لاؤ ساقیون کا بناؤ جسے دیکھ کر مشکل دل کا رکھ رکھاؤ جلسہ طرب کا جما ورقاص کی ابرو

قلعہ ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نورافشان طے کرکے سارا لشکر بزور سحر برہم باقر چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہوشربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ فوج شاہ کو کب ہے ہمین امور بادشاہ مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس یہ سمجھکر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا نہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب بیشۂ رنگین حصار کے جہان لشکر مہرخ اترا ہوا تھا پہونچا یہان سب سردار میدان کارزار مین گرد سیل جمع ہین بہت سے بیہوش ہین ازخود فراموش ہین جو ہوشیار ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو دو یہان ہین وہ بھاگے ہوے ہین انھون نے دشت مین اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھکر شاد ہوے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے عمرو نے پاس اپنے انکو بلا لیا اور سارا حال بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان اپنا لشکر افراسیاب کو بحکم حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکی تھین خبرداروں نے آمد لشکر کی خبرین پہونچائی تھین حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اسوقت جو بلور تین لاکھ سے آگرا یہان پر بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوجین باہم ملگئین نارنج و ترنج چلنے لگا ابر سحر برسنے لگے سانپ بچھو گرکر کاٹتے تھے بیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چارسمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھکر مٹھیان بند کرکے جب کھولین ہزارہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گرکر تلوارین پکڑکر مثل مبارزان جا گرے اور پھر تو کشتون کے پشتے بند گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان بار بار بلور جو کھولتا تو لکھوکھا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین در آئے تھے یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہمے ہوے تھے مصور و حیرت گوشہ گیر تھے ہرچند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آتی تھی تپلہ ہاے سحر کی چڑھائی تھی میدان ستم خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقے مین گھیرے تھی عاقبت مثل کمان منہ پھیرے تھی قدر انداز ستم اتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیر شرربار ہزارہا ساحر فی النار بیردن کا شور کرنا آندھیون کا زور زور چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیون کا گرنا طوفان گیر سحر ہستی بھاگے ہوے امان تندرستی طبل و دف و قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل ترک فلک کا دھلا تا تھا یہ حال ہوا کہ ابیات

سپاہی جو دریاے جوشان بجنگ
ہمہ تیز کردہ بجینۂ دو چنگ

سواران جنگی جوانان دلیر
خروشان و جوشان چو درندہ شیر

زبانگ تبیرہ شدہ کرد و گوش
زگردان برفتہ ہمی مغز و ہوش

خروشیدن کوس و زخم ورائے
جہان راہمی بردیکسر زجاے

ہمہ دشت تن بود بید ست چاے
دلیران بدشمن نمودہ قفاے

سوار جھولین ہاتھیون کی طرحدار بھسونڈے اور مشکین رنگین آئینون کی مستک پر تزئین دیکھنے والے حیران تھی آن بان سے آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیان زنگولے بندھے گردنمین گھنگرو بڑے بڑے پڑے چھم چھم کرتی چلین بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے پھر عود و عنبر کے لوٹے لیے اور نخلخے طفلان مہرو بدار بیدا ہوے ستے گلاب و کیوڑہ چھڑکتے چلے اور یساول و چوبدار خاص بردار لباس وردی سے درست گذرے کہ یکایک صداے طرقوا طرقوا سے گوش فلک کر ہوا نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمر و دولت ادب تفاوت سے بڑھے آئیو پیش خداوند نعمت کڑکا کڑکیت کہتے ثنا خوانی خواجہ عمرو کی کرتے گذرے اسوقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کیے ہوے نکلے جنپر سو تیون کا بنگلہ پڑا تھا تخت کھنچا تھا خواجہ بصد کر و فر جلوہ فرماتے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال و پر کھولے حاضر کئی سو پریان طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی شہزادیان بادب سامنے تخت کے بیٹھین ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ روان تین لاکھ ساحران عدار نہس و فیل و اشتر و اژدر پر سوار نقلین سلگتین تھالیان برنجی چمکتی ترسول کی بھالین جو دلکو عدو کی چھید ڈالین آب و تاب دکھاتین ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادوگرنیان نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھوں کی مٹھیان بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار پتلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر نبکر دشمن سے لڑتے نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بنانا اسکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے وہ لشکر تھا سارا لشکر فیل خواجہ کے گرد قلب مین تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جسکا یہ کر و فر تھا کہ

نظم

ہزارون اردلی مین خاص بردار | ہزارون تھے روان ہمراہ سردار
لباس اُنکے بدن پہ زعفرانی | بھرا ہیلون مین تھا سونے کا پانی
قباؤن مین وہ اُنکے صرف کمخواب | خجل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ اُنکے عقب پھر عورتون کا | ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما
جوان ہر ایک ہمسن رو کش حور | سراپا پیرہن جسمون پہ تھا نور
ہر اک پہنے مرصع کار زیور | مقابل مین تھا ذرہ مہر انور
عیان ناز و کرشمے تھے غضب کے | مزین برچھیان ہاتھون مین سب کے
بہت تھے رشک گلگون پر جو اسوار | ہوا پر تھے روان گویا ہوا دار
سراپا تھا طلائی ساز اُن کا | پری سے تھا الگ انداز اُن کا
ٹکے تھے دامن زرین پہ گوہر | کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزارون حرف تھے الماس پارے | خجل تھے روبرو جیسکے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ | چلا آخر کو اس سامان سے وہ

که افسوس اے فلک پیر کج ادائی | مگر ہے عیب رسم آشنائی
نہین ہون بندۂ احسان فراموش | محبت کا ہے دل مین دمبدم جوش

بران نے کہا خواجہ تمھاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہی آپ کے عقب مین انشاء اللہ مع لشکر کثیر مین بھی آتی ہون گھبرانا نچاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اُٹھی اور پکڑ کر ہاتھ لیچلی **مخمور** بھی ساتھ ہی اُٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے **مخمور** تمکو ابھی رخصت نہین ملی تم ٹھہرو جلدی نہ کرو اس نے کہا کہ حضور مین ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی **بران** نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہین بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کا دستور ہی **مخمور** مجبور رہکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ دری کے ایک کمرے مین علیحدہ لائی وہان کشتیان خلعت پر زر اور زر و گوہر سے مملو دھری تھین **عمرو** پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھین وہ شرط خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری مین تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسۂ انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت اقتران جمع ہی مگر **بران** نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ **عمرو** جو بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار ہوا اس **عمرو** کے جسم پر قبائے شاہی اور لباس فرمانروائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیمچۂ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہان تخت طاؤسی جواہر کار حاضر تھا طاؤس جواہر کے چارون کونون پر استادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت مین جڑے تھے اس تخت پر خواجہ سوار ہوے اسوقت **مخمور** با دل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا **بران** نے کہا کہ اے بہن جانے مین اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصون کو حکم دیا کہ انھین سیر کرالاؤ پانسو کنیزین مہر جمال بجز دحکم اسکو لیکر چلین اور اسی باغ مین جہان **عمرو** مشغول عشرت ہی اُسے بھی لائین اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب رونگار بنا ہی سراسر طلسم نظر آتا ہی اس باغ مین ایک مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہی **عمرو** وہان جلوہ فرما ہی اُسنے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اُٹھکر باعزاز پاس اُسکو بٹھا لیا اُسکے دلمین خیال آیا کہ ایک **عمرو** وہان روانہ ہو رہا ہی ایک یہان بیٹھا ہی کچھ عجب کارخانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ ابھی جاتے نہین وہ جو روانہ ہوتا ہی وہ بھی کوئی شعبدہ ہی اور جو یہان بیٹھا ہی یہ بھی کوئی اور ہی اصلی **عمرو** کو ملکہ **بران** نے پوشیدہ کیا ہی اسیوجہ سے مجھکو رخصت نہین ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر **خواجہ** کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیو نپر کسا گیا چتر زرین سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلوہ دکھانے لگے نشان تین لاکھ ساحر او رجبار کا ظاہر تھا پرچم و پھریرے کھل گئے جنپر تعریف خدا و نعت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار بازین و لجام مرصع کار کوتل ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعد آواز فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرا الدا کئی ہزار ہاتھیونکی قو جلو مین اُنپر امرائے طلسم نور افشان

عال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا یکایک تمام عالم تاریک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج گرا تھا اُنسے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر شکل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا چار طرف اس میل مین دریچہ ہاے طلائی بنے تھے شان ایزدی انسے نمایان بہتری مین ہمسایہ آسمان انکی گلانی پر نثار گنبد نیلی سایبان بہر دریچہ منتظر بہرام کو شرماتا دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا ہی روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا نظم

رفیع ایساکہ قصر آسمان گرد	وسیع ایساکہ گلزار جنان گرد
بنے تھے بے نظیر انمین مکانات	مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام سیمبر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال کو دیکھ دیکھکر قہقہے لگاتی تھی صورتمین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھین زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان بہر عاشقان کمان دل خنجر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھون مین انتہا کی شرارت و سرہنگی رخسار خون شیداے تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین گو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالے کہین بال	بلاے آسمانی جس سے پامال
درازی مین کمند آہ کوتاہ	نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فداے چشم فتان	سر لشکر شکن صف ہاے مژگان
چراتی دم ہین شمشیرین نظر سے	بلا اُڑتی کو ہین ابرو کے پر سے
دل ابرو پہ تھے دو قضا کے	عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ	حیا سے آب تھا آئینۂ ماہ
عذارون سے گل خورشید بدرنگ	دہن بے شکل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے مین تھا خوش ڈول پہرا	بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم گلہاے لشکر فرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑکر انکے محو دیدار ہوے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہٹگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اسی طرف چلے شور صداے خندۂ شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خرسند ہوا مبارکباد مرگ شادی دیتے تھے ہنستے کیا تھے گویا اپنے حال زار پر روتے تھے ابیات

دہن خندان نگاہین جانب میل	اسی جانب کو تھی چلنے مین تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ دہن تھے	مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی بہکی ہوئی اور اضطرابی	روان تھے اسطرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن و مرد زیر میل آکر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ہر ایک کے جاری تھے نظم

مصور پہلے کی ذلتین اٹھائے تھا اسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ انسان ہوکر تیر مارنے لگین
تیر انکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانۂ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا بیر بھیجے تھے
کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح مہم پہونچا تھا تو اسنے ایک نامہ افراسیاب کو
لکھا تھا کہ اے شہنشاہ کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہی آپ بھی تشریف لائیے اور حال انکا
اُنکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پائے ہمت
گاڑے ٹھہری تھی لب استغاثہ واکرکے خدا سے یہ التجا کی

نظم

یہ رو کر عرض کی ای میرے اللہ
ترے آگے ہین یکسان عاجز و شاہ

مری مشکل ہو آسان ایکدم مین
کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم مین

امید زندگی ہے مجھکو مسدود
سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود

تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ پتلا جنین
جادو کو پکڑ لے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکر دون کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی
حال تازہ دریافت کر کے جائیں اور ملکۂ مذکور کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور
حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشۂ قرطاس
افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے ارادہ جنگ کیا ہی تم خبر لگاؤ نامہ پڑھکر ملکہ بران نے دو پتلے
بہر خبر روانہ کیے وہ پتلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا پتلون نے بہر صورت اپنے تئین ملکہ مہرخ
تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجۂ عمرو ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی
جاکر بیان کر دینا عیان را چہ بیان ہمپر بُرا وقت پڑا ہی خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہین پتلے یہ کیفیت
دیکھ سنکر روانہ ہوے اور بہت جلد خدمت بران مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمرو یہ حال سنکر بیقرار
ہوگیا اور کہا اے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائے گا پھر جمعیت ہونا غیر ملک مین دشوار
ہی آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ و ماجراے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی
جب کوکب کو پہونچی اُس نے سحر پڑھکر دستک دی ایک آندھی آئی بعد آندھی کے ایک ساحر
تخت پر سوار ہاتھ اُسکے چار جسم سارا بلور کا سراپا پتلا نور کا فلک پر سے اُترا تخت سے اُترکر بادشاہ
کو سلام کر کے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ دُرفشان ہوئی فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کیساتھ
با فوج گران اسی وقت طلسم ہوشربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر لڑنے تو اسکے باپ سے لڑنا مقصور
کو روز بد دکھاؤ بلور آداب بجالا کر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اس طرف
روانہ کرو حال اُسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہی مگر جبتک بلور اور عمرو دہانے
آئین بموجب تحریر حیرت افراسیاب شادان و فرحان سوار ہو کر داخل لشکر ہوا اور

اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا
بشکل شیر اس کو سب نے پایا

بڑھی یہ جو ریپکر بن کے ناگن
چلین بجو مین کھلے جادو کے سب فن

کبھی بنتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہ
غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ

پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز
بسان برق روشن اور بہت تیز

چمک کر اسطرح سے آئی سر پر
کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اس کے مرنے سے شور و غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوں مین خون اُتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا بس اسنے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے نپائے فوج اسکی چار طرف سے لینا لینا کہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اُسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری مہرخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہی لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہی اسنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے غنٹ پٹ ہوگئی ترسول بنپسول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے کہ گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جسکے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈھا ہوا ادھر کی آتشبازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیو ان پتلونکو روکنے لگے چرخی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیونکو زخم کہانیکی لذت ملنے لگی جسکے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا نہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دلمین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلۂ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقۂ خاک کرۂ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوے ہزارون واصل جہنم ہوے ساحرون مین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلۂ تیغ کی لپک خرمن ہستی کیلیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار کی چالاکی شور بحر مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصۂ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا گڑ گیا نظم

صدائے گرز سے پانی ہوے دل
ہوئے فرش زمین شیران کامل

زمین کانپتی بشکل قلب بیتاب
کمر تک آگیا خون مثل گرداب

ہزارون سر گرے روئے زمین پر
اجل تھک گئی ہی عرصے سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤن جما دیے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہوتا تھا ادھر سے سردار جانبازی کرکے جہانتک ہو سکتا تھا رد سحر کرتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر اُدھر کثیر اس طرف قلیل عیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی

اور اجازت حرب حیرت سے لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا تیوری چڑھی دل مین بیرحمی بھری جلاد منش سنگری بن ہلاکو عقل الو مزاج نہایت بدخوصورت بھونڈی کھوپڑی اوندھی چہرے پر بیغیرتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا نظم

بشکل پیل منزل ایستادہ ۔ غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار ۔ ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی ۔ چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے مکر و کید و فن ہویدا ۔ مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ ۔ بہت تھا بے ادب اور سخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یون پکارا ۔ کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہی ہان مقابل آکے دیکھین ۔ گرہ مین کیا ہے اسکے ہاتھ آئے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل ۔ کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نہیب کو اُس خودسر کی سنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون کے سحر سے ہزارہا نقارہ بروے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سیمن اندام فوج سنگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت و شان لڑنے چلی نظم

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار ۔ گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو ۔ وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اسمین نہ کچھ جوبن مین اُسکے ۔ ستم لبریز تھا دامن مین اُسکے
دل اُسکا رحم سے ناآشنا تھا ۔ کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادون مین تھا اُسکے قہر آمیز ۔ زبان وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہون مین تھا اُسکے لطف کچھ کم ۔ سو اتنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اُسکی فریب جانستان تھی ۔ پے مشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست ۔ کہ مشتاق مدفن ہین تن و پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہی کیا وار ۔ کہان تک تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک ۔ کیا رہوار اپنا اُسنے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر جو لپک کر ۔ بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدر سے اکبار ۔ نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پر دائرہ سا اس سے کھینچا ۔ پڑھے الفاظ سحر آمیز اُس جا

مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت مین سرشار تھے **نظم**

بجا دونون طرف سے طبل جنگی
نگاہین پھر گئین سینے ابھارے
کہ اے خالق زبان آبرو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ ثنا خیز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ
ہوئی ہر جان کو قالب مین تنگی
سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے
کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
لباس روح بھی ہو گور مین تنگ

یہی ہنگامہ دونون طرف رات بھر رہا نئے نئے سحر درست ہوے دلاور چاق و چست ہوے جسدم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم مین آیا **نظم**

نوید صبح مین جب مرغ چہکے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہی درکار
زبان آبرو دے فتح دنیا
نسیم عطر زا سے دشت مہکے
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے یون کہا سو التجا سے
اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

غرض بصد عظمت و جلال لشکر پیکروار دمیدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گندلا کیا بحر پر جوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا تلوارون کی چمک سے دھارا سیل فنا کا جاری سحر کی بجلیون سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان مین جم چکا نقیب للکارے کڑکیت بڑھکر پکارے شور حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ **نظم**

صدا اے طبل جنگی کا ہوا شور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر
صدا دی پھر نقیبون نے یہ ناگاہ
اجل کچھ دم مین ہو گی گرم بازار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہان
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر
جو ہین مان باپ کے فرزند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر
بڑھے دونون طرف سے صاحب نور
لبون پر آگئے دلہائے مضطر
کہ ہان اے نامدارو تم ہو آگاہ
مقام آبرو ہے ہان خبردار
رہیگا دل ہی مین ہر دلکا ارمان
کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
شرافت پیشہ و دلبند اصلی
نہین پھیرینگے منھ میدان مین جاکر

جب کڑکیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہئیت بدانجام سامری کیش جادو نام پرے سے نکلا

گویا ہوے کہ اے ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہین ایک کام سے یہان آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام چلے دست دعا بلند کرتے تھے کہ خداوندا ہمارے سردارون کو ہلاکت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر آئے فی الجملہ یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہان ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و برق آئے ہین سرنامہ دالالے ہین عیار سمجھے کہ عیار بچیان اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اسوقت ہی آئی ہین پس سرائچہ ضرغام پھاند کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹنے جاتی ہی اُسے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمے سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرون وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اُٹھکر بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سرائچہ فرا گئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی تھین اسوجہ سے ساحر سحر نہ کر سکے اُنکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا معاملہ ہی اور کیا بھید ہی وہ دونون نکل گئین عیارون نے تمام سردار مردمان بارگاہ کو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اُسنے خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ مین حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش و عشرت ہوے اور عیار بچیون نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہین آپکو اختیار ہی جو چاہے سزا دیجیے ہم اپنی خیر خواہی کر چکے ملکہ نے کہا کہ تمھاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ مجھسے تمھارا جانا عیاری کے لیے سنکر جلدی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوے ہمارے کام مین خلل انداز ہوے عیار بچیون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمایئے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی کہ تمھاری صورت پر انکو دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو مین شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرادونگی عیار بچیان سلام کرکے چلین اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر نیمروز بصد درد و سوز بالادوی عرصہ سپہر سے مراجعت کرکے خیمۂ غرب مین گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش ہوکر کمند کہکشان لیکر عالم مین داخلہ کیا کہ نظم

اسی عرصے مین مہر عالم افروز
کہ جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز

ہوا اطراف مغرب کو روانہ
بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصورہ کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھایا اُسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی لڑنیکا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہی یا مارونگا یا مرجاؤنگا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا اہلکار خبر دے کر بارگاہ شریک اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل و نقارۂ حرب گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار سے خیمون مین آئے درستی مین لڑائی کے مصروف ہوے سحر کی آتشبازی گرم ہوگئی آتش غضب سینہ مین جوش زن ہوئی نامردون کے منھ پر ہوائی اڑتی تھی عقل کی تیزی بسان شمشیر جرخ مین تھی بہادر

ظاہر تھا سر مو فرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھائے کسلیے کہ قران دست
و پا نہایت زبردست رکھتا ہی اسوجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بنگئی جب یہ کسوت عیاری اور
بغدہ وغیرہ درست کرکے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت سمرق کی ایسی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت
قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے سر لیکر اپنے خیمہ سے اس طرح چلین کہ کوئی ہمکو نہ دیکھے
خیمہ و بارگاہ کی قناتون وغیرہ مین چھپتی ہوئی چلین اسلیے کہ عیار و جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ
اپنے لشکر سے دونون نکلکر لشکر مہرخ مین پہونچین لشکری انکو دیکھکر بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ یہ دونون عیار
سر نامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہین غرض یہ بارگاہ مین آئین مہرخ انھین دیکھکر شاد ہوگئی اور تخت سے
اٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیے ابھی تو کسیکو معلوم نہین ہی کہ بہار بھی عیارون
کے ساتھ تھی ورنہ اسکا حال مہرخ پوچھتی یہی جانا کہ حسب وعدہ یہ سر نامہ دار لائے ہین خلاصہ بعد اعزاز و
اکرام یہ عیارنیان کرسی پر بجاے عیاران بیٹھین مہرخ نے حکم ناچ ہونیکا دیا ساقی و مغنی ساز طرب لیے حاضر
ہوے ان دونون نے تمام ماجرا قتل نامہ دار کہ جو سنکر آئی تھین بیان کیا کہ ہم نے اس محنت و فطرت سے
اسکو مارا یہ کہکر گویا ہوئین کہ جب ہم ملک کوکب مین پہونچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوے تو کوکب نے
ہماری دعوت کی اس دعوت مین جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام مین بھی نہ پی تھی چنانچہ اسکا
ماجرا ہم زبانی نہین کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا تھوڑی سی آپ کے چکھانے کو لیتے آئے ہین اگر اجازت ہو تو ساقی گری
کرکے سبکو ایک ایک جام پلائین مہرخ نے کہا آپکو پوچھنے کی احتیاج کیا ہی بسم اللہ کیجیے یہ دونون اٹھین اور
جام لیکر کسوتون سے گلابیان شراب ارغوانی کی نکالکر سب کو پلانے لگین مہرخ اور جملہ سردار جسنے وہ شراب پی
بہت تعریف کی انھون نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام دیے اور کہا تم لوگ بھی کیا یاد کروگے
کہ کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی غرضکہ بعد کچھ عرصہ کے یہ عالم ہوا کہ سازندونکا مزاج ناساز ہوا سارنگی الٹی کرکے
گلے کیطرح رتنے لگے اگلا سا رنگ ہی نہ رہا طبلونکی بری گت ہوئی سر نیچے ٹانگین اوپر ہوکر نئے کھڑاگ مین پھنسین
سردارونکا سر بسان چرخ دوار پھرنے لگا رقص کی گردش سے تنے دکھائی کسکو حالت نشہ نہ آئی خود غلط
ہوکر اوندھے منھ گرے عیاربچیان آستین چڑھا کر خنجر کھینچکر چلین کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائین اور کہین کہ یہ اسکا
بدلا لیا کہ جسطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام دربار عیارون نے بیہوش کیا تھا غرضکہ ہنوز کسی کا سر جدا
کرنے نہین پائی تھین کہ بموجب مثل ہندی کے دوہا جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے + بال نہ بیکا کر سکے
جو جگ بیری ہوے + دو عیار جو یہان باقی ہین انکا حال سنیے کہ یہ لشکر حیرت مین گئے تھے اور لشکر کو عیاربچیون
سے خالی دیکھکر ضرغام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز بشکل صبا رفتار تیار ہوکر دونون بارگاہ حیرت
مین آئے اسنے صورت دیکھتے ہی کہا کہ نالزادو تم دشمنون کا سر لانے کے لیے کہہ گئی تھین خالی پھر آئین یہی شرط کہ
ناک کٹوالون عیار یہ سنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر مین عیاربچیان بہر قتل سرداران گئی ہین یہ سمجھ کر

نے کہا جب خدا لیچلے انھون نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہین کسلیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہ ہو کہ افراسیاب
کچھ فتور زیادہ کرے عمرو نے کہا تمھارا جدا ہونا ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق
ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا
پلا کر چند ساحرون کو بلایا انسے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے انکو روانہ کردو ساحر انھین لیکر
روانہ ہوئے عیار اور بہار سیر اس گلزار کی کرتے اسی دروازہ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام
یہان کی عمارات عمدہ سے کہین بہتر پایا غرضکہ ساحرون سے ملکر باہر نکلے دیکھا تو اب اس صحرا سے
منزل اور دیوار طلائی کو نہ پایا وہ باغ کہ جسمین ساحرہ لیگئی تھی اسکا پتہ نہ ملا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار
نے تیار کیا اور سبکو سوار کرکے چلی دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی عیار راہ مین بولے کہ اے ملکہ تم نے
پہچانا کہ یہ خواجہ عمرو نہ تھے بہار نے کہا تمنے کیونکر پہچانا قران نے کہا اُستاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار
خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو بیشک استاد نہین تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا غرضکہ یہ تو سیر
کرتے رہ نورد منزل مقصد ہین لیکن لاش قرطاس جادو کی بیر لیے ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از
دست بہار خدمت افراسیاب غدار مین پہونچے حال قتل اور کوالف جنگ زبان پر لائے بادشاہ
کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا ندما و امرائے دربار کے چالاکی پر عیارون کی ہوش پران تھے
اور بادشاہ کے پر غضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوائے
اسکے ایک نامہ ملکہ حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع
مصور آمادہ کارزار ہونا مین بھی آتا ہون وہان میرے ملازم بہار نے قتل کیے ہین یہان مین سب نمکحرامونکو
ہلاک کرونگا اور صرصر عیارہ مجھ سے وعدہ عیاری کرنیکا کرگئی تھی اگر اُسنے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ
کے نکالدینا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا
کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پاکر مین بھی جاؤن اُسطرف جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامہ دار کا
پڑھکر حیران ہوئی کہ کیا زبردست عیار ہین جنھون نے بغیر قتل کیے نامہ دار کو نچھوڑا بعد متحیر ہونیکے حکم
دیا کہ صرصر کو لاؤ صرصر جبسے وعدہ کرگئی تھی اپنے خیمہ مین فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول
بن نہ آتی تھی اسی فکر مین تھی کہ حکم حیرت برائے حاضری پہونچا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی ملکہ نے بغضب
ارشاد کیا کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کہ تعاقب کرکے تا عمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت
ناک کاٹنے کا آیا ہے صرصر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا کہ واقعی یہ کنیز خطاوار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ
سے یہ ہے کہ مجھکو مہلت ملے اگر سر دشمنان شاہی کے نہ لاؤن تو مستوجب سزا ہون ملکہ نے مہلت دی
یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ پر آکر صبا رفتار سے کہا کہ تم صورت قران کی بنو وہ جب آئینہ رکھکر
تیار بشکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بناکر جسمین چہرہ روغن دار ایسا کہ بعینہ انسان کا چہرہ اسمین

بڑھی کچھ دور اس نازوادا سے ۔ کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز ہیہم ۔ کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ اے ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا تمہارا اجدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار تبسم ہے یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہے یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی صرف طلسم ہوشربا بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ نگار دختر نوشیروان عاشق ہوکر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اُسکے بطن سے قباد شہریار پیدا ہوے اور قباد کا نکلجانا علمشاہ سے لڑکر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہوکر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤن نکالے وحشت گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان مارنے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا نئی الجھن مین پھنسا رات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارادے ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑگئے کہ نظم

ہوئی الفت جو اُسکی آتش افروز ۔ جگر پر آکے بیٹھا تیر دلدوز
الگ ہے سب سے انداز محبت ۔ بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات ۔ دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری ۔ بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار نیند کا بہانہ کرکے چپکے چپکے رو یا کی اُدھر عیار جو کمرے مین گئے تھے انکی خدمت کیلیے بھی کوئی پری کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بلسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا نظم

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ ۔ ہوے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار ۔ نظر آئی نہ پھر کو سون شب تار

خواجہ عمرو کا ہمشبیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوے اور تسلیم کرکے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کرکے پوشاک نئی بدلیں سب نے حسب الحکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی مع زیور اسوقت بھی عنایت ہوئین سب مزین و مجلی ہوکر جلسہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسوقت عیارون نے عرض کیا کہ حضور یہانسے کب چلین گے عمرو

ملا کر ساز ناچین پھر وہ اٹھ کر ۔ قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے ۔ نہایت اُنکے پر زر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر ۔ فدا تھی زہرہ ہر ان کی ادا پر
ستارے ساغر و مینا کے چمکے ۔ نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے

جب سن لیلی شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اٹھکر بارہ دری مین آگئے وہان نعمتخانہ تیار تھا غذائین لطیف و عمدہ دستر خوان پر چنی گئین سب نے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ مسہری پر پھولونکی لیٹی نخلخے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع مومی و کافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک دہ قصر جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوے عمرو علیحدہ ان سب سے جاکر سو یا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب مسہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرہ مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اُسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو لو سے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ پران کی سہیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پریزاد حور پیکر سیمبر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھو مین چرائے سر سے پا تک نور رنگ مین مقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی نرمی رخسار پر ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت چاہیے کہصورت نظم

جبین سے تا بپا نور مجسم ۔ ہر اک انداز مین سو ناز باہم
سخن کی گرمیون سے جان بیتاب ۔ سرور آنکھون مین بے لوث مے ناب
تردد سے طبیعت منزلون دور ۔ فدائے روے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران جمال تھی مگر اسنے باادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے اسکے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائیے تو یہ کنیز بھی آئے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون پران کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول ٹوٹا اور چند پنکھڑیان زمین پر گرکر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاح حسرت عشاق شیشۂ دل کی طاق اُمنگ پر جسکی بہار نثار جس پر گلزار لطف فرماے ایام

زیورسی مرصع تھا لائین وہ خلعت عیارون اور بہار کو عنایت ہوے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسۂ عشرت دیا فوراً ابطِ مے کے قہقہے بلند ہوے بحرِ پرجوش ہوس سے پرستان روان تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل ینے ایک لمحہ مین یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمنبر مزاج توبہ برہم ہوا چشم زہد مین مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو — صدائے ریزش نے سخت دل جو
ترشح کیف کا آنکھونسے پیدا — ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہین بہکے ہوئے آغاز و انجام — کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی مین نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارونکو بہکایا جلسۂ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابرؤن نے کار قاتل کیے حوصلے بڑھگئے ارمان تڑپکر رہگئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز — کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے — کہ داؤدی ترانے یاد آئے
ملاتی تھین جو ساز رقص دوچار — تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
کسی کے دست مین رنگین گلابی — بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام — چھپا جو آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے — ہوے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جسوقت برائے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بستان ہوس میگساران بزم نشین لیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوارونکا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جوئبار کشتی روان ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیونکو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ مین باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ مین نور اظہار نہر مین بجرے پڑے فوارے ہزارے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت انتما تھی جسپر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر — کہین تھا گلشن قالین سے بہتر
روان اک سمت جو چشمے تھے پرنور — خزانے انمین فوارے کے معمور
ہزارون اسمین میوہ دار اشجار — ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکان عشرت افزا — میسر خلد کا ان مین تماشا
ہوے سب یہ وہان جب دونو فروکش — طبیعت سیر سے تھی لطف اندوز
کہ پہونچا اک گروہ ماہرویان — مہیا رقص کا پاس اُنکے سامان

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ و حشم سے سواری جاتی ہی یہ کیفیت عیارون
نے دیکھکر کہا کہ استاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ پن نہ کرنا خلاف
ادب ہی ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھا گئی تھی
مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا انکے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کہ چلیے آپ سب کو
خواجہ سلامت نے بلایا ہی بہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہین تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے
اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہی انکے لائق یہ کب جگہ ہی غرضکہ تخت پر سوار
کرکے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی
بہار دکھائی دی دروازے پر اُسکے عملہ کے لوگ خدام و دربان و سپاہ و وغیرہ کا مجمع ہی یہ وہان اترے
سب نے اُنکی سلامی لی اور بڑھ بڑھکر تسلیم کی یہ بھی داخل باغ ہوے دور سب رنج دل کے داغ ہوے
عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل نے سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہان سرمہ بصارت
آگین چشم مشتاق گل روشنی مین نور دیدۂ عشاق نرگس مخمور برنگ دیدۂ حور سنبل کے پیچ عقدۂ سربستۂ
آرزوے عاشقان سرو موزون سربلند مثل مرادیابان

ابیات

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا — ہر اک مین تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو — جو لیجایئن دل شائق سے قابو
نوازن جا بجا مرغان خوش رنگ — ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر اک بارہ دری کاشانۂ نور — میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت با تکلف فرش سارے — کہ جس کے حسن پر پھسلین نظارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر — ہوائے شوق کے جھوکے برابر
مزاج شایقان حسن برہم — نظر کو دید سے فرصت بہت کم
ارادے شوخیون پر قصد چالاک — ہوس مغرور جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی — خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر کار پر عمرو جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پر گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امرا و وزرا
کا دور بندھا تھا ہزارہا نازنین شوخ و شنگ عہدے ہاتھ مین لیے حاضر تھی صدہا کنیز عزت دار و
با تمیز لبسان مہر تابان بلباس زرین بہمان فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز عشرت
آواز بج رہا تھا ان سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمرو تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلا یا پہلے آگر قران
نے سر سینہ سے لگایا پھر اک کو گلے سے لگاکر قریب تخت بصد عزت کرسی ہاے جواہر پر بٹھایا خواصین
زرین کمر نازک اندام حسب ایماے عمرو کشتیان خلعت گران بہا کی ثمین مالا مرواریدکے اور بہار سکے

اسنے کہا کہ بی بی کسلیے پریشان ہو سر گریبان ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہی اور پرائے بس جاتا ہے اب جسکے گھر آئی ہو وہ جب رخصت کریگا تو جانا ہوگا شل مشہور ہی کہ آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت بہار نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہی اس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمرو کا ہے بہار نے کہا پھر وہ کہان ہین اسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین یہ آخر اس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن ہزارون بہارین دکھاتا تھا اپنی بہار دیکھ کر ایسا اتراتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت اُسمین مہیا تھا مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کاری سجا تھا اسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اُسپر نگیرہ کھنچا ہوا ہر یکی تصویر تھا زیر نگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے انکو بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر چلی اور باہر آ کر باغ کے دروازے کو بند کرکے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دشت طلسم مین مصروف ہین مگر جس سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور رقطاس مار اگیا اس دشت کے ساحرون نے جاکر تمام ماجرا خدمت گوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر ان کو بھیجا نامہ جب ان کو پہونچا اس نے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اسکو قران و برق نے اس طرح راہ مین مار ڈالا اور بہار جادو نے یون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک باغ مین وہ سب فروکش ہین خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین دگرنہ ہم اُنکی دعوت کرکے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ صاحب کے ہمشیرہ کو اُنکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہین یہ نامہ پڑھکر ملکہ عیارونکی فطرت پر ہنسی اور انکے حوصلہ پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب کرکے بغیر قتل کیے نہ چھوڑا پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید تمکو گوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب پر اُن کے پاس سے جدا نہو یہ سمجھ کر ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آپنے مجھسے ایسی الفت کی ہی کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہین چاہتا ہی اچھا آپ لکھ بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کرکے رخصت کردین ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ نے بموجب مرضی عمرو اسی ہمشیرہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کرکے مع سامان دعوت بحشم وخدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجتے انکے بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر اُن کے زیور مرصع کار کی بہار نکلین انکے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑہ کی کرتے لڑکے خوبصورت بوٹے تخلخون کے لیے آگے بڑھ گئے پھر پیادل چوبدار و خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوے انکے بعد ایک تخت پر عمرو سوار جلو مین پیادہ بہاری خلعت زرتار پہنے جس سے زرین لباس مہر شرمسار تاج کئی سو کنگرے کا رکھے جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہوے صداے طرقوا سے ارض وغیرہ بھرا ہی جادوش دور باش کہکر للکارتے ہین

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ — نظر آیا انھیں اک قلعۂ سنگ
کہ تابندہ ہے مثل مہر انور — جڑے ہیں زر کے دیواروں میں پتھر
زمین شفاف رستہ صاف در وا — نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ — نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب — کوئی مانند لال سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار — چمک پتون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد — چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا — سر ہر شاخ سے بارش ہی پیدا
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب — تلے اوپر کہین پیمانۂ آب
قریب اک حوض اسمین خون لبریز — کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا — کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زر لفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اس بارگاہ آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحرون کا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم راہ بھولکر قلعۂ طلسم نور افشان کی جانب آگئین ایسا نہ ہو کہ ہم قید ہوجائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہی جب تک استاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ کوکب سے کہکر چھڑائین اُسوقت تک مین ہلاک ہوجاؤنگا بہار یہ سنکر وہان سے سناٹا مار کے تخت اڑاتی بہت دور نکلگئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد ارض رنگ کا درد سر کھونیکو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہی حرارت سودازدگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہی وہان پہونچکر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اُتار سیر کرنے لگے بوے صندل سے دشت مہکتا تھا ہزار ہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا کنڈلیان سانپون کی درختون کے ٹہنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ بموجب اس بیت کے بیت سیہ چوڑی بدست آن نگارے بشاخ صندلین پیچیدہ مارے + وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف گھری آتی ہی فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہی ہزار ہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ بیت مقابل آگیا اک قلعۂ خوب + طلائی جسکی دیوارین خوش اسلوب + یہ محاصرہ ہوتے دیکھکر بہار تخت پر سبکو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی سامنے نظر آئی رہائی نپائی ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہوا گھبرا کر عیارون سے کہا ہمکو کسی نے قید کیا یہ کہکر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کیطرح حیران تھی اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر

مری معشوقہ ہو گر وائے تقدیر
وہ ہووے غیر سے جاکر بغلگیر

اگر باقی رہے گی جان تن مین
تو ہوگا لطف کچھ اس انجمن مین

کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے
ہوس اب گور سے دست وبغل ہے

جدا ہونے لگے پاؤ سر و دست
کوئی خستہ کہین نعرے کہین جست

کہین سیلاب خون سے سرخ راہین
کہین زخمی تنون کی سرد آہین

کڑکتی تھی برابر برق شمشیر
اجل تھک گئی ایسے چلے تیر

گرے گردان شیر افگن زمین پر
کہین تن سر کہین توسن کہین پر

پھر آخر مہر نے چاہی بلندی
ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی

ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر
جمال صبح چمکا شیر ہو کر

یعنے جسوقت تیغ تیز مہر سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ لیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کرایا وہ لشکر سار ارات بھر لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحرون کے مرنے سے برپا تھا آندھیان آتی تھین تاریکی مین بیرونکا غل و شور محشر سے کم نہ تھا جب اُجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے تھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی اُنکے بھی گلو نسے ہار مرجھا کر غائب ہوئے افسر ہوش مین آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار کے سحر مین ہم گرفتار تھے یہ سمجھکر ارادہ قصاص کیا کنیزان بہار ناریخ پکڑ کر للکارتی ہوئی آگے بڑھین یہ زخمی بہت تھے خوف مین آکر بھاگے اور جانب **افراسیاب** گئے بعد انکے عیار دونون تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا ملکہ نے کہا یہ کیا ادنی سحر تھا کیا کہون **قرطاس** کو آپنے قتل کیا ورنہ حال اسکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر چلنا مناسب ہے یہ کہکر تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی **برق** نے کہا آخر تو چلتے ہین اسطرف کی سیر کرتے چلین یہ سنکر جدھر سے آئی تھی اُدھر رُخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہین پہاڑ نظر آتے تھے کہین پر دریا تھے

کہ ابیات

کہین سبزہ کہین کچھ شہر آباد
کہین ویرانہ مثل طبع آزاد

کسی جانب کو کوہ آسمان جاہ
کہین باہم درخت ایسے نہین راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر اسمین طلسمی کارخانہ پایا کہ بموجب **نظم**

طلسمی اس کا تھا سب کارخانا
وہ تھا پریون کے رہنے کا ٹھکانا

درختون مین اثر تھے سحر کے تیز
گلون کے جام تراشون سے لبریز

برابر اُنکے جو غنچہ تھا لب بند
وہ عقد سحر سے تھا اے خردمند

فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے
دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے

مقدر نے ہے وہ سامان دکھایا
کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا

چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے
بڑھے روتے ہوئے اپنے مکان سے

سہے جاتے نہیں رنج جدائی
دہائی ہے دہائی ہے دہائی

قریب باغ پہونچے بولے جانی
خدا رکھے یہ تیری نوجوانی

زیادہ حسن کا ہے نور پیارے
رہے قربان جان حور پیارے

اجی ہم پر بھی ہو گی مہربانی
کہ ہو کچھ لحظہ لطف زندگانی

یہ صدا اے آہ و واہ اُس راہزن شاہ راہ خرد نے سنکر کچھ کنیزون سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر آئین اور پکارین کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انھون نے ایک ایک ہار پھولونکا انکے گلے مین پنہایا اور کہا کہ تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھین شرم نہین آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے مین اکیلی اور سارا لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اُٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اسکو مین اپنے پہلو مین بٹھاتی یہ بدنامیان نہ اٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبل مین آگ لگادی آپسمین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اُسی کے غمزہ جانستان کی کہ مین مار ڈالونگا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ مین خود تجکو منع کرتا ہون کہ اب اُس آفت جان پر جان نہ کھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا غرض باہم تکرار ہوکر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین منتر دن کے ضربے چلنے لگے ترسول بنسول تاریل ترنج وغیرہ اچھلنے لگے صف مژگان یار نے صف کشی کرادی آنکھون کے لڑنے نے لڑائی دکھادی جادوگری بھلادی دم بھر مین صدہا سر اُس صفا کہ پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے ہزارہا جان سے اُس گلبدن پر قربان ہوگئے حسرت دار مان انپر رو گئے **نظم**

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ
کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ

قریب آیا ہے وقت جان فروشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی

کبھی کرڑکیٹ کہتے تھے یہ کڑکا
کہ منھ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا

کھلے بیڑے پڑے شمشیر مین ہاتھ
کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ

یکایک ہر طرف سے برق چمکی
مبارکباد دی خواب عدم کی

جو تھے افزائش جرأت سے بیتاب
ہوے رخسار اُن کے آتشین تاب

لبون پر آئے کف غیظ اجل سے
ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے

رومال چھلنے لگا اور برق نے اسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے
اُس نے کہا اے ملکہ درد سر از حد ہی اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او مسخرے بیہودہ
تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سنتا تھا کہ اُسنے گھبراکر سحر کرنا چاہا مگر قران نے
پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ لبان سوچڑے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر سر
تحبس جدا کیا شور و غوغا عالم مین پھیلا اندھیرا ہوگیا صدا آئی کہ مارا قرطاس جادو کو لشکر مین اُسکے بھی
اندھیر اچھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہوکر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اُسکے
مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کرکے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے
اور بگولے لاش قرطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا بڑھا
تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر
مثل ابر تیرہ و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہی
یعنے چاندنی گھٹا مین نکلی ہی سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہی سر سبزی سے خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا
ہی کہ بمقتضاے **ابیات**

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب		شجر کی شاخ مثل دست محبوب	
چمن کے پھول مثل عارض یار		برابر جلوہ گر ہر سو نمودار	
کوئی گل مثل روئے ماہ براق		اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق	
کوئی خون جگر کی طرح رنگین		کسی مین اور ہی صورت کی تزئین	

بیچ مین اُس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہی وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہی **نظم**

کہ رشک حور ہی وہ صاحب جاہ		پری پیکر سمنبر غیرت ماہ	
نظر مین تیز یان تیغ اجل کی		لب شیرین مین شیرینی عسل کی	
غضب آنکھون مین مثل لیف لبریز		سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز	
نگہ پہونچی جو سوے سینہ صاف		نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف	
قریب پختگی پستان کو پائے		ہوس کچھ اور ہی مطلب سجھائے	
جو اُلٹی نو تھی شمع ساق پاسے		تو گھرتا ابر مستی جابجا سے	

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلرخسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھین امنگین دل مین جوانی
کی بھری تھین تمام لشکر اُس گل رعناے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہواے گلشن سحر سے مسحور ہوکر اپنی ہستی
فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ **ابیات**

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار		یہان احسان سے ہوتا ہی گنہگار	

نظر آئی اُسے وہ مجمع نور
بشکل آرزو پنہاں حیا مین
چمک کر برق شمشیر نظر کی
لحاظ تو بہ مثل زلف برہم

دیار ہوش جس سے منزلوں دور
نہایت شوخ طرز مدعا مین
عیادت کے لیے آئی جگر کی
لب زاہد پہ شکر خندۂ غم

یہ بیہوش ہوکر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جان حسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہربار ہوئی کہ آیئے تشریف لائیے اللہ بڑا انتظار دکھایا ہاں سچ ہے ہمین مشتاق جو ہا یا اسی سے اپنے منھ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو راز طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدین سینہ ارض کی بہاآئین تھین سبزہ تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دید نے اس سرد مقام پر گریبان بہائی تھین جوش آرزوے بادہ پرستان اسی جا بر آتی تھی روح آرام باقی تھی اُسجا کے اسباب عشرت صفائے عمارت پر جان گلہاے بہار پر خون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعشق مین جنون کرا بیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب
ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے
نہال باغ سب مقیش افشان
مکان مثل دل عارض مصفا
مناسب ساز و سامان جا بجا پر
چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز

کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
نگاہین دیکھنے والون کی قربان
پھسلجاے نظر وقت تماشا
کہین گھوٹ بڑھ نہین سب کچھ برابر
دلون مین گھر کرین مانند جادو
کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لاکر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ فرمایا اسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر تجکو بہت مبارک ہوا یہ نازنین تجھپر فریفتہ ہے غرض اُسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھون کو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اُسکے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مے الفت تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ نظم

طبیعت صورت مے جوش مین تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام
صدا آئی فراز آسمان سے

تمنا عزم نوشانوش مین تھی
جھکا شیشہ کہ آیا اور رہنگام
سفر ہے نامبارک اب یہان سے

جب خوب اسکو نشہ ہوا گھبرا کر سرمست آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا اسوقت قران بھی باہر سے آکر سر ملکہ نقلی پر

اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جابجا زیب جسم کرکے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا اُسطرف برق رنگ روغن عیاری لگا کر ایک زن خوبرو کی ایسی صورت بنکر مست ناز پر بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہی لباس پُر زر پہنے ہی سر سے تا قدم جواہر کار زیور تن منور پر آراستہ کیے ہی مانگ موتیون سے بھری ہی ناہید فلک ہزار جان سے اُس بھولی صورت پر صدقے ہوا چاہتی ہی قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہی یہ کہنا روا ہی کہ **ابیات**

لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو ۔ نہایت تیز تھی شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو ۔ نگاہ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون خاطر حسید ۔ نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے ۔ دم ایما جہان کے دلربا تھے
وہ آنکھین جنپہ صدقے روح عالم ۔ نہ دے یاد اُنکی فرصت دلکو اکدم
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے ۔ تصور مین دھوئین اٹھین جگر سے
وہ دور حلقۂ چاہ زنخدان ۔ فدا جسپر ہزارون جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شور جنکا ۔ زمین سے تا فلک ہر جا یہ پہونچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان ۔ کہ جنکی یاد ہر مرگ مسلمان
وہ ساق خوش نما آئینہ نور ۔ لقب جنکا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے ۔ نہین معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اس صورت سے رونق افزاے گلشن تھا اور **قران** جو صحرا مین گیا تھا ایک پگڑی سر پہ باندھکر رومال شالی اوڑھا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل ساحران تبدیل کرکے حاضر باغ ہوکر دروازہ پر ٹھہرا تھا کہ ہمراہ کنیزان **قرطاس** پہونچا **قران** نے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی کہا ٹھہریے مین ملکۂ عالم سے خبر کرتا ہون یہ کہکر اندر آیا **برق** کو اطلاع دی کہ وہ بناز و انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پہ ہاتھ رکھکر بصد اعزاز در باغ پر آیا ایسا معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلہ سے آفتاب نکل آیا **قرطاس** نے دیکھا کہ ایک نور باغ سے ساطع ہوا خوابگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہی یعنے وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر جسپر رخ دلبری جسکا جوبن آفتاب بنکے فلک پہ چمکا ہی اختر سپہر وقت سحر جسکی چشم پر حیا ایک نمونہ ہی نگاہ جسکی ترقی بخش انوار تصور مین جسکے قیامت تک محو دیدار غمزہ رونے کی ہنسانے والی عاشقونکو راہ بتانیوالی شبنم اُسکے عرق جسم سے چھٹکر ہمیشہ گریہ ناک سحر اُسکے عاشقون مین ملنے کے لیے گریبان چاک صدا اُسکی جان بخش دل فگاران آمد اسکی نوید جان بیقراران تمنا اسکی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ اسکا بہر قتل تیار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش **نظم**

ستایا اُن غارت فرمائے ہوش وشکیبائی نے جواب دیا کہ تو جب تجلے بگھارتا تو دیکھو ہمارے ہی گھر مین تو دھنا دیا
ہی اور رہین کو اُنکی ممانعت ہی اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہی جسکی کہ مالک ملکہ گلزار ہی ہم انکے حکم
سے تمھین مطلع کرنے آئے ہین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہی آپ یہان سے ہٹکر
مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہی کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھکر حکم مناسب دیا جائے گا
آج آپ کو یہان سے ہٹنا پڑیگا **قرطاس** کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان فساد ہونے مین **عمرو** تک
پہونچنا بیجا ہوگا یہ سوچکر بمنت پیش آیا گویا ہوا کہ آپ اتنا خفا ہون ہم مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہی آج رات
بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جائینگے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی
کمال ہی خیال زیادتی ملال ہی آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچیگا اور صبح کو
وہ چلا جائیگا کنیزین یہ سنکر پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئین بعد انکے جانیکے **برق** نے کہا مین بھی رخصت ہوتا
ہون خبر شرط تھی وہ کر دی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون آپ جائیے یہ بھی اُٹھکر چلا اور
اسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہی کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئین
جانتے ہین تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور **بران** ہمپر خفا ہون گی ہم آپ کے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے
دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی اگر دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب الحکم
دوبارہ روانہ ہوئین اور **قرطاس** ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ پہونچین وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام
لائین انھون نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا اس نے سنکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے
آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھکو طلب کیا ہی یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار
ہی کس لیے کہ جانتا ہی کہ وہ عیار یہان بیٹھا ہوا تھا جب کنیزین پیام لائین تھین اور اگر عیار ہوتین تو ارکر
نہ آتین اور میری پرچھائین مٹا نہین سکتین یہ سوچکر اُن سے کہا کہ مین کسلمند ہون اسوقت معاف فرمائیے
صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون نے ہنسکر کہا کہ نہین چلو اس مرد دے کو بھی دماغ ہی کہ ہم ایسے ہین جسکو شہزادیان
بلاتی ہین **نظم**

کہ ہم وہ ہین کہ جس پر اک نظر ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی

قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
لحد تک بھی نہ بجھنے پائی دلکی

ہوا اور غضب سنو ہماری ملکہ ایسی ہی تو ان کی مشتاق ہین جو رات بھر باغ مین پڑی رہینگی شکر نہین کرتے
کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اُسی نے رحم کھا کر جو بلایا ہی تو انکو اغماز ہوا ہی یہ کہکر پھر ہین اس کو خیال ہوا کہ
جیسے یہان رہے ویسے وہان بلا یہ عورت حسینہ جوان تنہائی مین بلاتی ہی کیا عجب ہی جو اُسکا اور کچھ مطلب
ہو پھر ازین چہ بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان تمھارا کوئی نہین یہ رفاقت کریگی مدد وقت
جنگ اس سے ملیگی جانا چاہیے یہ خیال کر کے پکارا کہ آپ آزردہ نہون مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ حکم

پلنگ آراستہ جس طرح محبوب ۔ منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزون سے کہا کہ تم مین سے دو آدمی لشکر **قرطاس** مین جائین اور کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ **گلزار** جادو مالک بیابان گلزار کے ہی تمھارے اترنے سے زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہونچنا متصور ہی پس تم یہانسے آجکے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ **بران** سے تمھارے مقام کرنیکی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا کنیزین یہ حکم سنکر بصورت مبدل اڑکر روانہ ہوئین اور راز سیکہ شب ماہ ہی **قرطاس** بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر دشت کر رہا جاتا ہی اور شراب پی رہا ہی مگر اترتے ہی سحر کردیا ہی کہ کوئی غیر نہ آئے کس لیے کہ مالک پر آیا ہی یہ تو اس طرح بیٹھا ہی مگر **برق** و کنیزونکو بھیجکر اور باقیمانذہ سے گویا ہوا کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر **قرطاس** مین آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ کیطرف چلا ایک پرچھائین پکڑنے دوڑی اُس نے پھر کر کہا کہ اے پیر سحر کے جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ **برق** عیار آیا ہی وہ پرچھائین پھر گئی اور سامنے **قرطاس** کے جاکر گویا ہوئی کہ آپنے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا اُسنے کہا کہدو کہ **برق** عیار آیا ہی یہ خبر سنکر یہ حیران ہوا کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرضکہ **برق** اُسکے پاس گیا اسنے کرسی بیٹھنے کو دی وزہ پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہی روز آتے جاتے ہین استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آنا ہوتا ہی یہ تقریر سنکر وہ سمجھا کہ **کوکب** بلا لیتا ہوگا پس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہی اُسنے کہا اسلیے حاضر ہوا ہون کہ آپنے دو بار مجھکو گرفتار کرکے رہا کردیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کردیا لہذا بپاداش مین اُس نیکی کے مین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کرکے آپکو مارونگا یہ سنکر **قرطاس** ہنسا اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون **ساحرہ** جنکو پہلے سے بیہیج چکا تھا اڑتی ہوئی آئین جب زمین پر آکر سامنے اُسکے اترین پرچھائین اُنکو بھی پکڑنے دوڑین وہ کنیزین بہار کی ہین انھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائین پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ دور ہوا **قرطاس** نے دیکھا کہ دو نازنین حسن مین بیتر انتہا مہین صورتین سلونی چہرے نمکین چال مین ہرنیان کا یا وصل مین گھنگورنیان سفاک جان تمنا لمجاے حسرمان شیدا زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا درکار بینی کو انتہا کی خود بینی دہن کو عادت بکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب مین آب حیوان کا اثر آنکھون کو دیکھا دٹ یاد گریہ بخش عاشق ناشاد **نظم**

نہ کیونکر قتل کا اُسکے سبب ہو ۔ کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تابان جس پہ قربان ۔ کرین گھر دل مین ایسے تیر مژگان
ہزارون شوخیان اور ناز باہم ۔ کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونون ادھر آئی ہین یہ دیکھتے ہی پکارا کہ واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پرچھائین کو بھی

جلد ہمکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہین اگر تمہارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمہارے لیے برا ہوگا یہ کہتا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور رد عوان موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے آپکا گھر ہے یہ بھی مع بہار تخت اڑا کر پار اُترے اور وہان کے صحرا مین جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہان پر اترا ہوا ہے یہ خبر سنکر سب اسجگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہو گیا یعنی شعاع مہر تابان دریلے کہکشان مین ڈوبی اور مہر تابان کو نہر استوا سے گذر جانیکی اجازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام
نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام
کرن خورشید کی دریا مین ڈوبی
دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیارون نے کہا اے بہار اب تم کہین جا کر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کردین بہار نے کہا بہتر کنیزین میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھین چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائین برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزون سے کہکر جو مہتر صاحب کہین بجا لانا آپ بزور سحر طائر خوشرنگ بنکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھکر خوشنود ہون عیارون نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزون سے کہا کہ تم اپنی صورتین بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تمکو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزین حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت سبدل تیار ہوئین پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکین برق نے کہا بزور سحر یہان اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اسکی تعلیم مین رہی ہین جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہین برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ دلبستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت بزم معشوقان اُسی وقت بنکر تیار ہو گیا کہ اسکی نسبت یہ کہنا زیبا ہے

سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

زمین اس جا کی جیسے روز روشن
گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن
وہان سے سایۂ شب منزلون دور
بشکل آرزوے بخت مہجور
فلک کے عکس سے تارے نمودار
منور جسطرح حسن رخ یار
صفائی مین نمایان آب گوہر
نظر مین لغزشین ہر ہر قدم پر
جبین بام و در سے تابش نور
فروزان جیسے دونون عارض حور
کشید دل نظر کے ساتھ حاصل
وہان جا کر پھر آنا سخت مشکل
درختون مین عجب صورت کا انداز
کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز
نہایت بزم شافین برگ شاداب
ہر اک تھالے مین موج گرد آب
ہوا و لالہ بہر وصل باہم
کہ ملجاتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے
مگر مشتاق تکلیف اجل تھے

گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاران و کنیزان سوار ہوکر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے مقامات عجائب و غرائب صحراے ہولناک سیر دامن کوہ و صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزلہا منزل جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اس نہر کے پاس جب جانے لگے اسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہرچند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اُس جگہ سے اتر کر کنارے نہر کے آیا اور پکارا کہ ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کسنے روکا ہی نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان ہی اسنے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے ساحرون کا بادشاہ ہی ہم اسکا کہنا نہ مانینگے ہمارا بادشاہ کوکب ہی یہانسے سرحد طلسم نور افشان آغاز ہی آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھا نیسے لازم احتراز ہی اسنے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اُس نہر کے پاس سے ختم ہوگیا اب یہان راہ نہ ملیگی چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین دربار کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس پہونچے یہ سوچکر اس نے بالحاح و زاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مرا کیون جاتا ہی دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سر تاج شاہان جہان ملکہ بران مین گیا ہوا ہی وہان سے تیرے آنیکا جواب آیا چاہتا ہی اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے ورنہ جانا مشکل ہی قرطاس یہ سنکر خاموش ہو رہا اُدھر ملکہ بران اور عمرو زیب مسند عزت ہین کہ ایک ساحر حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مرواربد گوہر بدن جو خواجہ کو تدرو دینے آئی تھی اور ابتک حاضر دربار ہی اسکے نائب کیطرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہی یہ خبر سنکر مرواربد نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ نامہ دار افراسیاب آپکی سرحد مین داخل ہوا چاہتا ہی آپ ملکہ بران سے اسکے بارے مین دریافت فرماکے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور ہین عمل مین لاؤن یہ عرضی پڑھکر اسنے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا اسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنیکی خبر ہمنے سنی ہی اے فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آتی ہی کہ ایلچی راز دانے نیست پس اسکو جسطرح وہ آتا ہی آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مرواربد نے عرضی دستخط کراکے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے گرداب جادو حکم ملکہ بہر راہ دہی نامہ دار ہی تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا دستخط ہوکر اُسنے پائی اور لاکر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہی لشکر لیکر یہ نہر کے پار جو و سحر اڑکر پہونچا اور کچھ دور جاکر وہ دن تمام ہوا اسنے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین دوسرے بادشاہ کے ہین یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک صحراے سبزہ زار مین اترا مگر ملکہ بہار جو تخت اڑاے پیچھے اُسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی پھر وہانسے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہی بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ ملازم کوکب اس نے یہ سنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہی یہ معلوم کرکے پکارا کہ اے سرحد دا

جنگ دوسر دار دیہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہی ساحر بھی زبردست ہی مبادا اُسنے پھر گرفتار کر لیا
تو اچھا نہ ہوگا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہانتک اُسکا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ
ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہیگی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہی تم اسمین دخل نہ دو
بہار نے کہا کچھ تو میرے بھی دلکی آرزو نکل جانے دو قران نے کہا جب ہم اسکو قتل کرین اُسوقت اس کے
لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری گھر کیونکر چلینگے
کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزارہا ساحر بلاے روزگار رہتا ہی اُنسے بچنا دشوار ہی دوسرے
راہ نہین معلوم اگر یہانکے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہی قران نے کہا
خدا مالک ہم تم ساتھ چلین گے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ رہو یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مخفی بیٹھا دوڑ آیا
اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا کہ خلیفہ آپ تو جو دعویٰ کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے
اب مین اس ساحر کو مارنے جاتا ہون خدا یتعالیٰ میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ مہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے
برق ہمین بھی عیاری مین شریک کرو برق نے کہا خداے کریم ہمارا شریک حال ہی عیاری بے لاگ اچھی
ہوتی ہی بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا اپنی کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت
تمھاری کافی ہی بہار نے کہا خیر بہتر ہی قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو نجاؤ کسلیے کہ مین یہان سے ملکہ
کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہی مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے اس سے مناسب ہی کہ ایک منزل اور آگے بڑھ
کر اسکو مارنا اسنے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے
فراغت کر لین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سنتا تھا کہ سب اٹھکر روانہ ہوے اور ایک مقام پر لب
جوے سبزہ زار دیکھا بہار نے سحر سے فرش مکلف گستردہ کیا بیٹھے عیارون نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ
نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہی لیکن اُدھر جب
قرطاس آرام کر کے اٹھا دوپہر دن آچکا تھا اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر مین اور آگے بڑھکر اُترنا چاہیے
کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہی صبح کو چلین گے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات
کے سفر مین سو طرح کے ضرر ہین ملک دشمن قریب ہی دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اسنے حکم دیا کہ نقارہ کوچ
کا بجے وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبراے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک
نہ آئے آخر انھون نے بناچاری اہلکار لشکر جسکے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا یہ امر
دو علت سے خالی نہین یا تو صحرا مین کسی نے انکو مار ڈالا یا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم
ہی کیونکہ اگر قرطاس سنے گا تو اسکو ثابت ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوے ہین جب تو ان کو
اپنے ہمراہ یہان تک لائے وہ پانچ ساحر اُسکے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا غلغلہ اور
صداے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے جب لشکر اُس راہ سے

پس اے قرطاس جسوقت ناہر تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قید اس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر
بحفاظت رکھین گے جب تم نامہ داری کرکے پھر دگے قید لیتے آنا یا ہم طلب کرلین گے خبردار اس امر مین تامل نہ
کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ
جو آپ کے نام آیا ہی موجود ہی قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اے ناہر تم قید
کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہین ہوا کہ یہان عیار آئے ہونگے کیونکہ منزلہا منزل
نکل آیا ہی اور جانتا ہی کہ مین اڑکر آیا ہون عیار میرے برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم
شہنشاہ سے ناچاری ہی آپ اس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے
کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو حکم نہین ہے کہ
کہین جاؤن کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے باغی شریر رہتے ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہمکو آپ کی دعوت کرنا
چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا
رہین گے اسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہی اور ساحرون سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان
حاضر کرو وہ ملکہ موصوف کو قید آہن مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دین
مین سحر میں اپنے کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار دو نگون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور
اس نے وہ ہار دو نگون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہن بھی اتروادی بہار نے چھوٹکر چاہا تھا کہ کچھ
سحر کرکے نکلجاؤن مگر دو نگون کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھاکر شیر پر رکھلیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ
دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئین گی مین سحر پڑھے دیتا ہون انھون نے کنیزون پر سے سحر اتار لیا وہ
جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر ساحران ہی
ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائین لازم ہی کہ آگے بڑھکر سمجھ لین پس یہ سوچکر جدھر ملکہ کو قران
لیچلا ادھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہی کہ ایک ہار مین تو اس نے اتنی بڑی
ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزون کو اس طرح بےبس کرکے لیچلا غرضکہ یہ تو تعریف کرکے بہر استراحت
اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا مین لایا وہان لاکر اسکو ہوشیار کیا ہار اتار لیا شیر سے اتارا
شیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہی جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہی اس نے چاہا کہ مین
کچھ سحر پڑھون قران نے منھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران ہون تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ
رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سنکر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران آج تم ایسا بھیس
بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہی میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے یہ باتین تھین کہ کنیزین
آئین اور حال سنکر خوشنود ہوئین اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہان ٹھہر دمین اس قرطاس خناس کو
مزا چکھاؤن مع اس کے لشکر کے دیوانہ بناؤنگی قران نے کہا اے ملکہ جو مین کہون وہ پذیرا کرو سنو

کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز
کسی کا رنگ مثل روے جانان
زمرد گون بہار برگ شاداب

کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
کوئی نازک بدن کچھو دم کا مہمان
لبالب نہ پر دامن چشمہ آب

ایسی بہار جانفزا مین لطف میکشی تھا اس نے سر ایکے اٹھوا دیے اور راحت مین مصروف ہوا اگر قران جو روانہ ہوا تھا پہ نظر کردہ اسد اللہ الغالب ہی اس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ اے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ مجھکو زور بازو عطا کر بعد دعا کے کچھار مین جاکر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سرد نظر آئی وہان شیر کی بو پائی اس نے نعرہ کیا صداے نعرہ سے دشت گونجگیا اور ایک جھاڑی سے شیر غران نکلا اس نے للکارا کہ باش اے سگ صحرائی کہان جاتا ہی شیر طمانچہ اٹھا کر اسپر حملہ آور ہوا اس نے اس کا طمانچہ خالی دیکر اس کے سر پہ گھونسا مارا شیر تیورا کر گرا اور اس نے طمانچے اور گھونسے مارنا شروع کیے یہانتک کہ شیر کو مضمحل کردیا اسوقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ جسطرح کبوتر کو شہد اور سہاگہ دانہ مین ملا کر کھلا دو تو کبوتر اس گھر کا کہ جہان وہ دانہ کھایا ہی عاشق ہوتا ہے اس نے نکالی اور پارہ گوشت مین ملا کر سامنے شیر کے ڈالی اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی اختیار کی رام ہوگیا اور وہی گوشت مانگتا تھا اس نے فوراً اُسپر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور منھ مین لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ منھ پھاڑ سا کھلا زبان سرخ منھ سے باہر سر بہت بڑا دست و پا دراز سانپ تمام جسم مین لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ سینے پر رینگتے ہاتھ مین بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ لیے اس شیر پہ سوار ہوا اور دو نامۂ مہری شاہ طلسم کے بنا کر اپنی جھولی مین رکھے پھر وہان سے لشکر قرطاس مین چلا جب راہ مین شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اُسی دوا کا اسکو دیتا کہ وہ اُسکے مزے سے خوش ہوکر آگے چلتا غرضکہ کچھ دیر مین یہ لشکر مین پہونچا جس نے اسکو دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا یہ اسیطرح بارگاہ قرطاس مین آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر بہر آرام لیٹا تھا کہ ملازمون نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا یہ اُٹھ بیٹھا اور قران کو اس ہیئت سے دیکھکر کھڑا ہوگیا پکارا آئیے تشریف لائیے قران نے شیر پر سے اُتر کر ایک نامہ نکالا اسکو دیا اس نے مہر ایک بادشاہ طلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا سر پہ رکھا پھر واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہم نے کتاب سامری مین تمھارا حال دیکھا ہمیں معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے ہو ہمیں بدولت کو خیال ہوا کہ پراے ملک مین مجرمہ کا لیجانا اچھا نہین کیونکہ وہان عمرو ایسا عیار موجود ہی ایسا نہ ہو کہ وہ اسکو چھڑا لیجائے اور دوسرے تم سے اگر جنگ وہان ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھوگے یا قیدی کا جب بھی اُس کے چھوٹ جانیکا احتمال ہی لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طلسم کے لکھا ہی کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اُسکے پاس لیجانا اور بہار کو دے کر اپنے پاس رکھنا

برق حسب فہمائش اُسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہوگیا رنگ درخسار زرد دست و پا سرد ہوگئے **قران** نے وہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو رو کر بلایا اور کہا دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے لیچلنے کی تدبیر کرو اُنھون نے بزور سحر تخت بنایا اور **برق** کو اس پر لٹایا **قران** نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلونگا اسی تخت پر سوار ہو کر چلتا ہون انکا خبرگیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر تخت کو اُڑاتے ہمراہ لشکر چلے اس طرف **قرطاس** نے **بہار** کو مع کنیزان مہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کرکے ڈال لیا اور بحشم و خدم روانہ ہوا عیار بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت انتما کرتے جاتے تھے جب اس حد سے گذر گئے سورج بالکل غروب ہوگیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ **لمؤلفہ**

خلعت زرتار پہنے شاہد روشن جمال | بام پر افلاک کے جب تا نظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر | پردہ شب مین چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا قلعہ بہار سے آگے بڑھکر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحران غدار نظر آئے کہین ڈمرو بجتا تھا کہین ہوم ہوتا تھا آسینان بچھائے قلعہ کوہ پر دھونی مائے ساحر بیٹھے تھے کسی جا دریائے زخار بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزل لہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر ہندوے فلک نے بتخانہ مشرق زرین سے بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشان کو گردن سے اتارا کہ بموجب **لمؤلفہ**

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران قیام | اس سے سرگردان ہین مہر و ماہ بھی ہر صبح و شام
ہین مسافر یہ ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار | رات گذری دن ہوا پھر دن بھی ہے آخر تمام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا ہے اور قریب طلسم نور افشان پہونچ چکا ہے از بسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار مین اترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اتر کر داخل خیام ہوے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بلایا اُنھون نے برق کا مزاج پوچھا اس نے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین احتیاج رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوے اور از بسکہ منتظر سکے تھے کہ **قرطاس** کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ مین ہو بجکر قران نے برق سے کہا کہ مین دل بہار کو چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام یہان کرتے معلوم نہین دیتا پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اسطرف **قرطاس** جب ترامیخانہ آراستہ کراکے شراب خواری مین مصروف ہوا کسلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اُس سبزے پر پڑی تھی درختونکا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولونکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے جیقر موجزن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ **ابیات**

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر | عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر

گلزار سارا شل اوراق گل صرصر جور سے برہم تھا سرو کو سکتا آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہو کر منھ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بید طبری کو بھی لرزا تھا ناتوانی تھی

نظم

گیا جب کہ وہ سرو اس باغ سے — نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا — گلون کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول — ہوا غم سے ازبس لہو بیکے پھول
اُڑا نور نرگس کی آنکھون کا سب — ہوے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اڑنے لگی گرد گرد — گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کے دل مین تمام — دیا خاک مین پھینک عشرت کا جام
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول — اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

اس باغ کے قریب قلعہ تھا وہان کی حکومت بہار کرتی ہی اور مہیب جسکا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اسی قلعہ مین رہتی ہی باقی رعایا برایا اسی قلعہ مین آباد ہی رعیت دل شاد ہی لیکن فوج جو کچھ ہی وہ لشکر فرخ مین ہے یہان نہین ہی جیسدم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ مین پہونچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چلکر مقابلہ کرین پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نامہ دار ہی اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ مین رہنا دشوار ہوگا آجتک شاہ جادوان معترض نہین مگر اب ملک ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہین شاہون کے معاملہ مین دخل دینا ہمین زیبا نہین ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچکر کسی نے عزم جنگ نہ کیا اور قرطاس بہار کو لیے ہوے مع کنیزان و ملازمان اپنے خیمہ مین آیا لشکر مین اسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر ہمارا پکڑ لایا ہر شخص نذر دینے چلا عیار جو لشکر مین موجود ہین انھون نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہین ہی مین جاتا ہون اور اُس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہون قران نے کہا بہتر ہی اس نے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدائے طبل سفر سنائی دی کس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ مین لایا تو قید آہن مین اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحرون کے پہرے مین دیا اور ہوشیار کر کے کہا کہ اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا بہار نے جواب دیا کہ او بیہودہ تو کیا بکتا ہی وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہی اگر مین خبر سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جس طرح تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ہی ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغا باز ہی اگر تجھکو حوصلہ جنگ ہی کچھ غیرت نام و ننگ ہی تو مجھکو رہا کر دے پھر تماشا دیکھ کر کس طرح ہلاک ہوتا ہی اس نے یہ کلام سنکر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور ہین حیرت کی ہی مار ڈالنا اس کا صلاح نہین بس یہ سمجھ کر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اہل قلعہ یہان کے کچھ فتور کرین لہذا اس نے ہر چند کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر مین کمر بندی ہوئی عیارون نے جب یہ سامان دیکھا قران سے برق نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی چلو ورنہ یہ سب چلے جائینگے تو کچھ بن نہ پڑے گا رات کو تعاقب بھی نہو سکیگا

فوج ساتھ لینے مین عرصہ ہوگا جب تک وہ ہوشیار ہوجائے گی یہ تصور کرکے مرکب وہین چھوڑا اور بزور سحر پرواز کرکے اس طرف کہ جدھر کا پتہ زبان کنیزان سے سنا تھا چلا اور بس کوہ پہونچکر باغ رشک وہ گلزار جنان دیکھا اور باغ پہ کچھ تزئین حبشین قلماقینان وغیرہ پہرہ پہ تھین یہ دروازہ پر نہ گیا یون ہی اڑتا ہوا بیچ باغ مین اترا دہان بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا مسند تکیہ لگا تھا ملکہ بہار جلوہ فرماتی سامنے ہزارہا گلدستہ چنا تھا سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریان پیاری پیاریان روبرو لگی تھین جواہر خانہ شاہان دہر کو شرماتی تھین جواہر کے طائر انجار پر بہار پر بیٹھے تھے لعلون کے لعل جواہر سے مالا مال تھے سچ ہے لالون کے لال تھے وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جادوان تھا کہ ہرسمت ایک طلسمات کا سمان تھا درختون کو بادلے سے منڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زیبا قامت پردہ زرتار مین پنہان ہین یا گرد برج سنبلہ ثوابت و سیارہ تابان ہین کہ **لمؤلفہ**

واہ رے گلشن بہشت نژاد — مرگیا جس کے عشق مین شداد
اُس گلستان روح افزا کے — فتنۂ دہر سارے گل بوٹے
کہین بیلا تھا موتیا تھا کہین — کہین جوہی تھی موگرا تھا کہین
قامت یار تھا کہین شمشاد — بارکلفت سے سرد تھا آزاد
گلستان جہان کی جان تھا باغ — باغ رضوان مین جسکے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پر رکھے کلاہ کجکلاہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی چشم خودنما کا احسان سر بہار پہ دھر رہی تھی کہ **قرطاس** نے آتے ہی ایک تارنج اس پر سحر کا مارا وہ نارنج آتے دیکھ کر ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ سامنے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلے نے اسمین سے نکلکر نارنج پکڑ لیا اور پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ستمگر ہی جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحران پر حملہ کرتا ہی **قرطاس** نے پتلے کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑکر بلندی پہ گیا اور ارادہ کیا کہ یہ اگر سحر کرے گی تو کچھ بن نہ پڑے گا اسکو خاک جمشیدی سے زیر کرون بس بروے ہوا قایم ہوکر خاک قبر جمشید سر بہار پہ ڈالی خاک پڑتے ہی اس گلفام پر بیہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ مین سے نکلا تھا وہ جل گیا اور یہ ہوا پر سے پنجہ بنکر جو گرا کمر مین ہاتھ دے کر لے اُڑا ابھر تو تمام باغ مین غلغلہ بلند ہوا کہ اے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہی کہ ہماری بہار لوٹے لیے جاتا ہی نوکر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کہنے چلی تھین اکر یہ بھی تھین یہ سانحہ دیکھکر بزور سحر اڑین اور چاہا کہ ملکہ کو چھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست ہی اس نے اپنے سر سے بال توڑ کر سحر پڑھ کر جو مارے وہ بال ماران سیاہ بنکر اڑے اور جو اڑکر اس کے قریب آیا اُس کے لپٹ گئے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کر دیا اُس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوے انھون نے ہر ایک کو باندھا پھر تو تمام باغ مین کہرام پڑ گیا سوسن غم فراق سے کبود ہوئی چشم نرگس سے سوجھنا گیا دیدۂ نابینا حیران رہا نہرین دل بیتاب کی طرح اضطراب مین الجھتی موجین نہ تھین بیقراریان جان آب مین تھین فوارے روتے تھے طائر جان کھوتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم تھا

ایسا بھروسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد کے ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بیخزان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ لمؤلفہٖ

اُس دشت پہ سو بہار صدقے — عالم کے گلعذار صدقے
جو آتشین گل لگا ہوا تھا — عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
شل قد یار نفتنہ پرداز — ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو — جسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوے یار — دل پھانسنے پہ ہوئی تھی تیار

اُس دامن کوہ مین چند گلرخسار رشک بہار شوخ و طرارحن سے سرسبز وہ گلزار گلگشت کنان ہر سمت مصروف سیر و تماشا تھین صورتین اُن کی جان گلہاے تمنا تھین وہ قرطاس کو دیکھ کر پکارین کہ اس طرف کون آتا ہی یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہین آنے والا بہت پچھتاتا ہی اس نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ مین نامہ دار شاہ جادوان ہون عازم طلسم نورافشان ہون آج اس دشت مین خیمہ کیا ہی کل ارادہ سفر کا ہی وہ غنچہ دہن دلتنگ ہو کر ہواے کلام سے اُسکے آخر شگفتہ ہوئین کہ اے بیدادگر بانی شر ادھر سے راہ ملنا محال ہی یہان آجتک کوئی آئے کیا مجال ہی یہ جاے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہی نام اسکا کوہ آرام ہی اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہی ملکہ عالم کی سیرگاہ ہی بعد باغ کے ملک و قلعہ ہی ملکہ لالہ فام فی الحال بہر علاج یہان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر انکو تیرے آنے کی خبر ہو جائے گی بڑی آفت آئے گی اے شخص تجھ کو لازم ہی کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا اس نے جب یہ حال سنا اُن سے کہا راہ مین کسی کا اجارہ نہین پھر جانا مجھے گوارہ نہین مدعی ہے بہار سے مین ڈرتا نہین کچھ ایسا حلوا نہین جو وہ کھا جائے گی تم جاؤ مین خود آتا ہون دیکھون کیا میرا کرتی ہی کنیزان بہار یہ نازکبدنین تھین اس کی گفتار ناشائستہ سنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہان باغ مین بہار چند شخص کے لڑنیکا مصور سے اول بیان ہو چکا ہی اسی وقت سے یہ یہان آکر مقیم ہی غرضکہ کنیزین تو اس طرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جا کر میرے حال کی بہار کو خبر دین گی وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائے گی پس لازم ہی کہ غفلت ہی مین کام تمام کرون اگر اسکو قید کر لیا اور حضور کو مع عمرو کے کوکب کے یہان جا کر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہرخ ہین ان کے نہ ہونے سے مہرخ خود مر جائے گی یہ سوچکر چاہا کہ لشکر مین پھر جاؤن اور فوج تیار کرا کے لیچلون پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہی وہ بھی مع کنیزون کے یہان آئی ہوگی لشکر اُس کے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہرخ مین ہوگا وہ اکیلی میرا کیا کرے گی اسی طرح چلنا چاہیے یہان سے پھر جانے اور

دیکھ کر بسنت کی خبر رکھنا کیسا اپنی آپ خبر نہ رہتی خود فراموشی ہوتی وہان سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر
سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک مین کوہ طور جلکر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا
ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی ملکر تمام دشت پر پرتو فگن
تھا درختان صحرا تمام نقرئی وطلائی نظر آتے تھے شاہد بہار کا عجیب جوبن تھا ندیون کی اُس نور نے آبرو بڑھادی
تھی گوہر کی آب وتاب فرط صفا سے اُس نور نے مٹادی تھی ہر سمت گلہاے سرخ رنگ اس نور مین عجب
بہار دکھاتے تھے بلور کے دریا مین عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے اس جگہ سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حسرت
رکھتا ہو موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے کی آرزو مین غش تھا واقعی کیفیت سامان بہار لائق اشن اشن تھا اس دشت
مین نور پھیلا تھا یا دیدہ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اس سفیدی کی بروے ہوا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے
لیے برق تجلی تھی دریاے نور موجزن تھا آبرو ریز چشمہ مہر روشن تھا درختون کی سیاہی سے نور کا چھننا تارونکا
زمین پر کھیت کرنا نظر آتا تھا گلہاے احمر کی سرخی اور کوہ کی سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور دنار ایک جگہ
روشن تھے نہین نہین معشوقان صبیح رخسار کے خندان رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس مین بھی نور آیا تھا ایسا
ہر جگہ وہ نور سمایا تھا کہ بموجب لمؤلفہ

درختون کے سایہ سے ظاہر تھا نور　　تو یہ صباحت پیدا تھا اس جا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا　　عیان اسمین یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہان یہ رخ خوب کی　　سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل وغنچہ وبرگ سب نور کے　　تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگون کے سارے ورق　　زمین وان کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس نے قریب اُس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوے اہل فوج اترے پچھلا
پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ مین تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا
دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا او رکئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر تک
آیا اس وقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہاے بوقلمون سے دلہن کی طرح پھولون کا گہنا پہنے تھی دامن
مین اُس ہزارہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت ساری ہی ہر درخت بار اثمار سے بسان
سر فرازان جھکا بار احسان نزہت بخش آفرینش سے لدا ہوا اور ہر ایک فرحت فزاے قلب مصفا تھے
دشت نگارین وخیے گلزار بغضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی وہان آگر طالب شراب ہو دل مین اُمنگ جوانی
کی آئے نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور زاغنون دار صوت ہزار خاطر ہو سپقار مین
اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے جلے گل د بار وہان کے بار رنج خاطر رنجیدہ کھوتے مردہ دلونکو
ہنساتے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدہ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکلگیا تھا قوت نامیہ کا

کی طرح اڑکر گرتی تھین ارواح خبیثات ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھین جو بگولا اُٹھتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھوان ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئین مین شعلون کا بلند ہونا اور صدا اُن کا ہیبتناک آنا شیاطینون کا دل دہلاتا تھا کہ بمقتضاے ابیات لمولفہ

جاے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور — سایۂ رحمت خدا تھا دور
باتین آپس مین کرتے تھے مردے — حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھ کو شراب — مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
منھ سے شعلہ کوئی اُڑاتا تھا — غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہان تخت سے اترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اُس تاریکی سے ایک ساحرۂ تیرہ فام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ مین شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کوکب جاتا ہون اس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ تبلادو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے مین اس راہ سے نہین گیا کہ جدھر سے عمرو گیا تھا اس ساحرہ نے کہا اس رستے سے جانے کا حکم نہین ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ مین ملکہ بہار کے ہے ہمین کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوف نہین دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمرو ہین مگر اُن کے ملک و مال کی ضبطی نہین ہوئی اسنے کہا افراسیاب اُس کے عشق کا دم بھرتا ہے اس وجہ سے اُس کے ملک کو نہین چھینتا ہے اور حیرت اس کی بہن بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھکو راہ دوگی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہ ہون گے اس ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارہ نہین اس نے جب یہ سنا اس سے کہا کہ مجھکو بہار سے کیا مطلب مین اپنی راہ چلا جاؤن گا اس مین تمھارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ نکلجا ئے گا تو بادشاہ بھی راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہ ہوگا یہ سوچکر اس نے کہا اچھا آؤ اور روبراہ چلے جاؤ یہ اس کے ساتھ چلا اس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اس کے اندر قدم زن ہوا عیار بھی اندر آگئے یہان ایک تالاب بیچ احاطہ مین بنا تھا اسمین ہزار ہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اس ساحرہ نے کہا کہ اسمین کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم مین پہونچو گے اسکے داہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نور افشان کے جانیکی ہے قرطاس اسکے کہنے سے تالاب مین کودا اسکے پیچھے تمام لشکر اسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہانتک دونون عیار بھی غوطہ زن ہوے اور تادیر غلطان و پیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحراے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین گذر ہوا کوسون تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ رخسارۂ عاشقان کا پتہ دیتے تھے نہین نہین عروس بہار سونے مین زرد تھی وہ جگہ دیکھکر آنکھون مین سرسون پھولی تھی دور دلسے رنج کی گرد تھی کف دست میدانین زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلدباز نے ہتیلی پر سرسون جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی مثل ہے کہ کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے وہان اصل مین زعفران کی کھیتی تھی وہان کی کیفیت

جاتے ہین یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسی واسطے ہم تمہارے ساتھ ہین کہ بحفاظت اپنے گھر پہونچ جائین اُن سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمہاری خدمت کرتے چلین گے آؤ ہمارے شریک حال رہو عیار یہ سنکر باتین کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے ہین اونھون نے کہا پانی ہمارے ساتھ مین ہے تم کھانا کھاؤ اُنھون نے جواب دیا کہ ایک شرط سے ہم پانی لیتے ہین کہ آپ لوگ بھی کھانے مین ہمارے شرکت کرین وہ یہ کلام سنکر خفا ہوے اور بولے کہ کیا ہم پانی بیچتے ہین تم اس طرح بیگانہ وار باتین کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیارون نے کہا آپ خفا نہ ہون ہم نے بھی آپ کو کھانے مین اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نہ رہے یہ کہکر ایک جگہ رُکے اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہان ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لمحہ بھر مین لشکر کے ہمراہ ہو لینگے وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نہ رہین کیونکہ ساتھ لے چلنے کا وعدہ کر چکے ہین ٹھہر گئے اور عیارون نے مٹھائی اور پکوان کمر سے کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدار وے بیہوشی انھین دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھا کر بیہوش ہو گئے انھون نے ان مین سے دو آدمیون کا لباس اُتار لیا اور دونون کو الگ لے جا کر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچے گا غرضکہ بعد دفن کرنے کے انھین کی ایسی صورت بنکر وہان آئے کہ جہان اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئے کہا نہین معلوم کہ اس کھانے مین کیا ملا تھا کہ ہمین جس نے بیہوش کر دیا اور وہ دونون مسافر کہان گئے عیارون نے کہا کہ سامری کا شکر کرو کہ جان بچگئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہمکو مالدار سمجھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے کسی وجہ سے ہمین قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد لشکر مین چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہی یہین رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوے سمت لشکر روانہ ہوے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر اُسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند اُن کے جلنے کی پھیلی تھی اور جا بجا راکھ کے ڈھیر جلے ہوے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپڑیان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک احاطہ اُسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مُردونکے کھانیکو ہزارہا گدھ اور چیلین اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور درختون پر اور میدان مین ہزارہا اکٹھا تھے جا بجا سر اور پوٹین منقار مین دابے پھرتے تھے گوشت کے لوتھڑے درختون پہ لیے بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اُڑتا گوشت چھوٹ گرتا بوٹیان برستی نظر آتی تھین ایسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطہ کے آوازین مہیب آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلہ اُڑ کر پیچ و تاب کھاتے تھے چنگاریان تمام مرگھٹ مین تیر شہاب

آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلا تا ہی بیوفائی سے پیش آتا ہی پانی اس دشت مین نایاب تھا گوہر جان ہر ذیحیات بے آب تھا آنکھون مین کسی کے سیل نہ تھی مردم دیدہ کو آشنا سے مروت کی آس تھی انتہا کی پیاس تھی چشمۂ چشم ڈبڈبا تا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمۂ آفتاب تک بے آب دہوا تھا چشمۂ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا ندیون کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کیطرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان سے جو بات کرد سوکھی سناتے تھے لون کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جنسے فرشتون کے پر نعرۂ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اُتر آیا دشت مین لون کا دھوان سحاب بنکر چھایا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی لمؤلفہٗ

قعر دوزخ سے بھی سوا تھے غار — جنمین لاکھون بھرے تھے عقرب و مار
وادی ہولناک و دہشت خیز — کرے شیطان بھی وہان سے گریز
ہر بگولا تھا دیو آتش ناک — جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک
نفس آہ عاشقان تھی ہوا — جس سے ملتا تھا دل جلونکا پتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز — ہر طرف سائین سائین کی آواز
کب درختون کا ہو وہان سایا — سر سے جن کا بھی سایہ سرکا تھا

اس دشت آتشناک مین برو سے ہوا اُڑ کر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہو اقرطاس خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لا سکا آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا عیارون نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحرا سے ہوکر مکے آگے ضرور کوئی مرحلۂ طلسم اور جائے دشوار گذار ہوگی پس وہان سوا سے اس لشکر کے اور کوئی نہ جا سکے گا لازم ہی کہ کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافرون کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے ان مین سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انھون دیکھا کہ دو ساحر کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی مین لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤن گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہین یہ دیکھکر وہ ان سے مستفسر ہوئے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان جاتے ہو عیارون نے کہا ہم رہنے والے طلسم نور افشان کے ہین طلسم ہوشربا مین ہمارے عزیز رہتے ہین اُن کے پاس آئے تھے اور از بسکہ طلسمات مین غدر ہو رہا ہی عیار جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور علاوہ عیارون کے زمانہ ایسا پر آشوب ہی کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہوگئے ہین آپس کے ساحر اکیلا پاکر ضرر پہونچاتے ہین اس لیے ہم بہت دنون ہوشربا مین رہے کہ کوئی قافلہ تاجر و نکا اگر ہمارے طلسم مین جائے تو اُس کے ہمراہ ہم بھی جائین آخر سنا گیا کہ نامدار شاہ جادوان بحشم و خدم

سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ میان قرطاس بندگی عرض ہے
دیکھا تم نے کہ ہم کیونکر آئے اس وقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو
اس نے جوابدیا کہ ہم ہین برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمھارا حال کیا کرون برق
نے کہا تمھین اختیار ہی لیکن اب تم بچو گے نہین اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور بھائی تمھین بغیر مارے
نہ چھوڑین گے اس نے سحر پڑھکر پنجون سے اسکو چھوڑ دیا اور کہا مین نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے
آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہون خبردار اب یہان نہ آنا ورنہ اب کی زندہ نہ رکھونگا برق
نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا اب کی ہم بھی بغیر مارے نہ جائین گے یا اپنی جان دین گے یہ کہکر باہر آیا اور بسمت
صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اس کو ملا اس نے سب حال کہا قران نے کہا
یہ ساحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا پس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائینگے گرفتار
ہو جائین گے یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہی جو اس نے آپ سے تمھین چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آج چلو
ایک جگہ ٹھہر کر آرام کرین کل کی منزل مین کچھ فکر کرین گے یہ کہکر ایک درۂ کوہ مین جاکر آرام کیا جب
رات گذری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر جادۂ شعاع سے باندھکر رہگرائے دشت سپہر ہوا
اور سراپردۂ ظلمت شب اور لشکر انجم سفری ہوا **المولفہ**

	سراپردۂ شب ہوا بار جب ستارون سے افلاک کی بارگاہ		کیا لشکر انجم نے کوچ تب ہوئی آمد مہر سے بھی تباہ

صبح کو لشکر قرطاس مین طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بحشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی نیچے
نیچے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بروے ہوا روانہ تھا اور یہ ہوا سے زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کے
دوڑنے والے ہین شاگرد دوندۂ بیدرنگ عمرو کے ہین اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا
دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہین اس وجہ سے ان راہون سے جاتے ہین کہ برابر لشکر
کے پہونچتے اڑے ہوے اس طرح کہ کہین قدم زمین سے لگا اور کہین نہ لگا چلے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی
کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہی کہ **بیت** زمین سے نہ لگتے تھے چلنے مین گام + ہوا سے
وہ اڑنے مین کرتے کلام + اسی طرح کئی منزل برابر آئے اس وقت ایک دشت پرخار مین گذر ہوا
اور آفتاب سمت نصف النہار پر پہونچا اس صحرا مین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ نار تھا
بڑا اژدہا ہر ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑ دن کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیان
بڑھی تھین کنارے خار دار درخت لگے تھے کہین نہین وہان ساحل کی زبان مین پیاس سے
کانٹے پڑے تھے لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ بیپڑیان بندھ گئی تھین زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان
حشر کو شرماتی تھی ہوائے گرم دل دہر مین آگ لگاتی تھی روزگار عذار اسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہے

کوہستان مین جاکر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھبرا کرتے دچرتے
نظر آئے اس نے ایک کانٹا پھل مین چھید کر وہان ڈالدیا ایک ہرن نے اس پھل کو کھایا کانٹا اس کے چبھا
اس کانٹے مین کمند باندھی تھی اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اس نے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح
جابجا سے کردیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنالی جھولی ڈال کے کھو جنید ان کی لگائی مورتین
جمشید و سامری کی گلے مین ڈال کر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بجا کر مجروح کیا اور تھکے خون کے جابجا
جسم پر جاکر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ مین آیا کہ جہان سے لشکر قرطاس سامنے ہر اور بارگاہ مین سامنے
قرطاس بیٹھا ہی بس اس جگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا
اور از بسکہ پشت کی طرف برق تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا
اور سامنے بارگاہ کے پہونچکر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا قرطاس
جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اس نے
خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا اس نے ساحرون سے کہا کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو
شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے اس کو بھی اُٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش برق
کو اٹھا لیگئے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اُس نے کہا کہ مین لشکر حیرت مین ملازم ہون شکار
کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہتا تھا اس نے
بھی مجھے زخمی کیا اور از بسکہ مین زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر مین غش کر گیا
قرطاس یہ سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اس کی کرائی مرہم سحر لگایا پلنگ اپنے پاس بچھوایا اس ہنگام مین
آہوے روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہوکر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم مین داخلہ کیا نظم

رخ دہر جسوقت کالا ہوا نہان آنکھ سے پھر اُجالا ہوا
ہوا جو رصیاد شب آشکار کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک دی
اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ مین آکر آرام پذیر
ہوا جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اس پر سحر نے اثر نہین کیا ہی اس لیے کہ قرطاس
نے یہ سحر کیا ہی کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اس نے کفچہ مین بیہوشی رکھ کر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا
تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چیخا اور اس مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی
کر کے دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ کھول کر حباب مارون اور بیہوش کردون اس وقت
دوسرا پایہ پلنگ کا چیخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جھک کر دانت سے
دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ سے بیہوشی پھونکون اس وقت تیسرے پایہ سے پنجہ نے نکلکر ڈھکیل دیا برق

ریجاتا ہی کچھ اس وقت وہی عارضہ عارض ہوا ہی تم لوگ اٹھاکر مجھکو ذرا پیشاب باہر کرالاؤ یہ سنکر دو ایک آدمی اُٹھے اور بدقت تمام اس کو اٹھاکر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر مجھپر سے اتر جائے گا اس خیمہ کو شاید سحر بند کیا ہی مگر نہین باہر آنے سے بھی وہی حال رہا ناچار اس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھر اُٹھاکر لے گئے یہ چپ ہوکر پڑ رہا اور رات بھر مین تدبیرین ہزارون کین کہ مین اچھا ہو جاؤن مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح المرض ہو جاؤن کبھی کہا کہ مجھکو خیمہ سے بہت دور صحرا مین لیچلو کیا بعید ہے جو وہان کی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سودادی سے جسم دہر نے صحت پائی اور داغہاے آبلۂ انجم جسم فلک سے دور ہوے چشم خورشید مین روشنی آئی کہ للمؤلفہ

دیدۂ دنیا سے تاریکی جو زائل ہو گئی
اہل دل پر صبحدم یہ حال روشن ہو گیا

چشم خورشید جہان افروز بھی روشن ہوئی
دھوے دل کی جو سیاہی ہوا سے حاصل صفا

صبح کو قرطاس خداناشناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلاکر پوچھا کہ تم مین سے کسی کا دھڑ تو نہین رہگیا ہے سب نے کہا کہ ایک شخص کہ ہم اس کو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہی اس نے کہا کہ اس کو اٹھالاؤ ملازمون نے جاکر برق کو اٹھاکر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہی بیس پچیس آدمی ملکر لپٹ گئے اور بدقت اُٹھاکر سامنے لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کہیے مزاج اچھا ہی اس نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منائیے اس نے کہا سنو اے برق مین نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمھین آج دکھادیا اب مین کوچ کرتا ہون خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب مین نہ آئے نہین بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پاکر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ مین اس کو چنے مرمرے بیچتا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر مین عیاری کے پھر تا رہا ہی برق نے اس سے تمام ماجراے شبینہ بیان کیا قران نے حال سنکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہم کو دکھائی ہی اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور رہی جہانتک ممکن ہوگا ہم اس کو مارینگے لازم ہی کہ اس کے ساتھ چلو جہان کہین موقع ملے اس کو ہلاک کرو یہ صلاح کر کے عازم روانگی ہوے ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کوے کر روانہ ہوا دونون عیار نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوے چلے اور تدبیر اُس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اس نے لشکر حیرت سے دو منزل پر جاکر ایک صحراے فرحت انتما مین نزول کیا اور بارگاہ استادہ کراکے اترا لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتون سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس در بارگاہ پر بیٹھ کر میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہین لازم ہی کہ آج اس کا کام تمام کر کے پھر چلین ورنہ کل اس کے ساتھ اور آگے جانا ہوگا قران نے کہا کہ اچھا جاؤ اور مین بھی فکر کرتا ہون یہ اجازت لے کر اور

کی ضرر رسانی کی خبر سنکر گویا ہوے کہ اس نامہ دار کی شامت آئی ہی ہم راہ ہی مین اس کو رہرو ملک عدم کر دین گے خواجہ تک جانا کیسا راستہ مین پیام اجل پہونچا دینگے دشت جہنم کی سیر دکھا دین گے یہ کہکر برق نے ضرغام دجانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادر ہم اور قران اس ساحر کے فراق قتل مین جائین گے شاید ہمکو عرصہ ہو جاوے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہکر گلے ملا اور سپرد بخدا کر کے روانہ ہوا راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اس نے سب ماجرا بیان کیا قران نے کہا تم چلو مین بھی جلد آتا ہون یہ وہان سے بڑھکر خدمتگار کی ایسی صورت بنا اس عرصے مین قرطاس کے لیے بارگاہ عالی استادہ ہوئی اسلیے کہ یہ آج مقام کر کے دوستون سے ملکر کل رہگرا اے منزل مقصود ہوگا پس حیرت سے اجازت لے کر پھر آرام قرطاس اپنی بارگاہ مین آیا تھا کہ برق بھی پہونچا اور اس نے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میوون کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہین سمجھا کہ اسی بارگاہ مین وہ نامہ دار ساحر ہی یہ میوہ اُس کے لیے لائی ہین یہ سمجھکر اس جھک دمک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا صرصر نے پرچھائین سی دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہی اس نے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار اندر گیا اس نے کہا جانے دو تم دخل نہ دو کئی بار ذلت ہو چکی ہی میوہ دیکر اپنے کام کو چلو جو عیاری بن پڑے گی وہ کرنا یہان بولنا برا ہی یہ کہکر دونون بارگاہ مین آئیں قرطاس کو ڈالیان دین کہ ملکہ نے بھیجی ہین اس نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا پھر اپنے دوستون اور افسرون لشکر کے بلوایا ناچ ہونے کا حکم دیا سب دوست آشنا آکر جمع ہوے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا دور جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے مین فرمان قضا جریان احکم الحاکمین بنام خسرو سیارگان برائے روپوشی و نظربندی دیوانکدۂ قدرت سے صادر ہوا اور منشی قدرت طراز قدرت نے نامہ صفحۂ سپہر پر بخط نور انجم قلم کہکشان سے رقم فرمایا المولفہٗ

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام
کبھی یہ تیرہ رہے اور کبھی زرد
کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
دل انسان مین پیدا اس سے ہی درد

پہر رات تک جلسۂ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہو کر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکرون سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہین وہان جا کر سو رہو اور چند ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھ لیے برق جو خدمتگار بنا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ مین آکر ٹھہرا اسب نوکرون نے اسکو نیا آدمی دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہی غرضکہ ہر ایک آرام گزین ہوا اُس نے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے مین قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھکر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار میرے نوکرون مین آکر ملا ہو تو اُس کا آدھا جسم نیچے کا بحس ہو جائے پس جسم پائین برق خیمہ مین بے طاقت ہو گیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اُٹھنے کا قصد کیا اُٹھا نہ گیا سمجھا کہ تمیر جادو کیا ہی یہ سمجھ کر وہان جو لوگ تھے انکو اسنے پکار کر جگایا اور کہا بھائیو دو پہر رات گئے ایک مرض پیدا مجھکو ہوتا ہی کہ آدھا دھڑ

رنگین تھے جواہر پایون پر نصب تھا نہایت پُرتزئین تھے ساحرون کے بازوون پر بت بندھے تھے مالہ ہائے مروارید سب پہنے تھے جھولی ہر ایک کی زربفتی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی تختی تھی آگے آگے طاؤسان زرین بال پر نقارے سیمین وطلائی لدے تھے ساحریہ لباس عمدہ اُن پر بیٹھے تھے پیچھے ان کے چار دگر نیون کے پرے سراسر دریائے جوہر مین غوطہ مارے ناقوس پھونکتی ہیر تون کو جلوہ دیتی تھین اپنے حسن پر پیر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین پیچ سیاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اُس پر بیٹھا ہوا گرد افسران لشکر ساحران نامود گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر و طائر سحر لدے بردے ہوا یہ لشکر اُڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا الغرض

اُٹھے لکۂ ابر سحر آفرین
چھپا چرخ پر دود سے مہر مبین

ہوا مین اڑین سرخ جو جھنڈیان
گھٹا مین لگین کوندنے بجلیان

دہن اژدرون کے کھلے پھاڑ سے
پیا پے وہ شعلے اگلنے لگے

ہوا سے تھا شعلون مین یون پیچ و تاب
کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب

اڑے تھے جو طاؤس وہان بیشمار
دل دہر مین داغ تھے آشکار

ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش
اڑے ہندوے چرخ کے جس سے ہوش

ہم غول باندھے ہوئے ساحران
چلے ساتھ اُس کے بصد عز و شان

ازبسکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہی کہ مین جوابات سخت دونگا یقین ہی کہ فساد ہو پھر اس صورت مین کیا معلوم کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہی کہ سب اپنے دوست اور رفقا و اعزا وغیرہ سے مل لون چنانچہ اس کے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کے افسر ہین اُن سے ملنے و نیز اپنی شوکت وہان کے لشکرون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اترا حیرت کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر رخصت ادھر آتا ہی اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اس کو لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اُس نے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ عمرو کو مار کر آؤن گا سر دربار شاہ کوکب پُرّان بزور سحر بھالا بنکر پیٹ مین عمرو کے جاؤن گا اور دل و جگر چھیدون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان نہ دینا ملک پیارا ہی شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اس نے کہا اگر ایک مین نہ ہوا نہ سہی وہ فساد کرانے والا تو نہین رہیگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اس کی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہرخ جملہ کیفیت معلوم کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار گردون وقار ایک ساحر بعہدہ نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہی اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہی یہ خبر سنکر سب افسر بہر عمرو دست بدعا ہوے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان رہے مگر عیار جو موجود تھے اپنے استاد

لازم ہے بڑون کا پاس کرنا
حد سے لائق نہین گذرنا

رنگ گل کی چمن مین شوخی
گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی

بلبل جو زیادہ چہچہائے
صیاد اسے دام مین پھنسائے

مچھلی کا کنار بحر اچھلنا
حد دریا سے ہے نکلنا

ہرچند کہ آئینہ ہو شفاف
منھ چڑھتا ہے عیب جو ہو وہ صاف

بھڑکانا نہین ہے آگ کا خوب
انسان کو شرارتین ہین معیوب

لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور
کہلا بھجواتے حسب دستور

فی الفور اُسے مین بھیجدیتا
جھگڑا ذمے نہ اپنے لیتا

اب بھی نہین کچھ گیا ہی حضرت
حاضر ہے کنیز بحر خدمت

اس شرط سے گر عمرو کو یا شاہ
بھجوا دو پکڑکے تم باکراہ

ہرچند کہ تم ہوے مسلمان
برباد کیا ہے دین و ایمان

پھر بھی تم سے بہ پاسداری
لکھتا ہون بہ عجز و انکساری

بدلے عیار ناسزا کے
لازم نہین چھیڑ چھاڑ مجھسے

آگے اب کیا لکھون مین حضرت
جمشید کرین تمھین ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام کرکے بعد ملاحظہ شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کرکے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے **قرطاس** جادو مین نے اس لیے تمھین بلایا ہی کہ یہ نامہ میرا شاہ **کوکب** پاس لے جاؤ اور جواب باصواب لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہرچند کہ لیاقت نامہ واری دربار شاہان نہین رکھتا ہی لیکن آپ نے جو اس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہی تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤن گا مگر جس طرح کہ خسروان ذیجاہ ایلچی بھیجتے ہین یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر بحشمت تمامتر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرنے گا جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہون کہ وہان جائے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ و لشکر بھیجا جائے گا اُس ساحر نے یہ سنکر پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا خلعت سے مخلع ہو کر نامہ سر سے باندھا وہان سے رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آکر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تختہائے ساحران منقش و

اُس نے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خوب ہو گی غرضکہ اسی خوشی مین حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت ہوے لیکن اس طرف کا حال سنیے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامہ عنبر بین شمامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا سر نامہ مین تعریف جمشید و لقا سامری وغیرہ اس طرح آغاز کی

نامہ افراسیاب محتوی بر عذر و حجاب جانب کوکب روشن ضمیر لمؤلفہ

جمشید کا وصف کیا بیان ہو
محتاج لباس گل کہان ہو

ہین سامری ساحرون کے داتا
رونق ہے انھین سے سحر پاتا

زردھشت و لقا و دوم خبیثا
لات و عزی و نسر و بغتا

معبود ہین سب یہ ان کے بس ہین
جاری سب کفر کی ہین رسمین

ان سب کی صفت کے بعد اے شاہ
ملجاے جہان ہے تیری درگاہ

زینت دہ تاج و افسری ہے
رونق دہ چتر برتری ہے

اے قدرۂ دودمان شاہی
اے گوہر بحر آشنائی

گلزار شہی ہے تجھ سے خرم
سرسبز ہے تجھ سے باغ عالم

اے صدر نشین بزم الطاف
اے نیر آسمان انصاف

پہلے پہونچے سلام میرا
بعد اُس کے ہے یہ پیام میرا

اک نامہ تمھین بعجز و منت
اس واسطے تھا لکھا بہ الفت

یعنے الطاف تم کرو گے
دل مین انصاف تم کرو گے

رتبہ میرا نہ تم نے جانا
افسوس کہا نہ میرا مانا

مین قبلۂ دین ساحران ہون
مین رہبر راہ رہبران ہون

سمجھے کہ عمرو ہے مجھ سے بہتر
ذرہ خورشید سے ہے بڑھکر

سمجھے جو کچھ وہ خیر سمجھے
لیکن لازم ہے اس کے بدلے

تپلا مرنے کا غم کا نہ کرنا
آگے انصاف سے نہ بڑھنا

مارے اس نے ہزارون ساحر
لڑنا اس کا ہے سب پہ ظاہر

کب تک مین ضبط کرتا ایستادہ
انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ

مجلس جو بھتیجی ہے تمھاری
وہ ہم کو بھی دل سے ہے پیاری

کی میری برابری جو ہیہات
مشہور ہے چھوٹا منھ بڑی بات

قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلاے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوے کہ واقع مین حضور غور فرمائین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری کنیزک اپنی فرمائی بس جو کوئی کہ کوکب پاس سفر دور و دراز و دخشت و صعب طے کر کے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور اس نے اس کو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتین سنکر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمرو کی طرف ہی یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرفداری کے لیے ادھر سے ہوئی ہی مین نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہی اس نے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا اگر یہ کہیے کہ پراے گھر زبردستی کیون جتائی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک مثل تمھارے تھا اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین بیگانہ جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے انھون نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ حضور ایک نامہ مشتمل بر عذر اس کا لکھین کہ اے برادر یہ سب فساد عمرو کا ہی ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہین ہی تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اُس نے بہت سے ساحر میرے یہان کے مار ڈالے اس پر بناچاری اُس کو مین نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر مین جگہ نہ دینا اور جنین تمھاری کنیز مدت سے نکل آئی ہی اس سبب سے مین نے اُس کو رکھ لیا کہ وہ یہ گھر ایک ہی ہی اب تم چاہو تو مین اُس کو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیجدو و فساد موقوف کردو یہ راے مشیر دالاتدبیر نے جب بتائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان تو نامہ لکھا جاتا ہی مگر پتلے کا جب سر پھٹا وہ پتلا تو جلگیا لیکن طائر خوش رنگ اُس کے سر سے نکلا اور بجانب طلسم نور افشان فریاد کرتا چلا یہان بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر آکر چلایا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اس کی فریاد سنکر ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک سے ادا ہوا یعنے ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا یہ کہہ کر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جلگیا مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا ای جان ہمارے پتلے کو جنین قحبہ نے مارا اے ای جان خود مین ابھی جاکر آفت برپا کر دونگی بران نے اس کو گود مین لیا اور آنسو پوچھے اور کہا اے بیٹا جنین بیسوا کی یہ مجال ہی کہ تمھارے پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والد بھی چلین گے اب تو ان سے بگڑی ہی دیکھو تو کیا ہوتا ہی مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لے کر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا پڑھ کر سنا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور مین بھی خواجہ سے ملاقات کرون گا اور کثیر فوج بھیجون گا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہی بلکہ عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہی اُسکا بھی حال تمھین آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا

میان ہمارا اسلام ہے وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے یہ سمجھکر بولا کہ آیئے بیٹھیے تیلا سیدھا
حنیین پاس آیا اور کہا چل مالزادی تجھکو ملکہ مخلبس جادو نے بُلایا ہے اور فرمایا ہے کہ نہ آئے تو
جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سنکر اُس نے کہا لو صاحبو مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت
ہوئی کہ نکل آئی اب مجھ سے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ
باندی ہوگئی ہے تیلے نے کہا مالزادی قحبہ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اس نے منھ مین طمانچے لگائے کہ
اے تو بہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اور لے آنے کا ٹھہرا تمھارا
پیامی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون نہ جائیگی یہ کہکر لپکا حنیین نے کنیزون سے
کہا روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ تیلے پر پڑنے لگے مگر
جو نارنج تیلے پر پڑا اُس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جاکر اُسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگی
اور تیلے نے جس کے دوڑکر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مرگئی حنیین نے بھی بہت سحر
کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر بزور سحر وہ اُڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اس کے اڑا اور یلسے
خیال رواں کا بارہ کوس کا یہان سے میدان ہے اس کے بعد باغ سیب ہے اور اس میدان مین ہزار دن
آفتین اور بلائین رہتی ہین انھون نے فریاد کرنا حنیین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نہ رُکا اور اُن بلاؤن
نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے ہمین اس مین دخل دینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ شاہ جادوان
کے خلاف گذرے بس یہ سمجھکر طرح دے گئین لیکن اس روکنے مین حنیین باغ سیب مین پہونچگئی
شاہ جادوان صبح کو سریر آرائے حکومت تھا اہل دربار جمع تھے کہ یہ جاکر پہونچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کہین
محرم چڑھی پائجامہ اترا پڑتا ہے سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منھ پر صابون ملا چوٹی
آگے آرہی ہے یہ کہتی ہوئی کہ بچایئے بچایئے آتی ہے افراسیاب نے کہا ارے غضب ہوا کوئی اس کو پکڑنے آیا
ہے اسمین یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچایئے مین چلی شاہ جادوان نے کہا ارے کون آیا ہے اس نے
کہا وہی آپ تو جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور مخلبس مخلبس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال
آجائین کہ ملکہ مخلبس آتی ہین ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ تیلا پہلے غرق آسمان ہوگیا تھا سیدھا باغ مین اترا اور یہ
حنیین نے دیکھ کر کہا یہی ہے شاہ سمجھا کہ مخلبس نہین آئی یہ سحر اُسکا آیا ہے یہ سمجھ کر غضبناک ہوا اور تیلا آتے
ہی حنیین کی کمر مین ہاتھ دے کر لے اُڑا وہ پکاری کہ ہائے مین مفت مین چلی بیوی بنکر باندی بنی افراسیاب
کو غصہ آیا اور پکارا کہ باندھ کہان لیے جاتا ہے یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تیلا اونچا ہو چلا تھا کہ گولا
اس کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور حنیین اس کے نیچے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ سحر نے
اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا اس نے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھری بلا گردان
ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے ادر کو کب سے

کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور رہا آخر یاد آیا کہ جنین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ وجدال خوب ہاتھ آئے گا پس مخلیس کو ایا کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو مین آکر مٹی اور پھر گرفتاری کنیزک مذکورہ پتلا سحر کا اُس نے روانہ کیا چنانچہ وہ پتلا اُڑتا ہوا قریب دار العمارہ شاہ کوکب پہونچا وہان ایک زنجیر آتش برپے ہوا کھنچی ہی اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہی وہی زنجیر نظر آتی ہی جو اس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشان طے کرے اور بہت جلد طلسم ہوشربا مین پہونچ جاوے دوسری طرف سے جانے مین برسون گذرین اور راہ نہ پائے یہ پتلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جاکر بصد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اس طرح پتلا اور ساحر قریب زنجیر آئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ مخلیس کی خاطر ہر جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اے فرزند تم نے غلطی کی پتلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائیگا اور خاطر ہی عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمہ لی اب ہم سے لڑائی کی بنیاد شروع ہی جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب نے بُرا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بٹھا رکھا دوسرے جو اُسکو لینے آیا اُس کو بھی مار اخیر اچھا کیا جو یہ پتلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ صاحب کے لیے بھیجا ہی پڑھ کر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بران نے کہا خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر مین لڑائی شروع ہی مخمور نے کہا شاید پتلا جو بھیجا گیا ہی اُسی سے چھیڑ شروع کی ہی مگر مجھ کو یہ خوف ہی کہ افراسیاب نے بڑے جبل پھیلا رکھے ہین دیکھیے جو اُس پر کوئی فتحیاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہی کہ چار درجے اُسکے ہین ایک درجے مین سامری کے جہنت دوسرے مین اژدر سوار تیسرے مین ببر سوار چوتھے مین بہترین سحر کی ہین پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہی بی دہ مواہڈا اور بردست ہی بران نے کہا مین ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہون اور لٹ زلف کی سرکار کے اختر مرواریدکا نکالا مخمور ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہی مگر اُس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھین بند کرلین اور بران نے کہا اے مخمور یہ سینہ ساحران عالم توڑتا ہی اور اب پتلے کا حال معلوم ہوے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی غرضکہ یہان تو یہ ذکر ہے اُدھر پتلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن پتلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر جبر خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوے مگر پہلے پتلے کا حال سنیے کہ سیدھا باغ مین پہونچا جنین چوکی پر بیٹھی منھ دھو رہی ہی کنیزین آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہین کسی کے ہاتھ مین بیسن دانی ہے کوئی جبیبھی لیے کھڑی ہی جنین نے رخسارہ پر صابون ملا ہی اور پیڑیان ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتون سے رنگین مسی کی چھڑا رہی ہی کہ پتلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُس کو دیکھکر کہا ادئی تو کون اس کہتے سے جنین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا پتلے نے اُس سے کہا

پھر رند ہین تیرے تشنۂ مے / غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے / آنکھون کو طلسم پھر دکھا دے
اُس مے کے ہین رند تیرے طالب / جس سے کہ برآئین کچھ مطالب
وہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز / وہ مے کہ ہو ہر طبع شبدیز
وہ مے کہ ہون رند جس سے خوش کام / جس کا حرمت سے شیخ نے نام
جو آگ بھبھوکا سی بنی ہو / انگور سیاہ کی جنی ہو
جس کا ہو نام دخترِ رز / جس کا مستی ہی پہ ہے مرکز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت / جانِ رندان ہو جس کی صحبت
جس مین کہ بھرا غضب کا ہو قہر / شوخی بادہ کی جس مین ہو لہر
رگ رگ مین بھری ہو جسکے شوخی / دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی
ساقی تجھ کو ہے کچھ بھی معلوم / عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
دنیا مین ہین جتنے دشت ویران / پھولون سے بھرے ہین اُنکے دامان
ہین پھول کے رند جو چھوڑتے / گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
اس وقت ہمین بھی مے پلادے / تجھ کو اب غیب سے خدا دے
آئین مضمون نئے نئے پھر / جادو افسون نئے نئے سر
مضمون کہن کی فوج ساری / ہو برطرفی مین اب کی باری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر / جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
لکھون پھر جلسۂ طرب مین / فوج مضمون بلاؤن اب مین
جلسہ ہو نیا نئی ہدایات / مہمان نئے ہون اور نئی بات
پھر عشق کی آگ اک لگاؤن / دو دل کو بلاؤن مین پھنساؤن
اُستاد کی معتبر روایت / اے جاہ چنین کند حکایت

نیشان افسون تحریر۔ دسقریان جادو تقریر۔ حاکیان حکایت عاشقی۔ و افسانہ طرازان فسانۂ معشوقی سحر سازی خامۂ جادو فن بصد تفنن اس طرح دکھاتے ہین اور عربدہ پردازی معشوقۂ دلفریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک کنیزک حنبین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا مین آئی اور اُس نے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ و بستان اس نے بنایا ہی اس مین رہتی ہے ہمیشہ داد عیش و نشاط دیتی ہی فی الجملہ جب عمرو طلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اُسوقت فساد

وہان سے بھی بد آئے تو طلسم کشا کو قتل کرڈالوں دیکھون کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہی اسلئکہ مین کوکب کی کوئی حقیقت نہین جانتا وہ ایک مرد صحرائی ہی اور کوہستان و صحرا کی ہمارے جدوآبا نے سرداری اُس کے بزرگون کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہی جس وقت میرے مقابل آئے گا سزاے معقول پائے گا یہ کہکر باغبان کو اپنے ہمراہ لیکر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوے خیر دیدہ باید کہ کیا قسمت کھاتی ہی مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو اُدھر گئے اور مصور سحر تیار کرکے اپنے مقام پر جاکر جلوہ کش ہوا حیرت نجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ و جدال چندروز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی نیر تابان رخسار سحر پر نمایان ہوئی اور سواد ظلمت روے روزگار سے چھڑا کر سرخی شفق سحر عیار دھرنے لگائی

نظم

پر اندیشہ بود آن شب دیر باز — چو خورشید بنمود تاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب — ہمی گفتگو داشت افراسیاب

مہرخ نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوے دربار معمور ہوا عیارون نے آکر ڈاڑھیان اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجرۂ شب گذشتہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہے اڑے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے بہر گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور مارا جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارا جانا نامدار کا ہاتھ سے بہار اور عیارون کے عمل مین کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمرو سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام مین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پہ اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چار دست کو ہمراہ ہمشیرہ عمرو کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے لمؤلفہ

دریاے کرم ہے تیرا جاری — ساقی بھر خم لنڈھاوے ساری

سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہی بھٹے منھ تیری بیحیائی پر لعنت مصور کے گلے مین جھولا بندر والون کیطرح
پڑا تھا اور ڈگڈگی ہاتھ مین بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت نگار کے ہاتھ مین جوتیان تھین جب
وہ دوہتڑ مارتی تھی مصور کے سر پر پڑتی تھین ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو دیکھ کر
جتنے ہوشیار ہوے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھتا بھول کر ہنس رہے تھے اور جو منھ پر ہاتھ لیجاتا تھا
رخسارہ پر جوتی پڑتی تھی بعض جو اٹھکر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اچھلتے تھے ملکہ حیرت جو اٹھی تھی
بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تادیر ہوشیار کرکے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف
ملتا رہا آخر اس نے نعرہ کیا کہ باشید اے بیخردان چشم خود را وا کنید وحال خویش را تماشا کنید اس
نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر شرمائے وزیر نے ناک
مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب نے اپنی ہئیت کو آئینہ مین معائنہ کیا اور لباس طلب
کرکے پہنے جب بادشاہ پہلوے حیرت مین بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منھ کو ڈھاٹے باندھکر
چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کہ کیون تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہان آکر ٹھہرتا
آخر میرا کہنا نماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہی کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور
نہین ہوسکتا شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہوکر چپ ہو رہا اور حکم دیا
کہ عیار جو مین نے گرفتار کیے ہین ان کا سر جلد کاٹ ڈالو ساحر از بسکہ جلے ہوے تھے حکم پاتے ہی تلوار کھینچکر
بہر قتل اُٹھے عیار بچیان لرز گئین اور عرض پیرا ہوئین کہ کچھ عورتون کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی مین دیکھ لین ہم
آپ کی عیار بچیان ہین آیندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہی بادشاہ کئی بار اپنے ملازمون کو اپنے
ہاتھ سے دھوکے مین قتل کرچکا ہی اس سبب سے قتل کرنے والون کو مانع ہوا اور عیار بچیون سے پتہ نشان
پوچھ کر چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کرکے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئین شاہ
طلسم نے ان سے کہا لعنت ہی تم پر کہ تم سے کچھ نہین ہوسکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہین صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا اور دل مین قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا عمرو کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے
اس وجہ سے ہم اس کی برابری نہین کرسکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمرو بھی بلاے روزگار ہین وہ
عیاری کرتے ہین کہ ہمارا ذہن بھی اُس تدبیر تک نہین پہونچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت
ملامت کی تو انھون نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمائینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہین یہ کہکر
بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئین اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کرکے کہ تم گھبرانا
نہین مین ان نمکحرامون کے قتل کو ساحر زبردست بھیجون گا مجکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کرون
تو اسد کو قتل کرون مگر نہین اب پہلے طلسم کشا کو مارنا لازم ہی اور یہ بھی خیال ہی کہ کوکب کہے گا کہ میری
شرکت کی خبر سنکر عمرو کی غیبت مین اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا بس انتظار کرتا ہون کر

بیہوش ہوگئے عیار بچیان بھی اسی عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہی غرضکہ جب سب بیہوش ہوگئے برق نے باغبان کو جاتے دیکھا ادھر سے قران یوہ دے کر چلا تھا کنارے لشکر کے برق کو بلا اور کہا آؤ سب بیہوش ہوگئے ہونگے چلکر دونون یہ مشورہ کرکے بشکل مبدل چلے پہرے والون سے بچتے ہوے جب قریب بارگاہ پہونچے یہان کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیہوش تھے عیارون نے جلد سراچہ بارگاہ گرا دیئے اور دروازے پر تکمہ لگاکر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیون کو پہلے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر برق و ضرغام و جانسوز وغیرہ کی صورت پر بنادیا اور ان کو صف بیہوشان سے الگ لے جاکر لٹادیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع مصور باغبان کے داڑھی پلکین موچھین بھوئین چار ابرو کا صفایا بتلا دیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر مونڈے لیکن حیرت کی جب نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئے گی اس سبب سے اسکا سر نہ مونڈا باقی عیار بچیون کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منھ سب کے کاٹ کیے ہاتھ مین جوتیان نہادین اور باغبان کو عورت حسینہ بناکر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دی اور تمام محفل کے کپڑے اُتار لیے ایک ایک تہمد باندھدی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی صرف عورتون کے باندھدی اور مردون کو یون ہی رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین ان کو مردانہ لباس مثل عیاران نہادیا ہی غرضکہ جب یہ سامان کر چکے باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہوسکین ان کو مارنا بھی چاہیے یہ مشورہ کرکے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل نہ ہوسکین گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین ہنوز کسیکو قتل نہ کیا تھا کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب حال دریافت کیا عیارون کی چالاکی معلوم کرکے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسی کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور اُن کے مرنیکا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا سنکر دوڑے تھے کہ دفعتہً تاریکی ہوگئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ ہم افراسیاب عیار یہ صدا سنکر جلد جلد دو چار اور قتل کرکے جست و خیز کنان رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی سی چلی کہ جتنے شمع و چراغ گل ہوگئے تھے آپ سے آپ روشن ہوگئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوے اول سب سے عیار بچیان ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ دشور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان سمجھا کہ یہ عیار ہین اس نے سحر کرکے ان کو بیحس و حرکت کردیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوے مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے داب لی اس نے چیخنا شروع کیا کہ ارے واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ بیجا ہی کہ ناک کاٹتی ہے مین دل دونگا مگر ناک نہ دونگا اس ہنگامہ مین زوجہ اس کی چونکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹتے دیکھ کر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دو ہتڑون سے مارنے لگی کہ بھڑ دے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا

سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہی اور برق سے یہی مشورہ
اس نے بنایا تھا کہ تم جاکر بجیلۂ رقعہ وزیر کو یہان بھیجدو مین اُسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلائے گا
سب بیہوش ہوجائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھکر ٹھہرا قران بسبب عالی دماغی کے منھ سے
نہ بولا اس نے کہا حضور مجھکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو قران نے کئی سیر جنگلی بیر کہ بیچ کے بیہوشی نمکین اور
شیرین آمیز تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے اس کے مانگنے سے اشارہ کیا کہ
یہ رکھا ہی لے اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شادان و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر
مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ عیار سر نگین اور کچھ نہو سکے حیرت باضطرار مستفسر حال ہوئی
کہ سچ بتاؤ کہان گئے تھے اس نے کہا کہ مجھ سے شہنشاہ نے پتلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت مین جاؤ اور
وہان کا میوہ لاؤ پس مین باغ زردہشت مین گیا تھا وہانکا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہی کہ عیار عیاری نہ کرسکین
گے سبکو کھانا چاہیے یہ گفتگو سنکر ہر چند عیار بچیان حاضر تھین لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اسمین
کوئی فریب ہی کیونکہ وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہی کہ باغ زردہشت سے لایا ہون پھر دھوکا اور شبہہ کونسا باقی ہی حیرت
اتنا بنا بر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
بنگاہ سحر دیکھا وزیر کو فوراً معلوم ہو گیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہی اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین مین
عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیون نے بھی بنگاہ عیاری اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہی
عیار نہین ہی اسوقت وہ میوہ طلب کیا اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا وہ بنا بر تعظیم و ادب سر پر
رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھولکر فی ارسم پانچ پانچ بیر
تقسیم کر دیے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھائین اور محفوظ رہین مگر عیاران صرصر
وغیرہ عیار بچیون نے بھی لیکر کھائے اور سب نے کھائے کہتے جاتے تھے کہ ظاہر مین تو بیر معلوم دیتے ہین مگر واقع
مین عجب لذیذ میوہ ہی کہ سلونا بھی ہی اور میٹھا بھی ہی اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہی باغبان نے کہا اس کو میوۂ
حیات کہتے ہین اور دافع فریب بھی اس کا نام ہی سب بہت خوش ہوے اور کھا پیکر ناچ دیکھنے لگے سب سے
پہلے صرصر کو نشہ ہوا مگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہوتا ہے
اس مین رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اس کو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گری تب
باغبان نے کہا کوئی نہ اُٹھائے یہ الٹی ہو کر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اُس نے صورت نگار
کے سر پر ایک دھول ماری کہ الزادی اُٹھ کے ناچتی نہین صورت نگار نے بھی نشہ مین کچھ پاس نہ کیا حیرت
کی چوٹی پکڑی مصور رنگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرفداری کرتا ہی یہ سمجھکر مصور سے لپٹ
پڑا اور اُس کی ڈاڑھی پکڑ لی اس نے اس کے پٹے پکڑے دونون لڑتے ہوے گرے ادھر حیرت اور
صورت نگار بیہوش ہوئین ساحر نشہ مین شرابیون کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے اور رجز بیزار لڑکر

بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی ہوئی گود میں
باغبان کے ڈالدیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹ کر دہنے بائین سراچہ وغیرہ اٹھے ہوئے تھے اسی طرف سے باہر نکل گیا اور دور جاکر منتظر وقت
ٹھہرا یہاں باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمت گار جو پشت پر کھڑا تھا اُس نے
اس کو دو شالہ اُڑھا دیا وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ
پایا مہر بادشاہی دیکھ کر اُسی طرح زانو کی آڑ مین پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تم نے مصور
پر سے سحر دفع کیا تمھین چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت مین ہو تو خیر لمبیح کو ضرور
آنا زیادہ وہاں نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل رقص
مین بیٹھے ہو اور عیاروں نے دعوی عیاری کیا ہی بلکہ برق عیار فکر مین عیاری کی آچکا ہی لہذا تم کو
چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اُٹھکر صحرا مین جانا لشکر کی دہنی طرف ایک پہاڑ
ہو اُسپر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہی اُس کے پاس میوہ باغ زردشتی ہی تاثیر اس کی یہ ہی کہ جو کوئی
وہ میوہ کھائے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکین اور اُس کی محفل مین کچھ عیاری نہ کر سکین بس وہ میوہ
لاکر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سے بیٹھکر داد عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہین کہ اُن کے سبب سے عیار کسی کا کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دوگے تو سب یہ جانین گے کہ
وزیر سے کچھ نہ ہو سکا بادشاہ نے بچایا ہم کو تمھاری ہی ناموری منظور ہی کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے
ہماری بزرگی بھی جانین گے کہ جسکا وزیر ایسا اُس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ
مسطور کا پڑھ کر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب مین ڈال لیا سمجھا کہ نچہ سحر بادشاہ تیری گود مین
رکھ گیا ہی بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہی کہ جسوقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہی نچہ سحر غائب ہو کر
پہونچاتے ہین جس کو وہ اشیا بھیجے جاتے ہین وہی جانتا ہی اور کوئی نہین واقف ہوتا غرضکہ رقعہ جیب
مین رکھکر یہ کھڑا ہو گیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہاں کا ارادہ کیا اس نے کہا اے ملکہ مین نے
آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کرین اس سبب سے
مین ایک چیز لینے جاتا ہون آپ ہوشیار رہیے مین ابھی آتا ہون یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اُڑ کر
اُسی پتے پر چلا جو رقعہ مین لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جاکر ایک
پہاڑی ملی اس پر آگ روشن تھی یہ اُس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہی
سامنے اس کے کھپر جلتا ہی اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہی آنکھیں لال لال چہرے
سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے حلقے اور کنڈل کانون
مین ڈالے لمبی جٹا مین خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھوی رمائے بیٹھا ہی اس نے جھک کر اس کو

جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر سامنے رقص کرنے لگین گلبانگ عشرت بلند تھی رقص مستانہ
اداؤن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش رباؤن کا اہل انجمن کو لایعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم شگوفون کی
دھوم شمعون پر جیسے پروانون کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت جھلکتے نہ تھے ہاتھ مین جام مے تھے دہن بادہ
خوارون کے تھے ہنس رہے تھے یہان تو یہ حال ہے مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا مین آیا زنبیل عیاری
کی بجائی قران آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا اس نے اپنے ارادے سے اس کو مطلع کیا اور کچھ باتین
قران نے اس کو تعلیم کین کہ تم جاؤ مین اس صورت سے یہان پہاڑ پر بیٹھا ہون جو کچھ کہ قران نے بتایا ہے
حال اُس کا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی ایسی
بنکر اسی جلسۂ دعوت کی طرف چلا وہان حیرت نے خبر دعوے عیاران سنکر صرصر وغیرہ عیار بچیون کو
بنا بر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے عیار بچیان ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہین جب برق وہان پہونچا
گھات مین ہوا کہ اپنا کام کرون لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی اُس نے پہچان کر ڈانٹا کہ موے تو کیون
یہان آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہے سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہین صرصر نے کہا
رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہون اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے جلد نکل گیا
اور اس نے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ
اے انگوٹھی اس بارگاہ مین جہان کہین عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہنی بنکر چار طرف پھری
مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہین نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہوگئی ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور
باغبان سے کہا کہ مین راہ یہان آنے کی بند کیے دیتی ہون عیار ابھی یہان آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے
صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہین جو چاہے کیجیے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھے
نہ کہا مین گرفتار کر لیتا اور اب کی آنے دیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہو سکے تو راہ بند کیجیے گا حیرت
چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحرون کو میرے
آنے کی خبر ہو جاوے کیونکہ ظاہر کرنے مین اس کا ایک مطلب ہے جس کا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ
برق جو بارگاہ سے سیاہہ دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیئت پر تبدیل کرکے
جب دو چار آدمیون کو اندر جاتے دیکھا انھین مین ملکر چلا اور اندر آکر آدمیون ملازمون کے پیچھے پیچھے
اپنے تئین پوشیدہ کیے اُن خدمتگارون کی پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے
رومال جھلتے ہین اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہین دیکھ سکتے اور پشت
بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہین اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب
باغبان آکر دامن تھام کر طالب انعام ہوئی اُس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ و باغبان تھی
کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا انھین کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پاکر ایک خدمتگار کی

باغبان نے آکر سحر اتار دیا مصور اچھا ہو کر آیا ہی ناچ ہو رہا ہی آج باغبان وزیر کی دعوت ہی تیاری ہو رہی ہی یہ خبر سنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہی معلوم ہوتا ہی کہ بنیہ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہو گیا عجب ہی بنیہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سنکر برق عیار کہ جو اس وقت موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور بہار سے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو مین نے عرض کیا تھا کہ دو بار آپ لوگ اس کو سزا دیجیے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دینگے اب ہمکو جب اُس قول کے نوبت تو گذشت نوبت مار سید بہار احصہ اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہی اور انشاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہین سبکو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر مسخر اُستاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اُٹھا چکا ہی مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کرون کہ پھر کبھی حرامزادہ ادھر رخ نہ کرے مہرخ نے جواب دیا کہ الحق آپ ایسے ہی ہین اور ہم سب نے آپ ہی لوگون کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہی اب کیا ضرور ہی کہ آپ تکلیف کرین اگر یہ وزیر لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا ابھی چھیڑنا مناسب نہین کیونکہ خواجہ سلامت نہین ہین ایسا نہ ہو کہ کچھ پیچ پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہی برق نے کہا اے ملکہ خدا اے تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہی اگر اس وزیر کو سزا نہ ملے گی جسارت پہ جنگ و جدل کریگا اور چھیڑا اُس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے ہوے تھے وہ سب بھول گیا انشاء اللہ العزیز مین اسکو قرار واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ برین قول مردان جان دارد آپ لوگون کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہی یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور راز سکہ سر دربار یہ گفتگو جو ہوئی تھی ہرکارون نے لشکر حیرت کے جاکر سارا ماجرا حیرت سے بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعوی کیا ہی باغبان نے کہا کہ عیارون کی موت آئی ہی حیرت نے کہا راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے مین معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو دیجیے آئینگے اپنے پاؤن سے لیکن جائینگے کس کے پاؤن سے یہ کہکر چپ ہو رہا اور حیرت نے حکم جشن کا دیا ہی کہ آج کی رات اے وزیر تمھاری دعوت ہی کل جانا اس نے بھی منظور کیا ہی اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر مین ہوئی ہی جھاڑ سو سو کنول کا سر بلند فرشی دو رویہ سڑک کنارے سے استادہ ہین پردے اور سرا پچون بارگاہ شاہی کو اُٹھوایا اس اثنا مین دن تمام ہوا اور دہشت عالم مین خیمہ ظلام ہوا عیار عالم آئے گوے آفتاب عالمتاب کو بسان عیاران کیسہ مغرب مین رکھا اور حقہ ہاے انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ بمقتضاے

نظم

زمین اس وقت لگتی یون بھلی تھی — کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختون کو وہان مہ کی ضیا نے — دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امراے زردار افسر لشکر بارگاہ حیرت مین آکر کرسیہاے پر زر پر متمکن ہوے ساقیان مہر پیدار

اور آنکھیں تلوون سے اپنے ملکر گلگشت چمن کیجیے یہ سنکر وہ سراپا ناز بعد انداز پردہ اُٹھاکر نکل آئی اور اُسکا
ہاتھ آکر پکڑلیا گلے مین باہین ڈال کر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر
لکۂ ابر کو حکم دیا آب چشمۂ سامری برسا دے ابر گرگڑاکر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین
بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی مین شرابور ہو گئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تونے دغا کی یہ
کہہ کر جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موصلا دھار پڑنے لگا دیوارہاے حصار وچمنستان دبارہ دری وغیرہ
بالو کی دیوارون کی طرح بہہ کر نابدید ہو گئین مصور پہلے تو بہ چشم عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رو دیا کیا
کہ یہ مکان سرابگاہ ناپایدار مین حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا میٖنہ برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر
رویا جسکی آہ سرد ہوا نبکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا
کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی ہٹی یہ بھی بیہوش ہو گیا باغبان نے
اس کو آکر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور مین ایک صحراے لق و دق مین ہمراہ باغبان
کھڑا ہون یہ حال دیکھ کر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان
کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا الکبرون کا بنا ہے
اسمین سیندور سے درختون کے نقش بنے ہین اور ایک تصویر گاؤ اور پتلی کی بنی ہے اس نے کہا یہی گھروندا
باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر مین عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشد زادے یہ سحر ایسا تھا
کہ شہنشاہ تک اس سے عاجز تھے سامری نے تمھین بچایا اب چلو شاہ تمھین یاد کرتے ہین کہا مین بوجہ
ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤن گا مجھ کو لشکر مین لے چلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر لون۔
باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر مین آیا لشکریون نے جاکر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین
صورت نگار بعد اُس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے جو سنا پھر تخت کے نیچے چھپ
رہی اور کنیزین بھاگین مگر باغبان اُس کو لے کر بارگاہ مین اُترا اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور
اُتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوے صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی مصور نے
اُسکے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر مین نے بوجہ تجھے گالیان دین اور قتل
کا دسپے ہوا صورت نگار نے کہا مین اسی دن کے لیے منع کرتی تھی آپ نے نہ مانا اب یہ ذلت ہر ذات
اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ نا دھنا اپنا رہتے دو مین درگذری ایسے ملاپ سے اگر یہ عہد کرو
کہ مین اکیلا لڑنے نجاؤن گا تو البتہ مین ملتی ہون اس نے کہا اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤن گا
لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا وہ مجھکو بتلایا ہے اس سحر کو
مین تیار کر لون تو ان ذلتون کا بدلا لون گا غرضکہ یہ عہد وپیمان کر کے سب داد عشرت دینے مین مصروف
ہوے شرابخواری کرنے لگے اور ہلکارون نے یہ سب خبرین جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کین کہ اس طرح

اور برق نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مرخ سے بیان کیا یہان تو یہ حال ہی لیکن ادھر باغبان جب
اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریا سحر کے پار اترا اور جو تپہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اُسی سمت چلا اور احاطہ
سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اُتر کر اندر گیا جب چمنستان مین پہونچا پردے کے اندر سے آواز آئی کہ کون
آتا ہی اگر مصور ہی تو ہمارا عاشق ہی آئے اور جو کوئی اور ہی تو مین تیر سے نشانہ اجل کرتی ہون یہ کہہ کر
تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین اور مجھکو شاہ جادوان نے
جو کچھ سمجھا دیا ہی وہ کرنا چاہیے خلاف اُس کے کرنا خطا پانا ہی یہ سمجھکر جلد وہان سے پھرا اور لکہ ابر از بسکہ اس کے سر
پر سایہ نگن تھا اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا نہین تو باہر آنا ممکن نہ تھا اور بتلاش مصور لشکر حیرت
مین آیا کیونکہ پردے سے صدا اسن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہی سمجھا کہ وہ دیوانہ ہو کر لشکر مین گیا ہوگا الغرض
اُس وقت یہ اُکر پہونچا کہ یہان وہ ہنگامہ مٹ چکا ہی سب بیٹھے ہین کہ اس کے آنے کی خبر سنکر ملکہ حیرت
نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پایہ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت
نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ پیجئے اس نے وہ پانی لے کر پھینکدیا اور کہا
اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ مین کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہ پیون گا
اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہی کہ فردے خواہم دکیجے کہ بجز یار نباشد + من باشم و
دے باشد و اغیار نباشد + یہ کلمات سنکر باغبان نے کہا کہ اے مرشد زادے مجھکو بادشاہ طلسم نے
بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تم کو ساتھ لیجاکر تمھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرا دون تم جانتے ہو کہ شاہ جادوان کے
قبضہ مین جو کچھ طلسم مین ہی سب ہے مین جب اُس کو فرمان بادشاہی سناؤن گا وہ تم سے ضرور راضی ہوگی یہ
کہہ کر اُٹھا کہ آؤ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہین پھر اُس کے ساتھ چلو شاید
مطلب نکل آوے یہ سوچکر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس کے ساتھ ہو لیا باغبان تخت
سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے
اُتر کر کہا کہ اے مرشد زادے مین بغیر حکم تمھاری معشوقہ کے اندر نہین جا سکتا ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی
ناراض ہو اس سے بہتر ہی کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہان دروازے پر سر آدمی
لیے کھڑا ہی چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر دبس اس حیلے سے اسکو یہان بلا لاؤ تو مین حکم بادشاہ اس کو سنا کر
راضی کر دون کہ پھر تمام عمر اُس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر
گیا اُس پری نے پکارا کون آتا ہی اس نے نام بتایا اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھکے مسکرا کر پوچھا
کہ کہو ہماری فرمایش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اُس نے کہا بھلا میری کیا مجال ہی جو خلاف حکم آپ کے عمل مین
لاؤن گیا اور لایا وہ تو بھاگ گئی تھی اس سبب سے اُس کے ڈھونڈھنے مین عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹ کر
لایا اُس نے کہا تو پھر لاؤ کہان ہی اس نے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہی وہین جاکر دیکھ لیجیے

لیکن اُس نے کہا کہ مین بغیر قتل کیے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤن گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنی کنیزک
کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سنکر صورت نگار کا زیر تخت یہ حال ہوا کہ
تھر تھر کانپنے لگی لیکن او ردلگی سنیے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان مین سے
برق بصورت چوبدار یہان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اس نے صرصر کے بازو مین چٹکی لی جب اس نے
پھر کر دیکھا اس نے چپکے سے کہا کیون استانی کبھی تم نے طلسم مین ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کرتے کسی کو سنا تھا
صرصر نے یہ سنکر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا برق نے جو مردہا کھڑا تھا اُس کا بازو پکڑکر سامنے کر دیا اور بچا لاکی
آپ اُس کے پیچھے ہو گیا خنجر مردھے پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور سب مردہون وغیرہ نے غل مچایا کہ ارے لینا
یہ عیار ہے اس نے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھکر دوڑے کہ شاید مصور مار رہا ہے اور صرصر سمجھی کہ اس وقت
عیار کے دھوکے مین تو بیٹ جائے گی نکلجا پھر چلی آنا یہ سمجھکر جست کر کے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار
بشکل صرصر تھا پس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر
لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار پڑے مردہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہر چند یہ کہتی ہے کہ مین صرصر ہون
عیار وہ چوبدار بنا ہوا کھڑا ہے مردہے کہتے ہین کہ دیکھیے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے
یہ کہتے ہین اور مار رہے ہین اس وقت عیار بچیان صبا رفتار وغیرہ چارون آگئین اور بسبب ساتھ رہنے کے
انھون نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے نفتی مردہون پر مارے کہ بارگاہ مین دھوان بیہوشی کا بلند
ہوا حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہین برق نے اس اندھیرے
مین دو ایک ساحرون کو مارا غل اُن کے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اٹھکر مارنا
شروع کیا ترسول ہنسول تیغہ سحر چلنے لگا اب عیار بچیان صرصر کو لے کر نکل گئین اور برق بھی کنارے
ہوا لیکن یہان ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کچھ سروپا اُن
نہین کہ کس کو مارین بعض لوگ بھاگے جاتے ہین دکانین لشکر کی بند ہوئی ہین جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے
کہتے ہین کہ وہ آ گیا اسی ہنگامہ مین حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہین آتا سمجھی کہ سب نکل گئے
اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا یعنے لشکری لڑنے سے تھم گئے لیکن مصور یہ جب اس مثل کے کہ دیوانہ
رہا ہوے بس است نہین رکتا ہے حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا کہ تمھاری بی بی کے سر کٹنے مین یہ
ہنگامہ ہوا ہے حلیہ سر اُس کا آیا ہے یہ سنکر وہ ساتھ ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کرا دو لشکر مین امان ہے
عیار بچیان بھی بارگاہ مین آئین ملکہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا انھون نے کہا کہ اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی
مردہے کو سامنے کر دیا تھا یہ کہکر ادھر ادھر دیکھا برق پھر صورت بدل کر آ کھڑا ہوا تھا اُس پر صرصر کی نگاہ
پڑی کہا دیکھیے یہی ہوا تھا برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور
کہا دیکھیے سامری ان موذیون کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہین یہ کہکر مصور کی دلجوئی مین معروف ہوئی

مُوندین پیشاب کی ٹپکتی ہوئی کنیزین اُس کو اُٹھا کر لے بھاگین مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا لونڈیاں برا بھلا کہتی ہوئی بھاگین کہ یہ موا آپ سے گذر گیا ہی نگوڑ مارے کو بڑھاپے مین چوچلا سوجھا ہی کہ گھڑی گھڑی سحر کی پتلیوں پر عاشق ہوا آتا ہی ایک بولی کہ اس بوبک ہارے وا اے کر نام عاشقی کا بھرنا ہے چھوٹے منھ نہین اچھا لگتا دوسری بولی کہ نگوڑے مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہان دمبدم جاتا ہی اور سڑی ہو کر آتا ہے تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھر ہی والون پر جوتا تیز کیا مہرخ اور بہار کے سامنے نانی مرتی ہی وہان سوائے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہین ہوتا ہی غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی یہ ہر ایک کو سگ میوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین لشکر مین کمر بندی ہوئی ہی کہ ہمین ضرر نہ پہونچائے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہی لوگ منع کرتے ہین کہ ادھر نہ جاؤ ایک سڑی آتا ہی دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر مارتے ہین لونڈے ایک طرف تالیان دے رہے ہین لو لو ہی دھتا ہی کا شور بلند ہی جب یہ آگے بڑھتا ہی لوگ ساتھ ہوتے ہین لڑکے کہتے ہین جاتا ہی لینا جاتا ہی جب پیچھے پھرتا ہی سب بھاگتے ہین جب اس کے کوئی ڈھیلا لگتا ہی یہ کہتا ہی بیت زخم پر چھڑکین نہ کیون طفلان بے پروا نمک ؛ کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا کہ یہ کیا غل ہی ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزین صورت نگار کو پیشاب مین لت پت لیے ہوے پہونچین حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پائجامہ ناف سے نیچے اترا ہوا دوپٹہ کہین محرم کہین کچھ عجب عالم ہی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہین کہ وہ آگیا کوئی یہ نہین کہتا کہ مصور آگیا اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی لڑکون اور لشکریون کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشدزادے آپ کس کو مارتے پھرتے ہین اس نے بغور صورت دیکھکر حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ مین اُس قحبہ صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہون حیرت نے کہا آئیے مین آپ کا اُس کا سامنا کر دون مصور اُس کے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب ہے کبھی بی کو کسی طرح پاؤن تو سر کاٹ کر معشوقہ پاس لیجاؤن بس لحظہ بہ لحظہ کرسی سے اُٹھتا ہی حیرت روکتی ہے کہ صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہین وہ آیا چاہتی ہی یہ کہکر روکتی ہی اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی جاتی ہی کچھ اثر نہین ہوتا ہی اور عیارون نے یہ سب خبرین مہرخ سے کہی ہین وہان سب بیٹھے قہقہے لگا رہے ہین تعریف ہو رہی ہی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہی مہرخ کہہ رہی ہی کہ اس سحر کا لطف جب ہی کہ رودکی بیابس سامری کی بادشاہ طلسم کو غصے اور وہ بھڑوا ابھی عاجز آئے فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اُٹھا اور کہا اے ملکہ جلد بلوائیے اس بالزادی کو کہ مین سر کاٹ کر اپنی معشوقہ پاس لے جاؤن حیرت نے کہا اچھا بلواتی ہون لیکن اُس کے مارنے سے کیا حاصل ہی اس نے کہا اس ہسیوا کے جینے مین کھٹکا رہے گا اور دوسرے فرمایش محبوبہ سے ناچار ہون کہ اس نے سر مانگا ہی حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار تمھاری معشوقہ کو بلوائے دیتی ہون اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اسکا دل اس کی طرف مخاطب کر دون

گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑجائے نظر ۔۔۔ بس کفِ دست خیال اُس سے وہین جائے لپٹ
ہو یقین دلکو کہ ہر حسن کے دریا کا بھنور ۔۔۔ گھر کے ساری نئی اکت یہان آئی ہے سمٹ

مصور اُس کے حسن کو دیکھکر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑکے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ حکم پاکر بیٹھا اُس نے جام بادۂ گلرنگ لبریز کرکے کہا کہ لیجیے یہ ساغر الفت بھر نوش کیجیے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤنگا اور جورو یا کوئی آشنا اب میرے پاس ہوگی اُس کا سر کاٹ لاؤنگا مصور نے وہ جام اُس کے ہاتھ سے لیا اور کہا مجھپر جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جورو کیا مردار ہے مین ابھی اُس کا سر لاکر تیرے قدمون پر نثار کرونگا اور تمام عمر غلامی مین رہونگا کہ بیت گردست دہد ہزار جانم بور پاے بہار کت فشانم + یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منھ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ بیت ازان لب جان بدہ کس را دگر خواہی کہ جان بخشی ہمرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے براے تو + اُس ستمگار دلدار نے منھ ہٹادیا اور کہا جب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لاؤگے اُس وقت اپنے مطلب دلی کو پہونچوگے شراب وصل سے سرشار ہوگے مصور یہ مژدہ جان بخش سنکر اُٹھا

اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

من با تو بگیدلم سخن و قوم من یکیست ۔۔۔ انیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست
صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت ۔۔۔ خسرو ہزار خسرو لشکر شکن یکیست

غرضکہ باہر آکے مرکب پر سوار ہوکے برسم یلغز لشکر مین آیا بی بی اُس کی بارگاہ حیرت سے آکر خیمہ مین اپنے بیٹھی تھی کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزین ترکنین حبشنین جو پہرے پر تعین اُنھون نے سلام کیا اُس نے سلام کے عوض اُن سے پوچھا کہ حرامزادیو جلد بتلاؤ وہ قحبہ صورت نگار کہان ہے کنیزین یہ کلمہ سنکر گھبرائین اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہین اُس نے کہا مین اُس حرامزادی کا سر کاٹ لے جاؤنگا کہ معشوق مجھ سے راضی ہو یہ کلام جو کنیزون نے سنا گھبراکر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی کیا کرتی ہین میان پھر سڑی ہوکر آئے ہین آپکے مارنے کو کہتے ہین صورت نگار تو حیرت سے سن چکی تھی کہ مصور سڑی ہوکر آئے گا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے بس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر بھاگی سمجھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے کہ شوہر میرا مجھ سے زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ اُس کو بھاگتے شوہر نے اسکے دیکھا اور پکارا کہ او فاحشہ بیسوا کھڑی تو رہ کہان مجھ سے بچکر جائے گی یہ کہکر پیچھے دوڑا صورت نگار سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکین مگر باہم کہا کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچکر سب رُکے اور یہ پیچھے ہوا کی طرح اُس کے چلا آخر یہ مردود عورت قریب پہنچا اُس وقت صورت نگار دہشت جان سے گرپڑی اور یہ پیشواز اُلٹ گئی بند ازار ٹوٹ گیا کنیزین پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری پر آگرین اور یہ پیشواز ودست کی دیکھا تو اُس کا پیشاب خطا ہوگیا ہم اُسی طرح

اس پردے مین کوئی صیاد صید کن دلہاے عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے مین بہت طاق اور مشاق ہے یہ سوچکر دل سے دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ **بیت**
جنگل نہیں ہے آنکھین مجھ سے دو چار کیجیے + وادی دلمین اکے سیر شکار کیجیے + ہاے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ ہمین شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر جفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ **فرد** چاہتے ہین نفس کو توڑ سارے موانست کو چھوڑ + پھر ہون اُسی طرف روان آتش و باد و آب و خاک + جب اس نے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا مین بیوفا ہوتے ہین مطلب کے آشنا ہوتے ہین اسی لیے ہم نے آبادی سے منھ موڑا مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتۂ الفت اہل عالم توڑا **مصور** نے یہ سنکر کہا **نظم**

اس بندے کی جاہ دیکھیے گا
اور اُس کا نباہ دیکھیے گا

مین کیسی نباہتا ہون تم سے
انشاء اللہ دیکھیے گا

فوجین اشکون کی تل رہی ہین
یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا

اے عربدہ ساز و اے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی مین کبھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑون گا تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرون گا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتون کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم باقی ہو اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھین کیسا ہے **مصور** یہ سنکر شاد شاد پردہ اُٹھا کر اندر آیا پردہ کیا اُٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اُٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر مین چھپی ہوئی تھی واہ ری عربدہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیان جسکے ناخون پر لکھی تھین کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادوگری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کردیا **مصور** کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو برلب چشمۂ شوخی اشنان کرنے آیا تھا نہین نہین آہوان ختن نے شمیم کاکل معنبر کو سونگھنا چاہا تھا آنکھون کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اُس کے گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نما زاکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قرین خال تھا نہین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال تھا مختصر یہ کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی **نظم**

آستین کو چیر ماہتاب نظر آئی تھی
اُسکی ساعد کے جھلکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ

سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
جسمین مخمل کی شکن تھی سی پڑی تھی سہری بیٹ

سبز سبز اُسکے وہ سبزے و نگٹے یا وادی نخل
سیلی ایسی ہی تھی دھان جیسے کہ سنبل کی لٹ

قمقمے نور کی تھین اُسکی جبین وہ دونون
ہوا اُنھین دیکھتے ہی دل رہی کچھ للچاہٹ

گزک بادہ کشان رنگترے سے دونون
دل یہ چاہے کہ انھین توڑ کے سب کھاجاے چٹ

عرصے تک یہان ٹھہرا آخر اُس کو فہمائش کر کے روانہ ہوا اگر اتنے عرصے مین مصور نیل گاؤ کے تعاقب مین لشکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحراے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل دریا مین سے نظر آتا تھا چشمہ چقر ہر ایک ٹھیک ایسان دریا لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانا وقت سایہ ڈھلا جانورون کا شجر پر بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ **لمولفہٗ**

دشت رنگین ہر ابھرا دیکھا
دامن کوہ پر سبزا دیکھا

چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف
چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف

دامن دشت دامن گلچین
روے جانان کیطرح سے رنگین

قیس کی روح نے بسایا تھا
رخ لیلے کا صاف نقشا تھا

سرو الفت ہر اک بگولا تھا
آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اُس جگہ سرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اُس کو سیر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا مین وہ چار دیواری زمردی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلۂ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اُس کے فراق مین اندر قدم زن ہوا یہان چمنستان پر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سپہر کو اس جگہ کی لہراتا تھا سبزہ نوخیز وہان کا سبز رنگان دہر کی مژگان کو شرماتا تھا آنکھین ندامت سے جھکاتا تھا گلہاے سمن و نسرین نازک بدنان گلرنگ کو بلکہ سیہ وتی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل بصد تجمل زیب وہ دسادہ گلشن تھے روش بڑی آراستہ سرو شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس وہان بیمار نہ تھی تندرست تھی ہیل ہر شجر کی درست تھی **لمولفہٗ**

تھے زر گل سے سب درخت نہال
شاخ ہر ایک دان کی مالا مال

تھا کسی جا جو پھول نرگس کا
اُس سے تھا چشم منتظر کا پتا

عکس افگن تھے اس طرح اشجار
جیسے گلشن مین چھائے ابر بہار

لالہ سرخ تھا کہین پھولا
داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا

سنبل تر لبان شیفتہ سر
بال بکھرائے تھا وہان اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین ہمہ تراز آسمان تھی سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر بہرین جواہر کار روشن عجیب طرح کا جوبن اُس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے محراب درون کی ہلال آسا تھی دالان مین پردے پڑے تھے گوش گل کے پردون کی شان رکھتے تھے گلبدن اُن کا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور جلد گاؤ کا سر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاؤ بھی بارہ دری کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سر کی آواز آئی تیر اس گاؤ پر آکر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہہ گیا مصور اُن دونون پنجہ نگارین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا

کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہی کہ اسی سے بچنا مشکل ہی مہرخ بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہی ایسی ویسی تھوڑی ہی یہ سحر کسی سے نہ اترے گا تھوڑے عرصہ مین میان تمھارے تھین مارتے آتے ہون گے شاہ جادوان کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کرین ورنہ اور کوئی نہین کرسکتا مین اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی صورت نگار یہ باتین سنکر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھکر بھیجا پتلا سحر کا نامہ لے کر باغ سیب مین آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا ہائے یہ کائنات کے سحر ہمارے بتلائے ہوئے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہین یہ افسوس کرکے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ کا وہ ہی کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو ہان مین خود جاؤن تو البتہ رد اسکا ممکن ہی باغبان یہ تقریر سنکر عرض پیرا ہوا کہ حضور مجکو حکم دین کہ آپ کے عوض جاکر کام کرون افراسیاب نے کہا اس مین جان کا خوف ہی اگر ذرا بھی کچھ فرق کروگے ہلاک ہو جاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہی جو خلاف حکم بادشاہی عمل مین لاؤن یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسیم و لحیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے کھڑا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم سامری مجکو تھوڑی سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید یا سامری مین بھری گئی ہو اور رعدا ندنے وہ لباس پہنا ہو اس مین کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہی کہ جو کچھ تو مانگے حاضر ہو سکتا ہے یہ کہکر غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لیے ہوئے حاضر ہوا شاہ طلسم نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر رکھی آنکھون سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑ کر سمت ہوا گئی اور ابر بنکر تیار ہوئی لکۂ ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ لکۂ ابر ساتھ لو اور جہان مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ اب چشمہ سامری برسا دے یہ ابر برسے گا سحر دفع ہو جائیگا باغبان یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہو کر چلا شاہ نے اس ابر سے بھی حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ لکۂ ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور یہ روانہ ہوا زوجہ اس کی ملکہ گلچین جادو اپنے باغ مین تھی اس نے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک تیلے کو بھیجا کہ جائے اور وزیر مذکور کو یہان بلا لائے کہنا ایک بات سنتے جاؤ پتلہ راہ مین اس کو ملا اور پیام کہا یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول مین بیان ہوا ہی غرضکہ بی بی نے اس کی سمجھایا کہ صاحب تم کو مین نے بارہا منع کیا ہی کہ اس لڑائی مین عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہین تم دخل نہ دو مگر تم مانتے نہین ہو مناسب ہی کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو دیکھو منع کرنا میرا مانو ورنہ پچھتاؤگے باغبان نے جواب دیا تمھارا کہنا سب صحیح ہی مگر نوکری کرنیکے انسان تابعداری سے بچ نہین سکتا مالک کے کام کو کہانتک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو سبب سمجھانے اپنی زوجہ کے

کہ بیت توگفتی نہ شب بود پیدا نہ روز + نہان گشت خورشید گیتی فروز مصور تو پہلے سے آچکا تھا
اُس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالاے ہوا جاکر شق ہوا اور
ہزارہا تیر و پیکان اُسمین سے نکل کر لشکریون پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزارہا زخمی ہوے ادھر کے لشکر
نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہکر چلے اُس نے دوسرا نارنج مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینھ کی طرح سے مار و
کژدم برسنے لگے جسکو اُنھون نے کاٹا وہ پانی کی طرح بہگیا اس عرصہ مین صورت نگار نے بھی فوج کو
للکارا کہ ہان لینا اب تو دو لشکر باہم مل گئے شور آفت زا برپا ہو یہ حال تھا کہ نظم

سپاہ اندر آمد بگرد سپاہ ۔ یکے بانگ برخاست از رزمگاہ
سراسیمہ شد مست از دار و گیر ۔ برآمد یکے ابر و باران و تیر
زتیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد ۔ سیہ شد زمین آسمان لاجورد
توگفتی بدام اندر ست آفتاب ۔ دگر گشت چشم سپہر اندر آب

مہرخ نے یہ زور شور دیکھکر تصور کیا مصور آج شکست دے دیگا یہ غور کرکے بسان شیر غضبناک آگے
بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے اس ابر پر جسمین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی
خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ہوکر اڑگیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہوکر عقب
مصور ہوگئی اس وقت مہرخ زمین پر اتری اور اُسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیارہ کرکے بنایا تھا درست
کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ پھرنے لگا اس نے
کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھاکر دوڑا مصور مہرخ کی طرف گھوڑا اُٹھاکر
چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پہ اُٹھالیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا
مرکب منگاکر جلد سوار ہوکے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا ہر چند
روکنا چاہا نہ رکا مصور نے اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور
کہان جاتے ہین لیکن اس نے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کے کچھ نہ سنا اُدھر ملکہ مہرخ نے سحر پڑھکر دستک
دی اور پکار کے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائیے اب پھر کر نہ آئیے گا یہ کہہ کر چاہا کہ لشکر پر اس کے
حملہ کرے صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوادیا لشکر دونون پھرے اور داخل خیام ہوے
صورت نگار متردد و متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیون اس کے پیچھے گیا
بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہے کہ شوہر میرا نبیرۂ سامری
ہے کسی کے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے اے ملکہ کسی کو بھیجکر خبر بھیجنا چاہیے
کہ عیار ضرر نہ پہونچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سنکر گردن جھکائی اور کہا بی بی ہر چند کہ تم نبیرۂ سامری
کی زوجہ ہو بہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے میان کو زک پہونچا کے

ناچ دیکھین یہ کہکر مع زوجہ سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور رونگل پر بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر ہوے ناچ
سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادۂ تاب سے گرم ہوا اُس نے حیرت سے کہا کہ
ملکہ مجھکو شاہ جادوان نے پتلا بھیجکر مع عیارون کے اُٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھکو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور
عیار کو جو مجھے پکڑ لے گیا تھا خوب گالیان دین اور زدوکوب کرایا اگر مین نہ بچاتا تو قتل کرڈالتے مین نے
عرض کیا کہ مین سب کو بزور سحر قتل کرون گا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا از بسکہ ضرغام
وہان موجود تھا اس نے الٹا بیان اس کا سنکر کہا جھوٹے پر لعنت ابے گالیان تجھ ایسے کھاتے ہین دیکھو ہم تو
یہ خلعت لیکر وہان سے آئے اور تو بیٹھا رو دیا کیا یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت نے کہا تجھے قسم ہے کہ
نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان کر کے خلعت شاہ جادوان کا دیا
ہوا دکھایا اُس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ
جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھکو بولنا لازم نہین اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ
وہ جست کر کے نکل گیا مصور نے کہا کہان جائے گا آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھون گا اگر ایک
بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھون یہ کہکر فرط غضب سے اُٹھا کہ پکڑے لاتا ہون حیرت نے کہا آپ کو اختیار
ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیے تو کیا کیا جاے صورت نگار نے کہا مین جانے نہ دون گی
اگر گئے تو جان دیدون گی اس نے کہا اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھکو روکا تو مین اپنے تئین اور تمھین ہلاک
کرون گا یہ کہہ کر روانہ ہوا زوجہ اس کی مجبور ہوکر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر
مین کمر بندی ہوئی یہ فوج لے کر چلی اُدھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا
ہرکارون نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے
مہرخ نے یہ خبر سنکر جلد نفیر سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے
کہ بموجب

نظم

چو برخاست آواے گوش از درش — بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بزد نائے روئین بر پشت پیل — جہان شد ز لشکر چو دریاے نیل
بگردان لشکرش آواز کرد — کہ اے نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید — تن دشمنان جاے زہین کنید
ہمہ ساختہ کینہ و جنگ را — ہمہ تیز کردہ بخون چنگ را
شد از سم اسپان زمین سنگ رنگ — ز تیرہ ہوا ہمچو پشت پلنگ
تو گفتی ہوا کوہ آہن شدست — سر کوہ پر ترک و جوشن شدست

غرضکہ ادھر سے یہ پہونچی اور اُدھر سے برسم بلغیر مارے محبت کے صورت نگار فوج لیے ہوے آئی

پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زین پر زر وغیرہ سے درست
اڑتا ہوا آیا یہ اُس پر سوار ہوئی اُس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخمو سمجھی کہ ایسا نہ ہو مہرخ
زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی نارنج آکر اس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر
پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشین مہرخ پر مارا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک
پتلہ فرولی لیے ہوے پیدا ہوا اور وہ تیر اُس نے کاٹ دیا پھر اُس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اس
زوجہ شیطان پر مارا اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اڑ گئی اور تیر آکر طاؤس
پر پڑا کہ طاؤس لسان طاؤس آتشبازی جلکر خاک ہوا دوبارہ مہرخ نے اُس کو اڑتے ہوے برعے ہوا
جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک
سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اُس کے سر پر جاکر لگا اُس نے بہت جلد رد سحر پڑھا نہین
کاسۂ سر ترش جاتا اُس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازمون نے جلد روک
کر ہوادار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ
پر جا پڑا دو دریاے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور نشور
قیامت خیز بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہاے جنگی گڑگڑاے ہنوز نوبت بزد و کشت نہ پہونچی تھی کہ
خیمہ مین جاکر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ نبیرۂ سامری کہان ہین لوگون نے عرض کیا کہ لڑ رہے
ہین یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُن کو بلا دو نہین تو مین جان دون گی کیونکہ مجھکو ان کا اکیلے لڑنا گوارا
نہین دو بار زک پا چکے ہین ملازم اُس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا کہ حضور جلد چلیے
ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال اُن کا بہت برا ہے یہ سُنکر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا اور ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ مین آکر اُترا مہرخ بارگاہ مین
آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگا گیا اُس وقت ضرغام بھی آیا اور
خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اسکی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے
بھی خلعت دیا وہان سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا یہ جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ
شہاب جادو فرستادۂ حیرت براے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا ہوا جاتا ہے یہ بھی صورت
خدمتگار کی بنکر اسی کے ملازمون مین ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ
مرشدزادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ ہین ملکہ سنکر
خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی اور کہا مجھکو تمھاری
سلامتی درکار ہے مین سب طرح اچھی ہون یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اس نے کہا صاحب تم نے بُرا کیا
مین تو لڑ رہا تھا حیلہ کر کے بلا لیا آج مین سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ مین چلکر

مجھکو پکڑ لایا ہے بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے
نابکار حرامزادے بچا مین تیرے ہاتھ سے جل بچا ہون عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہین
تجھے شرم نہین آئی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویر چھین لے گئے بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہان تونے کچھ غصہ
نہ جتایا یہ بیچارہ عیار جو مقید و بیدست و پابند ہاکھڑا ہے تو اس پر تو گولا مارتا ہے جا دور ہو اور قرساق حرامزادہ بیہودہ
مصورہ بادشاہ طلسم کے برا بھلا کہنے سے اور گھڑکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ مین حیرت رخصت ہوکر سمت
لشکر جاچکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی اکیلے مین شاہ جادوان بہت کچھ بکا جھکا جب مصور بہت رویا
اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان مین
فرق آیا کہ تونے مرشدزادے کو گالیان دین یہ سوچکر اٹھا اور پاؤن پر مصورہ کے سر رکھدیا منت پذیر ہوا
کہ مین نشۂ شراب سے بیخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ
خطاہاے گذشتہ پر میری قلم عفو پھیر یے گا غصے مین انسان باؤلا ہوتا ہے مین نے بہت برا کیا جو آپ ایسے
بزرگ کی خدمت عالی مین گستاخانہ کلام کیے یہ کہہ کر خلعت گران مایہ و نادر عطا کردیا اور رخصت کرنا چاہا
یہ حال دیکھ کر صرصر غام نے کہا کہ ہٹ تیری نامنصف بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو
اپنے ہی گرد گھنٹال کو دیا اور ہم نے جو یہ محنت کی کہ عین وقت پر گرفتار کرلائے اور اگر بتلانہ اس کو اٹھالاتا
تو اب تک کب کے جہنم مین پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمین کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا
ہے افراسیاب پہلے تعریف ان عیارون کی کرچکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہوکر کلام کرنے پر ہنس پڑا
اور ایک خلعت پر زر طلب کرکے اس کو بھی دیا کہ بموجب مطلع خیال کیجیے کیا آج کام مین نے کیا جب اس نے
دی مجھے گالی سلام مین نے کیا + بعد خلعت دینے کے پنجۂ سحر کو بلاکر حکم کیا کہ دریاے خون رواں پاس
اس کو اس پار اتار دے اور سحر اپنا دفع کردیا پنجہ نے کر اڑا اور پار دریا کے پہونچا گیا ادھر مصور
بھی رخصت ہوکر چلا اور لشکر مین آیا یہان صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈھا اور نہ پایا
تو خود فوج لے کر میدان جنگ مین گئی تھی اس ارادے سے کہ مہرخ نے میرے شوہر کو پکڑوالیا ہے اسکو
چلکر قتل کردون ایک طرف سے حیرت سوار ہوتے تو تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصورہ کا سنکر تامل کیا بلکہ
صورت نگار کو بھی منع کرابھیجا کہ آج لڑائی موقوف رکھو اس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان مین
آئی بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ دلاورو ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر کم
ہوکر مارنا جب کڑکیت ہٹے بہادر مرنے پر تلگئے صورت نگار نے بیچ میدان مین آکر چند سحر دکھا کر
مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصورہ آکر پہونچا اور ہر دو لشکر میدان مین صف آرا
دیکھ کر سمجھا کہ بی بی مری لڑنے کو آئی ہے از بسکہ یہ گالیان کھائے ہوے آیا ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا آتے ہی
فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر مہرخ پر مارا مہرخ گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اڑگئی گولا تخت پر

کسی نے جلائے اکاسے دیے	کوئی چوکین چار روشن کیے
بلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بسر	کوئی کہہ رہا تھا گبیر و بگیر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے	کوئی کھوپڑی لے کے جادو پڑھے

اسی طرح رات بھر سامان رہا جب دم تیرگی غبب مشکفام کا مثل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روزگار پر بندھا اور رخ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب	ہوا پھر یہ روشن جہان خراب
چلے دونوں لشکر بعزم نبرد	پڑی روے خورشید پر اڑ کے گرد

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصاف ہوے مہرخ بڑے کر و فر سے تخت زرین پر سوار گرد تمام سردار جائے کار زار پر پہونچکر ٹھہری اُدھر مصور بھی بیدار ہو کر براے رفع احتیاج بیت الخلا چلا عیار رات بھر اسکی فکر گرفتاری مین پھرسے تھے اور قابو نہ پایا تھا اس وقت ضرغام اُس کے خیمہ کی قنات سے لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا اب اس کو عازم سمت جاے ضرور دیکھکر اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہے اس کی پشت پر اپنے تئین پہونچایا مصور بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اس پر کمند ماری اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اس نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا اس نے اندر جا کر چادر عیاری مین اُس کا پشتارہ باندھا اور راہ بسکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اس کو لے کر بھاگا راہ مین پشتارہ اُس کا بھاری ہوتا چلا یہ سمجھا کہ اس حرامزادے کو مین لیجا نہ سکونگا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئے گی پس سر اس کا کاٹ لے یہ سمجھکر اس نے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر جو تپلا کہ افراسیاب نے معین کیا ہے گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھائے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اُس نے پشتارہ کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ مین کمند کے پھندے پڑے تھے اُٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجھکو کس عذاب الیم سے مارون اس نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے بندہ بہر صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہے شاہ نے کہا مین ایسے فقرے تم عیارون کے بہت سن چکا ہون اچھا تو مرشد نا دے سے کمند تو نکال لے ضرغام سمجھا کہ اگر مین کمند نہ نکالونگا یہ سحر سے جلا دیگا کمند بھی جائے گی اور کچھ حصول نہ ہوگا یہ سمجھکر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادوان نے کہا کیا اچھے یہ عیار ہین اور کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہے یہ تعریف سنکر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدردان ہین مین کس لائق ہون شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن مصور جو کمند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار

عرصہ مین نیرنگ طراز دہر نے اپنا سحر دکھایا کہ گلہاے انجم کا باغ صحن فلک مین لگایا اور آفتاب رنگ روے عاشقان یا مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ نظم

نہ تھی ظلمت شب دھوان ہوم کا		گھٹا جب جہان مین اندھیرا ہوا	
گھڑی جوت کی ہندوے چرخ نے		جلائے ستارون کے اُسنے دیے	

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملاہر کارے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ ذیشان مین آئے اور ملکہ کی شناد وعادے کرحال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہی یا نہین لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہی لیکن مصور کو بچہ لیگیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کردیا ہی اور برسر فساد ہی ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہی مین نے وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اس کو دیوانہ بنائینگے چنانچہ دوبارہ دیوانہ کرینگے اب وہ نہین ہے تو یہ میرے حصہ کا ہی عیار جو حاضر تھے انھون نے کہا اے ملکہ اُستاد ہمارے نہین ہین ایسا نہو کہ آپکے لڑنے سے وہ ہم پر آکر خفا ہون پس ہم آج رات کو جاکر اُس کو گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہکر یہ بھی چلے اور مہرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ساحر سحر جگانے خیمون مین آئے بہادر ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور گیارہ کرکے جوت کا دیا جلایا عمدہ ونایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤ آرد ماش کا بنایا اور سحر ایسا پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر گرد اگیارکے پھرنے لگا اس نے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بناکر اُس گھروندے مین رکھی وہ بھی زندہ ہوگئی اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مٹادیا اور نیل گاؤ بھی غائب ہوگیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکرون مین رات بھر تیاری ودرستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر جوہر دار کی اُس شب تار مین مثل انجم چرخ پھیلی تھی گویا افشان آلودہ پیشانی لیلی شب تھی خم وچم دودم کی ناز معشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھی ہزارون گلے کٹواتی تھی قامت رعناے نوجوان اُسکو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے بہادر دم اُس کا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیار کا دیا جلا رکھا سامری کی روح جگر لگارہی تھی جمشید کو بلا رہی تھی ٹونا چماری ڈمرو کی صدا پر سر چڑھکر جھومتی تھی یون بھجن گانیوالے کا منھ چومتی تھی ڈھپلے بانسری بجنا ساحر فلک کو باد وقت بھی نچاتا تھا تعالی برہمنی کے کرہندوے چرخ اگیار نے دریاے اخضر کے بہر اشنان آیا تھا ماہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا غوغاے سحر ساحران غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی کہ نظم

لگانے لگا کوئی منھ پر بھبھوت		لگے کھیلنے سر پہ ہر اک کے بھوت	

بعد ازاں یہ کہتا کہ غزل

دردا کہ یار ما را درد عجب رسیدہ	ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ
آن ماہ رو کہ با من شبہا بروز کردی	رفتست و در فراقش روزم بشب رسیدہ
کے باشد آنکہ بینم از دولت وصالش	اندوہ دور رفتہ عیش و طرب رسیدہ
مشکل کہ در قیامت بینند اہل دوزخ	اینہا کہ بے تو بر من از تاب تب رسیدہ
غیر از طلب ہلالی کارے مکن درین رہ	ہر کس رسید جاے بعد از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگار ہے یارا دلدار ہے جس نے یہ سحر کیا ہے اس کلمہ کو سنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق مین پھر تم بھی اسی طرح ناچو بیٹھے کیون ہو شاہ طلسم اُسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھکر کہ اے سامری مع شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہو اسکے پکارتے ہی ایک پتلا شیشہ آب لیے اڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منھ پر دیا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا پھر جو ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا حال کرایا آپ تو واقف ہین کہ وہ آفت روزگار بہار ساحرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اس نے سحر یاد کیا ہے اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد نہ تھا اگر چشمہ جمشیدی کا پانی ممکن نہ ہوتا آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سنکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ ساری اس کی سحر سازی اگر جو تیان مار کر نہ اُتاری تو آپ کو نبیرۂ سامری نہ کہوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نہ جائیے گا نہین بہت پچھتایئے گا اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہین جبتک اُس خانہ خراب کو نہ پکڑ لاؤن گا چین نہ لونگا یہ کہکر اُٹھا کہ مین لشکر مین جاتا ہون سحر تیار کرکے لڑنے جاؤنگا شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہے زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا پس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اُس کا ذلیل ہونا یعنی اپنی ذلت جان کے تامل نہ کرسکا ایک پتلا کاغذ کا بناکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس پتلے سے حکم دیا کہ مرشد زادے کی جاکر نگہبانی کرو جو کوئی آفت آئے تو انھین اٹھا لانا پتلا بطور مخفی اُڑتا ہوا اس کے ساتھ چلا ملکہ حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور مصور بھی بارگاہ مین پہونچا پتلا بر فراز ہوا ٹھہر رہا یہان بی بی مصور کی رو رہی تھی اس نے جو شوہر کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے پیے جب نشہ ہوا اٹھا کہ مین بہار کو پکڑنے جاتا ہون بی بی اس کی منت کرنے لگی کہ صاحب واسطہ سامری کا اب نہ جاؤ اس نے بی بی کو جھڑکا کہ مجھکو نہ روک اتو مجھ سے اور بہار سے بگڑی اٹکی ہے معرکہ پڑا ہے دیکھون کہان تک اُس کی سحر سازی ہے یہ کہہ کر اڑا صورت نگار چیخین مار کر رونے لگی اور یہ پھر آیا اور کہا کہ صاحب مجھکو بھی اپنی طرح جوڑیان پہنا کر بٹھا رکھو زوجہ نے اس کی کہا کہ صاحب مین لڑنے کو منع نہین کرتی لیکن طبل جنگ بجوایئے بر سر میدان مقابلہ فرمایئے اکیلے نہ جایئے یہ سنکر بخاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اس

پڑے اس سے ابھی جانا مصلحت ہی بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہی حال اس کا بیان کیا جائیگا یہ تو ادھر گئی اور ہرکارون نے جاکر ملکہ حیرت سے سب خبر کی کہ مرشد زادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہی کہ وہ باغ سحر مین قید ہو گئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین سے کوئی ایسا نہین جو اُتارے شاید شاہ طلسم جانتے ہون صورت نگار یہ تقریر سنکر رونے لگی اور کہا مین بھی اُسی قید مین جاتی ہون حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ مین نہ ہوگا وہ مار ڈالے گا اس نے کہا بلا سے مین اپنی جان دونگی حیرت نے کہا بی بی تمھارے میان کو بہت سمجھایا تھا لیکن ان کے غرور نے انھین خراب کیا اور سنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہین صرف اتنا فرق ہی کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان مین سحر زیادہ یاد ہین خیر تمھاری خاطر سے مین چشمۂ سامری پر جاکر پانی لاتی ہون شاید اس سے سحر اترے یہ کہکر پرواز کرکے چلی کچھ دور جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کرکے لے چلا کچھ دور گئی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا اور اس کو اٹھائے گیا آنکھ اس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے مین سونے کے بیٹھا پایا اس نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت مین سیر کو آیا تھا اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہین جاتی ہو مین نے بلا لیا کہو کہان جاتی تھین اس نے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور کیا ہی حیرت نے کہا مین بھی اس سے عاجز ہون آپ اس کو مار ڈالیے یہ کلمہ سنکر شاہ جادوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کرکے کہا کہ کوئی بھی ایسی ماہ سہر حسن کو قتل کرتا ہی حیرت یہ سنکر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ آر دماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اُڑا اس سے کہا جا مصور کو باغ سحر سے بہار کے اٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور یہان مصور اُس تیلی سے مشغول بوس و کنار ہی گود مین اُسے لیے بیٹھا ہی اور کہتا ہی ہاے کہ

بیت
جس کا سر ہوگا دم نزع تری بالین پہ
کنج مرقد مین وہ کس چین سے سوتا ہوگا

اسی نشاط مین تھا کہ یکایک پنجہ آکر گرا اور اس کو اُٹھا کر لے چلا یہ پکارتا ہوا اور لٹکتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی میرے معشوق سے مجھکو چھڑاتا ہی ہاے میری جان ہاے میری یار وفادار پنجہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لیکر وہ بلند ہوا وہ تیلی سحر جسپر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہی کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بیمروتی کرکے منھ موڑے جاتے ہو اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سنکر کہا اے مونس و ہمدم

بیت
اختیار ہی تو نہین آپ سے جو دوری ہی
سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری ہی

الغرض یہ تیلی اور زیادہ اڑ نہ سکی اسی باغ مین گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا مصور متحیر ہوا سے بیہوش ہو گیا پنجہ اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا کہ ہاے کیا تھا اور کیا ہو گیا ہاے یہ میری جان کہان گئی کس ظالم نے اس کو مجھ سے جدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے بُلا دے یارو اُس راحت دل سے مجھکو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار

خاک زیر چشم او از خویش گم	ہندوے اُفتادۂ دریاے خمُ
شوخیش یک یوسف گل پیرہن	بدتے افتادہ درچاہ ذقن

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولون کا اُٹھا کر دیا کہ مرشدزادے تشریف لائے ہین اُن کے پاس لے جاؤ اور یہان بلا لاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھولکر پتلی نکلتے اس نے جو دیکھا سمجھا کہ بہار مجھکو دشمن جان کر سحر تجھیر کرتی ہی بس یہ سمجھ کر گولا فولادی اس نے بھی نکالا اور اُچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤن یکایک پہلو سے آواز آئی کہ میری طرف دیکھو کیا کرتے ہو اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے پھر کر جو دیکھا اُس پتلی کو جو سراسر نور تھی بلکہ حور مین قصور ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا پاتو آمادۂ حرب ہوا تھا اُس کی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کر لیا پکارا بیت ایک خلق منتظر ہی تیری جلوہ گاہ مین ۔ تار نگاہ صرف ہوے تیری راہ مین ۔ اس شوخ بیباک نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھ سے لڑنے آئے ہین یا آشتی کرنے اس نے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ پھر ہم بھی موجود ہین مگر آپ میرے باغ مین آئے ہین مجھ کو لازم ہی کہ مین کچھ تحفہ پیش کرون یہ کہکر اُس پتلی سے اشارہ کیا کہ اُس نے چنگیر کھول کر سامنے کیا دیکھا کہ اُس مین گلاب کے پھول ہین اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر مین ڈوبی ہوئی تھی اُس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اُس پتلی سے کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی کہ فرد اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ۔ فتنے پس پس گئے قیامت کے ۔ مصور کو تاب باقی نہ رہی نگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نہ سکا بہار نے کہا آپ نبیرۂ جمشید و سامری ہین اگر اس کو پسند کیا ہی تو یہ حاضر ہی لیکن آپ اگر مجھ سے لڑنے کو کہتے ہین تو بسم اللہ مین حاضر ہون کچھ آپ سے کم نہین ہون اور اگر اُس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے مصور نے کہا مین اسکا عاشق ہون بہار نے کہا مین آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہون اس نے کہا مین اُس مالزادی کو خوب جوتیان مارون گا بہار نے اس پتلی کو پکارا کہ اے نازک بدن آؤ وہ پھر آئی ملکہ نے کہا مرشدزادے سے دار و مدار کرو اور انکی اطاعت مین رہو اس نے یہ حکم سنکر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا چلئے بہار نے کہا جائیے بارہ دری مین آرام کیجیے اور یہان سے کہین نہ جائیے گا مصور خوشی خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر سے اُٹھکر بارگاہ مین مہرخ پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کر آئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہو گا ہان افراسیاب اگر چاہے گا تو یہ سحر اتار لیگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھکو غش آجائے گا اور سر مین درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہون گی تم میری کنیزون سے کہنا کہ وہ آرام مین مجھکو لیجائین مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ اسوقت شاہ طلسم جانے نہ دیگا اور راہ مین شاید کچھ فتور

کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشدزادے آپ تشریف لائیے ملکہ بہار تو اپنے باغ مین گئی ہین اس نے کہا مین اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہون باغ اُس کا کہان ہی مجھے بتادو اور تم سب بھی اگر اُس کی حمایت کرو دیکھو کس طرح اُسکو کھینچتا ہوا لے جاتا ہون مہرخ یہ سنکر بولی آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین ان کا باغ بیچ لشکر مین سر راہ ہی کچھ چھپا نہین چلے جائیے مصور بغضب تمام وہان سے پھرا اور اُڑ کر چلا بیچ لشکر مین پہونچکر جو ہر سمت جو یا ہوا وہ باغ بہشت آئین جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہی نظر آیا بیساختہ اُس گلشن مین چلا جب اندر پہونچا ہوا ے سحر جسم مین لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا بموجب ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہی + ہوا لگتے ہی مزاج بدلگیا اسیر مین الُس بہار نے سودے کا خلل کیا بہار اسی واسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہی اگر مقابلہ مین آجائے گا پھر سحر پورا نہ کرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر دہ رد نہ کر سکے گا بس اب جو یہ آیا مسحور سحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اس نوبہار افسون کو دیکھا اُس کے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد مین یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اُگے	جائے گل چاہیے داغ دل صد چاک اُگے
کیا تعجب کہ جہان منتظر اُس کے رہ مین	جائے نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اُگے
سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اور افسوس	تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک اُگے
آہ نکلے دل پرداغ سے انشا تو وہین	تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھ مین لئے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُس کو کھولا اور اس مین سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھکر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اس کے بالون کی موتیون سے بھری ہے یا تارون بھری رات آدھی جبین پر اسکے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھین تھین یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو ہرے صاد کئے تھے بینی کے الف نے غلام کر کے حسینان جہان آزاد کئے میم دہن میم سر مستئ محبت تھا سرخئ لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادہ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر بیاض گردن صباحت مین بیاض سحر کی ہمسر کہ بمقتضائے نظم

شاہدے عاشق نورد سے مہوشے	شوخ و شنگے دل گشے عاشق کشے
آفت جان غمزہ جادو گرش ؛	ہمچو ساحر سامری صد جا کرش
بود صد بتخانہ در سر ناز او ؛	حالے دیوانہ از انداز او ؛
در جبین آفتاب آئین او ؛	موج دریاے محبت چین او
بعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد	ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد

مہر و مہ جنبہ تھے نثار وہ جھاڑ ۔ قد و قامت مین اشتین تھے پہاڑ
فرش دنایاب و پاک عمدہ نفیس ۔ جان پاکان دہر کا تھا انیس
مسندین ایسی کچھ مصفا تھین ۔ روح پاکیزہ حال دنیا تھین
اس طرح کا سجا تھا سجانا ۔ مست ہو جاے جان رندانہ
ساغر مے مثال دیدۂ حور ۔ ہر ملک جسکی تاک مین تھا ضرور
دختر رز کی شوخیون پہ وداہ ۔ جان زاہد تھی غش معاذاللہ
جو گھر ملے عطر دان مہیا سے تھے ۔ عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اسی جبوترے پر باغ کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اس وقت حسن و ادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر زرین لباس عمدے ملبوس پہنے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلاکر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ روے رنگین اسکا گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزاے گلشن عالم دلفشہ بہشت برین اس پر ہزار دل سے شیدا بلکہ اُس کی خوبی پر یہ حال تھا بیت بیڑ مین پڑ جاے تا آنکھ اس رخ پر نور پر ٭ چڑھ کے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پر ٭ اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کیے لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہر مین سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا

نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس ۔ شمع کافوری حسن اسمین ہوئی ہے روشن
یہ کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا ۔ ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
نظر آئے مسی آلودہ وہ دندان اُسکے ۔ حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتو مین دبائی تھی جو اُسنے انگلی ۔ حسن نے اُسکے کیا کار زبان سوسن
صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی ۔ کچھ قیامت ہے غضب اسکی بیاض گردن
کیا کرون اس بت کافر کے کچونکی تعریف ۔ ہاے وہ اُنکا اُبھار اور اُبھڑتا جوبن
نیم بشگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو ۔ گول گول اُبھرے ہوے جیسے حبابونکی پھبن
وار بار آن کے بیٹھے ہین جو چکوا چکوی ۔ ہے یہ سوتی کی لڑی بیچ مین دریاے جمن
پھیر جاتے تھے وہ دریاے نزاکت گویا ۔ لٹو بیان چھاتی تلے رکھے ہوے تھے پرفن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پر جلوہ گر ہوئی اور مصدر جو روانہ ہوا تھا سید ھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہو کر للکارا کہ کہان ہے وہ مدار یعنی بہار کسی سنے

کلیون کے کمرون سے شاہد نکہت نکل کر باغ مین گلگشت کر رہی تھی یعنی بھینی بھینی خوشبو پھیلی تھی گلون کا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورہ ساغر بادہ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہر گل لالہ بھر کیفیت جان مستانہ نشانہ یعنی نشانی پیمانہ میخانہ یاسمن پر رخ صبیح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان یار کا گلہائے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبز زنگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا چشم نرگسی معشوق مین سرمہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سر نگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا سنبل پر پیچ کا رخ گل پر آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا سرو ہر ایک قد موزون جو زر نرگس تھلا بشکل چشم مخمور تاک انگور ریسمان مست کھڑے ہو کر موج مستی در البست تکیہ گاہ و پشت پناہ سر مستان چمانہ دہر تھی روش ہر پڑی بھر روش عمدہ جواہر کٹا ہوا پڑا نہر مین موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون ظلم کنارے کنارے نہرون کے پرطے جواہر بہاری کو شرماتے بوئے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا للمولفہ

تھی خیابان مین بہار اس جوش پر	کر رہی تھی جب پہ گل بلبل نثار
بوئے گل سے ایسا کچھ اتراتا تھا	عرش پر پہونچا دماغ روزگار
سرو گل قامت موزون کی شکل	تھا قد معشوق تھی جن پر نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج	شاخہائے گل پہ گلبانگ ہزار
خندۂ گل کی صدا تھی اس طرح	قہقہے جیسے لگا مین گلعذار
تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان	پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار
تھے شجر با حلہ پوشان جنان	دیکھنے آئے تھے گلشن کی بہار
رنگ سوسن کی اودا ہٹ دیکھکر	تھا لب معشوق کو مسی سے عار
کسنے جو مار دے گلشن اس طرح	جب ہوئی سوسن چمن مین آشکار

بیچ مین اس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا گیرہ با سلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری بعدیل و لاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی سُندمل سانچے مین نور کے ڈھلی بینظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایوں کا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسند ہاے تکلف پر تکیہ رزدوزی کام کے دھرے بقعۂ نور کے عالم دکھاتے لغلگیر جو گھڑے گنگا جمنی گڑ ہت کے گڑھے عطر دان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب للمولفہ

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری	شش جہت مین تھی بےنظیر وہی
شیشہ آلات سب سجا اس مین	نور کا کارخانہ تھا اس مین
شیشہ آلات کی وہ رونق تھی	رنگت رنگ زہرہ فق تھی

نقاش ازل نے قلم صنعت سے — کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمع خود بزم جہان مین تھا اندھیرا — پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و مہرخ اپنی اپنی بارگاہ مین تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئین مرقع بارگاہ تصاویر سرداران سے دوجانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کر و فر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و طلبہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا مین بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا سامری کے حوالے کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسیس لشکر عمر و بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ مین آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ نظم

ہے عدل تیرے عصر مین اتنا کہ بر فلک — بارہ برج نظم و نسق سے ہین منتظم
یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اسے — تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہی اور بہر گرفتاری بہار آتا ہی یہ کہہ کر کنارہ کش ہوئے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ ابکی بھڑوے کو وہ باغ سبز دکھاؤن کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤن کہ یہی نظر نہ آئے یہ کہکر وہ رنگ افزاے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ مین ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ مین اندھیر اچھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لحہ کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقرئی و طلائی دم بھر مین تعمیر فرمائی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہی بہشت برین کی نقل بنائی ہی دروازہ اس احاطہ مین زبر جد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہی اس طرح کھلا ہی یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی مین بکمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہی کہ سحر معلوم ہوتا ہی یہان اصل مین سحر کا کارخانہ تھا پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت انگیز و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر نیرنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھیکا بتایا تھا سُرخی کو خاک مین ملایا تھا رنگ گل تا رنگاہ گلدستہ طرازان محبت سے بھی نازکتر پنکھڑیان پھولون کی لبہاے معشوق گل پیرہن سے کہین بہتر سنبلستان پر قطرہاے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال مین موتی پروئے تھے نہین نہین لعبتان فرنگ نے بالون پر پوڈر چھڑکا تھا شاخ نسترن فریب پنجہ مرجان تھی یا فرنگین نے دست نازک مین بیت لیا تھا ساغر گل بادہ طراوت سے معمور گلابیان غنچون کی برنگ دہان جانان مخمور

اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا پتلی نامہ
و سیب لے کر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا اے
صورت نگار میں سحر اتارتی ہوں اگر تمھارے میان کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ
کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشدزادے ہیں انپر جان تک نثار ہے یہ کہکر ایک پاؤں سے کھڑی ہو گئی
اور سحر پڑھکر بردے ہوا بھبوکا منھ سے شعلے نکلنے لگے جسم خاکی میں دہن نے کرۂ نار کی صورت پیدا
کی بخارات گرم منھ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حرارت ہویدا ہوئی ہوائے گرم کے جھونکے
نہ تھے مادۂ سرسام سرد ہر تھا کہ سانسیں گرم زمانہ بھرتا تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے
اور ہار وغیرہ بہار کے خزان رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے مصور بیہوش
ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا میں کس حال میں ہوں صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے
ہونیکی بیان کی اور اسنے خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہے اور لاٹ شعلے کی نکلتی ہے
اس کو کمال شرم آئی جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہو کر بیٹھی اور کہا اے
مرشدزادے میں آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نہ جائیے آپ نے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے
یہ بے ادبی آپ کی جناب میں کی اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر سے نہ اترتا ایک
بار شدید اور قہر وغیرہ پر یہ سحر بہار اثر پذیر ہوا تھا وہ شہر ناپرسان میں آکر قتل کرنیلگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو
مار ڈالا اگر سحر اس پر سے رفع نہ ہوسکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ میں تو وہی
ہونگا کتنا ہوا ایمان آیا تھا بہت غصہ آیا بیساختہ فہمایش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہو کر کہا کہ اے
ملکہ اگر بارگاہ حریف میں جا کر جھونٹے پکڑ کر کے جوتیاں مارتا چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا اس گیسو بریدہ
بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھکو مصور نہ کہیے گا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا بہار کو کہا کیا حیرت
از بسکہ بہن بہار کی ہے اسکو یہ لاف زنی نہایت بری لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہیں پہونچا
میں نے ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہے مانع ہونا نہ چاہیے بہن میری کچھ حلوا نہیں جو کھا لیگا اور ابھی
جو یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہیں یہ سمجھکر بظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ
ایسے ہی ہیں اچھا جائیے اور چوٹی پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اس کی زوجہ نے کہا اب رات زیادہ
گئی ہے اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائے سب یہی کہیں گے کہ رات کو چوروں کی طرح سے حضور
پکڑ لائے اور اس وقت بارگاہ میں فرخ اور سردار وغیرہ کوئی نہ ہوگا سر دربار آپ نے ارادہ گرفتاری
فرمایا ہے وہ اس وقت ممکن نہیں یہ تقریر زوجہ کی سنکر یہ رکا اور اپنی بارگاہ میں بہ آرام مع اپنی زوجہ
کے گیا حیرت بھی خوابگاہ میں گئی جب مصور قدرت نے رنگ سفیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر دہر
میں بھرا اور ورق سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ

ابیات

اس لڑائی مین یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس سے بہتر یہ ہی کہ گجرے وغیرہ چل کر اپنے لشکر مین رکھ آؤ اور پھر آکر مقابلہ کرو یہ سمجھ کر پھرا اور کہتا چلا کہ مین تو وہی ہون گا لڑکے تالیان دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو لو ہی دھتا ہی جاتا ہی کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے ہم تو وہی ہین گے غرضکہ ایک شعر برپا ہی جیسے اُلّو یا دیوانے کتے کے پیچھے تالیان دیتے ہین اس کے فوج طفلان ساتھ ہی اور یہ کہتا جاتا ہے کہ

ابیات

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روز محشر — عوض نامۂ اعمال گریبان ہوگا
ایک پر پر وتے بنائی یہ ہماری صورت — سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا
دست وحشت تو سلامت ہی رفو ہونیدو — ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا
ہین دم فریج جو انداز یہ جبلادی کے — ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
صبح نے پائی کہان سوزکی سی جامہ دری — پردۂ صبح مین میرا ہی گریبان ہوگا
آج ہے دست رفوگر مین گریبان میرا — کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا
اک ذرا جوش پہ آئے تو یہان غیرت عشق — ہمنشین وصل کا اُلٹا انھین ارمان ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا لڑکے اور لشکری پھر آئے اور یہ اپنے لشکر مین پہونچا وہان بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہی ملازم دوڑے اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے یہ کہتے ہین کہ مین تو وہی ہون گا اور لشکر کے لونڈے تالیان بجاتے آتے ہین حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا مین دربار مین آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت مین تو وہی ہون گا دربار مین ایک قہقہہ اُٹھا کہ ملکہ نے سبکو گھُڑکا اور کہا آئیے اے مرشد زادے وہی بیجیے مصور یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہی گجرا ہاتھ مین بندھا ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر مین میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہی دلمین بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحبو مین انھین منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ انھون نے نہ مانا دیکھو آخر اُس شخص کے سحر مین مسحور ہوے کہ جو ایک ہی شوخ و چنچل ہی اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہین جانتا جب یہ گجرے اور ہار مرجھا کر ان کے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش مین آئے صورت نگار زوجہ اسکی یہ تقریر سنکر رونے لگی اور ہزارون سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے مگر وہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا نا چار صورت نگار نے ایک پتلا خدمت شاہ طلسم مین بھیجا اسنے سب حال جاکر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم رات کے دربار مین باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹکر ہاتھ مین آگیا اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھکر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھکر پتلے کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہین اتر سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہی کہ مین جو بہار کو پیار کرتا ہون تو تم مجھ سے قسم لے لو جو مین نے آج کل

پریشان کرکے درس طغرائے سبزہ نارحمن محبت پڑھنے لگا تبیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جادو نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہی اور کنیز کو بھی ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہی بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ ہیت باغ مین اُگتے ہین وان سے گل رعنا ابتک ہر جس جگہ سایہ پڑا اُتاری رعنائی کا + یہ کہہ کر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اُس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گرکر سر الگ پاؤن الگ ہاتھ الگ سب جوڑ کلی کی طرح بکس کر پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہی یہ کہہ کر اس کا سر چھاتی سے اٹھاکر چاہا گلے لگاؤن مگر وہ سر کیا تھا کاسۂ حباب تھا اس کے چھوتے ہی پانی ہوکر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا بلبل نمط یہ بھی فغان وشیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی لون گا ہائے مین تو وہی لونگا اسی طرح بکتا ہوا وہی لونگا وہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس دل آرام کی صحبت یاد کرکے بیقرار ہوتا تو بے تابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب **ابیات**

کوچے سے یار کے نہ صبا دور پھینک اسے — مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو — دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر
مین کشتی شکستۂ دریاے عشق ہون — روتا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا — بوسے دیے ہین دیدہ مردم گیاہ پر
گوشے بتان کے پردے چھٹے اسکے شور سے — رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

غرضکہ اسی طرح تادیر بیتاب وآشفتہ حال پھرا اور اس طرف ملکہ بہار نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے سردار اسکا حال پریشان وزار دیکھ کر ہنسنے لگے اس طرف چند لشکری جمع ہوگئے جب یہ کہتا ہی مین وہی لون گا سب پوچھتے ہین ارے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہین دیتا سوائے اس کہنے کے کہ وہی لون گا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا ہے کا کھٹی ہے گا کوئی بہکاتا کہ بھئی دلگی نہ کرو اب بلا دیوے گا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلا دین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمہاری بی بی کو بلا دین یہ ایک ایک کو کھسیا ہوکر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہوجاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا تو پھر سب جمع ہوجاتے اسلیے کہ یہ نبیرہ سامری ہی ہرچند کہ مسحور بسحر ہی مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو چلکر پکڑ لاؤ اسی سے پتہ ترے معشوق کا پتہ ملے گا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ مین جاؤن لیکن ان سحر دن وغیرہ کا اثر تو یہ ہی کہ انسان عاشق بہار ہوتا ہی بس اس کے دل کا خیال دشمنی فوراً بہ محبت مبدل ہوا سوچا کہ اگر تم گئے اور بہار سے لڑے

یعنی تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور پاس آئی یہ اس کو دیکھکر محو جمال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہو کر رہگیا
اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیون اے بیوفا یون بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہی کہ بیت
آہ ازان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش ﴿ بر سر عاشق بیجان نیفتد گذرش ﴾ مصور اپنے دل مین حیران ہوا
کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہی جو محبت ظاہر کرتی ہی لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی
اور گلا کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہیں یہ سوچکر اس کی باتون کا دیتا ہی اس نے جواب دیا کہ اے مایۂ راحت
و آرام فرد تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش ﴿ عاشق بیچارہ کہ کیا کر سکے ﴾ اچھا اب یہ شکایت جانے دو لحظہ بھر
تم یہان ٹھہرو مین ان نمک حرامون یعنے مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤن تو آپ کو اپنے لشکر مین لے چلون وہ
پریزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا خیر مین ایسی ستائی ہوئی ہون جو ان کے انتظار مین یہان کھڑی رہون جب لڑائی
فتح کر کے آئین گے تو مجھے لے چلین گے اے صاحب ذرا ہوش پکڑو و ذرا حواس درست کرو کیا مین
اپنے بس مین ہون جو کھڑی رہون لو یہ تحفہ حاضر ہی دیکھ لو اور مجھکو رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے
بڑھایا مصور نے اس کو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا
نہ ہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کس نے بھیجا ہی اس نے اس کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا
او بیوفا جب تو پہچانتا نہیں تو ہم کیا اپنا نام بتائین اور تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہوجائیگا
مصور اس کی لگا منتین کرنے اس نے کہا صاحب تم میرے پیچھے کیون پڑ گئے راستہ کا مقدمہ ہی دیکھو
مین بدنام ہو جاؤن گی یہ تحفہ لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی سامری چاہینگے تو ملاقات ہوجائیگی
مصور یہ کلام سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر مین کیا ہی اور وہ کون ایسی رشک چمن ہی جسنے بایں تکلف
ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہی یہ سمجھ کر اس نے چنگیر کا تورہ پوش اٹھایا دیکھا اس مین ہار اور گجرے
پھولون کے عطر سے بسے رکھے ہین یہ کہہ کر مستفسر ہوا کہ یہ کس نے بھیجے ہین اس گلعذار نے کہا ان
پھولون کو سونگھو اور آنکھون سے لگاؤ پھر آپ ہی اس کا حال معلوم ہوجائیگا جس نے بھیجے ہونگے
مصور سمجھا کوئی ساحرہ تجھ پر عاشق ہی اس نے یہ بھیجا ہی اور نازنین سے حال چھپایا ہی ان پھولون مین
کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی جب تو اس کو سونگھے گا خود بخود تیرے قلب پر نام و نشان اس پردہ نشین
چشم بدور کا منکشف ہو جائے گا یہ سمجھ کر گجرا ہاتھ مین باندھ لیا اور ہار گلے مین ڈالے پھولون کو
سونگھ کر آنکھون سے لگایا یہی سحر تھا بہار کا کسی طرح یہ پھول سونگھ لے بس پھر آپ مین نہ رہے گا
اور اسی واسطے یہ زن سحر نام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہ ہو نام بہار سنکر اس کو بلا سمجھے اور پھول نہ سونگھے
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا نام اس تحفہ
بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولون کی پتیان دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر
شاخ نرگس کا قلم بنا کر تمہین نامہ لکھا ہی مصور بیخود و بیتاب ہوچکا تھا اس کے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو

یہ دیکھکر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و توان لباس زعفرانی پہنے ہے جسکے عشق مین چہرۂ عاشقان زرد ہی دلمین عاشق کے درد ہی موتیے کا عطر سارے جسم مین لگا ہی فتنہ برپا کرنے والا ہے نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہی چنگیر پھولون کی تورے پوش پڑا دست نازک مین لیے ہر غنچہ خاطر عاشقان شگفتہ کیے ہی شکل و شمائل مین وہ ماہ چہاردہ آسمان زیبائی و ہمسری خوبی ہی سراپا چشم بد دور نور ہی آفتاب اس کی جبین نورانی دیکھ کر جھکا آتا ہی نہین اس جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہی مانگ اس کی موتیون سے بھری ہی یا تار دن سے رات بھری ہی کانون مین گہرہاے آبدار آویزان اس پر زلف سیہ کا آجانا گویا ناگنی انڈون پر بیٹھی تھی نہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ کیا گہر کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوشی اختیار کی ہی چشم خمارین کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین چشم یا کوئی مست میخانہ مین پڑا ہے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اسی کو پیار کر کے غمناک تھی گال ایسی گدرائی تھی کہ نہال حسن مین پھل آئے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انھین دیکھکر ہونٹھ چاٹین کام و زبان انھین لذتون پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی مسی کی تھی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان در رگ خاطر تمنا کی طرح گم تھا زبان منھ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا سکن بنا تھا کہ

نظم

وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان — جھلک مین موتیون سے تھے دو چندان
پڑے ہونٹون مین تھے ایسے دمکتے — کہ ہون جون رات کو جگنو چمکتے
یقین ہو اس کو جو دیکھے وہ پستان — کہ بیشک یہ ارم کا ہے گلستان
بنے دو برج سونے کے یہان ہین — کہ سونے کے کلس اونپر عیان ہین
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف — بدن آئینہ سان براق شفاف
شکم پر دنگٹون کا ذکر کیا تھا — فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف — بھلا کوئی کرے کیا اسکا اوصاف
دہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت — نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز — کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہو ز
کرون کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر — کہ ناحق کی بھلا آتی کہان فکر
زہے مضمون عالی دماغی — چڑھاوین بلبلین اس کو چراغی
مپرس از بند شلوار از دگر ہیچ — حکایتہاست اینجا پیچ در پیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق — سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پا کے آہٹ — لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یہ عیش اس کے لیے بدتر از رنج ہی کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہی اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے
بڑی بدنامی ہی کیونکہ سب کہین گے عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جادوان
کرکے عمرو کو مجبور رکھا بران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر مین مزاج مین اپنے باپ کے دخل نہین
رکھتی خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہین کر سکتی مخمور نے کہا پھر جلد تک
کمک کچھ بھیج دیجیے ملکہ نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہی اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم دے اس وقت عمرو
نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیج دیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ آئین اگر کچھ امر نوعد یگر
خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کر دیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے
اور دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے
ہین لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہرخ دونون آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری مین مصروف ہین ادھر
مصور بھی بارگاہ سے اٹھکر سحر درست کرنے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب بران کے یہان عمرو نے نوازی کی
ہی حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے
مین حکم نواخت کوس حرب دیتی ہون مگر آپ سے اجازت چاہتی ہون یہ پیغام سنکر مصور خود حیرت
پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کرین مجھکو شاہ جادوان نے نامہ مین طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے
چاہتا ہون کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف مین جاکر سب کو پہلے سمجھاؤن اگر نہ مانین تو گرفتار کر لاؤن حیرت نے
کہا درحقیقت آپ ایسے ہی ہین نبیرۂ سامری کے آگے چند ساحرون کا پکڑ لینا کیا بات ہی لیکن تنہا آپ کی بلا
جاے ملازم موجود ہون تو کیون آپ اکیلے جائین اس نے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات مین ہی
اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہان بشکل مبدل لشکر حریف کے ہون وہ جاکر خبر کر دین کہ
خداوندزادے اکیلے تمھارے قتل کو آتے ہین یہ کہہ کر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال
دیکھون اور عیار جو یہان حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہان آکر ملکہ مہرخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا
اس نے بہار سے کہلا بھیجا کہ جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہی بہار اپنے خیمہ مین اگیار
کرکے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بناکر زعفرانی لباس پہناکر چنگیر پھولون کے گجرے کا اسکے
ہاتھ مین دیا تھا اور گہنا پھولون کا اُسے بھی پہنا یا تھا پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ وقت پر بلانے
کالے کر آگ مین جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہرکارون
نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھڑی ہاتھ مین لیے قریب بارگاہ پہونچگیا ہی یہ خبر
سنتے ہی بہار نے پڑھ کر دستک دی وہان مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھانجھ کی سنائی دی اس نے
سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی نکلا سون کی گرد تخت کے
ہے اور وہ شعلۂ حسن بیچ مین مسند ناز پر بیٹھی ہی حقیقت مین مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ و مشتری کی

اور دونون ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ بیت ہاتھ ہے ہالہ بہ روے منور کے گرد + ڈھنگ دنیا سے جدا ہی تری انگڑائی کا + ہاتھ بلند ہوتے ہی چار سو تیلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے چہرخ بزور سحر اڑ کر بلند نہ ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک ہی مرتبہ تیلون نے مارے جسم سارا اس کا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا بیر اس کے چلانے لگے ملکہ نے لاش اس کی کھنچوا کر پھکوادی اور چند کشتیان خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے جور کے پاس بھیجین ملازمان ملکہ جب جور کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے کب ملاقات ہو اس وقت خلعت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہی ملازمون نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چہرخ آپ کو بھیجا ہی ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم سے اس کو تاج حکومت پہنا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوے یہانتک کہ قلعہ مذکور مین لے جا کر تخت فرمان روائی پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا افسران نے لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کرین گے ان سے لڑ نہ سکین گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی بھڑ جائے گی بس یہ سمجھ کر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت مین سرگرم ہوے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہوگا قتل کیا جائے گا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوے نذرین گذرنے لگین چنانچہ یہ جور تو یہان کی حکومت پا کر عیش کرتا ہی مگر بہار ان خواجہ او رمخمور کو اندر بارہ دری کے لے کر بیٹھی اور خاطر داری کرنے لگی مخمور سے یہ پوچھا کہ کیون تم نے افراسیاب کو کیون چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار کی مخمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو خواجہ کی رفاقت کرون بہاران نے کہا خواجہ ایسی خوبیون کے آدمی ہین کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہی اچھا مخمور اب بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہی یا افراسیاب مخمور نے کہا واری مین کیونکر افراسیاب کو کم زور کہون کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیون نہ ہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفدارون سے زور آور اس کو جاننا چاہیے کہ بیت جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام مین اس کے پڑے گی ابتری + بہاران کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنسکر کہا واہ واہ خوب تم نے باتون مین افراسیاب کو زبردست تبلایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور مین نے اس کی زبردستی دیکھی ہی بمجرد جو دیکھا ہو وہ کیون نہ کہون آپ کے یہان آئی ہون اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت مین بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی اس کے پاس حجرۂ ہفت بلا ہی لوح دار طلسم ہی آپ کے یہان تبلائیے کیا کیا چیز عمدہ ہی بہاران نے کہا ہمارے طلسم مین گنبد سامری ہی جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہی میرے پاس اختر مرداریہ سامری ہی جو ہزار دن سحر دم بھر مین پیدا کرتا ہی مخمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے خدا ایسا کرے کہ وہ مواغارت ہو اور آپ اس پر فتح پائین اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھار کھا ہے

ہواگر کے اے مخمور دیکھو تخت پر سوار نہ ہو اس نے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اتر کر در پشت باغ وا کیا
اندر گئی دیکھا یہان بھی دربار لگا ہی پریزادون کا مجمع ہی شہ نشین پہ بارہ دری مین ہمراہ برّان عمرو بیٹھا ہے
حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے مین آتی ہون اور دوسرا یہان موجود ہی پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہان کا
ہم کو عجائبات دکھاتا ہی وہ عمرو نہ تھا یہ عمرو اصلی ہی اور مجھ سے پہلے بلا لیا گیا ہی خیر شکر ہی کہ محنت ٹھکانے لگی
غرضکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر
بغلگیر ہوے پھر مہمان عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہان تم اس
طرح بغلگیر ہوے جیسے بہت دنون سے جدا تھے عمرو نے یہ بات سنکر تعجب کیا اور کہا جب سے تم چبوترے پر
سے الگ ہوئین مجھسے آج ملاقات ہوئی ہی یہ کہکر اپنے آنے کا سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی
جب دونون غرق بحر تعجب ہوے برّان نے کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم
بھیجکر کرانا منظور تھا اس لیے ان کو الگ کر لیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوش ربا تھین اس جلال و عزت
سے پیشوائی ان کی نامناسب سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمرو خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت
دیکھکر مجھکو یاد آیا کہ مین نے تیلا جبین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ سو اب تک نہ آیا نہین معلوم کیا
ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی مان عمران جادو سے کہا کہ باجی امان ایک تیلا آپ بنا کر خبر کو بھیجیے دیکھیے وہ کیا
خبر لاتا ہی اس کی مادر نے بموجب اس کے کہنے کے تیلا آردماش بنایا اور زیر سحر کا اسمین بٹھا کر روانہ کیا بعد
اس کے جانے کے عمرو نے مخمور سے کہا کہ ہم کو یہان کا ایک ساحر پکڑے گیا تھا یہ کہہ کر حال چبوترہ وغیرہ کا
بیان کیا چور کا نام سنکر برّان نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد دلایا وہ چور جو آپ کے ساتھ آیا تھا دارالامارۂ
شاہی مین میرے ملازمون نے فروکش کیا ہی اس کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہی عمرو نے کہا اس کو ملک
چہرخ رو ہین تن عنایت کرکے رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چرخ کو نکالیے تاکہ دیوان اس کا سمجھا جاے
عمرو نے اسکو زنبیل سے نکالا سب کو بڑا تعجب ہوا کہ عمرو کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہین غرض سب نے
دیکھا کہ چرخ کی زبان مین سوزن دیا ہی لنگوٹی بندھی ہی سارا جسم ننگا ہی اور بیہوش پڑا ہی برّان نے
فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اس کو ہوشیار کیجیے عمرو نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہی ضرر پہنچاے
یا بھاگ جاے تو مین نہین جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہین جاسکے خواجہ نے اسکو
ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اس کی جب آنکھ کھلی عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤن برّان نے ایک
پھول گلاب کا گلدستون مین سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا جانے نہ پائے اس پھول
کی پنکھڑیان بکھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین اس پر چلین وہ بھی ساحر زبردست ہی اس نے سحر پڑھکر
دم کیا کہ وہ پنکھڑیان مرجھا کر گر پڑین پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا ایک پانون سے کھڑی ہوگئی منہ مثل گل گلاب
سرخ ہوگیا لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے آنکھین لال ہوگئین شاہد مردم یاقوت پوش ہوے

اُٹھی دل سے بہار کے ہُوک — صحرا صحرا مین پڑ گئی کوک
جنگل مین مچ گیا جو منگل — دان گونج اُٹھا تمام جنگل
اُچھلا سیمرغ بھی ہوا پر — بالیدگی آ گئی ہُما پر
رگڑین بہتون نے ایڑیان وان — ٹوٹمین لاکھون ہی بیڑیان وان
دریا کے منھ پہ آ گیا کف — باندھی مرغابیون نے اک صف
لی بادبہار نے بھریری — سانس ایک بھری صبا نے گہری
جب تھم نرگس کی ہنسی وہ مطلق — سینہ ہوے ہر انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ — تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طیور مین ہوا غُل — لپٹی ہر شاخ گل سے سُنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد — صدبرگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھی — سو وہ بھی حواس باختہ تھی
رقصان طاؤس خوشنما تھا — ایسا ہی قصۂ ہما تھا
جاری ہوئی اک نشاط کی نہر — لہرا اُٹھی سرور کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل مین رکھ لی اور چپ ہو رہا بران و مجلس وغیرہ تادیر اشک ریزان عالم محویت مین رہین جب ہوش مین آئین مجلس اُٹھ کر لپٹ گئی اور کہا خواجہ ازبرائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیے اب کی پھر گائیے یہ کہہ کر منت کرنے لگی عمرو سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور رنے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا کہ خاک گاؤن میرا فرزند شہزادہ اسد تو قید ہے خدا جانے میرے ہمراہیون پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہوگی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کو مع فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور مین بھی آپ کے ساتھ چلونگی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے اور زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہان آکر چھوٹ گئی ملکہ نے کہا مین ابھی آپ کو اس سے ملائے دیتی ہون اور اسکو بلائے لیتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ مخمور کو حاضر کرو ساحر دوڑے اور اسی باغ مین جہان عمرو کے ہم شبیہ پاس مخمور رہی پہونچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے مخمور یہ پیام سنکر سمجھی کہ مجھ کو ساحرہ نے اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے جب تو جاکر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کی بھی طلب ہوگی یہ سوچکر نقلی عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو مین بھی آرہونگا یہ تخت سحر پہ سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کی طرف کا دروازہ

طائرون کی صدا تھی خوش آیند — نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آئین — سُنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اُسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا
کہ بازارین کھلین ہین رعایا دل شاد ہر سمت پھرتی ہی غرضکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون
کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحراے پر بہار دیکھا کسی مین دریاے زخار بہتے
پایا عمرو نے دل مین تعجب کیا کہ فقط اس محلسرا مین تمام طلسم موجود ہی کیا قدرت رب ودود ہی حاصل یہ کہ ملکہ
مسند پر کہنی رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے منھ سے نے لگائی سب خواجہ کا منھ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے
ہین لیکن اس نے نے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اس طرح گائی کہ
ساری بزم محو ہو گئی

غزل

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج — داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون تمغا آج
تیرے کوچہ کا ہی اے خانہ خراب افسانہ آج — شیخ کعبہ چھوڑتا ہی برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل — عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے . بزم مین — شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش نصف عیش ہے — مین کہون تو سن جمال یار کا افسانہ آج
تلوے سہلاتی ہین پریان خانۂ زنجیر مین — وقت کا اپنے سلیمان ہی ترا دیوانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب — دیکھتا ہو نہین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
میرے مرنیکی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز — کسطرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف — مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشہ مین بند — بعد مدت ہوش مین آیا ہو دل دیوانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نڈر — شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر وغیرہ سب سناٹے مین آگئے نہرون سے مچھلیان کنارے آکر
بسان ماہی بے آب لوٹنے لگین لہرین جھوم کر چلتی تھین جانوران گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے
تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بند تھی دام تسلسل راگ مین پابند تھی گل صد برگ کا
رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی الحان داؤدی سنکر سفید ہوتی
تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا موتیا گوہر نثار کرنے پر کیا خواجہ کا منھ موتیون سے
بھرنے پر تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا راگ سنکر ایسا سرد ہوا کہ پھولا تھا سرو کو سکتہ تھا ہر چند برنگ
مصرعۂ موزون بنا تھا

نظم

اور اپنا گانا بھی سناؤن گا ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کرے گی رو رو کر جل جل بھرے گی امید کہ اس کی خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت ز تو اے کریم خلقی بعطیہ شاد باشد ٭ دل ہمچو من گدائے زچہ نامراد باشد ٭ یہ کہکر مطلب کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے سے لپٹی اور بلائین لینے لگی اس وقت عمرو کو کچھ بن نہ آیا آخر سازندون کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے وہ بانسری جواہر جڑی جو پردۂ قاف مین ملکہ حور چہرۂ اختر جبین نے دی تھی نکالی اسوقت بران نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا یہان لطف نہ ملے گا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائین اور گانا سنتے جائین یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ دری مین باغ کی آئی بارہ دری مین تین درجے بنے تھے اُن مین سب شہزادیون اور ناظمان طلسم کو لاکر بٹھایا اور آپ خواجہ کو لے کر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اس کے دو درجے اور بنے تھے اُن کے دروازے بند تھے ملکہ نے اُن مین سے ایک دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شمیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ اس درجے مین ایسا گلشن غیرت دہ گلزار شداد بنا ہے کہ جس کے عشق مین سنگ رخسار شاہد بہار پر یدہ ہر گل گلزار بہشت وہان کے گلون پر گریبان چاک کرین مہندی کی سبزی دیکھکر سبزہ رنگان دہر حسرت سے برنگ بسمل خون مین گڑین نہرین وہان کی اپنی لطافت و صفا سے گہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائین سرو اس جگہ کے شمشاد قامتان روزگار کو غلام بھی نہ بنائین بسان قمری طوق محبت مین اسیر کر کے دنیا سے آزاد فرمائین نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلتا تھا اس نگاہ سے گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے روبرو گر گئے تھے تو گلون کے پھول جھڑ گئے تھے سبحان اللہ عکس فروغ لالۂ حمرا نے کاسۂ ماہ کو پر از نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ نظم

در برگها شقائق نعمان کشیدہ سر ٭ باد بہار پر تو خود در چمن فگند
افروخت شعلہ لالۂ احمر چو در چمن ٭ از باغ در گذشت خزان شل و رہ مند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف ٭ وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند
زر دشت وش عنادل بستان بزمزمہ ٭ مشغول در مسائل پا زند و درس ژند

عمرو اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے سے کوہستان طلسم نظر آتے ہین زمرد کوہ یاقوت کوہ وفیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہین ان پر جواہر کے مکان اور بنگلہ بنے ہین سبزہ لگا ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہین مور چنگھاڑتے ہین پپیہے اور کوئل کوکین مارتے ہین کہ بمقتضاے لمؤلفہ

کوہ بلور کا تھا ایسا نور ٭ جل بجھا جس کے غم مین کوہ طور
کوہ یاقوت دشت سبز مین تھا ٭ چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا

گرد اس چبوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آرا ہوئین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبد نون کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس پر خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شیدا تھا **المؤلفہ**

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ — دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش — چمک جسکی زمین سے ایکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی — جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی — ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی ناز و ادا مین تھا یگانہ — کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی — دل گلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھ کر دھانی دوپٹا — ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش و طرب مین چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہے گا یہ کہہ کر میوہ بھی زنبیل مین رکھا اُس وقت عجب سمان بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اس وقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہی گود مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے چچا میرے اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے ہو کر مر جاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سُنی ہی اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سناؤ یہ کہہ کر تتلا کر ہٹ کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا جو آپ گائیے گا کچھ منھ کے موتی ٹوٹ جائین گے یہ کہتی جاتی ہی اور ٹھنکتی ہی ننھے ننھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہی بران نے یہ حال دیکھکر گھڑکا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہی تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہی اپنے برابر والا سمجھی ہو تی ٹانگ برابر کی چھوکری اور ان کو کھجائے گانے کی فرمائش کرے مجلس گھڑکنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچون کو گھڑکا نہ کیجیے مجھکو لڑکون کا رونا نہبت شاق گذرتا ہی بران نے یہ ترحم بر حال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمایش سر دیا یا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئے گی جب تک آپ کچھ نہ فرمائین گے یہ روٹھ جائے گی اس کی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہی مشتاق ہی آپ کچھ شغل فرمائین اور سر عجز میرا آسمان پر پہونچائین کہ **فرد** نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ ہی بو باس + نہ پہونچے گرد کو جس کے کبھی شمیم مسیح + **عمرو** نے یہ منت کرنا دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست **افراسیاب** ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال مین مجھ سے گایا نہ جائے گا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی دعوت

باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت مین چلکر دیکھین اب کیا سامان ہی اور کون ہم سے لڑنے آتا ہی غرضکہ روانہ ہوے ان مین سے برق خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین نامہ آیا جب اس نے نامہ پڑھ لیا اوس نے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی اس نے کہا اب کیا جھک مارتا ہی جو خدائے تعالی چاہے گا وہ ہوگا تو عیارون کو درخت مین کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ پھر کر دیکھے لیکن صرصر حاضر دربار تھی اور مار کھا چکی ہی اس وجہ سے خوف زدہ تھی اس نے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہی جلد گرفتار کیجیے برق اوس کا اشارہ دیکھ کر جست کرکے یہ کہتا ہوا سراچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہین یہ کہہ کر بھاگتا ہوا اپنے لشکر مین آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحرون کو تم نے مارا اس بھڑوے کو مین سزا دون گی ہرچند کہ یہ قتل تو نہ ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھا مہرخ نے کہا ہین ہم تم ملکر اس کو سزا دین ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن مین سٹری کرون بہار نے کہا اچھا مین سحر تیار کرنے جاتی ہون کیونکہ وہ نواسۂ سامری ہی مقابلہ اس کا سخت ہی ابھی سے فکر کر رکھون یہ کہہ کر دربار سے اٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہان جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اس طرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سوائے عیارون کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہون یہ پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہین مصور نے کہا اب مین سب کو غارت کیے دیتا ہون آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے مین بھی سحر تیار کرنے جاتا ہون یہ کہکر اٹھ گیا اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کو کب یعنی عمرو و مخمور کا ذکر ہوتا ہے کہ فرد لکھون اک نئے رنگ کی داستان عمرو کے ہوگانے کا جس مین بیان زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایان حال اس طرح نغمہ سنج عشرت بصد مسرت ہین کہ سرشار مئے الفت یعنی ملکہ مخمور ہمراہ نقلی عمرو کے بصد عشرت و سرور ایک باغ مین ساکن ہی اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ بران زینت فزائے انجمن ہی تمام شہزادیان اور ناظمان ملک حاضر ہین دورۂ جام بادۂ احمر متواتر ہین ناچ ہر سو سامنے ہوتا ہی تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہی مجلس اگر روز خواجہ کی گود مین بیٹھتی رہتی ہی اور تتلا تتلا کر باتین کرتی ہی ایک دن جب چمنستان دہر سے گل خوش رنگ مہر نیم مردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ ابیات

چڑھا اس جوش پر دریائے مہتاب	کہ کوسون تک پھرا سیلاب سیماب
ڈھلکنے یون لگے سب برج پکے	کہ ہو مین جس طرح چاندی کے تھکلے

بران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ مین تعمیر ہے جواہر کار و بے نظیر ہی لاکر فرش مکلف پر بٹھایا

یہ گھبرا کر باہر نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں اس نے افسرون کو بلا کر حال رہا ہونے لشکریان مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ مین گئی اور لاش اظلم اٹھا منگائی اُن ساحرون کو بسمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل حالات قتل اُس کے لکھ کر بھیجا اس طرف سب سردار مع عیارون کے خدمت مہرخ مین آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لیے پار دریاے خون روان کے آئے شاہ جادوان طلسم باطن مین کنارے ایک دریاے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسراق لشکر خدمت مین حاضر تھے سترہ سو نازنینان حور چہرہ و قمر رخسار دُر در گوش جواہر پوش ہیجانہ لیے کاروبار کے لیے سامنے کھڑی تھین بجرے دریا مین پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی تھی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کماہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق بحر غم ہوا اور رودہ ہنگامہ عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس مل کر پکارا کہ ہاے غضب کیسا اندھیر ان عیارون نے برپا کر رکھا ہے اب کس کو بھیجون اور کیا کرون یہ کلمات تاسف سنکر **باغبان قدرت** نے عرض کیا کہ حضور کچھ رنج نہ فرمائین غلام جانبازی کو حاضر ہے شاہ جادوان نے کہا اگر اسی طرح دشمنون سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر لڑنا تم کو اسی دن کے لیے رکھا ہے مگر اے **باغبان** مین یہ حیران ہون کہ مصور مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی مین گذرانی تصویرین کھینچا کیے کچھ ان سے آج تک مطلب براری نہ ہوئی مین نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ کام دشمنون کا تمام کر دین گے مگر جب وہ لڑتے ہین ذلت اُنھین ہوتی ہے مین اب اس جنگ کو انھین کے محول کرتا ہون اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہون اگر اب بھی کچھ اُن سے نہو سکا تو ان کو رخصت کر دونگا کیونکہ

بیت امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین ؛ ایک ساہر آہوے مست و سگ دیوانہ آج ؛

باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاتون من تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے مین کیجیے گا فی الحال جب تک مین تیاری قتل **اسد** کرون حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کر دیں اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے مین اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجون گا یہ نامہ تیلا سحر کا لے کر حیرت پاس آیا اُس نے جب بارگاہ مین مصور آیا اس کو دکھایا وہ نامہ پڑھ کر لاف و گزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہین واقعی مجھ سے چلہ کشی مین دیر ہوئی کہ مین لڑا نہین لکھنا اُن کا جا ہے ہے لیکن ایک سحر مین نے تیار کیا ہے کہ سب عیارون کو پھلون کی طرح درختون مین لٹکا دونگا یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیارون کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ مین اپنی گئے بعد خیر و خبر کہنے کے

منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا
اب مین تیرے خیمہ مین نہ آؤن گی یہ کہہ کر روانہ ہوئی اُس نے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ مین
لے جاؤ مین اژدر مین جا کر بیٹھتا ہون قسم ہو جو باہر نکلون سمک نے کہا یہ مقدمہ عیارون کا ہی تم کسی اور
کے ہاتھ بھیجو مین اس بیچ مین نہ پڑون گا اُس نے کہا تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہنا کہ اُس کے قتل کرنے کی
نسبت وہ حکم بھیجدین تا کہ مین اُس کا سر کاٹ ڈالون سمک نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہی یہ کہکر چلا جب
دروازے پر پہونچا یہان قرآن عیار موجود تھا کس لیے کہ ان دونون عیارون نے صرصر کو اس خیمہ مین جاتے
دیکھا تھا پس اُس کو تو نہ پایا لیکن آپ ساحر نبکر آئے اور کہا ہم کو حیرت نے بھیجا ہی ملازمون نے کہا
ٹھہریے اندر مار پڑ رہی ہی ہم اب موقع عرض کرنے کا نہین پا سکتے غرضکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال
صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار رہا یہ بیقرار ہوے کہ اس اثنا مین سمک خیمے سے نکلکر چیلا
قران نے کہا کہدینا کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہی قران جست کر کے
بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اڑ کر روانہ ہوا لیکن
قران سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ
پر آ کر جست کر کے اندر گیا اظلم نے اس عرصہ مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہی صرف انتظار حکم
حیرت کر رہا ہی سمک نقلی کو آتے دیکھا از بسکہ صرصر کو بابڑ کے ذلیل ہو چکا ہی اس کو سمک اصلی سمجھکر
گویا ہوا کہ کیون بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا قران نے کہا یہان آؤ دیوار ہم
گوش دارد جو کہا ہی سن لو وہ برق کو چھوڑ کر اُس کے پاس آیا قران نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا
ہی وہ اُدھر دیکھنے لگا قران نے جھک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اُس کا شق ہوا تیورا کر گرا
اس نے سر کاٹ لیا غل و شور اور تاریکی ہو گئی وہ اژدرہے جو میدان مین پھر رہے تھے وہ اسی کے
سحر کے بنائے ہوے تھے سب جل گئے اور زمین جو ساحر تھے نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر
ایک طرف کو بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قران و برق خیمہ مین آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے
ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہان تو یہ ہنگامہ ہوا وہان صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے
سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہی لوگ چلے تھے
کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس
کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنے جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انھین کے ساتھ
ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اُٹھے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکری
بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوے لیکن سردار نارنج ترنج سے غفلت مین دو تین سو
کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحرون کے مرنے سے بیرون کا شور تھا

ہین اصلی صرصر ہون اُس نے ایک نہ سُنا اور مارنا شروع کیا اُس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے
سے نکلا اور پکارا کہ اور مارئیے اس ناعیارہ کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہین یہ کہہ کر آپ بھی آکر مارنے لگا اور
طمانچے اور لاتین اور جوتیان خوب مارین جب اظلم فرش پر جا کر بیٹھا برق زدوکوب کرتا ہی جب یہ جا کر بیٹھتا
ہی اظلم اُٹھکر مارتا ہی ہر چند وہ چیختی ہی کوئی سماعت نہین کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ اُستانی تم نے
میری کئی عیاری یون مین رخنہ پردازی کی اب یہی سزا تمھاری ہی بلکہ مین آج تمھاری ناک کٹوالون گا۔
صرصر یہ سنکر چاہتی ہی کہ چیخے اور کہے کہ دیکھو یہ مجھ سے اس طرح کہتا ہی برق طمانچے مارنے لگتا ہی اور غل
مچاتا ہی کہ اُس کا کہنا سمجھ مین نہین آتا غرضکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے پڑگئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہوگیا
کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا رخسار کہ برنگ گل تھا گل سوسن بن گیا پیرہن
ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے نیچے برق نے جسم پائین پر ضرب کم لگائی تھین کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے غرضکہ جب
صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح تو پھنس گئی ہی پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع
کیا کہ مجھ کو رہا کرادے مین تیرے مقدمہ مین نہ بولون گی برق کو از بسکہ اسکا مار ڈالنا بھی منظور نہین تھا اور نہ
اُس نے عجز بھی کیا پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اُو جانے دو یہ عیارہ اپنی سزا کو پہونچ گیا ہم تم
اس کے سامنے مزے کرین پھر اس کو مار ڈالین گے اظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا
برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالون یہ تو کہکر یہان بیٹھا لیکن وہان صرصر کو غصہ
جو ہوا حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی
بیتاب ہو کر اُٹھی کہ مین خود جاؤن جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے
ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہو گا شہنشاہ
اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہون گے یہ سمجھ کر سمک جادو نام اہل دربار مین سے ایک ساحر کو حکم
دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تم نے باندھا ہی یہ صرصر اصلی ہی اور جس کو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم
سمک سُنکر بزور سحر اڑا اور خیمۂ اظلم مین آکر اترا اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق
کیون دیوانہ ہوا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی یہ عیار ہی اور جس کو تو نے باندھا ہی یہ صرصر ہی اظلم یہ سنکر
ہوشیار ہوا اور برق لگا پیٹنے کہ آگ لگے ان عیارہ دل کو موے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہین ارے اظلم یہ
بھی عیار ہی اظلم اٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑ لون مگر سمک ساحر زبردست ہی اُس نے سحر پڑھا کہ عیار تو
پہلے ہی بیحس ہو گیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوئی اس نے بھی سحر پڑھا کہ اُس پر سے بیہوشی رفع ہوئی اور
سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہین جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچکر اس نے خود سحر پڑھکر برق کے منھ پر پھونکا کہ
رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی یہ حال دیکھ کر سمک کے پاؤن پر اُٹھکر گرا اور
کہا واقعی مین غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف فرمائین یہ کہکر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور

بھی کہا کہ ہان سچ ہی کوئی عیار تیری صورت بن کر وہان گیا ہی جو اس نے دیکھا ہے کہتا ہی اس بچارے کی
کیا خطا ہی اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہی صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجکو ذلت ہو چکی ہی
مین نہ جاؤن گی کس لیے کہ وہان عیار میری صورت بنکر گیا ہی اور اظلم اُس پر عاشق ہوا ہی اگر مین گئی اور
فرض کرو کہ عیار کو مین نے پکڑ لیا مگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہی وہ اُسکو آشتی مین بھرا بیٹھا ہوگا اگر
مجکو دبا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پہ پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی نھی پھر تم نے عیاری کیون سیکھی
تھی جو اتنا ڈرتی ہو آبرو لیے بیٹھی رہتین چل اب باتین نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تابعدار دوڑی
ہوئی چلی مگر ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی کہ راہ مین کوئی عیار نہ ملے ہر چند کہ دو عیار یعنی قران و جانسوز
تکار عیار نی مین لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہین مگر اس پر اُن کا پنجہ قابض نہ ہوا اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی
بہت ہوشیاری سے در خیمۂ اظلم پر آئی یہان کے ساحرون نے جو خدمتی لوگ ہین دیکھا کہ ایک تو
صرصر اندر ہی اور دوسری یہ اور آئی بس یہ دیکھ کر پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہر و ایک تمھاری صورت کی
اور اندر ہی ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہی ہم خبر کر لین تو جانا یہ سُنکر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ
پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور ایک صرصر اور آئی ہی یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے اور کہا کیون سراجی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہی اس نے دلمین کہا کہ اب یہ
مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگایا اور کہا اے جان من مین تجھ پر ہزار جان سے فدا ہون اس نے کہا
اب اس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بن کر آیا ہی مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہو جاؤن گی آخر
وہی سامنا ہوا اب مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون اُس کو بلا کر گرفتار کر لے اظلم کو اس وقت صرصر اصلی کا
آنا بہت بُرا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہی یہ کیونکہ عورت سے ہمبستر ہو غرض
ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا جو آتا ہی اس کو بھیجدو ملازم نے صرصر کو اجازت دی
وہ اندر خیمہ کے گئی اُس کو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار
جو میری صورت بنکر آیا ہی کہان ہی یہ تو حیرت مین ہی اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا اس نے وہی صورت اسکی
دیکھی جیسی عورت اُس کے پاس چھپی ہوئی ہی سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا
ہی یہ سمجھ کر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہان صرصر نے اس کو غلطان مستی مین دیکھا کہ بیتاب ہی آنکھین
سرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھک پیچھے ہٹی اور کہا ملک نے کہا ہی کہ وہ جو میری
صورت بن کر آیا ہی وہ عیار ہی اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار
ہی بھاگا چاہتا ہی بس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہی اور اُسی وقت سحر پڑھ کر پھونکا کہ صرصر
بحس و حرکت ہو گئی اُس نے اُٹھکر باندھا اور کہا او نا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا
دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب الیم سے تجھ کو ہلاک کرتا ہون صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا ہے

تو صرصر اگر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہان سے قریب ہی تمھارے آنے کی
خبر حیرت کو ممکن نہین کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی لہذا لازم ہی کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ
جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر چار طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اُس وقت یہ
حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ ادھر ہے کبھی شوخی سے اُدھر + اک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا + اظلم نے یہ
حال دیکھ کر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران چار طرف دیکھتی ہو اُس نے کہا تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے
تمھین کیا چاہے کسی کی جان جائے یا عزت پر بنے مین عیارہ ہون عیارون سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا
کرتی ہون اور وہ بھی میری تاک مین رہتے ہین جہان مین جاتی ہون وہان پتہ لگا کر وہ بھی پہونچتے ہین اظلم
نے کہا یہان آئین گے تو مین موجود ہون مجال نہین ہی جو آئین اس نے جواب دیا کہ ان کو تم پہچان نہ سکو گے
وہ میری صورت بنکر آئین گے اور مجھ کو عیارہ بتائین گے اپنے تئین صرصر کہینگے پس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے
اور ادھر عیار مجکو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب مین بدکارہ و آوارہ مشہور کر دینگے یہ کہہ کر
رونے لگی کہ ہاے سامری کیسی میری جان مصیبت مین پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے
ماتھا کوٹا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑ کر ماتھے سے الگ کرنے لگا ہزارون
منت کر کے قسمین کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا جب بھی مین اُسکو
گرفتار کرونگا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیون نہ ہو اور اگر وہ تیری صورت بن کر آئیگا تو بڑی سزا پائیگا
غرضکہ برق نے حفظ ما تقدم کر کے خوب اُس کو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اس نے اس کو سرگرم اختلاط
دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منھ بڑھایا اس نے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منھ بنواؤ اس نے طمانچہ کھا کر ہنس دیا
اور کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی بیت جو دل لیا ہی تو پھر عذر کیا ہی بوسہ مین + کہ لین دین ہی یہ نقد
کچھ اُدھار نہین + اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد دل تیرا اور آرزو میری + جان صدقے ہو
ایسی حسرت کے + اظلم نے یہ سنکر کہا کہ اے ستمگر مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ شعر مرے دل کے زخمون
کو کیا دیکھتے ہو + تمھارے ہی یہ گل کھلائے ہوئے ہین + یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤن اُس زیب انجمن نے اپنے
تئین سرکایا اور جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ بنو وہ پھر سنبھلکر
بیٹھا اور گویا ہوا کہ ع جور پہ اپنے بہت تھا ناز اس کو بھی مگر + ہو گیا مضطر تجھے جو رخ ستمگر دیکھ کر +
اب یہان تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہی مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اُن مین سے ایک
بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی
جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہی پس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب ماجرا بیان کرون غرضکہ جب یہ ملکہ پاس
آیا اس نے پوچھا کہ کیون آئے اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہان حاضر تھی وہ
لگی کا بیان دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہی آپ جا کر دیکھیے مین جھوٹ کہتا ہون یا سچ حیرت نے

نام البتہ سُنا ہی صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر مین رہتا ہی اور یہان جب سے آیا ہی کچھ دیر کے لیے
بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کہ صرصر
کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھ کر غش ہوگیا اور سمجھا
کہ یہ عیارہ تو ہی ہی اُس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لون گا آج اپنی خدمت مین اس کو لایا چاہیئے پس
اسی وجہ سے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گرے میری نظرون سے خوبان عالم پسند آگئی تیری صورت
کچھ ایسی + صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش مین آؤ فاحشاؤن سے جاکر ایسی باتین کرو
اے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو ایسی ہلی وہاتی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی نہ صاحب
ایسا بدنظر کوئی مردوا مین نے نہین دیکھا یہ کہہ کر انگڑائی لے کر گات کو اس طرح دکھایا کہ وہ اُبھرا ہوا جوبن
دل گدگدانے والا نظر آیا یہ ساحر بیچین ہوگیا اور پکارا فرد مسلتا ہی کوئی دل یا الٰہی خیر محرم کی + غضب ہے
پردے پردے مین اُبھرنا اُن کے جوبن کا + پھر اُس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم اتنا
خفا نہو ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عربدہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے مجھ سے
یہ چونچلا نہ کیجیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ موئے تیرے دیدون مین خاک مین اور تیرے قابل اظلم اس
ادا کو دیکھکر مر گیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اس نے کہا ہان ہان دیکھو مین سخت ہون سامری قسم اگر مجھکو
ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کردون گی لوگو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے یہ مردوا سب کے
سامنے مجھکو لیے پڑتا ہی کیا بیعزتی ہی پھٹے منھ آگ لگے ایسی ہستی کو اظلم اس کے خفا ہونے سے تو پھرتا
ہی مگر دو ایک باتین اس طرح کی کہ یہ مردوا سب کے سامنے لیے پڑتا ہی سنکر سمجھتا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی
اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اُس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین
اُٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے
مین لے جاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہی مگر تمھاری بھی جان جائے گی مجھکو کم نہ
سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دُھرّے اُڑا دون گی ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آجائے
موئے تو اژدرہے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے اظلم نے ایک نہ سُنا اور اندر خیمہ کے اس کو لایا کہا عیار
یہان آئے گا تو کیا کرے گا کہو جب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی + ہوئے تم دوست
جس کے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو + غرضکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے
کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہر خدمت ہین انھون نے اس کے آتے ہی تیغے اپنے
اپنے دکھائے اس نے کہا تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہرو جب بُلائین اُس وقت آنا وہ سب
باہر گئے اور اُس کے رفیق جو اژدہون مین رہتے ہین وہ بعد اُس کے پھر شکم اژدر مین سما گئے جب تخلیہ
ہوا یہ نازنین کہ برق عیارہ ہی دل مین سوچا کہ دو بار یعنی زنار اور زگمان کو جو قتل کرنے آئے تھے

ایسے باختہ حواس ہوے کہ اپنے ساتھیون کو نہین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہین کہ کوئی آئے تو اُس سے پوچھین یہ غل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا ناز ہی کہ یہ مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے کوئی مارا گیا ہی غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دو بالا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ صورت بنائی ہوگی کہ ہیبت روز ازل سے آج تلک صنعت آفرین + ممکن نہین کہ چھپ سکے تجھے دیکھتا نہ ہو چنانچہ آگے حال اُس کے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعجلت لاش اُس ساحر کی اُٹھا کر اُسی میدان کی طرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا اُن کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہی کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا زیبا ہی کہ ہیبت بلا سے ہو پامال سارا زمانہ + نہ آئے اُنھین پانون رکھنا سنبھلکر بدلہا ئے عشاق روندتی جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی نظم

گئی آنکھون کے نیچے برق اک کوند — سمند ناز نے ڈالا وہین رو ند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ — کہ ہی یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہو گئے تار — ہوئے سب مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑ گئین خیر — عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ مکھڑا اسیب کا سا — بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا
یہ رخسارون مین اُسکے فربہی تھی — ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
کہو اُسکی جبین کو کس طرح چاند — کہ اُس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اُس کا — کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اُس کا
برنگ گل نزاکت مین بھری تھی — کہ بس جو بات تھی اُسکی پری تھی

یہ سب ساحر اُس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اُس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈالدی اُس نے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُس گلفام نے کہا بجا نیے یہ آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا گیا ہی اس کلمہ سے اُس کو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہی یہ شراب خوار جادو کی لاش ہی اب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہی یہ کیونکر مارا گیا اُس نے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو قتل کر رہا تھا کہ مین آکر پہونچی مگر کام اُس کا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اُٹھا لائی ہون اظلم نے کہا اُس عیار کو کیون نہ گرفتار کیا اُس نے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر نکل گیا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیے گا مین جاتی ہون یہ کہکر کمر کوسے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ فرد خرام ناز تمھارا ابھی ایک آفت ہی + زمین پانون تلے سر پہ آسمان نہ رہا + اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اُس نے

بیٹھا رہا بلکہ ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کرکے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا مین کل اکیلا لڑون گا یہ کہکر
اپنی جگہ پہ آکر شکم اژدر مین بیٹھ رہا مگر عیار رجو روانہ ہوے تھے یہ صحرا مین آئے اور برق نے کہا کہ پہلے مین
جاتا ہون تم دونون میری خبر رکھنا یہ کہہ کر چلا اس کے بعد قران و جانسوز بھی ایک طرف بصورت مبدل روانہ
ہوے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اُس جگہ آیا جہان اژدرہے
میدان مین رہتے ہین یہان دیکھا کہ اژدہے خاک مین لوٹ رہے ہین خوش فعلیان کرتے ہین اور اُنکے
منھ سے جو شعلہ نکلتا ہی اُس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہی وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہی
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہی ترسول چار طرف گڑے گوگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہی
ترسولون پر ہار لپیٹے ہین کھپر آگ کے جلتے ہین برق یہ تماشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر
سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ اُس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا
اور چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر دل کڑا کرکے کھڑا رہا وہ اُس کے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے
برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ ابے کیا پہچانتا نہین جو تو ہی وہ ہم ہین اُس نے کہا ہم چالیس
اژدر نشین ہین اکتالیسوان ہمارا افسر ہی تو کہان سے آیا ہی اچھا اگر تو ہم مین سے ہی تو اژدر تیرے
رہنے کا کہان ہی برق اس تقریر سے ناچار ہوا اگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم
پرجا گرا یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہی تجھے کیون بتلائین اُس ساحر نے جو اُس کو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی
عیار ہی پکارا کہ باش اُو مکار پہچانا مین نے تجھ کو برق اتنے عرصہ مین تمہین کا کہین ہو رہا مگر بسبب
میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہان سے سحر کرون مبادا یہ بھی ساحر ہو کود پھاند کر نکل جائے
بس قریب چلون یہ سمجھ کر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یون ہی سیدھے
بھاگے جاؤ گے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا لازم ہی کہ کہین چھپ رہو یہ سوچ کر ادھر اُدھر دیکھا چونکہ میدان
تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہان نظر آیا یہ اُس مین اُتر گیا وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا اُس نے
دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا بزور سحر چھپ گیا مگر جب
غار کے پاس آیا سوچا کہ اس مین اتر گیا ہو گا یہ سوچکر جھانکنے لگا تو برق نے وہان حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا
وہ اس کی گردن مین آ گیا اُس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اُس کو جلا دون مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا
تھا اُس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھین نکل آئین
سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا لڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار مین گرا برق نے فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ
ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہان
تو ہنگامہ مچا ولیکن اژدر اُس کے رہنے کا میدان مین جل گیا اور بیرون نے وہان بھی غل مچایا اظلم اور سب
ساحر گھبرا کر اژدہون سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ ارے میان خیر تو ہے

چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا | کھنیلا کے منھ پر گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے | دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے | ملک آتشین تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل | برستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر | تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ مین مہرخ اژدر بنکر اُن اژدہون پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہاے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوے اس وقت اظلم بشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمک حرام اب کہان جائے گی کیا قدرت سامری کی ہی کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہی مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر مین بیٹھکر مقابلہ کرتا ہی اسی منھ پہ دعویٰ سحر کرنے کا رکھتا ہی دم شجاعت کا بھرتا ہی یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اُس کے دل پر لگا و کہا مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج مین پھر جاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھ کے لے جاؤنگا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیان کھائیگا کہ ہمیشہ یاد کریگا اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدرون کو لے کر پھرا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین آج نہ لڑونگا اُس نے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو جی ہارتے ہو اب باقی کون ہی صرف مہرخ کو مع چند سردارون کے پکڑ لینا ہی اُس نے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اُس نے تجھ کو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہی اس وقت دھوکا نہ کھا نہین پچھتائیگا غرضکہ ہر چند سمجھایا مگر اُس نے اپنے غرور مین نہ مانا آخر حیرت نے بخاطر اُس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر پے کر پھری مہرخ نے سجدۂ شکر خدا کیا کہ آبرو رہگئی جو سردار کہ باقی تھے اُن کو لے کر پھری جو زہر سے سوج گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہی بازار مین ویران ہین جو سردار کہ قید ہو گئے ہین اُن کی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہے یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کر کے سحر تیار کرنے کی فکر مین بیٹھی اُس وقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا سب نے تسکین و تشفی کی کہ اے ملکہ ہم جاتے ہین اور کام اس ناہنجار کا تمام کرتے ہین یہ کہہ کر روانہ ہوے اُس طرف اظلم پھر کر گیا جو اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اُنھون نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا کہ ان سب کو اُسی زندان مین لیجا کر قید کرو جہان ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا قید ہی تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سب کو لے جا کر قید کیا یہ سب سحر مین مبتلا اور بیہوش ہین جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کھول چکا اظلم دیر تک

تخت اپنا آگے بڑھا با ساحران نامی مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دو دو سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہون پر جا پڑے اُس طرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے منھ پھیلا کر چلے اُس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا شعلہائے دہان اژدران سے زمین کرۂ نار تھی ہوا شعلۂ بار تھی اُن شعلون سے دھوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار بن گیا تھا لشکریان نے ناوک و تیغ مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان گراتے مگر اژدرون پر اثر نہ کرتی تھین اور اژدر دم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہوائے سرد کے جھونکے پیدا ہوئے اور اُس ہوا نے دھوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر اظلم کا نام جو اژدر رنگین ہی اور یہ اژدر مین جو رہتا ہی اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یوان تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہی اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے بس یہی اُس کے لیے شرف ہی کہ اژدر سحر مین رہتا ہی اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہی فی الجملہ اُس نے سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی پھنکار ماری کہ شعلۂ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے سحر جو رد ہوا ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین ہودار پر ڈال کر لے بھاگین اُس کے ہٹتے اژدر منھ پھیلا کر چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی جسم جھلسنے لگے جادوگرنیان نازنین گلفام بیتاب ہوگئین حرارت سحر سے بیتاب ہوگئین زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی جسم نیلا ہو گیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض مین سرایت کر گیا تھا خضر تک زہرمہرہ ڈھونڈھتے تھے دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منھ کھولے اسطرح نظر آتے تھے کہ میدان مین غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان گرا کر ترسول و نیمول پکڑ کر مار مار کہتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگدڑ پڑ گئی لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بار ہا آفت آئی ہی پھر خدا نے فضل کیا ہی ٹھہرا ہوا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اُس وقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سربجف تھے ملکہ ساتھ رہ گئے اور ملکہ مہرخ نے پائے شجاعت مستحکم کیا ہزار ہا کو اُس نے بھی مارا اس وقت عجب غلغلۂ آفت محشر برپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر ہیولا کسو جا میدان مین پڑا تھا اور ہزار ہا لاشہ نظر آتا تھا برق سحر چمک رہی تھی رعد جادو چیخین مارتا پھرتا تھا ہان اُس کی برق بیتاب تڑپ کر گر رہی تھی دھوان سحر کا چھایا تھا آفتاب تاریکی سے گہنا یا نظر آتا تھا بہر دن غش کی صداہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب لمولفہ

ہوا اس طرح کھاتی تھی پیچ و تاب ۔۔ اُڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا ۔۔ کہ غار زمین چاہ بابل بنا
چمکنا وہ رہ رہ کے وان برق کا ۔۔ جلاتا تھا دل خسرو و شرق کا

لوہے کا پانی نیزون مین اُچھلتا ہے اسی مین قہر کا کانٹا ہے یہ وہ موذی پئے اعدا ہے جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہے غرض اس رات کو ہر طرف مار مار کی پکار تھی ساحرون مین بھی راجہ باسد کی دُہائی کی گہار تھی جنگل کے جنگل سانپون سے سحر کے بھر دیے تھے یہانتک کہ تسمے گھوڑون کی رکاب اور لجام کے سانپ نظر آتے تھے نگاہین جادوگرون نے زہریلی بنائی تھین آنکھ بھر کر دیکھین اور زہر چڑھے وہ پونین نگاہون پہ ٹھائی تھین مردم دیدہ پہ ایسا زہر چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس بویا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جسم دہر سے زہر شب دفع ہوا اور مہرۂ آفتاب بصد آب و تاب جسم سپہر پر لگایا گیا کہ

نظم

اندا ختہ سحر بجیا بان دگر کمند — آمد زمان مستی درزدے کش نژند
مختل دماغ دے شدہ از جنبش نسیم — سوزاند شعلہ گل حمراش چون سپند

صبحدم مہرخ و بہار بصد جاہ و حشم تخت سحر پر سوار ہو کر مع فوج ساحران و لاوران سمت دشت روان ہوئین جلو مین جادوگرنیان چلین اُس وقت اُس ملکۂ ذیشان کی شوکت و حشمت کا زبان جلال سے بھی بیان غیر امکان ہے کہ

نظم

سر پہ اک خود دھرے جسپہ بڑی سی کلغی — ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اُس کے — جبروت اُسکا فریدون فر جمشید حشم
لمعۂ نور جبین اُسکے سے طالع جون مہر — سب رکاب اُسکے ہین موجود صنادید عجم
اُسکے افواج کے گھوڑون پہ کیا خوب جمے دھیان — تو وہ فنکارے بڑے بھرتے ہین مثل ضیغم
اسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف — گھاٹ پر جسکے رہا خون ہے اعدا کا جم
حلق دشمن کیلئے زہر بھری اسکے ساتھ — صاف اک برچۂ الماس ہے اور کاسۂ سم
ہے وہ ثعبان نہین شعلہ فشان خون آشام — شکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جائے مصاف پر پہونچکر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بصد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان مین آئی پرے جمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد و غبار صاف ہوا تیار دشت مصاف ہوا اُس وقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوے کہ باہم کنفچے لڑاتے اور کلہ ہاے آتش چھوڑتے آتے اثر زہر سے اُن کے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹے پھنکار مارتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان صفین درست ہو چکی تھین وہ اژدر جس کے پیٹ مین افلاطون ہی سامنے حیرت کے آیا اور اُس سے باہر نکل کر اجازت حرب لے کر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسی طرح وسط میدان مین پہونچا قلاب آتشین چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بنگئے دھوان اُن شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہرخ اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز ہو کر ہر ایک یا ودود پڑھتا تھا گر ہاروت وار چاہ مصیبت مین گرا تھا جادوگرنیان زہرہ صورت سحر پڑھ کر برج بنا کے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھلبلی پڑ گئی تھی اُسوقت مہرخ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر

بجو فکہ ہدید انیمہ عظمت وشکوہ — لرزہ بر افتاد بہ اندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف — بگذرد از قلۂ لاف وگزاف

باین عظمت وشکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیرت ضلالت شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا اُس نے استقبال کرایا اور ایک میدان مین سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُن کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استادہ کردیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ ومنتخب کرکے معین کردیے مگر ان کو بھی تیغ اور معرکہ دیے کہ ہیار دن کی پہچان رہے اور ان سے کہدیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو معرکہ دکھادینا بانی معرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہائے درجہ کا انتظام کرکے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جاکر بیٹھا سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ مبیت اژدر چالیس اس کے تھے گرد + شیطان کا وہ ایک ہی تھا شاگرد + دن بھر میخواری کرتا رہا جس وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیر اپھیلا اژدر شب تیرہ نے مہرۂ ماہ رکھ کر اوس چاٹنا شروع کیا کہ نظم

در گذشت آن روز شب آمد پدید — لختے از مشک وعنبر در رسید
شمع کافوری بر آتش سوختند — ہم فوالیش راہوارا فروختند

قریب شام اس نافرجام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعائے وثنائے بادشاہی کے جملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کرکے کنارے ہوئے مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہے خدا اُس کے شر سے ہم کو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے بنابر حکم محکم ملکۂ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

گذشت ز نقارہ صدائے بلند — زندہ بمان زندہ بمان بیگزند
واشدہ زنیسان دہن کرنا — بازبدہ یا بدہ یادعا
دشمن این خانہ جگر خون بود — دون بود دون بود دون بود
غلغلۂ کوس بکیوان رسید — آب شدہ زہرۂ دیو سفید

دربار سویرے برخاست ہوا سردار خیمون مین آکر تیاری حرب وضرب کرنے لگے لشکر دین سحر کی درستی ہونے لگی اظلم حیرت سے رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور داروغہ مطبخ سے معرکہ دیکھ کر کھانا کھا کر شکم اژدر مین جا بیٹھا لشکر دن مین رات بھر اژدرہائے نیام سے مثل افعی زہر دار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جن کے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار یعنے شیا کے مین جسم پر سر نہین اسی کی چمک کی لہر دیکھکر مار فلک کے دل پہ سانپ لوٹتا ہے اسی

خلعت دیا سردار آکر شب کے دربار مین دنگلون پر متمکن ہوے مہرخ نے جشن فرمایا ساقی و مطرب ورقاص حاضر ہوے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُس طرف خیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رو یا کی رات بھر ایک سمت عیش و راحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کی طرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خندان منھ دکھایا کہ بموجب ابیات

تاج زر کی بسر خور ہوئی اسطرح چمبن
ظلم سے تیرگی شب کے تھی دنیا اندھیر

یون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحرگاہ سریر جہانبانی پر خواب شیرین سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ نتیجہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُس کو بہت غصہ آیا بر نگ زلف پریشان ہوکر پیچتاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان نمکحرامون پر کس کو بھیجون جو جاتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اس جہان کا رہنے والا نہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جائے جو جامۂ انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہنے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال مین آتی ہی یعنے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اُس کا بھائی اظلم اژدر نشین جادو تام ہی کہ ہمیشہ شکم اژدر مین رہتا ہی وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہی نہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ اُس کا مسکن ہی فی الجملہ مین اس کو بلاکر بھیجتا ہون سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہی شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنابر طلب ساحر مذکور روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدھے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب سے آگے جو اژدر تھا اس مین افسر اژدر نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اس نے سب کو خلعت دئے اور افسر سے کہا کہ تم جاکر نمک حرامون سے مقابلہ کرو اور حیلہ حالی عیارون کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر مین رہنا اور عیارون سے اپنے تئین بچانا یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدر مین سماکر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک موذی چکراتا تھا خدا کی مار زبان پہ لاتا اژدر برو سے ہوا اُڑتے منھ سے شعلہ آتش نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہی آفتاب گردون پہ تھرایا ہی پر و سے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اُڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمۂ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب نظم

زکوہ چون غریدن اژدر شنید
گفت بردن آمدہ از زیر آب

شکل دراز وہش اژدر دیدہ
صور سرافیل لیے صید ببر

چھوڑ دیا کہ اُستانی جاؤ سو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمۂ گمان کی طرف
چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ مین یہ برق
کو پکڑ نہ سکی تھی پس صورت بدلکر پشت خیمہ پر آئی اور سراپچہ کو چاک کر کے جو اندر پہونچی برق سمجھا
کہ یہ جانسوز ہی اُٹھکر گمان کو تو لات مار کر گرا دیا اور اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین اسکا
کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چرخ
کھا کر گرا اس نے اُسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کر دون
مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پر پہونچ گیا یہان چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے
دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے قران نے ان سے کہا کہ مجھکو حیرت نے
بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحرون نے کہا کہ وہان نہ جاؤ میان ہمارے مرنے مین ہے اس نے
کہا مین در خیمہ پر پکارتا ہون اگر وہ مجکو بلائین گے تو جاؤنگا یہ کہہ کر جلد در خیمہ پر آیا اور بے محابا
اندر داخل ہوا دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا
کہ اُستانی مین آپہونچا صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اُس کے پاس
پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون پھر شوخی ایسی کرے گی ہاتھ آغشتہ بدارو بیہوشی تھا صرصر طمانچہ
کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اس نے برق کو کھولا اور اُسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس نے
سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرضکہ تھوڑا سا سیسہ گرم کر کے
اس خیال سے کہ شاید گمان روئین تن ہو منھ اُسکا چیر کر وہ سیسہ پلا دیا کہ دل و جگر اس کے
جل گئے صداہائے گیرو دار برپا ہوئی آندھیان آئین عیار جست کرتے چلے تھے کہ صرصر پکاری
ارے موئے مجھکو تو کھول دے اب تو تمھاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آئین گے
ایسا نہ ہو کہ اس کو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین یہ سمجھکر اسکو کھول دیا کہ یہ بھی جست کر کے عیارون کے ساتھ بھاگی قران نے
کہا جاؤ حیرت مالزادی سے یہ سب حال کہہ دینا یہ کہکر کے بھاگے اور اُدھر لشکری صداہائے
مہیب کو سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے
لاش گمان کی اُٹھائی اور صرصر نے جا کر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اس طرح گمان مارا گیا ملکہ
یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ نہ کرا دین لیکن سرداران لشکر مہرخ اگر
اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیارون کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار
کچھ نہ کر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آگئے تھے
کہ عیارون نے جاکر سب کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے اُدھر ملازمان بہار جو لوٹنے گئے تھے
حاضر ہوئے برق نے بہار سے آکر کہا کہ کیون ملکہ ہم نے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُس کو

شرمائے ہین + گمان کا دل بیقرار ہی خواہان وصل دلدار ہی جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے
وہ بگڑتی ہی ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منہ پر لگاتی ہی کہ پھٹے منہ یہی اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات
نہ کرونگا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بیت حیا آئینہ کو بھی رو برو آنے نہین
دیتی + ترستی ہی رہین گی تیری آنکھین تیری صورت کو + آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام
کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہی کہ مست ہو کر راضی بوصال ہو جاے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین
کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کرونگا اپنے عہد سے منحرف نہ ہونگا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو
اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین یہ کلام سنکر مسکرائی اور شرما کر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ
بیت گر یہی ہین جتو نین تیری تو صورت آفرین + کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھ کر + پھر کشتی شراب
آگے کھینچکر جام بادۂ احمر لبریز کر کے اپنے لبون تک لائی لیکن ڈوبے کا گھونٹ نکال کر آڑ کر لی کہ
مین تیرے سامنے نہ پیونگی اور اسی آڑ مین جام مین دارو بیہوشی ڈال کر ہاتھ اس کی سمت
بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالامال محبت ہی بیساختہ وہ ساغر لے کر پی لیا
اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اس کو دیے اب اُس کے اُٹھنے کی دیر ہی کہ اٹھے
تو مردہ صد سالہ ہی سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہی کہ اُدھر سے صرصر قریب اُس کے خیمہ کے پہونچی
مگر دو عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر دگماشتہ بنے ہوے تھے وہان سے صورت بدل کر اپنی
لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق اُسکا کام تمام کر کے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین یہ
پھرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کرے گی از بسکہ صورت ساحر کی بنا ہوا ہی
دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اُس کو گود مین اُٹھا کر لے کر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا
ماجرا ہی پھر سمجھی کہ یہ قران عیار ہی یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے ان کو پکاری کہ ارے تم دیکھتے ہو یہ موا
مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی اور چھوڑاتے نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے ان سے کہا تم جانتے
نہین یہ خود عیار ہی مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہی اُس کے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ جائے گا ساحر
یہ کلام سنکر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے سامری جانے ان مین کون عیار ہی
لازم ہی کہ اس امر مین دخل نہ دین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اس کو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا
کہ اُستانی آج مار ڈالونگا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اُستانی کہتا ہی اور میرے
جسم کو ہاتھ لگاتا ہی اور مجھکو قتل کرنے لے چلا ہی قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہی کہ مادر کو
گود مین انسان اُٹھاتا ہی کچھ قباحت نہین مین تم کو استانی جان کر گود مین لیے ہون خدا نہ کرے
کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو یہین سے بے بس کر دیا اگر مین
وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا برا معلوم ہوا اور اُس کو

جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دریا مین پہونچا دو خدمت سامری مین پہونچ جائین جلانے اور دفن کے کرنے مین عرصہ ہوگا اس نے یہ کلام سنکر اپنے ملازمون کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس کے سپرد کر کے تخت بزور سحر بنا کر اُس پر برزاد کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہر چند یہ پریوش مہتر برق عیار ہی مگر اس کو عیار کا گمان بھی نہین کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہی دختر تاجر اس عیار کو بصد یقین جانتا ہی بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہی کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہی جب بھی اُسکو باور نہ آئے اور برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہی کہ جانتا ہی اس ساحر کو کہ گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہین رکھتا ہی پس ایسا نہ ہو کہ اس کے سامنے مین کسی صورت سے جاؤن اور یہ سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لے گا اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہی کہ عیار کا کوسون خیال دل سے دور ہی غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرا یا کسی کو وہان ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے مین قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور لیلے شب نے ناقۂ ظلمت کو صحرائے عالم مین روانہ کیا کہ مولفہ

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی	کواکب مین پیدا ہوئی روشنی		
ہوا ناقۂ لیلے شب روان	بنا جادۂ رہ خط کہکشان		

سر شام تمام بارگاہ مین شیشۂ آلات روشن ہوا اور چنگیر جو گھڑے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہر معشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب و کباب کی سامنے رکھین آپ سامنے بیٹھ کر گلچینی اس کے باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے آج مین بارگاہ مین حاضر نہ ہون گا ایک ساحر یہ پیام لے کر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اُسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہی جو یہان نہین آئے پیام بر وہ نے سارا ماجرا تاجر اور اُس کی دختر کا بیان کر کے کہا اُسی کے ساتھ صحبت آرا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجرائے تاجر پر افسوس ہوا اور عیار کا اُسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیارون نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر تھی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سنی اب ہماری ایسی بد عملی ہو گئی ہی کہ دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئین گی صرصر نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس مین نہین آتی مین جانتی ہون یہ بھی عیاری ہی وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہی خیر مین جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہکر چلی لیکن اُدھر میان برق اپنے محسن ساختہ پر گمان کو لبھا رہے ہین کبھی نیچی نگاہ کر کے مسکراتے ہین اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہین تیوری چڑھاتے ہین کہ بیت کچھ تبسم سا لب ناز وہ نیچی نظرین + کس ادا ؤن سے شب وصل وہ

اُس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ شعر بات بھی منھ سے نکلتی ہی تو کچھ دب دب کے ہے تنگ اُس درجہ دہن ہی کہ وہ ہکلاتے ہین + آخر دل کو تھام کے بصد اشک فشانی زبان سے گہر بار ہوئی کہ اے شخص زار نزار ژولیدہ موزلف صورت پریشان عزیز تنگ آمدہ سوگوار پدر و برادر کا کیا حال پوچھتا ہی میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہین جو سی سکے اور کوئی مرہم ایسا نہین جو اچھا کرے کہ بیت جہان نے منھ مرے زخم جگر سے موڑ لیا + یہ بیکسی ہی کہ سوزن بھی رشتہ دار نہین + مین دختر خواجہ بازرگان ہون باپ میرا رہی ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا مین تنہا چھوڑ کر کہ بموجب شعر نہ پوچھ حال مین وہ چوب خشک صحرا ہون + لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا قزاقوں نے متاع جان کو بوٹ کر اپنی راہ لی مین نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بھی مگر مردہ سے بھی بدتر ہون سوگوار پدر ہون گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے دبان پے تسکین و دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا تھا اور مجکو نذر دی تھی مجھکو اُس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہی مین مصاحب بادشاہ طلسم ہون رہزنوں کو ڈھونڈھوا کر قتل کرون گا تمھارے باپ کے خون کا عوض لون گا اب تمھین لازم ہی کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو رنج والم کو جانے دو دنیا مین ایسے سانحہ بہت ہوتے ہین اے بی بی مردون کو ہمیشہ کیٹ دستے ہین وہ نازک اندام اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ پیچین مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو اپنی راہ لے مین اپنی جان دونگی اور اپنے رہرودن پاس سبک کام ہو کر جاؤنگی یہ کہکر بیٹیا بانز اٹھی اور بیابان گرد باد خاک اُڑانے لگی کہ بمقتضائے

نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک | میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
نالہ میکردے چو نے گہ متصل | گاہ میکردے فغان جان گسل
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا | گاہ سوئے دشت میکردی ندا
گہ شجر را میکشیدی در کنار | گہ بسوئے دشت میکردی فرار
گاہ غار کوہ را می داد زیب | گاہ چون سیل آمدی سوی نشیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ اے جان جہان مین تمام عمر غلامی کرون گا دم محبت کا بھرون گا آخر جنگل مین اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد دام بنانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہنے والے کی قدر کرو اُس کو اپنا کر رکھو اور اُس کی آب ہو رہو اس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے مین تیرے ساتھ چلتی ہون کہ جب تک مجھ پر رنج والم طاری رہے اور دل کو میرے بیقراری رہے اُس وقت تک مجکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نہ کرنا اس نے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور اس پہ کیا موقوف ہی مین خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کرون گا اس مضطرب الحال نے

پریشان کرتی تھی گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہین نہین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال
یاد آئی کہ بیت سر بسر آلودہ حسینون کی نگاہین ہین تمام + رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہین + ـ
چشم فتان سے فتنہ نمائی بیداد نگاہ کی گردش پہ بجلی شیدا کہ فرد بجلیان لوٹ ہین ادا اون پہ + غمزہ چشم
یار کیا کہتا مسیح ہے بجلی نے یہ ادا کہان پائی اُس کی برق نگاہ کی یہ ہے معجز نمائی کہ جسپر نظر پھر اس نے ڈالی
اس کی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پہ سے نگاہ محبت اُٹھائی اُس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی
سبحان اللہ رخسار برنگ گلشن زلف نشان سحاب چمن اُس مین نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمۂ چشم سے آنسوؤن
کا بہنا بلاغ مین جھڑی مینھ کی لگی نظر آتی تھی سرمستان خمخانۂ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ بیت وہ سرمہ
بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین + کتنون کو جگا رکھا کتنون کو سلا رکھا + پلکون پر آنسو مثل دُر خوش آب
ٹھہرے تھے قطرۂ شبنم کے سبزۂ گلزار پہ جمے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے جھلکے ہے
پلک پر کہ کہے تو + ٹکڑا ہے یہ اشک عقیق جگری کا + غرضکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار
ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مریض عشق لاعلاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب
حور و ملائک فریب چشم حسن کے نور مژہ نکیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنۂ چاہ زنخدان پر خضر
حسن آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرۂ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقا نے اوج رعنائی
طاؤس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ و خا بوئے گلشن و لاقامت سے قیامت شرمندہ کہ بیت دونون
عالم ہوئے تہ و بالا ستم ڈھے پڑے ہین کیا قیامت کے + کف پا اُسکے رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ شعر گدگداہٹ سے
سوا ہزم ہے کیا خاک قدم + ناتوان زار جو وان گرتے ہین سو جاتے ہین + الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا
ہے کہ فرد شوخیان اور جوانی مین قیامت ہونگی + بچپنے ہی مین وہ آفت ہین غضب ڈھاتے ہین اس حسن و ادا
پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک کر رو دتی ہے اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق مین
سلگتی ہون آپ ہی آپ + وہ آگ ہون گیا ہے جسے کاروان چھوڑ + گمان اُس آفت جان پر اس
آفت رسیدہ کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا کہ بیت ہم مصیبت زدہ گر دمین تمھارے در پر + نہ پسیجے کبھی
دل آپ کا واللہ صنم + آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اس طرح بلک کر روتی ہو منھ اشکون سے دھوتی ہو وہ
نازنین اپنے رنج مین مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی آواز اس کی سنکر آنسو پوچھکر دیکھنے لگی آنسو
آنکھون مین بھرے تھے یا کاسۂ نرگس مین قطرۂ شبنم دھرے تھے نہین نہین آنکھون مین موتی کوٹ کوٹ
کے بھرے تھے غرضکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اُسکو دیکھکر رم خوردہ ہوئی یعنی سہم کر بیاختہ
اٹھی اور ایک سمت بھاگی اُس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ فرد ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا
ٹھوکرے ہو کر دامن محشر گرا + گمان بزور سحر بہت جلد اُس کے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا
کہ اے دوائے درد فراق و اے معجون مسکن طبع عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کون سا صدمہ و ملال ہے

چاہتا تھا کہ روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائیگا کیونکہ تو اکیلا ہی اور یہ رہزن ساحر بھی ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھپر غالب آئیں پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اُس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا مین نے دور سے خیمے جلتے دیکھے اور رہزنوں کو لوٹتے دیکھا معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اُسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا یہاں ملازمان ملکہ مہبار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب جانور اور اسباب لیکر لشکر اسلام چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہو گئے وہ پتلے بزور سحر بصورت کاروانیان بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہاں آگر پہونچا اُسنے قزاقون مین کسی کو نہ پایا دور گرد اُڑتے ہوئے دیکھی اُس گرد کی طرف اڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اب تعاقب ان کا بیکار ہی ناچار پھر آیا اور کاروان کو جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ دو زخمی بھاگتے پھرتے تھے خیمون کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے خواجہ بازرگان کی اور اُسکے گماشتے کی مع چند رفیقون کے لاش پڑی تھی خاک و خون مین بھری تھی پوشاک بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی اس کی غربت پر دست تاسف ملتا اسی رنج مین لاشہ تاجر پر کھڑا اشک ریزان تھا کہ یکایک درہ کوہ سے صداے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہی گرفتار صد آلام و محن ہی دل سنگ بھی اُس کے آواز حزین سے آب ہی آبشارون مین پیدا اضطراب ہی ندیون کے دل مین جوش ہی طائرون مین پیدا خروش ہی اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہی کہ دامن دشت اشک حسرت سے بھگوتی ہی بگولے نہیں اُڑتے ہین صحرا اس کے حال پر خاک اُڑاتا ہی جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگاے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہی بیت پشتہ نہیں کچھ چرخ کا اے عرش سنبھل جا + ابھی ڈوبے گا مرے اشک کا دریا ابھی کچھ اور + یہ آواز سنکر اُسی سمت چلا اپنے ساتھیون کو وہین چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درہ کوہ مین آیا وہان کسی کو نہ پایا جب درہ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت کے نیچے زن حور طلعت مہر صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہیں اس چرخ کے نیچے + کیا تنگ ہی اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے مگر اُلٹی بات ہی کہ ہنستی پیشانی اور رودن کی ہنسانے والی روتی ہی وہ جلوۂ رخسار جس کی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہی وہ نور چہرۂ عالمتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہی کہ بموجب مطلع حسن ہی رخسار خود آرائی کا + شعلہ طور ہی جلوہ تری یکتائی کا + بایں حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہی لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہی زلف مسلسل اُس چہرۂ رنگین پر بکھری خاطر سودا زدگان محبت کو

کہان سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہین خواجہ تاجران ہمارے خیمہ مین ہین ٹھہرادیے ہے
آتے ہین کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لے کر دریائے سحر سے اترین گے اور خدمت شاہ طلسم مین جائین گے
مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہے آپ چلیے مین خواجہ
سوداگران کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہون وہ ساحر یہ کیفیت سنکر چلا گیا اور گماشتہ سے جا کر سب
حال بیان کیا وہ سنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا مین دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلامون
کے کشتیان نقد و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی اس نے اس مرد مسن کو دیکھ کر مزاج پرسی
کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجکو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہین اب حضور میرے
خیمہ مین تشریف لیچلین اور مجکو سرفرازی کا خلعت دین اس نے کہا اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ
سے مقابلہ ہے صرف اتنا دن مہلت کا ہے اور مجھ کو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہو گی اس لیئے چاہتا ہون
کہ آج صید افگنی کرون اب تم لشکر مین کل آؤ گے تو رات کو ہم اچھی طرح ملین گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا
مگر مجھ پر نظر عنایت رہے اس نے خواجہ کی دلجوئی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس یہان سے
ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کاروانیون پر قزاق آگرے آگ خیمون مین لگا دی خواجہ بازرگان مع
اپنے رفقا کے ہتیار باندھ کر نکلا اور باہر آکر دیکھا کہ مرکبہائے ترکی پر بڑے قد و قامت کے تنومند جوان
سوار ہین ڈھاٹے ان کے بندھے ہین چہرون پر اپنے خون ملے ہین صورتین خونخوار ڈراونی بنا کے جوڑی جوڑی
تیغین باندھے ہین کچھ سوار و کچھ پیادے ہین یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے
ساتھیون کو للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنون سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلانے
کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضرب
جسم کو جانبین کے زخمی نکرتی تھی سحر سے تلوارون کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کاروانیان اور ہائے وائے قطاع الطریقان تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردون پر ٹھہراتا تھا
آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینۂ گوہر اختران چھپائے گھبراتا تھا
کہ غارت ہو گا جب کاروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے دشت
مین خوف سے دھوپ تھراتی تھی کوسون تک اس شور و غوغا کی صدا جاتی گمان دو کوس پہ یہان
سے صید افگنی کر رہا تھا اس نے جو صدائے پر آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر
کہین ہنگامہ برپا ہے پس اس نے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لے کر آ ساحر حسب الحکم
اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہین
اور خیمے جل رہے ہین اشتر اور قاطر وغیرہ قزاقون نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہین اہل قافلہ بھاگ گئے
ہین کچھ ہلاک ہوئے ہین رہزن شادان و فرحان اب جایا چاہتے ہین یہ دیکھکر حال وہ ساحر دوڑا اور

ہین ناچ دیکھین مین سحر تیار کرنے جاتی ہون یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے مین جائے اُسوقت برق صیاد نے
کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہین اگر آج ہم جیتا چھوڑ دینگے جب تو آپ میان
گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہین فی النار کردینگے تو کس سے لڑیے گا بہار ہنسی اور کہا خیر بہتر
ہی دیکھیے کس کے حصے مین یہ آتا ہی برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہون اُسی وقت دربار برخاست
ہوا مہرخ و بہار رہگئی برق نے عرض کیا کہ سنا ہی گمان شکار کو گیا ہے مین جاتا ہون اور سوداگر
بنکر ایک درۂ کوہ مین اترتا ہون آپ کچھ لوگ بھیجدین کہ وہ صورت بدل کر میرے کاروان کو لوٹ
لین پھر مین اس نابکار کو مار ڈالون گا بہار نے کہا اچھا مین صورت بزور سحر قزاقون کی ایسی بناکر
لوٹ لون گی غرض یہ مشورہ کرکے برق باہر نکلا جانسوز سے کہا تم کچھ ساحر ایک درۂ کوہ مین لیجاؤ
اور یہ سامان جلد وہان پہونچاؤ جانسوز لشکر سے دس بیس کنیزان بہار کو لے کر چلا مگر اس طرح سے
کہ بہت سے اشتران پر خالی صندوق لدے اور چند خیمے پر انے بیلون پر بار اور اسی طرح کا سامان
بسیار کاروانیان درست کرکے درۂ کوہ مین پہونچا خیمے برلب جوئبار استادہ کر دیے آگے خیمون
کے صندوق پھیلا کر رکھدیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز
بیٹھا اُدھر برق نے صحرا مین پہونچکر زنبیل بجائی قران صدا سنکر آیا اُس سے کہا آپ خواجہ بازرگان
بن کر درۂ کوہ مین جائیے مین نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اس سے عیاری کا کہہ دیا یہ فوراً عمامہ سر
پہ شیر و شکر کا باندھکر عبائے شجری پہنکر انگشتریان ورد لعل والماس کی زیب انگشت کرکے پٹکا بلبل
چشم کا کمر سے باندھ کر عصائے تلخ بادام ہاتھ مین لے کر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کبیر السن بن کر چلا کہ ڈاڑھی
تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھون پر جھریان پڑ ین رگین نکلی ہوئین اس صورت سے انہین
خیمون مین جاکر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹ کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا ہر کہ حال اس کا بیان
ہوگا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار و پر از صید و شکار دیکھ کر اترے ہین کہ ہر شاہ و شہریار
ادھر برائے تفریح ضرور آتا ہی قرادل و بہلیے عرض کرتے ہین کہ ادھر چلیے تو شکار ملے گا اور فرحت
بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادون نے یہی عرض کیا کہ
اُس طرف چلیے یہ اُسی طرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کاروان اترا ہوا
ہے اشتر چر رہے ہین بیل پھر رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خیمہ کھڑے ہین مال و اسباب کے صندوق
رکھے ہین سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہی اُس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہی شراب بیٹھا
پی رہا ہی دیکھ کے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہین ملازم اُس کا
گماشتہ پاس آیا وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا ہمارے
مالک گمان جادو شکار کو آئے ہین مصاحب بادشاہ طلسم ہین تمہین دیکھکر پوچھتے ہین کہ تم کون ہو اور

عنایت کے کچھ کلمات کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی
تھی کہ حیرت کی نظر اُس پر پڑی سمجھی کہ یہ بن میری لڑنے آتی ہی دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر لڑی گمان
کو دیوانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھپر لاف زنی کریگا اس سے
بہتر ہی کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اس سے لڑکر گرفتار کرلون باقی کو گمان قید
کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً کوس امان پر چوب پڑی مہرخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات رہگئی
یہ وقت ٹل جائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور داخل بارگاہ ہوئی
جو لشکر کہ بچا تھا اس نے بسترون پر پہونچکر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت کرکے ملکہ کے ساتھ چلا اگرچہ ابھی دن
بہت باقی تھا اُس نے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کردی طبل امان بجوا دیا
ملکہ نے کہا کہ میرے سر مین درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان مین نہ ٹھہر سکی خیر کیا ہوا تم تو عنایت
سامری سے اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو سب کو برباد کردینا اس نے عرض کیا تو حضور تشریف سمت بارگاہ
لے جائین مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہی آتا دن مین شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہان
عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہی جو آج تک آیا عیارون نے مار ڈالا آج سرداران حریف گرفتار ہوے
ہین عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پاکر ایسا نہ ہو کہ گزند پہونچائین اس نے کہا سب کتنے
عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنھون نے حواس خمسہ منتشر کردیے ہین سب اُن سے ناچار ہین
شش جہت مین دھوم ڈال رکھی ہی یہان کی عیاریان ان کے مرتبہ کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں گمان
نے کہا ایک ان مین کا کوکب پاس گیا ہی اور دوسرے کو کل مین نے گرفتار کیا ہی تین باقی رہے وہ
میرا کیا کرلین گے اور مین اسی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ وہ میری تلاش مین آئین اور انھین بھی
مین دیوانہ بنا دون یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ مین رہون یا کہین جاکر ٹھہرون عیار آئینگے
ضرور پھر جیسے یہان اُن کی حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل مین بلکہ لشکر مین کثرت مردم سے پہچان اُنکی
مشکل سے ہوگی اور صحرا مین بآسانی ہاتھ لگ جائین گے حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب
سمجھو وہ کرو یہ کہہ کر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو حکم آرام کرنے کا مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا باز دار قراول بہلیے وغیرہ چند لوگون کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤنگا زیادہ
انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہی غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ مصرع
صید را چون اجل آید سوے صیاد رود + یہان خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرکب چلا ہی فی الجملہ
یہ تو جاتا ہی مگر عیارون کا حال سنیے کہ جب مہرخ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی برائے تسکین
وہین حاضر ہوے اس وقت بہار نے کہا یہ بھڑوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچگیا کل اس کو مین دیوانہ
بناؤنگی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤنگی اے ملکہ مہرخ آپ کچھ رنج نہ فرمائین شراب

مسلح ہوئے سب جوانان سپاہ ‏ چلے بن سنور کے سوئے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عز و شان ‏ سوئے دشت قلب سپہ مین روان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام ‏ مسلح مکمل بصد احتشام
جو طاؤس پر ساحرہ تھین سوار ‏ ہنر کرتی تھین سحر کے آشکار
کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ ‏ کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزما کی وہ شان ‏ شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا مین نشان سرخ اڑنے لگے ‏ دل دہر مین شعلے اٹھنے لگے
اسی طرح جب پہونچے میدان مین ‏ صفین جم گئین آن کی آن مین
ادھر لشکر حیرت کینہ جو ‏ ستمگار و بدطینت و تندخو
نشان کالے کالے لیے ہاتھ مین ‏ دغابازی مکاری کی گھات مین
صف آرا ہوا آکے میدان مین ‏ پڑا زلزلہ دشت و میدان مین
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا ‏ جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو ‏ نمک خوار و تلوارین کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا دہی اندھیر اس نے کیا کہ کاجل دیدۂ دہر سے پیدا کر کے پتلون سے آنکھ مین دلوا دیا ساحران مہرخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا روتا ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت مین مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب دی کہ اے نمک حرامان مین ایک ایک کو کہان تک زیر و زبر کرون گا ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارۂ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنین نعرہ ہائے ہو لگاتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد پتھر کے ان کے گرد بن گئے ہوا ان گنبدون مین نہ جا سکی اور انھین نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پریزاد پنکھیا پھولون کی ہاتھ مین لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی اس کی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ پتلیان ایک چتر زرین لیے زمین سے نکلین اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی باقیماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر مین مخفی تھے بس ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ بحکم اجازت ہو کہ اس حرامزادے کو سزا دون یا اپنی جان آپ سے نثار کرون مہرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین د

عروس شجاعت پہ قربان تھے | کسی پر مرے دل مین ارمان تھے
کیا صاف یون جوہر تیغ کو | چمک جیسے گردون پہ تارونکی ہو
علم ہر رسالے مین تھے یون گڑے | گڑھے پانون گاڑے دلاور کھڑے
پھریرون کے اڑنے سے تھا یہ نشان | کہ ہر کشتی جنگ کا بادبان
سپر دور مین دور چرخ برین | چمک مین ہر اک پھول ماہ مبین
فروغ مہ نو ہوا آشکار | چمکنے لگا خنجر آبدار
کچھ اُس شب کو پیدا انیا ڈھنگ تھا | طلسمات وافسون ونیرنگ تھا
کیا ساحرون نے یہ سامان جنگ | بنانے تھے جادو سے مار و پلنگ
کہین ڈھول بجنے کہین بانسری | کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی
کوئی جوگی جیپال کو مانتا | یون دوڑ کو تان کرتا نتا
کوئی کرکے ڈنڈوت اوندھا گرے | کوئی سامنے بت کو پوجا کرے
کوئی بولے جے سامری جی کی ہے | اُٹھین پر لگی آس اُس جی کی ہے
کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت | کوئی دیکے آہٹ کہے ہوتہ ہوت

لشکرون مین تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھکر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اُس کی گھات مین پھر رہے تھے مگر جب اُس کے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہوکر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنکر خیمہ مین چلا ہی گیا ہرچند کہ نابینا ہو گیا مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کرون گا غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا ایک گوشہ مین لیٹ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے اُنھون نے اس کو دیکھا اور ایک نے اُس کے قریب آکر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہکر ہول کے اوپر کمند ماری حلقہ اس کمند کے ساحر کی گردن مین پڑے مگر اُس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا مین حضور کے خدمتگار کا بھائی ہون وہ آج ماندا ہو گیا تھا اپنی عوضی مجھکو بھیجا ہے اس نے ہنسکر کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین عیار ہون یہ کہکر اس کو گرفتار کیا اور زندان بھیجدیا پھر آپ سحرخوانی مین رات بھر مصروف رہا جب سودادی مادہ مزاج دہر سے دور ہوا یعنے رنگ ظلمت شب حرارت سے کافور ہوا کہ بمقتضائے مولفہ

لڑائی کا لشکر مین سامان تھا | فلک چرخ مین آکے حیران تھا
کٹی ہیبت تیغ سے جب وہ شب | گریزان ہوئے چرخ سے نجم سب
لیے مہر رخشندہ بھی تیغ تیز | نکل آیا گردون پہ بہر ستیز

سمت صحرا روانہ ہوگیا بعد اُسکے پھر اُس نے مبارز طلب کیا اور پھر ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہوکر لپٹ گئے ہر چند اُس نے نارنج ترنج مارے کچھ نہ ہوا اور اُن پتلون نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھوں مین لگا دیا پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہین آیا لیکن درخت لگے ہین اُن پہ پریان بیٹھی ہین بعض اُنمین ناچتی ہین پھر ناچتے ناچتے اڑکر ایک سمت چلین یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھوں مین پرچھائیون نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ دانستہ دیوانہ بنایا اُسکو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسی طرح جو اُس کے سامنے گیا گمان اُس کا ٹھیک نہ رہا کاجل آنکھون مین لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل مین شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے جب دیدۂ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پر ستارون کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا کہ ہمیت اُتاری مہر نے جب چادر نور ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہ شام کو لشکر گمان مین طبل بازگشت بجا یلات وگزاف کرکے پھر اکہ کل سب کو دیوانہ بنادونگا نام و نشان سب کا مٹا دونگا غرضکہ لشکر اپنی جگہ پر آکر قیام پذیر ہوے حیرت کے یہان جشن شاہانہ تھا ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے مین اُن نمک حرامون کو چین نہ لینے دونگا کل خاتمہ کردونگا غرض نفیر سحر پھونکی تہرخ نے سنی نقارہ حرب بجوا دیا پھر لشکر مین شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان مین تردد و انتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جوت کا دیا جلتا تھا کسی طرف شہپال ورزہشت کی پکار تھی کہین لونا چاری کلیجے کھانے پر تیار تھی مردے کی ہڈیون کے ملے جیتے تھے تلسی کی پرستش کرتے تھے کھوپڑی مردے کی سیندور سے رنگی رکھی تھی ایک طرف دھتورے پھل برگد کے جلتے تھے بیر ہنس ہنس کے باتین کرتے تھے گنڈے خون کے کھینچے تھے اگیاری پہ ہاتھ سینک کر منھ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگین تھین ڈھولے جھومتے تھے بزنین ایتراگی تھین ڈمرو کی صدا سے ہنڈولے چرخ گھبرایا تھا زحل اپنے اوپر چڑھا پایا تھا فلک پہ کئی ستارے کر رہے تھے آج کی رات و دن اپنے دیکھنا پڑے تھے منگل کے ساتھ راہ و کیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغون کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے جوہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا چہرے کاٹنے کا نشان تھا سپر دن کی گھٹا کالی تھی ضیا بار تیغ ہلالی تھی نئی بھرتی اور طرفہ بحالی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا مولفہ

	چمک تیغ الماس پیکر کی تھی بہادر جوشنت بڑھانے لگے		سراسر دمک آب گوہر کی تھی کمانون پہ چلے چڑھانے لگے	

وقتال مین آئی اس طرف سے حیرت بعبد فروکنت فوج ضلالت ساتھ لئے وارد میدان نبرد ہوئی آتش رزم سرد ہوئی آنے سے لشکر دون کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ اوج پہ آیا ہر ذرہ نے سر اُٹھایا ذرے ہوا مین تتق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑون کی ٹاپون سے قلعۂ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا ہتھیارون کی چقا چاق اور گھوڑون کے ہہمون سے گنبد آسمان و زمین غرانے کی صدا پیدا تھی گوش ترک فلک مین کری ہویدا تھی اسی روز سے ایسا بہرا ہوا ہی کہ مظلومون کی فریاد نہین سنتا ہی دلاورون کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہی کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے الحاصل صفین لگین کرنا پھونکی نقیر دم بند کرنے لگی نقیب للکارے گھوڑے سناٹے مین آئے زاغ و زغن منڈلائے معلوم ہوا کہ رن پڑے گا سرون کا ڈھیر لگے گا جادوگرون کے تخت ہوا سے نیچے اُترے سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے مرتج وگوگل کا دھوان فلک تک پہونچا منترون کے جاپ پڑھنیا سر دیکا گمان بے ایمان ساحرون مین دھنتر جوگی جیپال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا بعد ترتیب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لے کر میدان مین آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا دل خورشید مین آگ لگا دے گا یہانتک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاجل فلک سے گرنے لگا نہین معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھوان چھت پر چرخ کے جمگیا تھا وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر مین خوب گہرا لگ چکا یعنے بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیون کی طرح اسمین سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو انداز تھے اور گاہے مغرب کیجانب سایہ پرواز بعد ظہور اُن پتلہاے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو نام نے نہرخ سے اجازت لے کر اژدر اڑایا اور بر سر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا کہ وہ پرچھائیان دوڑ کر لپٹ گئین اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بد اندیش مین اندیشہ پیدا ہوا یعنے گمان ہوا کہ پتلیان جسطرح لپٹ گئی ہین اگر یہ بھینٹ دے کر پھیرون گا تو میرے لپٹ جائین گی پس بہتر یہی ہی کہ اس سحر کو باطل کر دون یہ سوچکر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اس کاجل مین پھر سما گئے یہ سحر دیکھ کر بہار نے با واز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہی یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو تجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہی بس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب اُلٹ گیا خیالات فاسدہ نے مرتبہ یقین درست نہ رکھا اخلاط فاسدہ تجارات غلیظ دماغ و قلب مین معدہ سے پہونچے صفرا و سودا و بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اژدر سے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا

روانہ ہوے یہ سب خبرین دربار مین مہرخ کے بھی پہونچین سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب مین پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اس نے سامنے بلوایا اور نامۂ حیرت پڑھا اُس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کر کے افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ یہان خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہی کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت آئی ہی اور تضحیک ہوتی ہی یہ حکم سنکر سپہ سالار رخصت ہوگیا اور شاہ نے بغضب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور پرچھائین پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی شاہ نے حکم دیا کہ اے وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جاکر پے استیصال باغیان بھیجدو وہ پرچھائین یہ حکم سنکر غائب ہوگئی بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا کیا حکم ہوتا ہی کہا جاؤ لشکر اسلام نمک حرامون کا برباد کرو عیارون سے بچتے رہنا ساحر سلام کر کے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر سامری وقت جیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر یہ گمناس برادر خناس دجال کا نواسا لونا چماری کا پوتا شہپال وزیر دہشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان نے مشعر بہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا وس نے سرداران استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہونچا لوگ استقبال کر کے لے گئے اس نے ملکہ کو جاکر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اس کا اُترا عیار بصورت مبدل خبر دریافت کر کے آگھڑے ہوے اس نے بھی اُس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جس وقت کہ زنار تار شعاع مہر ہندو فلک نے اُتارا اور بربط پر کوہ ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگی نے بچھایا کہ

چو شمع جہان شد نجسم اندرون | بیفشاند زلف شب قیر گون
تبیرہ برآمد ز ہر دو سراے | بدان رزم خورشید بد رہنماے

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب پڑی عیارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو خبر دی وہ مقام اس گبر کا سنکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سردارون نے عرض کیا کہ اے ملکہ خدا لایزال قوی و توانا ہی اس پر تکیہ کیجیے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے غرضکہ ادھر سے بھی کوس جنگی گڑگڑایا لشکر مین غلغلہ بلند ہوا دربار سے اُٹھکر سردار خیمون مین آئے عروس تیغ زنبور جوہر سے اُس شب سنواری گئی غلاف مین سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دلھن نے منھ دکھایا شرما کر سر جھکایا قامت رعنانے غضب کا کاٹ بے نخل قامت اعدا پایا جب رن پر چڑھے گی جوڑا شہانہ خون سے رنگا پہنے گی غضب کی چھل بل اور رفتار دکھائے گی ہزارون گلے کٹوائے گی جان اس پر لوگ نثار کرینگے مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم بھرینگے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونون لشکرون مین برپا رہا دم سحر جب داغ خاطر عشاق کی طرح سینہ سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کہ ہیت ہوا ے دامن باد سحر نے چراغ قصر گردون سب بجھاے مہرخ بہزاران جاہ وجلال عسکر نصرت مال کو ہمراہ لے کر میدان جدال

اُس درخت کی طرف دیکھنے لگے اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھولدو ایک اس مین سے
لشکر کا گھبرا رہا تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکو کھول کر تہ بان سے سوزن نکالی کر یہ
اٹھکر درخت سے اترا اور ایک کپڑا اُن سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کرکے وعدہ کیا کہ تم لشکر
مین آنا مین بہت کچھ تم کو دونگا وہ سب خوش ہوے اور یہ وہان سے لشکر مین آیا سرداران زنار نے
جو اسکو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہی جس نے زنار کو مارا ہی اور ریم کو لڑوایا ہی کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے
کہ سپہ سالار کی صورت بنکر عیار آیا تھا یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اس کو گرفتار کرکے مارین شاید اب یہ کوئی
تدبیر مین آیا ہی غرضکہ پہلے تو یہ سب آہستہ آہستہ رقیب ہوے اسکے جانب چلے اور یہ ان کو روتا دیکھکر متفکر
ہوا کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہی وہ بیساختہ اسپر جا ہی پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور مکے مارنے
لگے یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطہ جمشید کا مجھکو کیون مارتے ہو ادھر سے
شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہی کیون مارتے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی
بس ہوا ہی تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو چوتھا بولا اجی مار مار کے مار ڈالو غرض ایسی باتین کہتے تھے کہ
جسکا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھون بیٹ چٹاخ پٹاخ ارے لینا مارو سور کو لگے لگے اور پانچ جوتی ہٹ
بٹر بکی کیون بے تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہی خبردار چھوڑنا نہین کی صدا بلند تھی اور جوتیان
پڑ رہی تھین غرضکہ ایسا مارا کہ اس حرکو بیدم کر دیا کھوپڑی اوچھی ہوگئی آبرو مارے ڈر سے بھاگ کے
جاتی رہے غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا ارے جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہی وہ اُدھر سے چلی اور
یہ سب ٹانگ پکڑکے گھسیٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا دُہائی ملکہ حیرت کی ارے مجھے
مارے ڈالتے ہین دُہائی افراسیاب کی یارو کیا غضب ہی میری جان گئی یہ سنکر پھر سب نے جوتا اُٹھایا کہ
صرصر آگئی اور کہا ٹھہر جاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہی سب نے کہا دیکھیے نہین ہی یہی تو وہ ہی جس نے ہمارے مالک کو
مارا ہی صرصر نے قریب آکر بہ نگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہین ہی اس کو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر
ہو یہ سب اس کو سامنے ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا کہ دسوا اس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور
اپنے رہا ہونے کی معرض بیان مین لایا اور رونے لگا لشکری یہ حال سنکر پشیمان ہوے کہ ناحق ہم نے اپنے
افسر کو مارا ادھر ملکہ کو کچھ اس کے حال پر ہنسی کچھ اپنے ادبار پر رنج خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت
سی تشفی دی پھر کہا نامہ میرا تم شاہ کے پاس لے جاؤ اس نے کہا کہ اب مین کسی کو منھ نہ دکھاؤنگا سیدھا
اپنے گھر جاؤنگا کہ سارے لشکر کے سامنے میری عزت گئی حیرت نے کہا یہ تمھاری ہتک نہین ہوئی ہماری
ہوئی یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہی اس کو سمجھا کر بٹھا دیا تمام لشکریون نے بھی عذر معذرت کی اور
اُس کے ہمراہ سمت باغ سیب لاش زنار کی لے کر چلے اُدھر سے وہ خدمتگار اور ساحر جس کو قران
و ضرغام بیہوش کرکے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہوکر چلے تھے راہ مین ان کو ملے اور حال سنکر شریک ہوگئے

منزل فانی کی راہ کاٹتی تھین مار مار کی صدائین مار سنکر لہو جاٹتی تھین کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی آب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریاے ہستی کو شمشیر نے مثل پیراک کے کاٹا تھا دل مین بیر کر کلیجہ کا لہو چاٹتا تھا غول ساحرون کے تہ و بالا نظر آتے تھے شاہد تیغ کے کرشمے نئے رنگ دکھاتے تھے طبع معشوق کی طرح تلون مزاج تھا کسی صف کو بچھایا تھا تو کسیکو الٹا تھا نظم

چمکنے لگی برق جان سوز تیغ — چلی خرمن زندگی بید ریغ
وہ تیرون کی سن سن کا غل چار سو — دلیرون کے نعرون کی وہ ہاے ہو
ہوا مین سمایا تھا ایسا غریو — جہان مین جہان سنیے پیدا غریو
شب تیرہ مین تیغ تھی یون رواں — پہاڑون مین ہو جیسے بجلی طپان

حیرت غلغلہ سنکر باہر نکل آئی ادھر برق نے صرصر کو کھولدیا اور کہا استانی جاؤ تماشہ دیکھو ہم نے دو لشکرون کو لڑوایا اور حیرت جادو سے کہدینا کہ زنار کو میرے شاگرد جناب برق سنفی النار کیا صرصر اس کو برا بھلا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپسمین لڑچکی اس وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی یہان حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جاکر پہونچی اور کل کیفیت معرض بیان مین لائی ملکہ نے اپنا منھ پیٹ لیا پھر بزور سحر پرواز کرکے بر روے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان مین اسکی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی ملکہ نے ہنگامہ کم دیکھا پکار کر کہا آپسمین مت لڑو لے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہکر بارگاہ مین چلی گئی فوج زنار جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ اور افسران لشکر حیرت بارگاہ مین سامنے ملکہ کے گئے ملکہ نے چالاکی عیاران اور حال قتل زنار بیان کیا پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا اس ہنگامہ مین رنگ چہرۂ ترک شب خوف سے اڑ گیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی مہر دامن روز مین ڈھلکا نظم

چو بر زد سر از چشمۂ خورشید — جہان گشت چون روے روحی سفید
نشستہ جہاندار بر تخت عاج — ز بر زور یاقوت بر سرش تاج

دم سحر فرخ تخت شاہی پہ جلوہ گر ہوئی سردار جور ہا ہو کر آئے تھے اُن کی نذر گذری عیارون نے آکر سب حال بیان کیا ان کو خلعت عطا ہوا ارباب نشاط حاضر ہوے جلسۂ عشرت آغاز ہوا ادھر زنار کی لاش اس کی فوج نے اٹھائی اور جایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وسواس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا رات بھر مین اس کی بیہوشی اتر گئی اور چونکہ اس کی زبان مین سوزن تھا اس سبب سے سحر پڑھکر اپنے تئین کھول نہ سکا صبح کو جب کاہ کش اور ہیزم فروش صحرا مین آئے اس نے ان کی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑاے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پہ کوئی آسیب ہے یہ جانکر کچھ بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کر کے

نکلجائے گا لازم ہو کہ در خیمہ پہ خدمتگار بیٹھا ہو اُس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ والون یہ سوچکر برق کی باتون کا جواب سچ سچ دیتی ہو یہ اُلٹے پاؤن پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہین سچ ہو سچ ہو خیمہ کے باہر نکلی خدمتگار سے کہا جلدی آ عیار اندر ہو پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور اُسکے ساتھ جلدی سے اندر آیا اس نے پہلے للکارا کہ اے موے برق اب کہان جائے گا برق نے جلدی سے ایک لات کھڑے ہوکر زنار کے ماری کہ وہ تو سبوچہ شراب کی طرح لنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر کو جیسے صرصر لائی ہو حباب مار کر گرا دون کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہو اور سحر نہین پڑھتا ہو اس کو پکڑ لے اس ساحر نے یہ سنکر دوڑ کر صرصر کو گود مین اُٹھا لیا اور کہا اُستانی میر ابھی سلام ہو اتنی جلدی کیون کرتی ہو زنار کو مارے لیتے ہین گھبراؤ نہین صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو جھتر قران پایا بس دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہو برق بھی یہ حالی دیکھکر خوش ہوا اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہو کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لین کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہین پھر جو یہ کچھ شرارت کرین گی تو ہم کہین گے نکٹے جیسے بُرے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اورون کے بھی کان ہو جائینگے پھر کیا منھ اور امکان کسی کا جو ہمارا سامنا کرے قران نے کہا کیون استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لین صرصر نے کہا ارے موے مین تمکو اپنی ایڑی چوٹی پہ سے صدقے کر دون ناک اُسکی کاٹو جو تمھاری استانی ہو لو موے غارتیون کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے گیند عیاری کا منھ مین دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اس نے سر زنار کا کاٹ ڈالا اور قران نے دوڑ کر اپنے سردارون کی زبان سے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھکر سب اڑے اور لشکر زنار پر نارنج تیج مارنا شروع کیے العیاذ باللہ ایک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ پتھر برستے تھے دوسرے انھون نے ہنگامہ برپا کر دیا قران نے نکلکر ایک حقہ آتشین داغ کر خیمہ پر مارا کہ خیمون مین آگ لگی اور اوپر سے بھی شعلہ گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزون تھی غیرت ہامون تھی فوج زنار غفلت مین بہت سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر رو بفرار لایا سمجھا کہ لشکر مہرخ نے شبخون ہمپر مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت مین دوڑ گیا اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تمپر آتی ہو طلایہ دار نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی پلٹنین جلد تیار ہوئین فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت ان کو دشمن سمجھ کے لڑنے لگی اور یہ اس کو فوج مہرخ سمجھ کر بھڑ گئے گھمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا ہونا جاری کی پکار ہونے لگی ماشون کے چھرے گویون کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل بجلیان بنکر گرتے تھے ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی سرکشون کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلوارین رد و برد

اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ مین آیا جملہ سرداروں کو طلب کرکے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا دی بائین
قید کیا اور ایسا سحر کردیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنالیا
کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت مین جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی وہ سراپردہ جو
قناعت کی طرف تھا گرادیا کہ سامنے سے قیدیوں کو دیکھتا رہوں گا جب یہ بند و بست کرچکا تو ایک
خدمتگار کو پکارا قران بھی بشکل خدمتگار تھا یہی حاضر کہہ کے سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے
پہ حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائیگا اور سب نوکروں سے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہے خبردار
یہان نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند زر پر بیٹھکر کشتی شراب
و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کرکے روبرو سے منہ پھیر کر
شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو خالی بیہوشی دیا جب اُس کو نشہ ہوا اس وقت سمجھا کہ اب پہنگام
سحر جام پر نہ ڈالے گا بس بیہوشی ملا جام دیا وہ بھی پیگیا یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ
مین نہ تھی یہ طلسم باطن مین کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت پہونچکر تسلیم کرکے ٹھہری
تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہی اُس کے سپہ سالار نے
ایک ایک تاریخ مین سرداران مہرخ کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم مثل نافرمان وغیرہ سے اُس کا
تاریخ تک رد نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئین کہ مجھکو بیان کرتے شرم
آتی ہے کچھ اُن سے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا مجھکو اندیشہ عیاروں سے ہی تو جا اور اس کی
حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہان سے لیتی جا کہنا اپنے یہان کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہیں مبادا پہلے
ہی کسی عیار نے اُس مین بیہوشی ملا دی ہو اس سے یہانکی کی شراب پیو صرصر یہ حال سنکر متعجب ہوئی اور
اشتیاق پیدا ہوا کہ چلکر دیکھو تو وہ کیسا ساحر ہی جس نے یہ کارنمایان کیا ہی غرض کشتی شراب کی اور میوہ لے کر
چلی جب در خیمہ زنار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہی اور قران نے بھی اس کو دیکھا جانا کہ دو کے پھر سمجھا
کہ یہ تم کو پہچان لے گی جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اس وقت سمجھ لینا یہ سوچکر اس کو گردن جھکا کر کے آنکھ
سے آنکھ نہ ملے سلام کیا یہ سلام لے کر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار زنار کو شراب پلا رہا ہی اس نے وہ کشتی
سامنے رکھکر اور میوہ دیکر پیام ملکہ کا کہا کہ فرمایا ہی یہ شراب پینا اور عیاروں سے ہوشیار رہنا یہ کہہ کر غور جو
کیا تو زنار کا کام تمام پایا اس قدر سرشار دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اس وقت اس نے سپہ سالار پر
نظر فطرت ڈالی سپہ سالار بھی گردن اُٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتی ہی دو نمرات کا نکالا ہی مجھکو بھی کوئی اور بنایا
ہی اری وہ ہون مین کہ سرداران حریف کو پکڑ لایا ہون اور اب میان کا کام انجام کو پہونچاتا ہون اگر
ایسا نہ کرتا تو میان میرے ہتے نہ چڑھتے اعتبار نہ مانتے صرصر نے یہ سنکر پہچانا کہ یہ برق ہی چاہا کہ زنار
سے کہون مگر اسکو بیخود پایا سمجھی کہ اُس کے کہنے سے تو بھی پھنس جاؤنگی اور یہ عیار قتل کرکے اس کو صاف

دیکھا کہ اس مین سے ایک شعلہ چمکا اور دھوان نکلا سر خموشل سر مست کے چرخ کھا کر طاؤس سے گر پڑی سنے
ساحرون کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لے گئے اور اس نے عیب بنیب دی ابھی ملکہ نافرمان ردبرو آئی اور رہ
پکاری کہ لا حربہ بسحر اس نے ایک ناریل چکر دے کر مارا نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکا کی مگر کچھ نہ ہوا
ناریل جا کر منھ پہ پڑا اک شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہو گئی جادوگرون نے آکر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا
کر آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اُسکے منھ پہ گلدستہ مارا کہ منھ پر پنکھڑیان اس کی بکھرین اور
وہ بیہوش ہوئی گرفتار کر لیا وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہی کہ طرف داران اسلامیان پہلے آپ سحر نہین کرتے ہین
اسی سے حربہ طلب کرتے ہین اور نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کر رہا ہی ادھر جانسوز اور
ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہی اُسوقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہین کہ یہ برق عیار ہے
پس وہ بھی کچھ تدارک نہین کرتے ہین الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیس چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار
کیے اس وقت بہار نے چاہا کہ مین جاکر لڑون برق ارادہ بہار مفہوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو سحر بلاغ و
بہار کا کرے گی میری عیاری کھل جائے گی پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرقہ نمک حرام اب دن کم رہا ہی اس وجہ
سے طرح دیتا ہون اگر تم نے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ فنا دکھاؤن گا سب
کو خواب عدم مین سلاؤن گا ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیے مگر برق میدان سے پھر گیا
زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار مین کیا کہنا اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا
لشکر دونون پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار زیر
نثار کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی لشکر نے کمر کھولی خلعت بہت بھاری حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا پھر
عیش مین مصروف ہوے تمام دن بارگاہ ملکہ مین زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار لاف و گزاف کیا کیا کہ اے
ملکہ مین کل سب نمک حرامون کو پکڑ لاؤن گا اور بہار کو وہ جوتیان لگاؤن گا کہ بھیجا نکل آئے گا سب
تعریف کر رہے ہین کہ آپ ایسے ہین لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل مین بُرا مانتی ہی کہ یہ مجھپر طعن ہی
یعنے گویا یہ در پردہ کہتا ہی کہ تمھاری بہن پر کیا مین سبقت لے گیا تم پر عذاب آیا ظاہر مین یہ بھی تعریف
کر رہی ہین ناچ ہو رہا ہی حاصل یہ کہ سبب فرد خورشید سے دفتر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا اور
رقم انجم کو کتاب سپہر پر چڑھایا کہ بمقتضائے ابیات

چو پیدا شد آن چادر قیرگون — درخشان شد اختر برنگ اندرون
مغنی ہمہ ساز بر داشتند — بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ مین دن بھر کا خستہ ہون اب جاکر آرام کرون گا ملکہ نے کہا اچھا جائیے
مگر قیدیون کو اچھی طرح رکھیے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا کہ عیاران کی فکر مین ہونگے
اگر اکیلا پا لین گے تو زندہ نہ چھوڑین گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اس نے کہا بہت خوب

ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان مین اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی دکھاکر مبارز طلب ہوا لشکر مہرخ سے ایک ساحر نامی سمار جادو نام مقابلہ مین گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس بہادر نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اُلٹا پھر گیا زنار نے اپنی غصہ مین آکر ایک ناریل سحر کا مارا سمار نے ہرچند رد سحر کیا مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک ساحرہ کبینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سمار کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے اب کی ناریل سحر کا مارا کبینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا بیرون نے اُسکے غل مچایا اور زنار نے پھر مبارز طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہونچی زنار نے پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج نکالکر سمت فلک اچھالا اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اچھالا یہ حرکت دیکھکر ضرغام جو لشکری بنا ہوا اسکے لشکر مین کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار اُچھالکے جو لگائے گا تو یقین ہی کہ سرخمو سے رد سحر نہ ہوسکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہوجائے پس نارنج نہ لگانے دو یہ سوچکر اُس نے تیسری مرتبہ نارنج اُچھالا ضرغام نے غول مین فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کرکے ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا کیونکہ وہ اسی طرح کا تھا کہ جبتک تین بار اُچھلکر نارنج نہ لگے سحر پورا نہ ہو ضرغام نے اس مین فرق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہوکر کہا کہ اے سرخمو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہین سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی پھر اس نے بھی دھمکانے سے کہدیا کہ ہان میرے ساتھ کئی سو پتلے ہین اس نے کہا تو اچھا لے اس سحر کو رد کر یہ کہہ کر ایک تیر نکالا اور اس کے پیکان پر سحر پڑھ کر کمان مین پیوستہ کرکے چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے اب کی چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونون کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل مین سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہی اُدھر مہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا چانسو رجو لشکر مین کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہی مہرخ کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ جا پڑے دن اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائیگا تو سرخمو گرفتار یا قتل ہوجائے گی اب اس کافر کور کو اور جو عیاری تجویز کرچکے ہو وہ آغاز کرکے اس کو جہنم رسید کردے یہ سوچ کر اس نے اژدر سے کہا زنار کے پاس مجھکو بھیج وہ اڑ کر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہی ناموری حضور کی اس مین ہی کہ آپ کا ملازم اُس کو زیر کرے پس امید وار ہون کہ مجھکو اجازت حرب دیجیے کہ مین اُس کو باندھ لاؤن زنار نے کہا تجھکو سپرد خداوند سامری کیا یہ حکم سنکر اژدر اُڑ کر میدان مین پہونچا اور پکارا کہ اے لکاتا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا اے اس ضرب کو یہ کہکر ایک نارنج کچھ بدبدا کر مارا سرخمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے از بسکہ نارنج عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہرچند دستکین دین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منھ پر پڑا اور رشق ہوا سب نے

المختصر میدان مین ہوچکر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پہ بیٹھی ہوئی اور بنگلہ پہ دوے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادوگرنیون کا گرد ملکہ مجمع سپاہ ساحران ہوا یون پرسوار بڑے تزک واحتشام سے جاے کارزار پر آکر ٹھہری ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا قران جو بشکل خدمتگار بنا تھا جہان اور خدمتگار تھے وہین جاکر ٹھہر ارہا کہا میدان جنگ مین ہم لوگون کا کیا کام ہی جب میان پھر کر آئین گے اس وقت ان کی خدمت ہم بخوبی کرین گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہولیا لیکن برق جو بصورت وسواس سپہ سالار ہی اس نے اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر بزور سحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست وچالاک اُس وقت ایک ملازم نے عرض کی کہ حضور مین اژدہا بنتا ہون آپ مجھ پر سوار ہون اور مجھ سے بھی کام لینا نہ پڑے گا جدھر آپ فرمائیے گا اُدھر مین چلون گا برق نے اسکو ایک مشت زر نکالکر دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا عہدہ بڑھادین گے اور تم کو خوش کرین گے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور برق اس پر سوار ہوکر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون کا آکر اس نے ترتیب دیا اور پس پشت اپنے سب کو لے کر اژدر اُڑاتا منھ سے شعلہ آتشین اژدھے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا زنار جٹائین خاک آلودہ لٹکاے چھوے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم مین لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا دادگاہ مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت بدسیرت تھے کہ ہر ایک کے موئے زہار لنگوٹون سے باہر چہرے اپنے خوک وخرس کے بزور سحر بناے ترسولون پہ ماران سیاہ لپیٹے تھے تھالیان ہاتھ مین اُن مین چوکین روشن کیے چوکون کی لو پر جب وہ چانول اور ماش مارتے انہین سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ مین صف بستہ ہوئے ؎

تنش زشت ودینی گزد روے زرد	بد اندیش وکوتاہ ودل پر زدرد
دو چشمش کژ وتیز ودندان بزرگ	براہ اندرون کژ زدہ ہچو گرگ
ہمان بددل وسفلہ وبے فروغ	سرش پر زکین وزبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہوچکے اس عرصے مین یہان میدان پاک وصاف ہوچکا تھا تخت شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے جھگھٹے تھے نارنج ترنج اچھلتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہی مگر جادۂ رشتۂ شمشیر راہ ملک بقا ہی جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ نام و ننگ ٹھہرا یہی گو یہی یہ میدان ہی مردی ونامردی کا امتحان ہی کہ بیت بخیر شادمانی وجز نام نیک + ازین زندگانی نیابی تولیک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آپہونچا ہی اس نے اژدر اُڑا کر

ضرغام اُس کو صحرا مین لایا اور بیضۂ بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اُس کا پہنکر اُسکے پڑاؤ پر آکر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونون قران سے رخصت ہوکر چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اُسکو کنارے لشکر کے ملا اُس نے اُس سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بارگاہ حیرت سے اُٹھکر اپنے خیمہ مین آئے ہین اُنھین کا ملازم ہون پیچھے رہگیا تھا اب مالک پاس جاتا ہون قران نے کہا بھائی ہمین بھی کہین نوکر رکھا دو بیکار ہین تمھین دعا دین گے اس نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو ایسے کھجلے بنائے ہین ملکہ حیرت کیلیے بکاول کیلیے نمونہ لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک کھجلہ کمر سے نکالا اور کہا لو اس کو کھاکر دیکھو خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ کھجلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا قران اس کی صورت بنکر اور اُس کے لباس سے مُحلی ہو کر اُس کو درخت سے باندھکر آپ در خیمہ زنار پر آکر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہاے کواکب چن لیے اور باد سحر نے سموم آسا لے غنچہ ہاے نجوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بمقتضاے

ابیات

چو روشن شد آن چادر مشک رنگ	سپیدہ بد از روز آویخت چنگ
چو پنہان شد آن چادر لاجورد	جہان شد ز دیدار خورشید زرد

رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی تھی صبح ہوتے ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہو کر بارگاہ کے در پر مہرخ کو لینے آئے مہرخ دعا درگاہ خدا مین کر کے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ بہار بصد آرایش و وقار محل سے نکلی تخت ان دونون کے فیل سحر پر کسے گئے چھتر پھرنے لگا گرد طاؤسان زرین بال پر جادوگرنیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر طائران سحر پر بیٹھے ہوے نفیر سحر بجاتے چلے نقارے جنگی گرد گرد انے لگے بصد حشمت و جاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی کہ بموجب

ابیات

براں پیل جادو کہ نشست شاہ	بیاورد از خیمہ لشکر براہ
ببالاے صنوبر بسرخ چون بہار	برچینز مانندۂ شہریار
ہمہ لشکرش یکسر آراستہ	کشیدہ ہمہ تیغ پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان	ہمان تازی اسپان برگستوان
ز یاقوت و زر گوہر شاہ دار	ہمہ جامہ و آلت کارزار از
ہمان تخت زرین و انگشتری	در از زیب اندر جہان مہتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد	چو آتش سپاہش بکین تیز شد

جدھو بکھو تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلو ابھیر دن نار سنگھ کی پکار تھی اُس طرف زنار کے لیے خیمہ رفیع استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اُٹھکر خیمہ مین آیا اور سحر جگانے لگا لشکر مین بھی اُس کے یہی سامان تھا مگر برق فرنگی وغیرہ عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ یہان عمرو موجود نہین ہین اور نہ نارہ کو زبردست سمجھکر شاہ طلسم نے بھیجا ہی مباد اکل ہمارے لشکر مین کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا بس چاہیے کہ ہم لڑائی سے پہلے کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ کرکے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا مین آئے اور زنبیل بھائی قران بھی آیا اُس سے اپنی رائے ظاہر کی اُس نے کہا اچھا تم دو نو جاؤ مین بھی آؤن گا یہ سنکر ضرغام و برق صور مین ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدو مین ہوم ہو رہا ہے دمامہ بجتا ہی تیاری جدال مین ہر ایک مصروف ہی ہتھیار و نکی درستی سے مالوف ہی یہ ہر سمت پھرے لیکن تدبیر بن نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہگئی اُسوقت دو نون الگ الگ ہو کر مایوس اپنے لشکر کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنارہ ہوا اس جادو نام کے ہوا اور وہ خیمہ سے نکلکر برائے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اُس کو تجویز کیا اور دوڑکر اُس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا مین آپ کو دکھاؤن اُس نے پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے کہا کہ مین لشکر حیرت کا ایک ملازم ہون اس وقت آپ کے لشکر مین آیا تھا دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے مین نے چاہا کہ گرفتار کر لون مگر ہم لوگ ان عیارون سے ایسی زک پاچکے ہین کہ میرا حوصلہ اُن پہ ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ مین اکیلا تھا بس اگر آپ چلین تو ملکر اُن کو پکڑ لین یہ تقریر سنکر وہ اس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہی میرے مالک کی بڑی ناموری ہوگی غرض شادان و فرحان اُس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا برق نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہی وہان پر بیٹھے ہین یہ اُس طرف دیکھنے لگا اُس نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ منھ پر پڑا اور وہ اُس کے غبار سے بیہوش ہوا برق نے اُسکو خوب بیہوش کرکے کپڑے اُتار لیے اور اُس کی کمر مین کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُس کے خیمہ مین آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا بیان کیا جائے گا مگر ضرغام جو مایوس پھرا اس نے ایک ساحر کے بستر پاس جاکر پکارا کہ اے برادر جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھین بلاتے ہین وہ ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہان ہین لشکر حیرت سے نکلکر کسی کام کو صحرا مین آیا تھا وہان ایک افسر کھڑے تھے مجھ سے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو کہنا سپہ سالار بلاتے ہین مین اُن کے کہنے سے آیا ہون اور کچھ نہین جانتا ہون یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا مین شاید درستی سحر کے لیے گئے ہون گے یا کسی عیار کو دیکھ کر گرفتار کرنا منظور ہوگا بس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو

ہوگا اس وقت اسد ہلاک نہ ہوسکے گا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نے دہین بیٹھے بیٹھے بتلا دیا ان کو ملک داری مین بہت سلیقہ ہے غرض تعریف کرکے نامہ کا جواب لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین نے زنار کو بہر استیصال لشکر باغیان تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر معززہے اس کی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کریگا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کردے گا مین نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہون وہ سب جمع ہون تو انتظام طلسم کشائی کرون یہ نامہ طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا ملکہ نے نامہ گلے سے کھولکر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کرکے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کرکے لیگئے اُس نے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ خیریت اترو ایا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت عطا فرمایا اور کُل زرین پر بٹھایا ساقی نے حسب ایما ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اُس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اُسوقت ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا اُس نے جو کچھ جواب وہان سے آیا تھا اُسکو بتصریح وار بیان کیا ازبسکہ عیار لشکر مہرخ برائے خبرگیری بہ شکل مبدل یہان رہتے ہین انھون نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے اُستاد نے گوارا کی تھی وہ مراد برآئی فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے پھر صفحۂ روزگار پشت و روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز نشی دہر نے جاری فرمایا

ابیات

ہمی گشت گردون شتاب آمدش
شب تیرہ را دید تاب آمدش
برآمد یکے زود کشتی ز آب
بپالید رنج و بپالود خواب

سر شام اُس نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نقارۂ جنگی گڑ گڑا ایا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعاے عمر و دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا

نظم

کہ ہموار شاہِ جہان شاد باد
سخنگوے دہا بخت ہمراد باد
تو بیدار باش و جہاندار باش
خردمند باش و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہان پہونچے اور وہ ہدایات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا اس کو جواب سخت وہان سے ملا بے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہوکر ایک ساحر زنار جادو نام کو بھیجا ہے اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہے یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی جاگ منتر دنکے جاپ شروع ہوئی

ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی / کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی
ہجوم بزدلان سے کیا ہی حاصل / بھلا کب شعلہ و خس ہون مقابل
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد / ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد
محبت سے لکھا جاتا ہی حضرت / کہ اب بھی چھوڑ دیجیے یہ کبر و نخوت
دگر نہ پھر کہان افراسیابی / نہ کیجیے موت آنے مین شتابی
زیادہ کیا لکھون اے مشفق من / بنایا دوست کو خود تم نے دشمن
خدا توفیق نیکی کی تمھین دے / تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ ندرت نگار اس مقام پر روک کر نامہ مشک ختامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے مین پھر جنگ مہرخ ایک ساحر معزز طلسم زنار آفت چشم جادو نام کو طلب فرمایا ہی اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہی ہنوز اُسکو کچھ حکم نہین دیا کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اُسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کے لیے ہنسکر گویا ہوا کہ دیکھیے کوکب لیا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بیدین ہو گیا بس ایسے کی بات کا بُرا ماننا کیا مین اب اُس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہی اب مین اُسکو سزاے معقول دونگا اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب کیا چیز اور ترک بے ایمان ہو گیا نامہ بھی خداے نادیدہ کی تعریف مین لکھا ہے آپ سحر وہ بھول جائیگا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا اول تو یون ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ تھا چہ جائیکہ سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہی اُس کی شامت آئی ہی شاہ طلسم اُن باتون کو سُن کر خوش ہوا اور زنار سے کہا تم جاؤ لشکر مہرخ سے جنگ آغاز کرو مین قتل اسد کی تدبیر کرتا ہون زنار یہ سنکر آداب بجا لایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کر کے اژدہے پر چڑھکر بہ تجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ پیش کوکب نہ ٹھہرا عمرو کا بڑا مرتبہ ہی کوکب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہی آپ غفلت نہ کرین اسد کو قتل کر ڈالین آگے آپ کی جو مرضی مین جانتی ہون کہ جب جنگ عظیم کا سامنا

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
تن باغ جہان بھی ہے لرزتا

عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید

سحر دم بھر کو گر خندان ہے ہوتی
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی

دل لالہ مین داغ اس نے دیا ہی
گلون کا گل چراغ اُسنے کیا ہی

سرو نے گرچہ آزادی ہے پائی
پھنسی قید محبت مین ہے قمری

شگفتہ کر کے ردے گل کو اُسنے
دیا ہے خار و غم بلبل کو اُسنے

فلک کے جور سے ہو کر پریشان
ہے سنبل باغ مین باموے عریان

دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزان کے غم سے سوسن ہے سیہ پوش

خزان کا دیکھ کر ازبسکہ سامان
ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران

ہوا عجب جور گردون کا یہ نقشہ
تو پھر بیجا ہے کبر اے شاہ والا

فتور عقل ہے حضرت سراسر
عدو کو جاننا اپنے سے بدتر

عمرو کو سمجھتے ہو مکار و غدار
سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار

پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک
کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک

فلک کے سمت جو تھوکے گا شاہا
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا

کہان تم اور کہان عیار عالم
کہان جنت کہان نار جہنم

کہان گندم نمائی جو فروشی
کہان پائی فلک پر سنبلہ کی

عمرو پشت پناہ مومنان ہی
عمرو شاہنشہ شاہنشہان ہی

خیال خام ہے یہ اُن کی نسبت
کرے اُن کو مدد دینے کی حسرت

خدا جس کی مددگاری کرے گا
بھلا اُسکو مدد کیا کوئی دے گا

اُنھون نے کلبۂ احزان کو میرے
عطا کی روشنی تشریف لاکے

بُلایا ہے اُنھین خود مین نے ایجا
کہ اُن سے دست بستہ کچھ کہونگا

مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ
محبت کا ہوا تھا یہ تقاضا

سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
کہ بچنا ملک دشمن کے ضرر سے

وگرنہ غازیان صف شکن کا
جوانان تہمتن تیغ زن کا

ارادہ ہے کہ آئین اُسلوف کو
الٹ دین ایکدم مین رن کی صف کو

معاذ اللہ اجل پھر جس کو تاکے
ہدف سے کب بچے تیر قضا کے

کرے سیل فنا جس گھر کو برباد
تو کیا بالو کی دیوارون کی بنیاد

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے
کہ جو چرخ رسالت کے ہین تارے
محمد آفتاب چرخ اسلام
چراغ آفرینش روح اجسام
شہ لولاک وممتاز دو عالم
معظم آستان فخر آدم
بہار گلشن ایجاد وہ ہین
ظہور عالم آباد وہ ہین
ہوا ہی نور اُن حضرت کا پیدا
ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا
خدا کی ہو گی اس عالم پہ رحمت
قدم رنجہ کرینگے جب وہ حضرت
پس از توصیف سردار رسالت
لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت
کہ اے شاہ جہان سلطان ذیجاہ
ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ
بہار بوستان شہریاری
گل نزہت فزا اے تاجداری
چراغ افروز بزم عقل و تمکین
فروغ افزا اے علم سحر آگین
ہلال آسمان سحر سازی
فلک تمکین پئے نیرنگ بازی
درخشان اختر اوج شرافت
دُر افشان ابر دریا بار رحمت
شہ افراسیاب آسمان جاہ
کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہی ماہ
لکھا جاتا ہی تم کو بعد تسلیم
ادا کر کے حقوق رسم تعظیم
نزول نامۂ حضرت ہوا آج
پہنایا سر فرازی کا مجھے تاج
سراسر وہ محبت سے بھرا تھا
عجب مضمون دور آگین لکھا تھا
رزالت کا بیان تھا اسمین اکثر
زمانے کی شکایت تھی سراسر
مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی
اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی
کہ حضرت اسطرح عاجز ہوے ہین
کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہین
لکھا تھا یہ کبھی اسمین مشفق من
تحمل مجھکو ہے بر حال دشمن
بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ
کہ قصہ حلم سے ہوتا ہی کوتاہ
تحمل ہی یہان پر چاہیے تھا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
زمانے کے نرالے کچھ ہین نیرنگ
سنی تو ہو گی مور و فیل کی جنگ
غرور و کبر کب زیبا یہان ہی
کہ جور چرخ مشہور جہان ہی
گدا اگر بخشتا ہے بادشاہی
کبھی سلطان کو دیتا ہی گدائی
کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش
جنازہ ہے کسی کا بار بردوش
کسیکے بر مین شاہانہ ہی پوشاک
پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

نہادہ زطاق اندرون تخت وزر — نشانندہ بہر پا پیدر و گہر
بران تخت فرشی ز دیبائے روم — ہمہ پیکرش گوہر ونقش بوم
نشستہ بران تخت زرتاج دار — ببالائے سروے برخ چون بہار
ز دیدار او مشتری تیرہ بود — خور از زنگ ویش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ — نشستہ برو پہلوان سپاہ
فراداق پرستندۂ برگرد تخت — بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشد دہ ودو ہزار — ہمہ پاک باطوق وبا گوشوار

نامہ دار نے یہ کروفر دیکھا مجراگاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا اُسنے شاہ ساحران بادشاہ ہمایلی سلطان جہان قاصد افراسیاب نگاہ رو برو کھا بادشاہ نے سر اُٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنے کا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کر کے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا باستماع عالی نقش مضمون پر مطلع ہو کر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست ناقبول دراز کیا پھر نامہ دار کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کر کے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب مین ترقیم کرو مضمون اُسکا پُر مذاق ہو اور سرنامہ حمد خدائے نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہرچند کہ مین اہل اسلام نہین ہون مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائیگی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہیگا راہ نامہ وپیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہوگی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات مین حل کر کے پارہ حریر پر ایک نامہ بعد توقیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا

نظم

ہم انگہ زگنجور قرطاس خواست — زمشک سیہ سودہ انقاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان — پراز گل لبان رخ بوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر وعتاب ازجانب کوکب ملعون

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری — کیے دریا ہوا پر جسنے جاری
رواق گنبد خضرا مین اُس نے — کیے روشن چراغ ہین اختر ونکے
کیا پُر نور اس خاک سیہ کو — فروغ اس نے دیا ہی مہر ومہ کو
اُسی سے ہر نشان اوج پستی — اُسی سے ہے بہار باغ ہستی

وہ نامہ دار ہمراہ ساحران بعجلت تمام اڑکر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا یہان کی آرائش و زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہے غرضکہ دارالامارۃ شاہی مین جب پہونچا یہان کا کروفر دیکھکر حیران کار تھا یعنی عمرو برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزارہا ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طوائف مہرلقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کرکے آگے بڑھا ملکہ نے دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فروکش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اُس نے جام دیا نامہ دار نے ساغر پیا جب دماغ بادۂ تاب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کس کا لکھا ہی قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا، افراسیاب جادو کا ہی اور مجھکو حکم ہی کہ شاہ کوکب کے ہاتھ مین نامہ دون اور جواب لون ملکہ نے چاہا کہ ان باتون کا جواب سخت دون مگر عمرو نے کہا کہ اے ملکہ یہ ایلچی ہی جیسا اس کے مالک نے کہدیا تھا ویسا بجا لایا آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیجدین یہ کلمہ عمرو نے اس لیے کہا کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھون کہ اس نے کیا جواب دیا اُسکا مافی الضمیر بھی دریافت ہوجائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہی یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک عریضہ بعجز و انکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ عریضہ خواجہ کے کہنے سے آپ کو لکھا ہی اس لیے قاصد امید وار باریابی اور روبرو حاضر ہوکر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سُنا چاہتا ہے زیادہ حد ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب مین بھیجا کوکب اس وقت شکار طاؤس کوہ فیروزہ پر کھیلنے گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہان سے حال دریافت کرکے کوہ فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے نامہ دیا شاہ نے پڑھکر تحریر کیا کہ اے فرزند نامدار کو بھیجدو ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ مجری دیا اس نے چند ساحرون کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کردیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہوکر مصروف بعیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب فیروزہ کا ہی اور اُسپر کوسون تک سبزہ ہے پھولون کی بہار ہی گھاس زمرد کی لگی ہی اُسپر پھول الماس و بلور کے ہین سراسر نور کے بیچ مین ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہی نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اُس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے سائبان زربفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے مین کرسیان جواہر کی بچھی تھین اُن پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے ہوے رکھے تھے اُن بنگلون سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اُس کی توصیف اگر لکھی جائے تو داستان ناتمام رہے اُس بارہ دری مین تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزارہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ

نظم

یکے کاخ و ایوان و فرخندہ دید	کہ انسان کسے این ندید و شنید
بیک دست ایوان یکے طاق دید	ز دیدہ بلندی او ناپدید

تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا کہ میری خوشنودی اسی مین ہی خبردار اپنی شہزادی ہونیکا غرور نہ کرنا خواجہ شہزادیون سے کام لینا عار سمجھتے ہین اور سزا اُن شہزادیان اُنکی خدمتگزاری کی آرزو رکھتی ہین اور لکھا تھا کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہی اُسکو طلب کرالو اور نامہ پڑھکر جواب باصواب دینا بس یہ نامہ پڑھکر بہاران نے عمرو کو دکھایا یہ بھی بہت خوش ہوا اور بہاران نے کہا جواہر یہ علحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دونگی عمرو نے جو یہ کلام سُنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوائے گی تو کشتیان سونے کی پھر جائینگی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائیگا اس سے ابھی وصول کرنا چاہیے یہ سوچکر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ ہمارے مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہی اس کو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اُسکی ہی یہ کہکر سب کشتیان جال مارکر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھ لین تو مین نکالے دیتا ہون تمھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال نہ کرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمرو نے کشتیان رکھ لین اور کہا ملے ملکہ تم اور تمھارے باپ وہ خلق رکھتے ہین کہ مین تعریف نہیں کرسکتا کہ بمقتضاے بیت خوش دولت سرا خرم و خوش خسرو کریم + یارب ز چشم زخم زمانش نگاہدار + اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہی مین بتلائے دیتا ہون وہ پیام یہ ہی عمرو مفتری ہی اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اُس کو پکڑ کر یہان بھیجدو یہ بیان سنکر بہاران نے کہا خواجہ ہم آزمائے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہی یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہی تو واقعی آپ معاملات ملکداری مین بہت راے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو ادراک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہی یہ گفتگو کرکے اُن ساحرون کو رخصت کردیا اور ملکہ نے خوابگاہ پھر خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہرین پر بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا لخلخے رکھدیے گئے کنیزین پنکھا جھلنے لگین ملکہ علحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ بر بطنوازِ دہر نے دائرۂ آفتاب بصد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسۂ فلک کی پیشوا ز ستارہ دار کو افسار اکہ بمقتضاے ابیات

	دگر روز چون سیگون گشت زاغ		پدید آمد آن زر درخشان چراغ	
	چو نہان شد آن چادر آبنوس		بگوش آمد از دور بانگ خروس	

دم سحر عمرو نے بیدار ہوکر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے فواکہات کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے لیکر دارالامارۃ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کاربردازان سلطنت کو حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہی اُس کو لے آئین مجرد حکم محکم ملکہ ساحر روانہ ہوے قاصد قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپ کی یاد ہی

ٹیلا اُس کی باتون سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اُڑ کر چلا بعد اُسکے جانے کے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا اِس اثنا میں شاہد زرین لباس شب نے زلف مشکین فام کھولی بزم عالم مین آکر جلوہ گر ہوئی اور زینت طراز دہر نے کہکشان سے مانگ عروس چرخ کی سنواری نظم

شب تیرہ چون زلف آنابار ہمہ تاب او زلف را خواب داد
پدید آمد آن پردۂ آبنوس بر آسود گیتی ز آواے کوس

شام ہوتے ہی تمام بارہ دری مین روشنی ہوئی اور باغ مین قنادیل بلورین لٹکائی گئین سرو چراغان اپنا فروغ بہار دکھانے لگے نہرون مین کنول روشن کر کے ڈالدیے بجرے پڑگئے جلترنگ بجنے لگا خواجہ کو لیکر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو نہرون پر عکس افگن تھے تو عجب طرح کے گل بوٹے پانی مین نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہد آب کی ہر ہفت زیور سے تزئین تھی جہان کہین پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے اُس وقت کی بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگارنگ زیب جسم کیے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے کنیزان مُرَوَّر گوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھین فوارے سرکشی پر آمادہ سرو قدون کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تادیر سیر آب مین مصروف رہے پھر بجرے سے اتر کر بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند زر پر جلوہ گر ہوے یکایک وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان مہر دیدار سر و دے کر روانہ ہوئین اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مُہر سے و زیدار وغیرہ کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ مین گانا شروع ہوا مردہ جنبانی ہر خوان یہ ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا اور دسترخوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیۂ لطیفہ و گوناگون کو مُہر توڑ کر نکالا پہلے نمک چشی کے کئی خوان سب کھانے سے نکالے اور دسترخوان چنا گیا پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط مین بیٹھے اُسوقت دو ساحر معزز برروے ہوا پیدا ہوے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیان طلائی تورہ پوش زرد وزی اُن پر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہین پر ان نے تورہ پوش اُن کے اُٹھائے عمرو نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اُن مین پایا اور ایک نامہ بھی اُس مین رکھا تھا اور موتی کے ملبے انگوٹھیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار نورتن اکتے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے پر ان نے وہ نامہ اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر پردہ قاف ملاحظہ کیا ہے اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن میری جانب سے کہنا کہ اس تحفہ محقر کو قبول فرمائین کہ بموجب بیت صائب چہ ذرہ است کہ جان را فدا کند + اے صد ہزار جان مقدس فداے تو + اے فرزند عمرو تجھ کو چاہیے بادشاہ بنادے تم اسکی

پلٹ کر بران کی گود مین میٹھی بعد لمحے کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اُس نے اُس کو بچا بھکر
گود مین اُٹھا لیا اور پیار کیا پھر ایک مشت بھر کر جواہر زنبیل سے نکالا اور اُسکو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے
کھیلو وہ ایک بار اوڑھنی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پونچھے
بران نے رومال سے پاک کر دی اور وہ تتلا تتلا کر باتین کرنے لگی کہ ہم کیا کرین ہماری امی جان اپنے بہت
ہے واہ تم اس کے لالچی ہو یہ وہ کہی رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منھ چڑھا دیا اُس نے بھی کھلائی کا
منھ چڑھا دیا کھلائی اب منھ چڑھائے جاتی ہے موقوف نہین کرتی بران نے جلد سحر پڑھا کہ اُس کھلائی
کا وہ حال موقوف ہوا اُس لڑکی نے چاہا کہ پھر منھ چڑھاؤن بران نے طمانچہ اٹھایا کہ سامری قسم
مارینگے تیر ابھرتا نکالو نگی مانتی نہین خواجہ بیٹھے ہین اُنکا کچھ لحاظ نہین ساری محفل درہم برہم ہوئی
جاتی ہے تو نچلی نہین بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسور کے منھ بنا کر گود مین بیٹھ گئی عمرو نے پھر اُس کو
چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھڑ کیے نہین کیا ہوا بچا ہے اُس نے منھ چڑھا دیا تو خفا نہ ہو جیسے پہلے
کھلائی نے اُس کا منھ چڑھا دیا تھا بران نے کہا خواجہ آپ واقف نہین ہین یہ بھتیجی شاہ کوکب
کی ہے ملکہ محلبس جادو اس کو کہتے ہین یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی
بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیون کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیان کھیلتی ہے منھ چڑھاتی ہے مگر جو یہ کرتی ہے وہ ہی
حریف بھی کرتا ہے مجکو مان کہتی ہے اس وقت اس نے کھلائی کا منھ چڑھایا اگر مین دفع سحر نہ کرتی تو وہ
ہمیشہ چڑھانا نہ موقوف کرتی اس لیے مین نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے عمرو
یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اُس لڑکی نے بران کے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری امی جان سچ بتائیے
کہ یہ کون ہین بران نے کہا کہ بیٹا یہ ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران سارا خطاب لے کر
خواجہ کا نام لیا محلبس یہ بات سنکر اچک کے گود مین عمرو کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ مونڈی کاٹے افراسیاب
کی تمھین سے لڑائی ہے عمرو نے کہا ہان محلبس نے کہا ہماری ایک لونڈی جنین جادو نام وہان بھاگ گئی
ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہان اُس کی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے ملکہ طلسم خطاب عنایت ہوا ہے یہ سننا
تھا کہ محلبس کو غصہ آیا اور بولی کہ حرامزادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہون لو موئی کو دن لگے ہین عمرو نے کہا بیٹا
جانے دو گئی چیز کا رنج نہین کرتے بران نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر ہم نے دس دس
برس مین سیکھا وہ اس نے شبانہ روز مین حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو عمرو چپ ہو رہا اور
محلبس نے اپنے گلے سے مالا اُتارا اور ایک موتی اس مین سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تتلا کر سحر پڑھا
کہ وہ دانہ پر دے ہوا اڑ گیا بعد لمحہ بھر کے ایک پتلا زنجیر آتشین ہاتھ مین لیے پیدا ہوا اور اُس نے سامنے
آکر سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے محلبس نے کہا موے مین تجھ سے کہتی ہون کہ جلد جا اور جنین
قحبہ کو پکڑ کر لے آ اے سنا تو نے میرے اچھے اچھے تیلے تجھے سامری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا

ناچتے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدھم بناتے تھے ہیوا اسی گانے کے خیال مین باؤرا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد مین آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہ بھی انداز رقص آج تک بتاتا ہے کہ بمقتضائے لمؤلفہٗ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا ... کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا
نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ ... کہ جو آج اُس بزم عشرت کا تھا
لگے بجنے قانون وبین ورباب ... کھلا عیش و عشرت کا ہر سمت باب
ہزارون قمر چہرہ زرین جمال ... فن موسیقی مین بہت باکمال
دف و نے بجاتی تھین یون گھڑی ... کہ ناہیدۂ چرخ غش ہو گئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب ... فلک پر تھا سوزان دل آفتاب
دل زہرۂ چرخ مین آج تک ... پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال ... تو ساعت مین زہرہ کے ہو باکمال
وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا ... لب رند مے نوش کو چومنا
بطے لگانے لگی قہقہے ... وہ آپس کی چہلین تھین وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد ... کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم ... کہ بزدا ید از دل زمے زنگ غم
ازین پنج شین روے رغبت متاب ... شب و شاہد و شہد و شمع و شراب
کہ امروز روز یست با فر و داد ... کہ از میہمان ہست بہان شاد
بیار است ایوانہا چون بہشت ... گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت
فشانند بر سر ہمین مشک و زر ... کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین مین عزیزداران کو کب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے انھین لوگون مین عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہ جمال اور انیسان مہرتمثال کے بیچ مین جیسے جواہر معدن مین یا نور کے ہالے مین قمر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن مین متاع خوبی وگوہر گنجینۂ حسن ومحبوبی تھی گھیتلا جوتا پہنے گلے مین کرتا آب رواں کا پائجامہ کے پائچے چھوڑے رومال ناک پوچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالون کی مینڈھیان گندھی ناک مین بلاق پڑا آنکھون مین کاجل گہرا گہرا لگا گالون تک بہا ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے امی جان امی جان پکارتی ہوئی جب قریب بدر ان آئی اُس نے گود مین اٹھا لیا اور کہا میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھون سے جھک کر تسلیم کی پھر

سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہرین یہان کی تسنیم دمار معین کی تعیین تھین لب گردانین انکی رنگین تھین اس طرح اترا کر موجین چلتی تھین کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے اُن کے ہزارے کا آب افشان اور اُسکا پانی سنگ سرخ یاقوت حمرا پر گرتا گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی آگے اُسکے نگیرہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اُس مین فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات جواہر آگین بصد فر و تمکین سجا تھا کہ بمقتضائے نظم

بہارے ست خرم بماند بہشت	ہمہ خاک عنبر زہی سو سرشت
سپہر برین کاخ و میدان اوست	بہشت برین روئے خندان اوست
بنفشہ گل و نرگس ارغوان	سمن شاخ سنبل گران تا گران
سو خانۂ زر نگار آمدند	بدان مجلس شاہوار آمدند

یعنی خواجہ کو زیر نگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فردکش کیا اُسوقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان جو یہان آنے کے لائق تھین انکی نذر گذری اور عمرو پر زر و جواہر کے طبق نثار ہوے خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیان جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمرو نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا کہ ان کو حکم بیٹھنے کا دے ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور ساقیان مہ جبین پیمانہ مجواہر لیے حاضر ہوے کشتیان شراب مصفا کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش فرمائیے میرا رتبہ بڑھائیے عمرو نے زبان پر عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشہ بادۂ زہد سے مخمور ہون شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بسکہ صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہو چکی ہے سمجھ گئی کہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پئین گے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے چپکے سے کان مین عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اس لیے ظاہر نہین کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمرو یہ سنکر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو دور جام و مادم و متواتر چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا سر ایک کا کاسۂ سر جم بنا اس دور مین سے ایک پیمانہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول جاتا اس عشرت کدہ کے رو برو بزم جم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و نازنینان حور تمثال و ترنم ریز قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دائرہ الگوزہ وغیرہ سب سازدرست کر کے اس گت سے بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کوچک سے بزرگ تک عشاق ناہید سرا بنا تھا جو گیا بے راگ اختیار کرنے مین جنگلے کی دھن دل کو تھی دماغ مین مستی نے ٹھیکہ کھایا تھا رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی ٹکٹکی بندھی تھی گویا منھ توڑے لیتے تھے پیر چرخ اپنی گردش بھولا تھا اُلٹا ناچ ناچا تھا عوض رنج دینے کے عشرت بخشتا تھا پیمانے ہنستے ہوے ہاتھون پر

پرسے اترا تھا کہ یکایک ملکہ مع ستّرہ ہزار نازنین گل اندام کے بسان ماہ چہاردہم ساطع ولامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بہر سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمرو نے اپنی بیٹی کہکر قریب پہونچکر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم نے کیون تکلیف کی مین تو آتا ہی تھا ملکہ نے دہ سوا سو کشتی نذر دی عمرو نے ہنسکر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکالکر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ محبتون کا مین کیا شکر ادا کرون اور کون زبان لاؤن ملک کی یا جن کی جس سے صفت و ثنا کرون کہ نظم

دہ بیجادہ بکشاد و آواز داد ۔ کہ شاد آمدی اے جوان شاد شاد
درود جہان آفرین بر تو باد ۔ بر آن کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روے تو در گذشت ۔ ز بویت جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستایش کنم ۔ چو یزدان پرستان نیایش کنم

عمرو نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے ملکہ جو کچھ اوصاف حمیدہ کہ مین نے تمہارے سنے تھے اُس سے کس درجہ اور تعداد کو شمار و حساب مین لاؤن کہ جس سے زیادہ بتلاؤن کہ بموجب نظم

چو با صد ہزاران فداے تو باد ۔ خرد را آفرینش بداے تو باد
سر نرگسانت پر از شرم باد ۔ رخانت ہمیشہ پر آزرم باد
اگرچہ دلم دیدہ چندین ستم ۔ نخواہم زدن جز بفرمانت دم

المختصر باہم کلمات صفت و ثنا کہکر ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا اور لے کر اندر چلی ہزار ہا زنان مہر طلعت الماس پوش و زمرد پوش مروحہ جنبانی کرتی ہوئی ساتھ تھین عمرو نے جیسے ہی قدم محل مین رکھا گویا زندہ بہشت بریں مین داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگا ہے پھلا پھولا ہے چمنستان جواہر کار سراسر ثمرہ بہار لگے ہین روح کو تازگی بخشتے ہین ہر پھول وہانکا داغ دہ خاطر رضوان نظر آیا ہر ایک درخت اشجار گلزار جنان کی عمدگی مین شاخسانے نکالتا تھا سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف سا کا حوصلہ سب ایک جا جمع ہو گیا ہی یا تار نظر شوریدگان گیسوے جانان اُلجھا ہین درخت ساؤنی کے اسطرح پھولے تھے کہ تھالے ان کے شاہان گلابی پوش کے مہندی ملنے کے طاس تھے نرگس نہ تھی چشم تماشائی نعبد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرفہ بو باس تھی سرو ہر ایک ستون کہ زمردین قصور بہشت تھا باغ شداد رو بر داس بوستان کے سراسر زشت تھا غنچہ یہان کے دل تنگ نہ تھے زر و گل مٹھیون مین لیے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنوا نہین بلبل کا فسانہ اُن کے کان کو در کار گلون کی ہنسی موجب تبسم غنچہ دہان و رنگین لبان کو شرماتی سوسن کی اُودا ہٹ مسی مالیدہ لبون نازک دہنون کے دھوئین اڑاتی برگ سبز پر اودے پھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد پر نیلم جڑا تھا بزم رنگین لبان کو

ہانڈیان تھین حباب نہر چمن	کنول انجم کی طرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام مخلدار حاضر تھی کہ اُسکا دورہ توند کا نکلا ہوا اور پائجامہ و کرتا سفید پہنے ہاتھون مین الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے اور بلور کا عصا ایک ڈال تراشا ہوا تھام کر کھڑی ہوگئی اور ایک کشتی جس مین کئی سو الماس کے اور یاقوت کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کرکے نذر دی فرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مرجہ نے اٹھایا سواری اندر اس قصر دارالامارۃ کے وارد ہوئی یہان مقام صدر پر تخت شاہی گسترده تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سوز نبے کا تھا گرد اُسکے کرسیون اور دنگلہاے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش قاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا اور جملہ شاہزادیان اور کارپردازان سلطنت اُن دنگلون پر متمکن یہ وہ سب شہزادیان ہین جو طلسم مین کئی کئی ملکون کی مالک ہین اور جو سواری کے ساتھ ہین وہ ناظم اور قلعہ دار ہین فی الجملہ یہان جو شہزادیان کئی سو حاضر تھین مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک دہان کاکل کشاد ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشا و ملکہ راہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوش ادا و ملکہ ہماے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ سوار سیہ چشم ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا یاری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن القاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت مانند کاہن جادو و کہیل جادو و قاقم جادو و ارقم جادو و اہرمن جادو و امثال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نذر دی خواجہ نے یہ سب نذرین قبول کین اور لے لیکر زنبیل مین رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ لے جاکر کہان غائب کر دیتے ہین حاصل مرام اب جو سواری آگے بڑھی اُس طرف بران اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیمچہ سحر ہاتھ مین لیا سوا سو کشتی بہ نذر ہمراہ لیکر تا بدروازہ مہیۓ استقبال روانہ ہوئی ادھر دارالامارۃ مین تخت کے پیچھے کی طرف محلسرا کا دروازہ اُسکا پردہ زنبوری جو کھچی پر کھچا اُسوقت مرزان وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ دوران تشریف لاتی ہین اگر مناسب جانیے تو اُتر پڑیے عمرو نے دل مین کہا کہ بران موجود ہی اب کونسی ملکہ آتی ہی یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا بران نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا کہ یہ الوالعزمی ملکہ نے مجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اُس کی مجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بدروازہ خود آئے گی یہ تصور کرکے ہوادا

تھال ہین مہر و مہ سے روشن تر | رشک تار شعاع مہر جنور
کس قدر خوشگوار حلوا ہے | صاف لذت مین من و سلوی ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جرس | ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہین خوانچے والے | دیکھ پچھتاوے گا نہین کھاے
ذی حلاوت بہت گرارا ہے | منچلون کے لیے بنایا ہے
ہونٹھون سے لوٹے خستہ ایسا ہی | شور بوسہ صدا سے پیدا ہی
نوجوان نوجوان پری سقے | آبرو ریزہ دلبری سقے
وہ صفا سڑک وہ انکا چاؤ | آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن گھگھٹا ہے میلا ہے | مہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرایش و تکلفات ملکہ دکھاتی سترہ سو نازنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبز پوش دست چپ کیطرف چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئی سامنے سے گذرین ہزار غلامان زرین لباس اگر سوز ہاتھون مین لیے رواں یہ سامان دیکھکر فلک پیر حیران در و بام پر زن و مرد کا ہجوم تماشائیون مین سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ نذر و جواہر خواجہ پر سے لٹتا قدم با قدم سواری روانہ اب کیفیت سنیے کہ بران تو عمرو کے ساتھ آتی ہے اور دوسری بران جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر مین حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہانتک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی مین داخل ہوئی عمرو نے ایک مکان رفعت مین برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر منزلہ منزلت مین تارک چرخ چہارم سر اونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج مین کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی مین کہین اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر رو بروا اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویان اُسکے مقابل کہان ارض عنبان کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیان ہر سمت کمرے اس مین تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک مین بہ از ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ سے ہر کمرہ سجا تھا کہ بمقتضاے

نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد برین | صدقے کیجے نگار خانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون | صورت سرو باغ تھے موزون
کھڑکیان تھین دریچہ جنت | در جبر درجہ حدیقۂ جنت
دان کے پردونکو کس سے نسبت دون | پردہ چشم عندلیب لکھون
گوش عشاق کے ہین وہ پردے | چشم مشتاق کے ہین وہ پردے

جان دین لے کے شاہد ان چمن
رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن
دلفریب اُنکا ہے غضب جوبن
بانکی بانکی ادا غضب باتین
جب کہین بیچنے نکلتی ہین
ہر گھڑی کہتی ہین وہ غمزے سے
سگوین جو کھے جیز دیتے ہین
بھنگ نوشون کی اک طرف ہی بہار
شام سے صبح صبح سے تا شام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
کہتے ہین ساقیون سے ساغر نوش
دید دادید بھی ادھر ہو جائے
گہ بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
ساقنین حقے تعجب پلاتی ہین
نشہ باز ایک دم لگاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر رہے
ایک جانب کھلا ہے بزازہ
کسی بزاز سے کہین یہ حال
سیٹھ جی اتنے آڑے ترچھے نہ ہو
جیسی دینا دلائے گر بھگوان
کہین گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی
پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
کتنے شیرین ادا ہین حلوائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہین
شیرۂ جان کی وہ مٹھائی ہے
وہ شکر پارے ایسے ہین شیرین
ہر دکان رشک نان نعمت ہے
بیچ ڈالے ہین سیب سیب ذقن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
ناسپاتی ہے اُنکا سیب ذقن
وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
دل کو تلوؤن سے ملتی چلتی ہین
کھاتے مین ہین انار پستان کے
ہم تو نظرون مین تول لیتے ہین
ساقنون کی دکانین ہین گلزار
نشے بازون کا جمگھٹا ہے مدام
بے سری ایک اک الاپتا ہے
ہمکو بھی کر دے جان من بیہوش
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے
بھنگ نوشون مین گاڑھی چھنتی ہے
عاشقون کے دھوئین اڑاتی ہین
ایک مخمور غل مچاتا ہے
ہم ہی محروم دم تغیر رہے
اُن دکانون مین رنڈے ہین کیا کیا
دو گھڑی تک جھگڑتے ہین ولال
واجبی نین سکھ کا مول کرو
نفع بھر کھانے مین ہے کیا نقصان
مشتری آپ سے سوا ہے کوئی
ہاتھ کی آپ ہی کے بُنی ہو
مثل شیرین ہے اُنمین رعنائی
باتین قند مکرر اُن کی ہین
جسنے کھائی ہے جان پائی ہے
چاٹ لے ہونٹھ کھائے گر شیرین
جان سر تا بہ پا حلاوت ہے

کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک خشت ہر ایک روزن اس کا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہاے جنان سے ہزار درجہ سوادکان دار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر رونبان بدر کامل ہر طرف لین دین مین شاغل اجناس گران بہا اور اشیاے نادرہ روزگار و بے بہا و گرانمایہ کا کیا وصف کیا جائے قیمت انکی ایسی نہین جو کوئی نام لے کہ **ابیات**

مثل بازار مصر ہر بازار — یوسف وقت ساکنان دیار
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا — گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
شادمانی سے اہل شہر تمام — محو عشرت تھے صبح سے تا شام
حسن مین ایک ایک ماہ جبین — غیرت لعبتان لندن و چین
ہر طرف شعلہ رو سمن اندام — شکل طاؤس و کبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور — گردش چشم مہوشان کا ہے دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی ہے — ایک معمورۂ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے — رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اسکی زمین — سنگریزے ہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار — کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
روکش خلد ہے ہر ایک دکان — ہین دکاندار غیرت غلمان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو — خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے — ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرد مہری کے دل جلے ہین فگار — ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگر سوختہ جدھر جائے — سکہ داغ دل بھنا لائے
ہے جو ایک ایک طبلۂ عطار — اُن مین ہے داروے دل بیمار
پھول والے گلے کا ہوتے ہین ہار — کوچہ کوچہ ہے کوچۂ گلزار
ہے ہر اک گلفروش البیلا — پھول والون کا زور ہے میلا
کیا کھری صورتون کے ہین صراف — دلبری کے چلن مین ہین حراف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین — خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہین
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش — پستۂ لب پہ اُنکے ہر یہ خروش

غرض اس طرح سے سواری چلی	کہے تو کہ باد بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہان مورپنکھیان اور بجرے جواہر کے پڑے تھے چنانچہ تکلفات یہان کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہی غرضکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا تھا عمرو اُس پر رونق افروز ہوا گرد تمام کشتیان اور بجرے شہزادیون کے اور بیچ مین خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیان چاندی کے پتر کی طرح چمکتی نہ آب نظر آتی تھین غوطے ادھر اُدھر لگا جاتی تھین آگے چوبدار کشتیون پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسی طرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور نژاد جنان کو پردۂ دنیا پر دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا عمرو آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا اُدھر ملکہ نے سر اپنا پئے سلام جھکایا اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا پھر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعاے بزرگانہ مین وا کیا گوہر سخن کو اُس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا نظم

کہا خوش کرے تجھکو پروردگار	دعائین لگا دینے بے اختیار
مبارک تجھے روز و شب کی ہنسی	کہ تیری خوشی سے ہی سبکی خوشی
چمکتا ہے جبتک فلک پہ سہیل	نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخر پہ پہونچایا زہے نصیب اس سرزمین کے جسپر قدم فلک رفعت آپ کا پہونچے اور زہے اوج بخت اُس صاحب خانہ کا کہ جس گھر مین حضور رونق افروز ہون نظم

روے بخشیم لطف برین بندہ بگذری	من بندہ ملین و تو سلطان کشوری
روح مجسمی و حیات مصوری	جان و دل ست صورت و جسم لطیف تو

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے پھر دونون سوار ہوے اور اُسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے در شہر نظر آیا اُسکو بہتر از روضۂ جنان پایا دروانہ طلائی لگا اُس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفا مین بہ از ماہ و اختر تھی بلندی دروازے مین سد سکندری بھی شکار نگاہ مین اور تصاویر بوقلمون بدستیاری مصوران چابکدست اُس پر منقش تھین گویا بولا چاہتی تھین پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت مین اُسکو دیکھ کر منھ چھپاتا تھا تار نگاہ رگ سنگ بنکر وہین رہا جاتا تھا نگاہ ناظرین اُسکی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیان پتھرائی جاتی تھین بلکہ اُسکی آب و تاب مین ڈوبی نظر آتی تھین کہ بہت موج دریاے نور تھی دیوار + عکس رخسار حور تھی دیوار + دروازے پر بھی ہزارون ساحرون کا مجمع تھا ملکہ کے آتے ہی سب نے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا

آتے دیکھا پس جلد بام سے اُتر کر بارہ دری مین آیا اور بلباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل وگوہر سر پہ رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزار ہا چاند اُس مین نصب تھا ستارے الماس کے قبا مین جڑے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسطرح آراستہ ہوچکا اُس چور کو بھی خلعت پر زر دے کر مخلع کیا اس اثنا مین وزیر در باغ پر آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دوران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہوکر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دین یہ سنکر عمرو مسکرایا اور پھر بہ تکلیف اُٹھکر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزارون کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہین تخت روان جواہر نگار موجود ہے ساحران نامی بہر استقبال حاضر ہین اُن سب نے مجرا و تسلیم کی اور نذر لیکر چلے خواجہ نے فرمایا کہ یہان کی نذر ہم نے معاف کی قلعہ مین پہونچکر نذر لینگے غرضکہ تخت پر سوار ہوے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا سواری آگے بڑھی جلو مین ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زر و گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدا ے طرقوا دینے لگے دشت بخلخون کے لوٹون سے اور شمیم عنبر واگر و عود سے بسان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا چھڑکاو شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو بسائی تھی باغ مین جاتے ہوے اتراتی تھی پھولون نہ سمائی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اٹھانا لوگون کو دشوار تھا

برابر برابر کھڑے تھے سوار ہزارون تھی وان ہاتھیون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان شب و روز کی سی طرحداریان
چمکتے ہوے بادلون کے نشان سوارون کے غٹ اور پیادون کی شان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی جھلابور کی جگمگی تالکی
کہارون کی زربفت کی کرتیان اور انکے دبلے بادلے کی بھرتیان
بندھین پگڑیان تاش کی سرسبر چمکا چوندھ مین جس سے آئے نظر
وہ ہاتھون مین سونے کے موٹے کڑے جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑے
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سمان
وہ آہستہ گھوڑون پہ نقارچی قدم با قدم با لباس زری
بجاتے ہوے شادیانے تمام چلے آگے آگے یونہی شاد کام
سوار و پیادہ صغیر و کبیر جلو مین تمامی امیر و وزیر
مرصع تھے سازون سے کوتل سمند کہ خوبی مین روح القدس سے دوچند
چلے پایۂ تخت کے ہو قریب بدستور شاہانہ تھی ہر جریب

مے پی کے ترا ہوں مین ثنا خوان بلبل کی طرح ہون نغمہ سنجان
ایسے مین نہ مجھکو بھول جانا کیفیت میکدہ دکھانا
اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکین جو دخت رز کو آ کر ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل نبت العنب تو ہو گا پی جائین گے سُن کے جو کہے گا
صہبائے خودی سے مست ہوئین توبہ کب مے پرست ہون مین
ہان پیر مغان وہ مے مجھے دے تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے
وہ جام پلا دے رند کو آج جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد میخوار کو پھر کہے نہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد بس آیہ واشربوا رہے یاد
دے پھول تو مجھکو جام گل مین افسانہ لکھون سرور گل مین
از رشحۂ ابر خوش بیانی سیراب شود گل معانی

زیبا لُش دہندگان کاشانۂ مہمانی۔ وزینت افزاے خانۂ دعوت و میزبانی۔ محفل آرایان۔ افسانہ بیان و افسانہ طرازان جادو زبان۔ بیاوری خامۂ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اس طرح رونق آگین فرماتے ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت یون بٹھاتے ہین کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طرازی یعنی عمرو بن امیہ ضمری اسی باغ مین جو رکے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن بران جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرائش کرا کر سوار ہوئی اس کے سوار ہوتے ہی تمام ناظمان و ربند طلسم بھی سوار ہوے مثل ان کے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار۔ طوفان آسمان نشین۔ توسن بن خرسان سنگ انداز۔ مشیر بن نعمان کوہکن۔ ترسان بن خونخوار رویین تن۔ طول بن آزار اژدر خوار۔ کلال بن قہر خرس دندان۔ ازرین کوہ پیکر فیل سوار۔ مرزبان بن زلزلہ قہر کن۔ توس بن مانوس شیر افگن۔ ملکہ نسیم بن صبا ستارہ چشم۔ تحمیت بن کوہ فیل پیشانی۔ ملکہ یاقوت گہر دندان۔ ملکہ شیرین دہان۔ نیشکر لب۔ ملکہ سنبلستان گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم پوستا ابرو وغیرہ

غرض کہان تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئین اور ملکہ آ کر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزان وزیر کو بھیجا کہ جا کر خواجہ کو سوار کر کے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لے کر روانہ ہوا ادھر عمرو مشتاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو

مجکو بہت جلد پاس کوکب کے لے جائینگے اُدھر سے کہ جدھر سے عمرو گیا ہے جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھکر روانہ ہوا کہ حال اُسکا آگے بیان ہوگا بعد جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے خاتون مین نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جبتک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہینگے لازم ہے کہ ان نمکحرامون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشد زادے جنگ کرکے سبکو غارت کردین اور مین بھی ساحران نامی مذکور عقب مین بھیجونگا اطمینان رکھو یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین کرنے لگا اُدھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھکر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کاربند ہوئی ان کو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب حال ملاقات عمرو و بران سنیے

داستان ملاقات ہونا عمرو سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمرو پاس آنا اور کوکب کا عمرو سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلۂ مصور جہرخ سے اور عیاں کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور پھر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا المولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی — میخوارون سے کچھ ہے وعدا ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات — دل توڑنے کی نہ کیجیے بات
میخانہ برنگ آسمان ہے — جس جا دیکھو نیا سمان ہے
شیشے مے سرخ کے چنے ہین — سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
بھٹی پہ ہین بادہ خوار ونکے ٹھٹ — کھولے ہوے ساقنین ہین گھونگھٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا — دل مین ہے نیا مزا اسمایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار — ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
منہ دختر رز بہت لگی ہے — میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
پیمانے بھی ہینگے منہ پہ چڑھتے — قہقہہ ہین شیشے کرتے
ساقی تجھ سے ہے چشم امید — مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

سُنتا ہون کہ ایک دزد عمرو نام
بد دین ہے مفتری ہے مکار
جو ہم ہین وہ تم ہو فرق کیا ہے
سب نے بہکایا تھا بہت کچھ
لیکن مین بجاہ و دولت و مال
پھر عقل سے کچھ نہ کام لیتا
تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا
سچ ہے جو فلک تباہی چاہے
آہو کا عدو جو شیر ہوئے
کنجشک پہ حملہ ور ہو گربا نہ
جاندار و اجل کا سامنا کیا
دریا کی طرح اُمڈ کے لشکر
اک سیل فنا وہان پہ جاتی
اگلی الفت جو یاد آئی۔
روکا لشکر کو خود بھی ٹھہرا
لازم ہے تمھین بھی مشفق من
فی الفور عمرو کو بھیجدینا
ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار
ہو صاحب حلم و صاحب ہوش
دشمن کو ہمارے قید کر کے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا

پہونچا ہے تمھارے پاس ناکام
کر لینا اُسے وہان گرفتار
آپس مین فساد کب روا ہے
غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ
برنا ہون پر عقل مین کہن سال
غصہ کو اگر نہ تھام لیتا
جز خاک لحد نہ جسم رہتا
پھر خاک سے خاک بن نہ آئے
کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے
کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا
تیار تھا چلنے پر سراسر
مین کیا آتا قضا ہی آتی
کی حلم نے غیظ پر چڑھائی
تم کو الطاف نامہ لکھا
بننا تم بھی نہ میرے دشمن
بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
الفت کی ہو رسم ہے خبردار
آئے گا مجنون کا کچھ جوش
احسان ہم پہ بنا کرو گے
چلنے سے رُکا کمیت خامہ
آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ منشی ندرت طراز نے بکھر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کر کے ملفوف بہ کیسۂ زرین فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہی بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرحد طلسم پر ہین اور دو پتلے درخت پر بیٹھے ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامہ شاہ دورا لایا ہون دو

اس وصف کو چھوڑ کر بآداب — کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب
اے افسر فرق سربلندان — سلطان شہان خود پسندان
سرتاج شہان ہفت کشور — گردون شہنشہی کے اختر
سردفتر داوران دوران — سرطبقۂ سروران ذی شان
سرچشمۂ بخشش و مروت — مجموعۂ الفت و محبت
آب دُر بحر تاجداری — رنگ گل باغ شہریاری
خورشید سپہر بادشاہی — خوشبوے گل جہان پناہی
آرایش تخت ارجمندی — زیبایش تاج سربلندی
ہو فضل کا سامری کے سایہ — ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ
تحریر کرین یہان کا کیا حال — ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال
بدلی ہوئی یان کی کچھ ہوا ہے — چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے
اندھیر ستم سے آج کل ہے — ہر ایک کی تاک مین اجل ہے
ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے — ہر شہر مین شور جا بجا ہے
طوفان عظیم تر اُٹھا ہے — خشکی مین جہاز ڈوبتا ہے
ایسی ہوئی دفعۃً ہے ہلچل — اشراف حزین ہین شاد اراذل
عیّار کچھ ایسے ہین مسلمان — بدگوہر و بےحیاؤ نادان
کچھ چھوکریان ہمارے یان کی — بہکا کے شریک کی ہین اپنی
اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آتی — وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی
ذرے کو ہے مہر سے لڑائی — دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی
پشّے کو ہے فیل مست سے جنگ — روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ
کب مور ضعیف ہو سلیمان — کب ہمسر دیو ہو گا انسان
ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے — رتبہ مرا نور سے سوا ہے
ہے پشت زمین کو اوج کا دھیان — بڑھ جانے کا چرخ سے ہی ارمان
از راہ عنایت و نوازش — ہم نے نہین جنگ کی ہی خواہش
جس روز عتاب میرا ہو گا — سُن لینا جو حال اُن کا ہو گا
دم بھر مین ملے گا خاک مین نام — جز خواب عدم کہان پھر آرام
تھی تم سے قدیم رسم الفت — اس واسطے سب لکھی حقیقت

اوران کی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ ابھی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے
اُس نے اشارہ سے کہا کہ مین نام جمشید پر فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالخمار علوی جلاد
نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر اور کولے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اسکا تن سے جدا کیا
تا دیر تاریکی اور غل وشور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اسکی کھنچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے
لشکر کے درخت مین لٹکوادیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا
سنکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے اس نے پوچھا تو یہان پر
کیون آیا ہے اور کس لیے روتا ہے اس نے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اسکو یاد کرکے روتا ہون
اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجکو بھی مار ڈالین گے چالاک نے کہا تجھ کو لازم ہے کہ دین اسلام اور
ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائین گے یہ کہہ کر کچھ کلمے وحدانیت پروردگار مین کہے کہ
زنگ کفر اُسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجکو خدمت امیر مین لے چلو چالاک اسکو روبرو امیر کے
لایا اس نے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت ونوازش سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا
کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہو گئے پس اسکو سوفار
کا خیمہ رہنے کو دیا اور سپرد اسکو چالاک کے کیا اس نے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک
نے حال انگشتری پوچھا اُسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جا کر رویا تھا اسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اتار لی
تھی تاثیر یہ ہے کہ جس کے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اسپر کسی کا اثر نہ کریگا چالاک نے وہ انگوٹھی لے کر پہن لی اور وہ
ساحر رہنے لگا مگر اس طرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامۂ لقا پہلے جا چکا
ہے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ پنجہ نے نامۂ خداوندی پہونچایا اسکو پڑھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ نامۂ حیرت طائر سحر لے کر آیا اس کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ سنا جاتا ہے کہ عمرو کی بڑی خاطر کوکب
کے یہان ہو رہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمرو ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہے شاہ طلسم
یہ نامہ پڑھ کر ہنسا اور کہا مجکو یقین نہین کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر مین پہلے اس کو نامہ لکھتا ہون
اگر عمرو کو اس نے باندھ کر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اسکو بھی سزا معقول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے
لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبرین سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اس کا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید وعتاب سمت کوکب روشن ضمیر۔ لمؤلفہ

سر نامہ ہے وصف سامری کا	گوسالہ کیا تھا جس نے گویا
جمشید ولقا کی کیا صفت ہو	دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بعد اُن کے ہوے ہین جتنے معبود	ہے وصف سے وصف اُنکا افزود

جاپ کرتا ہے پس مین ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون اور سوائے اسکے تمام
زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہے سوفار یہ باتین سُنکر دنگ ہوگیا اور سناٹے مین چپ بیٹھا رہا
چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہوکر اٹھا اور کہا مین خداوند سے جاکر تیری
شکایت کرونگا تونے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجکو دیوانہ سمجھا کہ مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا
رہا سوفار نے کہا جو آپ نے فرمایا اسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب سچ ہے اور خداوند
سب کے دل کا حال جانتے ہین کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول دینا اچھا نہین خیر جو کچھ
مجھ سے ہوسکے گا وہ دیکھ لیجیے گا کہ یہان رہکر مین کیا کرتا ہون مہنت نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو
مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشیدی مین لیجاکر رکھون کہ پھر کوئی اُس کا پتہ نہ پائے بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام
سے چرا لایا کرو مجھکو اسکے رکھنے کی جگہ بتادیا کرو مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سنکر کہا اچھا تو پھر آپ شاہ
کو لے جائیے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہے اس مین بادشاہ
بند ہے یہ کہکر کما حقہ پتہ بتادیا اور کہا وہ بے آب ودانہ مرگیا ہوگا مین نے اس پر خاک جمشیدی چھڑک کر
بیہوش کردیا ہے اور غار نظر مردم سے مخفی کردیا ہے چالاک نے یہ سنکر چاہا کہ اسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر
تامل کیا اور کہا مین جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجکو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اسی
طرح بیہوش سامنے خداوند کے لے جاؤن اس نے کہا اچھا جائیے آپکو وہ مقام نظر آئے گا یہ کہکر سحر
پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ مین چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا
ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لادکر بارگاہ مین لایا امیر بارگاہ حشامی مین تھے جب بادشاہ
کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی مین لے چلو اور ربانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون
چالاک نے کہا آپ انھین ہوشیار نہ فرمائین بلکہ جس نے ان کو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین
جائینگے اور ہوشیار ہونگے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھین چھپا رکھیے اور سوفار
کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب
بھیجا کہ اس نے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوندنعمت اس وقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد
کرتے ہین فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین
سوفار یہ پیام سنکر وہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز
تمام بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی مہنت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش اڑگئے گھبراکر
چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی امیر نے اسم اعظم باآواز بلند پڑھا
کہ سحر نہ کرسکا چالاک نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ مین باندھ دیا پھر صندوق سے بادشاہ کو
نکالا اور کہا جلد ان کو ہوشیار کرو اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوے

ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹائین بالون کو بٹکر لٹکائین سارا جسم خاک سے بھرا دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار باہر نکلے رہے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریاے اخضر پر ہندوے فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنے کے لیے گھاٹ انجم سے بھرنا چاہی دن گذرا رات آئی کہ

نظم

ہمی بود تا شمع گردان سپہر	چو خورشید گردندہ بیرنگ شد
دگر گونہ تر شد بآئین وچہر	ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت خدا چوبدار خدمتگار اور علاوہ اس کے سب سامان عمدہ امیرانہ مہیا ہی اس نے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری اور جمشید کے باغ سے ایک مہنت آیا ہی جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اس نے کہا اے چوبدار مین مسلمان ہون مجکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہ ہوگی چوبدار یہ سنکر چلا تھا کہ اس کو جوش مذہب سامری آیا اور بہانہ کرکے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہی چوبدار پھر چلا تھا کہ اس کو خیال آیا کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک پہونچائے یا تیرے لیے کچھ برائی ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ الگ اُس سے ملاقات کرآ یہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُس کو لیجاکر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور مہنت صاحب کو لیکر اپنے خیمہ مین پہونچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور مہنت جی سے ملاقات کرکے خوشنود ہوا اور کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھ پر کرم کیا لیکن مین مسلمان ہون آپ مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور مجکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجکو سب کے دل کا حال معلوم ہی اور کل تک خداوند کو دھوکا تھا کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہی مسلمان نہین ہوا ہی تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہی تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے پتلے سے ملاقات کرو بس یہ مین بنا بر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اس وقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور وہ باغ ایسا ہی کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہہ رہا ہی اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہی اسکے بیچ مین خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہی ہر ایک گنبدی سے ہزارون شعلے اور لوین نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہین اُن مین پھل بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہی طائر بنکر اڑتا ہی اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کی

جہان گشت از مہر روشن چو ماہ ۔۔۔ دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ

صبح کو سوفار نے دسحر پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نپایا شور و غوغا مچایا لشکر مین غلغلہ ہوا محلات مین جب خبر گئی کہرام پڑگیا امیر یہ حال سنکر بیقرار ہوگئے تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑگیا سردار و عیار سب پچھاڑین کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب

نظم

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ جو دھوم ۔۔۔ گیا خادمان محل نے ہجوم
کہا شہ نے وان کو مجھے دو بتا ۔۔۔ عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا
بتا یا پتہ وہ یہان سے گیا ۔۔۔ کہا ہاے بیٹا یہان سے گیا
عجب بحر غم مین ڈبویا مجھے ۔۔۔ غرض جان سے تو نے کھویا مجھے
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان ۔۔۔ ترقی پہ ہر دم تھا شور و فغان
شب آدھی وہ جس طرح سوتے کٹی ۔۔۔ رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بفن عیاری روانہ ہوے اور صورتین بدل کر قلعہ عقیق مین آئے در وند کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کرینگے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فرمائینگے غرضکہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے غدنگا وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہ کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دونگا جو پتہ لگا ئیگا قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی مین بھی دونگا اور اسی طرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہی مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتہ لگاؤنگا اور اگر اس عرصہ مین پتہ نہ لگا تو مین بھی منھ نہ دکھاؤنگا یہ کہکر بانہ ہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منھ دکھائے گا یہ سوچکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی نہو ذرا چل کر اس سے تو پوچھ دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہی کہ بمقتضاے بیت
منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے + وہ رنگ لاؤن جس کا نہ ہو کچھ گمان تجھے + یہ سوچکر اپنی صورت

کمانچون کو سارنگیون کو بنا ستار ونکے پردے بناکر درست
خوشی سے ہر اک ان کی طرح مین ملا بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت آگین مین امیر نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد کیا یہ دل میں کینہ رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اس کو خلعت دیا یہ بھی رہنے لگا اس طرف لشکر سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا جو جو فرار ہو گیا تھا وہ بچھلے دس پانچ روز مین پھر آکر جمع ہوے اور لاکھون مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب کو لکھی اس مین جملہ کوائف جنگ درج کرکے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجیے کیونکہ یہان کوئی باقی نہین رہا سوفار بھی زندہ گرفتار ہو گیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ درصورت عدم مدد رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون سے ناراض بہت ہین غرضکہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اٹھا لے گیا سب لقا پرست تو بانتظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن سوفار جو بمکاری مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمۂ زربفتی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائین تو کوئی ملک حضور سے کہکر اسکو دلا مین اُدھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب مصرع اصل بد از خطا خطا نکند اسنے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بجہ جشن جاگے ہوے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوے پس موقع اس نے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہو گئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور پنجہ مین داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کی طرف یہ سونچکر نہ گیا کہ عیار پتہ لگائے جائین گے صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین غار تیرہ و تار دیکھکر اس مین شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار یا تو لسان دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینۂ کنز صاحبقرانی کو اس مار خونخوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پر رکھکر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہان ہو گیا پھر آپ لشکر اسلام مین آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا

نظم

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد
کہ خورشید زنگ فیروز شد

لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اسنے اسکو حباب مار
کے بیہوش کیا اور زبان مین سوزن دے کر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادہ زد وکشت کرتا ہوا عقب لشکر
حریف چلا تھا پہلے اس جگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ مین کر چکا تھا غرضکہ وہان
پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرودگاہ پر
آیا یہان پڑاؤ پر بھی غازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا اور قلعہ عقیق کوہ
کے اندر چلا گیا اہل اسلام نے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ مین جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ
اٹھوا لیا اسوقت اہل اسلام پھرے اور اس کے اردو پر آکر گرے تا دیر بارگاہ و بازارین وخیام وغیرہ
لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیمون مین لگا دی اور بفتح وفیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی
پہاڑ پر سے منگوا کر استادہ کی ناموس امیر وسرداران بھی داخل سراپردۂ عصمت ہوئے امیر و بادشاہ وجملہ سردار
بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوئے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر
کی آراستہ ہون اسی وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران
بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن وامان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہین وہ آئین
اور آرام سے مسکن گزین ہون ساحر فی النار ہوئے یہ صدا سنتے ہی فوج جو شغاب جبال مین نہان
تھی آنے لگی اس عرصہ مین رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشان فراری تھی پھر کر آباد ہوئی
اور بازار فلاک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے **ابیات**

چو خورشید بر جاے مغرب رسید	رخ روز روشن بشد ناپدید
برون رفت خورشید مشعل ز باغ	فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر مین وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین کھلین رعایا بر آیا آباد ہوئی خلقت
دلشاد ہوئی سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ مین رونق افروز ہوئے محل مین بر محل
رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگین لاکھون روپیہ کا تصدق اتر گیا آپس مین گلے ملکر مبارکباد
دیتے تھے دربار مین بادشاہ نے جشن ہونیکا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤن کے حاضر تھے ساقیان گلعذار
جام مے پلاتے تھے مجرائی نغمہ عشرت سناتے تھے **نظم**

خوشی مین کیا یان تلک زرنثار	جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار
جہانتک کہ سازندے تھے ساز کے	دھنی دست کے اور آواز کے
لگے گانے اور ناچنے ایک بار	جہانتک کے تھے گایک اور تنت کار
لگے بجنے قانون و بین و رباب	بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طبلون کی ہمردنگ کی	صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

اسی گرمی حرب مین نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آپڑی اور ایک نارنج سحر پڑھکر مارا شہزادے پر
بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کے کچھ اثر نہ ہوا نارنج شق ہوکر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار غیب سے اُسکی قضا تھی
کھینچکر نعرہ کیا کہ بیت ہمی تیرہ بینم دل و ہوش تو + ہمی گور بینم بہ آغوش تو + نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ
طلسمی نہین ہی یہ میرا کیا کرے گا پس اُسنے سر اپنا سامنے کردیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادہ
غزالان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی ٹانگون سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی
وہ سیاہی جو عالمگیر ہورہی تھی دفعتاً غائب ہوگئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا بختیارک
پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا خداوند جلد تقدیر گریز کیجیے نہین تو
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہی نواسا حضور کا بہت ہٹ چھٹ نظر آتا ہی لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور
سوفارہ کو للکارا کہ ارے اس بندۂ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکارتا ہوا قریب شاہزادہ
آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہی وہ بھی خالی گیا اُس نے ترسول مارا شہزادہ
نے رد کرکے کمر مین ہاتھ ڈالکر اسکو اژدر پر سے اٹھالیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے
نہیب دی کہ ہان روکو اُسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مرد میدان سرو تن کے خریدار جان کے خواہان دوڑکر
غٹ پٹ ہوگئے ہلچل پڑگئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنیسے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے
کہ ساحرہ دار البوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالائے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اتر
آئے اس عرصہ مین تخت پر انیس سوار آکر پہونچے اور مارے جانیسے ساحرہ کے وہ بہوتی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا پس یہان پہونچکر
ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقرانی کی صدا جو سٹھ کوس جاتی ہی اشقر نعرہ سنکر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر مین آیا امیر
سوار ہوے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر مثل اژدر و عقاب و مہنت
وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوے تھے اور سبکو اسی قحبہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کرلیا تھا اور خود بھی سردارونکو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے
مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہوگئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہوگئی پس اصلی قید توڑ توڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے
اور بہر حفاظت مقام فرودگاہ پر ساٹھ ہزار سوار نازک چشم چھوڑ آئی تھی انپر جا پڑے از بسکہ یہ سردار دیو بند و دیو کش رستم سے
کہین بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوے یہ بھی اُن کے تعاقب مین چلے اور لقا کے
لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم سے جب بادشاہ نے
شکست کھائی تھی تو اُس نے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہوگئے تھے اُن کے گرد احاطہ سحر کردیا
تھا الحال وہ احاطۂ سحر بھی دفع ہوگیا اور لشکری ہوشیار ہوکر چلے اور آکر زیر کوہ شریک رزم ہوے اور
لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہی وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑکر نکلا اس ہجوم
کے ہونے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھال دی کہ ارے جلد
ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدر

وفرحان آکر حملہ آور ہوے پھر وہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پھیر لگاتے تھے عورتین دعا کر رہی تھین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے ہو کہے دیتے ہین کہ ابھی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہی تمھارے لیے فنا ہی نازک چشم نے کہا تو شیطان ہے یون ہی بیہودہ بکتا ہی یہ کہہ رہی تھی کہ آکر اُس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدۂ خداپرستان شاہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران بگھدری کرتا طرارے بھرتا آتا ہی پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہوا ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش روان شاپور عیار رکاب تھامے باتین کرتا آتا ہی جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہی بس ایک نعرۂ کوہ شگاف بلند کیا کہ ارے خیرہ سران نعرہ

چو دریا بر آورد از کینہ جوش — کفے بر لب آورد و برزد خروش
من آن شاہ گیتی ستان ایرجم — کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف — نشاید بہ گرز من این کوہ قاف
ہمی چرخ را زیر پا آورم — بہر رزم مردے بجا آورم

یہ نعرہ کر کے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہی مار تلوار سے تہلکہ ڈال دیا سنانہاے نیزہ اُس تاریکی دود سحر مین لیسان انجم چرخ لاجوردی چمکتی تھین روحین قفس تن مین پھڑکتی تھین تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزون کے خاک پر خون مین آلودہ کٹے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ مین خاکے کھینچے تھے روے زمین مُرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بیاوری شمشیر آگے آیا تھا موت کے گھٹنون پر زرہ دستون کو چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مد کی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ مین نقطہ دار ہر ایک گھیر اتھا فوج کے لام کو الف تیغ نے الف بنا کر لا یعنی نیست کر دیا تھا جوانون کے چہرے جو دفتر شجاعت مین صاد تھے وہ نون نفی نے نظری کر دیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتون سے کلک شمشیر نے صفحۂ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا مین سرون کے نقطہ دیے تھے نظم

بر آمد خروش از دلیران جنگ — یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار — فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان دران خارہ سنگ — کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سرے بود در خاک و خون — تن بد سگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ او دانہ چیند ز خاک — ربودند ازان بدتنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ — کہ پرلستہ گردید برچرخ میغ

ہمہ بر شد از عاج ہمبر خروش — جہان آمد از نالۂ روئین بجوش
جہان گشت بر گرد آورد روے — بدر خواست دریا ز ناورد جوے
زمین ہمچو کشتی شد از موج خون — گہے راست جنبان گہے سرنگون
کمان ابرو بارانش الماس بود — سر و مغز پُر جوش و سواس بود
زبس کشتہ گشتہ ز ہر دو گروہ — ز خون خواست دریا و از کشتہ کوہ
نہ پیدا بد از خون تن رزم کوش — کہ فولاد پوش ست یا نقل پوش

نازک چشم تڑپ کر بروے ہوا گئی اور پکاری کہ اے قاسم تیرے دادا کو مین بھگا چکی ہون اور سب سردار پکڑ لیے ہین تو میرا کیا کرلے گا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دلدوز اس پر لگایا کہ اس کے سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہان سے گری مثل بلاے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ مین دابکر لے اڑی لشکر مین لائی قید سحر مین مبتلا کر کے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھکر ایسا سحر کیا کہ دھوان اس لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک میاز ربا بکل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سوجھنا بھی آنکھون سے موقوف ہوا بس اُسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب رکے اُسنے قاسم کو سامنے طلب کر کے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر قاسم نے زبان لعن وطعن کھولی اس نے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کرین بادشاہ اسلام کے اگر سجدہ کرنا منظور کرین تو خداوندا نکی بڑی عزت وحرمت فرمائین گے اور ملک و مال عطا کرین گے وہ ساحر روبرو کوہ کے جا کر پیام گذار ہوا یہان قاسم کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفۂ طلسم لایا ہوگا اور ساحرہ کو قتل کرے گا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا بادشاہ یہ سانحہ دیکھ کر آراستہ ہو کر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اترین کہ اسوقت خبر گرفتاری قاسم پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اس اثنا مین پیام ساحرہ شاہ کو پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتون کا سخت اور درشت لکھکر تیر مین باندھکر نیچے پھینکدو نامہ تیر مین باندھکر جواب ان کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ تھا کہ او قحبہ تو کیا بکتی ہے مین لقا پر لعنت کرتا ہون اور خدا پر شاکر ہون انشاء اللہ عنقریب تو ماری جائیگی غرض جب یہ جواب ساحر نے جاکر نازک چشم کو دیا وہ آمادۂ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کر کے چلی اور ادھر عیارون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہین ہی دھوان سحر کا چھایا ہی پہاڑ سے اتر نسکین گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائین گے اس سے لازم ہے کہ یہین اس قحبہ کو آنے دین اور اسی جگہ سے لڑین شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور رہے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جاسکے تو پھر باہر نکلنا بیکار ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ یہان ہوش وحواس کے ساتھ رہین اور جب فوج یہان آجاوے تو اپنی جان دین فی الجملہ یہ تو آمادۂ مرگ یہان ٹھہرے اور زیر کوہ لقا و نازک چشم شادان

چھایا ہی عیار بھی گھاٹیان چھوڑ کر بھاگ گئے ہین پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھوان تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ سبکو جا کر باندھ لاؤن غرضکہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کرکے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیارون نے بارگاہ سلیمانی کے درجون مین ٹھہر کر تھپر اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیازہ کریم کارساز کیا کہ **بیت** ترا آسرا ہی ہمین اے رحیم بچالے ہمین دشمنون سے کریم + دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضاے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کیطرف دیکھا کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ قحبہ نے سر اٹھایا ہے مانتی ہی نہین واصل جہنم اسکو فرمائیے لقانے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اسکے قریب آئی اور کہا ملک جی کیا بکتے ہو اس نے کہا آج تک تمھاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھکو شیطان نہ کہنا مسلمانون پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جواب آئی آخر ان کی صدا نے مدد کی اسی گفتگو مین یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اڑاتا برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس مین آگیا ہے بلکہ کبادۂ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے کہ **ابیات**

بپوشید لبس ہفت پارہ حریر — یکے خود چار ترش زرہ دلپذیر
ہمان جوشن و خود غیبہ زرزر — بپوشید و رزیر شان چون زبر
کمندے و گرزے و نیزہ بدست — بہ اسپ تگاور روان برنشست
پراز گرد شد روے ماہ از نبرد — پر از خاک شد کام ماہی ز گرد
ز بانگ یلان مغز ہامون بخست — از انبوہ جان راہ گردون ببست
ز گرد سیہ خنجر جنگیان — ہمی تافت چون خندۂ زنگیان

پس پشت سواران جرار مقبل و فادار آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ اے فرقۂ ساحران اشرار دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم یہ کہکر مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی پتھر برسنے لگے پہلے ہی حملہ مین بہت ساحر واصل جہنم ہوے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیون ملکہ دیکھا کہ اب مسلمانون کی مدد آنے کا لگا لگ گیا خیریت اسی مین ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سنکر غضب طاری ہوا اور خود آگے بڑھی فوج کو للکارا اُدھر سے قیماس خان و الماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر جگردوز و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوے کہ بمقتضاے **ابیات**

گزین کرد از ان نامداران سوار — دلیران جنگی دہ و دو ہزار
سپر دار پیادہ دہ و دو ہزار — گزین کرد آن از در کارزار
بفرمود تا جملہ بیرون شدند — ز پہلوے دشت و ہامون شدند
وزان جائگہ کوس بر پیل بست — بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ وجلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اُترا ہی وہان سے اشقر کو لے آؤ زنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر کو اُٹھا لایا تھا تو لشکر پر بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اُس تخت کو اُڑایا یہ اس لیے کہ جب امیر پردہ قاف پر گئے تھے اور ارناگیس دیو اور لاینسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردۂ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اُس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار نہ ہونگا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوے تھے تو اشقر خفا ہوکر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہوگیا اس سے بچہ پیدا ہوا کرۂ بن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہی حال اُسکا نوشیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفترون مین مندرج ہی غرضکہ شہزادہ بہ تمکنت وجاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر الم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ مین مرکب پر یہ شہریار گرد بہادرون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لیے خزانہ کا منھ کھلا علم شیر پیکر کا سر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہنسکر باتین کرتا صداے طرقوا پیدا کہ **ابیات**

بفرمود تا برکشیدند نا‌ے — سپہ اندر آمد ز ہر سو بجاے
برآمد یکے گرد بر شد خروش — ہمے کر شدی مردم تیز گوش
سنانہاے الماس در تیرہ گرد — ستارست گفتے شب لاجورد
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر — سپرہاے زرین و زرین کمر

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہوے مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پر سوار ہوکر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ **ابیات**

ازان رو دگر آئینہ از غبار — برون آمد و شد جہان زرنگار
فلک را زرین بام نیلی سرشت — در ایوان فگندند زرینہ خشت

صبح ہوتے ہی نازک چشم ولقا با فوج گران سوار ہوکر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا

نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ — نکل آئے بدلی سے جسطرح دھوپ
جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن — لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن
اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس — تصور مین ہو سُرخ جس کے قیاس
بھبھوکا سا تن اور منھ کی دمک — کہ جون شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک
نکیلی وہ اُٹھی ہوئی چھاتیان — بھری اپنے جوبن مین اتراتیان
گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک — تڑاتے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنچن سی اُسمین پھبین لال لال — بھری رنگ سے قمقمے کے مثال
نیلاہٹ وہ بھٹنی کی اس سے نمود — کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود

شاہزادہ سے ازبسکہ عقد ہوچکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسۂ انبساط رہا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ دارون کے کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزۂ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زرین بادلہ بکار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور دنگل اور سا اسلحہ اور مرکب اور پانچہزار عرادے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوتیان نقارون کی سیمین وطلائی اسمین سے نکلین اور ایک صندوق مین سے دو تلوارین ملین ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک حشیم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق مین چار تلوارین تھین پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور بہر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک ہوکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ ماری گئی اب دو باقی تھین وہ بھی ملین شہزادہ اُنکے ملنے سے خوش ہوا اور دار الامارۃ مین آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمۂ عزگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا لوحدار کو مشیر سلطنت مقرر کر کے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ مین جا کر پدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو مژدہ فتح دین اور ملکہ صنوبر کو اُنکے ہمراہ بسمت لشکر اسلام روانہ کرین حنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی یہان شہزادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہوگیا اور غبار سیاہ اُڑا صداے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا فتحیاب ہوا یہ فرما رہا تھا کہ سیارہ و حنظل نے آکر مژدہ فتح دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و نرگسی حشیم کو ہمراہ لے کر مع سیارہ بحشم و خدم کوچ فرمایا کہ

نظم

نہ گردان جنگی نہ نام آوران — کہ چون مقبل شیر و قیماس خان

لگے شہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزین میلا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئین اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائین پردہ اس کا اٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر پایۂ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھا لے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ سے بدتر ہے کہین یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم مین آرام پائے شہزادہ یہ سنکر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین لباس خاکستری ہوگیا ہے چہرے پر خراش ناخن جابجا ہے یہ دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھے شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہوگیا شہزادے نے بڑھکر زنجیر پاے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی دونون بلک کر رونے لگے منھ اشکون سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے اپنے دکھڑے سنائے آنکھون سے دریا بہائے کہ بمقتضاے ۔ مثنوی

بغل کھول کر پھر تو آپس مین مل ۔۔۔ وہ رویا کیے دیر تک متصل
بیان دونون اپنا جو کرنے لگے ۔۔۔ در اشک سے چشم بھرنے لگے
گلے مل کے رونے لگے زار زار ۔۔۔ کیا اپنے تن من کو اس پر نثار
یہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا ۔۔۔ بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا
کہی سرگذشت اپنی اسدم تلک ۔۔۔ کہ اس طرح پہونچے ہین ہم تم تلک
اُدھر اشک خونین ادھر چشم نم ۔۔۔ اُسے اس کا غم اور اسے اُسکا غم
نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اسکا حال ۔۔۔ تن زرد زرد اور رخ لال لال
بہم دو خزان دیدہ گلزار سے ۔۔۔ ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی اب خدا تم کو نہ رلائے یہ روز جدائی پھر خدا تم کو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتین ہون رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت
بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو ۔ خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو ۔ حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل مین پہونچ کر حمام مین گئی نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بعد تزئین داد آراستہ ہوکر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیاے مہر کو شرمندہ کرتی کہ مثنوی

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار ۔۔۔ چمن مین نئے سر سے آئی بہار
نہا دھو کے نکلی عجب آن سے ۔۔۔ کہ الماس نکلے ہے جون کان سے

خرمن ہستی جوانان خاک کر کے بباد فنا پریشان کر دیے تھے اُسی ہنگامہ مین شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین واضح
ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ
نگاہ اس کی خیرہ ہو گی اس وقت فوراً تلوار اس کے سر پر مارو تاکہ ہلاک ہو جادے ورنہ اگر بچ جاوے
تو آفت برپا کرے گی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول مین لشکر کے پہونچا
مرکب پر سے کودا آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے
سے گرا ہے جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدر سے کود کر خوشی خوشی چلی اُدھر
سے شہزادہ آتا تھا راہ مین سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھین اسکی بند ہو گئین اور سحر
فراموش ہوا شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر وہ گری شور دار
وگیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین مین غار پڑ گئے چشمے طلسم کے خشک ہو گئے
آندھیان اٹھین بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجکو اے شخص تونے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا
زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران مین بھگدڑ پڑی لقیۃ السیف نے چادر امان
ہلائی ایرج نے ہاتھ روکا افسران لشکر نے خدمت مین حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا اور انا المطیع کا دم بھرا شہزادے
نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہین آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ
بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہو گئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص معزز وضع پیدا ہوئے اور پاس
آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہین چلیے اور مال لیجیے شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا
اُس عرصے مین حنظل وشعلہ دار دستیارہ وشاپور دلو حدار اپنے احاطۂ سحر سے نکلکر حاضر ہوے
اور تسلیم کر کے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ وہان سے چلا اور داخل شہر طلسم
ہوا یہان رعایا تمام فراری تھی لیکن عمارتین عمدہ بنی تھین دکانین مثل دل عاشق مہجور خالی پڑی تھین بازارین
ویران تھین گلیان سنسان تھین شہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دار الامارۂ شاہی مین آیا اور دنگل
شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل وغارت
سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم ورعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذرین گذرنے لگین تمام شہر
اسلام آباد ہوا تھا دیر سامری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدین اور خانقاہین تعمیر ہوئین
شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو حنظل سے پوچھا
کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلور کا پتہ نہ ملا اس کو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ
حضور ایک باغ مین ملکہ قید ہین وہان تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات ہو گی شہزادہ اسی وقت روانہ
ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولون سے بھرا سراسر سبز وہرا نظر آیا چار بارہ دری چار کونون
پر تعمیر خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہائے زنبوری ہر ایک مین پڑے جنکی ڈوریون مین مقیش کے پھندنے

کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا مین گیا اور خدمت ملکہ حیرت مین ہو کر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ سیب مین بھیجدیا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کر کے مشیران سلطنت سے اس امر خاص مین مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے مین کیا کیا جائے شیرون نے عرض کیا کہ وہ طلسم شرکت مین کو کب کے ہے وہ شریک عمرو ہوا ہے وہ اس مقدمہ مین دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُن سے آپ کے دونون جگہ مقابلہ ہو رہا ہے یعنے کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہین اور یہان مہرخ سے بھی لڑتے ہین پس تیسری جنگ سے کیا فائدہ آئینہ کو یہان بلا لیجیے جب مسلمان مارے جائینگے اس وقت طلسم اسکا حوالے اسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہان چلی آؤ مین سمجھ لونگا پس یہ جواب اس ساحر کو دیکر دریاے سحر کے پار اُتروا دیا وہ وہان سے پاس آئینہ کے آیا جب اس نے جواب عرضی پایا از بسکہ دل مین سزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا دام آرزو ہوا نے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑکر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت ہمہ خواستہ خوبد و نام بد ÷ نتر سد ز دانش نہ فرجام بد ÷ پس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی سا کھے کی ہین طلسم کشا سے اور لڑونگی تم مین سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جائے سب نے عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہین غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کر کے اژدرپہ بیٹھکر روان ہوئی کچھ ہی دور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اثناے راہ مین مقابلہ ہوا دونون لشکر باہم تلوارین کھینچ کر ملگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن تیلون کو حکم جنگ دیا اُنھون نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر وایرج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج پر بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی تیلون نے ہزارون کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا تیلون کو جلا دیا تھا جب تک گرز سول مارتی تھی دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہا دیے تھے ایکطرف شہزادے نے لاشون کے ڈھیر لگا دیے تھے کہ بموجب نظم

زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ — شدہ گوش گردون کر و دل سیاہ
یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم — دلیران دران بادہ خواران چو بزم
غو کوس شان زخم بربط سرائے — دم گاؤدم نالۂ کرنائے
روان خون چو مے نالہ شان بم و زیر — پیالہ سر و خنجر و نقل تیر
بہر گوشہ کشتہ افگندہ خوار — کہ شد بستہ بر تازی اسپان گذار
زبس کشتہ و سر فگندہ نگون — چو دریا ہمی رفت بر دشت خون

آتش جدال و قتال نے خانہ ہاے تن جلا کر روحون سے ویران کر دیے تھے برق تیغ شعلہ فام سے

ہتھیار لگا کر دیکھو ہون کہ میرے جسم پر ٹھیک و درست ہین یا نہین بعد کو پھر حمام کرکے جاؤن گا شہزادے نے انسے یہی کہا اور پوشاک طلسمی پہنی ہتھیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اُس مین معلوم ہوا کہ ان سے کہو رنگین جادو و مالک کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اُنسے حکم دیا کہ رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ ہوے اور کچھ دیر مین ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اُس ساحر کو قتل کرنا چاہا اُس نے عرض کیا کہ اے طلسم کشا مین اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجکو گرفتار کرکے قتل کرنا چاہین گے پس اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم سے اٹھا لایا ہون اگر آپ مجکو رہا کردین تو مین امیر کے پاس آپ کو لے چلون شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کرکے شہزادہ اُسکے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ اسم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ مین ایک ایسی جگہ آیا کہ وہان ایک حجرہ بنا تھا اور در مین قفل لگا تھا اس نے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر لایا دیکھا کہ اس حجرہ مین ایک تخت بچھا ہے اُس تخت پر فرش ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہین شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکایا امیر نے سر کو لے کر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتہ پایا شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پہ بخیریت تمام ہین یہ کہکر کل احوال طلسم کا بیان کیا پھر وہان سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجھکو فوج طلسم کے مقام پر پہونچا دے شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھولکر جو آگے بڑھے ایک کوہستان مین پہونچے کہ وہان چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اس کو وا کیا اس مین وہی صندوق جو ملکہ بلور لے گئی تھی رکھا تھا اس کو اٹھا کر باہر لائے اور تڑاکھولکر چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبون پر سوار نکلا اور بیٹھکر مثل انسانون کے ہوگیا شہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوے بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلیر باگرز و خنجر و تیر لیے بڑے جاہ و حشم سے روانہ ہوے کہ

نظم

سپہ را بیار است خود بر نشست ۔۔۔ یکے گرز پرخاش دیدہ بدست

سشر دند بر میمنہ سی ہزار ۔۔۔ زرہ دار و کار آزمودہ سوار

فرستادہ بر میسرہ ہمچنین ۔۔۔ سواران جنگی و مردان کین

پس پشت ایشان یلان سینہ بود ۔۔۔ سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود

نبرد نا ے رو ئین و بر شد خروش ۔۔۔ زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوے مگر آئینہ جاد وجود ربار سے شکست کھا کر گئی تھی تدابیر لشکر کشی اور قتل شاہزادہ کر رہی تھی جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اسمین سب

ساحرون نے اس خوف سے کہ ہر چند بالاے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی مین محفوظ ہونگے حملہ کیا اور نازک حشم و بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دین گے اور علاوہ اس کے اسلامیون کے قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہان قید نہ ہوے پہاڑ ہی پر مقیدون کی طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائین گے بس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ یہین بارگاہین استادہ ہون بموجب ارشاد اسکے بارگاہین اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوے **لقا** مع ساحرہ بارگاہ نکبت اشتباہ مین متمکن ہوا وہی جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب مین محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل استوہ تھے ایک تو تاریکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پر ہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صداہاے ہولناک و پر بیم وحشت آگین ہر سمت سے پیدا عورتون کا بلک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائین سائین کی آواز آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہو گی جیسی وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی کہ بمقتضاے

نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ — کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ
کھلے غم سے تھے خوبرویونکے بال — شب تیرہ مین تیرگی تھی محال
صدا ہر طرف تھی یہی ہاے ہاے — خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھاے
کوئی مثل سنبل کے بکھراے بال — پڑی رنج مین اک طرف تھی نڈھال
پریشان کوئی زلف منھ پر پڑی — گہر آنسوؤن کے پروتی لڑی

یہان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعدا ہے ساحرون کے یہان جلسۂ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر اب ذکر فتاح طلسم آئینہ **ایرج** نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر شجر باغ مین بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب موکیل کی نظر آئین کبھی کبھی اژدر دہان منھ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریاے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہان تک اسم تمام کیا اسوقت دو مرصع کھلیان ہاتھ مین اور جام بلورین پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور ان حمامیون نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا ہین تم ان سے کہو کہ اگر مجکو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتھیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے بموجب نوشتہ لوح انسے لباس اور اسلحہ طلب کیا انھون نے اقرار کیا اور وہ دو شخص نظر سے غائب ہو گئے اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیان پوشاک اور سلاح کی لیے حاضر ہوے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ ان سے کہو مین پہلے لباس پہنکر اور

مرنے کا پھر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کرکے جدھر جسکے جی مین آیا چلا گیا اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمۂ بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین سے ان کو اور چند خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ و کرب کو رکھا اور گھاٹیان پہاڑ کی روکین سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا بانہا ہاے عیاری سے آراستہ ہوے یعنی توبڑون مین پتھر بھرے ہاتھون مین حقہ ہاے نفتی چڑھائے گھائیون مین حباب بیہوشی دبائے کمندین بازؤون پر لپیٹے کمانون مین تیر پیوستہ کیے سر کوہ پر ٹھیرے ادھر خیمون مین عورتین موے مشکین و زلف عنبرین کھول کر گودیان پھیلا کر دعا مانگنے لگین کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے رفع کر دے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار ہین کہ

نظم

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم	کہ ہے قبضہ مین تیرے جان عالم
تری ہر چیز مین قدرت عیان ہے	کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے
طفیل پنجتن اے رب کونین	مٹا دے غم کا دل سے شیون و شین
مناجی کی جو ہے اس کو بر لا	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین	جگر دل انکے تن مین چاک ہو جائین
مرے مالک مری فریاد سن لے	مرادون سے طبیعت شاد کر دے

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام یہان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج عدد مثل مور و ملخ آ پہونچی اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھیر لیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیون وغیرہ نے حملہ کیا عیارون نے خدنگ دلدوز اور حقہ ہاے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اسکا منھ جھلس گیا اور ہزارون سینہ تیرون سے غربال کیا فوج کا رخ پھیر دیا دھاوا اپیش نہوا نازک حشم یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گھڑ گڑا کر سر کوہ پر آیا اور اس مین سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ سے اتر اتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے انکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیون مین پہاڑ کی چھپ رہے مگر اتنے عرصہ مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہو گئی سواے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا اس وقت لشکریون نے پھر حملہ کیا ازبسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے مین آچکا تھا کہ خشت زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے کوٹ کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش و ماتم کنان پیدا ہوئی کہ ابیات

شبے تیرہ بود مانند قیر	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر
نہ زنگی شب بود پر ہول و بیم	کہ گشتے دل شیر ازوے دو نیم

سرداران لشکر کو منصب وجاگیر وزر ومال انعام مین بٹ رہا تھا لقا طرۂ پیغمبری افراسیاب کو بھیجنا چاہتا
تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہین انکو بھی پکڑ لیجیے تو ملکہ نازک حشیم کو زوجۂ
قدرت بنائیے نور قدرت بیٹ مین اُنکے اُتاریئے اور افراسیاب کو طرۂ پیغمبری بھیجیے آپ چلکر باختر
مین تخت خدائی پر بیٹھیے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ
سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم نہوا کہ یہ سب کہان ہین ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران سحر کو بنور سحر روانہ کیا
جاکر اطراف مین اس نواح کے تجسس کرین ساحر طائر بنکر اُڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر مین پتہ لگ گیا
یعنے کوہ مرمر سات ہی کوس یہان سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہان دیکھکر
خدمت نازک حشیم مین آئے بعد اداے دعا وثناے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا بختیارک
نے یہ ماجرا معلوم کرکے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین اور علاوہ برین عیار موقع پاکر اپنا کام
کر جائینگے میری راے یہ ہر کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا چلکر خاتمہ کر دو نازک حشیم اُسکے ورغلانے سے
اُسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر باقی
لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہوکر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا کوہ و دشت مین
زلزلہ پڑ گیا سمون سے گھوڑون کے جگر گاو زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ شور بلند ہوا کہ پردہ ہاے
گوش ترک روزگار پھٹ جاتے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر فیروزی اثر اہل اسلام
پہونچی عیارون نے وہان کے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب مین اپنے تئین پہونچایا اور سارا
ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی ہین ناموس کے پاس بالاے کوہ تشریف لیجائین
غلام جان نثاری کو حاضر ہر بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک میری جان تن مین ہے پاؤن میدان شجاعت سے
نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اُسی حالت زخمداری
مین آمادہ حرب وپیکار ہوے عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہوجائینگے
اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہے گا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی
اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہین شاید کام آئین
تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اور اسی وقت آرزو رکھتے ہین کہ حضور سے بغلگیر ہوکر رخصت ہون
یہ عرض عیاران سنکر بکمال بشاشت بادشاہ وکرب نے انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونون
بیہوش ہوگئے عیار ان کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیارون نے ملکہ کا خیمہ وسراپردہ وقنات وغیرہ
بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کر کے چڑھائین پھر سب لشکریون کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جسقدر آسکین چڑھ
آئین اور باقی صحرا و کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہون جسدم یہ قران نحس بکھیر سے دفع ہوگا اور ہماری
فتح ہوگی سب کو بلالین گے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہوگئے تو ہمارے لیے دعاے مغفرت کرین اور لڑنے

مقرر کردیا جب یہ انتظام ہوچکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کرو ملازمان لقا نے وہان پہرا کرلیا یہان کے لشکر کی بازارین بند تھین دوکاندار البحرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہی غرضکہ جب اردوے اسلام غارت ہوچکا اور لشکری سب قید ہوچکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک حشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان مین بادشاہ کو ہوش نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے پس اپنے طبل آسایش بجوایا اور لشکریون مین سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت مین ہم پر آپڑے بموجب حکم فوج حسب تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سردارون کے اپنی بارگاہ مین نہ گیا بارگاہ حشامی مین آیا اپنے سردارون کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا اس بارگاہ مین تخت سلیمانی نہین ہی تخت طاؤسی ہی اس تخت پر یہ نانجار بیٹھا گویا سکن ہما بوم کا آشیانہ بنا یہ شعر اُسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھکو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایہ بوم ✣ ور ہما از جہان شود معدوم ✣ خلاصہ کلام نازک حشم نے بیٹھتے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی مین نقارے بجنے لگے سردار بہاس زرق و برق پہنکر حاضر دربار ہوے تدرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی آوازہ کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پُر ہوگیا در و دیوار کوہ و دشت سے صداے عشرت پیدا ہوگئی ہر دشت و در سے یون آواز سازہاے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہی پریان قمر پیکر و مہوشان سیمبر رامشگران مہر دیدار رقاصان شعلہ خیال اس طرح رقص کرتے تھے اور ترنم سرا تھے کہ چتر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان نثار تھا ناہید مہر رخ کا دل بیقرار تھا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بلور رشک فزاے کاسۂ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال لے کر شراب مفرح دپر سرور اہل انجمن کو پلاتے تھے بناکر شمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے دائرہ مین اُتارتے تھے بادہ خوارون کو دیوانہ بناتے تھے یہ تماشا گلابی و ساغر کے الٹ پھیر کا دم دکھاتے تھے

نظم

مہیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز ✣ کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اسقدر جوش ✣ بڑھے کے تھا قہقہون کا خروش
دکھانے لگا چرخ نیرنگیان ✣ بنی فلک سے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام ✣ لیے ہاتھ مین جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا ✣ کہ یہ چرخ اُسی شوق مین ناچتا
وہین کی ہر گلبانگ عشرت سنی ✣ کہ تھمتی نہین ہر گلگون کی ہنسی
اسی رقص کی ہر ہوا لگ گئی ✣ چمن مین صبا پھرتی ہے ناچتی

ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب — کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب
ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر — کہ پتھر برسنے لگے اور تیر
بہادر زمین پر تڑپنے لگے — ورِ بحر جراٗت تھے غلطان ہوئے
رواں خامۂ تیغ سے خون ہوا — ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جما دیے اور ہزارون کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنے بیہوشی انپر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت لشکر مین بھگدر پڑی اس اندھیرے مین ایک کی دوسرے کو خبر نہین جسکا جدھر منھ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کر دیا فی الجملہ یہ گھوڑا معجزہ کا ہے اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا بس نہایت شائیستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامہ سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا مین پراگندہ ہوکر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر مین بھگدر پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا مین آیا عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہان کرب مع ناموس ہین غرضکہ بادشاہ کو بھی عیارون نے دیکھا کہ مرکب انکو درحالت غشی لیے ہوے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چمکارا گھوڑے نے بغضب انکی جانب دیکھا عیار دوڑ کر روتے ہوے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہین بس گردن ڈالکر کھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحہ کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب نے مجرا کیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری مین لوگ مشغول ہوے جو جو بھاگ کر آئے ہین انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر مین مجمع ہوتا جاتا ہے یہان تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اس طرف تا دیر یہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی مین ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک حشیم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی ہٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام مین کوئی باقی نہین ہے سب بیہوش پڑے ہین اور بہت سے بیجان ہو گئے ہین حکم دیا کہ جو مردہ ہین انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہین انکو پکڑ لو ساحرون نے یہ حکم سنکر سبکو گرفتار کرکے باندھ لیا اور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسون تک احاطہ دھوئین کا کھنچ گیا اور اس جگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکین اور نہ کوئی ان کو چھڑانے آسکے ساحرون کا پہرا

مارے کہ تمام میدان مین اندھیرا ہو گیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤن ساحرہ نے کہا اے لندھور یہ لمبا اور موٹا ڈیل لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہین آتی یہ کہکر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤن زمین مین جم گئے لندھور ہاتھی پر سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مار ڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکہ پہلوان مین یہ قدرت کہان ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور مجھکو خود شرم نہین آتی جو تو مردونکا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز چلکر دے کر مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور ردو ستک غار پڑگیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم و بست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اتری اور پکاری کہ کرا زدی و بست کردی حریفہ تو اینک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہو کر گر پڑا اُسکو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے **مالک اژدر** نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خداے تعالے کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ دکھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اس نے پہلے ایک ترسول مارا اسنے اسکو رد کر کے ایک نیزہ اسکے سینہ پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی مین اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھد جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اُچٹ گیا اور اس نے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بیدم ہو کر گرا ساحرائے اور باندھ لے گئے اُس نے چاہا کہ اور کسی کو پھر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوتا ہے ایسا نہو کہ کچھ افتاد پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانون کا جلد خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت مین مبتلا ہون گے یہ سوچکر تلوارین کھینچکر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اس طرف سے انھون نے بھی حملہ کیا ایک دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا تلوارین لہرانے لگین سپرین سنگ پشت نظر آنے لگین غوغائے مردم تلاطم بحر زخار کا شور تھا بادل سپاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشون کے بازو کی مچھلیان دام مین تڑپتی نظر آتی تھین پیرون کی صورتین بسان کاسۂ حباب دکھائی دیتی تھین اس عرصہ مین وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحرونکے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہو گئے بعضے راہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم ہوئے

ابیات

کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج ہوا کوئی بیہوش بادرد و رنج
دھوان چھا گیا مرگ خاک پر غبار زمین پہونچا افلاک پر
ہوا اس طرح روز روشن سیاہ کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ

تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف ہوتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے برآمد ز اسلامیان	بہ بستند بر کین ہر دو میان
چنین گفتگو داشتند آن ہمہ	کہ اے نامداران و مردان ہمہ
بہ بندید دامن بدامن درون	کہ اندر دشمن خود بریزیم خون
اگر ما بدین پرورنگ آوریم	ہمانا کہ نیکو بہ تنگ آوریم
بہ پیکان بدوزیم زرہ بر برش	بتیم ستوران بکوبیم سرش
ز خونش ہمہ خاک گلگون کنیم	روانش بشمشیر بیرون کنیم
خروش آمد از دشت و آوای مرد	کہ گفتی بدرید دشت نبرد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحر کا شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان فوج اسلام پیشانی زاہد سحر سے تابندہ ہوا کہ بمقتضائے ابیات

چو از تیرہ شب آن زنان درگذشت	سپہر و ستارہ دگرگونہ گشت
شہنشاہ جنگی در آمد بہ کین	بدین لشکرش و شیران چین
یکے تاج زرین نہادہ بسر	چو خورشید تابان بدر و گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان	بہ بست زیئے جنگ رفتن میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سرداران دولت شاہ حمجاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ شبستان مین تشریف اُس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو عیار مسلح و مکمل بیٹھے دعائے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہین سردارون نے مجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے سمت بارگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اُڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پرا ز زمرد وجواہر سر پر رکھے قبائے زردوزی پہنے ہاتھی پر زرجہ جواہر نگار پر بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتا ہے لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ اجی بنا ہوا اُبلا پڑتا ہے اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہے گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے ہر نحوست شعار کو وہ روز نیک ہے ایک طرف سے ساحر آگرجے ہین نارنج اچھلتے ہین غول کے غول اور پرے کے پرے ہین غرضکہ جانبین سے بعد برابر کرنے نشیب و فراز دشت کے اور بعد بٹھانے غبار اس خاکدان پست کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئین اور نقیب نقابت کہنے لگے اس اثنا مین نازک چشم بھی بعے ہوا پیدا ہوئی اور میدان مین ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لے کر بڑھی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجیے کسی کو میرے سامنے بادشاہ نے خود چاہا کہ مین بمقابلہ جاؤن لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لے کر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ لے بچیا جو ضرب رکھتی ہو نکال اُس نے یہ سنکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھ کر

ناک پر مارا کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیارون نے اُسی جگہ اُس کو مثل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا
اور وہان سے نکلکر روانہ ہوے ازبسکہ ساحرہ کی صورت بنے ہوے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا
ہوگا اس وجہ سے مزاحم نہ ہوے اور یہ بخوف وخطر لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین
پہونچکر پشتارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف وگزاف کرکے اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ
ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اس کو ہوشیار کرو عیارون نے
اس کو باندھا مگر قسمت جو بدی پر تھی سوزن زبان مین دینا بھول گئے فتیلہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی
بھی نہ تھی کیونکہ وہ ہمراہ کوکب جاچکی ہی بس جیسے ہی اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین بندھا پایا آنکھ بند کرکے
کہا کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک حشیم کیا کہتی ہی شناخت خداے تعالی جلشانہ مین
یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہوآئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور ازبسکہ زبان قابو مین تھی ایسا سحر پڑھا
کہ رسن جل گئی اور اس نے بہ رفتار کی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے اسلامیان یہ اُسی کی سزا مین نے پائی تھی کہ جو تم کو
زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہی دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا
سامنا ہی یہ کہکر اپنے لشکر مین آئی یہان جب اس کو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی
تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ مین نوحہ دشمنون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور
حال بیان کیا سب خوش ہوے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو بچ آئین
ورنہ کوئی آج تک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اس نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ
آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحہ ہستی سے مٹادونگی اور بسان نقش برآب بحر زندگی سے کنارے
لگادونگی یہ کہکر بزور سحر بخوف عیاران غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس رزم
سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرتا ہی کہ بیت
بیچارہ ندانم بعالم کہ زیست ٭ بخندم بداغی کہ باید گریست ٭ غرض طبل حشامی پہ چوب پڑی لشکر مین ہل چل
پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے پلٹنین اور رسالے بطور مخفی کوچ کرگئے کہ میان جان
ہے تو جہان ہی نوکری اور کہین مل رہیگی تلوار کی آنچ ہم سے نہ سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار
تھے اُنھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک لحد ہوگی اپنے
اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو کلمہ کا گواہ ٹھہرانے لگا مرنے پہ دل کو آمادہ کیا شمشیربازی کو
جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خوردسال کل اسی سے بازی کرینگے ہمارے کھیلنے سے دہان زخم ہنسینگے لب
سوفار اور کلہ عمود سے شاباش کی صدائین لینگے ہرطرف اس جسم خاکی کے گھروندے خون سے رنگین کرینگے
بوٹے زخمون کے بنائینگے چار دیوار عناصر کو ڈھائینگے قالب بیجان بناکر کھلونے کردینگے اپنے سامنے
ہستی کو حریف کا پتلا سمجھینگے غرضکہ یہی گفتگو ہر سمت تھی یہی آرزو جان وہی یک سخت ورد زبان ہر صاحب بخت

اسی عشرت مین بجتیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا اس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہی کیون روتے ہو اس نے جواب دیا کہ تم کو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائیگی ہائے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا اے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوتی ہی تو دوسرے روز مددان کی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہی اور زمین سے بسان مورچگان ظاہر ہو کر عدو کو خاک مین ملاتی ہی تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ ان کو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ اگر تم کو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کریگا بہر صورت ہم بھسر بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان فظر آتا ہے مین جو کہتا ہون اسمین کچھ فرق نہ ہوگا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردۂ دنیا مین ہی جو مجھ کو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کرلون گی مثل مشہور ہے کہ زدہ را نیست ان زدا چھا تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرون گی کل ہی سب کا خاتمہ کردون گی طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھین گے یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقار خانہ جمشیدی مین جا کر طبل بجایا صدا اس کی تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگین

نظم

تیرہ بر آمد زھر دو سپاہ — شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون بیشہ شد — دل نامدار پر اندیشہ شد
بفرمود تا لشکر آراستند — مر آن رزم را بزم پنداشتند

یہان کلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمرو قیسم بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چارون عیارون نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کرین غرضکہ دو عیار تو روانہ ہوگئے اور دو ٹھہرے ہوے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اس نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکلکر اسکے پہلو مین چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصے مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کنیزین باہر دروازہ پر ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کر کے ایک طرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منھ نکالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ ادھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کمند ماری لسنے ادھر پھر کر دیکھا کہ ساتھ ہی بیضۂ بیہوشی

مقابلہ مین جا پڑا ہے سب کا حال برا ہے آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاء اللہ
امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنون کو آکر راہ عدم دکھائینگے بادشاہ
نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دشمن کو پشت دکھاؤن اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤن لڑنے
سے منہ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت زنت ست بر آسمان زندہ کس + ہمان بہ کہ در جنگ
کوشیم و بس + خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیر خواہی پھر عرض
پیرا ہوے کہ اے شہنشاہ بیت سرت سبز بادا تن و جان درست + مبادا کیانی کمرگاہ سست +
اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور حجلہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی نژاد
کے کسی جاے امن مین بھیجدیجیے اور اثاثۂ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ
کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے
اور اثاثۂ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے بادشاہ کو یہ راے دینا انکا پسند آیا اور اسی وقت
کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات
کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہے سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب از بسکہ داروغہ بارگاہ
سلیمانی ہے اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہے اس
لحاظ سے اٹھالا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ
ہوے بادشاہ بارگاہ مین حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کمیدان اور مشیران سلطنت
وغیرہ براے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے براے حفاظت ناموس ہمراہ کرب
گئے اور بہت سے یہان حاضر رہے اس جگہ تو یہ ماجراے غم و اندوہ رہا لیکن اس طرف جو نازک چشم پھر کر
گئی نقا کی بارگاہ مین بصد عشرت و نگل پہ جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا شراب ارغوانی
کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو کیقباد
نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہے یہ اشعار
حسب حال جشن کے ہین کہ **ابیات**

سران سپہ را سراسر بخواند　　بخوان گرانمایہ شان برنشاند
سزاوار شان گفت ناخواستہ　　بیاورد گنجور آراستہ
ہمہ بوم از دیبۂ رنگ رنگ　　ز گوہر منقش چو پشت پلنگ
نواے مغنی و آواز رود　　روان را ہمیداد گفتی درود
ز خوبان ہمہ بزمگہ چون بہشت　　تو گفتی کہ رضوان بدو لالہ کشت
ہم اندر بر کلہ نزہ نگار　　بہ یکبارہ رامش گرفتند کار

جھولی سے خاک کی نکالکر اُسکی جانب اڑا دی اُسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہو گئی جس طرح اونچا تھا
اسی طرح بلند رہگیا اور اس نے ہنسکر کہا کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہی کہ خداوند کو آکر سجدہ کر
آج مین چھوڑے دیتی ہون پھر بغیر قتل کیے باز نہ آون گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا مثل اصل ہو گیا
اور اس نے طبل امان بجوا دیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہو گیا ہی ایک لاکھ آدمی جان
سے اس پتھر کے برسنے مین ہلاک ہو گیا ہی اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہی بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزار ہا
شتر و اسب و فیل کام آیا ہی جہان تک نگاہ کام کرتی ہی مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہی یہ حال دیکھ کر
اشک حسرت گرائے اور اشقر دیو زاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان مین نہ ملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا
اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم مین اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھون
بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدوا کر گنج مقتولان کرایا اور جانورون کی لاشون کو بھی کوہستان مین گڑوا دیا یا اسکیے
کہ زاغ و زغن ان کا گوشت کھائیں گے اور انکا ہجوم دیکھ کر بے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہان
لاشین چیل کوے کھاتے ہین غرضکہ پہر رات تک اسی کام مین مشغول بدل رہے جب میدان لاشون
سے پاک ہو چکا اس وقت نالان و گریان بارگاہ مین تشریف لائے اُسوقت اہل لشکر کی گریہ و زاری
دیکھی نہ جاتی تھی خصوصاً وہ عورتین جن کے وارث مارے گئے تھے اس طرح بلک بلک کر روتی تھین کہ
دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگام عظیم برپا تھا کسی نے بال پریشان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے
طمانچون سے رخسار رُبان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی منھ پر خاک
ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی درکی تھی کہکشان کا سینہ شق
تھا ستارون پہ فلک کے دیدہ پرخون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤن کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ زمین
و آسمان روتا تھا کہ

ابیات

خروشے بر آمد چنان از سپاہ ۔۔۔ کہ خورشید بر چرخ گم کردہ راہ
پس پردہ ہا کودک و مرد و زن ۔۔۔ بکودکیا زار و بر انجمن
خروشیدن نالہ و آہ بود ۔۔۔ بہر برزنے ماتم شاہ بود
سران سر نہادند یکسر بخاک ۔۔۔ ہمان جامہا کردہ زین دیدہ چاک
زمین سر بسر لرزہ اندر گرفت ۔۔۔ بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پہ بیٹھے تھے خادمان محل کا رونا پیٹنا سنکر روتے تھے اُسوقت خواجہ زادے بھی
بنا بر تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے اُنھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ
گردون بارگاہ بنا بر ترقی خواہی و دولت سگائی ہم عرض کرتے ہین کہ دن لشکر اسلام کے بہت سخت ہین
ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہین سعد ستارون کو حضیض و نکبت و وبال ہی جو ستارہ ہی وہ نظر تثلیث سے

شمع آفتاب صرصر حوادث نے گل کردی ہر زمانے مین مثل قلب بے دین سیاہی ہر دو پریشانی ہر کہ شاہد روز نے خل زن سوگوار بال اپنے کھول دیے مین یا آہ مظلومان کا دھوان اسس دشت مین یا چاہ بابل سے دھوان اٹھکر پھیلا ہر فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہر یا جہنم کا دہ کھلگیا ہر العیاذ باللہ اس تاریکی مین یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے تھے کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھی اور شتر وان کے پیٹ کی آڑ مین ٹھہرے تھے بہت صحرا کے غار اور تنہ ہاے درختان کو ماوا و ملجا بنا ے تھے جیسے شیر کچھار مین یا اژدر غار مین رہتا ہی یا طائر زیر برگ چھپتا ہی اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت مین دمبدم ترقی ہوتی تھی کہ

بمقتضاے نظم

یکے خیمہ زد بر سر از دود و قار — سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید و خشت — پراگندہ گردید لشکر بدشت
خور و خواب و آرام گہ تنگ شد — تو گفتی کہ روے زمین سنگ شد
تبہ شد بسے مردم و چارپاے — یکے راند بد خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر — جوان دولتے نیز برگشتہ بیر
بسے راہ صحرا گرفتند پیش — ز درد شہنشاہ دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے ہمپر سے یہ بلا دفع کر ہمکو فتح عطا کر اس دعا سے مقلب القلوب نے قلب نازک چشم پھیر الغرض دن بھر تو یہ آفت اس نے برپا رکھی جب مثل بخت شوم نحبتان اصل مین وقت تاریکی شب آیا اور آفت نے یہ آفت دیکھکر خوف کور چشم ہونے سے غار مغرب مین اپنے تئین چھپایا نظم

درین وادی بود گرد روی دشت — خروشے بر آمد کہ مہ تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بیگاہ گشت — ز جنگ یلان دشت کوتاہ گشت

شام ہوتے ہی نازک چشم نے رد سحر اپنا کیا او رجہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اُسنے پکار کر نہیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند لقا کو کہ دن رات ہو گئی تھی اگر آج تم نے مشورہ کر کے اطاعت اکر خداوندی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور برے حال سے مارے جاؤ گے لندھور جانشین امیر کو یہ لاف و گزاف برا معلوم ہوا اور پکارا کہ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قرآن صعب لشکر اسلام پر بہت آچکے ہین تو کیا بکتی ہر انشاء اللہ تعالیٰ اس گرز گران سے تیرے سر کو مین کچلون گا یہ کہکر گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کر کے دکھایا اسنے ایک پڑیا

جب جائے مصاف پر پہونچے دیکھا کہ لقائے فوج ساحران اور مبارزان بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا اور دشت ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہو گیا نازک حشیم نے آنکر صفوف آرائی کرائی اور فوج ساحران مثل در مثل جمائی بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترغیب جنگ بہادرون کو دے کر للکارے کہ خبردار ہمت نہ ہار نا سر جائے مگر شجاعت مین فرق نہ آئے سر کمو ہو کر عدو کو مار نا جب یہ کہکر نقیب ہٹے نازک حشیم طاؤس سحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کر کے وسط میدان مین آئی اور مبارز خواہ ہوئی اِدھر بہادرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل مین اُسی عالم بدحواسی مین یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوئے تمام سرداران دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین ہم جان نثار کس دن کے لیے ہین امیر نے سردارون کو بنگاہ غضب دیکھا اور اُدھر بادشاہ نے بھی سردارون سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہی کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اس کو اجازت نہ ملے اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعائے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رُکے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھون مین لے کر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرم کر کے خدائے قادر و توانا کی درگاہ مین دعا کرنے لگے اور سرداران آمین کہتے تھے کہ نظم

توہے معبود یکتا دو جہان کا | تو ہے خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام | تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہی موجود | ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود
امیر لشکر اسلام یا رب | بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا ان کی بدرجہ استجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونون لشکرون مین ہو گئی سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہو گئی اہل اسلام حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا گذرا پھر خیال مین آیا کہ نازک حشیم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہی مگر نازک حشیم نے پکار کر کہا کہ اے مسلمانان تم نے بھی ساحرہ وغیرہ کمینگاہ مین دیکھے ہین کہ وقت پر وہ تم کو بچالے جایا کرتے ہین خیر امیر میرے ہاتھ سے کہان چھپکر جائینگے مسلمانون نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ او قحبہ کار اسلامیان دغا شعاری نہین ہی یہ کام تمھین جادوگرون اور شیطان پرستون کا ہی کہ مکاری کرتے ہو نازک حشیم کو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ برقے ہوا جا کر شق ہوا اور اُس مین سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل ابر اہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر مین تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی مین اس نے اور ایک نازیل مارا کہ پھر ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور اُس مین سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام مین تہلکہ پڑ گیا بہادرون نے سپرونکا سر پر سایہ کیا اور ہزارہا سپر سر بادشاہ کے آڑ گئی اب یہ حال ہی کہ انجمن عالم مین

کس کو تخت سلطنت دیتا ہی اور کس کو تختہ تابوت پر سلاتا ہی کس لیے کہ مالک اسم اعظم آپ مین نہین ہین اور سردار بہت سے قید ہین ساحرون سے سامنا ہی منچلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہی دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے صفحۂ زمین کو نگار خانہ چین کر دینگے نام عدو کا نشان مثادینگے نقش فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے رلا و دان سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے اس دریاے لشکر سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر برسائے گا زمین کو دریاے خون بنائے گا اس طرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتھیار تن پر سجتے تھے کوئی ساحر توسے کی سیاہی منھ پر ملتا تھا لاگ اُسکی رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منھ کالا کرے دن کی رات ہوجاے سیاہی لشکر حریف پر چھا جاے کوئی ساحر چھپکلی کی دم کاٹ کر اور اُس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچتا تھا جبتک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اُس دم کی بتی بنا کر چراغ روشن کرون حریف بھی وہی حرکات کرے جو مین نے اسکے سامنے کیے ہین غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم مثل خاطر پر ارمانان جنگ روے روزگار روشن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ ابیات

چو بنمود خورشید رخشان کلاہ ... چو سیمین سپر گشت رخسار ماہ
بترسید ماہ از پے گفتگوے ... نجم اندر آمد بپوشید روے

دم سحر باقی سردار در دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوے امیر بنا بر عادت قدیمہ کے مسجد کر پاس ہین تھے غوغاے لشکر سنکر بر آمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ مین آئے شاہ نصفت نشان اس خیال سے کہ امیر بدحواس ہین سویرے بر آمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سردارون نے مجرا کیا امیر نے بھی ان کو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر دیا سرداردن نے ان دو تو تنکر قلب لشکر مین لے کر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے علمدارون نے پھریرے علمون کے کھولدیے پھر تو اس کروفر سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جسکو دیکھکر چکر مین آگیا کہ ابیات

ہمی رفت آن شہ بیان ووصف ... یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
یکے چتر ہندی ز سر تا بپاے ... گرفتہ ہمہ چتر بر ہماے
بیاہ سوے میمنہ سی ہزار ... سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار دگر ... کمان بر گرفتند و چینی سپر
پس پشت دست چپ دست راست ... ہمی رفت یا او ازان سو کہ خواست
بدین ساز و چندین سوار دلیر ... سرافراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخاست آواے کوس ... ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

کلیجے مین شدت درد کی ہوئی اسی جگہ جگر تھام کر بیٹھ گئے یسادل چوبدار خدمتگار جو ساتھ تھے انھون نے غلغلہ کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا تھا اسنے جا کر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور تمام سردار دوڑے آئے ہوادار پر ڈال کر سمت بارگاہ سلیمانی لے چلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت متغیر ہی یقین ہی کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہین سردار بارگاہ سلیمانی مین اسلیے نہ لائے کہ وہان دربار عام ہی ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہی ازدحام ہی امیر کو زیادہ بے چینی ہوگی پس بارگاہ حشامی متصل بارگاہ سلیمانی تھی اس مین لا کر پلنگڑی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا خواجہ زادون نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب اُن شکلین رمل کی سولہ گھر مین رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کر کے خوض کرنے لگے بعد سعادت و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اُٹھایا اور کہا کہ اُن پر سحر کیا ہی اور سحر نے انبیاء تک پر اثر کیا ہی یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہین اور اگر مالک اسم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے ہوجائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی مین لے جائیے وہان سحر اتر جائیگا اور ہر طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جس کے باعث سے اسم اعظم نہ پڑھ سکین گے یہ بیان خواجہ زادون کا سنکر سب نے جانا کہ اسم اعظم بھلانے کے لیے **نازک چشم** نے سحر کیا ہی غرضکہ خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے دعائین اور آیتین صحیفۂ ابراہیمی کی پڑھ کر دم کین کہ درد جگر موقوف ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی کچھ بھول جاتا ہے چہرہ پر اُداسی ہی چپ بیٹھے ہین اگر کوئی کہتا ہی کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہین دیتے یہان کی یہ کیفیت ہی اور اُدھر نازک چشم سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت بر سحر کے تبلا چکے اس وقت اس نے کچھ نقش سامری کے لکھے اور اُن کو شیشے مین بند کر کے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھ لیا اور اس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے مین سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائین اُس وقت تک امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہی غرضکہ جب یہ درستی ہو چکی دوپہر کو آرام پذیر ہوئی اور سہ پہر کے دربار مین بارگاہ لقا مین آئی میخواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال پکڑ کر ترک روزگار نے بیرا پردہ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے دندان انجم سے خون کا نسہ خورد و نوش کیا کہ بمقتضاے نظم

همه روز آن ساز گردش تمام ‏ ‏ چه پرداخته شد بهنگام شام

در آمد دم ناله کرناے ‏ ‏ برفتند پیلان جنگی ز جاے

نازک چشم نے نفیر سحر بجائی ساحرون مین تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکارون نے بادشاہ اسلام کو بعد دعا و ثنا کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اس طرف نقارہ حرب بجا بہادرون مین صدائے طبل رزم تھی آواز کوس رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہے

کہا بختیارک سارا ماجرا سنکر گویا ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوے اب انکو زندہ نہ رکھو اس نے کہا ملک جی آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ کو اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن بختیارک نے کہا حمزہ کا جبتک مقابلہ نہین ہوا اس وقت تک خیر ہی ادھر اس کا سامنا ہوا اور تم نہین اس نے کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تاد بر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی اگیار کی جوت کھڑی کر کے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکالدیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف ہے اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہی ناچ اور شراب کا جلسہ ہی ہر شخص فرط عشرت سے مست ولا یعقل بنا ہی لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ حلقہ فگن ہین امیر بھی مسجد سے آکر دنگل آصفی پر جلوہ گستر ہوے ہین کہ ابو الفتح نے تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا پھر نظر بر فضل کریم کارساز کر کے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا تو اب ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے دوست شاد و دشمن پامال رہین ملکہ گردیہ بانو اور شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہی کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہی چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال و دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سراسے سنکر امیر اٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان گردیہ بانو کی طرف چلے جب در بارگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر باتین کرتی لے چلی اور مسند زر پر لاکر بٹھایا کھانا طلب ہوئین سامنے گانے رنگین جلسہ ناہروپان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگارخانہ چین کو اسکے دیکھنے کی آرزو

نظم

گرفت آن زمان دست شوہر بدست	بر فتند ہر دو بکردار ست
سوخانۂ زرنگار آمدند	بہ ان مجلس شاہوار آمدند
بہشتی بدآراستہ پر ز نور	بہ ستند بر پاے در پیش حور
ابا یارہ و طوق با گوشوار	ز دیباؤ گوہر چہ باغ و بہار
عقیق و زبرجد ز در ریختند	مے مشک و عنبر برآمیختند
بیار اے چینی بیاراستند	طبقہاے زرین بہ پیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی ہی عمرو تدبیر کرتے سنا ہی کہ اور کسی طلسم مین گیا ہی تم گھبراؤ نہین بیٹا تمھارا مع الخیر آیا چاہتا ہی یہ فرما کر ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کر کے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوے وہان ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر کی

جا چلا جا اب نہ آنا مین ابکی چھوڑے دیتی ہون پھر آئیگا تو مار ڈالون گی ابو الفتح یہ سُنکر بھاگا اور باہر بارگاہ
کے پہونچکر بفن عیاری صحرا مین آیا وہان چالاک ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اُس قحبہ
نے مجھکو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہین یہ کہکر جس طرح کی صورت
ابو الفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہان بسبب اُس کے کہ سحر کا
بند وبست ہی اس وجہ سے پہرا چوکی نہین ہی طلایہ پھرتا ہی مگر روک ٹوک نہین ہی یہ سیدھا بارگاہ مین چلا
گیا پیر نے پھر خبر دی کہ عیار آیا ہی نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار یہ ہی جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو
کیون آیا یہ دوڑکر پاؤن پر گرا کہ اے ملکہ راہ مین مجکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہین اور نہ ایسے
بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کرکے پھر چھوڑ دین لہذا مین تو یہ جوانمردی تجھ شیر زن کی دیکھکر عاشق
ہو گیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیری ہی اطاعت مین رہون گا خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیے گا اور اپنے
پاس مجکو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر خوش ہوئی اور کہا تم بیٹھو بہت اچھے آدمی ہو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا
یہ عنایت دیکھکر چالاک سلام کرکے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہوکر لیٹ رہی اس نے بیٹھے بیٹھے پر دانہائے
بیہوشی شمعون پر ڈالنا شروع کیے کہ بو سے شمعون کی دھوان بیہوشی کا بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک
مین گیا اُس نے اُس کی طرف پھر کر دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤن اُس کے بےحس وحرکت ہو گئے مگر ساتھ ہی
چھینک اُسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا نہ کیا کرے کہ دست و پا قابو مین نہ تھے اُسوقت
نیرک پشت خیمہ پر بفن عیاری پہونچ چکا تھا سرا ئچہ چاک کرکے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا
اے برادر بروقت تم آئے مین بیہوش کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو نیرک خنجر کھینچکر چلا کہ اُس کے دو ٹکڑے
کرے مگر اس کے پیر تو نگہبانی کر رہے ہین ایک پیر نے پنجہ بنکر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اُس کو بھی
پکڑکر پہلوے چالاک مین بٹھایا اس نے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کرین اس اثنا مین سرہنگ
بھی سیاہ پوش بنا ہوا قنات پھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤن اُس کے بھی زمین
مین جم گئے اس نے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوے اب تینون عیار غل مچانے لگے کہ دوڑو ملکہ کو چورون
نے گھیرا ہی ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوے تھے وہ دوڑ آئے اور سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیون موذیو اب بتاؤ کہ تمھارا کیا
حال کیا جائے خیر جب مین تمھارے سردارون کو مارون گی اُسوقت تم کو بھی قتل کرون گی یہ کہہ کر حکم دیا
کہ زندان مین ان کو لیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے مین لے گئے اور جہان سرفراز قید ہین وہین اسیر کیا
غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدۂ سحر نے باختر سے پھیلنا شروع کیا کہ بیت چو بگذشت نیمے ز گردان
سپہر درخشندہ خورشید نمود چہر صبح کو لقا تخت نکہت پر بارگاہ مین بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور
نمو ہیون سے دربار معمور ہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے ڈنگل پر بیٹھی عیارون کا شب کو گرفتار ہونا

اجازت لے کر باگ اُٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُس نے سحر پڑھکر دستک دی اور اُنسے بھی وہی کہا جو علمشاہ سے کہا تھا یہ بھی اسی طرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعویٰ ہو وہ آئے اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہوکر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ ایک سو بیس سردار یونہیں جاکر مسحور ہوئے اُس وقت امیر نے چاہا کہ مین مقابلے کو جاؤن مگر بختیارک سمجھ گیا کہ میدان قرق ہوا ہی حمزہ آیا چاہتا ہی اُس نے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے خداوند فرماتے ہین اب مقابلہ کل ہوگا موجب اس کے حکم دینے کے طبل آسایش پر چوب پڑی لشکر میدان سے پھرے بادشاہ رنجیدہ خاطر داخل بارگاہ ہوے سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہین اس سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہین کیونکہ مہنست و اخگر و سوفارہ وغیرہ ہر ایک کی لڑائیون مین قید ہونا بیان ہو چکا ہی ابتک رہائی نہین ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی لیکن لقا جو پھر کر بارگاہ مین آیا نازک چشم نے اُن سردارون کو زندان مین بھیجدیا اس لیے کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے اثر سحر اُتار دے غرضکہ تمام ساحر لعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کر کے لقا آرام کرنے گیا نازک چشم بھی اپنے خیمہ مین آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہو جائے بیر سحر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ انتظام تھا اُس طرف لشکر اسلام مین عیارون نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اس ساحرہ کو مارین اور سردارون کو چھڑا لاوین غرضکہ چالاک و ابوالفتح و سر ہنگ و تیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چارون الگ الگ ہو گئے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ مین ایک خدمتگار ملا کہ اُسکی نوکری دوپہر رات گئے کی تھی چنانچہ اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم نوکری بدلوانے جاتا تھا اس نے اسکو پکارا کہ کون جاتا ہی خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اُسکے قریب مین آیا اور کہا بھائی وہان نہ جاؤ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کی ہی خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھ سے خبر کہتا ہی شاید ایسا ہی ہو مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہی اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ مین تمھین تماشا دکھاؤن وہ حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا ایسے مقام پر اسکو لایا کہ طلایہ لشکر کا اُدھر نہ آئے غرضکہ وہان اسکو حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اس کے پہنکر اور اُسکو کسی غار مین ڈال کر آپ دربارگاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا نازک چشم کو بیر نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہی یہ عیار ہے یہ پلنگڑی پر سے خبر سنکر اُٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ ملا کر کہا کہ الے آفتابہ اُٹھا لے مین جچکی پر جاؤن گی اس نے آفتابہ اُٹھا لیا وہ اُٹھکر اس کے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہرے پر سے کہان گیا تھا سامنے کیون نہ حاضر رہا اس نے کہا حضور میرے پیٹ مین درد تھا برائے رفع اشتباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیون اپنی جان دینے آیا ہی

شاہ نصفت نشان کی سوے دشت کارزار با سپاہ چلی گرد سپاہ سے روے روز روشن سیاہ تھا سر گرد تا بماہ تھا

نظم

زگوش وزگرز وزتیغ وزگرد ‌ ‌ سیہ شد زمین آسمان لاجورد

بیامد نشست از بر پیل شاہ ‌ ‌ نہادہ بسر بر زگوہر کلاہ

یکے تاج بر سرز وزر و گہر ‌ ‌ بجنگ اندرون گرزہ گاؤسر

زخوش آب وزروز برجد کمر ‌ ‌ بیازدہ دوبارہ زیاقوت وزر

یکے مہرہ در جام در دست شاہ ‌ ‌ بکیوان رسیدہ خروش سپاہ

تو گفتی بدام اندرست آفتاب ‌ ‌ دگر گشت غرقہ سپہر اندر آب

ز دریا تو گوئے کہ برخاست موج ‌ ‌ سپاہ اندر آمد یکے فوج فوج

ہزاران پس پشت او سرفراز ‌ ‌ عنان دار با نیزہ ہاے دراز

تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست ‌ ‌ سر سروران زیر شمشیر اوست

اسی کروفر سے میدان نبرد مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر سیاہ ہوے اور بجلیان چمکتی نظر آئین کالی کالی بدلیان اڑتی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان مین اترین ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور رزمگاہ مین پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت بڑھاکے کھڑی ہوئی اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر مین تخت شاہی ٹھہرا امیر معظم سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقہ معدی کرب نے سر پر کھول دیے ان مین سے صداے یا صاحبقران آنے لگی میدان مین خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب بولنے لگے کرکیت کڑکا کہنے تھے نازک چشم تخت سے آکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اس گبر نے کہا مین نے اپنے یدِ قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سنکر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جا سے مصاف پر پہونچکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اسطرف سے علمشاہ نوجوان سنا ستر بالا کبود فرنگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہوگئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت حرب کے خواہان ہوے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپرد خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بیٹھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تو مقابل نازک چشم پہونچا اس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو بچا لو اور جاؤ اس کی خدمت مین حمزہ کے بہکانے مین نہ آؤ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی مرکب اڑا کر سمت لقا رکھی ہوے اور اس کے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نہیب دی اس طرف سے جمہور پسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے

امنڈنے کو ہے فوج کی پھر گھٹا ۔۔۔ کھلین گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ ۔۔۔ دکھاؤن بہار گلستان جنگ
کنون اے سخن گوے بیدار مغز ۔۔۔ یکے داستانے بیارا اے نغز

پرچم کشایان رایت خامہ تحریر نصرت قرین وعلمداران لشکر فیروزی اثر مضامین شفقہ نوائے داستان کو معرکہ بیان مین باہزار صبائے تحریر اس طرح اڑاتے ہین اور صفوف کارزار افسانہ طراری میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اس کا لونگی چنانچہ ایک دن یہ دربار مین بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی بلکہ کہا کہ ای ملکہ تمھارے آنے سے سوفار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہو کر کہا کہ ملک جی کیا مین منع کرتی ہون آپ جس کو جی چاہے لڑوائیے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہونگی نہ خلل اندازی کرونگی لقایہ کلام سنکر بولا کہ اے بندی قدرت تجکو آزردہ نہ ہونا چاہیے شیطان تجھ سے ہنستا ہے اس نے بعذر خداوند کا شکر سجدہ کیا اور شام تک معروف میخواری رہی جب طاق مینا فام آسمان سے شیشۂ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب مین رکھا گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا نظم

چو خورشید سر سوے خاور نہاد ۔۔۔ شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
خروش بتیرہ زمیدان بخواست ۔۔۔ ہمے خاک با آسمان گشت راست
از آواز صبح و دم کرنا ے ۔۔۔ تو گفتی بجنبید میدان زجاے

یعنے حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اسکی آئی اور ہرکارون نے بھی خبر عرض کی اس طرف بھی نقارہ اسکندری پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری الآت حرب بہادرون مین رہی اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے پوتین بلاتے رہے لڑنے والون نے آسن شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک سے تلوارون کے ہر طرف سفیدہ سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر یہ پتہ دیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جبدم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بعد تجمل میدان فلک مین آئی کہ ابیات

چو روز درخشان برآورد خاک ۔۔۔ بجستند یاقوت بر تیرہ خاک
چو آن جامۂ شعر بفگند شب ۔۔۔ سپیدہ بخندید و بکشاد لب

امیر سجدہ کر پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری

نکلی جاتی ہی مرے پاؤنکے نیچے سے زمین — بدقدم ہل نہین سکتا شب تنہائی کا
ہم مسیحا کے جلانے سے کہین جیتے ہین — دین کسی اور کو دھوکا تری گویائی کا
درد سر کھونیکو آئے تھے ترے در پہ ہم — لیچلے اور نیا روگ جبین سائی کا
لوٹ لے شوق سے ای صدمۂ فرقت مجھکو — پاسبان کوئی نہین ہی شب تنہائی کا
دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہی سیہ روزون سے — ڈر رہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش مین بسر کی جسوقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر مین آیا اور لوح زمین پر قبضہ کر کے طلسم ظلمت فلک کو فتح فرمایا کہ نظم

دم روز چون چشمۂ آفتاب — بجنبید و بید ار شد سر ز خواب
تو گفتی کہ بر کشتی لاجورد — بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسی طرح لڑکر سب کٹ گئی ہی کوئی دو چار سوار باقی ہین اس وقت تیغہ کھینچکر شہزادے نے اُن پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے روبفرار لائے جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڈھا بھی غائب ہو گئے اُسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ مین توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہی پس اس ساعت مین زیر شجر بیٹھکر یہ اسمار جو حاشیہ لوح پر لکھے ہین برائے تسخیر موا کیل زہرہ مین پڑھنا کہ موکل اُسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائین اور اسلحہ طلسمی حاضر کرین کیونکہ آگے تجھ سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہ ہوگی یہ مضمون معلوم کر کے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اُس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کر کے چمنستان مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہی اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران عالیجاہ اور لقاد گمراہ کا لکھتا ہی لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی تندخو — لگا پھر مرے منھ سے لا کر سُبو
کہان تک مصلے پہ بیٹھا رہون — کہان تک مین واعظ کی باتین سنون
ہے تردامنی بہتر اس بات سے — کہ رو وُن گنہ کے مکافات سے
ازان آب رنگین بنزدیک من — بہ ازانچہ نفرین کند پیر زن
کرامت دکھادے مجھے جام کی — حمیت مجھے آئے اسلام کی
وہ بادہ پلادے مجھے تیز و تند — کہ ہووے نہ تیغ زبان میری کند
رہے بادہ پر میری طبع روان — رہے تیز تیغ قلم کی زبان

ندی ہی کہ نظم

بسک ایرج رزم زن کان بدید ۔ چو شیر ژیان نعرۂ برکشید
میان سپہ اندر آمد دلیر ۔ نہے بر خروشیدن زہ شیر
دمانے وران دشت جولان نمود ۔ زمانے نہرہاے مرداں نمود
زخون خاک میدان کمین گشت سیر ۔ ز شمشیر شیران نمیرست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت ۔ زگرمی روان را روان میگرفت
گہے سوے جیب شد گہے سوے راست ۔ بگردید واز ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب برا نگیختے ۔ چو برگ خزان سر فرو ریختے
فرو رفت در رفت روز نبرد ۔ بماہی یم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسی طرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اٹھاکر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شبکی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام اوے ۔ شفق در روے آشام از جام اوے
مہ نو زراہ سر افگند گے ۔ بگوشش اندرون حلقہ بندگے

شاہزادے نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ وجدل ہی ساعت شمس آگئی ہی اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت دن کی پوری ہو گئین یعنی دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی مین شمس پر دور پورا ہو گیا اب یہ تجھکو فوج نہ دیکھے گی جا کر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسی کی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑیگی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے کڑتا ہوا باہر نکلا اور رزمگاہ لشکر سے غائب ہو گیا کسی نے اس کو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا از بسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بران بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل اُس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن میں لاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ غزل

نالہ تا چرخ نہ پہونچا دل سودائی کا ۔ نام جھنڈے نہ چڑھا ضعف مین سودائی کا
قیس نے ڈھنگ نہ اڑایا دل سودائی کا ۔ جو رہا بنیا کسی نے مری رسوائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا ۔ پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی ۔ مجھ سے آباد ہی عالم مری تنہائی کا

پردے بادلہ نگار پڑے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اُسکے اندر قدم زن ہوا تھا کہ وہ بڑھیا جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑین کھانے لگی کہ دوڑو دوچو راس مکان مین آیا ہی سب مال غارت کیا چاہتا ہی شاہزادے نے دیکھا کہ اُس کے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرۂ نحس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو پیچ تاب مین لاتی تھی موشہاے صحرائی ہار مین گندھے ہوے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اس طرح سے کہ دو پاؤن اصلی مثل انسان کے اور دو کمر کے برابر سے پیدا ہر اکرتا تا بزانو پہنے ہوے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین منقل آتشین لیے اور دو ہاتھون سے چوہے کی دم تھامے چوہے لٹکائے منھ سے چوہے چوہے کرتا آتا ہی شہزادہ نے اسکو مع فوج آتے دیکھکر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہی زحل صورت ہی دشمن لوح ہی کہ مقابلے مین زحل کے لوح بنی ہی پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہی اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا تو مارا نہ جائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اسکی دوستی کے عروج ہی پس لازم ہی کہ غور کر تو ساعت قمر مین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اس وقت ساعت مشتری ہی تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہ ہو تو باہر باغ کے نکلنا اور کسی جگہ اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین آکر تجھکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اُس وقت اس سے مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خداے تعالےٰ وہ ساعت مشتری ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور سوا گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کر کے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہر کمان مین پیوستہ کر کے اس ساحر کو ڈانٹا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار اس نے یہ نعرہ سنکے ترسول پکڑکر حملہ کیا شہزادے نے شست دست کمان کھینچکر بابر کی اور تاک کر اُس کے ہدف سینہ پر کینہ پر تیر لگایا کہ توڑ کر پشت سے پار گذرا کہ بمقتضاے

ابیات

بمالید چاچی کمان را بدست ۔۔ بچرم گوزن اندر آورد شست
ستون کرد چپ را و خم کرد راست ۔۔ خروش از خم چرخ چاچی بخاست
چو سوفارش آمد به پہناے گوش ۔۔ ز چرم گوزنان برآمد خروش
چو پیکان ببوسید سر انگشت او ۔۔ گذر کرد از مہرۂ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اس لشکر مین بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تیر و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلے شہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اُس لشکر پر آگرا ادھر تو شمشیر صاعقہ خصال مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی

دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُڑکر اندر باغ کے لیجائے اگر اڑکر لے جائے گا تو کہتا کہ آدمی بناؤن گا اور اگر نہ لے جائے گا تو آدمی نہ بناؤن گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ بڑے میان جو تم کو آدمی بننا ہو تو اُڑکر اندر چلو اور اگر حرمزدگی کروگے تو مار ڈالون گا اور آدمی نہ بناؤن گا مرکب یہ سنکر پریدا کہ دیوار باغ اڑکر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اڑا کاکر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ وہ مرگیا شہزادے نے لقوت تمام دروازہ اُٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مرگیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا مگر لوح کو دیکھا اس مین لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہین اس مرکب کو یہان کسی طرح موت نہین ہے فی الجملہ کار زحل بکاری اور حیلہ سازی ہے اس نے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ اے مرکب تو کیا دم چراتا ہے مین خود تجھکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر اسکو چمکارنا یہ جی جائے گا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو جو دھمکا کر چمکارا وہ جی اُٹھا اسکو کچھ میوہ کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اُسکو باندھ کر آپ باغ کی سیر مین مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ زرد رو سپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہان کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ طرفہ گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے شگوفے باغبان بہار یہان لے کر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازی گری کر کے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتون اور شمشاد قدون کی زلف رسا بڑھ گئی تھی کہین نرگس قریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق ٹٹی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی سوسن کی اور داہٹ مہندی کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردۂ زنگاری سے مسی ملکر منھ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوئین اڑایا چاہتا ہے بنجہ مرجان برسر سنبل اس طرح چھایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارتا تھا غنچے مٹھیان باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کے دیکھنے سے سیاران باغ کے ساغر چشم بادۂ تراوت و نزارت سے مملو ہو جائین آنکھون مین مستی آجائے دل وہان کی سیر سے نہ بھرے ایسی بیخودی چھائے

نظم

همہ سالہ روزش بہاران بدی
گلان چو رخ گلعذاران بدی

جہانی ز پیری شدہ نوجوان
همہ سبزہ و آبہاے روان

زمین بد پر از سبزہ و آب نم
شد آراستہ ہمچو باغ ارم

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اس کی لکھی جائے حورون کا قصر جنان چھوڑکر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

ایسے ہلال اسمین سنہری ہین دلپسند
ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے

گرد انکے جالی اور مجر ہے درفشان
جو نقش اسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا باعث اس کا یہ ہی کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنی قمر سعد ہی اور زحل نحس ہی پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہی فی الجملہ جب یہ گھوڑا بنجائے تو ان درختوں پر جو کنارے دریا کے لگے ہین دیکھنا ساز و لگام وغیرہ ملے گی مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہونچائے گا شہزادہ لوح سے یہ حکم لے کر ٹھہر اتھا کہ وہ پیر اژدر کو پھاند کر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ لے اب تشریف لے چلیے اور دریا مین نہائیے پھر لوح اپکے گلے مین پہنیے پیر ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا مین کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن مین سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے نے درختوں پر سے ساز و یراق اُتارا اور مرکب کے منھ مین لگام چڑھائی اُس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم گیا شہزادے نے اُسکو کھینچ کر درست کیا اُس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اُسکا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیون بیٹا جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اُس کے ساتھ یہی کرتے ہین کہ مارتے ہین شاہزادے نے کہا کہ ایسا بھی ہوتا ہی مثل چلی آتی ہی کہ گدھے کو مار مار کر گھوڑا بناتے ہین وہ بڑھیا لگی منتین کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہدو کہ مین تھک گیا تھا بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے کوئی ہرج نہین ایسا ہوتا ہی آدمی سے کام نکلتا ہے تم گھبراؤ نہین جو سامنے باغ نظر آتا ہی وہان جا کر اسکو آدمی بنا دیا جائیگا تمھارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسی کے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اُس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قباحت ہے جو مین نے اس کو گھوڑا بنایا ہی کچھ چھین تو لیا نہین اس کے حق مین اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دونگا بد چلن تھا چال اُسکی بنا دونگا جو چاہتا تھا وہ کہہ بیٹھا منھ مین لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ مین نے نیکی کی اگر تم کو برائی ثابت ہوئی ہی تو مین اس باغ تک جو آگے ہے اس کو لے جاؤنگا وہان جا کر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ چلو اس کو لیتی آنا یہ کہہ کر جست کر کے اس مرکب پر سوار ہوا اور پٹھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل مین مرتبہ کیوان جاہی پر پہونچا رخسار تابان کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا لسان سریع الکبیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے مین ڈالے توسن زحل پر سوار رہ نورد صحرائے طلسمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد نگار ہی دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ اور قطعدار ہی زنجیر اُس کی سبز رنگان دہر کو سلسلہ محبت مین لینا اسیر کرے حلقہ اُس کا حلقہ بگوش کر کے پابہ زنجیر کرے خضر اس حصار مین آ کر بڑی چاہ سے صومعہ اپنا بنائین جنگل کی راہ بھول کر بستر اٹکائین شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہی لوح کو

شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے
درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا کہ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہی اسکی اطاعت کرنا اچھا ہی یہ کہکر قریب
شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار آپ کوہ وقار مین آپ کا تابعدار ہون ہمیشہ
اطاعت گذاری کرونگا منتظر لوح طلسم آپ مجکو دین پھر مجھ سے جو جی چاہے وہ کام لین شہزادے نے اس کو
توان یا توان کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہی اور مکار زحل
مکاری ہی اور زحل وقمر باہم دشمن ہین اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہی یہ مانگتا ہی تو اس سے
کہہ کہ اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالوگے اس وقت لوح پاؤ گے شہزادے نے یہ دیکھکر اس پیر
سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہین اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہین تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ
سے محبت ہوگئی ہی آپ ایسے بزرگ کو لازم ہی کہ اس اژدر مان کو کہ یہ موذی خدا کی مار اس پر دشمن قوم
انسان ہی مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو مین اُسکو ہلاک
کرون شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے کون ہین جو مین آپ کو پہلے لوح دیدون قاعدہ ہی
کہ جب انسان مزدوری کرتا ہی اسوقت اجرت مانگتا ہی یا یونہی پہلے سے خواہان اجرت ہوتا ہی تم
میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا ہی سوا اے آج کے اور کبھی کی ملاقات وصاحب
سلامت بھی نہین پھر میر صاحب مین لوح پہلے کیون دون ہان تم میرا کام کرو مجھ سے لوح اُسکے
عوض مین لو پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جاکر سنگ گران اٹھاکر سر اژدر پر
اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹکر ہلاک ہوگیا بھیجا اُس کا پاش پاش ہوگیا تمام پہاڑ مین تاریکی ہوگئی
دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے
ہی لوح کو دیکھا تھا اسمین نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح
حاضر ہی لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جائیے اور اس دریا مین کہ یہان سے تھوڑی دور
ہی میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اس پیر نے آتے ہی کہا کہ اے طلسم کشا مین آپ کا
کام کر آیا اب لائیے لوح مجھ کو دیجیے شاہزادہ نے کہا لیجیے مجکو دینے سے کب انکار رہتا مگر اے پیر اس
اژدر کو پھاند کر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ چلیے آگے دریا ہی وہان حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی
متبرک چیز پہننا چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہی پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندتا
ہی بس یہ دونون کام آپ کو کرنا ضرور ہین جائیے اور دیر نہ فرمائیے پیر یہ سُنکر اژدر پھاند نے گیا اور
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اس مین نکلا کہ اے شکستندۂ طلسم زحل وقمر ہر چند کہ دشمن ہین مگر از راہ
عناصر دوست ہین یعنی زحل کا مزاج خاکی ہی اور قمر کا مزاج آبی ہی اسی سبب سے یہ پیر مکار تمہارا
کہنا مانتا ہی اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی دریا پہ کہ جہان سے تم آئے ہو لے جانا اور اسکو نہلانا

پرپایان آئینے لیے نکلی تعین اب تجھے چاہیے کہ یہی دعاے قمر بساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا مین پھونکنا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آئیگی اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پر نہ لانا اور پار دریا کے پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا خبردار غفلت نہ کرنا کس لیے کہ یہان کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہی جو گنج ہی وہ مار ہی جو دوست ہی وہ دشمن درپے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر ارہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا پس اول ساعت قمر کی تھی بعد اُس کے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اسکے زہرہ کی بعد اس کے عطارد کی بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور مین ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تینتیس پل اپنا عمل رکھتا ہی اس حساب کے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تینتیس پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کرکے منتظر رہا جب آفتاب وسط السمار سے گزرا اور دوپہر پر ایک گھنٹہ آیا ساعت قمر آغاز ہوئی دعاے قمر پڑھکر دریا پر دم کی بحر مین تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی اس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھائی قریب ساحل آئی یہ گوہر بحر شجاعت صدف زورق مین در آیا وہ کشتی ہوا کی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر مین اُس پار پہونچی اس شناور قلزم جرأت نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہو اکشتی سے اُترکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشناے یم بے پایان طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز ہوگی اُسوقت قدم آگے اٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہان اژدر نظر آلے گا یہ اسماء زحل جو حاشیہ پر لکھے ہین سامنے اس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دورہ ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم بصد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ پرشکوہ دیکھا کہ رفعت مین ہمسر چرخ بریں ہی ہیبت تاک اُسکی زمین ہی درہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منھ کھولے غار رہ وہان کے مثال اژدرہان نظر آتے پھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضاے

نظم

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے
جو دوزخ کی تاریکی مین ہو قصور
فلک اُسکے دامن مین آکر چھپے
تو اُس کوہ سے لینے آکے ضرور

درے مین اُسکے ایک اژدہا منھ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہی کہ بمقتضاے

نظم

بگرد ار دوزخ یکے غار دید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید
برنگ سیہ روے وچون شیر مے
تن اژدر از تیرگی ناپدید
سراسر شدہ غار از و ناپدید
جہان پر زبالاے و پہناے اُفے

کیون نہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو ٹھہر مین مچھلی نکال لون اور لوح دھو لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر عیار غائب ہوگئے اور شہزادہ ہوشیار ہوگیا اور آئینہ سے وہی کہا جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو دریا مین ڈالا لوح دریا مین پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے بند کمان لیے نکلے اور فوج پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رکا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر دمان کا بھی زہرہ آب ہوجاتا حوت فلک کلمۂ الامان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچھلی نہ تھی تھا دہان اژدہا + جسے دیکھ ثور فلک کانپتا شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے ہوے اور لب ساحل سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اسی خون مین دھوئی پھر شور و غل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو لوح مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہے اور ریسمان قمر نور آگین ہے لوح طلسم آئینہ کی خون ماہی سے صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو لڑ رہے تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہوگئے لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کہ اُسمین حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی پھر خطوط طلسمی ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات جسوقت شورش بحر فوج کنارے دریا کے دیکھنا اس دعا کو کہ دعائے قمر ہے پڑھکر اُس فوج کی جانب پھونکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے اور لوح کو حکمانے شرف قمر مین بنایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا برج ثور مین تیسرے درجہ پر شرف ہے اور قمر دشمن مشتری ہے پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی سبب سے مچھلی کے مارنے کا اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی جو پتلے دریا سے کمان لے نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعائے قمر پڑھے شاہزادے نے دعا جو حاشیہ لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کی طرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور اس قدر بڑھا کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کرکے ردے ہوا پر جاکر سحر کرنے لگے لیکن سحر نے بسبب لوح کے شاہزادے پر تاثیر نہ کی اور پھر اس نے دعا پڑھکر پھونکی دریا سے کچھ پریزادے سراپا زرد جواہر پہنے سفید لباس قامت رعنا پر آراستہ کیے نکلین کہ سب اپنے ہاتھ مین آئینے لیے تھین بس اُڑکر بالائے فلک گئین اور ساحرون کو وہ آئینہ دکھانے لگین جس نے آئینہ دیکھا بیہوش ہوکر دریا مین گرا اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار دیکھ کر حیران ہوئی اور تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوے زورق زندگی طوفانی دیکھ کر کل لشکر رو بفرار لایا شہزادے نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے عدو کے پھر جو دیکھا تو پریان آئینے لیے دریا مین جاکر غائب ہوئین شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین معلوم ہوا کہ برج ثور مین برج زہرہ ہے اور اسی مین قمر کو شرف ہے اسی باعث سے

جاتا ہی لوحدار نے لوح اسکو دیدی ہی اور شعلہ نے اطاعت کی ہی یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اُسی وقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار بازو بط و فیل و اسپ و ابر سحر تیار ہو کر سوار ہوا بیرقین اڑنے لگین آندھیان بڑے زور و شور سے پیدا ہوئین رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دلمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب ابیات

جہان شد پر از نالۂ کرنا ے	ز نالیدن سنج و ہندی درا ے
ہمے رفت لشکر گروہا گروہ	نہ ئیہ دست پیدا نہ دریا نہ کوہ
شمارہ سپاہ آمدش صد ہزار	ہمہ شیر مردان و آہن گذار
ز دریا بدریا نہ بد ہیچ راہ	ز اسپ و ز پیل و ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کا دوڑا کر دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صداے دہل و نقارہ سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا اور بروے ہوا دریاے آہن موج مارتا نظر پڑا اینے دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہی اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست روان ہین رو ے آفتاب چھپا ہی اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہی ہر ایک ساحر مکار و غدار ہی سحر مین جمشید روزگار ہی کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہی منھ کالے ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ بمقتضاے ابیات

ہر اک قدوۂ دودۂ سامری	ہر اک حاکم کشور ساحری
سیہ اُن کے منھ جیسے ہو کالی رات	ہر اک اہرمن صورت و بدصفات
ملے منھ پر اپنے عبیر و گلال	پیے نشہ آنکھین کیے لال لال
سیہ منھ پہ سرخی کی ایسی پھبن	کہ ہو چاند کو جس طرح سے گہن

شہزادہ ان کو دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اُترکر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نہ نکالیے مجھ سے باج و خراج لیجیے اور مجکو اپنی کنیز جانیے ملکہ بلورہ کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہی کہ خدمت مین آئین آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جاے شہزادے نے یہ تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب باکو شاہ طلسم اطاعت کرتی ہی تو پھر کیا ضرور ہی کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوے پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سنکر پکارے کہ اے شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہی اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ

بلکہ اُسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا جانوران آبی اُس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ اُنکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبروے نہنگ دلتنگ ہوکر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہا ہوا عکس آسمان کا جو اس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہے کہ بمقتضاے **ابیات**

وہ تھا بحر پُر جوش قہر خدا — کہین اُسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار — مسلسل ہر اک موج تھی شکل مار
کہین اُسکا دیکھا ہی اکبار جوش — تو ہے رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے ہووے روان — تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اُسی بحر کا سن کے قہر و عذاب — ہوا ہی سمندر کا دل آب آب

ایرج اُس قلزم بے پایان کے کنارے ٹھہرا تھا کہ حنظل و نوحدار و شعلہ بھو بھی بچین اور عیار بھی آئے اور نوحدار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آئے گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیارون سے فرمائیے کہ صحرا مین پراگندہ ہوکر صورت بدل کر پھرین اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت بد پر آپ کے پاس آجائین اور مجکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تجھ سے طلسم نوح کبھی جاتی رہے تو بند ورہ سحر کے احاطہ بنانا اور اسمین بیٹھ رہنا تجکو گرفتار نہ کرسکے گا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بناکر مع حنظل و شعلہ کے اُسمین بیٹھون گی جب آپ طلسم فتح کرلین گے اُس وقت حاضر ہون گی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اسکو اجازت دی نوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھکر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈلا کھینچا اور اُسمین بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا کچھ دیر مین وہ گنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ قلعۂ رؤئین شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و ناپائدار تھا کہ **ابیات**

یکے کاخ بد تارک اندر سماک — نہ از دست رنج و نہ از آب و خاک
حصارے ز سنگ ست نزدیک کوہ — پُر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعۂ بُد سرا اندر سحاب — کہ بر وے نہ پریدے پران عقاب
یکے راہ بروے وے ساختہ — بسان سپہرے برافراختہ

اس حصار مین نوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جاکر صورتین بدل کر شاہزادے کی خبرگیری کرنے لگے یعنے قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ دار کو گئے ہوے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُس مین دیکھ کر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب

اور سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہین پڑھ سکتا جسکی قسمت مین وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ
بھی قید ہی واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے
واقف ہو اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم مین زور رکھتا ہو جب طلسم فتح کر سکتا
ہی اور پہلے رجوع بعالم غیب کر کے معلوم کرے کہ مین توڑنے والا اس طلسم کا ہون یا نہین اگر بشارت ہو
کہ ہان یہ طلسم تم فتح کر سکوگے اسوقت قصد اس کا کرے اور اگر مشعر بہ بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے
اسلیے جب اسد کو طلسم ہوشربا مین امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادون سے دریافت کر لیا تھا کہ طلسم ہوشربا
کی فتح کس کے نام ہی جب خواجہ زادون نے اسد کا نام بتلایا اسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے ہر علم
سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب براہیم سے ہین لغرض آتا ہون مین مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج
نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوے خیال مین گذرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہین پائی شاید
تو فتاح طلسم نہین ہی پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کر کے فیضیاب بشارت سے ہونا چاہیے
یہ سوچکر چاہا کہ مصلے بچھائے پھر خیال مین آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہونچتا یعنے
یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا شہزادی طلسم کی تیر عشق مین قید نہ ہو جاتی یہ سب آثار
فتح طلسم کے ہین اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوحدار نے بڑھکر دست بستہ
عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہین اس کا کیا باعث ہی شہزادے نے
فرمایا کہ اے لوحدار مین نے لوح کو دیکھا تو اس مین کچھ ظاہر نہین ہوتا اسی فکر مین ہون کہ کیونکر طلسم توڑون
لوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہین بانیان طلسم نے لوح یہ بنا کر اُسکو تاریک کر دیا
ہی اور اُسکی لاگ یہ رکھی ہی کہ سمت مغرب ایک دریا ہی اس دریا پر جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو
اس دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اُسکا ماہی سنگین طلسم ہی واقعی اسم بامسمی ہی پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے
آئے تو اُس کے دو ٹکڑے کرے اور اُسکے خون سے لوح کو دھوئے جب لوح مین حرف پیدا ہونگے یہ
کنیز ازبسکہ لوحدار تھی اس وجہ سے حال جانتی تھی آپ ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کی جانب روانہ ہو جیے
شہزادہ یہ بیان سُنکر بہت خوش ہوا اور بموجب اُس کے بتلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی ملکہ
ہند و سحر اُڑے اور عقب شہزادہ چلے عیار بھی دو تون پراگندہ ہو کر بطور مخفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہین
کوہ کہین دریا کسی جا دشت پُر فضا دیکھتا رواں تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پر گذر ہوا
کہ جس کا پتہ لوحدار نے بتایا تھا ایک دریائے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اس کی بسان کوہ
بلند ہوتی ہی حباب قہر سے آنکھین نکالے ہین گرداب گردش بدبختان یاد دلاتے ہین بجہ دلظمہ گھبرائے ہوے
دل کی طرح جوش مارتے ہین جیسے دل کو گھلاتے ہین حباب اس کے رشک حباب آسمان چشمہ خورشید رو برو
اسکی عظمت و جلال کے لرزان فرط ندامت سے برج آبی مین جاکر سرد ہو جاتا چہرہ اُسکا تمام زرد ہو جاتا

وہ شریک ہی اُسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بس گویا ہوئی کہ اچھا اے لوحدار جو تم نے کہا مجھے منظور ہی لوحدار نے کہا تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہی اور جب وہ یہان آجائیگا اس عذر مین ایسا نہو کہ ہماری بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو لوحدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان سپرد کیا اور ان سے کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہہ کر کچھ زر و جواہر لیکر مع شعلہ کے اسی صحرا کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دہنۂ طلسم پر جو صحرا ہی اس جا ہوگا یہ سوچکر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہونچی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھے پایا یہ ان کی سمت بڑھین اُدھر **خنظل** نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ الگ ہوجائیے چند ساحر آتے ہین اُنکا حال معلوم کرتی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک نارنج سحر پڑھکر مارا لوحدار نے دستک دی کہ نارنج زمین پر گرکر سما گیا اور اُس نے پکارکر کہا کہ با ارادۂ اطاعت ہم آتے ہین کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ **بران** ہین یہ سنا تھا کہ شہزادے نے **خنظل** کو منع کیا اور آپ آگے بڑھے لوحدار نے دوڑکر سر پائون پر رکھدیا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا پھر شعلہ دار کی ملازمت ہوئی جب یہ دونون حلقۂ اطاعت مین آچکین لوحدار جادو عرض رسا ہوئی کہ حضور نے تامل در باب طلسم شکنی کیون فرمایا ہر چند کہ آپ کا آئینۂ اقبال توخلک غبار ملکدر نہین کرسکتا ہی لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اس مین کچھ معلوم نہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی شکل قرعۂ رمال کے ہوتی ہی جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہی ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اُس کے باطل کرنے کا ماجرا حکما نے لوح طلسم مین رکھا ہی مثال اُسکی یہ ہی کہ چار نقطہ اس طرح پر دے (∴) ان کو اس طرح پر منقسم کیا کہ اوّل نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک پس ان ہی چار نقطون کو چار مین ضرب دیا تو چار چوک سولہ ہوے سولہ شکلین علم مین بناکر قرعہ مین کندہ کین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے قس علی ہذا اور اشیا کہ آتشی ہین اس شکل کو اسی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل کو بادی چیزون سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہی جس طرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت کرتا ہی کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہی مگر تمام عالم کا حال اُس سے آیندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہی ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہی کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہین اور اُسکے ہر چیز کی پیدایش کی اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیے ہین جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر خداے تعالےٰ اُن خطوط کو اور نکات کو ظاہر کردیتا ہی کہ وہ اس حال کو دریافت کرکے طلسم توڑتا ہی

حنظل اور عیار اُسی جگہ اترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا حنظل اور عیارون نے روبرو آکر تسلیم
کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی تجھپر طاری ہی اسی وجہ سے یہ بیقراری ہی لوح طلسم فضل
خدا سے مین نے پائی ملکہ بران دختر کوکب نے بھجوا دی اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہوا ہی سارا حال
تمہزبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور مین اسپر عاشق ہوا ہون یہ اس لیے نہین کہا کہ
ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے کہ حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ
لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اسی طرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کرینگے غرض یہ سب ملکہ مع شہزادہ
ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوے مگر حال سنیے کہ جب تک بران صحراے طلسم مین رہی اس صحرا
کے محافظ ساحر والبتہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی اُسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا تو کچھ کر نہ سکے مگر
خدمت آئینہ دار مین گئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحراے طلسم مین داخل
ہوا اور جب سے صحرا مین آیا ہی ہم لوگون پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سواے
ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ مین باہر آنے
سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا
اور ہم نے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہی ہم کچھ نہین کر سکتے باقی خیریت ہی یہ سنتا تھا کہ
آئینہ بدحواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اُسوقت بہن اُسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر
پہونچی اور بہن سے ملی حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ بہن ملکہ بران کا حال تم کہو کہ
وہ کس طرح ہین شعلہ نے کہا کیا حال اُن کا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئین عمرو عیار وہان آیا ہی اسی کے استقبال کو
تمام ناظم بلائے گئے ہین بڑی تیاری ہو رہی ہی تمہارا خط مین نے دکھلایا تھا ملکہ کو انھون نے مجھکو تاکید حکم دیا کہ جا
لوح ایرج کو دلادے اس کیفیت کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے
لوحدار سے دلادی محافظان صحرا ابھی عرض کر گئے ہین کہ لوح اُس کے پاس ہی اے بہن تم جاکر دریافت تو کرو
کہ لوحدار کس فکر مین ہی مین فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہون شعلہ دار اُسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسے
تعظیم کر کے بٹھا دیا حال پوچھا اس نے سارا حال بران اور عمرو کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہو چکی تھی ہی اب
تصریح دار حال سنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہم کو اور تم کو لازم ہی کہ طلسم کشا سے چلکر مل جائین کیونکہ
ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہین دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب اُن کے شریک ہو گیا پھر اس
طلسم کا بچنا غیر ممکن ہی شعلہ دار نے کہا آئینہ مجکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہونچیگی
تو آئینہ کیا کر سکتی ہی پھر اُسمین کیا طاقت رہے گی ہان افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو
شاید آئینہ لڑ سکے سوا افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہی مین بہن تمھارے بھلے کو کہتی ہون
اگر تم کو جان و مال اپنا بچانا منظور ہی تو میرے ساتھ چلو اور مین تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے مطیع کوکب ہون جسکا

رگ رگ ترے ہجر میں ہے رشک مسیحا
مرتا ہوں مرے اب کوئی جینے کی ڈالا
شاید کہ ہوا رات کو سینے میں مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا
وہ آپ سے روٹھا نہیں ملنے کا نظر آہ
کیا بیٹھا ہی جل پاؤں پڑا در اسکو منالا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ پڑ رہا فرش خاک پر لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضائے غزل

اے باد مشکبو بگذر سوے آن نگار
بکشا گرہ ز زلفش و بوے بمن سپار
باو بگو کہ اے مہ نامہربان من
باز آ کہ عاشقان تو مردند ز انتظار
دل دادہ ایم مہر تو از جان خریدہ ایم
برما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن
اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار
با سے خیال دوست بہ پیش نظر کنیم
چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج و الم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا درخت ہرے ہرے گلہائے زخم و داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پہ اٹھا کر آگے بڑھا اگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ دہنۂ طلسم پہ یعنی درۂ کوہ میں جو سیّارہ و شاپور کھڑے تھے گویا ہوئے کہ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضروری پھر ڈھونڈ نا بیجا ہی رفاقت کا یہی مزا ہی کہ ہر حال میں انسان شریک رہے حنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں یہ کہہ کر مع عیاروں کے داخل درۂ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں پھول لالے کے داغ دل دکھا رہے ہیں زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہی بیت جا بجا پھول یہ لالے کے نہیں صحرا میں + جم گیا خون ٹپک کر ترے سودائی کا + حنظل نے کہا اے سیّارہ یہاں معلوم ہوتا ہی کوئی بیٹھا تھا یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہی غرضکہ تخت سحر پہ بیٹھکر بعجلت تمام چلی اور ایک جگہ پہ پہونچکر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہی غم دل زبان پر لاتا ہی اس نے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگا کے دل کو مرے تو نے ایسی چاہ
جب مر چکے ہم آہ تو لی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ
اچھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

پر زردی چھائی تھی دھوپ نہین نکل آئی تھی کلیان پھولون کی خاموش لبسورتی نظر آتی تھین آنکھین نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھین جب پیہا پی کہان کہتا تھا ملکہ کا جی کہان قابو مین رہتا تھا مور کی جھنکار شیون و فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی کوئل کی کوک دل مین ہوک اٹھاتی اس کشتۂ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ **خمسہ**

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے
لہو رووُن گا چشم پاک مین سے
ملیگی سیل خوش عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو روتے تانبا ک برابر غم چھا جاتا تھا لبسان گل مرجھا جاتی تھی ہونٹھ چاٹنے لگتی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر الشان زبان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ واری ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اُسی صحرا کی طرف جہان اپنے نشید اکو چھوڑا ہی منھ کرکے فرماتی **خمسہ**

نہ سمجھے گا زمین کو دان کی فرش خواب گہ بھی
بہائے گا نہ آنکھو نسے کبھی خوناب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لاسکے گا تاب کوئی بھی
جفا سے اُسکی ٹھہریگا نہ اے تواب کوئی بھی
رہین گے دیکھ لینا کوے جانان مین ہمین برسون

آخر اسی طرح بصد آہ و زاری وہزار بیقراری طلسم مین پہونچی اور صدر عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمرو مین مصروف ہوئی مگر اس طرف مجروح خنجر ادا وند لوح تیغ جفا انیرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہی کہ یہ شیفتۂ جمال ملکہ وہ بیٹھ کر غم دل فرقت کا سبق مین لے کر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا ہی کہ ٹھنڈی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روسپید آہ سرد بھرتا ہی سرد مہری فلک نے کافور سحر کا مرہم بہر زخم دل و جگر بنایا ہی سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھاہا چڑھانا چاہیے وہ سہانا جنگل اس گلرو کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آتش بار قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیان اڑاتا تھا جب لشکل قیس غبار بر باد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا ہر برنگ جور شاہد بہار سے برنگ عاشق ہاتھ ملتا نظر آتا تھا شگوفہ ہنستا یار گلعذار کا کھلکھلا کر یاد دلاتے رونی صورت بنا کر رُلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا اُس درختون سے ٹپکتی با ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت وتبغل یکدیگر نظر آتا تھا یہ مہجور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہی مگر یار کا بغلگیر ہونا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب **غزل**

پھر ہو گے خفا روٹھ گیا ہمسے وہ لالہ
کیا جانیے کس حال مین ہوے گا عزیزو
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
دل آج مرا اسلمہ اللہ تعالے

دل پہ آرمان کی بھڑاس بھی نکالو گے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی مین گھٹین گے حسرت سے ایک ایک کا منھ دیکھین گے کچھ کہہ نہ سکین گے جب تیری صورت کا خیال آئے گا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سربستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پرخون مین ارمانون کے جوش رہین گے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بیخبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین نظم

ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا	کہ جسکے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہاے دل میرا	لحد سے آکے ترا سنگ آستانہ ہوا
یہ کچھ نہ سوچے کہ مجھ پر گذر گئی کیا کیا	نہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر	یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا
بجا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ	بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بہار آئے گی صیاد بن کے اے گلچین	کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصۂ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ سنکر پکارا کہ بقتضاے مسدس

سہا نہین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا	وے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین بھی یہ سم جدائی کا	برا ہی مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے نسم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر اور لوح شہزادے کو دیکر آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن واصل دلدادہ نرگس دار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوران پنہان ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا انسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر کرچشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو بھگوتا تخت دل آہ کے ساتھ لب پہ لاتا تھا جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہو کر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظالم کہین	جی ترستا ہے کہین اور چشم پُرنم ہے کہین
ہم پہ جو گذرا ہے گذرا وہ کسی پر کم کہین	نے تسلی ہے نہ دل کو چین ہے اکدم کہین

چھوٹے جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

ادھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق پہ دل آہ پر لب بصد رنج و تعب وان بھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچۂ زخمہاے خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا شاہد دہر کا دیدۂ پرخون دکھائی دیتا تھا وے سحر

تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا مین دختر کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نورافشان ہون تجکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی یہان دام محبت زلف گرہ گیر مین اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جتانا یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہی اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر مین پھر جاؤ نظر بفضل کریم کارساز رکھنا وہ خدائے لایزال جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک طور تم سے ملنے کا نکلا ہی کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہی جو فلک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تم سے ملاقات ہوگی اور نہ ہم کہان اور تم کہان دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہی جان جاتی ہی یا محبوب ملتا ہی یہ کہکر سارا حال عمرو کا پہلے جال سے اُٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمہ الفراق زبان پہ لائی غم مفارقت سے بیتاب ہوکر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بموجب ابیات

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنے کو تھی
وہ چمن ہی مٹ گیا جسمین بہار آنے کو تھی

آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب وعدے کی رات
کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی

میرے مرنے کی خبر سنکر گیا مشکل سے ضبط
اُنکے ہونٹون پہ ہنسی بے اختیار آنے کو تھی

صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا مجھے
میری قابو مین طبیعت ایکبار آنے کو تھی

اے مہجورون کی تسکین دینے والی اے مشتاقون کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو ہمین بیقراری مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپین گے کون اُٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب روئینگے کون سمجھائیگا اب ہمکو گلستان جدائی کی بہار دیکھنا ہی فصل خزان مین لطف لالہ زار دیکھنا ہی سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیگا ہر تختۂ لالہ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپ کا یاد کرکے جسم بہ رنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کرکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب حدیقۂ ناز کیون برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے لبان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہین منھ سے بات کرنے مین دھوئین نکلتے ہین سچ ہی آپ کا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب نظم

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا
ہم نے کھویا جس قدر پیدا کیا

اے زہے سرمایۂ رنج والم
ہم نے جس کو عمر بھر پیدا کیا

کھوئے دیتا ہی مجھے دنیا سے وہ
جسکو مین نے ڈھونڈھ کر پیدا کیا

ہاے رے مین واہ کیا کہنا مرا
رنج ان کو چھیڑ کر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادۂ دلدادہ سے سنکر کہا کہ اے معشوق کے منانے والے ہر بات پر صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقون کے سرتاج تیری باتین جب ہم کو یاد آئینگی تو آٹھ آٹھ آنسو شب ہجر مین رلائین گی تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھ کر دیوانہ پن بھی کروگے بلبل نمط نالہ وشیون کرکے بعد یاس

بشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے مین بزم پُر نور انجم افلاک مین ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب مین دھرا کہ ابیات

چو خوردند و گشتند از بادہ مست ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر	کشادند از بادہ بر یاد دست ستارہ درخشان شدہ بر سپہر

بران نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مٹا دی آپ کوسون تک وہی دشت پُر فزا حسب کا ذکر اول ہوا نظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھا یا تھا نہرین اور چشمون کی تر اوٹ گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پر لکہ ابر کا آجانا دشت مین نور کے تڑکے کا عالم چھا نا پھر چاندنی سے دشت دور کار چمکنا عجب کیفیت دکھاتا کہ مسدس

صحن مین واہ واہ زور رکھلی تھی چاندنی آیا تھا یار گلبدن ہین کے بادلہ زری بوس و کنار و جام مے عیش و طرب ہنسی خوشی	چاند بلورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی یہ کھلی تھی تار تار مین مہ کی جھلک نئی نئی اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبین بجانہ رفت رنگ سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھین کامیلیان آگے جنی تھین ممت ہصفت مے کی بھری کٹی بیان سینون مین اضطرابیان آنکھون مین سجابیان	چھوٹی تھین ماہتاب کی نہر مین ماہتابیان ہمکو نشون کی مستیان یار کو نیم خوابیان اسمین فلک نے رشک سے ڈالین یہ کچھ خرابیان

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبین بجانہ رفت رنگ سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اُس ماہتاب تابان کو بغل مین لے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا ران سے ران ہمسری کرتی رہی بوسون نے مسی ہونٹون کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر نور پر مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لالی جمائی کہ بموجب نظم

چو شب را امید سیاہی نماند رخ فرغ آفتاب سپہر	سپہ از زنگ را بادشاہی نماند بیارا است روے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی اپنی حالت

شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب تبلایئے شہزادہ اجازت پاکر پہلو مین ملکہ کے جا بیٹھا اُس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گویا گیا ہوا دل پہلو مین پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہین شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلاے فراق بہت تباہ ہی اسکا خدا گواہ ہی ملکہ نے کہا تو آپ کے سایے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھیے ایسا نہو کہ مجھ پر کہین پرچھاوان پڑجائے شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہی وہ تنگ راحت ہون کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہی ملکہ نے جواب دیا کہ تمھاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی مین آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ بس اب نہ ٹالو ہماری طرح ہمین پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی گرچہ خوش ابھی تو آپ اور دکھڑا کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوے خوب پانون پھیلائیے اے صاحب تم جسپر مرتے ہو وہی تمکو مبارک رہے ایک کو تو قید الم سے چھڑالو جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہی کہ ایک تو اسیر دشمن رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپ کا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے بحر الفت واے دریاے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل کا حساب لے ابھی للہ اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت مین صحرا نورد ہین نہ اُس کو چھوڑونگا نہ تیرے عشق سے منھ موڑونگا مین اسی لیے پیدا ہوا ہون کہ سختیان ہمیشہ سہونگا ملکہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہین کہ بموجب بیت مین اس طرح کا دل لگاتی نہین + یہ شرکت تعبدی کو بھاتی نہین + شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمائل اے راحت دل پری رکھائی سے عیش درہم برہم ہو گیا دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا جانی مین دل نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہون بے پروائی سے مرجاؤنگا جی سے گذر جاؤنگا دیکھ تو میرا دل کیا مزے دکھلاتا ہی یہ نیا خریدار کیا رنگ لاتا ہی ملکہ نے کہا صاحب نچلے بیٹھو بہ ٹھیے پڑتا ہونا اچھا نہین لو تیر مین کہے دیتی ہون کہ ہان مین بھی تم سے محبت رکھتی ہون بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ تمھارے رونے پر کلیجہ کانپتا ہی جی ہانپتا ہی شہزادے نے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبہ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی شہزادی نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارتگر ہوش دختر رز تیرا دین کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ کافریشی اور ستمگاری اپنے مذہب مین روا ہی جو کوئی ہم سے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا پھر دل سے کہا گو اس کی محبت مین جان بھی جائے لیکن دین اسلام مین رخنہ نہ آئے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ اسکے بشرے سے ناراضی پہچان کر ہنسی اور کہا صاحب آپ خفا نہ ہون مین شریک عمرو عیار ہون اور وہ میرے ہی گھر مین آج کل تشریف فرما ہین بس مجھکو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سننا تھا کہ شہزادے کا رخ انور لیسان بادۂ احمر

چشم پر فن جو دیکھے سحر بھری ۔ سامری بھولے اپنی جادوگری
سرخ ڈوروں سے صاف یہ اظہار ۔ دل خونین دلان کے رشتے دار
گال گل بوستان خوبی کے ۔ جن پہ رو دے پری بھی ہو صدقے
لب یہ جلادی اور مسیحائی ۔ کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی
دہن تنگ چشمۂ حیوان ۔ بلکہ جان بخش عاشقان جہان
اُسکا چاہ ذقن نظر جو آئے ۔ یوسف دل کو چاہ مین دوڈ بائے
شرم سے پھیر نہ گردن اپنی اُٹھا کے ۔ ماہ نو گردن اُس کی دیکھ جو پائے
ہر حبین عشق دوش مین غم نوش ۔ پھرتے ہین مارے مارے خانہ بدوش
ہاتھ مین وہ غضب کی چالاکی ۔ نقد جان لوٹنے مین بیباکی
لیکے دل ہاتھ دل مین حسینون کا ۔ صاف رستہ حینون کا سے بتلا
سب حسین غش مین اس قرینے پر ۔ پیار سے لوٹین اسکے سینے پر
شکم صاف رشک عارض حور ۔ لوح سیمین و تختۂ بلور
کس سے موے کمر کو نسبت دون ۔ تار چشم نگاہ یار کہون
تار تن پر نور طور ہے یہ ۔ یا کہ تار نگاہ حور ہے یہ
ساق یا اُسکے مثل آئینہ ۔ صاف ایسے کہ یار کا سینہ
پانوُن مین چال وہ قیامت زا ۔ حشر جو ہر قدم پہ کردے بپا

ملکہ یعنے بران جو لوح دیے آئی تھی یہ اسی نے دیوار یاقوت بنائی تھی اس وقت سراپا بے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش ہو گئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اُسنے شہزادہ کی طرف اُڑ کر کے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزون کو فرمایا کہ اس شخص سے جا کر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج مین آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہان کاروان ناکام تمام ہو چکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہو چکا ماشاء اللہ تم کڑی کمان کا تیر ہو ہم نخچیر اگر دام عشق مین اسیر ہوے کبھی شہنشاہ تھے شاہون کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نبیرۂ حمزہ ہے اور یہ بن ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خدائے واحد ہمراہ ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میان تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر مین جاتی ہون اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہون یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جا کر عرض رسا ہوئی کہ داری انھون نے تو دکھ اپنا کہا اور ایسا باتون کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ مین نہین آیا اب خود بلا کر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہین شہزادہ اسکے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا ملکہ نے

بلارا بلندی ز بالائے روئے
دو گیسو سرا از حلقہ تا پائے اوئے

بہر شست کان زلف دلخواہ داشت
پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت

لبش مردہ را باز دادی روان
ز دیدار او پیر گشتی جوان

حدیث دہانش بہ جو آمد پدید
سخن در بیانش بہ تنگی رسید

شدہ سال آن سرو آراستہ
سہ چار دہ دو از ماہ نو کاستہ

جہان چون بمردیش ہمتا نبود
بمانند مردیش یکتا نبود

بمیدان جنگ از برون آمدے
بمردی ز مردان فزون آمدے

بروے بمردی و پا در رکیب
نہ دلہا قرار و نہ جانہا شکیب

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم با زینت و زیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھو یا حالت دل مضطر و دگرگون ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہم کو روکا اُس در پہ ہم جو پہونچے ؛ لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا ؛ یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نو امیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اُٹھانے سے منھ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقشہ زینت چار بالش الفت سراپا وجاہت کی صورت لب شیرین کا ذائقہ مسند خانہ حُسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹھ جو سنے کی آرزو مین منھ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسون کا سائل حسینون کا اسیر دلگی پر مائل دشت عشق کا جوگی ہجر کا روگی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو مین نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا بےچین شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر قسمین دینے والا نمک محبت سے مزے لوٹے ہوے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل لوٹ لیے کرورون گھر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقون کی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا اپریزادون کا بناؤ مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھ رکھاؤ ہر دلکو اُسی سے شکیب عاشق پُر فریب معشوق باز یب کہ

نظم

دام دلہائے مہ جبینان تھے
گیسوے پیچدار کے پھندے

مہر سیما و آفتاب جمال
مہ لقا حور و شمس پری تمثال

عاشقی مین وہ قیس کا اُستاد
دل لگانے کے سو طریقے یاد

تھے جو ہم صورت کمان ابرو
یاد تھا اُن کو یہ نیا جادو

کھینچتے ہین کمان کو بہر ہدف
دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف

دیوار مین در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبایش رشک فزائے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب نظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ — ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشۂ گنبدے ساختہ — سرش را بابر اندر افراشتہ
ز سنگ و ز گچ ساختہ وز زر خام — وزان گوہرے کس ندانیم نام
خوش و خرم و خوب آراستہ — بہر جائے گنجے پر از خواستہ
یکے تخت زرین ستادند بیش — ہمہ پایہا چون سر گاو میش
بر و بر زبرجد ہ کردہ نگار — بدیبا بیاراستہ شاہوار

اس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُسکا سودا بخش خاطر زلیخائے مصر محبت ذلیلائے محمل الفت ہی لمعۂ آفتاب رخ تابندہ تا بشعاع مہر رفعت ہی اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حسن دلاویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہوگا جفائین اس ستم خو ناز پرور کی جور گردون سے کہین بڑھ کر نازک مزاجی مین طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئینۂ حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی درخشندہ اختر شتابی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے انکھ پر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پر بہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حرمت بان لیلے تھی نور دیدۂ کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز دادا مین یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت ناز سے مسیحائی پیدا تھی پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینۂ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخان فرخار کیا جنان کے گلزار سے امیر کجکلاہ سیاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی دارو ے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن سے متوالی پہلو مین اُف اُف کرنے والی کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ ابیات

یکے ماہ وش بود کز دلبری — پری را برخ کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار اوے — دو زلفین مشکین و گلنار روئے
رخ روشنش آتش آبدار — سر زلف او عنبر تابدار
کمند افگنان بستہ گیسوئش — کمان ابروان کشتہ ابروئش
دل آشوب دلبند آفاق بود — بخوبی چو ابروے خود طاق بود
بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب — دل از چشم جادوے او ناشکیب

در پیش ہے اک نئی ملاقات — نازل ہوا چاہتی ہے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن — پھر داغون سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ مین فراق کے پھنسین گے — پھر حال پہ اپنے سب ہنسین گے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل — پھر تھامنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہم کو — رونا ہے نئے الم سے ہم کو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل — ہو جائے گا گھر مین رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی — چھائے گی نظر مین پھر سیاہی
پھر شعلۂ غم جلائے گا دل — پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اشکباریون سے — مہلت کہان دل فگاریون سے
بیتاب رہین گے مثل سیماب — آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے مین دیر — ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہوجائیگا اک پری کا سایہ — زلفون کا بڑھے گا سر مین سودا
گیسو ہون گے کمند الفت — آزاد ازل کو بند الفت
ہے طائر دل کو زلف پھر دام — پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہان ساقیا اکر تو مہربانی — دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ — پھر رند کہان کہان یہ بادہ
بس جاہ یہ تاکجا حکایت — لازم نہین عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ — لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنون بر شگفتی یکے داستان — بہ پیوند از گفتۂ باستان

عاشقان شاہد رعنائے مضامین و مشتاقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو نظر دشت نوردان محبت مین اس طرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب سیارہ دشت طلسمات ایرج خوش صفات اُس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا گیا تاتک کہ نزدیک اُس کے پہونچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہی اُسی کی سرخی سے لالون لال تمام صحرا ہی زینت طراز دہر نے شاہد بہار کو پھول گلنار پوش بنایا ہی درختون پر اُس کی سرخی کا عکس چھایا ہی اس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنا پا بگل ہو کر کھڑا ہو رہا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہی آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہی اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاقے کی صدا آئی اور

ہر ایک بیجد ارشک وہ زلف مسلسل سبز رنگان الجھن کا خاطر عشاق کی نشاق درختان سر کشیدہ و بلند اکڑ دو سرو ورمین گل قامت طناز یار سے زیادہ خوشنما پھل اُن کے بہ از عقد ثریا گلزار مین مینا فام کی غیرت وہ ملک زمرکاری باغبان قدرت و تکلبند اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہین سبزہ اپنی لہلہاہٹ کے روبرو سنبلہ چرخ کو پژمردہ بناتا کہین طائر خوش نوا موسیقار کو بے سر اادر زاغ آواز خطاب فرماتا شگوفہ ہاے گلہاے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہاے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گھنگھرو پاے شاہد بہار مین نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون مین لدے تھے کہ شاخون کے سر جڑ و بن سے مل گئے تھے ثمردار درخت یک لخت کام جان بیمار دشت کو پُر ذائقہ کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خزان کا وہان کم گذار تھا کہ

نظم

یکے بیشہ دید اندران بہن دشت	اگر گفتی بر او بر نشاید گذشت
ز بس رنگ و بوی و ز آب روان	تو گفتی کزو تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ	ز برگان ز پیشش چو پشت پلنگ
درختان بسیار و آب روان	ہمی شد دل سال خوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار	سراسر پُر از رنگ و بوی نگار

گل نودمیدہ گلزار صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان سیر کنان اس مرغزار مینو نشان مین روان تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب تہ آب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھون مین خون اترا ہے کسی گلرخسار کی محبت مین اشک خونین رلائے گا۔

ملاقات ہونا شہزادہ ایرج اور ملکہ برّان شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر دونون کا کنایۃً اظہار محبت کر کے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر لوح دیگر ملکہ کا بدرد و غم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر مین بیقرار ہو کر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کا جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو لے کر مؤلفہ

ہان ساقیا دے وہ مے مجھے تیز	جس کا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہان مطربا وہ غزل سنادے	دھن عشق کی دل کو جو لگا دے
وہ آنکھوں میں نشہ میری چھائے	جو صورت یار کو دکھائے

طلسم کشا جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہوگا پس اس کے طرف دار پاس رہی تو کیا
اور میرے جانب دار پاس ہوئی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہی بس یہ سوچکر اس نے اس فیصلے کو منظور کیا
اسوقت آئینہ دار اُسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوحدار ہی ملکہ مختار جادو مطیع کو کوکب کو ملی یہی باعث
ہی کہ ملکہ آئینہ طرف داری ساحران ہوشربا کی کرتی ہی اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہی غرضکہ کنیز
فرستادہ بران مکان لوحدار جاتی ہی وہان پہونچی ایوان رفعت نشان اُس کا بہت آراستہ تھا دروازے پر
ساحرون کا پہرہ تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوحدار تو مطیع کوکب ہی اس نے باعزاز تمام بلایا اس
نے جاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پہ باعزاز تمام جلوہ گر ہی بڑا کروفر ہی کنیز نے سلام کرکے عرض کیا کہ ملکہ
بران ذی شان تشریف لائی ہین صحراے طلسم مین تشریف رکھتی ہین آپ کو یاد کیا ہی یہ خبر سنکر لوحدار
بہت خوش ہوئی اور اسی وقت مع چند کنیزان و انیسان خوش آئین کے کشتیان بہر نذر جواہر کی
لے کر ہمراہ کنیز چلی اور صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ملکہ عالم ایک تخت پر زیر سایہ سحر پر بہار بیٹھی ہی گویا جنگل
مین بہار آئی ہی لوحدار نے جاکر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ مین
قدم رنجہ کیون نہ کیا اس دشت پر خار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ اے لوحدار
مین تیرے یہان اگر آتی آئینہ کو خبر ہوجاتی مجکو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہی اس لیے آج لوح طلسم
لینے آئی ہون کیونکہ آئینہ کو مین نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہین ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ اس کو کچھ غرور ہوگیا
ہی لہذا سزا دینا لازم ہی لوحدار یہ سنکر بہت خوش ہوئی کس لیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ
ہمیشہ نگاہ حقارت سے اسکو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اس نے عرض
کیا کہ واری لوح تو آپ کے حصے ہی مین ہی اُسکا مانگنا کیا مین ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا
نہ ہو آئینہ چہرہ مانگا نے لوح اپنے گلے مین رکھتی ہون لیجیے حاضر ہی یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع کشتیہاے
زر نذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام مین دیا اور سرفراز کرکے اس کو
رخصت کیا جب وہ جاچکی ملکہ نے اختر مروارید نکال کر اُسکی لوین کاٹین ایک پتلا فوراً اُس کی تاثیر
سے پیدا ہوا اس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا ایرج فتح طلسم کہان ہی وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو
سلامت رکھے دہنہ طلسم پر جو کوہ ہی اُس کے درے مین طلسم کشا داخل ہوا ہی یہ کہکر پتلا غائب ہوگیا
ملکہ نے اختر جوڑے مین رکھ لیا اور وہان سے اس صحراے طلسم کیطرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہی روانہ
ہوئی یہ تو اس طرف سے چلی اور اُدھر سے ایرج جب حنظل کو چھوڑ کر داخل درہ کوہ ہوے دیکھا کہ
درہ مین بالکل اندھیرا ہی شہزادے نے یاد ودود زبان پر جاری کیا اور خدا خدا کرکے اُس کو طے
فرماکر قدم آگے بڑھایا ایک بغیہ سبز و خورم نظر آیا کہ دل نے بہار عدن کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت
مسرت افزا مین ندیان مثل خاطر پر شوق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے روان جھاڑیان

غارتگر صبر و شکیب حسن کو حور جنان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سلیہ ہوجائے کہ بشکل تصویر ہر دم محو دیدار رہے بموجب خمسہ

چہرہ ہی ترا انور کی تنویر کا نقشہ
یان تک ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشہ
اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہی نظر تیر مگر نوک سنان ہے
آفت کی ہی تلوار قیامت کی کمان ہی
جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہی
اُس ابروئے خمدار کی صورت سے عیان ہی
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اُس تصویر کو وہ نقشہ ہوا کہ دل سے خیال ننگ و ناموس جاتا رہا اور بے ساختہ آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور پکاری کہ خمسہ

عجب اتفاق ہی خود بخود گرے دل سے عیش نکل گیا
ادھر آہ شعلہ زنان ہوئی اُدھر اشک آنکھ سے ڈھلک گیا
بڑی آگ غم کی وہ تن مین آکے برنگ شمع پگھل گیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

آخر اُسی عشق کے تڑنگ مین اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لے کر آراستہ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی تخت سحر پر بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوشربا سے طلسم آئینہ ملحق ہی اسی طرح اس کے طلسم سے بھی ملصق ہی نہان سے بھی جو چلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوشربا طے کرے جب طلسم آئینہ مین پہونچے بلکہ طلسم ہوشربا سے جسطرح لوگ آتے ہین اسی طرح یہان سے بھی جا سکتے ہین کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہی فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ مین آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی لمحتیار جادو کو بلا لاوے کنیز اندر طلسم کے گئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہی سبب اس کا یہ ہی کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ ہوا اس وقت مین کوکب و افراسیاب بہ جہت ہم مذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ اے کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ مین مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہون کوکب نے کہا اگر تم سارے طلسم پر قبضہ کر لو تو مین کیا کرون بادشاہ مین اپنی جانب کا کرون گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پر کابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کی طرف سے مقرر ہو اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے درصورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت مین کمی کرے تو کوکب لوح طلسم کے اسکو مغلوب کر دے اور خراج لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لے لون تو بغیر لوح نہ لے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہی کوکب لوح سے کام نہین لے سکتا وہ سامری پرست ہی لوح پڑھی نہ جائے گی اگر

سے نکلکر باغ مین استقامت پذیر ہے بران کے حکم سے حاکمان در زبدہ جمع ہوتے جاتے ہین بارگاہین استادہین
شہر ہفت رنگ کے گرداگرد جلسہ ہر کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کرکے وہین پہونچا اور شعلہ دار وہ
نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال مین آیا کہ ملکہ بران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیار کی ہقدر
حرمت کرتی ہین اور مسلمان اُن کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا بعید ہر کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہوکر
نامہ مسلمانون کو لکھین اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرضکہ
وہ خط لیے ہوے اندر قلعہ کے دارالامارۃ شاہی مین آئی یہان بران سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے
جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین
حضور ان کو لکھین تاوہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر
سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہوگئے ہین اگر ہمارا ابھی طلسم برباد
ہوجائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو دہان ہے
اُسکے پاس ہر اُس سے طلسم کشا کو دلادے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے
اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھے گی شعلہ دار یہ باتین سُنکر
گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہون مین اسی طرح اپنی بہن سے کہون گی یہ
کہکر وہان سے رخصت ہوکر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جاچکی ملکہ بران کو خیال آیا
کہ ابھی عمرو کے لینے جانے مین عرصہ ہر کیونکہ مالک در بندون کے جمع ہورہے ہین بس ایک احسان یہ بھی
خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے ہرچند کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سنائیگی
لیکن مطیع افراسیاب ہر شاید اس طرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم کشا کو نہ
دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لے کر طلسم کشا کو
دینا چاہیے یہ تجویز کرکے چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لے کر
کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھ لے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ
مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نواسے کی لقا کے فرزند قاسم خاوری خلاصہ
نسل صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان ڈھونڈھ کر نکالی اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر
حیب اور ساکن ہوگئی نگار خانہ دل مین مصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی
اُسے مصور ہوالذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و
بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف مشکبار
جوز اسے ہو بہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گردِ مہتاب تابان مین غبار جناب یوسف جہان کر خاکہ اُتارا
تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا لکھدیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہوسکی زہے پیکر دلفریب

مین بھی ساتھ چلون گا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا اس نے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود ہین جاکر کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا دہ آگرہ ہمراہ ہوا عنبر کو بھر انتظام قلعہ حنظل نے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پہ بٹھا کر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بالعبد قطع راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان تک کوہ بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا دہ کوہ کے اس طرف سرحد طلسم آئینہ تھی حنظل نے عرض کیا کہ اب آگئے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جا سکتی آئینہ آپ کی مرضی شہزادے تے اسکو مع عیارون کے اسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درہ کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے ہین مگر اب قدرت کردگار دیکھیے اس طلسم کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی نصف قبضہ کوکب مین ہے اور نصف کا مالک افراسیاب ہے چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمرو نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کرنے اور نذر دینے کے لیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بران کی طرف سے پس منجملہ ان نامون کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئیے میرے ہمراہ بہر استقبال عمرو چلیے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا اے امان بیٹی تجکو مسلمان پکڑ لیا کرنا تھا نانصیب کنبے غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیے سامری تجھے نہ غارت کرے یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوادی اری چنی بھر پانی مین ڈوب مر کہ بمقتضاے نظم

زسر تاج فرہنگ بفگندۂ　　زتن جامۂ شرم برکندۂ
گمانم کہ گوہر بود سنگ آمدی　　یقینم ہمہ نام و ننگ آمدی
کنون سوسنت دردمندی گرفت　　گلت ریخت لالہ نژندی گرفت
نگارے بدی چون بہار بہشت　　نمانی کنون جز بہ پژمردہ گشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہین پھر نہ بھاگ جائے قید خانے مین بھیجدیا وہ قید خانہ اس طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اسمین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر لڑکی کو لا کے بٹھایا اور پانون مین زنجیر سونے کی ڈالدی اور ایک شیر کو بزور سحر صحراے طلسم سے بلایا زنجیر اس شیر کی گردن مین ڈالکر پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس مجرمہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی مین نے بلور کو قید کیا ہے اب عاشق اسکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئیگا بڑی لڑائی ہوگی تم کو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا یہان بران عمرو کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چوہر مکان

جمال شہزادہ ہی فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرداگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہی جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہی دھوپ مین یہ گلرخسار برنگ گل مرجھاتی ہی مگر چہرہ تمتماجاتا ہی تو رخ تابندہ سے سورج شرماجاتا ہی وہ اُسکے پھول سے گالون پر پسینہ آنا یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلاب کا عرق کھنچا ہی جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہی تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہی کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی تپت اوپر جھلکا گھام + دو ڑی بلکت جات ہون تیہو نہ چہوت سیام + اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ بسمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی خاطر حسنین بیحد مضطر جذبۂ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ دوہا پیتم من کو موہ کے کینو مان گمان + بن دیکھے وار دپ کے کلپت مور پران + اسی بیخوروخوابی مین وہ رات بسر کی شبنم بمنظر رویا کی جب معشوقہ پردین وپرن نے چشم مردم دہر سے منھ چھپایا اور آفتاب تابان بسان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھنے آیا کہ نظم

چو خورشید بر زد سنان از نشیب ... شتاب آمد از قفس اندر رکیب
بدرید پیروزہ پیراہنش ... بدید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری نے گلہاے زخم دل شگفتہ کردیے اور پھولون نے صحرا کے داغہاے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین یار گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالۂ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تھا تو بیقرار و بیتاب ہوکر یہ کہتی تھی کہ بمقتضاے مسدس

منزل پہ اُترے تو اشک ریزان ... صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان ... القصہ آخر افتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ بیت بیاتا نقد جان را برفشانم در رہ لطف تو + بنہ پا بر سرم تا سر نہم بر خاک پائے تو + شہزادے نے مرکب روکا اور اُسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملکہ خنظل پاس آگئے وہ اٹھکر بلاگردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے ایرج نے حال عشق ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم برہم کیے نہ آؤن گا اور اسی وقت جاؤن گا خنظل نے کہا مین راز طلسم تو نہین جانتی مگر آپ کے ہمراہ جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتادو پھر مین سمجھ لون گا کیونکہ مجکو کسی کی مدد نہین درکار ہی حامی میرا پروردگار ہی خنظل یہ کلام سنکر اُسی وقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا

مارے مگر کچھ نہ ہوا ناچار ہو گئے اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اُٹھے تھے اُنھوں نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ نے گرفتار کیا مرگ آفت کا حال سنکر ساحر رونے لگے اور اُس کے ساتھ کے ساحروں نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو میں مسلمانوں سے بدلا لونگی ساحر سب نامل پذیر ہوئے مگر یہان ایرج نے جو معشوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریان سے دریا آنسو کے بہا دئے بسان شمع سوزان کے حال پر دل جلا اس قدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑین کھانے لگا پروانہ وار بیقرار ہو کر اُس شمع غدار سے لو لگاتا اور یہ کہتا کہ نظم

تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان
ترا ہی لیتا ہون نام ہر دم جیسے ہین سمرن مین جیسے بتیان
کہین سے آکر تو مجھ سے پیارے جو میرے دلکو ٹک آئے چینیان
تمھاری آسا لگی ہے نس دن تمھارے درشن کو ترسین نینان
دلارے سندر رانو تجھے ابھرن ہٹیلے موہن انوکھے لالا ئو ہو

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوے تو وہ امیر سر نخچیہ تقدیر تاب نہ لائی پتلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اُس کی مان لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہے خلقت کیسے گی جو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردمی جتائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جورات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ د شہریار کے در پر لشکر مین کھچا ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہان بھی تیار رہتا اُسکی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا اور دل سے کہتا جاتا تھا اے بخت واژون وائے گردون دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اُس ناشاد کو پر ارمان زیر خاک چھپا دنیا کلنگ کا ٹیکا میرے پیشانی پر نہ لگا دنیا اور کبھی کہتا افسوس ترکیب بند

نہ تھا معلوم یہ الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہی	جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہی
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے	تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہی	کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہی
گر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے

اسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر جلوہ و ہان حنظل و صنوبر ہون گی وہ بجز بی طلسم آئینہ مین پہونچا دین گی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتا دین گی یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہان کا حال سنیے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق

کیا کرے گا بغیر لوحِ طلسم مین قتل نہ ہون گی آفت نے کہا یہ سچ ہی لیکن لڑائی تو بڑہ جائے گی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہی کیا ضرور ہی لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل مین کام نکالنا چاہیے یہ سوچ کر اس وقت تک وہان ٹھہری رہی کہ ساحرۂ شب جو پردۂ جہان مین مخفی تھی ظاہر ہوئی اور رشاہدِ روز نے صورت نور آگین چھپائی کہ نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد　　ہمے بود تا گشت شب لاجورد
چو کشتی بساحل کشید آفتاب　　شب تیرہ انگند زورق در آب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آ لے جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی دونون اڑ کر سمت لشکر اسلام چلین لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا ہوا سرد چلی بارگاہون مین سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی مین تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ مین باری دار وغیرہ ترکنین حبشنین سب بیہوش ہو گئین اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج مین اتری یہان دونون شیدائے یکدیگر لیٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی قمقمے دست ایرج مین تھے پائنچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب　　گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
ہم بستر آدمی پری تھی　　سائے کے بغل مین چاندنی تھی
سرکی تھی جو محرم اس قمر کی　　بر جون پہ سے چاندنی تھی سرکی

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوئے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیزہ آپ پر تصدق ہوئی اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اُٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اُٹھا کر دوڑا اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہان جاتا ہی شہزادہ کو غصہ بحد تھا کمر کو بتلا کر سر پر ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھون سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر پر بیٹھ کر ٹانگون سے نکل گیا غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین آئینہ بلور کوے کر بلند ہو گئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھکر اور کلمات الوداع کہہ کر بلا یا کی مگر کسی نے اس ہنگامہ مین نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پر اندھیرا چھایا ہی اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہی یہ دیکھ کر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہی اُس پر کچھ اثر نہ ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جا وہ جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت چلے

یہ حال دیکھکر پوچھنے لگی کہ حضور مزاج کیسا ہی اُس نے کہا مین آئینہ سے حال کہون گی جلد بتلا وُ وہ کہان ہین انھون نے کہا کہ اپنے باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف لے جائین یہ سنکر آفت سیدھی باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اس وقت جو آئے اس کو دیکھا مثل مشہور ہی کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کرکے اس کو لائی حال ابتر بہت دیکھا جسم خونچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار رملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان پر نہ لائی اور براہ دل سوزی مستفسر ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہی اس نے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا کرتوت ہی مین پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ بی بھگت ہی بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی بنائی لڑائی کو بگاڑا مین جانتی ہون کہ ایرج کو اول بھی تیغہ دے کر تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہی نہ ایک دین ہونے کا خیال ہی آئینہ اُس کی تقریر شکایت آمیز سُنکر کچھ سمجھی کہ یہ کیا کہتی ہی ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہی نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہی تیری خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جانو کیسے مسلمان کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری ماتری دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہی مین خود دیکھ آئی بھینسون بخار چڑھا ہی سر تو اُٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی ہون کہ سامری نے ایک چھیچڑا دیا ہی کہین جی جاے اب اس کو نام سامری سے برس ان گنا شروع ہوا ہی تم آئی ہو اُسپر بہتان جوڑتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہی آفت نے کہا ایک تم ننھی ہو اور ایک تمھاری بیٹی ارے کیا باتین بناتی ہی جاکے دیکھ تو وہ چالیس ہزار اسے بتلا کے کرگئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور کہا بہن تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکل کر کچھ دور باہر چلی تھین کہ پتلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہم کو لڑوا دیا پھر اس جانب بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلون کو لے کر اُسی بیابان مین جہان سے بلور لے گئی تھی اور پتلون کو بزور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانون کے پاس گئی ہوگی اور کہین نہ ہوگی تم میرے ساتھ چلو مین پتا لگا دون گی آئینہ اُس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری آفت وہان سے ایک طائر کی ایسی صورت بنکر اُڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہر آئی کیونکہ یہ لشکر مین رہتی ہی بارگاہین سردارون کی جانتی ہی غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج مین بصد عیش جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہی تم نہ لاسکو گی اس وقت آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میرا حمزہ

چاندی کے لیے پایۂ سکھپال تھامے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے مورچھل جھلتی لباس پر زرہ پہنے گہنے سے لدی سردار نیزہ دار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین بڑھے زر و جواہر لٹتا بڑے کروفر سے لشکر مین داخلہ ہوا بارگاہ ایرج مین سواری اتری ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور بہوین وغیرہ سب مشتاق ہو کے آنے کی اس بارگاہ مین جمع تھین جب ملکہ اتری سب نے بلائین لین اُسنے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اُتار کے پیا پھر سب بیبیون نے گہنا اتار کے پہنانا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجرئی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے قوالہ فلک کو بے سُرا اور ہیچکارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لُبھانے لگین کہ نظم

برآورد رامشگر خاورے	زدہ چنگ بر جامۂ کابلے
ہوا ابر بست از بخور عبیر	بخندیدیم و بنالید زیر
پرستار صہبا زدہ ماہرو	طرازان بتان طراز ندہ ہو
ہمہ غم بباده شمردند باد	بجام دمادم گرفتند یاد
ز شادی ہمے در کف رود زن	شگوفہ شگافند شد در چمن
بمعنے در آمد بآواز رود	ہمے خواند این خسروانی سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہین بلور نے یہ خبر سنکر سر سے پا تک دوپٹے سے بدن چھپا لیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کے استقبال کو اٹھین جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اُٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے سر سینے سے لگا لیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ دکھائی مین دیکر فرمایا کہ اے فرزند مین شکر کرتا ہون خداے پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب کلمہ پڑھو اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہو کر رخصت ہوے بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہر پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین گلدستے وغیرہ چن دیے گئے امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار مین بیٹھکر داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال و آبستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑی ہین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے

دو صد سرو بن دید و بید و چنار	دکانی زدہ خضر اندر کنار
چمن در چمن دید سرو سہی	گرانبار شاخ و ترنج و بہی
بر سیب لعل و رخ برگ زرد	تن شاخ کو زدہ دم باد سرد
رخ نار ہم سیب شنگرف گون	برین زخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہان ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُسکی جب آنکھ کھلی ملکہ کو بالین پر پایا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم نے میری رہائی کے لیے کیون تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحرون کی لڑائی نہ ہوتی اور تم آتین تو مین ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہان عورت کا لڑنا روا نہین ملکہ نے کہا مین تو ابھی مطیع الاسلام ہون شل اور ساحرون کی لڑی تو کچھ ہرج نہین یہ کہکر حورچہرہ کو خبر کے لیے بھیجنا اور اُسکا آکر آپ کو قید مین دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا اسمین حورچہرہ نے کہا بلا لون اب کدھر چلیے گا کہان کا قصد ہی ملکہ نے کہا کیا کہون کوئی جگہ خیال مین نہین آتی اگر طلسم مین جاتی ہون تو مقرر میری مان ضرر پہونچاے گی کیونکہ آفت زخمی ہو چکی ہی وہ ضرور میری مان سے جاکر کہے گی حورچہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ ہی ایرج یہ باتین سنکر بولا کہ اے ملکہ تمھارا کدھر خیال ہی اب تم میرے ساتھ لشکر مین چلو امیر تمھارے آنے سے بہت خوش ہونگے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ مین چلکر آرام کرو تمھین طلسم مین جانے سے کیا غرض حورچہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہین لشکر مین جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اُسی وقت اُٹھی کہ بہتر تو ہی شہزادے کو تخت سحر پر بٹھاکر پرواز کی لیکن وہ صندوق تیلون کا چلتے وقت کھول دیا کہ پتلے ان مین سے نکلکر سوار بنے اُن نسے حکم دیا کہ تم سب طلسم مین جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہان مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو مین جاکر تمھارے آنے کی امیر سے اطلاع کر دون ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتار آپ ٹھہری اور شہزادے کو رخصت کیا ایرج وہان سے لشکر مین آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا پھر بارگاہ مین داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اُس نے ماجرا بلورہ جادو ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا اب وہ ملکہ درہ کوہ مین موجود ہی حکم ہو تو لے آؤن امیر نے اُسی وقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزون کے لیے پالکیان طرحدار درہ کوہ کی جانب روانہ کین اور سامان تزک و جلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سردارون کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لے کر سوار ہوا یہانتک کہ درہ کوہ مین جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال مین پردے جواہر دوز بندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مردنہے عصے سونے

پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے نیمچہ پنجون نے پکڑ لیا بلور نے اُسوقت اپنا نیمچہ کھینچکر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر
نیمچہ نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا نیچے کر لیا ہاتھ آگے تھا اُسپر نیمچہ پڑا کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا
بلور دوسرا نیمچہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اُڑکر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھ کر چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر
سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے ایسا نہ ہو کہ تو ماری جائے یہ سوچکر یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون مین بھگدر پڑی ملکہ بلور نے
اسی ہنگامہ مین ایسا سحر پڑھا کہ پتلے طلسمی پھر گھٹ کر صندوق مین آ گئے اور اُس نے شہزادہ ایرج پر سے قید
سحر دفع کی اُسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہان روکو اسکو کوہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلوارین مارتے
چلے مگر اہل اسلام جو لڑ رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادے
کو بیہوش کیا اور کمر مین پنجہ ڈالکر سمت فلک پرواز کی بلندی پر جا کر پکاری کہ اے سرداران اسلام تم کچھ شہزادے
کا خیال نہ کرنا مین انکی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا تو رنگا حور چہرہ نے صندوق
پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئی یہان ہر بہا در بپھرا ہوا تھا تلوار چل رہی
تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا اس لیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے
تو لشکری بھی نہ لڑ سکین گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولون کو اٹھوا کر
قیام گاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر بارگاہ مین داخل ہوے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادے
کے زندہ رہنے سے خوشنود ہو کر جلسہ جنگ در باب شراب کباب مین بیٹھے اُدھر لقا شکست خوردہ اپنی
بارگاہ مین آیا ساحران فرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم دسوفار دربار مین آئے آفت کا پتہ نہ معلوم
ہوا کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ مین گئین غرضکہ یہ بھی قیام پذیر رہین لیکن احوال
اس شہباز صیدگاہ عشقبازی و طائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ درنجور ملکہ بلور کا سنیے کہ شہزادے
کو لیکر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف مین ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ
مع کنیزون کے عقب مین جو آتی تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت بیز مین ذرا ٹھہر لیے
دم لے لین اور مشورہ کر لین تو پھر چلین گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور چھیل لہراتی ہوئی دیکھ کر اُتری
عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان مثل گلدستون کے گلہائے بوقلمون
سے لدی فرش سبزہ صحرا پر رکھی تھین خیمہ ابر بہاری مین سورج کی چمک قمقمے پر رنگ دکھلاتی تھی قوس
و قزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیان خیمہ نشاط بزم افروز تھے گل شگفتہ رو ہو کر خندہ
زن مثل شمع روشن و دلسوز تھے جھیلون پر بگلے اور مرغابیان اور قازین وغیرہ بیٹھی تھین ہرن بارہ سنگے
چیتے جنگل مین پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ

بمقتضائے ابیات

روان آب بسیار در رود بار
لب جویبارش ہمہ گل ببار

بہادیئے وہ آتش سرد ہونے لگی بختیارک نے کہا ای آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی اُس نے گھبرا کر ادہر دیکھا اور پکاری کہ پہچانا مین نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہان سے تلوار بن کر مثل برق جلی آفت جلد بند و رسحر زمین مین سمائی ملکہ بلور زمین پر پہونچکر مجسم بصورت انسان ہوئی اور تاریخ ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلاد تلوار پھینک پھینک کر بھاگے اس عرصے مین آفت بھی زمین سے نکلی اور ساحرون کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اس کو ایک لاکھو ساحر ملکہ پہ آگما ترسول پنسول وغیرہ ہزارہا حربہ سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا شعلون نے چار طرف سے گھیر اسر پہ پتھرون کا مینھ برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپر بن سر پہ آگئین پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے ہمراہ لائی تھی کھولا اس مین چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور بڑھکر مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحرون پہ جا پڑا ساحر ہر چند نارنج ترنج مارتے تھے مگر پتلون کو کچھ اثر ہوتا تھا اور انھون نے ہزارہا کو کاٹ کر ڈالدیا ادھر حور چہرہ اور رگنیر مین آگرین اُسطرف جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر آگئے پھر تو ساحرون مین بہر غل مچانے لگے بہادرون مین ہتھیارون کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا دھوان نارنج و ترنج سے نکلکر چشم روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کجرفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ سیاہ ہوا تھا تلوار پھر کر چلی تھی گویا مقراض گردن وجان تیغ تنی تھی بہرام فلک کا دل خوف سے آب تھا راستہ امن ملنے کا نایاب تھا کہ زمین پر ہلچل پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا تھا ہر طرف تیرہ تار کا نقشہ تھا کہ بمقتضائے

نظم

ہمہ جادوان جادوے ساختند	ہمی در ہوا آتش انداختند
یکے جادوے بر نشستہ بشیر	بہالا بلند دسطبر و دلیر
بیک دست بودش مار بزرگ	بدست دگر اژدہاے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد وسپاہ	ہے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد یکے باد ابر سیاہ	ہمے تیر بارید ازان بر سپاہ
خردشے برآمد ز اسلامیان	بہ بستند خون ریختن را میان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش	ہوا پر خروش و زمین پُر ز جوش
ز کشتہ چو دریاے خون بر زمین	بہر گوشۂ ماندا سپے بزین

ملکہ بلور کے پتلون نے ہزارون ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب آیرج پہونچی اس کو قیدی پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریون کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او بیچاری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑائے یہ کہکر نیچہ مارا ملکہ بلور نے سحر

ایرج کو آفت پکڑ لے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام ہے کہ بسبب حصار آتش اندر نہین جا سکتا
اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہان سے اُڑی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو چپکی ہو رہ
اس کو قتل ہو جانے دے جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ وار کا برباد ہو گا اسی سوچ مین خیال آیا کہ مطلوب کے
مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مرجائے عوض خیرخواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطر بصد عجلت
ملکہ پاس پہونچی ملکہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہہ وہ کیا کرتے تھے مین جانتی ہون
کسی معشوق پاس بیٹھے ہونگے اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اُٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہین حور چہرہ یہ تقریر سن کر
رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہین ان کے دشمن بیڑیان پہنے
تلوار کے نیچے بیٹھے ہین یہ سنتا تھا کہ جی سنسنایا کلیجہ منھ کو آیا پوچھا اری مفصل کہہ کیا ماجرا گذرا ہائے افسوس
مجھ نانصیب نے ناحق انھین جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی ملکہ آتش محبت مین جلی دل
کی تپش زیادہ بڑھی اور اٹھی کہ دیکھون یہ مالزادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا واری
یہ کیا کرتی ہو کہان جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد ہین کس کے ہوے ہین اور کس کے ہون گے کیون گھر
غارت کرتی ہو اپنے تئین نحس نحس کرتا اچھا نہین بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیون باتین
بناتی ہے یوصاحب کسی کی جان جائے اور کوئی اڑائے کچھ ترس خدا بھی ہے بھلا مین کیونکر درگذرون تا دہان
مجھ سے یہ نہ ہو گا مین کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہین پھر کوئی کیون پھڑپھڑائے میرا تو خوف خدا سے دیان
رو یان کانپ گیا کچھ مردوے کی محبت نہین صرف خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رُکے گی
ناچار بولی کہ اے بی بی تصدق جو جی مین آئے وہ کیجیے ملکہ اُسی وقت اڑی اور طلسم کے ایک بیابان
مین آئی وہان چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور اُن کے بیچ مین ایک مکان بنا تھا اُس نے اس مکان کا
قفل کھولا اندر جا کر ایک حجرہ کو وا کیا اس حجرے کے اندر ایک صندوق سو گز کا رکھا تھا اس صندوق
کو چاہا اُٹھائے اس عرصے مین حور چہرہ اور کنیزین بھی آئین اُن سب نے ملکر اس صندوق کو اُٹھایا اور
باہر مکان کے لاکر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پہ بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق
تخت کو اُڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ مین چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام
کنیزین اور حور چہرہ جاتی تھین دل سے کہتی تھین کہ دیکھیے کیا نشہ عشق مین سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام
کی نہین ہان سنے گی تو کیا ہو گا ایک بولی اری عشق بُری بلا ہے اس نے قیس کو مجنون کیا ہے
غرضکہ یہ باتین کرتی روانہ تھین لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جائے قتل ایرج پر پہونچی وہ
وقت ہے کہ حکم لقا دے چکا ہے تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہین شہزادے نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے
کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اُس پر سحر پڑھکر اُس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک
لکہ ابر پیدا ہو کر قلعہ عقیق سے تا حصار آتش گھر کرکے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا

قریب نرگس کوہ آئے ہون گے ملے آؤ کنیزین گئین اور پھر آئین کہ اے ملکہ وہان کوئی بھی نہین یہ سننا تھا کہ لصورت آئینہ حیران رہگئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر بہجر بار مین لبسر کی ہر روز کے سواد شب غم دھوکر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بمقتضائے ترکیب بند

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے — کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بیچینی دکھاتا ہے — نہ دل لگتا ہی گھر مین اور نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
اگر کچھ منھ سے بولون تو مزا الفت کا جاتا ہے — اگر مین چپکا رہتا ہون کلیجہ منھ کو آتا ہے
مرادر دلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد — وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کر ون تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سینھ کا کس بدھ کرون اُپاؤ

جب چشم ہجران دیدہ وانتظار کشیدہ کی طرح چشم سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلدار سے نا امید ہوتی دن بھر سو سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان پر لائی کہ ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا — دکھا کر اک نظر جلتا ہوا اسنے مجکو تڑپایا
گرا مین ہو کے بیخود دیوان پری کا جیسے ہو سایا — پھر آئین ہوش جب آیا تو دل سینے مین گھبرایا
بہت سا اُسگھڑی مین نے تو اپنے دلکو سمجھایا — نمانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی اسکا ٹھہرایا
کشیدم نالۂ واز شوق پیراہن قبا کردم — برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ بھی جائین کبھی نینین آنسو لائے
ہر کوئی ایسا میت جو ہیتم سندر بتائے

آخر یہان کبھی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصۂ زلیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اُٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہے لبستر غم پر پچھاڑین کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ دھوان نکلتا تھا یہ حال حور چہرہ وزیر زادی نے اُسکا دیکھکر عرض کیا کہ واری ہو جب بہت بہت غم نہ کھا عشق کا اے امیر + نہین تجکو آزار ہو جائے گا + اے بی بی مین قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار وہ بھی دن لائے گا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ اے گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر نہین جا کر دیکھ آ حور چہرہ اُس کے رنج دیکھنے کی تاب نہ لائی دل مثل دود آہ عاشق سحر ٹہر کر بلند ہوئی دم بھر مین لشکر اسلام مین پہونچی یہان عجیب عالم دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالہ و بکا ہے سامنے میدان مین حصار آتش کھنچا ہے سر دار الدین کا مجمع ہے اس نے حیران ہو کر بزور سحر وضع تبدیل کی ایک سقہ کھڑا اشک حسرت بہا رہا تھا اُس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس نے کہا کہ

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشان کشان وہان لائے لقا سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور شہزادہ کو روبرو طلب کر کے سوال کیا کہ اے بندۂ قدرت مجکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا مین تجھ پر اور تیرے پرستارون پر کرور کرور لعنت کرتا ہون او ربچیا تو ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر سے سفارش کر کے مین نے تجھ کو بچایا تھا اور تو مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہان پر خدائی بگھارتا ہی کیا کہون سحر مین گرفتار ہون نہین تو تبلا دیتا لقا کو ان باتون سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ لے جاؤ اس بندہ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن عیار جو بہر خبر آئے تھے وہ سب کیفیت دریافت کر کے خدمت امیر مین آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط رنج سے کلیجے مین لشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہو کر اٹھے اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ ذلندھور والک وغیرہ جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادہ حرب وپیکار روانہ ہوئے فوج بیکران کے پرے ساتھ چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام بہر حمایت ایرج آتا ہی یہ خبر سنکر آفت نے جادوگرون کو حکم دیا کہ میدان سحر بند کرو کسی مخالف کو آنے نہ دو جادوگر بموجب حکم سحر کرنے لگے آگ دھتورے کے پھل اچھلنے لگے چنگاریان اڑنے لگین آفت نے بھی ایک گولا فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس مین سے شعلہ ہائے آتش نکلکر ہر سمت پھیل گئے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہو گیا اس اثنا مین علمشاہ وغیرہ جا کر پہونچے فرط محبت ایرج سے کلیجون مین آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ مین ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کرۂ نار پہونچے اور مرکبون کے رونگٹے جلے الٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادرون نے روکا مگر نہ رکے آخر سب نے ناچار ہو کے چاہا پیدل جائین لیکن سمجھے کہ راہ مین جلکر خاک ہو جائین گے ایرج تک نہ جا سکین گے جانا بیکار رہا نکر مایوس اس جگہ سے پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کر کے بصد گریہ وزاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے مخمس

	الٰہی تو غفار ہے اور رحیم نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم		الٰہی تو فیاض ہے اور کریم مقدس معلے منزہ عظیم	

تری ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف دعا ہین مگر اب شمۂ حال اس قتیل شمشیر انداز یار وکشتہ تیغ ناز دلدار ذبیح خنجر ابرو ملکہ بلور جادو کا سنیے کہ مادر کو بحیلۂ بیماری رخصت کر کے جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جانان مین زیبائش وآرائش سے کام ہوا لباس اور زیور سے آراستہ ہو کے باغ ومکان کو پیراستہ کر کے انتظار آمد یار مین بیٹھی تھی کہ ذرا منہ کو دکھا یار کہ نرگس بنکر نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی * حور چہرہ اور کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو

ہو گئے کہ نظم

ازین سو دزان سوخراہان شدند	بزرم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالۂ کرنائے	دم نائے سرداد وہندی درائے
ہوا پر شد از تیرہائے خدنگ	ببارید گرز دنبالید سنگ
زگرد سواران و از پرتیر	سر کوہ شد ہمچو دریائے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ مین پہونچکر کہلا بھیجا مین دشمن کو پکڑ لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل باز گشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین پہونچکر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ مین آئے عیار بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت مین مطوق و مسلسل کر کے بارگاہ لقا مین پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا مین اسکو قتل کرنے لائی ہون اس نے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجکو کون سمجھا لے آئے پر چوکنا نہ چاہیے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہین پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان مین روبرو لشکر اسلام کے اس کو ہلاک کرون اس نے جواب دیا کہ جیسے میدان مین ویسے یہان ایسا نہ ہو کہ حمزہ آ کر چھڑا لیجائے آفت بولی کہ ایسی تدبیر کرون کہ کوئی نہ آسکے دیکھین اور افسوس کر کے رہجائین یہ کہکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کی جائے بموجب حکم جلادان قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروئے لشکر اسلام میدان مین دار استادہ کی چبوترے رنگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائیگا سب لشکر تماشا دیکھے ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق جوق میدان مین جمع ہونے لگے بعض ان مین عشرت سے قہقہے لگاتے تھے دانشمند عبرت کر کے ان کو سمجھاتے تھے کہ یہان ع ہنسنا نہین اچھا ہے مصیبت پہ کسی کی + یہ بھی گردش فلک کجمدار اور بیوفائی زمانہ غدار ہے کہ کبھی کسی کو تخت عزت سے اوتار کر تختۂ مرگ پر سلاتا ہے اور کبھی خاک گور دہان ملزلت و ملامت مین ڈالتا ہے کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر بر کشید	کہ دوران عجاکش نہ اندر کشید
کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد	کہ چرخش نہ بے بوم دبنیاد کرد
کہ در بر گرفت این دلارام را	کہ باد نسر بر ہم زد این دام را
کہ تاج کیانی نہ بسر بر نہاد	کہ بر سر ز خاکش نہ افسر نہاد
کہ ابر کند گردش روزگار	کہ روزے زخاکش نیاید غبار
ہمین ست آئین چرخ بلند	از دگہ امید است وگاہے گزند

ترتیب دینے لگے امیر بعبدۂ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوئے آفت و سوفار و نازک چشم نخہتاے سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدادی بہادرون کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دینا کی ہے وہ بری ——— جو کھلنے نہین دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار ——— کہ ہے آتش گل برنگ شرار
گلستان کے عالم پہ ایسا چلا ——— دل لالۂ باغ داغی ہوا
کہان ہین وہ مردان شمشیر زن ——— نبرد آزمایان لشکر شکن
کہان ہے وہ پیل رستم نامدار ——— کدھر ہے نریمان جنگی سوار
نہین برزو وگیو کا کچھ پتا ——— کہان سام و بیژن ہین سوچو ذرا
ہوئے سب کے سب جا کے پیوند خاک ——— شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی روے عروس جلادت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھاؤ باغ بے خزان ناموری لگادو یہ کہکر نقیب ہٹے بہادر مرنے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت ہوکر لقا سے اجازت لے کر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھالا جسمین ہزار ہا برق نکلکر لشکر امیر پر گری آگ کا مینھ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی بآواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دے کر وہ آفت دفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان مین خود تم سے لڑنے آئی ہون سوا تمھارے اور کسی کو نہین چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج یہ نعرہ سنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سمت میدان چلے مرکب طلسمی طرار سے بھرتا ہوا سے بائین کرتا فرفری آواز نتھنون سے دیتا روانہ ہوا کہ ابیات

نگاور سمندے بجستن چو برق ——— شدہ غرق آہن ز سم تا بفرق
صبا را کہ تگ بیش از آہو بود ——— بگردن قطاس از دم او بود

جب مقابل آفت پہونچا اُس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان آندھی کی طرح پیدا ہوا اور مشل بگولے کے اٹھا ہو کر گرداگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس دھوئین سے چکر آیا اور تیغہ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغہ اٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اڑی لشکریون کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہین روکو ان کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا وہ دونون لشکر بل گئے تلوار چلنے لگی نقارہ وطبل سے دماغ ترک فلک پھر گیا ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پر شنگرفی فرش بچھا سر و دست و پاے بہادران کے ڈھیر

دریا کے جاکر ٹھہرے تھے ڈمرو بجتا تھا ہوم ہوتا تھا بدنون کے سناٹے تھے بہر شراب و خون خوک چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی تلی کے کولھو پر سے اُتار کے کمہار کے چاک پر چڑھاتے گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت کوئلے کی سیاہی مُنھ پر ملے تھی سیہ بختی اپنی اور بڑھانا چاہتی تھی ڈھولا سامنے بٹھاکر لوناچماری کو بلاکر مناتی تھی کہ بمقتضاے ابیات

کبھی لوناچماری کو بلاتی کبھی بیرون کو تھی حلوا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون برنیرنگ ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی برہنہ ہوکے تھی ہردم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس میں کماندار روزگار نے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نشانہ باغ سیہ شب اُڑا یا ترک روز نے چہرۂ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان برآمد بچرخ زجان مہر رخشان درآمد بچرخ
ہمہ دشت و کہسار گرما گرفت زمانہ زخود رنگ صفرا گرفت

لشکر دونوں جانب سے بیرق بیرق اور سجق سجق وارد دشت قتال ہوئے امیر ذی لعینہ نماز سحر سے فرصت کرکے اشقر پر سوار ہوکر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جاہ برآمد ہوئے زنانہ سامان سواری کا پھر گیا کہاروں نے تخت بدلوایا ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا ستر ہ سو فانوسین میناکار آگے روشن اٹھارہ سو گلدستون پر پنجشاخون کے جو بن اگر سوز و عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدار لیے عود برکی کا بکٹا جھونکتے تخلخوں سے دشت کو پُر از مشک بناتے چلے نفیریون کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا بھیروین بھباس کی آواز نے دل میں اثر کیا سوار اور سرداروں کے غٹ پیادوں کی قطارین آگے بڑھیں سنانہاے نیزہ چمکنے لگیں ستارے گویا سوانیزے پر اُتر آئے تھے یار وزگار غدار نے دیدے نکالے تھے نقارہ و دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

درفشے چو سیمرغ دالاسفید کشیدہ سرش سوے تابندہ شید
پس پشت پنجہ ہزار از یلان پیادہ ہمہ تنگ لبستہ میان
ز دوروز یاقوت و لعل و گہر کلاہ و قبا و ز تاج و کمر
ہماے سپہری بگسترد پر ہمی بر سرش داشت سایہ فر
غو کوس بر چرخ و مہ برکشید بپر خاش دشمن سپہ برکشید

اسی حشمت و جاہ سے دشت حرب گاہ میں پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُس طرف سے لقا گمراہ کیس ہاتھی زنجیرہ بند پر تخت کھچوا کر سوار ہوا الشست پر ساحران غدار کا بہا سواروں اور کوہیوں کا مجمع ہوا اٹھے گرد فرسے میدان نبرد میں آیا پست و بلند ارض غبرا کو بیلداروں نے درست کیا صفوف لشکر کھنچ آیا

کرتی ہوئی طلسم سے نکلکر لشکر مین آئی اور فرط رنج سے دربار مین نگئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی
رہی ڈمرو بجاکر اپنی بارگاہ مین آئی ناچاکی اگیاری کرکے جوت گھڑی کی بیرون کو بلاکر موہن بھوگ کھلایا
کی افراسیاب کا بتایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہوکر طلسم
مغرب مین گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغدان کہکشان فلک پر ستارون کی جوت کو قائم کیا کہ **نظم**

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
نہان گشت قندیل زرین فروز

درو فرش سیمین بگسترد ماہ
برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ لقا مین آئی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا لشکر ساحران مین نفیر سحر بجی بختیارک نے کہا اے
ملکہ تم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی میرا دل دھڑکتا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی طلسم مین چلی جاؤ اس نے کہا
ملک جی یا سر نہین یا سر وہی نہین یا مین کل نہین یا ایرج نہین ان سب باتون کو جو اسپیان لشکر اسلام
نے سنا اور خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ **بیت** حذر اے کہ سردار کو بر قرار
عدو پھر ہے آمادہ کارزار + امیر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے
بموجب ارشاد لشکر مین طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر جب دربار برخاست کرکے بادشاہ
کو شبستان مین پہونچا آئے تیاری مین اسباب جدال کے مصروف ہوے پھر توجوہر تیغ کی چمک
چشم سیارگان کی طرح آنکھین نکالے تھی سنان نیزۂ کہکشان کو دیکھے جاتے تھی سپرون کی سیاہی
با وجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ
باریک تھی جرار کمر کسے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع خیال شجاعت روشن کرکے
انجمن آرائی کی تھی تلوارون کی صفائی کی تھی اسلحہ کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقاصہ کا
انداز تھی ناموری کے نام پر فرش ہوے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی
دعوت مین عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہاری تھی براتی
نوشاہ شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی مین نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانین جھک کر مجرا کرتی تھین تیر شجاعت
کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلہ عمو کلہ زنی سکھاتے تھے کمندون نے بہادرون سے رشتہ جوڑا تھا
تلوار کی باڑھ کا ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

سواران جنگی جوان و دلیر
بر تیر و بہ نیزہ بگرز و بہ تیغ
بہ بندیم دامن بہ دامن درون
اگر صد ہزار ند و گر یک سوار

خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بگفتند دارم نہ جان ز ادریغ
بہ خنجر زنہ دشمن بر آریم خون
بکیدم بر آرم از ایشان دمار

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونون طرف تھا لشکر آمادہ جنگ صف بصف تھا آفت اور جمیلہ ساحر کنارے

آفت نے کہا مین سامری کی قسم سچ کہتی ہون اور تمھارے سوار کے علاوہ ایک پتلا مین نے بنایا تھا اُسکو
بھی اُس نے قتل کیا میری عقل حیران ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی اسی لیئے مین تمھارے پاس آئی ہون کہ کچھ حال
دریافت کرون آئینہ بولی کہ مین نے بہت بڑی حرکت کی سوار طلسم کو تمھارے ساتھ بھیجا یہ سوار اس
واسطے ہین کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اسوقت اُن سے کام لیا جائے ہم نے آئین طلسم مین فرق کیا
کیا حرکت ناشائستہ کی دیکھیے طلسم بھی رہتا ہی یا نہین یہ کہکر اٹھی اور کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون غرضکہ خزانہ
مین آکر قفل توڑوا کر دیکھا تو صندوق مین تین تلوارین ہین چوتھی تلوار جس سے اس کی اجل تھی نہین ہی حیران ہوئی کہ
یہ تلوار کون لے گیا یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہی سوائے اس کے اور کوئی یہان آئے کیا مجال پس بلور
ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا
کہ آفت بیٹھی ہی مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اُسوقت وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چپکی
آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منھ پھیر لیا آفت نے اسکے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تم نے مجھے کچھ جواب
نہ دیا تم تو گھنگھنیان منھ مین بھر کر بیٹھ رہین اے تو یہ کچھ آدمی ہست نیست کا جواب دیتا ہی یہ کیا کہ چپ
ہو رہین آئینہ یہ سنکر جھلا کر بولی کہ بہن جو اس پکڑو جو کوئی دوست بانھ دیتا ہی تو کیا ہاتھ کاٹ لیتے ہین تم اُنگلی
پکڑتے پہونچا پکڑتی ہو تم کیا آئین کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھین تو کاہے کو گھر سے نکلین افراسیاب
سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جائے مین ڈرتی ہون ننھی بھولی ہون اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے برتے
پر اے لوگو کسی کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا
چاہتی ہو بہن ایسی دوستی سے مین درگذری تم کیا میرے برتے پر آئی ہو ایک تو مین نے یہ بیوقوفی کی
کہ اُسوقت تمھاری بدحواسی دیکھ کر نہ اونچ سمجھی نہ نیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم مین فرق ڈالا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی طلسم رہتا ہی یا نہین بہن اب سنے اگلے گھر سے آئے مین نے تو کان اینٹھے اب کسی کے
کہنے سننے مین نہ آؤن گی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو تم نے تو نگاہ
طوطے کی طرح پھیر لی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہی لوگ تو دوستی مین
سر کٹوا دیتے ہین تم اتنی ہی سی بات پر بھری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو نوج کوئی اوچھے
کا احسان لے آئینہ نے کہا بس بس حقیقت اپنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار نہ جاتا تو گور
کے پرے جاتی اچھا پھر اسکا کہنا کیا چلو اب یہی سہی جب جانون کہ کچھ مسلمانو نکا تو بنائے آفت طیش مین
آکر اُٹھی اور کہا سامری ایسی بے مروت سے بات نہ کرائے اچھا بی بی تم نے مجکو سوار کیا دیا کہ جلا لیا
مین حرامزادی خود پچھتاتی ہون کہ تمھارا سوار کیون لیگئی تھی یہ کہکر وہان سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ
اب چل کر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہی اس کو جاری کر کے ایرج کو پکڑ اور مار ڈال
سب کے دانت کھٹے نہ کر دیئے سچ تو ہی بک تو اپنا بل اور کا بن جائے چل غرضکہ ایسے ہی منصوبے

سر پہ ہرنے پر زین کے لگ گیا سوار سحر نے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر کر کے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارز طلبی کیا یہ کیفیت دیکھ کر دست چپ کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب و ضرب لی اور گھوڑا چمکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُس نے وہی تیغہ خونچکان بر سر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو تبلا کر سر پہ مارا اس نے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھ جھوجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پرکالے کر کے زمین مین در آئی لشکر اسلام مین اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آ گری شہزادہ مہنگ آسا اُس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ

ابیات

درخشیدن تیغہاے سران ۔ گرائیدن گرزہاے گران

تو گفتی کہ آہن زبان دارشے ۔ ہوا گر زبان ترجمان دارشے

یکے باد برخاست دگرد سیاہ ۔ لشد روشنائی ز خورشید و ماہ

بہر جاے بر تودہ گشتہ بود ۔ ز خون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود

ز بس نیزہ دگرز د گوپال و میغ ۔ تو گفتی زہے سنگ بارد ز میغ

نہان شد بگرداندرون آفتاب ۔ پر از خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اُتارا اور مصروف عشرت ہوے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی محافظان طلسم تو بخوبی آگاہ ہین کسی نے روکا نہین یہ قلعہ مین پہونچکر الوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا اُسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اس نے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھا لیا اور کہا بہن مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تم نے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوے ہین مین آنے کو تھی لیکن جھوکری کی طبیعت ماندی ہو گئی ملکہ بلور جادو کی اس وجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمھارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن مین طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے بہ پوتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبرا کر کہا بہن کیا کہتی ہو

حکم سے آفت بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکاروں نے جاکے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی ادھر بھی شور نائے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجیں جمع ہونے لگیں سواروں کی وہ کثرت ہوئی کہ روئے زمین نعل سے مرکبوں کے چھپ گیا سرداروں کے پرچم سے روپ ہوا سرخ نظر آتا تھا ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلواروں کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا طول اس جگہ بیجا ہے آخرکار شب بھر یہی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اسیں خاکدان تیرہ وتار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ وجلال اورنگ نیرنگ افلاک کو زینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ تپش برکشید آفتاب	سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آوای کوس	زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
ز جوش سواران واز گرد پیل	زمین شد بکردار دریائے نیل

امیر نماز سحر پڑھکر در دولت پر آئے بادشاہ جب برآمد ہوئے سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگاہ کیا اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب وداب آشکار تھا نظم

جہاندار با کاویانی درفش	سمے رفت با تاج و زرینہ کفش
ہمی بر شد آواز شان تا دو میل	بہ پیش سپہ اندرون کوس و پیل
یکے گرد بر شد کہ گفتی سپہر	بدریائے قیر اندر اندر دو چہر
نہ پید بر زمین پشہ را جائے گاہ	نہ اندر ہوا باد را ماند راہ

اسی جاہ وتجمل سے دشت میں پہونچکر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لقا تخت نکبت پر سوار گرد تمام کو ہیون کی قطار لشکر کے بیچ میں آکر ٹھہر العبد صفوف آرائی اور درستی میدان عرب نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیا سنائی جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش تہور سے بیخود ہو گئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان میں پہونچ کر دستک دی بونڈلا گرد کا اڑا اور ایک سوار مسلح وکمل آکر جنگاہ میں سلح شوری دکھانے لگا آفت نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤ گے یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہے آؤ مقابلہ میں یہ نہیب سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگاورزنی کی اور نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گذر کر خود دو بلغہ عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی اس بہادر نے داستانہ مارا کہ تیغہ چھبنا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی

ہمم ایرج آن شاہ عالی گہر زتیغم فتد لرزہ در کوہ قاف	کہ جد من ست حمزۂ نامور سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اٹھا کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی با آواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحران پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا نخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُس وقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے تصدق کرتے ہوے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کروفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا مین تو اُس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضرب دو ہی کر ڈالے اُس نے کیے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اس نے جواب دیا پوتا علمشاہ کا پوتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہا ملک جی مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہے وہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دیدی جس سے اس نے سوار طلسم کو مارا یا کوئی خط اس سوار کے جسم مین ہوگا اسکا حال کہدیا ہوگا کہ اُسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مر جائے گا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤن گی ملک تم نے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑ لون تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر پتوا کنڈے سلگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ آتش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اُسی اگیاری مین اسکو ڈالدیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہوگیا یہ تدبیر کر کے اس نے ایک دن جنگ بہ سبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر مین آئینہ ماہ کو بصداق صفا ظاہر کیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد برآمد ز در نالہ گاؤ دم ٭	سیہ شد جہان چون شب لاجورد خروشیدن کوس برد ئینہ خم

جنگ شروع ہوئی پرکالے آتش کے سنا نہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

همه باسنان سرافشان شدند — چو ناهیده هر مرد رخشان شدند
بنزدیک مردان گہ گیرودار — یکے با یکے خوب درکارزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اُٹھا کر مارا گرز کو گرز پہ روکا نظم

کشیدند شمشیر و تیر و کمین و گرز — دلاور سواران با فرد برز
یکے گرد تیرہ برانگیختند — بدانگہ کہ باہم بیادیختند

آخر بعد تمام حربوں کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر اس کے زیر بغل جا کر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغۂ طلسمی کھینچکر شہزادے نے لگایا نظم

برآر یخیت آن شاہ جنگی سوار — بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد — دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغۂ طلسمی نے اُس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان نکل گئی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے نجتیار ک ہاتھی پہ کھڑے ہو کر اذان کہنے لگا اور لقا کو لعنت دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے جھلا کر سواروں کو حکم دیا کہ ہاں لینا ان خدا پرستوں کو بھیر تگھٹا کی طرح چارسمت سے سیاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اُدھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا نازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و تیرہ لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پہ جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سیاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر خاش سو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کردیا تو وین و تیر کا مینھ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش دہ ودارہ گیر — چو باران ببارید ترکش و تیر
زبس تیرہ و تیغ زہر آبدار — ہمی تیرہ بد چشم خنجر گذار
بپیوست گردے چو ابر سیاہ — کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ — دل ہر سوارے در اندیشہ
زبس خون کہ شد ریختہ بر زمین — یکے لالہ زار شد آن دشت کین
ز پیکان الماس او پر عقاب — بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک را ز گرد سواران نثار — گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زدو گشت میں پہلے سب سے نعرۂ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک دردمند تھا نعرہ

تب عشق رکھتی تھی منھ پیپٹے پڑی تھی اُس نے درحقیقت اُس کو بیمار پایا کہا اے فرزند تمھارا کورا پنڈا ہی اب یہاں پر نہ رہو طلسم مین چلو طبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے آب و ہوا وہان کی راست نہین اور زیادہ بیمار ہو جاؤن گی آئینہ نے کہا مین خداوند پاس جانے کو تھی اب نہ جاؤن گی تم اچھی ہوتا تو میرے پاس چلی آنا یہ کہہ کر طلسم مین آئی اور عزم رفتن فسخ کر کے بیٹھی اُدھر ایرج جو سمت لشکر چلے مرکب طلسم اُن کے ارادے کے بموجب اُسی جانب چلا اور لشکر مین لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ سردارون کو آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہی رات بھر تیاری حرب مین بہادرون نے بسر کی ہی لشکر دم سحر میدان مین پہونچکر صف آرا ہین بادشاہ اسلام اور امیر آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہین کس لیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہی جانتی ہی کہ سوار طلسم پر اسم اعظم نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہو جاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہ ہوتی غرضکہ طبل و بوق بج رہے ہین نقیب للکارتے ہین علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہین صفوف میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہین دلاور چالاک و چست ہین سوار طلسم بیچ میدان مین آکر سلح شوری کر رہا ہی اُس وقت ایرج نوجوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکرون نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی بختیارک سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہی لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپ نے کی ہی اُس گبر نے ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت مین کس کو دخل ہی جب چاہون ان بندگان خوابی کو غارت کر دون ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا **نظم**

که آمد سوارے ز صحرا چو گرد ۔ بزیر اندرش بارہ رہ نورد
ببالا شود ہمچو سرو بلند ۔ بدست اندرون گرز و بر زین کمند
ببازو قوی و بتن زورمند ۔ ستارہ در آرد بچرخ بلند

لشکر اسلام مین علمون کو جلوہ ملا سرداران شادان و فرحان بے استقبال دوڑے ایرج نے بادشاہ کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا یا خداوند تقدیر اُلٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین اور سوار طلسمی سے کہلا بھیجا کہ مبارز طلبی کرے اس نے نعرہ مارا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا کہ بمقتضاے **ابیات**

نشست از بر اشقرے ہمچو باد ۔ تو گفتی ز رخش اسد بیم یاد
بہ پیش سپاہ اندر آمد دلیر ۔ بغرید بر سان غرندہ شیر
در آمد بمیدان چو آن جنگ جوے ۔ ربود از سرش ترک بر سان گوے
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے ۔ نگادر ز ور دا ندر آمد برے

سوار طلسم نے تگادر سے سنبھل کر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پہ گانٹھا برابر سے

سب کو داصل جہنم فرمائیگا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلۂ الفت پہاڑ پر سر ٹکراتی ہر جلد آئے گا
مجھکو بھول نہ جائیےگا شہزادے نے کہا مجھکو تمہارا راستہ نہ ملے گا ملکہ نے کہا آپ صحرا مین اگر قریب نرگس کوہ
ٹھہریےگا مین جاکرے آؤنگی شہزادہ ان باتون سے رام ہوکر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار اطاعت
اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب ہے اسکی مسیحائی تلون خیز + ہزار مرتبہ مارا جلایا
کے ہمین + غرض کہ پھر وہی جلسۂ انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنی پیام آمد
شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب
مین بآرام متمکن ہوا **نظم**

شب آمد عاشقان را پردہ راز | شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
توان بس کار در شبگیر کردن | کہ روزش کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ و خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی دیر
تک خاطر مین مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی
اور اندر طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کی طرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب
امورات طلسم کا مدار المہام کیا ہی کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہین بس کوٹھا کھول کر اندر گئی اور
ایک صندوق کو کھولا اسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین ان مین سے ایک تلوار سواران
طلسمی کے قتل کرنے کی ہی اس نے وہی تلوار اٹھائی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا
گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہی جہان کا ارادہ راکب کرے وہین پہونچاتا ہی اس
مرکب وادی سیر کو کھول کر زین و لگام سارا اسباب اسکا لے کر اس پر سوار ہوکر مکانات بند
کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آ پہونچی اور دونون شید ا باہم لیٹ کر سو رہے
شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہی بہت جلد صبح ہو گئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی **نظم**

چو برداشت پردہ زبیش آفتاب | سپیدہ برآمد بپا بودہ خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان | پراگندہ بر لاجورد ارغوان

شہزادے اٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت گھر جانے کا
ارادہ ابھی سے نہ کیجیے ہدیہ میرے درد دل کی چمک ہی سحر نہین + غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اس نے
زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ
وہان سے بنگلے مین آئی غم یار مین زندگی بیٹھی جلائی اور منھ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ
امی جان پاس جاکر عرض کر آکہ مین آج بھی حاضر نہ ہونگی کل سے زیادہ ماندی ہون کنیز خدمت
ملکہ آئینہ مین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی یہان ملکہ

وہان زیارت خداوند بھی کرین گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہی علاوہ اُن کے اور سردار
بھی پہلے سے قید ہین اُن سب کا قتل دیکھین گے پس تم کو چاہیے کہ سیرگاہ سے پھر آو اور سلطنت طلسم چندے
سنبھالو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل مین حاضر ہون گی آج میری طبیعت بہت سست ہی
معاف فرمائیے گا بس یہ جواب کنیزون نے جاکر نامہ دار کو دیا کہ وہ لیکر پلٹ گیا اور یہان ملکہ نے بخاطر ایرج
کہدیا تھا کہ مین مطیع اسلام ہون کچھ زیادہ تصریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہین
معشوق نے جو کہا کہدیا تھا قبول ہی اس وقت نامہ مین حال گرفتاری مسلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور کہا
شکر ہی سامری کا خوب ہوا جو یہ موے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائین گے یہ کلمہ ایرج
نے جب سنا آگ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھکر
پوچھا کہ کیون تم نے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ مین اب چلی جاؤن گی اے شہزادے کل مین اپنے ہمراہ تمھین
لے جاؤن گی امی جان چلی جائین گی مکان اکیلا ہوگا تم وہان رہنا ایرج نے یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت
اب مجھکو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا گیا کوہکن نے شیرین سے + بھاگ
سایہ سے بیمروت کے + ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی
تھی اور کہتی تھی آخر مجھ نگوڑی نے کیا کیا ہی بتاؤ تو میری خطا کیا ہی ایرج نے کہا تم مسلمانون کی اسیری
سنکر خوش ہوئین اور وہ میرے جدو آبا ہین مین نبیرۂ **علمشاہ** بن **حمزہ** ہون افسوس ہی کہ یہان بیٹھا ہون
اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اب یہان خود جاکر ان ساحرون کو اتنی تلوارین مارون گا کہ ٹکڑے اڑا دونگا
اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤنگا تم اب اپنے گھر جاؤ مین سمت لشکر امیر جاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ملکہ نے
دوڑکر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال ہی بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے +
یہ بُرا سودا ہمارے سر پڑا + شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ اب کی کمر سے
جھپٹ کر لپٹی اور کہا کہ فرد قابل عفو مین آلودۂ عصیان ہو لون + اے کرم صبر کر اتنا کہ پشیمان ہو لون
شہزادے نے کہا اے ملکہ اب یہ روکنا بیجا ہے کہ بموجب بیت ستم ہی بعد فنا آپ کی ہوا خواہی + نہ خاک
اُڑائیے اب خاک مین ملا کے ہمین + جب ملکہ کشتۂ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ رُکے گا رو کر کہا کہ آپ میرا قصور
معاف کیجیے اور مجھ سے اس جرم کے عوض جرمانہ مین وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اس سے عاجز ہون اور سوار طلسم
بھی مارا جائے شہزادہ اس گفتگو سے پھر رکا اور پوچھا کہ وہ کیا ہی ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت
نہین ہوتی جب تک کہ اُسکا رد طلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سوار ان طلسم جہان حکما نے بنائے ہین وہان
اُن کے قتل کرنے کے لیے تلوارین بھی بنائی ہین چنانچہ پہلے تیغہ سحر کش تمھارے باپ کو نرگسی چشم
دے چکی ہی ویسے ہی تلوار میری مان کے خزانہ مین ایک دھری ہی آپ آج کی رات یہان تشریف رکھیے
مین شب کو چھپ کر جاؤن گی اور وہی تلوار لے آؤن گی صبح کو جائیے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ

کشتیان شراب ناب کی چنی تھین صراحیان طاقون پر رکھی تھین جام زرنگار آراستہ مدہوشان پیمانہ عشق کے منھ چڑھے ہوے قدح مہرو ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہنا آپ کا بہرصورت قبول ہے خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام دمادم چل نکلا رقاصہ طلب ہوئی ناچ ہونے لگا جلسہ عشرت جما پہاڑ پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل مین معشوقہ گلرخسار وطرحدار یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جو رگرد لون کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا قمر پیکرون کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش بھولا تھا گانا دہان کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بناتا تھا یہ حال کہ

غزل

آمدہ بہار و خوشدلم از رنگ و بوئے گل
آن بہ کہ مے کشم دو ساغر و نسے بروئے گل

این دم کہ بوے دلکش گل میدہد نسیم
بس دلکش ست گشت گلستان ببوئے گل

خوش آنکہ یار باشد و من در حریم باغ
من سوے او نظر فگنم او بسوے گل

دیدآن دو رخ ہلالی و آسودہ بر نشست
از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت مین زیب وسادہ مسرت تھا کہ فلک کجرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اُس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ توشاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُسکے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز دعوت کر کے رخصت کیا جواب لکھدیا کہ مین آفت تمھارے فتحیاب ہونے سے مین بہت خرسند ہوئی ایک روز توقف کر دین اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک دمال پیر دکر کے آؤن گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھون گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤن تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ تحریر لے کر اُدھر گیا اور اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھ کر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی ہین ان کو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُسوقت آکر پہونچا کہ ایرج ملکہ کو گود مین لیے جام مے گلفام پیتا تھا اور بجاے گزک بوسہ اُسکے لب شیرین کے لیتا تھا اور حسن ملاحت بنیر سے کام جان کو چاشنی گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزین محرم راز بنگلے کے در پر بعہدہ پاسبانی ٹھہری تھین وہ اس ساحر نامہ دار کو روک کر گویا ہوئین کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہین برہنہ ہین تم نہ جاؤ خط ہمین دو اور جواب لے کر پھر جاؤ اس نے خط حوالے کیا کنیزین ملکہ پاس آئین مگر گھبرائی ہوئی ملکہ نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ آپ کی مان نے بھیجا ہے نامہ لے کر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند پارہ جگر ہم خداوند لقا پاس جایا چاہتے ہین

پردہ ظلمت میں چھپایا عالم سے اپنے تئین مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہو کر پانی بھرے گلوے نازک پر عالم گلا کٹاے شانون کو دیکھکر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے سینہ حسن کا گنجینہ اُس پر چھاتیان سنگدلون کے دل سے پتھر گلائی مین نارنگی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا مین غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ رخسار ہوشان سے زیادہ باریک تر آگے جگہ حیا کی ہے دفتر حسن پر مہر لگی ہے ساق پا شمع طور ہے کف پا کے رو بروئے نور سحر بے نور ہے کہ بموجب نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ … بہ لبستان لطافت سر کشیدہ
فرو آویختہ زلف سمن سائے … فگندہ شاخ گل را سایہ بر پائے
فلک در بس جمالش کردہ تلقین … نہادہ از جبینش لوح سیمین
ز طرف لوح سیمینش نمودہ … دو نون سر نگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش … نوشتہ کلک صنع اوستادش
ز حد نون او را حلقہ میم … الف داری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفرہان را … یکے دہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس مین غرق طلاے حسن مین مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پیشواز اُتار ڈالی کبھی پائجامہ زربفتی پہنے تھی کرتی جالی بقیش کی گلے مین گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی نظم

چو غنچہ پاجامے تازہ در بر … لباس نو بنو پوشیدہ در بر
مرتب ساختہ بر تن پیرہن را … ز گل پر ساختہ دامان سمن را
ز دِ سینہ دو ساعد دیدہ رونق … ز زر کردہ دو ماہے را مطوق
رخش مے داد با ساعد گواہے … کہ حسنش گیر داز مہ تا بماہے

شہزادہ یہ حسن و داد دیکھکر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تادیر جلوہ جمال نے آئینہ وار حیران بنایا جب کچھ آپ مین آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب نظم

صفاے صنہایش صبح اقبال … فضاے خانہایش گنج آمال
مرصع چل ستون از زبر افراخت … ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت
بپائے ہر ستونے ساختہ از زر … غزال ناف او از مشک اذفر
ز طاؤسان زرین صحن او پر … بدیہاے مرصع در تخبستر
میان آن درختے سر کشیدہ … کہ مثلش چشم نادر بین ندیدہ
زمین آراستہ فرش حریرش … جمال افزود از زرین سریرش
قنادیل گہر پیوندش آویخت … ریاحین بہر عطرش درہم آمیخت

آئینہ سکندر حیران کہ یہ عجب بیت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ + مین نے منہ چوم لیا تیرے تماشائی کا + ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھکر ششدر رہ گئی انیسوں جلیسوں نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحراے حسن دام مین آیا ہی گھبرائیے نہین خدا نے روز وصل دکھایا ہی سمجھاتے ہین اور اس کو یہان لاتے ہین یہ کہہ کر روانہ ہوئین ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گلرخان سمن بدن و گل پیرہنان سیمین ذقن آتی ہین حسن مین مہر و ماہ کو شرماتی ہین کہ بیت کنیزان چارہ گر در عشوہ و ناز + ہمہ دستان ناو جلوہ پرداز + شہزادہ بھی آگے بڑھا اُن ماہ پیکرون نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہان سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہی جہان پرندہ پر نہین مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہی ایرج نے کہا مین گم کردہ راہ ہون خود حیران ہون کہ کس نے میری خواہش کی ہی اور غلبہ حرص و شہوت سے مجھکو پریشان کرکے یہان بلایا ہی شاید تمھین مستانیون نے یہ شعبدہ بنایا ہی تو خیر بخیریت ہی مین کبھی تمکو کون گا بھی نہین وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسین اور بولین کہ کیا مردوا باتین بناتا ہی عورتون کا مکر مشہور ہی لیکن اس نے انکے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام خدا سے ایسے ننھے ہین کہ راہ نہین جانتے ہین دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہین کہ مین آپسے نہین آیا کوئی انکو گود مین اُٹھا لایا ہی تیسری نے کہا کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو انکو اُٹھا لاتا ذرا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھو کچھ ایسے خوبصورت بھی نہین ہو جو کوئی ریجھا ہوگا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑکر بولی کہ اس پھیکے شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہین آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو وہ مہمان نواز ہین تمھاری خاطر کرین گی لیکن میان یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھین بلاتی ہون تمھاری غریبی پر ترس کھاتی ہون ایرج ان باتون سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھین تو لاکھ برس بھی نہ پوچھتا مگر جو تمھاری ملکہ کا جی چاہا ہی تو خیر چلتا ہون انھون نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منہ بنا کر کہا چل مردوے جو اس مین آمنہ بنو ایسی باتین کسی کسبی مالزادی سے کریو صاحب کیا ہماری شامت ہی جو ان کی شکل پر ریجھین سگے مین سچ کہون مجھے تو پھوٹے دیدون بھی میان تم نہین بھاتے ایک ان مین سے پھر تڑخ کر بولی اے بوا جتنا تم اس مردوے کو منہ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے وہ راجہ کے نہین اور زیادہ اتراتا ہی دوسری نے کہا سچ تو ہی اس کا مزاج تو ساتوین فلک پر ہی تیسری بولی چلی بھی آ اسکو آنا ہوگا آپ ہی آئے گا چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا اے آؤ چلے آؤ ہمارا کہنا مانو نہین تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ مین آیا حسن ملکہ نے بنگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور وش نازک اندام بیٹھی ہی جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہی رضوان اس کے رخسار پر گلہاے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہی مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہین جانتی حورین رخسار اپنا تلوون سے ملاتی ہین لیکن اُس کے کف پا کو کب پاتی ہین لب جان بخش کا اس کے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اُس نے منہ نہ دکھایا فرط خجالت سے

شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر حنظل نے ساحرون کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شاپور عیار تجسس مین چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے حور چہرہ نے ان کو لاکر ایک پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہان سے خدمت ملکہ مین آئی ملکہ نے اس کو بشاش و خندان دیکھکر معلوم کیا کہ گل مراد اس نے چنا ہی اور گوہر مقصد پایا ہی تجاہل کر کے استفسار کیا کہو کہان گئی تھین کیا کر آئین اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہی وہ اب ظہور مین آتا ہی بیان اُس کا کرنا بیجا ہی ملکہ کو رہا سہا شک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اسکی سیر گاہ ہی ہر طرح کا اسباب عشرت یہان مہیا ہی سامان تیاری انجمن آرائی مین مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پر بنگلہ پر تکلف بنا ہی چمنستان پر فزا لگا ہی ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدان کو شرماتا ہی تازہ بہاری حسن سبزہ رنگان خاک مین ملاتا ہی گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہین بیلا کہین جعفری کہین نسرین و نسترن کوسون تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تدرو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر خرامان طاؤسان زرین بال جا بجا جہان روان نہرون نے بہکر گرد کدورت خاطر دھوئی تھی شبنم ہر گلشن مین اسی جگہ کے عشق مین روئی تھی عیسیٰ دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جما یا تھا نہین نہین فلک پیر کسی کمان ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا مور کی جھنگھاڑ کسی خوش گلو کا کوکنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصان کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب **ابیات**

که در بوستانش همیشه گل ست — بکوه اندرون لاله و سنبل ست
هوا خوشگوار و زمین پر نگار — نه سرد و نه گرم و همیشه بهار
نوازند بلبل بباغ اندرون — گرازنده آهو به راغ اندرون
همیشه نیاساید از جستجوے — همه ساله هر جاے انگشت بوے
گلاب ست گوئی بجویش روان — همی شاد گردد ز بویش روان
دی و بهمن و آذر و فرودین — همیشه پر از لاله بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار مین مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اسکے گلشن حسن کی بہار دیکھی فندوہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا **مطلع** ترقی دو گے تم کب تک قد بالاے قامت کو + نکلوا دو گے کیا تم دونون عالم سے قیامت کو + زلف مشکین شکن در شکن گل سے رخسار پر عکس افگن جیسے مار گرد سمن بلکہ یہ حال ہے کہ **بیت** کیا تماشا ہی کہ لے کر آئینہ کو ہاتھ مین + دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزان

شخص کو اُس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اُس مردودے سے کچھ مطلب نہیں وہ نگوڑا جا ہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ
تو یہ ہی کہ اِس جان کے جتنے خراج گذار ہیں انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرنے لگے اس ضد پر قلعہ زردمانیہ
کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گی میں بھی اپنے نام کی ہوں اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤں گی تو لشکر جلد
درست کر اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سُنکر بلائیں لیں اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر
کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اس شخص کو بلایا ہے وہ کمسنی اور ساجھے بچہ کو سمجھی ہوگی ورنہ یہ اس کی مجال
نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب میں جاتی ہوں اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہوں یہ کہکر بزور سحر
اُڑ کر چلی اور ملکہ فراق دیدہ پھر انتظار آمد جانان میں باخاطر ناصبور کبھی کبھی فرط یاس و بیتابی سے
یہ کہتی کہ بیت ہائے ری یاس وائے ناکامی + آرزو ہم سے منھ چھپاتی ہے + اور ایک نظر کے دیکھے
سے تصور میں جو صورت یار اچھی طرح نہ آتی تھی تو رو کر یہ فرماتی تھی کہ شعر ہماری آنکھوں میں آئے تو
ہم دکھائیں تمھیں + ادا تمھاری کہ تم بھی کہو کہ ہاں کچھ ہے + اور خیال محبوب جو دیدہ دل میں جلوہ گر
تھا تو براہ شکایت یہ لب پر تھا کہ فرد لڑا کے آنکھ تم آنکھوں سے ہو گئے پنہان + پر آنکھ سے مری
مثل نظر نہیں جاتے + بلکہ کیا خوب کہا ہے کہ بیت یوں تو دم بھر نہیں آتا انھیں شوخی سے قرار +
پر تصور میں وہ آتے ہیں تو کم جاتے ہیں + اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھیے حور چہرہ انھیں لاتی ہے یا نہیں بھلا
وہ مغرور حسن وجمال کا ہے کو آئے گا خدا معلوم قاصد کیا پیام لائے گا کہ شعر بس فنا بھی ہماری
کھلی رہیں آنکھیں + بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے + غرضکہ یہ ملکہ براز اشتیاق شکایت
دوری دلدار کر رہی ہے اور ادھر حور چہرہ جو روانہ ہوئی اول قلعہ زردمانیہ میں آئی زردمان
نے بتعظیم تمام بٹھلا کر سبب آنے کا پوچھا اُس نے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے برائے تلاش
ایرج بھیجا ہے اور اس کو تیری دختر نے چھینا ہے بس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ میں ملکہ صنوبر کے
دیکھنے کو آئی تھی زردمان نے کہا وہ اپنی پھوپھی خنظل جادو کے پاس گئی ہیں یہ سنکر حور چہرہ
رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پہ آئی یہاں لشکر شہزادہ قاسم کا اُترا تھا سمجھی کہ مسلمانوں کا لشکر
چڑھ آیا ہے اس جگہ جانے میں عرصہ ہوگا خنظل اپنا دکھ کہیں گئی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
پھوپھی پاس آنکے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حوالی میں کہیں لیے چھپ کر بیٹھی ہے بس یہ تجویز کرکے
ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کناں آخر اس جگہ پہونچی کہ جہاں شہزادہ ایرج شکار کرکے پہاڑ
پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے
انکار کرے بس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے اُن کی
آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ پنجہ بن کر جو گری شہزادے کو لے کر روان ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم
ہوشیار ہوے اور شور وغل کرنے لگے آخر وہاں سے ملکہ خنظل پاس آئے اور حال گم ہو جانے

سہ روزش ہمید اشت مہمان خویش — بہ سر فرازان و یاران خویش
چو خورشید بر زد سر از تیغ کوہ — جہان را بیفروز د فر و شکوہ
بنہ بہا اندر آورد برج برہ — جہان چون مے نند د شد یکسرہ

اس سحر کو شہزادۂ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی مین شکار کھیلے اور سیر مین مصروف ہو پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُس نے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر کو قلعہ مین چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پہ سوار ہو کر شہر سے صحرا مین آیا باز تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور صحرا کو جانوران درند و چرند سے خالی کیا کہ ابیات

زدر ندہ شیران زمین شد تہی — بہ پرندہ مرغان رسید آگہی
بسے ہر طرف مرغ و نخچیر بود — اگر کشتہ گر خستۂ تیر بود
زشاخ گوزنان رمہ در رمہ — زمین بیشہ گشت عاجین ہمہ
زبازان ہوا ہچو ابر بہار — زخون تدروان زمین لالہ زار
دمان باز دیوزان ہما آہو برہ — کمین ساختہ بر کہ در بر درہ
نیا ورد ہر جائے خرگوش دسگ — ستوران بخون غرق ماندہ ز تگ
گرفتہ سوکبک شاہین شتاب — زخون کردہ چنگل عقیقی عقاب
فتادہ غوطیل طغرل برارہ — گریزان زگرد سواران ہزار

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پہ پہونچا حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار مین مصروف تھا مگر وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ مین صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ ہے اس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اُس جگہ کہ جہان ایرج نخچیر کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اس نے پنجہ سحر بھیجکر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر کر گیا ملکہ چشم براہ انتظار تھی یاد معشوق مین بیقرار تھی آنکھیں جانب در نگران یہ بیت ورد زبان بیت وعدہ خلاف یار سے کہنا پیام بر + آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا + اسی رنج ہجر مین طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متشکل ہو کر حال کہا کہ مین شہزادے کو لاتا تھا راہ مین ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعہ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج فرقت نے کلیجہ کھایا بیتابانہ زبان پر لائی فرد + اے غم تری اب خوشی کہاں تک + کمبخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بے قراری مین اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہو

نزدیک ہی کھٹکا ہی یہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفاے راز تاکید اکید کرکے روانہ کیا ساحر گئے اور رخدمت ملکہ آئینہ مین پہونچے نامہ بادب تمام پیش کیا اس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر ان کے حوالے کیا اور کہا کہدینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جہان تمھارا جی چاہے قید کرو میرے طلسم کا تو قیدی ہی نہین جو مجھے اس کے بارے مین کچھ کد ہوتی بلکہ اس کے یہان رہنے سے مسلمانون کی چڑھائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہی ساحر یہ پیام سنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد خنظل پاس پہونچے اس نے شہزادے پہ سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیار ان کو پٹ گئے اور بال ناخن جو قید مین بڑھ گئے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محفل مین پہونچکر رونق بخش ہوے اور فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اسکو بلانا چاہیے خنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہادھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور رہا سردار جو غم و الم مین مبتلا ہین اُن کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا یہان بعض سردار تو لباس قنبرنی پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض ان تیلون کے ساتھ روتے پیٹتے لشکر کو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے کہ مقبل نے جاکر ہر ایک کو ڈھونڈھکر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ خرگاہ منگا کر استادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ تشریف فرما ہوے اس اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی خنظل نے جاکر بلائین لین گلے سے لگایا پھر حمام کراکے خلعت فاخرہ پہنایا زرد زیور سے آراستہ اور ہودج زرین مین بٹھا کر شہزادے کے پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی از حد خوشی تھی اُدھر شہزادۂ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار مین یکایک نظم

عماری بماہِ نو آراستہ　　پس پشت او اندرون خواستہ
زہودج بر آمد یکے ماہِ نو　　چو آراستہ شاہ بر گاہ نو
زمشک سیہ کردہ بر گل نگار　　فروہشتہ بر غالیہ گوشوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محظوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دورۂ جام مے گلگون ہوا اوف دونے کی صدا بلند ہوئی یہ اس طرف جلسہ عشرت جمائے خرم وخندان ہین اُدھر قلعہ مین صنوبر و ایرج نوجوان ہین شبانہ روز شیداے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چہارم جب محفل انجم سبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے لے کر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضاے نظم

تو کہنا مین نے نیا نوکر رکھا ہی یہ سمجھا کر شاپور بصورت مرغ خیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ ہوا آپ آکر خنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہی فی الجملہ ان کو چھوڑکر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے خنظل چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کر کے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کرو خواص یعنی عیارہ نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چن کر پیشکش کیا صنوبر نے کہا پھوپھی اماں یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے آپ بھی کچھ نوش فرمائیے خنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہان جو ملازم اور خواصین خنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئین عیارون نے بہر اتمام حجت خنظل کو اٹھا کر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دے کر ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہی اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہی اب تجھ کو بغیر قتل کیے ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہی تو اسلام اختیار کر اور شہزادۂ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم مین راہ عدم دیکھے گی خنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستون کا دین زبردست ہی ان سے جان بچانا دشوار ہی دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہو گا لازم ہی کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھولا زبان سے سوزن نکال لیا اسنے عیارونسے کہا کہ مین مطیع الاسلام ہوئی بعد فتح طلسم کلمہ پڑھونگی عیارون نے کہا شہزادۂ ایرج صحرا مین ٹھہرے ہوے ہین انکو بلانا چاہیے خنظل نے اپنے ملازمونکو جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار کر دیا اور ان مین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لاؤ وہ بزور سحر عیارونسے پتہ پوچھ کر روانہ ہوا ایرج منتظر عیار ان ٹھہرے ہوے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ خنظل نے بلایا ہے یہ کہکر تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ مین لایا خنظل نے اٹھکر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے ان کو بلاکر اپنا راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادۂ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے ساتھ تمھین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوے اس نے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کین شہزادۂ عالی نژاد نے فرمایا کہ اے ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلا کر رہا کر کے رکھو اس نے اسی وقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم براہ عنایت آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیجدیجیے کس لیے کہ مین ان کو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادوان پاس قید کراؤنگی اور وہین میرا شوہر بھی ہی مجھکو اطمینان رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا لشکر

غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص وسرود برپا ہوا پہلو مین دلدار لب پر جام بادۂ گلنار بہ عشرت تمام بیٹھے لیکن ملکہ خنظل جو اسکی پھوپھی ہی اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہی اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہی یا اپنے پاس بلایا کرتی ہی اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلاکر پیار کرون اور اس کے دیدار سے خرسند ہون یہ سوچ کر ایک ساحر مریخ جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آوہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر زرنمان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا اس نے کہا کہ ملکہ اپنی سیرگاہ مین پہاڑ پر گئی ہین وہان سے بلا کے لے جا مریخ وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے فرہاد وشیرین یک جا بصد انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھون مین خون اُتر آیا اور نعرہ زن ہوا کہ باشیدا اے ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہی جو تم چھوکریون نے تمام عالم مین شہرت پھیلائی ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست وپا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر جو گرا دونون کو پنجہ مین داب کرکے اُڑا اور سوچا کہ خنظل کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے یہان ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک کر اُترا کہ دم لے لون تو چلون اُدھر سے قضارا شاپور وسیارہ آتے تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے ہوے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحرون کا ان چھوکریون نے برباد کر رکھا ہی مسلمانون سے عاشقی کرکے ستم ڈھایا ہی یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ مین ان کو گرفتار کرکے خنظل کے پاس لیے جاتا ہون عیارون نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم سنا بہت خوش ہوے کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر التفات کرکے کہا اے برادران مسلمانون کو جہان پاؤ مار ڈالو مین تو اس کو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے ہین وہ منع کرتے ہین ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے ادہر پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے کمند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیارون نے سر کاٹ ڈالا غل وشور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوے پھر عیارون نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہی اور تم تخت سحر تیار کرو ایک ہم مین تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر خنظل کا کام تمام کرے گا تاکہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہہ کرکے خنظل پوچھے کہ یہ کون ہی

بدیدار او مبتلا شد دلش　　تو گفتی کہ در رج بلا شد دلش

شہزادے نے اُس کی صورت حور مثال دیکھ کر غش غش کیا اور زمین پہ آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُس کے چہرے سے نہین اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی ہے گوہر گرانمایہ درج خوبی و فخر اختر تابندۂ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی مین رکھتے ہین شب و روز خواہش دیدار مین اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہین شاہد بکارت اس کا گوشہ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان گیسو مین دورباش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا لائق اورنگ شاہی دلبری تھی شایان حسینان و سر کی افسری تھی زیباش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن و بہتری تھی

نظم

ز سر تا بپایش بجز در عاج　　برخ چون بہار و ببالا چو ساج
بران سفت سیمین دو مشکین پرند　　سرش گشتہ چون حلقہ ہاے کمند
رخانش چو گلنار و لب ناردان　　ز سیمین برش رستہ دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ　　مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز　　برو توزِ پوشیدہ از مشک ناز
اگر ماہ جوئی ہمہ روے اوست　　وگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خود شیدا ہو چلی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپکے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر ہنسائیے کنیز کو منھ لگا کر سرفراز فرمائیے شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پہ ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش تکلف وہان بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونون تخت پہ آکر جلوہ گر ہوے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھین جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگین شہزادے نے میکشی سے انکار کر کے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہوگا ہم کو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہین طریقہ بد دینی اچھا نہین ملکہ نے کہا اے شہریار مین دختر بلند اختر زرد مان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پہ عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُس کا قاسم ہے طلسم آئینہ مین قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ مین اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقا پرستی ترک کر کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہین ہم سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ از بسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے عشق مین جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواصون و انیسون کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کلمہ پڑھونگی

سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوے کوہ پر اُتر آیا اُس نے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہو گیا شہزادہ تموج ہوا سے بیہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی صورت زیبا دیکھکر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت دگر خسار بیہوش پڑا ہی باغ دہر مین قد اس کا نخل تمنا ہی گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہی سنبل تر اُسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ خوہر صبا سونگھ کر ژولیدہ مو ہی نرگس ہمہ تن چشم ہو کر اسی کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہی باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہی لالہ اسی کے عشق مین دل داغدار ہی سرو کو اسی کی غلامی درکار ہی آزادی سے بیزار ہی کہ بمقتضاے ابیات

بہ بالا چو سرو و چو خورشید روے	چو عنبر بگو گرد و گل سرخ موے
یکے بوستان بود اندر بہشت	بہ بالاے او سرو دہقان کشت
دو چشمش زبان گو دو ابرو کمان	تو گفتی ہمی بشگفد ہر زمان
بہ بالا ز سرو سہی بر تر است	چو خورشید تابان بدو پیکر ہست

یہ تماشاے حسن بیمثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہی لباس مردانہ پہنے ہی مگر عورت معلوم ہوتا ہی یہ دیکھ کر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون مجھکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا پنجہ لیے جاتا تھا مین نے اس سے چھڑایا ہی آپ میری دعوت کھا کے آسودہ ہو لیجیے تو مجکو سپاہ گری کا مزہ ہی ہمارے آپ کے مقابلہ ہی شاہزادے نے فرمایا کہ تم نے مجھکو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہی اور اگر براہ راستی مجھے بھلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ موج ہوا کا تھا وہ بھی برطرف ہو گیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر انکو ایک میدان مین اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازمون کو طلب کر کے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے لگایا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بکشاد بر	نبند مرغ را پیش تیرش گذر
بر آیرج نگر تیر باران گرفت	چپ و راست جنگ سواران گرفت
نگہ کرد ایرج و آمد بہ تنگ	بر آشفت و تیرا اندر آمد بجنگ
عنان بر گرائید و بر داشت اسپ	بیامد بکردار آذر چو گسپ
ززین بر گرفتش بہ کردار گوے	کہ چوگان ز باد اندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش	بجنبید و بر داشت خود از سرش
رہا شد ز بند زرہ موے اوے	درخشان چو خورشید شد روے اوے

کہ غم میں اپنے باپ کے بہر شکار نکلے تھے اور انکو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا اور آندھی کی ہوا میں عیار اُن کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اس وقت کوہستان میں ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پا لونں کے آہٹ کی سنی تم ٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہی سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اس نے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہی

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن و سوفار و ناوک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ بران شمشیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر آرام ٹھہرنا للمولفہ

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہی　　دے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہی

انڈی گھٹائین اودی طاوس ناچتے ہین　　برست بھٹیون پر ساقی برا جتے ہین

جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا　　بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا

مستون نے پھر پکایک ساقی کو یہ صدا دی　　کشتی مے روان ہو رحمت ہوئی خدا کی

ساقی وہی سماں پھر آنکھون مین پھر رہا ہی　　دے پھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہی

جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھردے　　دریا دلی سے ساقی سیراب ہمکو کردے

تلچھٹ ہی دیدے ہمکو کر لیوین نشہ بانی　　پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی

سنبھلین گم بھٹکین گرین ہم چلتے مین لڑکھڑائین　　پیر مغان کے دم کی پھر خیر ہم منائین

مدہوش ایسا کردے تھم اور رنگ لاؤن　　میکارون ایندڈی ہینڈی زاہد کو مین سناؤن

ہمکو نہ جاہ بیکرا افسانہ لکھ رہے ہو　　مشتاق سب ہین بیٹھے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اس طرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اُٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادوہ ہی وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہی شعشعہ حسن و جمال سے اُس کے روے ہوا منور و روشن ہے روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور ریز بسان شمع انجمن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہی ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہی اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ

نکلنا شروع ہوے شام تک سوا سو سردار یکے بعد دیگرے فضل بن گیا ہو رونوح بن گیا ہو رخوان کی شام وغیرہ جا کر اسیر ہوے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعاع لے کر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان فلک مین لشکر انجم کا داخلہ ہوا نظم

ز جنس مرغ و ماہی آرمیدہ	حوادث پاے در دامن کشیدہ
ستادہ از دہل کوبے دہل کوب	ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوا دیا دونون لشکر پھرے امیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بارگاہ ہوے سیاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوے اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازان و خندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی لقا نے زر نثار کرایا بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اُسی وقت ساقیان مہر دیدار و پری تمثال جام و صراحی جواہر بے مثال لے کر حاضر ہوے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک دہ لعبتان لندن و چین رقص کرنے لگین مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

بر فتند و خوان مے آراستند	سزاوار رامشگران خواستند
ز بر جد طبقہا و فیروزہ جام	پر از نافۂ مشک و پر عود خام
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر	برو یافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تا کران	ز شادی و آواز رامشگران

اسی جشن مین بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و جہنت و دیگر وغیرہ نے قید کیے ہین وہ سب موجود ہین اور آج تم نے سوا سو سردار گرفتار کیے ہین مجکو یقین ہو کہ سب کی نگہبانی نہ ہو سکے گی اور عیاران اسلام اسی فکر مین ہین آج تک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہو ان کو پتہ مل گیا ہو گا چھڑا لے جائینگے پس لازم ہو کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت نے کہا ملک جی مین اس فکر مین ہون کہ حمزہ کو بھی پکڑ لون تو سب کو قتل کرون یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ مین نے سوار طلسم سے اتنے سوار قید کرا لے لکھ کر ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامہ لے کر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادۂ قاسم بامر جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جیسے آقا اسکا قاسم کشتہ سحر ہوا ہو اسی فکر مین بہ صورت مبدل رہتا ہو کہ شاید لشکر ساحران مین کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھون یہ نامہ کہان لیے جاتا ہو وہ ساحر جو چلا خوف سے عیارون کے کچھ دور تو اڑ کر گیا پھر نظر سے غائب ہو گیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان مین جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول مین کیا گیا

غلام نوازی فرمائیے بہادرون مین آبرو نہ رہے گی یہ نکلا ہر تو تصدق ہونے کی اجازت دیجیے شاہ نے اُسکو خلعت دیا اور فرمایا سپرد یزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین شادان و فرحان مرکب پر سوار ہو کر چلا گھوڑا اسکا طرارہ بھر کر روان ہوا کہ نظم

یکے اسپ بودہ درانگام زن	سمش او ز فولاد خارا شکن
چو پیلان بزور و چو مرغان بہ پر	چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بیامد ز کوپیل زور	چو کوہے روان گرد واز جا ستور

آفت نے اس شور دستگاہ کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ کہنا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر پیمان شیر غران نعرہ زنان آکر موجود ہوا اس نے حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اُس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا بیت سبک نیزہ بر نیزہ انداختند + کہ از یک دگر باز نشناختند + بعد رد و بدل طعنہاے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونون نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا کہ نظم

برو دست و آن تیغ بران کشید	ز گرد سواران جہان ناپدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست	سوے گرز بردند یکبار دست
سواران چنان گرز زد ہمچو کوہ	کہ از زخم ادگشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت	بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھکر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھا پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نور الدہر نے اجازت لے کر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنطنہ گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر دہاموں شکوہ مثل برق و باد چلا کہ نظم

ز زخم فلک گاہ و ماہی ستوہ	بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ
یکے کوہ چون کوہ وادی سپر	بصحرا ہوید چو مرغے بہ پر
در آمد بزین چون گہ بے ستون	گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بہ پیچید دیگر فت راہ	ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بیت گہے تیغ زد گاہ گرز گران + چنین تا فرو ماند دست سران + آخر کار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کر کے لشکر مین بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے اُدھر سے سرداران شہزادہ نور الدہر

تھالیان ہاتھون مین اٹھائے ظاہر ہوے سواریان انکی روے ہوا سے اترکر زمین پر آئین اور تخت سرداروں کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوے پرے جم گئے سب کے آگے لقا و بے بقا راندۂ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار گرد اسکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے جے سامری و جمشید کی بولتے تھے زال و گوگل کے شعلے اٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوے دونون طرف سے بیلدارون نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کر گئے روے شاہد ارض صفا مین صورت آئینہ بنا صفا آرا اون نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑی کی دُم سے دُم اور پٹھے سے پٹھا سم سے سم ملا دیا بہادرون کا شانہ سے شانہ پیادون کا پانون سے پانون ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا۔ تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرود نوازون نے سرود بجایا گویون کے لڑکون نے رغبت جنگ دلاورون کو دہی مذمت دنیاے فانی کو سنایا کر

نظم

چنین است کردار چرخ بلند	بدستی کلاہ و بدیگر کمند
چو شادان نشیند کسی با کلاہ	بہ چشم کمندش ربایند کلاہ
چرا مہر باید ہمی بر جہان	چو باید خرامید با ہمرہان
یکی دائرہ آمدہ چنبرسے	فراوان درین دائرہ داورے
نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را	شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ	سری زیر تاج و سری زیر برگ

آج روز نام و ننگ ہی عرصہ زیست تنگ ہی داد شجاعت دو مرنے مین دریغ نہ کرو جب نقیب پکارے آفت نے نازک چشم سے کہا ہین تم کو سامری کے سپرد کیا مین جاتی ہون اور نصیب آزماتی ہون اس نے جواب دیا کہ جمشید کے حوالے کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اترکر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا بختیارک بولا کہ خداوند تیری موت اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نہ جائے گی بے خوف جا کر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخرکار نعرہ مارا کہ اے فرقہ سنجر خان تمھاری قضا دامنگیر ہی آؤ میرے روبرو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤن یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سرنثار کرنے کو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہی اجازت چاہتا ہی بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کہ تم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادۂ نورالدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ

اور طفل نورانی چہرۂ خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک مین دیا کر نظم

چو خورشید رخشان بگسترد پر
سیہ زاغ برید و نہفت سر

بہ شبگیر چون بر دمید آفتاب
سر جنگ جویان برآمد زخواب

امیر وظیفۂ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشیع سے مالوف تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے دشت قتال کو جاتے تھے سردار در دولت پر حاضر ہو کر جبہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور مین آیا امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کرتے تھے کہ بار آلٰہ مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر اے قاضی الحاجات نظم

بخورد آب و روے سر و تن بشست
بہ پیش جہان آفرین شد نشست

بزاری بہ نالید بر بے نیاز
نیایش ہمی کردہ بر چارہ ساز

بنالید بر کردگار جہان
بزاری ہمے آرزو کرد آن

بیزدان بنالید کاے کردگار
بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کہی صاحبقران نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ بیت ہوئی فوج تیار اے شہریار + گئی سوے میدان پئے کارزار + یہ خبر سنکر امیر بھی سلح سنجوگ سے درست ہوے اسلحہ لگا کر چست ہوے برآمد ہو کر اشقر پر سوار ہوئے اور جلوخانۂ شہنشاہ گیتی ستان مین آئے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر مین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک نکلنے لگا ہزارہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا پھر طفلان ماہ طلعت کا پرا نکلا لخلخون کے لوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور فانوسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلوخانہ رشک دہ جواہر خانہ تھا تماشائی اپنا اور بیگانہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجرا گاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہاریان اوٹھائے پیدا ہوئین کہارون نے تخت بدلوایا سردارون نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان
بگردش یکے لشکر بیکران

بلرزید گیتی ز بار گران
زبس کوہ آہن گران تا گران

زبس گرد لشکر جہان تار شد
نگم مہر رخشان گرفتار شد

ز آواز گردان بتر قید کوہ
زمین آمد از نعل اسپان ستوہ

تو گفتی جہان سر بسر ز آہن است
و یا کوہ البرز در جوشن است

میدان مین پہونچکر ٹھہری تھی کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی کالی بیرقین لیے ہوے گھمر کھولے برنجی

اور نازک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تم کو کیا احتیاج ہے تم کو پہلے ہی مین سحر بند کرا چکی ہون جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی کے پاس نہ ہوگا تمھاری قضا نہ آئے گی نازک چشم یہ کلام سنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کرون اور مسلمانون کو مارون غرض دونون آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر بیٹھکر چلین یہانتک کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئین اور بارگاہ مین پہونچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اس کا آچکا تھا بختیارک نے متصل لشکر ساحران نازک چشم اتروایا تھا آمد آفت کی خبر سنکر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کر کے بہر آرام اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمۂ عالم مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

در ین بستان سراے پر نظارہ / نماند باز جز چشم ستارہ
زشہپر مرغ شب خنجر کشیدہ / زبانگ صبح ناہی خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی دلاورون نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہل چل پڑی ہرکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام مین حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما یکایک بہ فرمان تست / ہمان جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد / دلت شاد مان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بایماے صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندر کو چاشنی ملی کام جان بہادران کو ذائقہ شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روے ساحر شب آئینہ شمشیر مین ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہوگیا جوہر تیغ اس شب تار مین اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر مانی و بہزاد کے نقش و نگار بخط گلزار بنے تھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے کیے تھے سرخ سرخ چہرے دیکھکر جرأت شعارون کے خنجر گذار سپہر بسان مہر خوف کھاتا تھا تھراتا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر تیاری اس طرح رہی کہ نظم

جہان لشکر سرفرازان بہ جنگ / ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بہ چنگ
ہمہ یک سراز جای برخاستند / بسان پلنگان برآراستند
ہمہ باسنان سرافشان شدند / چو ناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیر گیر بہادران تہور قرین وجلالت آگین سے حاملہ شب کا حمل ساقط ہوا

شراب وکباب جلسۂ چنگ ورباب برپا ہوا اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہین اس نے یہ خبر سنکر استقبال کرایا نازک چشم کا حال سنیئے کہ جب سے ناصر کوہی جاں بحق تسلیم ہوگیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہے وہان چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن ہورم اسکے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین انکو جمع کرکے جسم اس کا سحر بند کرایا ہے کہ کسی حربے سے یہ ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے پس اس کے جسم کو سحر بند کرکے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پائے اسوقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم مین شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید ہین کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہے اور اس کے شوہر زنار بلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈالدیا تھا اور قاسم کو پکڑ کر اس طلسم مین قید کرادیا ہے غرضکہ استقبال کراکے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے لگا نازک چشم ملکۂ آفت سے ملی دونون نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف وحکایات کہہ کر بسر کی شمع محفل ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت کچھ ان کی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا طلوع رشا ہد روز نے بیدار ہوکر منہ آئینہ مہر مین دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت دفع سرگمان را — بشست از گریہ چشم خوفتان را
نقاب از لالۂ سیراب بگشاد — خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونون کو اپنے ہمراہ قلعۂ طلسم سے نکلکر ایک دشت کوہ مین آئی اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اس مین برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت مین بے نظیر تھا آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس مین بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرہ کے باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہوگیا اس نے اس کو حکم دیا اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور عذار ستون سے مقابلہ کرکے ان کو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اس پتلے نے یہ سنکر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان مین کھڑے ہوکر جب پکارو گی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ سوار آئے گا اور تمھارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہوگا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا ہان وہ شخص اسکو قتل کرسکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی

بہر سو ہمی راند چندان سپاہ　　کہ گفتی جز او در جہان نیست شاہ
ہمہ کوہ و دریا و راہ درشت　　بدل آتش جنگ جویان بکشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسمون مین سے ایک طلسم وہ بھی ہی اور
حاکم وہان کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوشربا مین ہی اور نصف طلسم کی زمین
طلسم نور افشان مین ہے مالکہ طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنے کوکب و افراسیاب کو خراج دیتی
ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہین پہونچی خیال مین اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکہ آئینہ دار سے زیادہ
دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہی اور وہ لوگ کشندۂ ساحران ہین
شاید ملکۂ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا تجکو دے جس کے باعث سے تو مسلمانون کو غارت
کر سکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لے کر خدمت خداوندین جلو مین بھی آتی ہون افسر
بنا بر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی یہانتک کہ داخل طلسم ہوئی وہان کے
ساحر ہمیشہ اس کی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات
قطع کر کے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دل شاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب
نظر آتی تھین دکانین لگی تھین دکانداروں کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دارالامارت شاہی پر آئی یہان
دربانون کا ہجوم تھا حاجب و دربانون کا شمار نا معلوم تھا اُس نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ
یہ خبر سنکر تا در ایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اراکین سلطنت نے نذر دی
ملکۂ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان
کیا کہ مدت سے مین نے تم کو دیکھا نہ تھا ادھر آنکلی مشتاق دیدار ہو کر تمھارے پاس آئی ہون یہ میری آخری
ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہو گا کہ خدا پرستون سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچائینگے تو
پھر تم سے ملونگی نہین تو جاتی بلا کے منہ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو کہ بیت شب
ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد ٭ بیا اے بخت کاری کن کہ ما را کار پیدا شد ٭ آئینہ نے اس کی تقریر
سنکر کہا ہین گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگو گی مین تمھارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا
کرونگی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالے گا آفت
یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جسوقت خسرو انجم تخت فلک سے اُٹھکر
شبستان مغرب مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجم چرخ روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ نظم

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب　　شب آمد شدہ وقت آرام خواب
بخواب اندر آمد سر روزگار　　زخوبی و از راہ آموزگار

سر شام دربار برخاست کر کے آئینہ دار اپنے باغ مین آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا

گھیرو ساحرا اڑ کر جھپٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہونچ گئی کسی نے نہ پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابکی مقابلہ مین کسی کو جیتا نہ رکھون گی اس گفتگو مین تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کر کے بٹھایا اسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اس نے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا مین نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین پہونچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدۂ مدد دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم مہرخ کا کام تمام کر دین اور راسد کی میعاد کے دن تھوڑے ہین اسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور جملہ کوائف رہائی برق اور گفتگوے ابریق اس مین درج کر کے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اسوقت پنجہ سحر نامہ لقاے کر پہونچا اس نامہ کو جو لے کر پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکۂ نازک حشم نے آکر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیئے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین ایسا نہ ہو کچھ پیچ پڑ جاے شاہ نے یہ دونون نامہ پڑھکر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجکو سب حال عمرو کا معلوم ہے مین بند و بست قرار واقعی کر دونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کر سکے گا مین اُسکے روبرو عمرو اور اسکے تمام لشکر کو غارت کر دون گا یہ لکھ کر طائر کے گلے مین باندھکر اڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا باطمینان تمام بیٹھی اس طرف کو صنعت اپنے لشکر مین بارادۂ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اُس نے نامۂ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک پتلا زمین سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا پتلا یہ حکم سنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ بروے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے آراستہ ساحرون مین ذی وقار تھی اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بلاگردان ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کر کے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا مین نے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنا بر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سوفار و نازک حشم وہان ہین انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ اٹھی اور سلام کر کے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعے مین آئی اور بارہ ہزار ساحر کا لشکر تیار کرا کر سمت کوہ عقیق بصد جاہ و حشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ابیات

ہپوشید زربفت شاہنشہی
خرامان برآمد ز پردہ سرائے

بسر بر نہاد آن کلاہ مہی
و رفشی درفشان بس او بپائے

صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور اسمین بند کر کے ساحرون کو طلب کیا
اور حکم دیا کہ اس ناعیار کو ملکہ حیرت پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمرو
کوکب پاس گیا ہی اور مجکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہی اب
لڑائی بہت بڑی ہوگی اسی وقت مین بھی جنگ آغاز کرون مگر آپ اس عیار کو جو چاہے وہ کیجئے یہ پیام
دے کر پنجرا روانہ کیا جادوگرنیان اور ساحر بہایت بند وبست سے چلے مگر مہرخ جو اڑ کر روانہ
ہوئی تھی اس نے راہ مین ان کو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر
الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور یہ پنجرہ دیا آپ پھر کر
چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا اسوقت
ہم قید مین ہین کل سبکو مزاج کا مزا بتا دین گے صرصر نے کہا آج بچ جانا تو بتانا برق نے کہا آج
حیرت کے ماتھے جائے گی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کو پنجرے سے
نکالو ساحرون نے پنجرے سے نکالا اس نے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد بنا بر آنکہ عیارون کے ہاتھ
سے قتل ہوتے ہین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک
جلاد حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا
حیرت نے سراپردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تھے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلاد نے تینون حکم
پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ مارون اس وقت ایک پتھر آکر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ گیا
کیونکہ جانسوز بشکل مبدل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا
کہ اور جلادون کو بلاؤ اور مجمع کو ہٹا دو کہ عیاران مین ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سب کو ہٹا دیا
اس وقت حیرت نے ایک ساحر مہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ
رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمائش کرون اس وقت اس عیار پر آزماؤ مہم جادو
یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوگیا
ہے برق نے جواب دیا کہ اے مکار عمر تیری پوری ہوگئی ہوگی ہم تو طلسم توڑین گے اور افراسیاب کو مارینگے
مہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتاری برق سن کر آگیا
تھا جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اسنے تانکر بغدا مارا ٹانگون سے نکل گیا غل و شور اسکے
مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ مین مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آتی
تھی پنجہ بنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی قران نے دو چار جادوگرنیون کو اسی ہنگامہ مین
قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہوگیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے
وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لے جانے والے کو مع قیدی کے

نہ فرمائیے گا یہ لکھکر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ
ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ اب لیا
اس مالزادی کو کہان جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا
اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت مین پہونچی جواب نامہ دیا حیرت نے پڑھا
اس وقت ساحرہ اور عیار پہچان پانچون حاضر تھین عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب
کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار بے کلیجے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی
ہے اُس نے بنگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ اے ملکہ تم نے عیار کو خوب
پہچانا اب اس بدذات کو چھوڑنا نہین مارہی ڈالنا یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے مین باندھ کر بھیجا
کہ جلد لے جائے طائر سے کرآن واحد مین صنعت کے پاس پہونچا اُس نے نامہ لیکر پڑھا
طائر کو روانہ کر دیا یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحر جسکی صورت بنکر عیار گیا ہی کہان
ہی معلوم ہوا کہ غار مین ہی چنانچہ ساحر بھیجکر اس کو غار سے اُٹھوا منگوایا اتفاق سے ضرغام عیار براے
خبرگیری بارگاہ مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کر کے مہرخ کے پاس آیا اور سارا ماجرا برق
کی عیاری کا بیان کیا اس اثنا مین دو پتلے جو مہرخ نے براے تحفظ برق ساتھ کر دیے تھے آئے اور
کہا مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی
ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلاے آفت ہوا یہ سمجھ کر بہار کو
لشکر کے سپرد کیا اور آپ اُڑکر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورِ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد
لمحے کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہو برق کو ٹھہرا لیا کہا تم ہم کو شراب پلاؤ اس لیے کہ حیرت بھی
تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارات تمھاری لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور
عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے غرضکہ ساقی سے جام و صراحی لیکر
شراب پلانے لگا پہلے تو جام سادہ دیا دوسرے مین نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت
ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دیدو اُس نے کہا آپ پیجئے مین اسکو اور دیتا ہون اس
نے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہو گیا صنعت
نے اُس کی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر کی اور تم نے یہ بدذاتی کی ہے شرط کہ
مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگون مگر دیکھا تو زمین پانوٴن پکڑے
ہے ناچار کھڑا رہا اس نے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون برق نے کہا تو اپنی خیر منا میرے
اور بھائی بغیر مار ڈالے تجکو باز نہ آئین گے اور مین چھوٹون گا تو لشکر مین تیرے آگ لگا دون گا

خوف ناتمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے بس اُس باغ کی بارہ دری مین عمرو کو فروکش کیا ملازم بہرخدمت مقرر ہوے سامان عشرت بیرا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہرخدمت گاری کی کہ خبردار کوئی تکلیف خواجہ کو نہ ہو غرض بہت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کرائین بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہولین تو مجکو خبر کرنا کہ سوا ہوکر خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ مین آئندہ عرض کرون گا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سینئے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیون کے جو نامہ حیرت لے کر چلی تھین روانہ ہوا تھا جادوگر بنا ہوا اُنکے نیچے زمین پر نگاہ سے مخفی دوڑتا جاتا تھا جب کچھ دور وہ نکل گئیں اُن مین سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی زمین پر دونون اترین درہ کوہ مین برفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُس کے پاس آیا اور کہا وہ دیکھئے آتے ہین ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہین مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمند ماری اُس نے ادھر منہ پھیرا اس نے حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر دیا اور جلدی کپڑے اُس کے اُتار کے غار مین چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس عرصہ مین دوسری ساحرہ پیشاب کرکے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پاؤن کی آہٹ جو سنی پکار کر کہا کہ بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو مین آتی ہون یہ سنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہو گی پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اُس کے پاس آیا دونون اٹھکر چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑکر چلون اس نے کہا کہ اڑنے سے شانے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ مین آتی ہون وہ ساحرہ بخاطر اس کے پیدل چلی یہانتک کہ بعد قطع راہ لشکر صنعت مین پہونچے دیکھا کہ سات لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازارین لگی ہین کٹورا کھنکتا ہے گرم بازار ہے دلالون کی گفتگو خریدار و بیوپاری خوبرو سپاہیون کے بستر ے لگے ہین سوارون کے گھوڑے بندھے ہین لین اور لشکر مین گھما گھمی ہے بارگاہین بیحساب ہین خیمہ لاجواب ہین یہ دونون سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب پہونچے حاجب دربان وہان حاضر تھے انھون جاکر آنا ان کا عرض کیا صنعت نے دونون کو بلوایا انھون نے اندر جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہین شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہین ملکہ تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر ہے انھون نے مجرا گاہ پہ سے مجرا کیا صنعت نے انکو آگے طلب کرکے نامہ لیا تعظیم کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہو کر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرا لے گیا تھا مین اس کے لینے کو بارگاہ باغیان مین گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت مین نہین پہونچی اب حاضر ہون گی لیکن شاہزادیون کو ایسی غفلت نہ چاہئے کہ عیارہ کے ہاتھ نامہ بھیجین مین اس عیار سے سمجھ لون گی آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت

خیر کی یہ جاتا تو نہین معلوم کیا ہوتا غرضکہ عمرو سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا
مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو بھیجا کہ جاکر غار مین دیکھ آؤ وہ گیا وہان صندوق بھی نہ پایا آکر بیان کیا کہ غار
مین کوئی بھی نہین اب یقین واثق ہوا کہ بیشک عمرو بھاگا ہوگا اس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا
اس دزدکو زمین پر ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُس نے اُس گاذر کو ڈال دیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمرو
نے پشت کی طرف سے کمند ماری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور
گھبرا کر پھرے تھے کہ منھ پر بیضہ ہارے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر
کاٹنا چاہا وہ روئین تن تھا اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب
داؤد کا لیکر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہوگیا غل وشور و تاریکی ہوگئی عمرو سمجھا کہ ایسا
نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر قلعہ سے غل سنکر دوڑین اس وجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین
ڈالکر بھاگا اور غل سنکر چور جو چھپا تھا دوڑ کر آیا عمرو اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور
حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمرو اس کے ساتھ اس کے
گھر آیا ایک گانوٗن ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا مگر لپا تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور
عمرو کو وہان بٹھایا شراب وکباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بران کے ہر طرف ڈھونڈھ
کر خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتہ نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا کوکب نے
جب سنا کہ عمرو نہین ملا اور سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے بتخانہ بنا ہے بادشاہ
اس کی پرستش کرتا ہے اُس بتخانہ مین جاکر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اسکو سجدہ
کیا اور پوچھا کہ عمرو کا حال تبلا ئیے وہ کہان ہی وہ پتلا یہ سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے آیا اور گویا
ہوا کہ عمرو چور کے گھر مین اُس گانوٗن مین ہی اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل مین
رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کردیا کوکب سارا ماجرا سنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور
بران کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہی تم وزیر کو بھیجکر ہمارا
ایک باغ اس حوالی مین ہی اُسی باغ مین خواجہ کو پہونچادو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان دربند
وغیرہ کو ہمراہ لے جاکر بتجمل تمام استقبال کرکے لاؤ بران کو جب یہ نامہ پہونچا اس نے اُسی وقت
وزیر کو روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا ملکہ نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض
کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ
میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمائیے یہ کہکر تخت پر سوار کیا اور
لے کر چلا چور بھی ساتھ ہو لیا اُسی باغ مین جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہاے خوشبودار اور میوؤن سے بھرا سرا سر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرتے

کہ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بلا ہے عمرو نے اس کو خائف دیکھکر بزبان تسکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نہ کر
مین آدمی ہون مجکو ایک ساحر بند کرکے چلا گیا ہے چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے
چھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کرون میرے جسم مین طاقت نہین جو اُٹھون چور کے پاس غسل جمشیدی کا
پانی ہے کہ جس پر وہ چھڑکتا ہے سحر اس پر سے اُتر جاتا ہے وہی پانی اسپر چھڑکا عمرو سے سحر اتر گیا صندوق مین سے
نکلا اور جست کرکے دہن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران ہوا اور غار سے نکلکر
بولا کہ یار تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمرو نے کہا برادر جو ہم
وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اُس سے کہا یہ تاج تمھین دون گا اور مین ایسا چور ہون
کہ زمین کا دفینہ جانتا ہون اندھیرے مین سارا مال دیکھ لیتا ہون جہان رکھا ہو نکال لاؤن بے کمند محل
پر چڑھ جاؤن جہان ہوا نہ جا سکے سماؤن چور نے کہا ہماری سنگت کرو گے اس نے کہا ہان لیکن
اب رات نہین ہے یہان سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا جواب
دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوے جاتے ہین یہ کہکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا چور کے حواس
بجا نہ رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات
کیسی دن ہی کو اُٹھا لائے یہ جان کر پکارا کہ بھائی کہان ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور
ہو عمرو ظاہر ہوا اور کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا ہوشیار جادو عمرو نے کہا ہمارا نام ہے
عمرو عیار یہ سنتا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم مین اسکی
آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا عمرو نے اسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہین ہم سے چرخ نے
برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمھین یہان کا حاکم کرین گے چور قدم پر گرا عمرو نے کہا میری تلاش مین چرخ
یہان آئے گا اس غار مین مال جو کچھ رکھا ہوے آؤ اور مجھے دیدو پھر آگے بڑھ کر لے لینا بلکہ جو تمھارے
پاس ہو وہ بھی دے دو کہ مین غائب کر دون تمھارے کام آئے گا چور نے جو کچھ مال تھا اس کو دیدیا
اس نے لے کر زنبیل مین رکھا پھر نقب مین کود کر دونون قلعہ کے باہر نکلے از بسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے
دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے ان مین سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر
جا کر حباب بیہوشی مارا اور اسکو بیہوش کر کے چور سے کہا بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ یہین کہین
چھپ رہو مین تلاش کر لون گا چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اُس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنایا
لباس پہنا پہنایا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اُس گاذر کو لے چلا ادھر سے چرخ اور بھائی
اس کا بارادہ قتل عمرو آتے تھے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے
نکلکر بھاگا تھا مین نے چور سمجھکر پکڑا ہے اُنھون نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش
ہوے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہو گا اس کے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا ساحری نے

اس نے عرض کیا تو عمرو آپ ہی کہین چھپ رہا ہی یقین ہی کہ مثل طلسم ہوشربا یہان بھی غدر مچائے ملکہ نے فرمایا کہ
وہ مہمان عزیز ہے اُس کی ذات سے یہ امید مجھکو نہین کہ برائی کرے یہ کہکر ایک عرضی شتمکر کوائف گم ہونے
عمرو کی کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کے خدمت اقدس مین لے گئے اور عرضی پہونچائی کوکب از بسکہ روشن ضمیر
اسی وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت مین اگر پہلے سے غور کرے اور
اگر غفلت مین کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت کرے اُسوقت ظاہر ہوا اس وقت
ہو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آئینہ پر جاکر
مراقبہ کرکے بتلا دونگا لوگون نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکر رہ گیا ہوگا کوکب نے ہنس کر
جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین نہ کرو وہان کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی غرضکہ جواب عریضہ بدین تحریر
کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور چیلے وغیرہ
ہر سمت طلسم مین روانہ کئے کہ وہ سب پھیل گئے اور طلسم وغیرہ و کوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک
ملک وہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروے ہوا اڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن
مین غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا اور جی گھبرایا
کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمرو کا پوشیدہ رہنا
غیر ممکن ہے مجھکو ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اسکو مار ڈالون کہ مرغ
سر بریدہ بانگ نمیدہد اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدینا کہ بوجہ جوش حرارت مذہب اور
از راہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے
اور اگر ایسا نہ ہوگا تو جلائے وطن کرنا شاہ افراسیاب کے پاس جانا ایسا بھی سوچکر ملکہ سے کہا
مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا اور اپنے ملک مین
خواجہ کو تلاش بھی کر دونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے مظنہ بدی کا گذرا تھا لیکن اس
وقت اضطراب تھا اس کو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو یہین چھوڑا مگر ادھر کا
حال سنیے کہ یہان عمرو صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے
نقب لگائی تھی اور اسی غار مین مہرۂ نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا
اور اگر کچھ ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکل جاؤنگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور براہ
نقب غار مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھکر
گیا ہے مجھکو خوب ملا چور کے گھر مین مور پیٹھا چرائے کوئی اور ملے کس کو سچ ہے بموجب بیت سبب سپہر
گر چرخ از چہ سفلہ پرور شد ، کہ کام بخشے او را بہانہ بے سببی ست ؛ غرض لالچ مین آکر اُس صندوق
کے قفل کو توڑا اور ڈھکنا کھولا عمرو بصورت اصل اس مین پڑا تھا لباس پر نہ رہنے تھا جو ڈر گیا

بڑا انکحرام ہی کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہی بیت خلاف راے سلطان راے جستن + بخون خویش باید دست شستن + اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہی زمانے کی چیزین تجکو دے سکتا ہون اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا دنیا مین کیسی ناموری تم لوگون کی ہوگی کہ ملازمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنی کو اعلی کیا اُس شخص کو مارا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کرسکا تھا الیس آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بیت خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر + نشان رہتا نہیں ہی نام رہجاتا ہی انسان کا + تجکو چاہیے کہ مجھکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین پچتائے گا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رویان بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرین گے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین گے خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ مجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ بر سر رحم نہ ہوا اور بولا کہ اے دزد مین تیرے مکر مین نہ آؤنگا صبح قریب ہی ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم مجبس ہو گیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین روانہ ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہانتاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین محصور فرمایا کہ نظم

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز	بتابید خورشید گیتی فروز
برُج برہ تاج بر سر نہاد	از دخاور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمرو کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا نالان و گریان خدمت بران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہو کر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہو چکی تھی سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمرو کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پرداز ہوے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ اُن کے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین بران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہان رہتا ہی قابو پاکر پکڑ لے گیا ہی خیر معلوم ہو جائے گا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد و چرخ دونون بہ تجمل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی بھر دو پوچھا کہ یہ کس کی تلاشی ہو رہی ہی بران نے کہا شاہ عیاران تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہو گئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا یہان آکر لے گیا ہوگا ملکہ نے کہا چہ خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی راہ طلسم کیونکر طے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ ہوتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا

مصروف درستی و روانگی ہوے اور یہ خود بزور سحر غائب ہوگیا یہان عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ
آکر پہونچا اور بردے پر اُٹھہر اسحر ایسا پڑھا کہ ہوا سے سرد چلی اور سب کی آنکھین بند ہوگئین عمرو
بھی تکیہ پر سر رکھکر سوگیا یہ ہوا سے اترا اور پنجہ مین خواجہ کو دابکر اُڑا اور لیے ہوے سیدھا اپنے قلعہ
مین آیا اور اپنے بھائی کو کہ فولاد روئین تن کہلاتا ہی بلاکر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح
یہ ہی کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لے کر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ
بھی آتا ہی مین اس دُزد کو مخفی کرکے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائینگے اور ہنگامہ اُس کے گم
ہونے کا فرو ہوگا اُسوقت سر اُسکا کاٹ کر خدمت شاہ جادوان مین لے جاؤنگا اور شاہ کو کب بھی
آئندہ اس کام سے خوش ہوگا کہ اس کا دین مین بچاتا ہون ابھی گو کہ یہ اُسکے نزدیک بُرائی ہی مگر آگے
احسان مانیگا بھائی نے اُسکے جواب دیا کہ اے برادر تمھارا چلنا خدمت ملکہ مین ضرور ہی کیونکہ باغ
مین لوگ ہوشیار ہوکر متلاشی اُس دزد کے ہونگے اُسوقت جو حاضر نہ ہوگا ملکہ اُسی پر گمان بدی
کرنے کا کرینگی پس اسکو یہین کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ راے پسند آئی اور ایک
صندوق مین بند کرکے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اُسمین عمرو کو رکھا اور دہن غار لکڑیون سے
ڈھانک دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق
کو کھولے اور یہ مکر چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے
آگاہ کرنا منظور نہین جو کہدیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لہذا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرض
کہ وہان صندوق رکھکر چاہتا تھا کہ چلے اُسوقت عمرو کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ
کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اُسنے دفع کردیا سب وہان ہوشیار ہوگئے لیکن عمرو صدمۂ تموج
ہوا سے بیہوش رہا اب کہ اُس نے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین
صندوق مین بند پایا غل مچانا شروع کیا چرخ نے آکر پھر پڑا کھولا اور کہا کہ او غدار تونے ساحران
سامری عہد کو مار کر یہان بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہی کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم
لڑاوے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بمقتضاے ابیات

تو بہ تقصیر خود افتادی ازین در محروم	از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
اے دل خام طمع شرمی ازین حقہ بدار	کار ناکردہ چہ امید عطا میداری

عمرو نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہی اور تمھارا مین نے کیا گناہ کیا ہی مین تمھارا مہمان عزیز ہون
مجھکو گرفتار کرنا کب روا ہی کہ بیت منم غریب دیار و تو ای غریب نواز ✦ دمے بحال غریب دیار خود
پرداز ✦ اُس نے کہا نام میرا چرخ روئین تن ہی ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد
ہوجائے اسی قصور پر تجھکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہی عمرو نے کہا اگر تو ملازم بادشاہ سے ہے تو

بالائے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بہاگ گایا سمان بندھ گیا جام متواتر پیے دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ و رنگ مین مشغول ہوے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنے نامے جو ملکہ بران نے مالکان دربند کو براے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہون اور ناظمان طلسم کو پہونچے سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہرات اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مسلح ہو کر ساتھ چلے چلو آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سوار یون پر سحر کی سوار ہوے اور خدمت ملکہ مین حاضر ہونے لگے منجملہ ان ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ رو مین تن تمام ساحر ذی احترام کے پاس بھی جادوگرنیان فرستادۂ ملکہ نامہ لائمین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھا اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا کرسی و دنگل پر متمکن فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے یساول و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیون نے عرض کرا بھیجا چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامۂ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا زنار کرایا اور نامہ دارونکو مقام برتر پہ بٹھایا پھر نامہ وا کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ دارون کو خلعت دیا اور عرض کیا کہ مین بھی آتا ہون یہ کہکر انھین رخصت کیا جادوگرنیان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اسکو منغض دیکھکر باادب تمام پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جس نے آئینۂ خاطر بادشاہ مکدر کر دیا اُس نے آنکھون مین آنسو بھر کے زانون پہ ہاتھ مارا اور کف افسوس ملکر کہا کہ کیا بتاؤن غضب ہو گیا طبقۂ زمین طلسم الٹا چاہتا ہی دین ہونے دو سو خدا اُون کا مٹتا ہی وہ جو ردغا باز مکار جس نے ساحرون کے گھر بے چراغ کر دیے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم مین بھی آیا ہی ملکہ بران نے سب ناظمون کو اُسے تذرہ دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اس نالائق عمرو کا کیا ہی کہ خود اُسکو لینے جائینگی رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ گوکب کی عقل مین بھی فتور ہے کہ اُس مکار کے مکر مین آگیا ہی اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہی پہلے اسکو جانور عجیب سمجھکر افراسیاب کے دام سحر سے ملکہ بران اُٹھا لائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی گر جسکا حد بیان نہین مجکو افسوس آتا ہی کہ یہ سرکار بھی برباد گئی بیت سینہ ام زآتش دل درغم جانانہ بسوخت ؎ آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت ہم سے یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ ہم جادین اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کرین اور ان مسلمانون کو خانۂ کعبہ تک زندہ نہ رکھین بلکہ پردۂ دنیا سے نام اُنکا نیست و نابود کر دین کہ جنھون نے خاندان ساحران برباد کر دیا غرضکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچکر حکم دیا کہ فوج ہاری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے مین جاؤنگا اور تمام رفیق میرے تیار رہون دربار برخاست کیا جائے اسکے کہتے کے بموجب سب

ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے　فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گل فشان　لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اسطرح سے ہوئی شعلہ ور　جدھر دیکھیئے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے　نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہراک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا مور نگھی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اُٹھکر تنہائی مین جاکر ایک پتلا الصورت عمرو ماش کے آٹے کا بنایا اور ہر سحر کا اس مین بٹھایا کچھ اسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری مین پہونچکر تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑا چبوترہ کا مخمور کو جو عمرو سے جدا کر کے چلا تھا اسی باغ مین لایا اور زمین پر اترا مخمور اُسپر سے اتری وہ چبوترہ غائب ہوگیا یہ آگے چلی باغ نہایت پُر بہار دیکھا ہر روش کو بہر روش عمدہ وقطعدار دیکھا غنچہ وگل دس بیس نہین ہزار دو ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور صد برگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار سمن ولسترن یہ کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اس کی چار دیواری مین کچا کیا تھا اور موتیون کی جھنجھریون نہین لٹکا یا تھا روزن جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ مین بھرے تھے نہین نہین ہر روزن لبسان وہان پر گہر تھا پردہ ہاے زنبوری پڑے تھے سراسر جواہر دوزی کے تھے مخمور نے پردہ اُٹھایا عمرو کو تخت جواہر نگار پر جلوہ گر پایا شادان وفرحان آگے بڑھی وہ پتلا بھی تخت سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ بیت بیا بیا کہ دل وجان من فداے تو باد + سرِیکہ برتن من ہست خاکپاے تو باد + دونون بغلگیر ہوے اور جاکر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اس لئے کہا پھر فرمائیے کہ بادشاہ سے یہان کے ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کر اکے مجکو یہان فرودکش کرایا ہے اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے **شعر** آخر از غیب دری بر رخ ما بکشاید + دیگران گر نکشایند خدا بکشاید + مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھ کے اُس باغ مین فرودکش ہوئی اور یہان عمرو مصروف عیش وراحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسۂ عیش وفرحت وانبساط ہے خیال مین ہے کہ جب ملکہ برّان سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھونگا اور سعی کر کے بلواؤنگا فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کرچکے اسوقت خواجہ کو سب کاربرداز اسی باغ مین لائے اور

ثمکنت نہین کرتے یہ نہ جاننا کہ مین شہزادی ہون اور عمرو ایک شاطر ہی عمرو کی وہ قدر منزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمرو وہ شخص ہی کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہی دیکھو مہرخ کو اُسنے بادشاہ بنادیا اور دیکھو افراسیاب کا مد مقابل ٹھہرادیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ اس کی تعظیم مین فروگذاشت نہ ہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جلیسے آپ کی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہی اس سے بڑھکر مین بجالاؤنگی یہ عرضی نامہ وارون کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کی جاوے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عاملون کو شقے مالکان دربند حسب المطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنابر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجاہ وحشم تمام مع ملازم وخدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چلکر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرکے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کریگا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروانی ہوگا دبیران عطارد تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع وقیع جہان مطاع وعالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون اور کچھ تیلون کو کچھ پریزادان طلسم کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمائے اور بنابر ارشاد آتشبازان صنعت پرداز نے آتشبازی کہ جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوئے اور کنارے دریا کے کوسون تک یہ چرخیان گاڑدین اور مہتابین بانسون مین باندھکر نصب کین قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سرو کا درخت کہین گاڑدیا آتشبازی کا ٹٹارا کہین نصب کیا تفصیل اسکی کیا کی جائے ہر جگہ مناسب بہتر درستی کرکے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوئے جلترنگ بجنے لگا وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے گلہائے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنادیا کہ ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی — رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی
لب آب چھوٹین جو دان چرخیان — طیان ابر دریا مین تھین بجلیان
ہوئے پھول ہر رنگ کے آشکار — فلک جن کی نیرنگیون پر نثار
جو یاد اُن کی گردش کا آتا ہی حال — تو چکراتا ہی چرخ ابتک کمال
انارون سے یون گل ہوئے آشکار — کہ آئی گلستان مین فصل بہار
فلک سے برسنے لگا آب زر — زمین سے ہوئے پیدا زرین شجر
کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار — کہین رقص طاؤس زر کی بہار

تلو کرکے روانہ کیے اس تجمل سے کہ روشن جبہ کی آگے بہتی سقے چھڑکاؤ کرتے کہ گرد و غبار کھانے پر نہ پڑے
تورے پوش کشتیون پر پڑے کسنے خوانون پر کسے لبنادل دیو بدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد
سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوان پہ لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی
اہتمام و انتظام سے بکادل ساتھ بہنگون پہ منقلہاے آتشین لدی پتیلیان دم پہ لگاے جواہر کے
ظروف بار کراے باغ مین لائے دستر خوان دیباے رومی کا گسترده کیا میرزان نے دست لبستہ
ہوکر خواجہ کو لاکر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہی یہ کھانا گو آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی
نہین کیا گیا جو کچھ آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہی اگر ادش کیجیے گا باعث میرے
فخر کا ہوگا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے کل انشاء اللہ اس میزبان غریب سے جو کچھ نان جو مین
ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہی خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مجکو بناتی ہین مین
بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہون یہ سب ان کی مسافر نوازی ہی بیت از جرعۂ تو خاک زمین
قدر لعل یافت + بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کمتریم + بلکہ میری طرف سے عرض کردینا کہ بموجب

ابیات

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
من کز وطن سفر نہ گزیدم بعمر خویش

مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار چنا گیا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و
ابریق جواہر نگار سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مرچھل جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا
بکادل اور دار وغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر
انعام دیا لیکن سینہ مین دل ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز مین ایسی بخشش محتاج کردیگی
عرض دستر خوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو بھی خدمتگزاری پر خلعت دیا سواری حاضر ہوئی
سوار ہوکر دریا کی طرف بے سیر رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کردیا
اور آپ خدمت ملکہ مین گیا تقریر عمرو گذارش کی اور حال عجائبات دکھائے خواجہ کا یعنی خلعت
دینا اور غائب ہوجانا اور ساباں کرنا غرض جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا پرزاان
نے کہا عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد
ہونا کچھ تعجب نہین تردد کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ ودیر یزاد ان نامہ کوکب لائے
ملکہ نے بعد اداے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان دربند کوہ
و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجو کہ صبح تک تمہاری خدمت مین وہ سب حاضر ہوجائین ان کو
ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہو اس سے

نقرئی بنین ناؤ بجرے مورپنکھی طاؤس سان زرین چہرے کے جہرے درست ہو کر کنارے لگائے جائین چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کار پردازان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہاے زرین دریا مین چھوڑ دیے اور رنگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہا فرسنگ استادہ ہوے قبا ہاے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو سرا سکا نیچا کر دیا خمیدہ قامت بنانے لگے ناچ بارگاہون مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے بحر تحیر مین ڈوبے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بدیدۂ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے دریا بھی کلبلا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا عمرد کے مہمان ہونے سے آبرو پائی ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ **لمولفہ**

لب جو تھا معشوقون کا ازدحام　　تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام
لب آب تھین بارگاہین کھڑی　　چمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی
کہین جھاڑ روشن تھے بلور کے　　کہین گیند لٹکے ہوے نور کے
پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول　　شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول
ستارون کا جو عکس پانی مین تھا　　نگر دی تھین گردون نے آنکھین بچھا
طوائف قمر طلعت رشک حور　　گلے نور کے صورتین رشک نور
لیے ساز ہاتھون مین سب خوبرو　　کھڑی صف بصف بر لب آب جو
بجاتی تھین قانون و بین و رباب　　ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب
جوانی کا عالم بندھی گاتیان　　وہ ابھری ہوئی سینون مین چھاتیان
دم رقص چل پھر وہ آفت کی تھی　　قیامت تھی دامن مین انکے چھپی
کبھی ناچ ٹھمکا جو یاد آئے گا　　تو پانی سے طوفان ہوگا بپا
ہر ایک مورپنکھی جواہر جڑی　　پڑی ہر طرف بحر مین تیرتی
سواران پہ شہزادیان خوبرو　　سمن بر گل اندام دریا آبرو
لیے ہاتھین ڈانڈ رشک بلور　　کہ شیدائی ہو حین کے قامت پہ حور
مگر جہرے عمدہ نزاکت بھرے　　کرٹے دونون ہاتھون مین انکے پڑے
وہ پہنے ہوے لہنگے زربفت کے　　کہ لہنگے تھے جو اطلس چرخ سے
لگے گھنگھرو ڈانڈ دینین تھے پرنوا　　جو جھم جھم کی کھینے مین دیتے صدا
لہک کر یہ گاتی تھین وہ بار بار　　کہ سیان لگا دے مرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان پرالوان نعمتہاے گوناگون سے

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوئین اور ناچنے لگین جام مے سرخ فام گردش مین آیا جلسہ چنگ
درباب حسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ

نظم

بشستند پایش بمشک و گلاب ۔ گرفتند ازان پس بخوردن شتاب
نہادند خوان خورش گوناگون ۔ ہمی ساختندش فزونی فزون
پرستندگان ایستادہ بپاے ۔ ابا بربط و چنگ و رامش سراے
بدنیاز مین کردہ طاؤس رنگ ۔ ز دینار و دیبا چو پشت پلنگ
چہ از مشک و عنبر چہ یاقوت و زر ۔ سراپردہ آراستہ سر بسر

اس اثنار مین گل آفتاب عالمتاب کہ یور روزگار نے سبد فلک سے اٹھا کر طاق مغرب مین چنا اور چمن
آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ مین چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب ابیات

جب گل آفتاب مرجھایا ۔ وقت گلگشت باغ کا آیا
صبح عشرت سے کم نہ تھی کچھ وہ شام ۔ عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی درختون مین قندیلین آویزان ہوئین نورانی ثمر ہر شجر مین لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے
بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنولہاے جواہر آگین روشن ہوے سقف بارہ دری پر نمگیرے
زرتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمس سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوے چار سمت اس جگہ سے
دریا بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ مین سمن اندام و سیمین تن خواصین
اور غلام مقیش اڑانے لگے زمین کو ہمسر چرخ برین بنانے لگے گلہاے خوشبو کی بھینی بھینی بو
دماغ شاہدان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبز رنگان ہر
معنبر کرتی تھی ماہ تابان کی چمک برگ اشجار زمرد ین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی بات
بالیان پہنے تھی زمین و زمان نور ریز تھا عجب جلسۂ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے ابیات

ز جنبش لمعہ ہاے نور در ظل ۔ دف گل را شدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز ۔ درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز
ز بادو سایۂ بیدش ہزاران ۔ طپیدہ ماہیان در جویباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ ۔ گرہ از کاکل مشکین کشادہ

یہان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہی مگر ملکہ جو قلعۂ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوئی
حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کا مدار لباس زرین پہنے مکانون پر چاندی
سونے کا مصقلہ کیا جاے نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو ہونی باغ اور قلعہ
مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوے ہین اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہین انکے گھاٹ بھی طلائی اور

سے بہتر ملے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو بنانیوالے اس سجادٹے کو دیکھ کر وزیرنے باادب عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر عمرو میں گیا تھا وہیں سے آتا ہوں وزیر اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہاں یہ مقام اور کہاں کرہ عقیق لشکر صاحبقران خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام داخل باغ ہوا اور جہان بیان شمشیر زن تخت پر بیٹھی ہے اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہاں نہیں ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہیں زیادہ نہیں صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبایش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں اس نے جواب دیا کہ شہر میں سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہیں آپ یہاں آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل ملکہ سے ملاقات ہوگی عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت پیک نظر دوڑانے لگا وہاں سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا میں جست کنان غزال و ہرن تھے سامنے جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہیں یا محبوب نے زلفوں میں جگنو پالے ہیں درختہائے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور منہ غنچوں کے یاقوت کے لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہیں غنچے موج تبسم شوریدگان فصل بہار پر چلاتے ہیں زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختوں پر لڑیاں موتی سے گوندھ کر پڑی تھیں سر ہر شاخ سے لٹکی تھیں عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھیں جال موتیوں کے درختوں پر پڑے تھے موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہیں کیتکی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا قطرہ ہائے شبنم سے پر ہو کر موتیوں سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس طلسمی کی تعریف ہو سکے وقت تحریر خامہ درفشان کا منہ موتیوں سے بھرا تھا اسوجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضاے قول مؤلف نظم

بزم گلشن گلوں سے تھی آباد
بوے گل سے بسا ہوا گلشن
سنبل باغ زلف کھولے ہوے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات
نخل ہر ایک نخل قامت یار
چشم بد دور نرگس مخمور
غیرت نخل طور وان کے شجر

کہیں قمری تھی اور کہیں شمشاد
تھا معطر گلوں کا پیراہن
موتی گجگجے بال تھے پروے ہوے
خط رخسار شاہدان چمن کے
دن کو گھیرے ہوے ہے کالی رات
رگ گل موے گیسوے دلدار
تھی بعینہ برنگ دیدۂ حور
رشک پروین چرخ سارے ثمر

سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی جسم مہرام فلک بحسرت جاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے ہاتھ کی طرف چھوڑکر سیر و نجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لے کر آئے اب یہان سے جو کوئی اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جنکا ذکر اول ہوا کہ راہ طے کرکے آیا تھا پڑین گے غرض کہ جب سواری موتی باغ کے .... پہونچی وزیر نے آگے بڑھکر کے دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ بران وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ کے گئی تھی ملازمون کو برائے خاطرداری و خدمتگزاری چھوڑ گئی تھی اس وقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و سمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی سراسر بقعۂ نور تھی کہ بمقتضائے ابیات

ابیات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ — بدست اندرون ہر یکے از گل و شاخ
بایارہ و طوق دیبا گوشوار — ز دیبائے گوہر چو باغ بہار
دو رخسار چون لالہ اندر چمن — سر جعد زلفش شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مرواریدی اور تخت ان سے لے کر خدمت مین عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا عمرو نے ہنسکر کہا اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جسکی نہ وجہ ملکۂ آسمان پری ہے یہ کہکر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا ارے تو جا تیری گردن ماردون وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل مین کسی کو تامل نہ ہوگا یہ سمجھ کر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف متوجہ ہوگئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمرو نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرکے گویہ مفرّہ کیا ہے فوراً گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ بران ہم لوگون کو مار ہی ڈالے گی کہ تم نے خواجہ سے کیون گستاخی کی بس پریزادان طلسم سے کہا کہ ہر سمت جاکر ڈھونڈو اور ساحرون کو حکم دیا کہ تلاش کرو دونون ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑ گئے مگر کہین نشان نہ ملا ناچار پھر آئے وزیر مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے جامہ گوہر آگین پہلے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام در خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہین ڈاب کمر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازوُون پہ نگینہ مہر و ماہ

امید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہین آج موتی باغ مین چلکر آرام کیجیے اور ہماری آبرو بڑھائیے کل شہر ہفت رنگ مین داخل ہوجیے گا عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشہ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمرو ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت بر زرکشتی مین لگا کر سامنے وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر مین پوشاک بدل رہے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ مقرر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے غرضکہ عمرو خلعت دے کر اور اسجگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکجا کر کے نظر سے غائب ہوگیا بعد لمحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر اُٹھ کھڑا ہوا اُسکو حکم دیا کہ آنکھین بند کر لے تاکہ میرے ملازم اسباب اٹھالین اس نے حسب ارشاد آنکھین بند کرلین عمرو نے جال مارا کہ تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمرو فوج جنات ون کی ہمراہ لایا ہے بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوے طبل و نقارے بجے صدا اے طرقوا پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو مین چلی نقارچی زرنگی پوش نقارون کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سانڈنیان اڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹنین اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر لوٹے تخلخون کے اور منقلہاے عود عنبر لیے عود ہر کی کا بکٹا ڈالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پریزادان طلسم کی جیتو ر بال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن مین یگانہ گوہر جواہر کار زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اگالدان وغیرہ عہدے ہاتھون مین لیے کہار قدم با قدم تخت اُٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو روان ہوے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و فیل سرخاب و بوتیمار و اشتر ہاے سحر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کے جلو مین آتے تھے نقیب آگے آگے صداہاے ادب و تفاوت لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر کہکر للکارتے تھے اس دبدبہ سے کہ بموجب نظم

تھے کھڑے صدہا نقیب و چوبدار　　اور پیادے بے عدد بیحد سوار
سیکڑون حاضر غلام ماہ رو +　　دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
غرق لعل و در مین از پا تا بسر　　زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوبدار　　اے جوانو جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار　　ہون پیادے آگے اور پیچھے سوار
با ادب آہستہ نہ بیش و نہ کم　　ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

مہر و ماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بر وہ قبائے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہر طلعتان لے کر سی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے رو برو ملگجی بتاتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

حلۂ استبرق و ابر پشمین　　بر مین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین
جسکی قیمت ہے خراج سلطنت　　رونما جس کا تھا باغ سلطنت
سر پہ اُسکے تھا مرصع ایسا تاج　　رونما جس کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت و آرایش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا مین میر نزان وزیر تجمل شاہی کو دریاغ پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے عمرو جو آئے ہین تو کس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنین پڑی ہین اُس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اُٹھایا عمرو کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبا وہ ہے کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہے دربر کیے تخت پر جلوہ گستر ہے دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہین نظر آتا ہے لیکن عمرو کرسیون کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہین دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا کہ عمرو بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز و سامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بعد بجا آوری آداب دعا و ثنا شہریاری مین بہزاران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم　　دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود　　از دولت وصال تو باز آمد اندرم

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکۂ تبران نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہین ورنہ حضور کو لینے آتی کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

آن کف پا بر زمین حیفست ای سرو سہی　　چشم آن دارم کہ دیگر پائے بر چشمم نہی
تا سر از جیب خجالت بر ندارد آفتاب　　خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ خرگہی
مہر وی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال　　با تو خورشید فلک را نیست تاب ہمسری
گر ہلالی را فلک سازد گدای در گہت　　بر سر کوی تو یابد منصب شاہنشہی

عورتون کے جابجا دست وگوش مین سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھون مین پٹریان اور سمرن کہربا ے شمعی کی باندھین کانون مین ایک ایک بالی ڈالی گلے مین ہیکل جسکی تختیون پر نام سامری و جمشیدی و زردہشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکالکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو سر لے کر نیچے اترکر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہی اسکو نذر سامری کا شربت پلاؤن اور بیہوش کرکے مارون جو بچ جائین گے اُن کو حقہ آتشین مار کر بھگا دونگا جیسا کچھ ہوگا دیکھ لونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک درخت انار کے نیچے آیا یکایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالغت بھر کا اس مین سے نکلا گویا شیشۂ بہار سے پھل پیدا ہوا لحہ بھر مین وہ پتلا جوان خوشرو حسین طرحدار بنگیا لباس سرخ زیب قامت کیے تھا اس نے خواجہ کو سلام کیا عمرو نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار ہو پھر کہا کہ بیٹا مین بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہون تم بھی ذرا سا چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش کیا چاہتے ہین آپ کو معلوم نہین کہ یہ بیابان انارستان ہی جتنے انار اس مین لگے ہین ان سب مین فوج شاہ کوکب ذیشان ہی یہان آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہی اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہی نہین تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا جس طرح گولر مین بھنگے رہتے ہین اس طرح سے فوج انارون سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی مین آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہون کہ یہ فوج جو آتی ہی یہ میرزان وزیر ملک برّان آپ کے لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہی حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ ان کے قتل کی فکر کیجیے عمرو نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تونے مجکو اطلاع کیون نہ دی میرا شربت سب خراب گیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو عمرو نے کہا کچھ مجکو محتاج سمجھا ہی یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل مین رکھا کہ پھر کہین کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بن کر انار مین چلا گیا اور انار درخت مین جا کر لگا عمرو وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری مین پہونچکر جلد جلد فرش قاقم وسنجاب زنبیل سے نکالکر تمام بارہ دری مین بچھایا مسہریان آراستہ کین دنگلہاے جواہر کار گستردہ کیے مسندین مغرق پرتکلف موتیون کے جھالر کی بچھائین ایک تخت کئی سوزینہ کا بیچ مین دنگلون کے بچھایا اور یہ سب سامان چند جن بچون کو زنبیل سے نکالکر آن واحد مین درست کرایا راوی کہتا ہی کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اُسکا تخت گاہ تھا وہ اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمرو نے اسکی بتخانون کو جس مین جواہر کے لاکھون درخت تھے اور اسباب نادرہ اعجوبۂ روزگار بہت تھا توڑ کر زنبیل مین رکھا ہی پس وہی اسباب اس جگہ نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہی زیب قامت کیا اس مین ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے بچشم

آفتاب اپنی شاخہاے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان و برِ سے درختان پر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشۂ سنبلۂ فلک وہان کی شاخون اور شگوفون پر سو جان سے نثار زبان پر انبتہ اللہ نباتا حسنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہی کہ کدیور روزگار نے اسکی سرسبزی پر رشک کھاکر گلہاے مہر و ماہ کو مع گلہاے انجم سید فلک مین لگایا سامنے ہوا خواہان کے لایا اُنھون نے مہ و مہر کی جو پر ضیا تھی اس پھولون کے روبرو جو باغ مین ہی ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہاے انجم آج تک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی نہین پاتا ہے کہ بموجب

ابیات

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار — عشق پیچان بنگیا طغرا لے فرمان بہار
روشنی ہووے جو آنکھو نہین تو سیر باغ ہو — لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے — نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا — نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آب جو ئین ہین صفا مین سینۂ اشراقیان — ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی بزم چمن — سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے در مین زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختون کا جنگل لگا تھا ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہی اور ہر انار شق ہو گیا ہی دانے اس کے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان کے سرسبز نظر آتے ہین زبان باغبان روزگار پر ثنا مین اس دشت کی آیہ نخل درمان جاری ہی جار دب کش اس دشت کی باد بہاری کہ

نظم

نوجوانان چمن استادہ ہین جالاک و چست — نغمہ زا ہین نالہاے عندلیب خوش بیان
ابر ہی اٹھکھیلیون پر برق ہی بیتاب حال — چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زمان

عمرو کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ دانی ہا ہا یہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبھی دشت نضارت آگین کے تماشے سے جنت و عدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے شتر سوارون کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہی سمجھا کہ ماہ کو تو تیلاے گیا ہی وہ یہان کا سردار ہی اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہی یہ سمجھکر اسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف

کارچوبی و موتی و جواہر کی جھالر کے استادہ تھے استادے ان کے جواہر کے تھے بیچ مین بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سو زینے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرداگرد ہزارہا دنگل و کرسی جواہر کا آراستہ تخت پر ملکہ بُرّان شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت سات ہزار خواص دریائے جماہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین اور سامنے تخت کے سات ہزار غلامان مہ صورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس زرین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سر گردن جھکائے رعب سے بات کرتا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملاتا ہے ناچ سامنے ہوتا تھا دورۂ شراب ارغوانی و زعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجا لایا اور بعد ادب و بزبان عجز ملکہ کی دعا و ثنا مین مصروف ہوا کہ ابیات

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد — وجود نازکت آزردہ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست — بہیچ عارضہ شخصے تو دردمند مباد
درین چمن چو درآید خزان بیغمائی — رہش بسرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد — مجال طعنۂ بدبین بدپسند مباد
جمال صورت معنی ہمین ہمت تست — کہ ظاہرش دژم و باطنت نژند مباد
ہرآنکہ روی چو ماہت بچشم بد بیند — بر آتش تو بجز چشم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاہ کوکب جان کو خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا ماہ نے نامۂ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا مندیل وزارت پہنے پایۂ تخت کے قریب حاضر تھا اُسنے لے کر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اسکے لفافہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمرو بن امیہ تشریف لائے ہین باغ بیابان انارستان مین ہین انھین اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت ان کی اس جگہ کی جائے گی جبتک شہر صنعت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرین گے پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائین گے وزیر یہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سُنکر آداب بجا لایا اور باہر آ کر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی پھر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار چنور بال ہما کے اور عہدے ہاتھون مین لیے تخت کے ہمراہ تعین نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمرو نے جو ماہ جادو کو ہمراہ تیلہ طور کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کر دن پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زرین طلسم سے کہین بڑھ کر ہے کہین زمرد نگار سرو موزون ہے کسی جا یاقوت کا لالۂ احمر ہے

کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہی اور ماہ بیہوش پڑا ہی یہ دیکھکر حیرت تھی کہ دفعتاً پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ
شاہ نے آپ کو سلام شوق کہا ہی اور عیاری کی تعریف فرمائی ہی کہا ہی کہ بس امتحان ہوچکا اب اس
متعرض ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور آپ اسی باغ مین فروکش ہوجیے سب سامان راحت حاضر
ہوگا کسی طرح کا رنج نہ پہونچیگا عمرو نے ماہ کو حوالے کیا پتلا لے گیا اور سامنے بادشاہ کے لایا شاہ نے
ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اے ماہ جادو عمرو کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت
شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا فرمانا راست ہے عمرو عیار آفت روزگار و بدبلا ہی دم
بھر مین عورت بنتا ہی دم بھر مین مرد کبھی کچھ اور کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہی اسکا مقابلہ کوئی نہین
کرسکتا کہ بیت ترے رفتار کے فتنون سے دنیا بھر گئی ساری + کہین آنے کا رستہ ہی نہین ملتا قیامت
کو + اب مین اس کا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ بران کے لیے آپ نے لکھا ہی مجکو دیجیے کہ خدمت
ملکہ عالم مین لے جاؤن اور عمرو کو استقبال کراکے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول مین کیا
گیا اسکو دیا کہ یہ لے کر روانہ ہوا اس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہی شہر ہفت رنگ دور ہی
درمیان مین ایک دریا بہتا ہی اس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریاے خونروان طلسم
ہوشربا مین ہی اور جسطرح دریا پر جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہونگا ویسے ہی یہان
پر ان کو ادھر کا جانے والا پکارتا ہی اور اس طرف سے جو آتا ہی کوکب کو پکارتا ہی پنجے پیدا
ہوکر اٹھا لےجاتے ہین ملاح نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جس طرح سے
دریاے ہفت رنگ سے ماہی پریزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر
اس پار لے گئی جب اس کنارے پر پہونچا پنجہ پیدا ہوا اور لے کر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے
جبتک رہا سات دریا راہ مین ملے سب پنجہ نے طے کیے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ
مین سیر کرنے کو گئی ہین اور موتی باغ دریاؤن کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند
ہی کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے ہوے نظر آتے ہین غرضکہ پنجہ ماہ کو لیے
ہوے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی
کی ہی در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہی ہزارہا موتی جڑا ہی پردہ زردوزی کا پڑا ہی پردہ چشم
عاشقان کا پردہ ہی کہ بیت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ذرا نہ ہو + وہ شرم کیا حیا سے جو
تجھکو حیا نہ ہو ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نزاہت طلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت
آنے عمرو کے بیان ہوگی بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزارون دروازے کی جوڑی
چڑھی تھی سب در کھلے ہوے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری
کے گرد چوبیس بنگلے بنے تھے اور چوبیس برج آراستہ تھے برجون کے سامنے نمگیرے مخمل کے

ہنستے دیکھا تھا اور میان اگر ہمارا ہی چاہے کرنے کو تو کوئی کیا ہی سو لو ج چھائین بھوئین آج تک تو
سامری نے بچایا ہی اس گفتگو مین ماہ نے اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ بر یزاد عمرو ہی جو عیاری کرنے
آیا ہی لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اس وقت عمرو بھی گفتگو کو طول دے رہا
ہے کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصہ تک مین تجھ سے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا اگر تو پہچان
نہ سکا اگر تو نے مجکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری
صورت مصنوعی پر الساف لفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اس نے
اپنا ہاتھا کوٹا کہ ہی ہی مین نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑ گئی جس بات سے سدا
مین ڈراکی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا لیکن یہ تجربہ ہے اے مین ابھی اپنی ملک سے کہکر دھرے تو لڑوا دون
کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون تو کیا کر لیتا ہی
یہ کہکر ساتھ چلی راہ مین خاسدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا
دکھا دیا وہ اس کی اداؤن کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہی کہ ؎ اٹھاتا ہی تصور پردہ
اور حیرت گراتی ہی + جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیون ہو + چھیڑ تا چل یہ سوچکر اس نازنین
سے کہا ہمین بھی گلوری دواس نے کہا منھ بنواؤ ماہ نے کہا ندو ہمارے پاس عطر ہی ہم بھی نہ دین گے اسنے
کہا دیکھین ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری طرح بخیل نہین اس سیمبر نے
ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہی میری محرم لیسا لے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیا مین رکھ دیتی ہین اور
میرے عطردان مین بھی عطر بہت ہی یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا ادھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھون
پر رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہی میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا یہ کہکر خوب زور سے آنکھین اپنے
ہاتھ سے بند کین اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئین ننگا دیکھے اس کے دیدے پٹم
ہو جائین غرضکہ اس حیلے سے آنکھین بند کر کے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھین کھول دین کہا
لو عطر موجود ہی موے عطر کی بھی یہ اصل ہی کہ جسپر کوئی اترائے اور سات پردہ مین چھپائے یہ کہکر
شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اس نے زبان مین اسکی سوزن
دیا اور درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمرو نے کہا اے ماہ دیکھا عمرو کو اب کیا کہتا
ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے
انکار کیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت زمین سے ایک پتلا نکلا اس نے ہاتھ پکڑ لیا
آواز آئی کہ اے گلچین حدیقۂ عیاری مرحبا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچگیا اس کو قتل نہ کرنا چاہیے
کہ یہ میرا رفیق ہی یہ صدا سنکر عمرو و ماہ دونون بیہوش ہوگئے پتلے نے ان دونون کو اٹھا کر ایک باغ
مین بیابان لالہ رستان کے پہونچایا اس باغ مین ایک بنگلہ پر تکلف تھا دونون کو لاکر وہین رکھا آنکھ عمرو کی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بہ منت تمام اس گلفام سے کہا **نظم**

اے زبہار تازہ تر تازہ بہار کیستی ۔ وہ چہ نگار طرفہ تر طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ کو کوکبۂ تو شاہ حسن ۔ ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالہ و سرو این چمن منفعل اندمیش تو ۔ سرو کدام گلشنے لالہ عذار کیستی
خستۂ رنج فرقتم کشتۂ درد حسرتم ۔ من بمیان مختنم تو بکنار کیستی

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنے گھروالیون کی فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جاکر دیکھو عمرو دوماہ سے کیا گذری فی الجملہ مین تم کو سر عمرو کا لیے ہوے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال مین جاکر عرض کیے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائین گے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نہ چلین ایک سے دو بھلے اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل پچے مردوے ذرا ہوش مین آ جا مین فریب تیرا سمجھتی ہون تیری باتین میرے ناخونون پر ہین کچھ بندی ایسی گدھی نہین لو صاحب یہ موا مردوا مسٹنڈا مین اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھ پر شیطان چڑھے تو مین نگوڑی کدھر کی نہ رہی تو مجکو جبر غٹ کرے نے تیرے منھ کو جھلسا سات چھیرون کا بھوس ماہ ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا **بیت**

پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے ✢ کچھ اور تھی بان ہو گئی دنیا ابھی کچھ اور ✢ ہان مین بغیر ساتھ لے جاے نہ رہونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جائیگا نا صاحب مین نہ جاؤن گی جو کوئی سنے گا یہی کہے گا کہ بوا تم نہی تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے ساتھ چلی گئین کیا تم نہ جانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر ڈالے گا پھر مین لاکھ قسمین کھاؤن گی کسی کو یقین نہ آئے گا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہی یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی اوماتی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق مین نہ پڑو ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مرہی گیا اور پکارا فرد

نازسے اترا کے چلنا قہر تھا ✢ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا ✢ یہ کہکر اس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہم سے قسم لے لو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا لے بس بس اپنے اڑھائی چاول الگ گلاؤ ہاتھ بے طریق اپنی امان کے جاکر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال ہی جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دوکیلی ملکہ برات جبین جم جم اُن کی سلامتی مین جاتا ہو بھلا کوئی کہہ تو دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے

ٹھہر ارہا بعد لمحہ کے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا کہ مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا اب وعدۂ شاہ کوکب پورا ہو گیا لے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے منم عمرو اسنے یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمرو کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہو گیا تڑپ کر مر گیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہی اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہو سکا کہ بموجب بیت اک عمر سے ہمین جو قیامت کا خوف تھا + وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا مٹا گئی + خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی ورنہ بڑا کشت وخون ہوتا ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہی کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست وپا کی طرح میرے قابو مین کر دیا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کر سکے یہ عنایت سامری ہی کہ بیت کیا رام اس بت کو باتون مین جا کر + بنائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی + یہ سوچتا ہوا دریائے فکر مین غوطہ لگاے دو ہی قدم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پریزاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہی بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا ہی اسی کی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہر ہر تار مو مین موتی پروئے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین کوچۂ زلف مین ہزار ہا روشن دل پڑے بھٹکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اس مین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت الجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا + دھیان انکے گیسوؤن کا بڑا جعلساز تھا + روی تابان بسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ شعر دلب لعلین ہین ترے لعل یمن سے بہتر + مشکبو زلف ہی تاتار ختن سے بہتر + سیب زنخدان پر گلزار جنت قربان صراحی گردن سے مے سرخ کی طرح عرق یاں کا نمایان ساعد وبازو ودست بمثل عالم شکم وساق وپا نرم نرم مثل سحاب وسنجاب وقاقم از سرتا پا شعلۂ نور بلکہ شمع طور ریان شرر طور بھی اس کے حسن کا فروغ سنکر افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہیں اٹھا کہ بمقتضائے نظم

زہے شراب لبت مایۂ طربناکی
نمودہ نرگس مستت ہزار بیباکی

گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا
کجا شگفتہ گلے درچمن بدین پاکی

بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی
تبارک اللہ ازین چابکی وچالاکی

نشستہ ام برہت چون غبار دمی ترسم
کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی

جواب تلخ شنیدن ز لعل می گونت
چو تلخی مئ ناب آورد فرحناکی

متعین ہو ماہ نے کہا کہ پھر تم کو کچھ معلوم ہو کہ عمرو عیار یہان آیا تھا یا نہین عمرو نے منھ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ
کوکب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہو کہ دربار مین پہونچ گیا ہوگا کیا تم اس کے لینے کو آئے تھے ماہ نے کہا کہ نہین
بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہو خدائے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہو مین عمرو کو شرط کر کے قتل کرنے آیا
ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف
بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئے گا دیکھیے اپنے سچے ہونے کے لیے مجکو تو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا اب
ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کہ بقول حافظ چہ جاے من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز + ازین حیل کہ در انبانۂ
بہانہ تست + اچھا مین جاتا ہون اور دربار ہی مین اسکو مارونگا یہ کہہ کر پرواز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن
مین اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا یہان عمرو کو نہ پایا حیران ہر سمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا
کہ کہو سر عمرو کا لائے اس نے عرض کیا کہ حضور نے تو مجکو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا شاہ نے
فرمایا کہ تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہو اس نے کہا کہ میری کیا مجال ہو لیکن محافظ بیابان زرین مجھ سے
کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا شاہ نے یہ سنکر ہنسکر فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمرو عیار
ہو ورنہ وہ چاہتا تجکو مار ڈالتا اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون ہیبت انکا آنا خوشی کا آنا ہو + ایک
آفت سی گھر مین اٹھتی ہو + اگر عمرو تجکو مار ڈالے گا تو مین شنوائی نہ کرونگا تو اپنا خون اپنے ہاتھون
سے کرتا ہو عمرو کی اس مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمرو کی فطرت پر حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا
رہا اور اُسے نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کر کے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب
اس ناعیار کو مارے لیتا ہون یہ کہکر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا کیون پھر کیون آئے
اس نے نعرہ کیا کہ باش او دزد مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروے بادشاہ مجھکو ذلیل کرایا فقرہ
دے کر الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ
درست کر لے یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ عمرو کو ہوشیار کر کے مارونگا یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہان سے کہین اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ
ہو گیا اس کا چلا جانا عمرو کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کر کے کفن عیاری
لحہ بھر مین اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند
لات اعلے کا پیک ہون بڑی مشکل سے تجھکو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری
بنادی اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا مین عمرو ہون خداوند جو سلطنت کہ عمرو کی ہو وہ تجھ کو دینگے
بشرطیکہ تو اس امتحان مین پورا اترے اگر تو اپنے تئین عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند آپ کی
قتل کر ڈالینگے اس قیدی نے رہائی پا کر خوش ہو کر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا
عمرو اسکو پکا کر کے آپ گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہین اور نہ جا سکا وہین

مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب — برستے تھے اسمین سے درِ خوش آب
برس کر جو گرتے زمین پر گہر — جواہر کے اس جا سے اُگتے شجر
گلو بھی چمک یون تھی پھیلی ہوئی — شفق جیسے گلشن مین ہو پھولتی

عمرو چبوترے سے اُتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس
عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی فی الجملہ مخمور ایسے
رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہو بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب
نہین بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت مین صحرائے جواہرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے
نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہو اور یاقوت کے حرف
اسپر منقوش ہین یہ دیکھکر اس کو اُٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہو جب اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ ای باغبان
گلشن عیاری آپ کے بارے مین ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم
کے بحث ہوئی ہو اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اُٹھا کر چلا ہو اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زرین ہو
آیا چاہتا ہو ہوشیار ہو جائیے عمرو نے پتے پر یہ بات دیکھکر چاہا کہ پتا زنبیل مین رکھون اور
آپ فکر عیاری کرون پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اُڑا اور پھر درخت مین جا کر لگ گیا عمرو دلمین
حیران تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہو کیا عالیجاہ اس بادشاہ کی سرکار ہو مگر مال اسکا پائی کا مال
ہو کہ ایک پتا سر کے کیا مجال ہو مجھکو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنٹک وردنی بن گیا ہوگا
اور یہ کون ایسا میرا دوست یہان ہو جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات
مجھ پر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت + حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت +
خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار ہو رہو یہ تجویز کر کے ایک تاج زمرد نگار زنبیل
سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زر دوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے گلے مین ڈالے
بُت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھے جھولا بادلہ نگار اسباب سحر رکھنے کا گلے مین لٹکایا منقل
آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین مین گاڑ دیا اس ہیئت سے ساحر معزز صورت بنکر
بیٹھا الغرض لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا مین بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو
تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی
عہدے دار سرکاری ہو بس سحر سے دریافت کرے کہ عمرو کس جگہ ہو یہ سوچکر چاہا کہ سحر کرون پھر
خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے چلکر پوچھو اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہو غرضکہ عمرو
کے پاس آیا اول صاحب سلامت کی پھر یون گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو
عمرو نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہان مسکن ہو شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ حقیر

دران میدان کہ خالی بود آفت ربودہ از ہمہ گوے لطافت
بسان زاغگان بستان انجیر پئے طفلان باغ از شیرہ شیر
بر ہر مرغ کے انجیر خوارہ دہان بردہ چہ طفل شیر خوارہ

اس صحرائے بہار آگین و نزہت قرین کے بیچ مین ایک چبوترہ طلاے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا دہی بیٹھنے کی جاے جوان و پیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گسترہ ہے عمرو کو وہ تختہ خاک اور چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے قریب چبوترہ پہونچا وہان پہونچتے ہی ایک صدا تڑاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہو گیا مخمور سحر بھولی اور خواجہ بھاند نہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر اور آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چبوترہ کے دونون دونون کو دو طرف لے چلے دونون کی خاطر مین فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے پہلے عمرو کا حال سنیے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ مخمور سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لمحہ بھر مین سن سے ایک مقام پر آکر زمین پر پہونچا عمرو نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہین اور لعل و گوہر سے سب پھلے پھولے ہین عروس دہر کو مشاطۂ قدرت سر سے پانک گہنے مین لادے تھی یا زمین سے دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ جو پتون کے بیچ مین کھلا تھا گوش شاہد بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ مین گلہاے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سورج مکھی چہرۂ حور سے روشن زیادہ ترلالۂ و جام نگارین جواہرین خمخانۂ بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو گیسوے حور پریشان بلکہ جوہر آئینۂ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل اشرفی کے نزدیک روبرو دینار طلاے مہر بد چلن نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھکر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہہاے انگور پر عقد ثریا و پروین و پروین کا دل نثار عجائب غرائب طلسمی بہار ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار کہ ہو جیسے گلگونہ روئے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا نہ زر گل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا
زمین کا وہان کی یہ تھا احترام فلک کا ذرا تم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان ستارے تھے ہر وقت جسمین عیان
کہین مہر تابان تھا نکلا ہوا حرارت کا جسمین اثر کچھ نہ تھا

کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمرو عیار تشریف لائے ہین تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھیجو اور قلعۂ ہفت رنگ مین جو تخت گاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تمھین کرتی ہو یہ کام بھی تمھارے حوالے ہے اس تقریر کو جو نامہ مین لکھی تھی اسوقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا خورشید نے چپکے سے کہا کہ اے برادر کیا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا دین مین فرق آ گیا اب وہ بلچھ ترک مسلمان عمرو یہان آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم مین ہوگی ہمارے خداوند راشد الشیاطین اور زردشت و سامری وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائین گے ہم دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئیگی خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتین کین تھین کہ ماہ رونے لگا اور جسارت کرکے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالیجاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمائیے اور اپنے خداؤن کو ایسے بلچھ کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمرو کو تو برا کہتا ہے آج اسکی شوکت دیکھیے گا اور اس کے ہنرہائے شایستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا تم جس کی تعریف کرتے ہو اس افراسیاب نے تو کچھ علاج اس کا کر نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالو گے اچھا جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لے کر پھر آیا کوکب نے کہا تم ساحر ہو وہ غیر ساحر مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کرکے اسکو قتل کرنا اس نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ مخمور ساحرہ ہے وہ لڑے گی گھڑی کی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی ہان خوف یہ ہے کہ اس لڑائی مین عمرو بھاگ جائے گا کوکب نے کہا ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہوگا ماہ نے کہا بہتر ہے مین اب نعرہ کرکے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا اگر عمرو و مخمور جو باتین کرتے چلے آتے تھے یکایک اس بیابان سے نکلکر ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف شفاف سے وہ بھری تھی کنارے اس کے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سرکشیدہ و بلند سونے و چاندی کا لگا تھا صناعان چابک دست نے بہشت کا چربہ اتارا تھا تنے درختان ارجمند کے گنگاجمنی طلائی و نقرئی بنے تھے پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آئے تھے شاہد بہار زیور مرصع کا پہنے تھے سونے مین زرد اور موتیون مین سفید بنی تھی کہ بمقتضائے ابیات

چنارش را قدم بر دامن سرو — حمائل دستہا در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عماری — بفرقش نارون را چتر داری
چمن تا رنج را این صحن میدان — بکف نارنج و شاخش گوی چوگان

اسیکا ہی ایک ملک سرکار کی یہ شوکت البتہ ہی کہ آپ برابر والے افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ بپاہ انصاف آپ ہی غور فرمائیے کہ کوئی ہی مقابل اسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین آج اس بادشاہ عالی پائیگاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہی کہ بموجب ابیات

بندگانش تاجدارانند و گرد کوی او　تاب ظلم او ندارم اللہ اللہ چون کنم
ہر قدم تاج سر افتادہ بر خاک ورے　من گدائے بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پرشوکت و جاہ وقت جنگ میدان مین آئے تو کل طلسمات کے بادشاہ اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونگے اور اُسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی آب تدبیر سے منطفی نہ ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتۂ فطرت سے نہ رک سکے گی اس صورت مین مناسب نہین کہ بادشاہ اسکندر منش افراسیاب کے دشمن عمرو کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہی کہ عمرو کو باندھکر خدمت شاہ جادوان مین روانہ فرمائین کہ ممنون ہوکر نئے سر سے دبستان الفت مین دیوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان تعشق مین گوے مودت کھیلے اور علاوہ اسکے اے بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہی اگر ایک حجرہ کھول دیگا تو اس مین سے جو آفت نکلے گی اسکو کوئی نہ روک سکے گا اب اس کمترین نے از راہ ترقی خواہی او ردولت سگالی جو کچھ لائق حال بندگان دارا دربان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کرکے اس عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہی لیکن جب تقدیر برگشتہ ہوجاتی ہی پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہی کیا تونے نہین سُنا ہے کہ بمقتضاے ابیات

فلک کو دیر مہر و ز در کین ست　یکے را بر کشد چون خور بر افلاک　خوشا آن دانا بہر کارے دیا لے
درین محنت سرا کارے این ست　یکے را افگند چون سایہ بر خاک　کہ از کارش نگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہی مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی زبردستی کچھ نہ چلے گی اور خدا عمرو کا ہرچند کہ اکیلا ہی مگر سب سے زبردست ہی کہ اُس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہی جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہین اور لوتے دو سو خداوند کی تقدیرین روبرو ایک تدبیر عمرو باطل ہین دیکھو اس طلسم ہوشربا مین آکر اسنے ہزارہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ممالک خالی کر دیے اور منازل طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا لوتے دو سو خداؤن نے اسکا کچھ نہ بنالیا یہ کہکر کوکب نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ برّان شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو

عمرو و محمور داخل باغ سیب ہوئے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے فرمایا کہ مجکو ان کے آنے کی خبر
اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم مین سے ان کو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھین گے اگر حکم دینگے
طائر اڑکر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیرون سے فرمایا کہ عمرو عیار کے بارے مین تمھاری کیا صلاح ہے
مشیرون نے عرض کیا کہ جو رائے اقدس و اعلی مین گذرے وہی اولے ہے بادشاہ نے ہنسکر کہا
کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہین کہ عمرو عیار آئیگا اور اس کی وجہ سے طلسم ہوشربا کا حاکم ہمارے
ہاتھوں سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے بدبختی اس سے اور ہم سے چلی آتی ہے اب یہی وقت کینہ نکلنے کا ہے
مشیرون نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ ہم خرمن بے انتہا + خوشہ چین اسکی ہے سب خلق خدا +
لیکن ہم جانتے ہین کہ آپ کاہنون کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ
اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم مین اپنے وقت کا جاماسپ ہے
حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تم نے ہماری تیار کی ہے وہ لاؤ اور اسکے
حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تمھین
باآواز بلند پڑھو اس نے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ دورۂ سبع سیارہ
لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث و تسدیس و تربیع و مقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بعد ازان آنا
عمرو کا اور شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نور افشان کا مسطور تھا چنانچہ جملہ حال
اہل دربار سنکر شاد ہوئے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور چاہتا
تھا کہ عمرو کے بلانے کو کسی کو بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہ ہے عرض پیرا
ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت یون ہوا گویا رفیق خوش خصال +
عرض کے قابل ہے اک میرا سوال + بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اس نے التماس کیا کہ
میرے ذہن مین یہ بات نہین سماتی ہے کہ عمرو کا ایک خدا ہے اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ خدا
واحد و لاشریک ہے لیس جب اس خدا کا کوئی شریک ہوا تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا
تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا اے شہنشاہ ہمارے پونے دوسو خدا ہین
وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے پھر عمرو کا خدا اکیلا ہے پونے دوسو سے مغلوب ہو جائے گا
اور اکیلا خدا کا ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہے کبھی کسی نے اسکو دیکھا نہین عمرو اس کے
پاس جاکر عرض نہین کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین و آئین مین فرق
ڈالنا خلاف عقل ناقص ہے اس احقر کے اور کوئی عاقل اس بات کو پسند کرے گا کب شہنشاہ
افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی شراکت کرے گا کس لیے کہ
افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہین اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ طلسم بھی

پھولون کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت بتاتے سیب کے سامنے سیب زنخدان عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

بدیدآن دل افروز باغ بہشت	چنہاے او چون چراغ بہکنت
بہر گوشۂ چشمۂ گلستان	زمین سنبل و شاخ و بلبل ستان

عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہی اس نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہی اسکے آگے بیابان انارستان ہی انارون کے اندر فوج شاہی ہی اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہی ہم تم یہان آئے ہین توکل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہون گے اور خبر ہماری عرض کرین گے جیسا حکم ہوگا وہ حکم ظہور مین آئیگا اسی کا ذکر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا اور ہر درخت مثل صوفیان باصفا یا بہ رنگ نوجوان سرشار نشۂ شراب کے جھومنے لگا ہزار ہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور ان مین سے کچھ طائر نکلے اڑکر ایک ایک سمت کو چلے عمرو و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعہ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہی حکیم ندیم مشیران سلطنت و زیران باہمت کا مجمع ہی ہر ایک سردار حاضر ہی اپنے اپنے عہدہ پر ہر ایک ساحر ہی وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہی جو ایک چشم زدن مین قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہی دربار معمور ہی رعب و داب کا یہ دستور ہی نظم

بدیبا بیاراسته گاه شاه	نہاده بسر بر زگوہر کلاه
گیے جام یاقوت پرمے بچنگ	دل وگوش داده با وای چنگ
ہمہ بزم گہ پر ز رنگ و نگار	کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خسرو پرست	بہ بادۂ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن	بہ پیش اندرون دستۂ نسترن
پرچہرگان پیش خسرو بپاے	سر زلف شان پر ز مشک سارے
غلامان رومی و چینی ہزار	ہمہ پاک با طوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر	بہ نزدیک شاہنشۂ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوئے اور انسان بنکر بصد ادب دعا بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ دے کر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاہ و بد تخت و کلاہ	کہ شائستہ تاج و زیبای گاہ
دل ما یکایک بفرمان تست	ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پاے تو باد	ہمان تخت پیروزہ جاے تو باد

ہین اور سبز رنگ ہین سرخ و سفید ہین زرد ہین سیاہ ہر رنگ مین مختلف اللون شناور تھین ان سے عجائب و غرائب بہارین ظاہر تھین دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی اور اس طرف جدھر سے سوار ہوے ہین زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہی کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہی بس جہان جہان اتارے کی جگہ ہی وہان ایک ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہی اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اس مقام پر کے سردار کی اطاعت مین ہین اس کے حکم سے راستہ کر دیتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون سحر پڑھکر کشتی اس جگہ کے ساحرون سے منگا کر آپ کو نصف دریا تک پہونچاتی ہون پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار رہی یہی باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ ہی اسمین خط باریک سا نظر آتا ہی گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہین بس اس خط کے پاس جا کر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ پریزاد ماہی اس کشتی کے قریب آیئے تو ایک بات راز کی ہی وہ عرض کرون مچھلی قریب کشتی کے آئی اس نے جھک کر کہا کہ عمرو عیار تمھارے بادشاہ کی طرف سے لڑتا ہی اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوشربا نہین کر سکتا اسوجہ سے مدد مانگنے تمھارے بادشاہ کے پاس جاتا ہی مین اپنے مطیع ساحرون کو نقرہ دیکر اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک لائی ہون اگر کہو تو اس پار اتار دون ورنہ تم آپ انکو لے جاؤ ٹھہرنا اچھا نہین وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھا لے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ دوسری کون ہی اس نے بتلایا کہ میری دختر مخمور ہی یہی رہبری کر کے خواجہ کو لائی ہی اسی کے باعث مین نے بھی تم تک عمرو کو پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہی مچھلی یہ کل کو الفت سنکر غوطہ مار گئی کشتی آگے بڑھی یہانتک کہ اس کنارے پر جا کر ٹھہری اسرار نے کہا خواجہ یہ زمین سرخ کوکب کے عمل مین ہی اب جایئے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی کا بھی حال کہدیجیے گا اور تسلیم کہدیجیے گا عمرو و مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار ناؤ لیکر پھری دم بھر مین اپنی سرحد پر پہونچکر غائب ہو گئی عمرو جب اس پار پہونچا کہا ہوا بیت ؎ حمد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ۔ مٹ ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری ۔ مخمور ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختون کا باغ نظر آیا کہ شجر بہ از اثمار کوسون تک لگے جو رخزان و آسیب باغبان سے بری ہرے بھرے مرادمند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوے کھڑے تھے مرغان خوش الحان درختون پر نغمہ سرائی کرتے تھے ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین رنگ رنگ کے

بھاگین اور لشکر عمرو مین لے آئین نہین تو مواجان سے مار ڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہی سچ تو یہ ہی کہ عمرو نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہوچکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہون اچھا بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہی اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہین جانتی کمبخت ابھی مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون چودھوین تو برس مین ہی ثابت سحر پڑھنا بھی نہین آتا ایک بار میرے یہان آ کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر روٹی رو کر مانگتی تھی آپ اسکو اپنی کنیز سمجھکر حفاظت مین رکھیے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤن نہ پڑنے دیجیے گا مین بموجب بیت ہی سوال دل سے بھی دختر عزیز + آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمرو نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہی بجاے فرزند کے اسکو مین جانتا ہون تمھارے کہنے تک کیا ہی جو مجھ سے اس کی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا اور ہر حال مین اس کا شریک رہون گا اسرار نے کہا کہ مین آپ کو اپنی جاے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہین ہی کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم مین جائے گی وہان سے باز پرس ہوگی اب مین بھی کہین چھپ رہون گی اور انشاء اللہ آپ کے لشکر مین موقع پاکر پہنچ جاؤن گی یہ کہہ کر ایک درۂ کوہ مین دونون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر روح فرہاد نثار تھی بلندی اس کی سر تاج کوہسار تھی شیرین کوہ بیستون کور و بر واس کے پشتۂ خاک جانئے اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلے دشت نجد کو جاے ہولناک سمجھے کہ بیت یکے کوہ بودہ سر اندر سحاب سپہر لیست گفتی نہ خارا پر آب + درہ کوہ مین ایک دریا جاری تھا پانی اسکا سات دھارین سبز و سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے کہا خواجہ دریاے ہفت رنگ یہی ہی کہ تمام طلسم کے گرد بہا ہے اسکے پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو یہ دریا آگے بڑھکر بہا ہی وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہی اور جسجگہ جو ہم آئے ہین تو اس لیے کہ پار دریا کے عملداری کوکب کی ہی وہ ہم کو بلالے گا اگر خدا نخواستہ اس نے ہمکو طلب نہ کیا تو بیابان ریگ وغیرہ طے کر کے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا ہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت نزدیک کی ہی اور آسان گذار ہی اور سمت سے گذرنا بہت دشوار ہی اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہرگز نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتین یہ باتین کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے آ کر لگ گئی اسرار مع مخمور و عمرو کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتون رنگ کا پانی دھارین ہو کر بہنا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ آب قباے ہفت رنگ متلون زیب بر کیے ہی یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر مین رنگ تیار کر رکھے ہین مچھلیان سرخ رنگ

کچھ دور وہ ساحران کو کشان کشان لے گیا تھا کہ دعا انکی درگاہ رب العزت مین مقبول ہوئی یعنی مادر مخمور جو اسجگہ سے آگے رہتی ہی ایسی ساحرہ بے بدل ہی کہ سرحدی فساد کو کب سے جو کبھی ہوتا ہے اسکا فیصل کرنا شاہ جادوان کی طرف اسی کے محول ہی علم کہانت مین یکتاے روزگار ہی سحر مین جمشید کی یادگار ہی وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمرو کو یہان لائے گی اور طلسم سے باہر جانا چاہے گی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کراؤن اور سمجھا کر کے عمرو سے اسکو چھڑاؤن شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤن فی الجملہ تلاش کنان ادھر آنکلی کہ فیل سر ان دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر رود یا محبت مادری نے دل مین جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق کو کہان لے جائیگا یہ دختر میری ہی اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو مین ہی ہمیٹ سکتی ہون اور دوسرے کو اس کے قابل نہین جانتی اس ساحر نے کہا اے ملکہ مجکو نامہ شاہ جادوان آیا ہے اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً الحریر فرمایا ہی مین سر ان کے کاٹ کر لے جاؤنگا تمہین نہ دونگا کہ تم اس کی مادر ہو قتل نہ کرو گی مفت مین بدنامی ہوگی اسرار نے بغضب کہا کچھ شامت آئی ہی تجھپر بھی حکومت کرتا ہی موے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا ہی یا خود مختار کیا ہے فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنیٰ اور اعلیٰ سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی عالیشان ہی اسرار نے ہنسکر کہا کہ خوب بمصداق فرد این ندانستہ کہ قدر ہمہ یکسان نبود + زاغ رام رتبہ مرغ خوش الحان نبود + تیری قضا آئی ہی یہ کہکر جھولے پر سحر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ فوراً زمین مین سما گئی فیل سر نے اسی جگہ جہان یہ سما گئی تھی ایک ٹکر ماری زمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے چارطرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور سے مارا کہ اس کے سر پر پڑا توڑ کر پار نکلگیا اور پچھاڑ کھا کر زمین پر گرا ہزارون شعلے سر سے نکلے صحرا مین آگ لگی وہ کاقرہ سرد ہوگیا شور و تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد اس ہنگامے کے لاش اسکی بیر اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے مخمور و عمرو چھوٹے مخمور چھوٹتے ہی مان کے قدم پر گری عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو پیچین پڑا بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بٹیا اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجکو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہی مخمور نے کہا کہ امی جان کے سر کی قسم مجکو بھڑ دے افراسیاب نے چھنالا لگایا اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا افگار ہوگیا تھا اب تک درد ہوتا ہی میری خالہ جان آپکی بہن ملکہ نسترن مجکو لے کر

یہان تک پہونچا یا اب بموجب بیت اے دل کہ پا بکوے ہلاکت نہادۂ + باور مکن کہ سر بسلامت برون بری + میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی عمرو نے جو یہ للکارنا سنا مڑکر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھسونڈے سے ملے ہوئے منھ کے باہر سے چوڑی فولادی چڑھی مثل دندان فیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشۂ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر پیل و مویش دراز　　دہان پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لبانش سیاہ　　تنش را نشایست کردن نگاہ
ہمہ کار ہاے شگرف آورد　　چو خشم آورد باد و برف آورد

عمرو نے اسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگے گلیم اوڑھے لیکن پاؤن بھول گئے کھڑا رہ گیا اس نے سحر سے بجسں و حرکت کر دیا مخمور نے بچا لانے کی ایک گیند سحر کا نکال کر مارا فیل سر نے جادو پڑھ کر دستک دی کہ گیند الٹا پھر کر اسی کے لگا مخمور بیہوش ہوکر گر پڑی اس نے آکر بند در سحر دونون کو پکڑ لیا اور مخمور کو ہوشیار کر کے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہو گئی مخمور نے جواب دیا کہ کیسا عمرو تو کیا بکتا ہی مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہون اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیکھ تو موے میری مان کیا ترا حال کرتی ہی تو نے مجکو بے وارثا سمجھا ہی فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا او چھوکری مجکو دم دیتی ہی ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہی نامے ہم مخالفان صحرا اور مالکان در بند کو پہونچ چکے ہین کہ مخمور لیے ہوے عمرو کو طلسم نور افشان کی طرف جاتی ہی جو کوئی اس کو پاے گرفتار کر کے لائے سرکار سے انعام ملے گا لہذا تو اب نہ بچے گی مین تیرا سر کاٹ کرے جاؤن گا مخمور نے کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد للہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھ سے جو کچھ ہو سکے کوتاہی نہ کر خداے ما بزرگ ہست فیل سر اس کلام سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسیٹتا ہوا اپنے گھر چلا یہ دونون بلبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالے مین فریاد کرنے لگے نظم

اے تسلی دہ دل پر درد　　اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان　　عقل کل تک ہی اس جگہ حیران
تو جو چاہے محال ہو ممکن　　دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ بنے　　ہر شجر لعل شب چراغ بنے
جوے تصویر سے روان ہو آب　　کرم شب تاب ہو در شب تاب
اس بلا سے ملے نجات ہمین　　کیون نہ کافی ہو تیری ذات ہمین

مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو آ پہونچے ہین اس منزل سے گزر کر آگے جائے سرور ہی یہ کلام کرتے عجب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت برین پایا دوب سفید رنگ کوسون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گو یا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز نہرین لطافت بیز اگر وشت کی سر سبزی خضر کو نظر آئے اس جگہ کے تعشق سکونت پر زہر کھائے اگر زہر سے پانی کی صفائی سکندر دیکھے آب غیرت مین ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورتگری مصور بہار سے نگارخانہ صحرا مین تصاویر بوقلمون گلہائے خوشرنگ کھینچی تھی گلزار ارژنگ چین کو رشک سے شرمندہ بناتی تھین گل بوٹے زمین سے اس طرح اُگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کوسون تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری بنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا مقیش مروارید کا ہلنا معلوم دیتا تھا درختون کی بیلین زلف سبز رنگان وہر کو شرماتی تھین کلیان پھولونکی وہان معشوقان چین و چگل کو وہن دریدہ بناتی تھین ساونی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالۂ و گل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا دھوان بلند تھا سقف گردون مین کاجل پار کر چشم رقاصۂ فلک کو لگانا نہایت پسند تھا ہر سمت کوہسار سے آبشار ہوتا جدول انہار کے کنارے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا وہان کے خوشون کو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمجھکر سر پر چڑھانے کو سر جھکاتا تھا یا دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا	اور چلنا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا	اور وہ سروسہی کا جھومنا
جلوۂ مستانۂ موج نسیم	ابر سے برسات تھا در یتیم
گو ہوا مین جلوۂ مستانہ تھا	ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہون	فرش گل پر دُر نثاری کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار	ہر شجر پہ گل ہر اک پر برگ و بار

مخمور نے عمرو سے کہا یہ صحراے پر فضا لائق دید ہی مگر ٹھہرنا یہان عقل سے بعید ہی کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہی اور فیل سر جادو نام ایک ساحر یہان رہتا ہی اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے پر میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہی اسکے مکان کے بعد پھر عملداری کوکب کی ہی مان میری مجھ سے بہت خفا ہی افراسیاب ایسا اسکو معتبر اور خیر خواہ جانتا ہی کہ سرحد پر اسی کو مقرر کیا جبتلک مادر میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم مین جانا کبھی نہ ہوگا کوئی تدبیر سوچیے اور میری مادر کو راضی کیجیے یہ باتین کرتے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ اری او بکانہ گیسو بریدہ تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس دزد مکار گنہگار شاہ جادوان کو

صبا تہنیت لاتی ہے بار بار — شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
یہ ہے گلشن دہر مین انتظام — کہ ہین سرو استادہ مثل غلام
بہ تاکید گلشن مین ہر سمت ہے — نہ سنبل پریشانی ظاہر کرے
نگہبانی گلشن مین نرگس کرے — گل اشرفی کا خزانہ کھلے
لیے ہاتھ مین ساغر لالہ فام — بنے لالہ ساقی گری مین غلام
چمن مین ہے اس طرح سبزہ اُگا — کہ فرش زمرد ہے گویا بچھا
جوانان گلشن کرین اہتمام — سمن گستری ہون کنیزین تمام
ہوا پھر جوان موسم روزگار — چمن مین ہوئی آکے مہمان بہار
قبا ارغوانی کیے زیب بر — شگوفہ کا سر پہ رکھے تاج زر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان — ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کنان
لگے ناچنے مل کے طاؤس سب — ہوئین بلبلین نغمہ خوان طرب
یہ کہتے لگے ہاتھ اُٹھا کر چنار — بہ فیض ہوا اور بہ فضل بہار
خدایا شہ گل رہے خندہ زن — رہے زیر فرمان تخت چمن
مجھے بھی تو اے ساقی خوش لقا — شراب مصفا کا ساغر پلا
لگا کشتی مے کو دعوت مین آج — کہ مہمان ترا زندہ ہو خوش مزاج
مگر جام مے ایسا دے ساقیا — کہ جمشید ہون اپنے مین وقت کا
خط جام بھی ہو خط جام جم — میان جس سے نیرنگ ہو دمبدم
پلا ایسے ساغر مجھے سر بسر — کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر
کرین جام مے دلمین پیدا ترنگ — کہ ہے دیکھتا قلعۂ ہفت رنگ
بیا جاہ از خویش مستی گزار — یکے قصۂ نغز نادر نگار
ز نقاش استاد فرخ رقم — چنین می نگارد دبیر قلم

مہمانان کاشانہ عشرت و ذلہ ربایان خوان پر الوان مسرت و چاشنی یابان کلام نمکین و ذائقہ گیران طعام مضامین میزبان خانہ تمکین بیان سے مہمانسرائے خیال کو نعمتخانہ صفحہ حال پر اس طرح بٹھاتے ہین اور شیرین زبانی سے خامۂ قرطاس مین دعوت مضامین یون فرماتے ہین کہ جب مسافران جادۂ عجائبات بصد فرحت و سرور یعنی عمرو و مخمور غار سے نکلکر روانہ ہوئے آب نو پیتے اور جائے نو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان کفدست میدان ہو کے مکان طے کرتے ایک صحرائے پر فضا کے قریب پہونچے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے

برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے بہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمایئے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم یا نہ نہ آئین گے جان جاے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو پتلے آردماش کے بزور سحر بنائے اور انپر بٹھا کر اڑادیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر انکے حال کو دیکھ کر ہم کو مطلع کرتے رہو پتلے اڑ کر عقب برق روانہ ہوے یہ تو سب جانتے ہین لیکن اب حال حیرت اشتمال مسافران بادیۂ طلسمات نورافشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان پہونچنا رہگزارے منازل طلسمات وسیاران دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمرو کو قلعۂ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونا بران شمشیرزن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین سے مار ڈالنا پھر بران کا جانا طلسم آئینہ مین اور ایرج پر عاشق ہو کر لوح طلسم مذکورہ دلادینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک چشم کو اور سوفارہ کا مکر سے مسلمان ہو کر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان — کہ میخانے مین آگئے ہین میہمان
بلا آفتابی کہ ڈھلتا ہے دن — جوانی کہان اور کہان پھر یہ سن
زمانہ خزان کا گیا ساقیا — چمن مین ہنسے سارے گل کھلکھلا
بہم بلبل و گل مین ہے ارتباط — بسے بوے گل سے یہ کہنہ رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار — کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھرے یون ہین شبنم سے گل کے ایاغ — کہ جیسے چڑھائے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین مہمان ہے — شہ گل کی دعوت کا سامان ہے

کلاہ لعل بر سر کج نہادہ	گرہ از کاکل مشکین کشادہ
ز اطراف کلہ ہر تار کاکل	چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
بہ بر کردہ قباہای قصب تنگ	چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ

غرضکہ اس نے مہرخ کا ہاتھ پکڑ کر کہا سن اے نمک حرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنیٰ کنیز جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جاکر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچہ پر خاتمہ ہو گیا اے بیوقوف یہ بھی میرا ادنی سحر تھا اب تو لشکر مین آنا مین ایسے صندوقچہ تجکو بہت دونگی اور ایک سپہ سالار کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہین اچھا تو اب تو یہ صندوقچہ اٹھا برق نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اسطرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے صنعت ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر برق کو بہت کچھ سمجھایا جب اس نے کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یون نہ مانو گے اچھا تو مین جاتی ہون جسکو میرا سامنا کرنا ہو وہ روکے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا ہم برسر میدان تجھ سے سمجھ لینگے گھر مین آئے ہو سکو نہین ستاتے صنعت نے کہا کچھ ہو تو نہین سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمہاری حقیقت دیکھ لی ایک سحر مین تم سب کو غارت کرونگی برق نے کہا تو کیا میری حقیقت دیکھے گی ہم تو افراسیاب سے لڑتے ہین تیری اصل کیا ہے صنعت یہ سنکر خندۂ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب چمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہین ہے اسکے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے مین رہے پھر جو حواس درست ہوے مہرخ سے کہا آپکو یہ بدحواسی نہ چاہیے ایسی ایسی باتین بہت سی آئین گی یہ سب سمجھو کہ افراسیاب سے بڑھکر اس طلسم مین کوئی نہین اس سے لڑتا پھر ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے مہرخ نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہین وہ مالزادی کیا ہے اسکے دیو سے نہ ڈرین گے ہان سحر مین اسکی برابری نہین کر سکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکر مصروف میخواری ہوے ادہر جواسیسان لشکر حیرت خبر دریافت کرکے گئے اور بعد گذارش صنعت شاہی ملتمس ہوے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف مین ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت نے یہ خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہین ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی یہ کہکر ایک نامہ خوردون کی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان مین گئین مگر مین ہمہ تن چشم براہ انتظار ہون یہان نہ تشریف لائین لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچکر دو جادوگرنیون کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لیجاؤ جادوگرنیان نامہ لیکر چلین ہرکارے لشکر مہرخ کے خبر انکے جانیکی لے کر اپنی بارگاہ مین گئے اور سب کیفیت بصد آداب معروض بیان مین لائے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہوگی

اٹھاکر چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اس نے دستک دی کہ ضرغام کے پانون زمین نے
پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی اور سالار نے جھولے سے
سحر کے منقل آتش نکالکر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون کے کباب لگاکر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا
تھا کہ بوٹی کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچہ
لے کر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جائے موے
تو جو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان ہے تو سب کچھ ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے
صدقہ کردان بھڑوے لے اپنا صندوقچہ لے تو ضرغام یہ باتین سنکر پہچان گیا کہ برق ہے مگر سالار کے
دھوکا دینے کو کہا کہ غضب ہے بڑے اس بڑھیا یہ کمبخت صندوقچہ دینے دیتی ہے مین اپنی جان دیتا صندوقچہ
نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کون ہے اس نے کہا ہم لوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوستان
مین رہتی ہے ہم نے اسکو مان کیا ہے جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہے اور اسی جگہ
رہتی ہے اسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی ہمکو دیکھکر صندوقچہ لائی ہے مین جانتا کہ یہ دیدے گی تو اسکے پاس نہ رکھواتا
اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ
نہین ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہے وہان بہت سے صندوقچہ رکھے ہین تو اپنا چل کر پہچان لے
سالار سمجھا کہ یہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھوایا ہو ذرا چلکر دیکھو تو کہ کیا کیا ہے
یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سالار جو دو رہ تھا وہان آئے بڑھیا نے کہا
ادھر دیکھو وہ میرا گھر ہے اس نے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے تھا اس نے کمند ماری یہ گھبرا گیا بڑھیا سامنے
تھی منھ ادھر ہوتے ہی حباب بیہوشی مارا کہ یہ چھینک مار کر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا
غل وشور و تاریکی ہوگئی اور لاش اسکی بگولے اڑاکر لیگئے ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے
اور اپنے لشکر مین آئے مہرخ سے سب حال کہا تمام سردار سالار کے چکر دیکر پھرانے پر خوب ہنسے
پھر عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین معہ تمام سرداران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار
کی آگری اور سیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اٹھکر
چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے ہین کہ یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سبکی آنکھین بند ہو گئین
پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ کے تخت پر بیٹھی ہے اور سراپا غرق دریاے جواہر ہے
ہر چند سن زیادہ ہے مگر بزور سحر کم سن بنی ہے اس طرح کا حسن وجمال رکھتی ہے کہ گویا شب اول
کی بیاہی ہے

ابیات

نغولہ بستہ بس لالہ ز عنبر
نہادہ عقد گوہر بہ بناگوش

ز گوش آویزہ کردہ لولوی تر
کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش

تنہا نہ جائیے سالار سمجھا کہ تو یہ سالار ہی اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہین لیکن دل دیکھتے ہین سب بودا جانین گے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا مین کچھ حلوا ہون جو کھا لے گا یہ کہکر ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت زدہ کو از بسکہ دق کر کے مارنا منظور تھا بدین سبب یکا یک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے بھی دیکھا اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر راہ طے کی اس وقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہی جہان صندوقچہ رکھ آیا ہی اگر وہ بہت دور تھا تو وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہو کر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان رکھا ہی اسجگہ رکھا ہی اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون چلیے ڈھونڈھتا ہون اگر ملگیا تو مال آپ کا ہی نہین تو مال ہمارا ہی جب یاد آئیگا تب آکر دے جائینگے اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار ہی ڈالونگا ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہی اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہی اچھا چلے تو آئیے سمجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اس نے استفسار کیا اب کہان ہی اس نے کہا آج مجکو چھوڑ دیجیے مین اپنے گھر جاؤن کل میرے جب حواس درست ہون گے تو آکر ڈھونڈھونگا سالار نے غضب مین آکر کہا ابے کیون باتین بناتا ہی مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکلجائے گا ضرغام نے ہنسکر جواب دیا کہ چلو اچھا ہی میری جان گئی تمھارا مال گیا یہی سہی سالار گھبرایا گویا ہوا کہ بھائی بتادو کیون دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا اگر صندوقچہ لینا ہی تو چپکے چلے آؤ ناچار وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور گیا تھک کر بولا کہ کیون تو نہ بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا کیون جاتا ہی اسنے کہا تو یون نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یون کہنا نہ چھوڑیگا جبتک کہ سزا نہ پائیگا سالار بولا کہ پھر شرط مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون یہی بات ہی کہ ناک کاٹ لون سالار بہت ہی خفا ہوا لیکن غرض بہت بری ہی جانتا ہی کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کہے گی کہ جاتے ہی حربہ سحر کا چھنوا دیا فوج والے بھی ہنسین گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہی جسطرح بنے لینا چاہیے یہ سوچکر پھر کچھ میل کی باتین کرنے لگا اور کہا بھائی آخر وہ تم کیون نہین دیتے ہو مجھ سے جو کچھ کہو وہ مین دون اس صندوقچہ کے لینے سے تمھارا کچھ بھلا نہ ہوگا ضرغام نے کہا اے میان اتنے ہی کے لیے تمھین لائے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی ہم خود حیران پھر رہے ہین چلو ڈھونڈھے دیتے ہین گھبرائے کیون ہو غرض اسی طرح اس کو لیے لیے کوسون کا چکر دیا کہ پاؤن اس کے سوج گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور مین بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر

کی احتیاج ہوئی اُٹھکر جو کی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا
ہی تم اپنا کام کرو یہ سمجھکر اُٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کار رکھا تھا اُٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے
ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہی کچھ ضرر نہین پہونچا ہی معلوم دیا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے اور بعض ترکیب
سے سحر پیدا ہوتا ہی وہی تدبیر کروی جائے تو اسمین سے سحر پیدا ہوکر کام دے بس یہ لے کر اس کو خیمہ کے
باہر نکلا یہان جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے انکو باعزاز بلایا تھا یقین ہی کہ صندوقچہ دیا
ہوگا یہ سوچکر کسی نے نہ روکا یہ نکلکر جب لشکر کے کنارے پہونچا اسوقت سالار جو کی پر سے آیا برق
کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بد قسمت تھا جو چلا گیا نہین تو مین بہت کچھ دیتا جب افسوس
کر چکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہین پھر تو کھلا یا اور بدحواس ہوکر باہر آیا پکارا کہ وہ لے گیا
ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنے سب یہی کہنے لگے کہ ارے
وہ لے گیا ارے وہ لے گیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لے گیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہی اسیطرف
سب جاتے ہین اور لے گیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر
نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہا وہان بھی غل سن رہا
ہی کہ لینا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا یہ تو غار مین مخفی ہی کوہ کے مگر ضرغام
سے جو کہہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر مین آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ
لیے دیکھکر اسکو بھی دلگی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہی اس بیوقوف سیہ سالار لشکر کے مار ڈالنے
کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جاکر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے
بھاگ کر چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ
کیا برائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و گوہر کے کئی صندوقچہ دون اب اس صندوقچہ مین
جو تو لے گیا ہی کچھ زر و جواہر نہین ہی صرف سحر کرنے کا ہی وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض
مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا
کہ تو بڑا بیہودہ ہی کیسا صندوقچہ اور بالفرض اگر مین لے بھی گیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لیگیا
ہون جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دین گے سالار نے یہ سنکر ایسا سحر پڑھا کہ
ضرغام کے پاؤن زمین مین دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہوگیا اور کہا سالار
کیا چاہتا ہی اس نے کہا صندوقچہ دے اس نے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنی مین صندوقچہ
غار مین ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے
رہنے کی وہ جگہ ہی اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو بُرا ہی اس لیے تجکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سنکر رد سحر
کرکے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ مکار ہی آپ

تپاک کرے، فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا جلسۂ چنگ و رباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپ کو یہان آنے کی اس لیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہونگا تسلیم کرین گے اور جادۂ راستی سے قدم خلاف نہ دھرین گے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھا دیجیے کہ آج تک جو ساحر آیا اور آپ کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کا غارت کرنا منظور نہ تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرماکر رعایت فرماتے تھے مگر تا بکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے وزیر کو بھیجا ہی بس ملکہ عالم سے لڑنا یا شاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہمسر مور ضعیف بہ پیل دمان سے کہین لڑ سکتی ہی اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہین بجھا سکتا کیونکہ مین آئم کہ خود را دانم کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر مین شمہ بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہین کرسکتا

ابیات

شہ ساحران صنعت سحر ساز
کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز

خداوند اور رنگ کشورستان
سر افراز جادوگران جہان

کسی کو ہو کب دعوی ہمسری
کہ ہر وقت کی اپنے وہ سامری

نہین ساحران جہان کی مجال
کرین سامنے اسکے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے تو اپنی جان آپ دے گی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیون کو بھی منع کردینا کہ وہ بھی جسارت نہ کرین ورنہ روز بد دیکھین گے اگر ہزار جان لے کر ہمارے لشکر مین آئین گے ایک بھی سلامت نہ لیجائین گے برق اس تقریر دلساز کو سنکر ہنسا اور دلمین سوچا کہ یہ کہان کے ہمارے دوست مہربان ہین جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پندنامہ پڑھتے ہین ظاہر ہوا کہ از حد بیوقوف بدتر از طفل ابجد خوان ہین خیر لازم ہی کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر یہان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لینگے یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی آپ نے جو کچھ فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہی خالی از صواب آپ کا ارشاد نہین ہین اپنے امکان بھر مہرخ کو فہمائش کرون گا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیارونکو مانع ہونگا الحق ایسا دوست شفیق تر از برادر مجھکو کہان ملے گا سچ تو یہ ہی کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہین کی جو کچھ کہ جناب نے مہربانی ہم یا شکستہ زادیۂ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر بھول گیا اور کہا اے برق آپ بڑے دانشمند ہین مین تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑون گا اور ملکہ سے کہکر بڑا ارتبہ و مرتبہ کراؤنگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہی غرضکہ اسی گفتگو مین اتفاق سے سالار کو پیشاب

لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو قریب
لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سردارون کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین
سردار مصروف تیاری ہوے لیکن اس بارگاہ مین جو اسپین لشکر مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کرکے
حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوے اور بعد عادثنا کے آنا لشکر صنعت بیان کیا مہرخ اس کے آنے کی خبر سنکر
لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جاکر اس صنعت
کے لشکر کو دیکھتا ہون اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہون مہرخ نے کہا تمھارا جانا بہتر نہین وہ بڑی زبردست ہے
برق نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہین خداے تعالیٰ زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کرکے کہا مین عیاری کو جاتا ہون تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام بھی
دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا مین پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے گڑے ہین
گنج پڑے ہین دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہین راوٹین اور ربیے چوبے استادہ ہین طلایہ پھرتا ہی
کوتوالی چبوترا بنا ہی دکانین لگی ہین پلٹنین اتری ہین اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہی ساحرون
کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہی برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے
پوچھا کہ بھائی مین رہنے والا فوج حیرت کا ہون ناواقف ہون تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہی اور ملکہ صنعت
کا کونسا خیمہ ہی اس نے جواب دیا کہ اے شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہی اور اس لشکر
کی کیا حقیقت ہی اسی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہی اس لشکر کے بعد لشکر ملکہ
صنعت کا ہی یہان سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہی اتنا بڑا مجمع ہی برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہی اور
سالار جادو اپنے خیمے مین بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اس کے رکھا تھا اس کو وا کرکے دیکھ
رہا تھا کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمک نکلی اور آفتاب کیسا چمکا کہ روشنی ہوگئی اس روشنی مین صدا
آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آپہونچا یہ سنکر اس نے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی
عیار بازار لشکر مین کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتین کررہا ہی اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے
پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے میان نے آپ کو بلایا ہی برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی
خدا مالک ہی غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمۂ سالار مین آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہی فرش مکلف
بچھا ہی میز کرسی دنگل وغیرہ آراستہ ہین آبدار خانہ میخانہ کے مقام پیراستہ ہین ہزارہا ساحر دروازہ پر
بعہدۂ خدمتگاری دبہ امید باریابی کھڑا ہی سامان سلطنت ہی بڑا کارخانہ ہی ایک دنگل زرنگار پر سالار
بیٹھا ہی روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہی اسمین پانی بھرا ہی یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہی برق
نے جاکر سلام کیا اسکو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کرکے الگ رکھدیا اور برق کا ہاتھ پکڑ کر بڑے
تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہ نازکین بیرخی نہ کرجاے + کہو یہ دل سے کبڑ ہوکر ذرا

ہمہ بندگان موے کردند باز	کہ آن موے مشکین کمند دراز
کمند دمیان رابہ گیسوے بست	بناخن گل ارغوان راخجست
سرماہرویان گسستہ کمند	خراشیدہ روے وبانزہ نژند

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کر خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہی لقا نے کہا اے بندی قدرت
تو نے ناصر کیلیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہمکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے
قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندونکو قتل کرنا چاہیگی تو ہم
تجھکو بھی غارت کر دینگے کیونکہ یہ بندگان معضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو
ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بروز نوروز زندہ کر دینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان
بندونکو قتل نہ کرنا نازک حشم یہ کلمات سنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذرخواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار
ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرونگی لقا نے اسکی دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے روتی ہوئی اپنی
بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی فی الجملہ کچھ دنون اس ساحرہ کو یہ احقر جامہ
مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہی اور حال خسران مآل افراسیاب بدسگال لکھتا ہی راوی
کا بیان ہی کہ بعد مرنے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے
آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے واکر کے پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا
کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمرو و محمور سمت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہی کہ منزل
مقصد پر پہونچین آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون
یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدۂ
وزارت عنایت فرمایا ہی اپنے ملک سے بہر استیصال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہی امیدوار ہی کہ
اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور
جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا نہین اگر عمرو و محمور جائین گے تو
میرا کیا ہوگا خیر تمہارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھون گا عجب نہین جو باغیون کو گرفتار
کرکے بھیجدے اور انکا شریک نہ ہو یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط
کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھ کر
کام نمکحرامون کا تمام کر دو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا فی الجملہ دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہنچے
ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پا کر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج
سالار جادو نام اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہراولون کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو
دے کر پیچھے سپہ سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک

پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشک ارم بنانے کا کیا باعث ہوا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا کہ نصیب تیرا اے شخص یاد رہو اجو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا اب تمام عالم زیر فرما تیرے کرونگی شاہ جادوان کا ہمسر بنادونگی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ بند کر کے اژدرہائے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہی اور مجکو شیشہ اسم اعظم دیکر طلسم بھیجا ہی بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند باختر یعنی لقا ہم لوگونکا وہ مرتبہ کرینگے کہ کسی پیمبر کا بھی ایسا مرتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجرائے جنگ وغیرہ سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہی اگر غصہ جتاؤگے تم کو بھی مسحور کریگی لازم ہی کہ اس سے باآشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا اے ملکہ زہے نصیب میرا جو تمہارا ادھر آنا ہوا یہ کہکر گردن مین باہین ڈال دین وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی شہزادے نے اسکو وہین لٹایا اور آسن مین رانون کو گانٹھا پھر ایک ہاتھ منھ پر پیار کے جی سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھین نکل آئین ہر چند تڑپی اور چاہا سحر پڑھے لیکن رانون مین دبی تھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کر سکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی منفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور دار و گیر برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ مارا گلابی چشم جادو کو کل ایک سو بچانوے برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی اسے بیدرد سو تو نے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت سے بھی نہ چنا تھا یہ ارمان و ناشادی ماری گئی بعد اس ہنگامے کے برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اسکی جھولی سے نکالکر توڑ ڈالا لشکر اسلام مین سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بارگاہ سے نکلے اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اژدہون کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ نابود ہوگئے بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے ان پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوش مین آگئے اس عرصہ مین جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا ہر ایک خوش ہوا اور امیر دربار مین آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا ہرکارے لقا کے جو دمبدم خبر پہونچاتے تھے یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوے کہ ملکہ گلابی چشم اثنائے راہ مین جمہور کے ہاتھ سے ماری گئین لشکر اسلام پر سے وہ آفت رفع ہوئی اب سب راحت پذیر ہین بختیارک یہ سنتے ہی پکارا الصلوۃ بر محمد و لعنت بر لقا کیون ملکہ کچھ خوش ہوئین تم نے اقبال مسلمانون کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ بموجب ابیات

بیکسی پر مری تو رحم کر — بے بسی پر مری ترحم کر
کون حامی یہان ہمارا ہے — اک تری ذات کا سہارا ہے
ہم ہین درماندہ دستگیر ہے تو — ہم ہین بیدست و پا قدیر ہے تو
اس بلا سے ہمین بچا یارب — پار بیڑا مرا لگا یارب

تیر دعا انکا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یعنی اتفاقات قضا و قدر سے شہزادہ شہر طولوس جمہور جہان سوز طرطوسی تبرزن پسر خواندہ امیر لشکر مین نہ تھا کئی روز سے دشت مین سیر و صید افگنی کرتا تھا گلابی چشم جو شیشہ لیکر چلی اسی دشت کی طرف سے ہوکر گذری ایک نوجوان کو ہمراہ خیل سرداران دشت مین شکار کنان پایا گر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشان ہے یا برج سنبلہ مین مہر تابان ہے نظم

برخسارگان چون سہیل یمن — بنفشہ دمیدہ بگرد سمن
کلاہ جہان پہلوان برسرش — فروزان ز دیبائے رومی برش
ہمی رفت چون شیر کف افگنان — سر گور د آہو ز تن برکنان
ز چنگال یوزان ہمہ دشت غرم — دریدہ ہمہ دل پر از داغ گرم
تذروان بہ چنگال باز اندرون — چکان از ہوا بر سمن برگ خون

گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت سے صحرا مین اتری سحر سے صورت اپنی ایک حسینہ بناکر خرامان خرامان گلگشت کنان چلی صدائے خلخال و پازیب سنکر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھاکر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلوہ کنان ہے اس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جنان ہے آنکھین اس آہوے بیشۂ رعنائی کی غزالان دشت ہیچ کارہ بتاتی ہین ابروئین تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بناتی ہین رخسار نازک سے گلہاے صحرا غنچہ مردہ ہین دہن تنگ کے روبرو غنچہ شرمندہ نظم

کہ از سرو بالاش زیبا تر است — ز مشک سیہ بر سرش افسر است
ببالا بلند و بہ گیسو کمند — دہانش چو غنچہ لبانش چو قند
بہشتی است آراستہ پر نگار — چو خورشید تابان بخرم بہار

جمہور بھی ایسی صورت زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور پکارا کہ بیت دشت مین آمد بہار ہے آج + چشم نرگس کو انتظار ہے آج + وہ نازک بدن شرماکر مسکرائی اور رچپان رچپان پاس آئی جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور اظہار عشق کرکے اپنے ہمراہ لیکر اسی جگہ آیا جہان خیمہ زربفتی استادہ تھا سائبان باسلک گوہر کھنچا تھا سامان عشرت و نشاط مہیا تھا وہان مسند نشین نگار پر دو یون گویا برج سنبلہ مین آفتاب و مہتاب آگئے شہزادے نے کشتی شراب کی کھینچکر آگے رکھی جام لبریز کرکے اس پریچہرہ کو دیا اس نے بیک جرعہ درکشید کیا

حاضر ہو اور سجدہ کر ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہون دم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی اور چراغ ہستی بجھا دونگی امیر کے گلے مین حرز ہیکل ہے اسی وجہ سے بیہوش تو نہ ہوے مگر اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہین اسکو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چلکر بارگاہ مین چلے آئے ادھر ساحرہ شیشہ لے کر بارگاہ لقا مین گئی مگر ایک رات کی مہلت جو دے گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہین ہین لیکن مصیبت کبری مین گرفتار ہین کوئی فرط عطش سے زبان دکھاتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے ہواے گرم نے برگ نہال حیات گرا دیے تھے غنچہ دہن سبز بختان خضر طریق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ بناے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریان اڑتی تھین بدن سے

زنبور کنول سے جل رہے تھے
پتھر سے شرر نکل رہے تھے

حالت جو سرشک کی بتر تھی
نمخانہ مژہ سے چشم تر تھی

مسدود تھی سیت کی روانی
قطرہ لب تیغ پہ تھا پانی

تشویش مین جان انس جان تھی
ہر ہونٹون پہ صداے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا آفت مین پھنستا تھا ہرکارے دمبدم کی خبر لقا کو پہونچاتے تھے ساحر خوشی کے مارے نعرے دمبدم مارتے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمائین صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی مین چھپے ہین سب باہر نکلین گے اور مسحور ہو جائینگے آپ لشکر سمیت چلکر سب کے سر کاٹ لیجیے گا لقا نے کہا یہی تدبیر ہم نے نوے ہزار سال پیشتر کی ہے کہ صبحکو تمام باغیون کو قتل کرینگے اسوقت جشن کیا جاے فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوے انجمن عیش مترتب ہوئی تھاپ طبلے پر پڑی صداے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھو اور پھر بزم عیش مین بیٹھو اسنے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دے کر کہا اے فرزند مجکو اور کسی کا اعتبار نہین تم اسکو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہونچاؤ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہدینا گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت مین مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے رو رو کر خداے پاک کو پکارتے تھے کہ ہمکو اس آفت سے بچا نظم

پھر تو مانند پنجۂ مرجان
ہاتھ اٹھا کر سوے درسجان

اے مددگار بیکس و ناچار
اے طرفدار ہر غریب دیار

اے کشا بندہ کار بستہ کے
ناخدا کشتی شکستہ کے

غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملک جی مین ابھی حمزہ کو معہ اس کے لشکر کے غارت کیے دیتی ہون یہ کہکر وہان سے
اُٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے
تو تاریکی معلوم ہو ادھر نہ آسکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر چوکا دیکر زمین کو لیکر بیٹھی اور
گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور
بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جاکر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ کہ مین تیرے قتل کرنے کو اے حمزہ آیا ہون
وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا مین بند کر لون گی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہو کر اُڑا اور سمت لشکر اسلام گیا
بعد اسکے اس نے اژدہون کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب
ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین مین سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوئے
تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے چلے شعلہائے آتشین منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے
زمین کانپنے لگی اور مردمان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیمون
بازارون سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے لیکن جدھر گئے دو اژدہون کو قلاب آتشین چھوڑتے
پایا اور راہ کو بند پایا صورتین ان موذیون نے ایسی پیدا کی تھین کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک
کا انکے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا عقرب چرخ کو بعد ترس و بیم اپنی جان کی نگہبانی کی پڑی نظم

چہ گویم ازان اژدہاے دژم	کہ ہشتاد گز بود از دم بدم
بدان جایگاہ بود غش آرامگاہ	نہ کردے ز بیمش بردد پوراہ
ہمی دود زہرش بسوزد زمین	نخواہد بدان ماند چرخ برین
ہمی آسمان کرگس اندر کشد	ز دریا نہنگ و دژم برکشد

مغز سر مین حرارت آتش زہر سے لشکر یون کا پگھلنے لگا تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور
گھاس جھلس گئی وہ آگ جو دہان اژدران سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا
اہل اسلام آیہ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے بعضے ان مین وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے
تھے بارگاہ سلیمانی مین شاہ اسلام اور سردار اور امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہان تک سما سکے جاکر
وہین پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزارون باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے
صدائے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اُسوقت
ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ مین تجکو مارنے آیا ہون امیر نے اسم اعظم باواز
بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا مگر پس پشت نازک حشیم گھات مین لگی تھی اس نے ایک جانور سرخ رنگ
چھوڑا کہ اس نے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک حشیم کے پاس گیا اس نے پکڑ کر شیشہ مین
بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا مین نے اسم اعظم اب لازم ہی سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوندین

کون ایسا ہی جو فساد کریگا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ مین ایک مقام تنہا دیکھکر امیہ نے خاصدان نکالا اور اسکو وا کرکے ملکہ سے کہا کہ مجھکو پان کھانے کی بہت عادت ہی آپ بھی نوش فرمائیے راہ مین سوائے اس شغل کے کیا ہی ملکہ نے ایک گلوری لے کر اسکے کہنے سے کھائی فوراً بیہوش ہوگئی امیہ پشتارہ باندھکر اسکا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے لایا شہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے پشتارہ سے نکالکر اسکو ستون سے باندھدیا مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد شب زندہ دار راہ سر بسجود مغرب ہوا

چو تارک خمیدہ شدہ پشت ماہ ۔ دتاریک زلف شبان سیاہ
بنزدیک خورشید چون شید زشت ۔ برآمد برازآب و رخ را بشست

امیر معہ سرداران کے سجدہ کرکے پائل مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر دنگل باد عنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے اور تخت سلیمانی پر بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر معہ ناصر دربار مین آئے ناصر سے نذر دلوائی دنگل اسکو ماتحت نورالدہر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران جہان بیٹھے ہین عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت امیہ پشتارہ ساحرہ کا لایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون سے باندھکر ہوشیار کرو اور دعوت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھ کرکے حسب الحکم ہوشیار کیا لیکن ہونے ذالی اس نے بھی سوزن زبان مین نہ دیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا دیکھا اور بادشاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی نگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہوکر پکاری کہ معلوم ہوا یون ہی عیار کے بھروسے پہ تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑکر بلندی پر گئی وہان سے ایک ناریل بارگاہ مین مارا شعلہائے آتش زمین سے نکلکر سردارون پر چلے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک بیکان سحر مارا وہ بھی ببرکت اسمار الٰہی جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر بھر کر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او قحبہ کہان جاتی ہی غرض نازک حشیم نعرہ شکر خالقت ہوئی اور اڑکر چلی گئی بارگاہ لقاین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات گذر گئی اور ملکہ نہ آئین کسی کو بھیجنا چاہیے یہی فکر تھی کہ یہ جاکر پہونچی اور سارا ماجرائے گذشتہ بیان کرکے دنگل پر بیٹھی بختیارک نے تیل مالش منگا کر اسیر سے اُتارے نازک حشیم ہنس پڑی اس نے کہا ہنستی کیا ہو بڑی خیر گذری وہان کا گیا کوئی پھرتا نہین اس جگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہی وہ لوگ بڑے زبردست ہین کون انکے برابر ہی تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک حشیم

صورت پر صولت شہزادۂ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی الیسا رعب چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہائی خلیق ہے اس کے عجز کو دیکھکر گویا ہوا کہ اے ملکہ آئیے تشریف لائیے گہر باری زبان شہزادے سے یہ خوشنود ہو کر بزم مین بیٹھی شاہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام مے زعفرانی بھر کر دیا اس نے چند ساغر متواتر پیے اور نشہ کا وفور ہوا دل نے بوسۂ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیون صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب اٹھو اور خدمت خداوند مین چلو ناصر نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ بموجب بیت

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوڑے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجو اطاعت اس شاہزادۂ والاقدر کی اختیار کرو ورنہ ہم کہان ہمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سننا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہو کر پکاری کہ ارے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا اب مین تجکو پکڑ کرے جاؤن گی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران مین تجکو ملاؤن گی اگر اس سے تجھ کو انکار ہوگا تو وہ بدروز میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم مین بھی نہ آرام پائیگا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے لمبے خداوند کبھی دیکھنے مین بھی آئے تھے ان مین تو نے کیا برائی دیکھی جو ان لچے مسلمانون کا ساتھ دیا ناصر نے کہا او قحبہ دور ہو کیا بکتی ہے جا نہین تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھے گی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھ کر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین مین دھنس گیا امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اے ملکہ پرائے گھر مین آکر فساد کرنا اچھا نہین ہم آپکو مہمان سمجھکر طرح دیتے ہین اس نے کہا تم اس مقدمہ مین نہ بولو کیونکہ ع رموز عاشقان عاشق بداند شہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو نہین ماری جائے گی یہ کہکر تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشم نے کچھ سوچکر سحر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آج مین جھگڑا کرنے نہین آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانون کا سحر اسپر کارگر ہو گیا ہے یہ یون نہ مانے گا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر چلی چاہا کہ اڑ کر جاؤن مگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت چراغان آبادی زاران دیکھ کر خواہش بڑھی دل مین سوچی کہ خیمہ مین جی گھبرائیگا یہ آراستگی بھی دیکھ لون آخر سیر کرتی ہوئی چلی امیہ عیار اس کے پیچھے آیا تھا اس کو جاتے دیکھکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ مین ملازم سوفار جادو ہون اُنھون نے آپ کے یہان آنے کی خبر سنکر مجھ کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ اس طرح آئے ہمیں مجکو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کرون نازک چشم نے کہا مجھ سے

قریب شام شاہزادہ نور الدہر نے لنگر اکھیڑ کر اسکو سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر مارین
ناصر نے پکار کر کہا کہ اے شہریار امان دیجیے شہزادے نے اسکو زمین پر باسانی اتار دیا اور فرمایا
کہ امان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ سنکر وہ قدم پر گرا اور کلمۂ طیبہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان
ہوا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنے لشکر کے سردارون کو پکارا
وہ سب حاضر ہوے ان سے کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی اور اسلام قبول کیا اگر تم
میرا ساتھ دو تو ہمراہ آؤ افسران فوج کل لشکر لے کر ساتھ ہوے ازبسکہ تین روز سے سب بے خور و خواب
تھے دونون لشکر مین طبل بازگشت بجا لقا اپنی بارگاہ مین گیا اور امیر شاہزادے پر سے زر و گوہر نثار
کرتے ہوے پھرے لشکرون نے جا کر کمر کھولی بادشاہ داخل شبستان ہوے سردار اپنے اپنے خیمون
مین گئے نور الدہر اپنی بارگاہ مین ناصر کو لائے امیہ بن عمرو عیار نے لشکر کو ہیونکا برابر لشکر شہزادۂ
عالی گہر اتروایا بارگاہ اسکے لیے نصب کی شاہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی مے کا
دور رہا رامشگر حاضر ہوے بعشرت تمام بارگاہ مین اپنی لیکر بیٹھے ہاے ہوے مے پرستان کی صدا
بلند ہوئی آواز سرایندہ گوش مستان کے پسند ہوئی ساغر دمبدم جھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی
کرتا تھا مختصر یہ کہ ایسا کچھ سامان تھا بیت قدم رکھنا سنبھل کے صحبت رندان مین اے زاہد + یہان
پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہین + یہان تو یہ کیفیت ہے مگر لقا کے لشکر مین بختیارک جو پھر کر گیا
اس نے دیکھا کہ ملکہ نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوی معشوقان برہم ہے چہرہ پہ زردی چھائی ہے لب پر آہ
سرد ہے سامان عشرت تمام درہم و برہم ہے اس نے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدر ہے
چہرے سے پریشانی ظاہر ہے ملکہ نے کہا سنو جی ملک جی تم سے کچھ یہ امر پوشیدہ نہین اور نہ کچھ عیب ہے سبھی کرتے
آئے مین طلسم سے اس ناصر کے پاس آیا کرتی تھی کچھ مطلب نکلتا تھا آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا اس
بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہان جاؤن تو ایمان مین فرق آتا ہے اگر نہین جاتی ہون تو یار ہاتھ سے
جاتا ہے کیا کہون بمصداق اس شعر کے ضعف منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید + ناامیدی اس کی دیکھا چاہیے +
خیر بمقتضاے ع این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر + صبر کرینگے اور کسی سے دل لگا لینگے
بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق ہو مین تو اس کو جانے نہ دیتین
اور اب کچھ نہین گیا ہے اگر عاشق ہے تو جا کر پکڑ لاؤ سمجھا کر راہ راست پر اس کو چلاؤ ورنہ تمھارا ابھی
یہ حال ہوگا بیت جی چاہتا ہے پھر نہ ہی فرصت کہ رات دن + بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوے +
ملکہ کو اسکے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نشۂ عشق سے جو چور ہو رہی تھی
کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نہ سوچی اسی ترنگ مین اُڑ کر چلی اور بارگاہ نور الدہر کا نشان
بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر بیچ بارگاہ مین آکر اتری یہان صحبت ناد و نوش برپا دیکھی اور

زفیران بہ کشتی برآویختند　　زتنہا خوے خون ہمی ریختند

اسی طرح وہین بہمن اور رشنت بہشت کشتی بصد درشتی رہی شام تک دو زندہ پیل یاد و اہرمن مست تھے کر سر ٹکراتے رہے جسوقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکلکر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ **نظم**

شب آمد یکے ابر شد پر سپاہ　　جہان گشت چون روے زنگی سیاہ
چو دریاے قیر ست گفتی جہان　　ہمہ روشنائیش گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا آفتاب بہر آسایش ہے کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کرین گے کہ **بیت** ببینم از ما بلندی کراست ٭ درینکار فیروزمندی کراست ٭ شہزادے نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہین کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوے یا بغیر زیر ہوئے اس سے میدان سے پھر جائین کیونکہ آج جسطرح شام تک لڑتے ہو اسی طور سے کل بھی لڑو ن گا ۔ فیصلہ پھر کیونکر ہو گا بس میرا قول یہ ہی کہ کار امروز بفردا مگذار رات کو دن کر لینا شاہون کے نزدیک کچھ دور نہین اسی وقت تقدیر دیکھین **ع** تا یار کرا باشد و میلش بہ کہ باشد ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا مین بھی آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون لیکن کچھ کھا پی لون تو لڑون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان اور میوون کے لائے اس نے ایک کاسۂ شیر پیا اور پھنکیے میوون کے لگائے شاہزادہ اکھاڑے مین ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہین نوش فرماتے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو جگر ہی جب تک خداے تعالے ہمکو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائین گے اس نے یہ سنکر کاسہ پھینکدیا کہ مین بھی نہ کھاؤن گا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہون گے تو کہنے کو ہو گا کہ بھوکا رکھکر گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دستی بصد زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اسطرف سے لقا نے جھاڑ فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کراے درختون مین گیند لٹکوا دیے لشکری اسی جا زین پوشش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش مین مصروف ہوے اور سیر کشتی کی دیکھتے جاتے تھے مجمع خلائق بھا ہر ایک دیکھنے کا شایق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تین شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت فرما ہوا اور شاہ زنگبار شب نے بہر انفصال رزم عالم مین داخلہ فرمایا **نظم**

یکے رزم تا شب برآمد ز کوہ　　بگردند تا مد دل از کین ستوہ
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن　　کشادہ سیہ مار گردون دہن

گا دم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زنندہ زمرد بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمان یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شاہ لفصفت نشان اجازت میدان ہو بادشاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند و نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا اور سپر دیزدان پاک کیا شاہزادہ جام

الش کر کے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا کہ **ابیات**

گرفتش سنان و کمان و کمند　　گران گرز را پہلوے دیو بند
ز تندی بجوش آمدش خون و رگ　　نشست از بر بارۂ تیز تگ
بآوردگہ رفت چون پیل مست　　چو کوہ زدان اسپش از جا بجست
برون آمد و رائے ناورد کرد　　برآورد بر چہرۂ ماہ گرد

مرکب کئی طراردن مین مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آرائے شہزادہ دیکھکر ایک محبت ہوئی اور کہا اے یل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کیجائے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور ہوگا اسوقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام مین لا لب سوفار وہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر یہ سنکر پیچ و تاب کھا تا گا و رگینڈا اپنے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پھٹ جائینگے سوار گر پڑین گے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپڑ کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادہ کا زور مین آگر بڑھگیا اس نے رانون مین مسلکے سامنا کیا اور نیزہ سینہ بکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوئی

یکے تنگ میدان فرد ساختند　　بکوتاہ نیزہ ہمی ساختند
نماند ایچ بر نیزہ ہندوستان　　بچسپ باز بردند ہر دو عنان
بشمشیر ہندی بر آویختند　　ہمی ز آہن آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز　　چہ رزمے کہ پیدا کند رستخیز
گرفتند زان پس عمود گران　　ہمی گرفتند آن برین این بران

جب اسلحہ درزی سے مراد دلی نہ حاصل ہوئی دوال کمر مین دونون نے ہاتھ ڈالکر زور کیا آخر دونون زمین پر کودے اور دامن گردان استینین چڑھا کر مائل کشتی ہوئے **نظم**

ز اسپان جنگی فرود آمدند　　ہشیوار دو با تیر و خود آمدند
بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد　　برفتند ہر دو روان پر زورد

بہادر نے گرز پر رد کا دونون دیر تک ضرب عمود زنی کیا کیے آخر جب گرز دونون مین بہل پڑ گئے سوار سحر نے تلوار ماری جیبور نے تلوار کو سر پر آتے دیکھکر تھپکی دی کہ باڑھ شمشیر کی پٹ گئی اس نے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کھینچا زور کشمکش کے ایسے ہوے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونون پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر مین لنگر اکھیڑ لیا اور چارون شانے چت کر دیا پھر گرفتار کر کے لشکر مین بھیجدیا اور آپ مرکب پر چڑھ کر مبارز خواہ ہوا ادھر سے **عادل شیر دل** نے جاکر مقابلہ کیا اس پر بھی وہی سانحہ گذرا پھر **فاضل شیر دل** رو برو گیا کشتی مین قید ہوا اسی طرح **گوجر ملک دکھنی** و **فرخ شاہ دولت آبادی** وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوے اسوقت شاہزادہ نور الدہر نے چاہا کہ مین جاؤن ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی کہ فلک دوار تیرہ و تار ہو گیا سر گرد آسمان سے لگا تھا غلطان و پیچان مثل سر زلف معشوقان تھا کہ

ابیات

کہ از راہ صحرا یکی تیرہ گرد		بر آمد کز و روز شد لاجورد
شد از خاک خورشید تابان بہ نقش		ز لبس پیل و بر پشت پیلان درفش

جب ہوا نے دامن گرد شگافتہ کیا آگے آگے ایک پہلوان عفص گردن بلند بازو قوی تن مسلح و مکمل گینڈے پر سوار پشت پہ ایک لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب برکاب گھوڑے کا دم سے دم اور سم سے سم ملائے ظاہر ہوے لشکر لقا مین طبل شادمانی بجا اور عنصر کوہی نے کہا یا خداوند یہ شہسوار ناصر کوہی نام میرا بھائی ہے غرضکہ سب کو پیشوائی کر کے لائے اسکی فوج نے بھی صف باندھی اور ناصر سامنے لقا کے گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانون کو بڑا غرور اپنے زور بازو پر ہے مین امیدوار ہون کہ جنگ سحر موقوف کی جائے اور مجکو اجازت ہو کہ مین جاکر سبکو باندھ لاؤن لقا نے اس کی عرض پذیرا کر کے حکم دیا کہ ہم نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا ان بندگان خوابی کو گوشمالی کر یہ سنکر گینڈا اُڑا کر بسمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا حسب الحکم خداوند جگل کی جانب چلا گیا غرض جب **ناصر** میدان مین آیا پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کر کے خوب سلحشوری دکھائی یہانتک کہ عرق عرق ہو گیا اسوقت نیزہ زمین مین گاڑ کر اور اسکے سہارے سے کمنی لگا کر لشکر اسلام کو بنظر تیز و نگاہ ستیز دیکھتا تھا اور دم راست کرتا تھا آخر للکارا کہ اے بہادران ہر تم مین کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ فیل مست سے آکر بھڑے اور مجھ ایسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے بیت در آیند و مردی نمایند ہین ٭ درین رزم گہ از پے خشم و کین ٭ اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام مین دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور کڑکا ہوا نقارے شتری فیلی بجنے لگے صدائے کرنا دم

روسیہ ہو کہ روسفید کوئی
پر نہ ہو تجھ سے نا امید کوئی
ارحم الراحمین ہے نام ترا
پردہ پوشی ہے سب کی کام ترا

الٰہا نخل تمنا کو ثمر دے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاکون نے پشت پر آ کر آمین کہی امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر ورود عسکر فیروزی اثر میدان حرب مین سنکر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ نریمان و تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی پھر باہر آ کر بپشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور در دولت حضور سلطان ذیشعور پر آئے یہان کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ جرخی پر کھنچا ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سرداردن نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ مین لے کر بصد ادب روانہ دشت قتال ہوئے ڈنکے بجنے لگے نقیب بولنے لگے علمون کو جلوہ ملا علمدار پھریرے کھول کر بڑھے کہ

ابیات

چہ اسپان تازی بزرین شام
چہ شمشیر ہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترک رومی زرہ
کشادند مرنبد ہا را گرہ
کمان ہائے چاچی و تیر خدنگ
سپرہای چینی و تو بین زنگ
ہمہ یک سرہ پیش شاہ آمدند
برنا سور تاج و کلاہ آمدند
چو رعد خروشندہ سر بوق و کوس
خور اندر پس پردۂ آبنوس

اسی شوکت سے دشت جنگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوئے اس طرف سے لقا کا تخت ہاتھیون پر کھنچا ہوا ابر کوہی جادوگر معہ لشکر آ پہونچے نازک چشم تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک سمت کو آ کر ٹھہری صف آرائی ہوئی مورچے بندھ گئے کمینگاہ مین لوگ ٹھہرے میمنہ و میسرہ و قلب جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جوانونکو پکارے

بدان اے برادر کہ تن مرگ راست
سر بالش تو سودن مرگز است
کہ گیرد درین دشت نیزہ بدست
کرا باشد آرام و جائے نشست
کہ گیتی یکے نغز بازی گر است
کہ ہر دم ورا بازی دیگر است

جب نقیب کنارے ہوئے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے نازک چشم اجازت گیر لقا سے ہو کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے سامنے جیپور ہندی بادشاہ اسلام سے اذن لے کر مقابلے مین گیا نازک چشم نے ایسا سحر پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اُڑی اور ایک سوار جلتہ پوش آئینہ بند گرز بر دوش پیدا ہوا اور سامنے جیپور کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنون کے جیپور نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا وہ گرز اُٹھا کر بر سر محاربہ ہوا اس

کیا ہی یہ کہکر ہر کارے کنارے ہوے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشۂ چشم سے ارشاد کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نائے ترکی سیح کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہری جھانجھ جملہ اسباب صاحبقرانی کے بانجے بجے دلاور تیاری جدال و قتال کرنے لگے جوہر شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنا یا ڈھالونکے پھولون سے گلستان جلادت کو پر بہار پایا ہوا سے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقۂ تہوری مین وزان ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین بہادران گلہاے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانون کا اکڑ نا منچلونکا جھومنا سرد آواز گلشن تھی تلوارون کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقۂ شجاعت مین موجزن تھی اس طرف کو جوانان غنچہ گزار نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرنے کمانداران قربان ہونے پر لیس دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ داران نیستان جرات کے شیر تھے تیغزن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف مین جادوگر ہوم کرتے تھے بیرونکا حال معلوم کرتے تھے ہنگامۂ قیامت نزا برپا تھا یہ حال ہوا تھا نظم

ہنر کار شد جادوے ارجمند　　نہان راستی آشکار اگزند
ہمہ دل پر از کین و پرچین بروے　　جز از جنگ شان نیست ہیچ آرزوی
درخشیدن آتش و باد خاست　　خروش سواران فریاد خاست
سیاہی کہ از کوہ تا کوہ جاے　　بگیرند کو بند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین　　بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زرتار گلے مین ڈال کر میدان فلک مین آیا اور سنہ دوی شب نے استھان سے زمانے کے رخصت ہو کر برابطہ ظلمات پر آسن مارا کہ نظم

دگر روز کین گنبد تیز گرد　　بگسترد بر چرخ دیباے زرد
زمین گشت از پاے پیلان ستوہ　　نہ ہامون پدید و نہ صحرا و کوہ
چو گرد سپہ از میان بر دمید　　ہمان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سر بسر زد شدہ تیرہ گون　　ز گرد سپہ آسمان قیرہ گون

لشکر دونون طرف کے گروہا گروہ وارد دشت قتال ہوے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ باری مین دعاے فتح و ظفر بصد گریۂ و زاری مانگنے لگے کہ اے باری وہ زبردستان کہ ابیات

اے مسیحاے در دبیماران　　اے عطا پاش معصیت کاران
جسطرف دیکھو جلوہ گر ہے تو　　رگ جان سے قریب تر ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے　　تو ہی بیشک خدا اے یکتا ہے

لگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

برافشاند بر تخت خاک سیاہ	بکیوان بر آمد فغان سپاہ
ہمی سوخت کاخ و ہمی سوخت روی	ہمی ریخت اشک و ہمی کند موی
میان را بزنار خونین بہ بست	فگند آتش اندر سرائے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور معہ ملکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر چلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کر و فر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہرکارے خبر اسکے آنے کی لے کر روبرو لقا کے آئے شرائط آداب و تعظیم بجا لائے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بد دعا دے کر بزبان عجز و التماس اسطرح عرض کیا کہ ابیات

کسے را بود زین سپس تخت تو	نجاک اندر آمد سر بخت تو
اگر بارہ آہنینے بپاے	بہرت لبساید نماند بجاے

ملکہ نازک چشم بافوج گران آئی ہر اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہر یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کرکے لائے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یادکر کے تہنیت و اختلکو بہت روے لقانے تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس و ساقیان مہر و یدار مے عشرت اساس لے کر حاضر ہوے دورہ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت مین ہالۂ مہر و ماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم سرایان عشرت خانۂ دہر مٹایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے کار نسیم سحر کر کے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت	سر میگساران زمے خیرہ گشت
بزد نای رویین و بربست کوس	بیار است لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جاے برخاستند	ہمہ شب ہمی چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسیان لشکر اسلام نے دریافت کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوے کہ نظم

شاہ شاہان رہین ترے محتاج	سر افلاک پر ہو گوشہ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلگشت	سبز گل ہو اسکی سم سے دشت

نازک چشم جادو نے لشکر حریف مین آکر طبل جنگ بجوایا ہی اور اپنے بھائیونکا قصاص لینے کا ارادہ

حیرت قتل و غارت کرتی ہوئی قریب قاہر پہونچی اور نہ کچھ پوچھا نہ اس سے بات کی تڑپ کر سمت فلک گئی اور وہان سے جو تلوار بنکر بزور سحر گری اُس کے سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے اُسکے ہوے غل و شور اس کے مرنے کا بلند ہوا مہرخ نے جب صدا اُسکے مرنے کی سنی نفیر سحر بجائی سب کو خبر ہو گئی کہ ملکہ جنگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے بس تمام سردار کنارے ہوے صرف ملازم قاہر لڑتے ہوے رہ گئے اس ہنگامہ مین رات تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خورشید نیام مشرق سے باہر نکلی اور ہندوی شب کو ترک ورزنے شکست فاش دی کہ نظم

چو خورشید بر زد ز خرچنگ چنگ	بدرید پیراہن مشک رنگ
ہمہ باز گشتند یکسر ز جنگ	ز خویشان جگر خستہ سر پر ز ننگ

مہرخ صبح ہوتے ہی اپنے لشکر مین آئی اور فوج قاہر بے سردار ہو چکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی حیرت بغضب تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ مین اس نامہ دار کو جسے جانسوز بیہوش کر آیا تھا ہوش آیا اور اسی طرح برہنہ اُٹھکر چلا جب لشکر حیرت مین پہونچا عجب معرکہ دیکھا کہ ہزارہا لاش پڑی ہے خون کی ندی بہہ رہی ہے فوج بہت سی تیار مسلح کھڑی ہے ملکہ حیرت انتظام کرتی ہے فراری آدمیون کو لیاتی ہے اس نے جا کر ملکہ کو سلام کیا اور پیام قسبینہ ادا کرنیلگا ملکہ اسکو برہنہ دیکھکر شرمائی اور سارا حال سنکر ہنسی اور کہا بہت جلد تم پیام لیکر آئے کہ تمھارے مالک قتل بھی ہو گئے شاباش یہی چاہیے تھا یہ کہکر پوچھا کہ تم کہان رہ گئے تھے اُس نے سارا حال یعنی آنا قاہر کا دعوی کرکے اور اپنا پیام لے کر چلنا راہ مین ساحر کا ملنا پھر اپنا بیہوش ہو جانا سب بیان کیا حیرت نے یہ حال سنکر منھ پیٹ لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ مشتمل عذر بیخبری اور قتل کرنے قاہر کے لکھکر خدمت شاہ طلسم مین اسی کے ہاتھ بھیجا یہ ساحر بھی اُڑ کر چلا اور باغ سیب مین پہونچا شاہ طلسم صبح کو آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ آکر پہونچی اور داد بیداد کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح لشکریون سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامۂ حیرت لے کر پہونچا اور سارا ماجرا معرض بیان مین لایا بس افراسیاب نے نامہ پڑھکر سر دھنا اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو برائے تنبیہ مخالفان بدسگال روانہ کرون یہ تو اس فکر مین ہے اور عمر و مخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہین لیکن اب بقیہ حال لشکر لقا و سوفار گذارش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ مہنت جادو ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تھا ساحر لاش اُسکی اٹھاکر چلے تھے یہانتک کہ طلسم ہوشربا مین ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو نام اسی مقتول مہنت کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ کے دونون بھائی مارے گئے مہنت کی لاش تو ہم لائے ہین اور اخگر پہلے قتل ہوے یہ سننا تھا کہ نازک چشم بہت روئی قلعہ مین غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوے فرط الم سے بیہوش ہوے جادوگرنیان بال سر کے نوچنے

حال قاہر کے آنے کا اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا جافسوز نے یہ ماجرا سنکر کہا چلو مین بھی تمھارے ساتھ خدمت ملکہ مین چلتا ہون غرضکہ دونون چلے ازبسکہ بوجہرات کے سناٹا تھا راہ مین حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے کہین چھپا دیا اور آپ وہان سے دوڑ کر اپنے لشکر مین گیا مہرخ دربار برخاست کر چکی تھی یہ سیدھا شبستان مین گیا اور ملکہ کو بیدار کرکے سب حال کہا پھر وہانسے بارگاہ بہار مین گیا وہ بھی آرام کرتی تھی اس نے سارا ماجرا جگا کر کہا بہار نے اپنی جملہ کنیزون کو حکم دیا کہ ایک ایک تم مین سے ہر ایک سردار کے خیمے مین جاکر کہے کہ جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح سے نکل کر لشکر حیرت پر جا گرو کنیزین تو ادھر گئین اور بہار اٹھ کر چلی ادھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیزین بھی سردارون کو مطلع کرکے چلین جملہ سردار خبر سنکر روانہ ہوے اور سب ملکر لشکر حیرت پر آگرے گولے سحر کے اور نارنج و ترنج مارنے لگے و لشکر غافل اترا ہوا تھا یکایک خیمون مین آگ لگی آگ و پتھر مار و عقرب برسنے لگے ہزارہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہوکر نکل آئی دیکھا بھگدر پڑی ہی آگ برس رہی ہی ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جافسوز اسکے ذمہ دار کی ایسی صورت بنکر اسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ ہی سے لڑ رہی ہی بس ملکہ نے فرمایا ہی کہ ابھی لشکر حریف پر نہ جاؤ ادھر آکر ان باغیون کو سزا دو یہ سننا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہی ہنگامہ محشر آسا ہی بس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا معہ اپنی فوج کے لشکر حیرت پر آگرا اور ہزارہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اسمین سے شعلہای آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا دریای آتش موجزن ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلین سحر کی اور مہتابین روشن کرائین بہار نے آندھی چلاکر گل کردین لیکن حیرت نے قاہر کو لڑتے ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک ہوگیا بس معہ اپنے سردارون کے اڑی اور فوج پر آگری پھر وہ آفت برپا ہوئی کہ یقین تھا مردے لحد سے نکل آئینگے بلکہ گورسینہ بہادران سے ارمان مردہ زندہ ہو جائینگے العیاذ باللہ دہ تیرون کا سائین سائین چلنا برق شمشیر کا چمکنا سرون کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ حال ظاہر تھا کہ

نظم

شب تار و شمشیر و گرز و سپاہ	ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
چنان آتش افروخت از ترک و تیغ	تو گفتی ہوا گرد بارد ز میغ
چو دریای خون شد ہمہ رزمگاہ	خروشے بر آمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سہ بہم	چو بر خیزد از جای شیر دژم
ہمی آمد از دشت آوای کوس	ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ مین گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہان سے دوڑتا
ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجکو اپنے پاس بلایئے اور میرے حال پر رحم فرمایئے زہرہ
اسکا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہی بس قریب آکر پوچھا کہ کیون آئی
ہو کیا ماجرا ہی اسنے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھ سے کسقدر محبت و اتحاد ہی جب مین شریک
لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری الفت کے وہین رہ گئی اور ہر حال مین
میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی ہی تو مین بھی آئی ہون کہ مجکو بھی قید کیجیے یا مجکو اور اسکو دونون کو خدمت
شاہ طلسم مین لیجا کر خطا معاف فرمایئے ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہین یہ کہکر زار زار بہ رنگ ابر نوبہار رونے لگی
زہرہ کو اُس کے حال پر ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمہارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا
معاف کرا دون برق نے سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جا کر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہی کہ یہین اسکو مارے
یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ
چرخ کھا کر گری اسنے بقوت تمام تر خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی ساحر تمام دوڑے
اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہو گئین اور چھوٹ گئی اڑ کر چلی یہان
آکر دیکھا کہ مار و عقرب برستے ہین اندھیرا ہی ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر تیغہ نکال کر
گری اور برق کو اٹھا لے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ ضرغام نے حقہ آتشبازی مارے دو ایک کے
منھ جھلسے دوڑ کے اس عرصے مین سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی
فوج زہرہ لاش اپنی مالکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق کو لائی مہرخ نے
اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان مست نشہ شراب
دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب
سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہاے ان عیارون نے کیا غضب کر رکھا ہی کوئی تدبیر بن نہین
پڑتی کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ گفتگو ے پاس سنکر ایک ساحر زبردست ماہر چہار چشم جادو نام
اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہی اور تمام نمکحرامون کو سزاے معقول دیتا ہی یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہو کر معہ دس بارہ ہزار ساحر و بجے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا
اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے
جاتا ہون آپ بھی آکر تماشہ دیکھین یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بمقتضاے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر
نہین چلتی + وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اس نے دریاے خون رواں
کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اس نے سارا

مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آئے اسوقت ملکہ سرخمو نے اپنا طاؤس اُڑایا اور مہرخ سے اجازت لے کر اسکا جاکر مقابلہ کیا اس نے ایک مشت خاک اسکی طرف اُڑادی جس سے آندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑ کر جا پڑا سرخمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا کئی ستارے نکلکر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور بیضۂ سحر ایک پڑھ کر کھینچ مارا بیضہ سرخمو کے منھ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا ہرچند سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھوان آنکھ مین لگکر اندھی ہوگئی زہرہ نے پنجہ بھیجکر اٹھوا منگایا اور قید کیا اس جنگ وجدال مین دن بھی آخر ہوچکا تھا یعنی چشم روزگار مین روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سرخمو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی

کہ

نظم

چو پیراہن زرد پوشید روز — سوے باختر گشت گیتی فروز
از انجا بیامد بہ پردہ سرائے — زبیگانہ پرداخت کردند جاے

لشکر دونون پھر مقام فرودگاہ مین آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا ادھر زہرہ نے بارگاہ مین پہونچکر سرخمو کو طلب کرکے ستون سے باندھدیا اور آپ بیٹھکر مے ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ مین صرصر ملی اور پوچھا کیون موئے بھورئیے کہان جاتا ہے اس نے کہا استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اُس کو قتل کرنے جاتا ہون صرصر نے کہا کیون شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اس نے جواب دیا کہ سب کی زبردستی ہمکو معلوم ہے سواے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہین صرصر یہ سنکر جست کرکے چلی گئی اور اس نے روکنا اسکا مناسب نہ جانا غرضکہ صرصر جاکر حیرت سے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ عیار سب فکر مین پھر رہے ہین حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپ کو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا اجرا سنکر دستک دی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اسکے بلاے اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہوجاے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کرکے پھر کچھ منتر پڑھا کہ پلنگ اُسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے مین جاکر لیٹ رہی برق جو بشکل مبدل پھرتا تھا آیا دور سے دیکھا سراپے بارگاہ کے اٹھے ہین اور شعلے بھڑک رہے ہین سمجھا کہ ادھر جانے مین کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر مین لشکر سے باہر نکلا وہان ضرغام عیار ملا اُس سے کہا اے برادر ذرا جاکے خبر تو لاؤ پھر مین سمجھ لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا تو چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اُس نے برق سے

سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی برا پھر میری جوئی کو کیا غرض جو اپنی جان رون وہ جانے
اسکا کام جانے بندی کو ایسا لالچ نہین اور نہین آئی ہی کا ہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے
پھر بی بی صنا کا جلنا بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ سونا پا دینے تو آئے نہین جو یہ ان کو جلن ہوئی وہ
اپنے دلین سمجھی کیا ہین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لے کر آئی
اور اس کو بد دماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اس نے کہا کہ کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی زہر ملا کھانا بھیجتی
ہین ارے لوگو کوئی مہمان کو بھی زہر دیتا ہے مین نے انکے ساتھ کون سی برائی کی ہے صرصر نے اسکے
کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہ ہو اس مین بیہوشی
ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اس نے دیکھا برق سامنے بصورت بکاول کھڑا تھا صرصر
نے پہچان کر کہا یہی ہوا تو ہے برق سراسیمہ پھر اکر بھاگا اور جست کرکے نکلگیا زہرہ کا شک حیرت
کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اسکو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے
کہا اس مین زہر ہرگز نہین یہ پوچھکر مٹھائی کھائی اور کھانا پھکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی
ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند
کی چار پتلیاں چارون کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کردین ان سے حکم دیا کہ کسی کو اندر آنے
نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اندر نجاسکا
اسی تردد مین سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روز گار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا

کہ بمقتضائے ابیات

چو خورشید بنمود تاج از فراز	ہوا بر زمین نیز بکشاد راز
زور گاہ برخاست آوای کوس	زمین آہنین شد سپہر آبنوس

دونون لشکر حیل حیل و ذیل ذیل وارد دشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع
لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرخ سرداران عالی شان کو لے کر دارد ہوئی ابیات

دو شاہ دو کشور کشید ند صف	ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بکف
تو گفتی زمین بر نتابد ہمے	فلک راہ رفتن نیابد ہمے
برآمد چنان از دو لشکر خروش	کہ چرخ فلک ابدرند گوش

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ تخت بڑھا کر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد میدان نبرد ہوئی
ادھر سے ایک ملازم عشاق برجا جادو نے جا کر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مار ازہرہ نے ایسا سحر پڑھا
کہ نارنج الٹا پھر کر سینہ پر جا کر پڑا اور پشت توڑ کر نکلگیا علامات مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ
پھر نعرہ زن تھی ادھر سے جو جا کر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے

قریب لشکر حیرت مین پہونچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہر کہ حیرت خود اسکو کنارۂ لشکر تک لینے آئی لشکر کو اُتروایا بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار مین بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت ورگاہ عذار نے زہرہ فلک کو ماہتاب سے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مریخ سے جنگ و جدل کا عزم فرمایا کہ بمقتضاے ابیات

جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ	زبرج حمل تاج بنمودہ ماہ
خروش آمد و نالۂ کرناے	بہ فتنہ گردان لشکر ز جاے

طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہرکارون نے جاکر بعد دعا وثنا کے مریخ سے آنا زہرہ کا اور نقارۂ حرب بجوانا بیان کیا ادھر بھی کوس رزمی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی لشکر کی شروع ہوئی شعلۂ تیغ کی چمک اس شب تاریک مین برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادرون کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت مین شفق پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا منچلون کا دل شگفتہ تھا ساحرون کے بیر بگیر بگیر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے دمڑو کی صدا پر لبسان طفل جادو کے بیر اڑکے طائر بنکے سامنے پھڑکتے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال مین تھے مگر برق عیار بعد قتل ظالم ظاہر ہوا تھا زہرہ کی فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر پھر عیاری چلا اور ایک ساحر کی سی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین گیا دیکھا کہ زہرہ مہمان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین گئی ہر اور حیرت نعمتخانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہر یہ اندازہ دیکھکر وہان سے چلا از بسکہ وہان بکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے اس نے ایک بکاول کو دیکھکر گھورا بکاول نے ساحر معزز کو بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اس نے کہا کہ کچھ تیری خطا ہی نہین ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان آکر حباب مار کر اسکو بہت جلد بیہوش کرکے اسی کی سی صورت بنا اور پیرہن اسکا پہنکر اسے وہین چھوڑکر ملکہ حیرت کے پاس آیا اس نے کھانا اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لے کر چلا راہ مین سب کھانا آغشتہ بداروی بیہوشی کرکے بارگاہ زہرہ مین آیا اور کھانا سامنے رکھا اس نے حکم دیا کہ دستر خوان بچھے برق نے کھانا دستر خوان پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھاے نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین تھراکر شق ہوئی اور ایک عورت نکلی اُسنے انگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت حیرت دردہان ہر عورت نے کہا کھانے مین زہر ملا ہر یہ کہکر وہ عورت غائب ہوگئی اور زہرہ کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملاکر کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جل گئی بس ایسا کچھ سوچ کر آپ ہی آپ بکنے لگی کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم نے کچھ جاگیر دے نہین دی مین تو خود لڑتے مرنے کو آئی ہون

حکم کا ایک حکم مین دیتا ہون کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اسکی اڑ جائے جلاد نے جلد کوئلے کا خط اس کی گردن پر دیا اور آنکھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھکر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پہونچے اور مقتول سے کھانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا طالم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اسی ہنگامہ مین قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا منم قران وہ موتی نشان کا چیخ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہو گئی کہ کیا ہو گیا مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اسوقت مہرخ پنجہ بنکر گری اور اٹھا کر لے گئی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے ان پر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادوگر ہلاک ہوے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچگیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا غائب ہو کر ظلمات مین جا کر ٹھہرا یہان مہرخ لشکر مین قران کو لائی اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت طبل امان بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی اس وقت قران نے مہرخ کو بھی پھرایا یہ اپنی بارگاہ مین آئی عیارونکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش مین مشغول ہوے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادۂ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردۂ ظلمات مین گیا وہان ایک قلعہ آباد ہی اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہی کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہی ساحرہ زبردست اور ذی حرمت ہی شاہ طلسم اسی قلعہ مین آیا اس نے خبر سنکر پیشوائی کی بادشاہ تخت پر آکر ٹھہرا اور کہا اے زہرہ عیارون نے بکٹ ناک مین دم کیا ہی اب تم جاؤ اور سب نمک حرامون کو سزا دو اس نے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اسکی تیار ہونے لگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیان سوار یون پر سحر کی سوار ہو کر چلین قرنا پھنکی علم جلوہ دکھلانے لگے بارگاہ مین اور خیمہ سراپردہ وغیرہ اژدرون پر سحر کے لدگئے ایک تخت طلائی پر زہرہ بصد کر و فر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی رال وگوگل کے جلنے سے

دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی

ز تاریکی گرد اسپ سیاہ … کسے روز روشن ندیدہ نہ ماہ
جہان بستی انگاہ گشتہ کبود … زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش … ہمے نالۂ کوس گشتند گوش
درفشان لبسیار افراشتہ … سر نیزہ ہا ز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار … چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کر و فر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن مین آئی اور دریاے خونزوان سے گذر کر

طرفدار لڑائی پر آمادہ ہین پس اس نے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکلکر سب کو یہ حکم دیا کہ مین خبر لینے جاتی ہون جب تک کہ پھر کر نہ آؤن تم لشکر حریف پر خبردار حملہ نہ کرنا نہین پر اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سار ارادہ کہہ کر کہ لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہی تم سب کو روکے ہوے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہون یہ کہکر اُڑ کر نہ در سحر چلی گئی اور برو دے ہوا قریب لشکر حریف جاکر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی ان مین براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میان دنیا کا یہی دستور ہی شب عشرت مین اگر شمع منور ہی تو صبح بیفروغ ہی نظم

ہے یہ دنیا سخت جاے نابکار　　ایک حالت پر نہین اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہی　　صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہی
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر　　باد صرصر سے ہی لرزان اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن　　چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بر مین جسکے ہے عروسانہ لباس　　ہے وہ اسکے دوش پر اسباب یاس

دیکھیے کل یہی عیار ساحران نابدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہی اس کے حال پر دریغ ہے غرض اسی ہنگامہ مین دیکھا کہ بارش گوہر ہونے لگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا تخت شاہ جادودان میدان خونی مین آکر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پرا جمایا شاہ نے ظالم کو معہ قیدی طلب کیا قران لے کر سامنے آیا بادشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تم نے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کر دو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا حضور یہ مکار ہی ہوشیار ہو گا کہیگا مین ہی ظالم ہون شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر مین نہ مانونگا کیونکہ اس کے مکر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہون اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے قید حیات سے آزاد کیا ہوتا یہ تمین ہو رہی تھین کہ صرصر عیارہ آئی اور اسنے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجکو یہ ظالم جادو نہین معلوم دیتا یہ کوئی اور ہی حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اسطرح کہتی ہی شاہ جادودان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہی کیونکہ اگر ظالم مارڈالا جاتا تو ایک موتی مین نے بہر نشان بنایا ہی وہ چیخ جاتا یہ کہکر وہ موتی مالے سے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو بہر انتظام پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا مین جلادون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہی ایسا نہ ہو ہوشیار ہو کر بھاگ جائے غرضکہ جب مسحور ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہون قران نے کہا دیکھیے یہ اسکا مکر ہی افراسیاب ایسا جلا ہوا تھا کہ اُسکے چیخنے پر اور زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ گردن

مین بھی آپ کے ساتھ جاگونگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر مین چلا جاؤن اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کرادو کیونکہ مین اسی واسطے آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہونگا کہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سنکر ظالم سوچا کہ سحر اتارنے مین کیا ہرج ہی خیر اسکے سپرد کرنا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری ہی اپنا رسوخ چاہتا ہی کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کرکے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کردیا اب صرف وہ بندھا ہی مگر جادو سے بجیس و حرکت نہین ہی بس جب قران سحر اتروا چکا تو باتین کرنے لگا اور منقل اپنی ہیچ مین رکھولی اسپر وہ بیہوشی ڈالتا جاتا تھا اور دھوان اُسکا اور خوشبوناک مین ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اسکی ہوئی اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اس نے چاہا کہ مین ظالم کو مار ڈالون قران مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے ملو کس لیے کہ مین صبح کو تمھاری ایسی صورت بناکر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا بس جب تم کو قتل ہوگے سنے گی تو مہرخ لڑنے آئے گی اسکو آنے دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے برق قید ہی یہ کہکر پیرہن برق کا لیکر اس کو رخصت کردیا برق وہان سے نکلکر لشکر مین آیا اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہین آیا اور اس کو بیدار کرکے سب حال بیان کیا مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھکر پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جسوقت کہ خانۂ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روزگار لگاکر بصورت برق بنایا کہ نظم

چو برگشت شب گرد گردہ عنان
دگر روز چون گشت روشن جہان
سپیدہ بر آورد رخشان سنان
درفش شب تیرہ شد در نہان

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر برائے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اسنے بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہی آپ میدان تیار کرائیے اور شہنشاہ بھی آئے ہونگے اس عیار کے قتل مین عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لے کر گیا حیرت نے یہ سنکر سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے دار استاد کرائی آرہ کش تسمہ کش جلادان قوی بازو سیہ قلب یہ آکر حاضر ہوے لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا اسی سختی سے ہلاک ہوگا اور تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے اور یہ خبر لشکر مہرخ مین پہونچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہی مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی ضرور لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کر بیشک برق ہی قتل ہوتا ہی جب تو اسکے سب

چھڑا لائے لیکن جب سے عمرو گیا یہان سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہی اس نے مہرخ کو جانے سے منع کیا
اور کہا جب ہم پکڑے جائین اس وقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ برق کو لاتے ہین یہ
کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور رشکر دلیل مشعل ماہ روشن کرکے حفاظت لشکر
نجم کے لیے خیمۂ دہر مین قیام پذیر ہوا کہ ابیات

	چو خورشید تابان زگنبد گذشت		بجزان غرقہ شد کوہ و دریا و دشت
	چو آمد شب و روز شد در نہان		سیاہی گرفتش سراسر جہان

قران ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمۂ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور
اہتمام ہی خدمتگار تک نہین اندر جانے پاتا ہی پہرا چوکی کئی جگہ ہی قران نے ہر چند تدبیر کی ممکن نہوا
کہ اندر جائے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور افراسیاب آگیا تو برق قتل ہو جائے گا یہ
سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی
بنائی یعنے آنکھین چہرے مین مثل دیدۂ گاو کھتین اور شعلہ کی طرح چمکتی تھین لب دونون مثل بہلے
شتر تھے دانت بڑے بڑے منہ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش
فیل کہسار تھا دونون نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختون کے ڈالے بڑے بڑے
تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے بلعم باعور کو زیر سر دست کرے کہ بموجب نظم

	بہ تن زندہ پیل و بجان جبرئیل		بکف ابر بہمن بدل رود نیل
	سپیدش مژہ دیدگان قیر گون		چو بسد لب و رخ بمانند خون

دونون کنپٹیون پر بلور جڑا ہوا اتر بخط طلسم لکھا ہوا کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے
پر ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اس پر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند بے نظیر بہ فن جادوگری
ہون ہاتھ مین ایک منقل سلگتی ہوئی اسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ
کا لیکر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے مین اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور
ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قران نقب سے
باہر نکلا اس نے سلام کیا قران نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اس نے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہم
خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمہارا حال سنکر اور تمہارے مستعد رہنے پر بہت خوش
ہوے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمہارے پاس بھیجا ہی یہ تمہاری بھی حفاظت کریگا
اور قیدی کو بھی نگاہ رکھے گا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ ملکر پہرا دینا الحاصل یہ مضمون پڑھ کر
اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھا
ہون اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کر دو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کر لون اس نے کہا نہین

بارود لے کر کھائی اور اپنی پگڑی لے کر بٹی بھر بارود مین بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینۂ شاہ طلسم پر ایک سرا اسکا پھینک کر پہونچایا اور دوسرے سرے مین چاہا کہ آگ لگا کر اُڑا دے لیکن صرصر جو خیمہ حیرت مین جا کر پہونچی رو کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہی بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین حیرت طاؤس پر بیٹھکر بزور سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق فتیلہ مین آگ لگایا چاہتا ہی اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت ہو گیا اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہی صرصر سچ کہتی تھی بس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو لشکر مین لے جاؤ مین کل آکر اسکے ہوا خواہون کے سامنے دار پر کھینچونگا حیرت تخت سحر پر بیہوش کر کے برق کو ڈالکر اپنے لشکر مین آئی اور اسکو قید شدید مین مبتلا کر دیا اور افراسیاب باغ سیب سے اُٹھکر سمت دربند فیروزہ کوہ آیا جب قریب دربند پہونچا حاکم وہان کا فیروز قہر نگار جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ مین لے جا کر تخت پر بٹھایا یہان کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار مین بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہان کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت مین برق عیار وہان قید ہی اسکو اپنی حفاظت مین رکھو کل مین آکر اسکو قتل کرونگا اسلیے وہان بھیجتا ہون کہ عیار وہان بہت ستاتے ہین ملکہ سے حفاظت نہ ہو سکے گی یہ موتی میرے مالے کا تم لو اور اپنے منہ مین رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہان مارے جاؤ گے یہ موتی کھنچ جائے گا مجکو خبر معلوم ہو گی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لے کر اپنے منہ مین رکھکر بادشاہ کو پھر دیا اس نے اپنے پاس رکھا اور ظالم تخت سحر پر سوار ہو کر معہ چند ملازمین کے حشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت مین پہونچا اس نے خبر اس کے آنے کی سنکر پیشوائی کو چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اس نے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہی حیرت نے اسکے لیے خیمہ استاد کرایا اور برق کو طلب کر کے اپنا سحر اس پر سے دفع کر کے حوالے کیا ظالم لیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر سحر کاری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمے سے باندھ دیا مگر طائران سحر اور جو اسپیں لشکر مہرخ یہان موجود تھے خبر لے کر بارگاہ مین سامنے مہرخ کے آئے اور بعد ادب زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئے نظم

گر ترا شہرۂ عدالت ہو / شعلۂ وحش سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک پنجۂ باز / گرگ ہو گوسفند سے دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے / دل کا فوارے سے اٹھین شعلے

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور اُن کی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرجام آیا ہی تنہا خیمہ مین لے کر بیٹھا ہی یہ کہہ کر جاسوس چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر تیار کر کے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو

برق کو لے گئی اور پوچھا کیون برق یہ سچ ہی کہ تو عمرو کو چھوڑکر شاہ طلسم سے ملگیا برق نے کہا استانی آج
ہی تو فقرہ بن پڑا ہی بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤن گا مار کر اس کو اپنے
لشکر مین جاؤنگا صرصر یہ باتین سنکر سر پیٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ یہ بگوڑا ایسا کچھ کہتا ہی
برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہم پیشہ و ہم فن ہی یہی چاہتی ہی کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہ ہو
کس لیے کہ میرا فروغ مٹ جائیگا بس یہ باتین اسکی بیراہ عداوت ہین بادشاہ نے کہا مین خوب
جانتا ہون کہ یہ تیری دشمن ہی اور صرصر سے کہا کہ بھلا تجھ سے یہ میرے برائی کرنیکا اقرار کیون کرتا ہی
کس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جسکے ساتھ برائی کرنا ہو اس کے ملازم اور ہوا خواہ سے
اپنا راز ظاہر کردے لہذا تو جھوٹی ہی اور رشک کرتی ہی صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اس کے فریب
مین آچکا ہی جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچائے گا فی الجملہ یہان
نہ ٹھہر اور چل کر بلکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچکر عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ حرمزدگی
ضرور کریگا اور مین دخل دون گی آپ کو برا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھ کو دریا پار بھجوا دیجے گا
شاہ نے عجبہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لے جا چنانچہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمۂ حیرت کی طرف چلی اور
یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پہلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے
حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہی شراب پلا تیلا تو غائب ہوگیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے
لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اس وقت اس نے کہا اے بادشاہ اس
باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھانے کے نہین ہین شاہ نے کہا تم کھاؤگے اس نے کہا ہان مگر حضور
جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے توڑ دن اور آپ کو بھی کھلاؤن خود بھی کھاؤن بادشاہ نے فرمایا جا
سامنے درخت سیب لگا ہی توڑ لا یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوشرنگ
بنکر اڑتے تھے لیکن اس نے کہا کہ حکم شاہ جاودان سے مین پھل توڑ دون گا یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے
وہ مثل اصل سیب کے تھے مگر اس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آغشتہ
بدار وے بیہوشی ہین وہ ہاتھ مین لے کر سامنے شاہ جاودان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھلیے
فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہی اور عوض گزک کے سیب
کھلاتا ہی بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم ناچتے
ہین تم گاؤ اس نے کہا حضور پہلے آپ لگا لگائیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاؤن گا بادشاہ
یہ سنکر ناچنے لگا ہوا کا طمانچہ منھ پر لگا بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر مارا اگر بادشاہ طلسم ہی پنجے پیدا
ہوے اور خنجر مین لپٹ گئے اس نے خنجر پھینکدیا کلہ فلاخن مین پتھر مارا وہ پنجون نے پکڑ لیا اب یہ
حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اس نے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے

پھڑ ائیے یا قتل کرڈ الیے افراسیاب اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ
عمرو سے بیزار ہی اور واقعی عمرو لالچی اور بخیل بہت ہی اس کو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہم نے
تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کر کے
حضور مین لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کر لیجیے کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر عمرو کا سر نہ کاٹ
لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اب بادشاہ مجکو دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ مین لڑکیون کو بیاہ
دون شاہ اس کے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہ پائے
جو اس طرح عاجزی سے مانگتا ہی برق نے کہا حضور مین اپنی تنگدستی کیا بیان کرون بمقتضاے
ع مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا۔ بادشاہ نے کہا اسقدر تجکو سرکار سے عنایت ہوگا
کہ تو سلطنت کرے گا برق نے دانت نکال دیے اور خندۂ دندان نما کر کے پوچھنا استعجاباً شروع
کیا کہ ہان حضور مین مالدار ہو جاؤنگا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھونگا اے بادشاہ ایسا ممکن
ہوگا کہ آٹھوین دسوین روز پلاؤ بکوا کر کھاؤن ہاے میرے نصیب ایسے کہان جو ایک رات
فکر معاش سے خالی دل ہوکر بستر نرم پر سوؤن کیون جناب ایسا ہوگا کہ ایک خوبصورت کنیز خرید
کر کے اس سے گرم صحبت ہون یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھون مین آنسو
بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ
کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ مین دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھ کر
اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان مین گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیان
باغ سحر کی دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس مین سے پریون کے
چہرے پیدا ہوکر قہقہے لگاتے ہین اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہین اور جب مسکراتی ہین تو بجلیان
چمک کر فلک پر جاتی ہین کہین اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہی اور اس کے دہن سے شعلہ نکلکر ناعتبا ہی
پھر سرو آتشبار بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہی غرضکہ یہ عجائبات کہان تک بیان ہون ایسا ہی کچھ
بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادوان لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ
جاکر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے مین بشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لے گیا
اور باغ مین لایا جب اسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر
آیا اگر قید ہوکر آتا اس اعزاز سے نہ ہوتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہی بس یہ سوچکر
بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہان بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ
بنایا نہین اصلی ہی اس نے میری اطاعت کی ہی صرصر نے کہا یہ مودا دغا کرے گا آپ اس کے فریب
مین نہ آئیے گا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ ابکی بدل میرا مطیع ہوا صرصر یہ سنکر الگ

نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرداز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کی کیفیت ایسی بہار نرگسی چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤن ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد اول مین کئی مقام پر تحریر ہی اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہین کیا گیا گر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی بچھا بصد کروفر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک ان مین سامری عصر تھا دنگل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے برق نے اٹھکر باادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑکر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوا دین اور اس کو عتابانہ خطاب کیا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب بہت عذاب سے تجکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑا کر اول زبان اپنی صفت و ثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیرا مرتبہ فروغ افزاے آفتاب سماے طلسمات ہر حلقہ بگوش کرنیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہر کہ نظم

شمع سے حفظ شہ جو ہو مانوس	دامن باد تند ہو فانوس
نہ فلک ایک گوشہ ایوان	ہفت انجم ایک خوشہ بستان
جامہ شعلہ ہو جمہ آب روان	ایک میلا نہ اس کا ہو رویان
حفظ گستر اگر ہو عدل و امان	برج مہتاب مین ہو فرش کتان
شحنہ عدل گر نگہبان ہو	کب رعیت کو خوف نقصان ہو
علم تو یہ کبھی جو غیظ آجاے	جسم ضرغام چرخ تھرا جاے
رعب سے تیرے ایسا ڈر جاے	کہ تپ ولرزہ مہر اتر جاے

مین بھی تیری عنایت سے آج مالامال ہو جاؤنگا سب رنج و ملال بھول جاؤن گا میری خطا کچھ نہین ہی مجھے عمر نے دھوکا دیا ہی وعدہ کیا ہی کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کرین تجکو ہزار ہا روپیہ دونگا اے بادشاہ مجکو یہان لاکر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہی اور سخت کام لیتا ہی اسی لیے مین ساحرون کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر شاہ طلسم کے پاس پہونچون گا پھر وہان عرض حال کرونگا بادشاہ کو اس حال مین اختیار ہی چاہے تجھکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کرڈالے فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہی کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور بر سر رحم ہو کر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھ سے نہ ہوگی اس نے عرض کی مین جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی چھین لیتا ہی اور مارڈالنے پر دھمکاتا ہی واسطہ سامری کا کہ مجکو یا تو اس موذی کے پھندے سے

اسوقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملکہ گیسو بھی اسیر ہوگئی ہے اور عمرو و محمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمرو بیہوش ہے محمور اسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کرکے کتاب بند کی اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا ہوکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے قاہر قہر چشم جادو تم ہوا ے جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرا ہو گا اسی طرف عمرو و محمور ہون گے ان کو گرفتار کرکے لاؤ یہ کہکر پنجون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور خلعت دے کر رخصت کیا پنجے دونون کو دریاے خون روان کے پار پہونچا آئے یہ وہان سے پھر لشکر حیرت مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی یہان بصورت مبدل عیاران لشکر مہرخ موجود تھے انھون نے بھی سب ماجرا سنا اور جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ اب عنایت خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کرکے ببرکوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے لیکن اس جگہ بیہوش ہوگئے ہین اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سنکر سب مصروف دعا ہوے کہ خدایا خواجہ کو شہر سے ان ساحرون کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اُٹھکر چلا کہ مین دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور استاد کو بچاؤن غرضکہ لشکر سے نکلکر صورت ساحر کی ایسی بناکر پہلے دریاے خون روان کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحرون کی طرف چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہوکر صحرا تک پہونچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور پکارا ذرا ٹھہرنا وہ دونون رُک گئے اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہین فرمایا کہ تم لشکر حیرت مین کس کے حکم سے گئے تھے اور جانے مین عرصہ کیون لگایا اگر اسی طرح ٹھہرتے ہوے جاؤگے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوے عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبراے اور عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرینگے اور بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لے لو وہ اُس کے ہمراہ درہ کوہ مین آئے اس نے ایک پھل نکال کر دیا کہا لو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہی دم بھر مین پہونچ جاؤگے انھون نے وہ پھل لے کر کھایا اسی وقت بیہوش ہوگئے برق نے دونون کے سر کاٹ ڈالے غل وشور برپا ہوا تاریکی پیدا ہوگئی صدا آئی کہ مارا گیا قاہر قہر چشم وہواے جادو کو انکے مرتے ہی مثل برق کے پنجے چمک کر گرے برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے دونون کے اور برق کو اُٹھا لیگئے پنجے تو شاہ جادوان کے پاس ان کو لے گئے اور وہان عمرو کو ہوش آگیا محمور نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چارطرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمرو کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن پنجے مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیب مین سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توج سے آنکھین بند تھین پہونچکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ پربہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہاے رنگارنگ کی بہار اور شجر پر از گل و اثمار

ہوے آتے ہین بعض ان مین بیکریا کرتے ہوے جاتے ہین نوبتخانہ رکھے ہین نوبت بجتی ہی دھونسے پٹتے ہین
شور وغل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہین سنائی نہین دیتی ہی عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی
جہان یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہی مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہی اور مالک اس گنبد کا
ہوای جادو نام ایک ساحر ہی بڑا ظالم و اکفر ہی عمرو نے کہا چلو اندر اس مٹھ کے چلین اور وہان سے
جن پڑے تو دست برد کرین اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمرو بشکل ملکہ گیسو تھا سامنے گنبد کے گیا
وہان کے اتیت پہچان کر اُٹھے اور دعا دینے لگے عمرو نے کہا کنڈی کھولو کہ پوجا کرین انھون دروازہ
کھولا اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہوگیا
اور باہر گنبد کے کسی نے دھکیل دیا اور صدا آئی کہ آجتک یہان کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر
بھی نجس ہوگیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر پکڑنے دوڑے مخمور نے دیکھا کہ عمرو مار ڈالا جائیگا
بس پنجہ بنکر جو گرہی اُٹھا کر اُڑی لینا لینا کا غل ہوا مگر یہ سناٹا بھر کر کئی کوس نکلگئی اور صحرا مین پہونچکر
ایک غار تنگ اور جاے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوای جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت
ڈھونڈتے پھرے جب کہین پتہ نہ ملا ہوا اے جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائین اور آپ
سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو مین پہونچا اور وزیرون سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئین اُنکی
صورت بنا ہوا عمرو گنبد مین گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و بند غارت ہوا یہ سمجھکر سر پیٹنے
لگے اور یہان سے بھی عرضی سب نے لکھکر خدمت شاہ جادودان مین بھیجی ہوا اے جادو وہان سے جو
چلا تو بیابان آتش و ببر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریاے مرواریدکو تباہ اور خشک پاکر
رویا الغرض کوہ سیاہ سے گزر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت مین
پہونچا ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریاے خونزدوان پہ کوئی
نہ روکے مین پاس شہنشاہ کے جاؤن حیرت نے انگوٹھی براے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ
کے تباہ و برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوا اے جادو وہان سے انگوٹھی لے کر دریاے خونزدوان پر آیا
انگوٹھی ہاتھ پر رکھ کر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت مین بلوایے بس پکارتے ہی پنجہ اسکو اُٹھا لیگیا
اسوقت شاہ جادودان کے روبرو لاشین بلاے جادو و ببر جادو وغیرہ کی آئی تھین اور پیران کے
حال انکی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہو کیا
ماجرا گزرا اسنے عرض کیا کہ میری حد مین عمرو و مخمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند
سامری نے فرمایا کہ لینا انکو مین پیچھے دوڑا مگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے مین صحرا کو محصور حصار سحر کرآیا
ہون کہ نکلکر چلے نہ جائین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہان کہان
ہین شاہ طلسم نے سب حال سنکر لاشون کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی

زمین پرنیان و ہوا مشک بوے — گلاب است گوئی مگر آب جوے
غم آوردہ از شاخ شاخ سمن — صنم شد گل و گشت بلبل سمن
خرامان بگرد گلان بر تدرو — خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کوہ دامن کوہ مین مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بار ایوان کی دھوم ہی دُکانین لگی ہین جنس ہاے گران مایہ ہر طرح کی رکھی ہین تاجران ذی مرتبہ موجود ہین تحفہ ہاے ہر دیار کے پاس نامعدود ہین جادوگرنیان ساریان باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھون مین تھالیان سونے چاندی کی لیے چوکین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہین اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اُترتی ہین ہر ایک حسن مین انتخاب بتان دہر سے جو ہی وہ خورشید چہرہ ہی آفتاب تابان اُن کو دیکھ کر دامن کوہ مین منھ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اُٹھائے کہ بمقتضاے ابیات

پری چہرہ بینی ہمہ دشت و کوہ — بشادی بہر سو نشستہ گروہ
ہمہ رخ بہ از گل ہمہ چشم خواب — ہمہ لب پر از می بوے گلاب
ہمہ دشت بینی بیاراستہ — چو بت خانہ چین پر از خواستہ

عمرو و مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہان ایک گنبد سونے کا ہی کلس اسپر یاقوت کا چڑھا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب نکلا ہوا ہی برج فلک کب اسکے ہمپایہ ہو سکتے ہین مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلنا کہتے ہین گنبد آسمان روبرو اسکے نیلا سائبان معمار عقل اسکی گلابی دیکھکر چکر مین اور حیران ہین کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذیجاہ — اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اس کا ہی مشرق خورشید — ساحران کا ہے کعبۂ امید

گرد اس گنبد کے تخت دُکاندار و نیچے لگے تھے ان پر دُکاندار بیٹھے بتاشے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے سکے تمام جسم مین چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیان تہمبری باندھے آسنی بچھی تھی اسپر پالتھی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت ساحر سامنے اس گنبد کے درختون کے نیچے اسی پر آنکھین بند کیے جمشید کے دھیان مین گیان لگائے بیٹھے مالا جپتے ہین کچھ لوگ ایک پاؤن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہین اور ہر طرف خلائق کا اژدحام ہی ڈمرو بجتا ہی بھجن ہو رہے ہین برہمن ڈھول بجاتے پھرتے ہین خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہین غول کے غول عورتون کے گاتے

آگر دیکھین تو کنیزین کسی طرف سے نارنج کسی طرف سے ترنج مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہی وار کرنا نصیب نہیں ہوتا ہی نارنج پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منھ پھیلا کر دوڑتے ہین عنقریب ہی کہ مخمور قید ہو جائے یہ دیکھکر بیچ مین آگر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اسیر ہاتھ نہ ڈالو مین سمجھ لونگی کنیزین اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئین اور عمر نے پاس جا کر مخمور کو تل دکھایا وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پر گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمرو نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہین مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا بس میری خطا معاف فرماکر شاہ جادوان سے ملوا دیجیے گیسو نقلی نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ دیکھو عمرو ایسا مطلب آشنا ہی کہ تم کو اس بلوے مین اور مجمع دشمن مین چھوڑ کر چھپ گیا ہی سنا ہی کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہی مخمور نے کہا ہان اسکے پاس گلیم ہی وہ اوڑھ لیتا ہی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی لیکن آپ کے ملک سے کہان جائیگا ملکہ نے کہا کنیزون سے دروازہ شہر کا جاکر حکم دو کہ بند کرین اور جابجا ہوشیاری رکھین عمرو بھاگ گیا ہی جہان پائین اسکو گرفتار کرین کنیزین حسب الحکم گئین اور روزیرون سے ابلاغ حکم ملکہ کیا شہر مین ساحر متلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہو گیا بے سند راہداری آنا جانا شہر سے بند کیا گیا اس مکان پر بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور گیسو نقلی دونون مسند پر بیٹھے کشتیان شراب کی منگوائین بادہ احمر سے کام جان روشن کیا پھر مخمور کو لے کر دار الامارت مین آئے اور خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا انکو خزانہ دکھاؤنگی غرض کنجیان لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو ہٹا کر مال و اسباب جا کر زنبیل مین رکھا اور مکان مقفل کرا کر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور جسطرح قلعہ نورانیہ مین ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ مہاجنان شہر مال سرکار مین جمع کر دین کیونکہ عمرو کے لوٹنے کا خوف ہی اسی طرح یہان بھی منادی کر دی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب مال زنبیل مین رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہان رہکر وزراے سلطنت سے کہا ہوشیار رہنا مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونون سوار ہوے اور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھے یہان تمام رعایا اور روسار شہر جانتے ہین کہ ملکہ عمر کو گرفتار کرنے گئی ہین اسوجہ سے سب مطمئن ہین اور یہ دونون جو یہان سے روانہ ہوے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہی دامن کوہ مین سبزہ زار دلپسند ہی پہاڑ سے چشمے جاری ہین جھرنا جھڑتا ہی گیاہ سبز فام مینا رنگ روئیدہ ہی جوش فصل بہار ہے رشک قبہ خضراے فلک کو بہار ہے گلہاے خودرو مثل چرخ انجم درخشان ہین خوشئے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشان ہین طاؤس و کبک و تدرو دو د انگ کوہ اور دامن کوہ مین چمن چمن خرامان ہین رفتار قیامت خیز شاہدان روزگار پر خندان ہین کر نظم

بیٹھی تھی ازسرتاپا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازۂ رخسار سیم تنان کو گوری رنگت تو اسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

نخولہ بست موے عنبرین را — گرہ در یک دگر زد مشک چین را
ز پشت آویخت مشکین گیسوانرا — ز عنبر داد پشتی ارغوان را
مکحل ساخت چشم از سرمۂ ناز — سیہ کاری بمردم کرد آغاز

عمرو نے سامنے جاکر سلام کیا اس نے کہا کیون قاش کیا ہوا اسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ نے کہا وہ نکہرام مخمور کہان ہی اس نے جواب دیا کہ وہ نہین ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اس کے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اسکو اٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہوگیا کہ عمرو تیری کنیز قاش کی شکل ہی اور مخمور بصورت عمرو ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار مین نے تجکو جانا یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمرو مارا جائیگا بس بہت جلد سحر پڑھکر نارنج کو ایک تھپکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جل گیا تھا مخمور نے عمرو کے گلے مین ایک وبال نذھیا کہ گیسوی کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر کا مارا عمرو کے پاس آکر گر پڑا اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمرو تک نہ پہونچا دسحر اسکے خالی گئے بسبب وبال کے اثر پذیر نہ ہوے اس وقت اس نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزین اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئین اور مخمور و عمرو کو گھیر کر لڑنے لگین عمرو نے اسوقت خیال کیا کہ یہانبھی یہ حاکم ہی بالفرض کنیزونکو مخمور مغلوب کر لیگی فوج ساحران آکر گھیریگی مناسب یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر بیچ مین ان کنیزون کے در آیا جو نکہ سحر تو تاثیر نہین کرتا تھا وبال کی وجہ سے اس نے حقہ ہاے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان مین دھوان پھیلا خصوصًا جہان گیسوی کاکل کشا اور کنیزین تھین وہان بالکل تاریکی ہوگئی عمرو نے جال الیاسی اسی اندھیرے مین ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وہان مخمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اسکا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا یعنے جلد اول مین مذکور ہوا ہی کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پہ کھلائے تھے جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتیں اسکو خدا نے عنایت فرمائین ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہی اور بولتا ہی اور دوسرے دم بھر مین بہتر صورتین بدلتا ہی یعنی زنبیل پہ ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہوجائے بس ویسی ہی صورت ہوجائے گی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہی فی الجملہ اسوقت معجزے سے یہی خواہش ہی کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہوجائے بس ویسی ہی صورت ہوگئی اس نے اس مکان کے گوشے مین جاکر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد پیراہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زنبیل مین ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر جھپٹا

وہ طلائی بروج جلوہ نما ماہ کرتا تھا جنسے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی سرمۂ قوت بصارت تھی

یہ دونون در قلعہ پر آئے وہان چالیس ساحر بیٹھے تھے انھین دیکھکر مستفسر ہوے کہ اے قاش جادو کہو عمرو کو لائین عمرو نے جواب دیا کہ نگوڑو کیا اندھے ہو دیکھتے نہین کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمرو چلا آتا ہی وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونون اندر قلعہ کے چلے یہ قلعہ جادوگر : ور جادوگرنیون سے آباد تھا جابجا مندر بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اسمین دھری تھین ترشی ہوئی بلور کی تھین گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانین سجی سجائی تھین محرابین غیرت ابروان شاہدان بنائی تھین جنس ہر طرح کی ان مین بھری جو چیز چاہیے ہوا فراط سے دھری رنج اگر وہان جائے تو راہ بھولکر بہکتا پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا اگڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمرو و مخمور سیر کرتے ہوے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر گویا ہوے کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہین اس نے کہا چلی تو آتی ہون کیا سر پر پاؤن رکھلون یہ کہکر اُنکے ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار الامارۂ شاہی مین آیا اس مکان کو نزا طلسم پایا لیکن ملکہ اسوقت دربار مین نہ تھی الگ ایک مکان مین شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونون کو وہان لائے آپ دروازے پر ٹھہرے یہ دونون اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہی ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل و الماس لگا ہی درجے اس کے غیرت دہ درجہ ہاے منازل فلک ہین صفائی مین پر از چمک دمک ہین صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اسکا لاجواب و انتخاب کہ بمقتضاے ابیات

وہ سجا تھا برنگ خلد برین صدقے کیجے نگار خانۂ چین
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن کنول انجم کی طرح تھے روشن
کہتے ہین چلمنون کو ذی ادراک ہین یہ عشاق کے دل صد چاک
تار ہاے شعاع نور ہین یہ عکس مژگان چشم حور ہین یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون صورت سرو باغ ہین موزون
کھڑکیان تھین دریچۂ جنت درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان مین مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنے ملکہ گیسو کاکل کشا

بیشک خلعت ہستی جلادو فِنا رَبَّنا عَذَابَ النَّار پڑھنے لگا نظر بد دافر بندہ نار و خاک تھی کشتی جان نہ گرداب ہلاک تھی ہیجان وغلطان غلطان وپیچان بڑی دور تک چلے گئے وہ تالاب آتشین اُنکے لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہگئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک گشیدہ کو سبز لون تک کھنچے دیکھا سد سکندر اس کے روبرو کمپایہ نردبان فطرت سامنے اسکے فرومایہ اس شیر عجیب کراش دیوار مین ٹکر ماری کہ سر پھٹگیا اور ہائے ہائے کہکر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنون کو یہانتک پہونچایا یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہوگیا ایک جنگل ویرانسا نظر آنے لگا اور ببر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اس دیوار مین ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز و انداز مین بلائے بیدرمان تھی رشک حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوے کاکل کشا کی ہی اور وہ جو تالاب پر رقعہ لے کر گئی تھی وہ بھی پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہونچتا ہی تو یہ کنیز کو برائے رہبری بھیجتی ہی پس اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو خیال آیا کہ دیکھون کون اس طرف آتا ہی اور شیر طلسم کسکو لاتا ہی اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو مین بہر استقبال جاؤن اور نہایت تعظیم سے لاؤن یہ خیال کرکے ورق سامری نامے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیندور طلسم پایا ہی اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہی سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہی دریافت کرکے اسکو غصہ آیا اور ایک کنیز قاش جادو نام کو اس نے حکم دیا کہ جا عمرو اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہی جو دیوار سے نکلی ہی بس نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ اے نکوار ان تم نے یہ دل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمرو شیر نے جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمرو نے جھپٹ کر جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اسکا چہرہ زنبیل سے نکالکر بیہوشی کو پلایا اور اسکو باہر نکالکر روبرو بٹھاکر رنگ و روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم میری صورت بنو بزور سحر اور یہان سے چلو اس نے عمرو کی ایسی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے عمرو نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین رکھکر اس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر تختہ پڑا تھا فیلبند دروازہ کھلا تھا فصیلہاے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے برج بارے کنگرے فصیلین ہر ایک عمدہ چاردیواری سنگ موسٰی کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

تھا بلندی مین اسکا ہر پایہ	پایۂ آسمان کا ہمپایہ

ببر کوہ کے آگے ایک بیابان ہی کہ نام اسکا بیابان آتش فشان ہی یہ شیر اسکا نگہبان ہی جسکے پاس سیندور ہو اسکا بانیان طلسم نے اسکو مطیع کر دیا ہی یہ مالک سیندور کو بیابان میں لے جاتا ہی جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہی اُسکے آگے عملداری گیسوی کاکل کشا نام ایک ساحرہ کی ہی اس شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہی جب یہ وہان پہونچتا ہی وہ کنیز کو بھیجکر رہبری کراتی ہی ذکر اسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ رازسے اس راہ کے متوقف تھی تیسرا ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جیے جدھر جی چاہے چلیے مخمور معہ عمرو کے سوار ہوئی اور شیر نے آگکی راہ لی اسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک برابر رات دن چلا گیا درے مین بڑے بڑے غار تھے اژدر منھ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ تاریک مقام تھا ہول خیز وحشت آگین تمام تھا خدا خدا کر کے وہ درہ تمام ہوا تیسرے روز جب درۂ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل سپہر دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوے لیکن اس جاے پر آفت مین نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنے بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ برین سواے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرہ نار پایا جو غار تھا وہ کرۂ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرارے بلند تھے گویا آگ کے درخت آگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زر دشت کی کیا حقیقت تھی جو یہان گرمی تھی چنگاریان اُڑکر ہواسے آگ گرتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھکر کہین تھی لپٹے اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی ہواے گرم بارد مزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اُٹھتا ایک ایک انگار النعرہ انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا

نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر ‏ — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
پھیلی تھی پچھی کف بتان مین ‏ — بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا ‏ — آب بجز آتشی تھا
خاکی سوے مردمان آبی ‏ — سورج کی تھی سر پہ آفتابی
ذرّتے سورج کی آنچ پاکے ‏ — تل بن گئے چشم نقش پاکے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلۂ رخسار شمع عذار کہ ہیبت تھی سر بسر ایسی پیکر نور سے جسکا کف پا تھا عارض حور ہذا استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اسمین لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نہ کر اس نے شیر کو تالاب کی طرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمرو نے دل مین کہا اب

تو تم جاننا کہ یہ سچا ہے مجکو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا ببر کو اسکا کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمرو کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ لے مین ان دونون کو شہنشاہ کے پاس لے جاؤنگا بلاے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط ہو گیا ہے مین نے اسکے لیے خاک چھانی تجکو کیون دون مین کیا کمزور ہون ببر کو اس کلمہ پر غصہ آیا اور مخمور نے پھر تہیا دلایا کہ کیون مین نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا فقرہ کرتا ہے ببر نے کہا تم دیکھو مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہی ببر جوبچ کی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غراکر لپکا بلاے جادو نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی کا مارا جہان وہ بیضہ آکر گرا اسی جگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا ببر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین مین سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیہ لیے ہوے نکلا اور اپنی زبردستی جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی یہ اسلیے کہ یعنی مین ایسا ہون کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کر ڈالا فی الجملہ اس ڈبیہ کو دے کر کہا کہ اے مخمور اسمین سیندور ہے طلسم کا اس سیندور کا ایک ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلاے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیہ کھولکر ٹیکا ببر کی پیشانی پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اسکو ببر نے جاکر طمانچہ مارا کہ بلاے جادو گرا ہر چند اس نے جادو کیا کچھ نہ ہوا ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا برپا ہوا ببر لاش اسکی اٹھاکر سمت شاہ طلسم نے چلے یعنی بگولے لاش کو اڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ عمرو ہوشیار ہوا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر نے ایک دانہ مائش کا سحر پڑھکر مارا کہ زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا اے ببر تم نے اسیر سحر کیون کیا مین اتنی دور سے متلاشی اسکی آئی ہون اسکو مین لے جاؤنگی اس نے جواب دیا کہ او مکارہ مین تیرا فریب اب سمجھا بلاے جادو سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے باغی ہے خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی تجکو بھی مارے لیتا ہون اور اس دزد مفتری کا بھی سر کاٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کیا تھا کہ کسی طرح ڈبیہ سیندور کی ملے جسکی وجہ سے بیابان آتشین مین راستہ پاے بس وہ ڈبیہ اسکو مل چکی تھی اب یہ کب دبتی تھی پکاری کہ ٹھہر نمک حرام کیون تیری قضا آئی ہے سنبھل ببر جادو نے ابھی چھونے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیہ سے سیندور لے کر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ لے اسکو پھر تو بموجب مثل کہ کرد کہ نیافت ہمون آتش در کاسہ اس شیر نے انگڑائی لی اور غراکر چلا ببر جادو نے ہر چند روکا صد ہا طور کا سحر پڑھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو ٹیکا ماتھے پر دے مالک بیابان اسی کا کہنا کرے بس جاتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنیکا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پڑ گیا جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جل گیا مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے باقی رہا غرضکہ بگولے اڑکر سمت شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس

بتعظیم تمام بلا ارادہ ببر خدمت مخمور مین آ پہنچے جوڑ کر باادب تمام تر گویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہی مخمور اسکے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے گئی سقف و مکان اسکے مطلا تھے مصقلا اسکا چاندی کا تھا دیوار و در جگمگاتے تھے لیکن ہر جگہ پہ تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر وہان صحن مین بچھی تھین شیر کی کھال کا فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُس کے کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہی اُسکا مالک ہی اور یہ جو بیٹھا ہی یہ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہی مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا دونون شیر بیکر بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے اور مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اس طرف عمرو تو نہین آیا مین بحکم شاہ اسکے تعاقب مین روان ہون اور وہ گریزان ہی اس ساحر نے کہا اسطرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہو جاتا مخمور نے جواب دیا کہ میرے سامنے وہ اس پہاڑ کے قریب آکر غائب ہوا ہی ازبسکہ یہ جگہ تمہاری ہی مین اسکو تنہا ڈھونڈھ نہین سکتی شاید مجکو کوئی شیر نہ پہچانے اور درپے آزار ہو اس سے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہی ببر جادو نے کہا مین حاضر ہون جہان لیچلیے مین سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا اور ادھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاؤ اور اس نے نہ مانا تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمرو چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اسی جگہ پہونچا جہان غار مین عمرو کو مخمور نے ڈال دیا ہی الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہین سمجھا کہ یہان کچھ بھید ہی جب تو یہ حفاظت کرتے ہین یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر ان پتلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُترا عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا شکر سامری بجالایا اور کمر مین پنجہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا کہ سر کاٹ کر لے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب اس حرکت پر ناراض ہو جائے بس یونہین چاہتا تھا کہ لے جائے اسوقت مخمور و ببر وہان پہونچے اور مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھو وہ عمرو کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہی افسوس کہ تمہاری عملداری سے غیر شخص پکڑ لے جائے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے اب یہ شاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی تعلی کریگا اور شیخی ماریگا کہ جس کی حد نہین اور تم کو ذرا اس امر مین کد نہین مین کمبخت ناحق تمہارے پاس گئی تھی اگر ہمین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو ہمچشمون مین ندامت ہوگی اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اسکو غصہ آیا اور للکارا کہ پاش او خیرہ سر تو کہان اسکو لے چلا اور میری جگہ مین کس لیے قدم تو نے دھرا بلاے جادو نے اُسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ پایا پکارا کہ اے ببر جادو اس کے فقرے مین نہ آنا عمرو کی دوست ہی اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت کی ہی مخمور نے کہا اے ببر یہ اسکی حیلہ سازی ہی چاہتا ہی کہ مجکو متہم کرکے تم سے لڑ دلوائے اور آپ نکلجائے اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجکو دے مین عمرو و مخمور دونون کو پاس شہنشاہ کے لیجاؤن گا بس اگر یہ دیگے

یعنی جام جہان نما دے	نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
ہے ساغر بصورتِ ماہ	اور اس مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہوے قران مہر و مہ جب	کوکب سے ہون بشکل کوکب
ساقی مے آفتابی پاکے	پہونچون کوہ اسد پہ جاکے
پاؤن جو شراب آفتابی	ہون شیر طلسم پہ سواری
بس جاہ یہ بادہ خواری تاکے	افسانہ لکھو کہ دیر ہوئی ہے

سیاران دشت سخن در رہ نوردان جادۂ بیان کہن پاے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اس طرح جاتے ہین کہ جب اختر برج وفا ماہ آسمان شرم و حیا حسن گنجور یعنی ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو با مروت دریاے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن از بیخ و بن شیر کی ایسی تھی چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چرخ بھی اُسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم دباکر بھاگ جاتا تھا کلب کہسال کی مجال نہین جو اس جگہ آسکے اس فلک پیر کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے ثور فلک ہمیشہ اسکے خوف سے لرزان تھا ہیبت سے اسکی فوج گردون ترسان و ہراسان بتخانہ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت عراقی اور ڈراؤنی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر ہویدا کی تھی اس لیے پتھر کی صورت شیر کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سو بچاکر نکلتا تھا ڈرتا ہوا چلتا تھا نظم

سر اندر ثریا یکے کوہ دید	کہ گفتی ستارہ بخواہد کشید
ہمین تا آسمان کرگس اندر کشد	ز دریا نہنگ و ز دم بر کشد

عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے تو مخمور نے کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین شیران ثریان اسیر رہتے ہین یہ کہکر ایک سحر پڑھکر دانہ آتش کا عمرو پر مارا کہ یہ بیہوش ہو گیا مخمور نے اٹھا کر ایک غار مین ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا ہے پھر دو ببر سحر کے غار پہ بٹھا دیے اور ان سے بتاکید اکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو لے نہ جاے یہ کہکر آپ بے خوف خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کر گئی اور قلعۂ کوہ پہ پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین اور دل مین کچھ خوف نہ لائین اس نے جواب دیا کہ ہماری خبر جاکر اپنے مالک سے کرو اور ہمین انکے پاس لے چلو کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سنکر روانہ ہوا اور اسی کوہ پر ایک مکان بنا ہے ببر جادو اسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گذار ہوا ببر نے کہا ارے تو نے اس ملکہ کو روکا کیون حوصلہ

مضمون دیکھا کہ ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مندر پر سامری کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اسپر کسی کا تاثیر نہ کریگا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہوگا یہ حال نامے سے دریافت کرکے جو سر اُٹھایا اس پری کو نہ پایا سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہی اگر پکارینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوے کہ اے پریزاد طلسم سامنے آؤ عطیہ شاہ جادوان عنایت کرو چالاک یہ صدا سنکر حلوہ خانے سے اس سبکی کے ساتھ اُڑا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہوکر پٹے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اُترا اور تھال لاکر سامنے انکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوے اور ڈنڈوت کرکے مٹھائی کھائی لمحہ بھر مین بیہوشی چھائی چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا ہاے مہیب آنے لگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوندی کی طرف بھاگا اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہان ہین اس نے کہا تھا کہ مہنت کے پاس ہین اسوقت غل سنکر اسنے کہا ہاے دونون مارے گئے اور اُٹھکر بارگاہ مہنت کیطرف دوڑا یہان سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار انگل اونچا ہوگیا پھر اسنے حملہ کیا ابکی بالشت بھر خنجر اونچا ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپڑا چالاک مجبور جست کرکے بھاگا ساحر بسبب خوف کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا اور بختیارک نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہوگئے اور اسی طرح ہیکان نے جو سردار قید کیے ہین وہ بھی سوفار کی قید مین آگئے ہین جب یہ مارا جائے تو رہا ہون غرضکہ بعد مسحور کرنے سردارون کے اسنے بہت کچھ لاف دگزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر لاش مہنت کی اسکی فوج کے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھ کر حوالے کیا فوج اسکی لاش اُٹھاکر نالان دگریان روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کریگا ادھر چالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و عشرت ہوے اب دونون لشکرون کو اس حال مین چھوڑکر کمترین شمہ حال شہریار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری بیان کرتا ہی نظم

ساقی جو ترا اشارا پاؤن
سرآنکھون سے میکدے مین اُؤن
پھر شیش محل کی سمت جھانکون
پھر لال پری کو آکے تاکون
غافل جو ذرا بھی تجھکو پاؤن
لے دختر زر کو بھاگ جاؤن
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے
سن لے وہ جو مجکو دھن لگی ہے

چو خورشید شد از جہان ناپدید　　شب تیرہ بر رو زد دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس　　بجنبید ہامون ز آواے کوس

طبل آسایش لشکروں مین بجا سب پھر کر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے لقا نے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ قدرت یعنی مہنت کی دعوت کا سامان کیا جاوے اُسنے عرض کیا کہ خداوند مین محفل عشرت مین جب بیٹھون گا اور دعوت آپ کی کھاؤ نگا کہ جب کل مسلمانون کو مار لون گا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا سوفار کو بھی بلا یا دونون اسم اعظم بیٹھکر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب وکباب سب پاس رکھ لیا عیارون کے خوف سے خدمتگارون کو بھی باہر نکال دیا تھا اپنے ہاتھ سے سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر مین گھما گھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ مین ناچ دیکھتا تھا یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن امیر کے یہان چند سید اندار ی مین بہت سردار قید ہین اس وجہ سے سناٹا ہی غرضکہ عیار آج پھر فکر مین ساحرونکی چلے ان مین سے چالاک بشکل ساحر پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمہ کے قریب بہرا جسکی اور بکمال ہوشیاری ہی اسنے اسی طرف جانے کا قصد کیا جب اندر جانے لگا ساحرون نے روکا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار ہین انھون نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہی کچھ مشورہ ہو رہا ہی چالاک یہ سنکر چلا گیا اور تنہائی مین جاکر پریزاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ وخور کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام وید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل غنچۂ گلستان ارم کھسیانہ ہوکر منسے اور بسور کر رہ جائے زبان سوسن دہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہوکر آنکھ چرائے **نظم**

دو برگ گلشن سوسن می سرشت　　دو شمشاد عنبر فروش بہشت
بناگوش تابندہ خورشید وار　　فروہشت شد حلقۂ گوشوارہ
لبان از طبرزد زبان از شکر　　دہانش مکلل بہ در و گہر
ز دانش خرد بود و تن جان پاک　　تو گفتی کہ بہرہ ندارد ز خاک

شانون پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ مین لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہوکر جست کی کہ خیمہ کو فتر اکر بیچ مین اترا خیمے کے سوفار و مہنت نے آواز جھما کے کو سنکر جو دیکھا تو ایک پریزاد حورنژاد کو آسمان سے اترکر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہوکر کھڑے ہو گئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی انھون نے اسپر مہر شاہ جادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اُٹھا لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھنے لگے پری انکی نگاہ خط کی طرف دیکھکر جلو خانے خیمے مین چلی گئی انھون نے نامہ مین یہ

بدانگہ دشمن جہان تیرہ گشت	طلایہ پراگند برگرد دشت
خروشے برآمد ز پیش سپاہ	کہ اے نامداران گردون پناہ
میان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ جہان دار بید
بہ بند بد یکسر میان یلے	ابا گرز ند با خنجر کابلے

رات بھر اسی غلغلہ مین بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سحر نشان سحر نور افشان اُن دہرداد رنجہ خورشید امید تابندگی بر سر لوائے فلک نظر پڑا کہ نظم

دگر روز چون بر دمید آفتاب	بہ مردان کین اندر آمد شتاب
سپاہی نشستند بر پشت زین	سر پر ز کین ابروان پر ز چین
سپا اندر آمد بہ پیش سپاہ	شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے مسجد کر پاس مین چالاک نے جاکر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہوکر در دولت پر آئے تمام سردار یہان یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان سر تاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قباد بن صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقارہ وکا بجنا روشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤن چلنا نقیبون کا منقبت پڑھنا لشکر کا تنکر چلنا جوانون کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف ہوکر میدان کو صاف کرایا لشکرون نے پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر مین کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے تہنت دکفر اژدر کو اُڑا کر بیچ میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی جتاکر طالب ہمنبرد ہوا اسطرف سے مالاگرد فرنگی اپنے استر مالا کبود کو اُڑا کر روبرو گیا اس نے اُس کے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھ کر مارے کہ دست و پا اسکے کرخت ہوگئے اس نے کمر مین پنجہ دلیر زور کیا اور تماش زین سے اُکھاڑ کر بروے زمین ٹپکا عیاران لقا آئے اور باندھ کر لے گئے پھر اُس نے للکارا ادھر سے آلاگرد فرنگی بھائی مالاگرد کا مقابل ہوا اسنے بھی وہی روز بد دیکھا پھر اس نے نہیب دی کپی ارزال فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانحہ اس پر بھی گذرا پھر اُس نے ڈانٹا نہنگ بچہ دریائی فرنگی اُسکا ہمت دہ مددگار ہوا مگر اُس کا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار ملک فرنگ سامنے گیا اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ ہاتھ پاؤن بے طاقت ہوئے باندھ لیے گئے کہانتک بیان کرون تا شام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا جب پردہ شب تیرہ فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب مین گیا نظم

پوچھے کہدینا کہ بڑھیا تھی مر گئی پس یہ سمجھکر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا بڑھیا نے بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادہ دن کو چھوڑ کر تنہائی مین آیا اس نے وہان آکر پھر واری کہکر اسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہو گئے لسنی فی الفور سر اسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اسکی پائی اٹھا کر کوتوالی مین لائے صبح ہو چکی تھی اور لقا وغیرہ لشکر مین جا چکے تھے لاش لے کر یہ بھی لشکر مین آئے اور فریاد کرنے لگے ادھر اخگر کے مرنے سے شور و غل بپا تھا لقا رات بھر کا جاگا ہوا سونے گیا تھا شور و غل سنکر جاگا اور حال دریافت کیکے پھر سونا چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار مین آکر تخت پر بیٹھا سوفارہ وغیرہ سب سردار حاضر ہوے عیارونکا ذکر ہونے لگا سوفارہ نے کہا طبل جنگ بجوائیے مین عوض اخگر کا لون بختیارک نے کہا مقابلہ کرنے مین سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہین سوا بھاگنے کے نہ بن پڑیگا سوفارہ یہ سنکر چپ ہو رہا اور دلمین نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محکوک کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ ناگاہ فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا غالبؔ تھے کے ایک ساحر بد سیر کریہ منظر کہ ہیبت دو چشم از بر سر او دو چشم خون ہزدو دہانش جہان تیرہ گون + سامنے آیا لقا کو سجدہ کر کے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہان ہے بختیارک یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت مین سیر کرنے گئے ہین اُسوقت وہ ساحر بھی رو دیا اور کہا تو سہی میرا نام مہنت جادو ہے کل ہی سب مسلمانونکو گرفتار نہ کردون بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا اس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور پھر کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا اٹھایا اسی ہنگامے مین وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گورستان فلک پر بنات النعش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی نظم

چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتہ سراسر جہان
یکی لشکر آراستہ چون عروس — بہ شیران جنگی و آوائے کوس

تیاری حرب لشکر ساحرانمین ہونےلگی صدائے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہرکارے خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ بقول مؤلف ابیات

شاہ گردون سریر ملک پناہ — حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بد صورت — خرس دشت ضلال و بد خصلت
بھائی اخگر کا ہے وہ مایۂ درد — ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اس کا مہنت جادو ہے — طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج — رہے قایم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بقول بیات

مہر حجلۂ خاور سے نکلکر بقصد زینت و آرائش آغوش فلک مین آئی اور شاہد صبیح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی کہ نظم

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت
ہوئی محمل نشین جو لیلے شب

کٹ گئی صورت شب وصلت
چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیار اخگر کو آکر قتل کرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا اور صبح ہوتے ہی سوار ہوکر معہ سرداروں کے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمے مین لا اُتارا اور بختیارک نے آکر اسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار تم اندر خیمہ مین نہ جانا ایسا نہ ہو کہ تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کردیا اور آپ سوفار کے خیمے مین آکر بیٹھا یہان سے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اُسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحرون تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہوگیا مگر اخگر تنہا خیمے مین سرشار آتے ہی اس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑکر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹا دے اس گلبدن نے کہا ٹھہرو تو یہ کہکر باہر انکالا گلوری کھائی اخگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہی مگر لہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے خاصدان کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی الڑھ بھی ہے خوب نبھے گی یہ سوچکر بولا جانی ہمکو گلوری نہ دی اس ماہ وش نے کچھ ہان مین جواب دیا کہ جانی کسکا نا دہر یہ خوب ہنسا اور کہا کہ فرد غضب معشوق بیرونی کی یہ بھی زبان ہے سب کہتے ہین سحر اسکی زبان پر بھوری ہی ہے پھر اس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اسنے انگوٹھا دکھا دیا اور اسکا منہ چڑھاکر مسکرا دیا یہ اس ادائے دلفریب پر اسکی بیچین ہوگیا اور لپٹکر لہرہ چھین کئی پان یکبار کھا گیا ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہوکر گرا وہان تنہائی تو تھی ہی چالاک نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل شور ہوا دارو گیر کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل کر بھاگا اور ہنگامہ سنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا بھلا ممکن ہے کہ اُنکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار بولا کہ چالاک تو قید ہے یہ کسنے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اسنے کہا تو اخگر کے عوض ابھی کو اسیوقت قتل کر اسنے یہ سنکر پکارا کوئی ہے اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہین سمک باہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اسنے کہا ہم یہان سے سحر پڑھتے ہین کہ سرہنگ پر سے سحر کی قید دفعہ ہوجائیگی تم اسکو لاکر قتل کرو اور رقعہ دارو غۂ مجلس کے نام لکھدیا سمک لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑاکر لایا جب سامنے خیمہ کے پہونچا پکار کر کہا اے سوفار منم سمک لیے جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تو عیارون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ دوڑا یہ نکل گئے ادھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سنیے کہ ابو الفتح کو جو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ مین اُسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے لے لو اور مجھے چھوڑدو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی

ارزان ہے کہ ابیات

روے تابان تھا اسکا گلشن نور | صبح رخسار رو کش رخ حور
موج دریاے نور تھی بینی | عکس انگشت حور تھی بینی
کب وہ بینی تھی کعبۂ رو مین | شمع روشن تھی طاق ابرو مین
بانکی بانکی ادا غضب باتین | وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہی | بات مین قہر کی بناوٹ ہی
یون بندھی ہی دوپٹے کی گاتی | دل مین چبھتی ہی نوک چھاتی کی

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اس کو مجھے خداوند سے دلوا دو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ اخنگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ لے جا کر قید کر کوتوال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک بہ ناز و انداز کمر کو بل دیکر بہزاران غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اخنگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے میرا اکہ اس کے پاس سے لے لیجیے لقا نے اخنگر سے کہا اس کی فرمایش پوری کرو اس نے کئی ہزار روپئے دے کر اکہ لے لیا بھٹیاری دعائین دے کر چلی گئی بس پھر تو دور سے سرخ شروع ہوا از بسکہ بختیارک وہان موجود تھا یہ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہین پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا ہر چند کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تم پر عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اس کے شر سے بچنا اچھا ہی یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھیں جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہی اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اسکا بھی یہ حال ہی **بیت** شرگین چتون بھری انکھیان خاک مین ہم کو ملا مینگی + کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی + ہر چند کہ بیچین ہو رہا ہی مگر بلحاظ اسکے کہ خداوند سامنے ہین اسکو ہاتھ نہین لگا تا ہی اسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھ کر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جا کر آرام کرو مین اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہی اور یہان صدہا آدمیون کا مجمع ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا یہ سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہی کہ ہزارون آدمیون کے سر پر غل و ہنگامہ مچاؤ اور پھر اسی کو اپنی جورو بناؤ اب تم کو مل چکی ہی جلدی کیا ہی صبح قریب ہی اپنے خیمے مین لے جانا جو چاہنا کرنا اخگر چپ ہو رہا از بسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس

چارپائی بچھادی اور کوتوال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوے پیادے ہٹاتے جاتے ہین ہٹو کیون بھیڑ لگائی ہی لوگ گھسے پڑتے ہین کوتوال اظہار لے رہا ہی اول عورت جوان نے چیخین مارکر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے پاؤن پر گری اور کہا مجھسے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہی سچ کہتی ہی جب یہ اقبال جرم کرچکی کوتوال ہرچند کہ اس عورت کا حسن وجمال اور زیور بیمثال دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اس قضیے سے آگاہ ہوچکے تھے سوچا سامنے دیکھکر کے انکو لے چلنا چاہیے اور یہان اس عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہی پرچا اس حال کا سلیمان عنبرین مو کو ضرور لگیگا پھر وہ بُری طرح پیش آئیگا بس ایسا کچھ سمجھکر ان دونون کو لے کر چلا ہاکر روانہ ہوا اس نازنین نے کہا مین کچھ مجرم تو ہون نہین جو کوتوالی چبوترے مین جاکر رہون تمام عمر لوگون کے طعنے سنون کہ یہ ایسی ہین جو تھانہ پر پکڑی گئی تھین اور دوسرے وہان کیسی بنے کیسی نہ بنے مین جوان جہان غیر مردون مین بھلا میرا ٹھکانا کہان ہان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہین کیونکہ اسکی زیارت کو سبھی آتے ہین وہ پیدا کرنے والا ہی اس سے شرم کیسی یہ کہکر اس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا تو سنا تو میری مان کبھی کی ہی مجکو اسوقت اکیلا نہ چھوڑ نہین کہ میری آبرو جاتی رہے گی بس بھٹیاری نے اسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹیا مین تیرے ساتھ ہون تو کیون گھبراتی ہی اس نے چپکے سے کہا مین اور بھی کچھ تجکو دون گی بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ مین آگر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور انکو لے کر سیدھا در دولت پر آیا وہان سنا کہ حضور اسوقت باغ مین ہین اور ہنگامہ سرور گرم ہی یہ وہان سے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کر کے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا وہ دونون مع بھٹیاری کے حاضر ہین تو بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ مجکو اسوقت تیرے آنے سے شبہ گذرا کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار مین پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہی کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی ہی اور دیدار خداوندی کی مشتاق ہی اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہی اور مین سرا مین یا کوتوالی مین انکا رہنا مناسب نہین سمجھا بس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا کہ اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہی اور اخگر وغیرہ بدمستیان کر رہے تھے عورت خوبصورت سنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائین لین یہ تو اس کرشمہ مین مصروف ہوئی لیکن اخگر وغیرہ نے جو اسکے چہرہ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زینت دہ بزم خوبرویان سردار خوبان جہان راحت دہ جان عاشقان ہی جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت مین ملک تا تا ختن

طے کر کے قلعے کے اندر جو سرائے تھی وہان آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہین اترنے کا ٹھکانا ملے گا بھٹیاری
اور بھٹیارے دونون نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین اسمین
کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہان ٹھہرو مسافر کم ہین تنہائی ہے چیز کی حفاظت رہیگی تیسری
نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور پٹاری بان کی لی اور کہا آؤ مین تمھین بہت اچھی جگہ دونگی
کہ گوشے مین ہے زنانہ تمھارے ساتھ ہے پردہ رہیگا غرضکہ یہ دونون اسکے ساتھ جا کر ایک کوٹھری مین ٹھہرے
بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا پانی کا گھڑا بھر کر رکھدیا چارپائی بھی بچھا دی بڑھیا کانکھ کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اُتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی گھبرا کر بغور
متحیر ہو کر دیکھنے لگی ایک کمسن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ نہ کہہ سکی جا کر
بھٹیارے سے کہا ارے مجکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اُتری ہے ہمارا نون کوئی امیر یا
شہزادی ہے یا وزیر کی بیٹی ہے میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو پھٹے حالون سے ہے اور
وہ جواہرات پہنے ہے بھٹیارے نے کہا جا باتون باتون مین پوچھ تو کیا ماجرا ہے بس بھٹیاری اپیٹ مار کر لے
دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہے یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو بھی تمباکو دی اور
کہا مین سوتی ہون تھک بہت گئی ہون بہترانی دو گھڑی رات تڑکے سے مجکو جگا دینا اور مین تجکو دو پیسے زیادہ
دونگی میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمین کچھ بھید ہے لیکن
بظاہر بولی کہ نہین مین بھلا کس سے کہونگی ہلوگن کا بی بی یہ طریق نہین غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر نفیر خواب
بلند کی اور اس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائین لین اور کہا بی بی
روتی کیون ہو اس نازنین نے کہا مین معصوم جلی تا نصیب کیا اپنا حال بیان کرون یہ بڑھیا محل مین
میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی مین ایک زمیندار کی بیٹی ہون اور وہ گاؤن کا صرف
مالک نہین ہے کئی اور بھی گاؤن ہین تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے آج مجکو گھر چھوڑے
تیسرا روز ہے نہ گھر جا سکتی ہون نہ کہین اور میرا ٹھکانا یہ بڑھیا کٹنی ہے اور میرا زیور اتار کر مجکو بیچا چاہتی
ہے بہترانی اگر تم سے ہو سکے تو میرا آکہ یہ تم لو اور اس بڑھیا کے پھندے سے مجکو چھڑاؤ تو بھٹیارنی نے
وہ آکہ لیا اور بہت خوش ہو کر کہا کہ بیٹی تو گھبرا نہین مین ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہون یہ کہہ کر
بھٹیارے کی چھاتی پہ ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بٹیا کو یہ
بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہے وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے یہ آکہ مجکو دیا ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیارا سارا
ماجرا سنکر بولا گھبرا نہین دیکھ تو مین کیا کرتا ہون یہ کہہ کر اسی وقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا
خدا حضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے سرا مین غلام کے یہان ہے کوتوال
مع چند پیادہ سرا مین آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادون نے بحکم کوتوال باندھ لیا بھٹیارے نے

ولدیت اور سکونت لکھوا کر ساحرونکو دروازۂ باغ پر بٹھایا ہی اور کہہ دیا ہی کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین
یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور انکو بھی نگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا تب آنے دینا
غرضکہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہ ہوا اسوقت چالاک نے
کہا مین قسم کھا چکا ہون اسی جلسہ مین گھسکر اس ساحر کو مارونگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور
ابو الفتح سے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بناکہ کمر جھکی
ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے پاؤنمین
چمڑے کا جوتا پائچون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصاے پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بنا
اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ جمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان شنگل وشنگول صورت
زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن درخانۂ چشم پر اپنے چھوڑین ابروان چشم
ہمیشال تھے عید قربان کے ہلال تھے آنکھین خمخانۂ حسن وجوانی مردمک چشم ہر ایک مستانی رخ تابندہ
آئینہ کو حیران بنائے زلف سیہ سودا زدگان الفت کو پریشان بنائے چین جبین جو ہر آئینہ سکندر
ستارے افشان کے غیرت پروین واختر کہ نظم

مانگ بین السطور دفتر حسن — جادۂ شاہراہ کشور حسن
انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز — دلربا بات کا نیا انداز
سامری تاب کیا جو آنکھ ملائے — چشم ہاروت جنسے آنکھ چرائے
نشے کے لال لال وہ ڈورے — عین پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے
غیرت چشمۂ حیات دہن — روزن کوزۂ نبات دہن
بے نشان صورت کمر ہے دہن — دل قارون سے تنگ تر ہی دہن
چھاتیان ہین حباب آب گہر — نخل باغ شباب کے ہین ثمر
پیٹ نرمی مین غیرت مخمل — صاف مانند تختۂ صندل
قہر ہے زیر ناف کا وہ ابھار — اور وہ تنگی وچستی شلوار
سرو جس پر فدا وہ قامت ہی — ناز پروردہ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کر کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون کیا مجال جو شناخت کر سکے
اور اس حسن وجمال پر از سر تا پا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا کنٹھا گلے مین اور رشمر ین ہاتھ
مین پہنین واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھین انگلیون کے چھلے پہنے پاؤن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھ کر
ملک بھی کھائے فریب بازو پر جواہر کے اکے بازار حسن پر جنسے سکے اسی طرح غرق بحر جواہر ہو کر ایک
چادر سفید سر سے پاتک اوڑھی سب بدن چھپالیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چلا گلی کوچون کو

حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن
جلوہ گر پریون پہ اسکے وہ دوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا
تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج
روشنی عکس افگن آب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار
شیشہ آلات سارہ انور آگین
فرش دیبائے چین سے بھی شفاف
صدر مین موتیون کی اک مسند
چاندنی رشک چادر مہتاب
زیب مسند ہوا لقا آکر
گرد اُن کے مصاحبین تمام
بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ
زیب دستارخوان کیا وہ طعام
پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا
وہ غضب چھیڑ چھاڑ ساز ونئی
کشتیان پھر شراب کی آئین
دور دور شراب ناب ہوا

مسی آلودہ گل گون کا دہن
صورت سبزۂ رخ محبوب
چشم نرگس کو نور بخشا تھا
چاندنی تھی غبارہ کوچۂ موج
یا پری شیشۂ حباب مین تھی
اُس پہ نگیرہ مثل ابر بہار
نصب ہر جا موافق آئین
سینۂ زاہدان کی طرح سے صاف
گاؤتکیے وہ خوشنما بیحد
اطلس طور سے سوا پرتاب
گرد سب بیٹھے آکے جادوگر
دست بستہ کھڑے تھے خدام
اور بکاول نے چن دیا خاصہ
کہ معطر ہو جسکی بو سے مشام
کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا
خوش صدا مین وہ نے نوازونئی
قابین بھر کر کباب کی آئین
رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروف عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعہ سے نکلکر گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا آیا ہی بہر قتل اخگر خیرہ سر جاتا ہی اگر مارا جاے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر قتل اسکو کر کے پھرونگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہین ہی اور ساحر سحر کرتے ہین بدین وجہ تجکو قتل کا اختیار ہی یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہر حفاظت لشکر تاکید کر کے ابوالفتح کو ساتھ لے کر چلا سر شام اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پہ نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دار الامارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین انسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے انھون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین وہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سنکر انھین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے نام مع

بیاری ثابت نہین ہوتی ہی اسنے جواب دیا کہ ملک جی آپ کو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی مگر ابھی ہٹ چکا ہی اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوے ہین مجھے آکر مار ڈالینگے اور ادہر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹلگیا اور باہر جاکر ایک فراش کی صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلاگیا اسوقت افگر سے بختیارک نے کہا تمھارا خدمتگار ہی کہان اسنے کہا ملک جی تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سنی مگر مین سحر پڑھتا تھا کہ دریافت کرون یہ کون ہی اس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی ہی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہی یہ کہکر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا جس دم بیحرکت ہو گیا اسنے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہی سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون اس نے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہی کہ نام تیرا سرہنگ ہی غرضکہ بارگاہ مین اسکو بھیجا افگر جہان اور سردار قید ہین وہین قید کرایا اس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہو گیا یعنے سرہنگ ظلام شب نے ترک روز کو بھگایا اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر والبتہ سلسلہ شعاع مقید ہوا نظم

الغرض جب وہ دن تمام ہوا
آسمان پہ ظہور شام ہوا

اتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام
مہد شب مین گیا وہ بے آرام

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ جب دربار برخاست ہوا افگر خیمے مین بہر آرام جائیگا عیار قسم کھاگئے ہین وہان قابو پاکر اسکو آزار پہونچا ئینگے لازم ہی کہ کسی شغل مین اسے مصروف کر دون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کرلیگا اسوقت تمام حریف کا تمام کرکے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی جلی ندفی کی سیر دیکھین گے بس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے نادر کار گلاب وکیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلاکاٹ کر ڈالدیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک دہ انجم فلک تھی قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اس طرح جلتے تھے گویا حرم مین کسی گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میر اکتان نہو جائے باد صبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہنا دے نہر گلشن کی اس رات کو اسطرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلی شب ڈبڈباتی تھی جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا نظم

نور مین ہر چمن تھا صبح امید
پھول ایک ایک تھا گل خورشید

چاندنی روکش مہر تابان
موتیا غیرت در دندان

مثل خط شعاع سنبل تر
رشک رخسار حور عین گل تر

ڈال کر بارگاہ مین آئے اور پشت پر سردارون کے کھڑے ہوکر گفتگو یہان کی سننے لگے اسوقت دورۂ جام
می ارغوان تھا ہر ایک فرط مستی مین لاف وگزاف کرکے دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب مین
بختیارک نے کہا کہ تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہین ہوگا تم فتحیاب ہوگے
اور جب انسے مقابلہ ہوگا خداوند کی بہشت مین تم جاؤگے یہ کلام سنکر اخگر نے کہا مین جاتا ہون اور رسم اعظم
بند کرتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور کہا ایکبار بند کرکے مین سوفار کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسی
نہ معلوم ہوگا بختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون برا ہے کہ آپنے راز دل کہدیا عیار یہان موجود ہونگے
انھون نے سنا ہوگا وہ تمھارے ساتھ جائینگے اور قتل کر ڈالینگے اس گفتگو مین ایک شخص کو اہل دربار
مین سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفۂ حرام میرے
پاس آئین تو انکو ذبح کر ڈالون نطفۂ حرام جو اسنے کہا چالاک بشکل خدمتگار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس
زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے منھ گرا چالاک نے گالی دے کر کہا حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا
ہے بختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادے آپ نے خوب کیا جو اس ولدالزنا کو سزا دی یہ
اسی لائق تھا چالاک نے جست کرکے ایک لات اسکے بھی ماری اور بختیارک لات کھاکر گویا ہوا کہ
مین ان لاتون کے تصدق یہ کہان میرے نصیب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی جو مین نے یہ لات کھائی
مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرمساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی
ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتین بناتا تھا کہ سوفار و اخگر وغیرہ اُٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے
اور چاہا کہ سحر سے اسکو گرفتار کرین اور عیار جو خدمتگار بنے کھڑے تھے انھون نے حباب بیہوشی تاک
تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوے اسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا
گیا کہ قسم ہے سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے
قابل ہے لیکن میری کچھ خطا نہین ذرا مجھپر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کرکے نکلے دروازے
پر حاجب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیارون کا لوہا مانے ہوے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے
عیار سب نکلکر روانہ ہوے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے بختیارک نے اٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا
مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچوگے مرشدزادے قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہے
مین بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرہنگ عیار کہ اور تو سب
عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگارون کی صف مین کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین
جاکر پیشاب کر آؤن تم رومال میان کے سر پر ہلاؤ سرہنگ نے کہا اچھا اور جاکر مگس رانی کرنے لگا کہ
بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہے اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی
نے کہا مین نے تجکو کبھی نہین دیکھا وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصے کے بعد آیا ہون ملک جی نے کہا تیرے منھ پر

کا حق ادا کر کے اپنا نام کرو ن لقا نے اسکو سرفراز کیا اور سوفار نے اپنے پاس بٹھایا جا یہ سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا جب کف چرخ نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ روشن جہان تیرہ گشت　　طلایہ پراگندہ بر گرد دشت
خروشے برآمد ز ہیش سپاہ　　کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید　　ہمہ در پناہ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صداے طبل رزمی کوس حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونون لشکر پیارز خشم تھے پرشکن ابروان خشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر تلوار اور سپر کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت اژدہاے شب نے من روز نورانی کا اُگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا کہ ابیات

سپیدہ چو از جاے خود بردمید　　میان شب تیرہ اندر خمید
ہمی گشت لشکر گروہا گروہ　　چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
غروشیدن تازی اسپان بدشت　　ز بانگ تبیرہ ہمے برگذشت
ہمہ نامداران جوشن وران　　برفتند با گرزہاے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام وارد دشت نبرد ہو کر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے ہومان دشتی اجازت لے کر اُسکے سامنے گیا اسنے ایک نارنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر گرد اسکے ہو گیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کر لیا اور پھر نہیب دی مثقال شاہ نے ایکبار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اُسپر لگایا اسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی مین جلگیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مثقال بھی بیہوش ہو کر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے اسنے اسیر کیے پر لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پر ابند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہی وہ لڑنے آئین گے پس انکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہی یہ سمجھکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر پھر خیمگاہ مین آئے اور عیار پھر عیاری چلے ازبسکہ لقا پہلی لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے انھین کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوے لقا دار الامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگو نیر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنی چپکن پہنکر بنی ہاک کمر سے گھرس کر سر پر پگڑی باندھکر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا

چالاک درگاہ خدا مین رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہی کہ نظم

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات — وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جبھہ سا در پہ بادشاہ ہین ترے — تاج بخش شہان گدا ہین ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مسرور — ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُور
آپ فرماتا ہے تو اے والی — سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ
تو نداوا ے دردِ دل ہے — مرہم زخم جان بسمل ہے
رحم تیرا اگرچہ ہو شامل — ابھی ہو جائے حل مری مشکل

عین دعا مین نعرۂ **صاحبقران** بلند ہوا جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر غازم دشت وغا تھی **امیر** سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریاے لشکر مین غوطہ دیگا گئے ہمہ تن چشم بنکر لڑے زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی دایۂ اجل کنار عاطفت مین پسماندون کو اٹھانے لگی روح دامن جسم مین طفل کی طرح مچلگئی آخر تڑپ کر نکلگئی چشم زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جا کر پہونچے اور اسم اعظم پڑھکر چھڑا لیا اُدھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریاے آہن موج مارتا تھا صحرا و کوہ خون کشتگان سے بہہ ہو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ **نظم**

دو لشکر بیکجا شدہ سخت کوش — بگردون در افتادہ بانگ و خروش
ز گرد سواران ہوا بست میغ — چو برق درخشندہ پولاد تیغ
ہوا را تو گفتی ہے بر فرد خست — چو الماس روی زمین را بسوخت
ز خون روے صحرا چو جوی روان — ز بانگ سواران جہان پر فغان
چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد — تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد

آخر ی گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لاسکی **لقا** مع لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوا دیا **صاحبقران** مظفر و منصور **چالاک** کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوے لشکر نے کمر کھولی سردارون نے بھی زرہ اُتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوے اسی طرح وہ دن گذرا دوسرے دن لقا بادل خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک بر سحر آیا اور اسپر ایک ساحر اخگر جادو نام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک دربند طلسم کی مالک ہی اُسکا بھائی ہی ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھسے اور سوفار جادو سے دوستی ہی چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کردن دوستی

خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہی پس وہ بیتابانہ اپنی جگہ سے بزور سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار میں نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا سحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تونے بڑا غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی اُسکو تونے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوے اُنسے کہا تم لاش اسکی اُٹھاؤ اور آپ شیشہ اسم اعظم لے کر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا ازبسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑائین پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی مین پہونچا وہان سمک پھر رہا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کھتوے چندن کے جسم مین لگائے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تلک لٹکائین پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہی تمنے کہان پایا وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہی ملازم خداوند ہی جب تو شیشہ کا حال جانتا ہی بس یہ سمجھکر بولا کہ برادر ایسا کچھ احوال ہی اور سب ماجراے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال سنکر مارے جانے طاؤس کے افسوس کیا اور کہا کہ اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید ہی اور اسم کیا چیز ہی ہوتا کیسا ہی اس نے اسکو اپنا رفیق سمجھکر شیشہ حوالے کیا اس نے لیتے ہی زمین پر دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہو گیا اور جانور جو اس مین بند تھا وہ نکلکر اُڑ گیا سمک شیشہ توڑکر بھاگا اور کسی گڑھے مین چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا تا چار چالاک کو پنجہ مین داب کر اُڑ گیا اسوقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا چلکر امیر سے اطلاع کرو پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلاے شب نے درہمی و برہمی کی تھی کہ

نظم

چو خورشید زد پنجہ بر پشت گاؤ		نہامون بر آمد خروش چکاؤ
ازان چادر قنبر بیرون کشید		بدندان لب ماہ در خون کشید

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارزار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا یا امیر کشور گیر حقیر نے جا کر شیشۂ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا مین چالاک کو لے گیا ہی یقین ہی کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سنتا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پہ بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار بکروفر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے وہان وہ زمانہ ہی کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لا کر سامنے کیا ہی اور سب حال بیان کر چکا ہی اور لقا نے حکم دیا ہی کہ اسکو قتل کرو جلاد نے لا کر میدان مین چبوترے پر نکبت کے بوریاے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور

پر بیٹھا ہے خوب استحکام کر چکی اسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سو کر اُٹھے گی تو طلسم مین چلی جائے گی اور مین طلسم مین جا نہ سکون گا لازم ہی کہ اسی جگہ اسکا کام تمام کرون یہ سوچکر اس نے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی جا دار بر دھونڈ کر تہمد باندھی تسمہ اُسپر لگا یا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کڑے مین تسمہ ڈال کر کاندھے سے لٹکایا کڑا لوہے کا ہاتھ مین ڈالا اور وہان سے اُس جگہ جہان یہ ساحرہ سو رہی تھی پہونچکر ایک شاخ درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اس نگری سے کام نہین ۔ خاص وطن کو جانا ہی ٹل کے چلے لوگن سے ۔ پھر یہان نہین آنا ہی	دینا دولت لوگ کٹم پہ ۔ ناحق جی بھٹکانا ہی بھگوت آٹھ پہر نا بھولے ۔ ہر کو منھ دکھلانا ہی	

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہی سمجھی کہ تونے نامہ سیاہ جادو کے پاس بھیجا ہی شاید اُس بستی مین خبر تیرے یہان ٹھہرنے کی ہو گئی ہی یہ مانگنے چلا آیا ہی یا یہین کا رہنے والا ہی کہ جوگی اکثر پہاڑون پہ رہتے ہین پس یہ سمجھکر اُسنے کہا باباجی مین یہان سوتی ہون آپ ٹھہرے کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر مانگ آئیے پھر آجائیے گا چالاک نے کہا اچھا بچا یہ کہکر اسی جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی اس عرصے مین نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُس نے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا کہ اسوقت آپ کے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشۂ اسم اعظم کو اُٹھانا چاہیگا مجھے فوراً خبر ہو جائے گی اور اسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہو سکا مجھکو معاف کیجیے گا اور جو کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہی گو آپ کے لائق نہین لیکن قبول فرمائیے گا خلاصہ یہ کہ دو ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ پر آئے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہی اور چالاک نے جی مین کہا کہ ملکہ ابھی سوئی ہین اُنکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھے دیدو وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک کو دے کر چلے گئے اسنے اس سب کھانے مین بیہوشی ملا دی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی کرکے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اٹھی دیکھا کھانا رکھا ہی اور جوگی بیٹھا ہی اس نے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اس نے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالہ کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا سیاہ جادو نے بھیجا ہی کہا آپ بھوجن کیجیے جوگی نے کہا بچا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے انڈیل کر اسکو دی وہ بے دسواس پی گئی اُسنے اور دو تین جام پے درپے اسکو دیے وہ سو کر اٹھی تھی خمار شکنی کے لیے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا طاؤس جادو کو بعد کچھ عرصہ کے وہ ہنگامہ مٹا وہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اسکے مرنے سے ماش کے آٹے کا ہو گیا چالاک نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو اطلاع دے چکی تھی اُسکو بیرنے

عزت افزائے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دمیدم مراعات
خسروانی کا ہماری امیدوار ہی بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائیگا جب وہ لڑائی فتح کرکے یہان آئے گا فی الحال
چرخ جادو کو اسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہی اس کے ہنر آپ کو خود ظاہر ہو جاوینگے آگے
میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چرخ کو حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا
یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر بہ تجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکلکر کوہ عقیق
مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد ساحر دیکھکر سلیمان عنبر مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے اور
چرخ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اُس کا اُتروایا یہ بارگاہ مین جب آیا سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب
کی دی لقا نے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کر چکے ہین اور ایک لڑائی
بھی لڑ چکے ہین اب یہ آرام کرین اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کار دشمن تمام کرون
سوفار سے بختیارک نے کہا بہتر ہی آج شام کو طبل رزم بجوانا اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو
رہو یہ کہکر مصروف مے نوشی ہوے جبکہ زلف لیلائے شب ستارون سے پر افشان ہوئی اور لباس
بادصبا فروغ مشعل و چراغان سے آتشین بنا کہ بیت تیرگی ہر طرف نہین تھی نمود + آتش سحر کا بلند تھا
دود + سر شام نقارہ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت مین ہرکارون نے خبر جا کر عرض
کی اُدھر بھی کوس رزمی بجا زمین و زمان مین تہلکہ پڑا اب یہان تو دونون لشکرون مین تیاری جدال و
قتال ہی مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ جو عقب طاؤس مین چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک
کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان تختہ ہاے
لالہ و نافرمان کھلے تھے ہواے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی ماندی آئی تھی
وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا کہ ایسا نہ ہو تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے لازم
ہی کہ اسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جانا ہی اور شاہ جادوان سے
ملنا ہی پھر سونا اور آرام خواب و خیال ہو جائیگا نہین معلوم کے روز اس مرحلہ مین گذرین یہ سوچ کر
اُسنے کچھ سحر پڑھا دفعۃً ایک طاؤس خوش رنگ اُڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسنے ایک رقعہ قلم سحر سے
بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا مالک ہی لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشۂ اسم اعظم لیے ہوے
طلسم مین جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ
نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کہ جب سوکر اُٹھون کھا
پیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام پر
رہتا ہی اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اس طائر کے اسنے شیشہ اسم اعظم ایک غار مین پہاڑ کے رکھکر
اُردماش کا ایک سانپ بنایا اور اُسپر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہو کر بصورت مار سیاہ بنکر دہن غار

جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سنکر جواب نہ دیا بلکہ ٹال کر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے جھولے
سے ایک جانور سرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اُڑ کر گرد امیر کے چکر مار کر پھر اسکے ہاتھ مین آگیا بس یہ اُٹھا
اور کہا یا امیر مین آپ کو فہمایش کرنے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت ہوتا ہی امیر نے
پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اگیارہ کرکے سحر پڑھنے لگا اور منتر سوئیو نپر دم کرکے اس جانور کے
منھ پر مارین پھر اسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کی طرف روانہ ہوا
مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اُڑانا خالی از فساد
نہین چہرۂ پر نور آپ کا تغیر معلوم ہوتا ہی اسم اعظم کو پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ
بزور سحر اس مرتد نے اسم اعظم مجکو بھلایا ہی خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہی جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سردارون
نے عرض کی کہ اب مناسب ہے حضور لشکر مین تشریف لے چلین کسلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہ
ہو کہ یہ کافر انھین کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی العجلہ اُسی وقت سوار ہوکر سب داخل لشکر ہوے
بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا چالاک بن عمرو مع
چند عیارون کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھڑاؤن اور اُدھر جب دربار مین لقا کے سوفار پہونچا بختیارک
سے کہا مین اسم اعظم بند کر لایا اسنے کہا اُسکو یہان نہ رکھو طلسم مین بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر
روانہ کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اسنے اپنے ملازمون مین سے طاؤس جادو نام ایک ساحرہ
کو تجویز کیا کہ یہ لیجائے گی اور اُسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا دون گی اسوقت ایک نامہ
لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ مقبول بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھسے بہت خوش
ہین کیونکہ تو نے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہی اور ہم اُس سے بہت راضی
ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہی اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمھارے
پاس بھیجتے ہین لازم ہی کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیارون کا نہ ہو اور
اطلاعًا قبل پہونچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرون کو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت
اپنے پاس اُسکو بلالو اور کسی اور ساحر نامی کو یہان بھیج دو کہ سوفار تنہا نہ رہے نامہ تمام خداوند کا
سایہ ہمیشہ تم پر رہے اس نامہ کو بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اُٹھا
لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ مین آچکا تھا اس تمام
کیفیت سے آگاہ ہوکر عقب طاؤس چلا گر وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پنجہ نے لاکر باغ سیب مین
پہونچایا شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اُسی وقت حاضر ہوا آداب بجالایا شہنشاہ نے فرمایا تم
خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامے کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ

جوڑیاں تازیوں کی برق شعار | کوئی گلڈانک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرساد امن کوہ میں صحرائے سبزہ زار دیکھکر استادہ کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضائے **نظم**

کوئی صیاد خلق صید افگن | صیدگہ میں اُڑاتے تھے توسن
زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان | جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان
کوئی ناوک فگن کمان ابرو | باندھتا تھا نشانۂ آہو
محو صیاد تھا ہر اک نخچیر | دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ دن شکار میں بسر ہوا جب غزال رم خوردۂ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحرائے فلک میں آیا اور ساکن برج اسد دشت سپہر چھوڑکر گوشۂ مغرب میں گیا کہ **نظم**

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی | چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی
شب نہ تھی دودِ آہ عاشق تھا | جلوۂ نور صبح صادق تھا

تمام سردار مع امیر اُسی دشت میں سکن گزین ہوئے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلیں درختوں میں لٹکائیں میدان میں چاندنیاں بچھوائیں شغل بادہ کشی میں سردار مصروف ہوئے امیر صنعت رنگارنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اُس طرف جب سوفار پھر کر گیا اُسنے بختیارک سے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل امان کیوں بجوادیا اسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہیں وہ تیرے مقابلے میں آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اس لحاظ سے میں پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہو تو میں جاکر اسم اعظم بند کرتا ہوں بختیارک نے کہا وہاں جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی میں سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کروں اس عرصہ میں ہرکاروں نے آکر خبر کہی کہ امیر مع سرداروں کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوئے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر و تماشا ہیں بس یہ سنتے ہی سوفار اٹھا اور سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر میں بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا میں فقیر آدمی ہوں جسکا جی چاہے آئے یہ خانۂ بے تکلف ہے یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اُسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب گلفام اسکے سامنے کیا سوفار مےخواری کرنے لگا جب نشہ ہوا اسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہے اُسنے کہا میں آپکو سمجھانے آیا ہوں کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آیئے امیر یہ کلمہ سنکر آگ ہوگئے اور فرمایا کہ میں اس مردود درگاہ خدا پر ہزاروں لعنت کرتا ہوں اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتوں کا تمکو

شہنشاہ عراقی کی کمر مین پنجہ ڈالکر اے اژدہا خیدا اس بہادر نے لنگر مارا اگر پشت مرکب پر قائم نہ رہا لٹکتا ہوا چلا گیا بعد اُسکے جانے کے پھر اُس نے نعرہ زطلبی کی مندویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر روبرو اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھ کر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اُس کو بھی اُٹھالے گیا اسی طرح بس پچیس سردار پنجۂ عقاب مین گرفتار ہوے اُس وقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا مگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پرا بندھا دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلین گے پس وہ اسم اعظم جانتے ہین سو فار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان قتال سے پھر امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے ازبسکہ دن تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے سردارون نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرا کی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ مین گلہاے خودرو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ابر بہاری کا شامیانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے لیے باد مراد تھی زمین وہان کی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ وگل کا دھوان سحاب بنا تھا بجلی کا اس ابر مین کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ نظم

جا بجا انتظام ہے باد بہار ہے وہ صحرا نمونۂ گلزار
برق سے ہے عیان تجلی طور سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے پھوار
قہقہہ زن کسی طرف ہین چکور کہین کویل کہین پپیہے کا شور
گل خودرو پہ زور جوبن ہے دامن دشت رشک گلشن ہے
ڈھانک پھولا ہی بور آیا ہے لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش مین پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اس وقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے ایما پاکر ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر مین گئے اور حکم سنایا اُسی وقت قراول بہیلیے جانوران شکاری کو لے کر روانہ ہوے بازدار عقاب و شاہین کو لے کر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر مین جملہ سامان درست ہوگیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان سیکڑون طائران صید کنان
وہ قراول بلا کے وہ صیاد فن صید و شکار مین اُستاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر عازم صید طائر تقدیر
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے صید مرغ گمان پر بین تھے
وہ فلک سیر ایک اک بحری قاتل صید بحری و بری

دکھاتا تھا محراب خم کمان مین بھی حفاظت ہر بہادر جا بجا چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہوتے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صداے نقبا خوش الحان زمزمۂ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہاے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہ تا نکھون رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت مشیمۂ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایۂ سپہر سے کود کان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید — شب تار تا زندہ شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پردہ سراے — ہمان نالۂ کوس با کرناے
ز پیلان نہادند بر پیچ تخت — سراسر ز دیباے زر بفت ہست
ز برجد نشاندہ بہ تخت اندرون — ز دیباے زر بفت پیروزہ گون
بزرین ستام و جناح و پلنگ — بزرین دلاے و جرسہاے زنگ
ہمہ افسر و ملیبان پر نگار — ہمہ پاک با طوق و با گوشوار
سپاہے برفت اندران دشت رزم — کز ایشان ہمہ آرزو خواست رزم
سنانہا درخشان و جوشان سیاہ — شدہ روی ہامون ز لشکر سیاہ

یعنے صبحدم امیر کشور گیر مسجد کو پاس سے بعد فراغت طاعت اگرچہ دولت آسمان پناہ ظل اسرار آئے اور مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر کے کردار دشت مصاف ہوے اس طرف سے لقا با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوے صفین جمین سقون نے چھڑکاؤ کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے بہادرون کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو ناپایدار بتایا کہ بموجب ابیات

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن — چار دن کے بعد ہوتا ہی کفن
بر مین جسکے ہی عروسانہ لباس — ہی وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس
ایک بھی خندان نہین ایسا یہان — ہو نہ گریہ ساتھ جس کے توامان

لازم ہی کہ سراے فانی کو ہیچ دہیچ جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکے کو بار لو نام کرو بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اس کلمات سے جوش شجاعت مین جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار نابند سحر اڑا کر وسط میدان مین آکر للکارا کہ ہی کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آکر مقابل ہو یا مین اُسکو ہلاک کرون یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضربت میدان اسنے سحر پڑھکر دستک دی پردے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر نسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور

بھائی کا بدلا ان مسلمانون سے مین لون گا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑون گا بختیارک نے کہا مین جو تمسے زیادہ رویا تو سبب یہ ہی کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تم کو بھی مردہ جانتا ہون خداوند نے ان بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہی کہ جو ان سے لڑتا ہی قتل ہی ہوتا ہی سوفار نے کہا مین بھی ملک جی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین ادھر کی دنیا ادھر کردون گا لقا نے اسکالاف وگزاف سنکر کہا اے بندہ مجکو غرور کسی کا پسند نہین ہی اسی وجہ سے جو آتا ہی وہ مارا جاتا ہی کس لیے کہ اسکو غرور ہو جاتا ہی کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس یہ مجکو ناپسند ہوتا ہی مین اسکو قتل کرا ڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے الحاصل اس نے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب وتاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب نے باز سفید کے پنجے سے بخوف وامین ہو کر پرواز کی کہ بقول نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون
نہان شد چو زنگی شب اندرون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن
کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پہ چوب پڑی ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر کر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین ہو حکمرا سم آداب شاہی بجا لائے اور بہر ثنا لب کھولے کہ نظم

بندۂ در ہے تیرا اک اقبال
حاجب آستان ہے جاہ وجلال
جب تری تیغ صاعقہ پیکر
نکلے ابر نیام سے باہر
گو زمین کانپنے لگے بہرام
تھرتھرا جائے روح رستم وسام
زہرۂ خاک آب ہو جائے
ترک گردون دون کو غش آئے

آج لشکر لقا مین سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہی اسنے طبل جنگ بجوایا ہی ہرکارے یہ عرض کرکے کنارے ہوے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پہ چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارہ خوانی سکندری مین آکر طبل سکندری پہ دوال دیا جہان فانی مین غوغاے اقتلوا ابھر گیا نظم

تبیرہ بر آمد ز ہر دو سراے
جہان پر شد از نالۂ کرناے
چو رعد خروشندہ شد بوق وکوس
خور اندر پس پردۂ آبنوس

شیر بیشہ گان جرات ونہنگان قلزم شجاعت بحر آہن مین بھر شکار عدو غوطہ لگانے لگے سلح خانہ کھلگیا ہتھیار پسند فرمانے لگے سخنہاے مردانگی برلب شاد وبشاش ہر ایک سب جوہر تیغ نجم سپہر کو آنکھین

عیار بھی شیر بن سکتے ہین یا تین سر اپنے بنا سکتے ہین صبا رفتار نے کہا اسوقت اس شبہ مین نہ پڑیے
اور عیاری کے فن کی تفضیح نہ فرمائیے جلد وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر
کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے
کہا اے غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو ناوہ کیا مارے
چلے آتے ہین اسنے گھبرا کر اسکے کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا
اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل وشور و تاریکی ہو گئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر
فرستادۂ حیرت جو آیا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہو گیا حیرت
کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی دیکھی طولان کا فرط خوف سے دم
نکلگیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہی حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب
کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا شرح سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا
تھا اب اسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمرو مخمور دریار سے مروارید
سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین ان سب کو تو اسی حال مین رکھیے شمہ داستان زلازل قاف ثانی
سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے سنیے کہ مؤلفہ

بیا ساقیا جام بر کف بنہ — بمطرب بگو دست بر دف بنہ
بزاہد بگو توبہ را بشکند — کہ فصل بہاری در ینجا رسد
بیا صوم از بادہ افطار کن — زمے چہرۂ خویش گلنار کن
گداے در میکدہ چون شوی — زمے دامن خویش را تر کنی
بیا بلبل گلشن داستان — یکے قصۂ نغز و نادر بخوان
بکن تیغ منقار را تیز تیز — برنگین بیان خون دلہا بریز
بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی — ز سوفار چون داستان سر کنی

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر بیان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ
بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صداے زہ ازہ اس طرح بلند فرماتے ہین کہ اول مین
ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی سوفار جادو
فرستادۂ شاہ جادوان بکروفر تمام خدمت لقاے بد انجام مین پہونچا اس کا استقبال شیطان درگاہ
بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور زنگل پر بیٹھ کر رونے لگا
اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے لگا بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کنان ہوا یہانتک کہ یہ تو چپ
بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے

سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بلایا وہ باتو پوشیدہ تھا اب سامنے آیا اس نے کہا
تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل ببر وہان بنکر تیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنے
شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقًا جلد اول مین بیان کیا ہی کہ برق
کے پاس پوست سب جانورون کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہین اور اسکو جانور
کی صورت بننے مین بڑا ملکہ ہی چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمرو کو پکڑ گیا تھا اور عمرو اس کو نہ پہچان سکا تھا
غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور مہیب صورت سیہ فام
کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا آخر مین کا بنایا ہر سر مین سانپ لپیٹے کہ وہ زبان نکالتے
تھے کئی ہاتھ بنالئے کہ کسی مین منقل آتشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین تھال برنجی تھا جھولا بادلا
لگا ہوا گلے مین ڈالے دھوتی پتمبری باندھے تھا غرضکہ اس شکل پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا
سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھکر اپنے پاس رکھا برق اسکو لیے ہوے دربارگاہ
حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہی اس نے
استقبال کر کے سامنے بلایا قران نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے
پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہین گیا بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے
کر دیا ہی اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے اسکے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامہ سے جب
مطلع ہوئی غدار سے کہا تم نے بھی دھوکا کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا غدار
نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن مین بارگاہ حریف سے جا کر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ
مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سنکر نامہ دار نے کہا تم دیکھو گے برق کو مین بلا لاؤن مجھکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا
ہی یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی کھال برق سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا
شہنشاہ کی بات کہین جھوٹی ہو سکتی ہی غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادۂ شاہ جادوان
ہی بس غدار نے کہا اور کیا شہنشاہ نے فرمایا ہی لکھا ہے کہ نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اس نے کہا
وہ بات علیحدہ کہنے کی ہی غدار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے چلا قضائے کار اثنائے راہ مین
عیارہ صبا رفتار ملی اور اسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کنایہ کے پکاری کہ میان
صاحب ہمارا سلام ہی قران نے کہا کیون دھنگڑے کو دیکھا جی تو اچھا ہی ان کلمات کو سنکر غدار سمجھا
کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنس رہا ہی یہ سمجھکر اُسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار
نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین سمجھا بس جلد چلی کہ جا کر ملکہ حیرت کو خبر کر دون اور جا کر سامنے
ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین ہی وہ قران عیار ہی جو غدار کو لے گیا ہی جلد خبر لیجیے نہین غدار
مارا جائے گا حیرت نے کہا تو دیوانی ہی وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہی اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہی کیونکر

دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا ناچ ہونے لگا اسوقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھاکر خاصیت
اسکی بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جاکر عیارون کو پکڑ کے لاتا ہون حیرت نے کہا تم اس
تصویر کی وجہ سے عیارون کو پہچانو گے لیکن وہان ساحران زبردست جو مقابلہ کرین گے ان کا
کیا علاج کروگے اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا انکو ام کیا بنا لین گے
حیرت نے کہا اگر ایسا ہی تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند عذار وہان سے اُڑکر چلا
لیکن اس سے پہلے ضرغام یہان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کرکے گیا اور جاکر دربار
مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کس لیے کہ جب سے عمرو گیا ہی یہ بارگاہ مین بہت رہتا ہی الحاصل
قران معہ برق علیحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا قران دوڑ کر لشکر حریف مین گیا
دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہی اسکو اسنے الگ بلایا اور کہا میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سا مال دونگا
وہ ضعیفہ اسکے ساتھ گئی درہ کوہ مین وہان قران نے اسکو بیہوش کرکے رنگ وروغن لگاکر برق کی
صورت بنایا اور ہوشیار کرکے بہت سا مال وزر وگوہر دیا اور کہا تم چلکر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی
پوچھے کہنا مین برق ہون اس کہنے سے مین تم کو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تم کو پکڑلے جائیگا وہ بھی
بہت کچھ دیگا اور اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو جان تمھاری جاتی رہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور
آیندہ بھی ملنے کی امید پائی پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہی اس سے بڑھکر مین کہون گی غرض اسکو بہت
کچھ سمجھا بوجھاکر بارگاہ مین قران لے کر آیا اور مقام برق پر بٹھاکر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا
کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑلے جانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا القصہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر
کے عذار بارگاہ مین آکر اترا اور پکارا کہ کہان ہی وہ نا عیار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق از
بسکہ حلیے عیارون کے تمام طلسم مین ہین سب ساحر پہچانتے ہین اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا
تصویر دیکھنے کی احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس
اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر مین دے کر اُڑا اور یہان لشکر مین غل ہوا کہ لیے جاتا ہی مگر حسب
فہمائش قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین آکر اترا اور کہا مین لایا برق
کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے
ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کھچواکر گھورے پر ڈلوادی اور سر بارگاہ کے
دروازون پر لٹکوادیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے
لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا
دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ اسمین کوئی بہتر قران نے عیاری کی
ہی کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز کو ہر ایک اسکے

	دل مرد بہ دل گریزاں ز تن		دلیراں ز خفتان بریدہ کفن	

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ مہرخ کہیں بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھکر حکم دیا کہ اے شہاب تو جا اور طولان کو سمجھا شہاب جو وہان سے اس کی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہی بس یہ جان کر بانا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پہ نارنج ترنج مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہی اتفاق سے اُسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت نے اس سے کہا اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھ کر ماری طولان سحر بھول گیا ابریق کمر مین پنجہ ڈال کر اُٹھائے گیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ مارو اس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہر چند یہ چیختا ہی کہ ملکہ میری خطا نہین ہی مگر کوئی سنتا نہین جوتیان اور لاتین پڑتی جاتی ہین خوب پیٹا ابریق نے آخر سفارش کرکے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر مین آکر ملی امان بجہ ایا اور اسیوقت کوچ کرکے دریاے خونزوان سے اُتر کر باغ سیب مین پاس شاہ جادوان کے گیا اور پکارا افریادہی ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پٹوایا کہ سر پہ بال نہین رہے ملکہ لائق افری نہین ہی افراسیاب نے غل سنکر اسکو سامنے بلوایا اور حال سنکر کتاب سامری دیکھی ہنسکر کہا کہ تم خوب لڑنے گئے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق وقران کا شاہ طلسم سے بیان کیا اس نے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ جائے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم نہ جاؤ اس نے کہا کہ مین جاتے ہی عیارون کو گرفتار کرون گا شاہ نے کہا اب کی عیار تمھین زندہ نہ رکھین گے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر غدار جادو نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیارون نے تنگ کیا ہی اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کر دیے ہین ان کی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تم نے بہت بُرا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسرون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہی اور اے غدار یہ تصویر مین نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے دھوکا کھایا آخر مارا گیا فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اسکی اصلی بنجائے گی تم جاننا کہ یہ عیار ہی اور اسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے اصل شکل اسکی شل صورت تصویر ہی بس اسکو تم گرفتار کر لینا غدار یہ کلمات سنکر اور تصویر لے کر ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان معہ اپنے لشکر کے کوچ کرکے دریا سے پار اُترا اسوقت غدار اسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اسنے اس کی تعظیم کی اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان تھا اطلاع دی حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوا لیا اور خاطر سے بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان مہر تمثال حاضر ہوئے

سامنے برق کہ شکل مہرخ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہین اور قران نے بھی عرض کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذرات سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی لبس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے مین چلو مہرخ و بہار نقلی دو ایک سردار اسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا ان سب کو خیمے مین بٹھا کر مین حیرت پاس جاؤن اور اُنکے آنے کا حال بیان کرون لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پا کر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن قران نے کہا اے برق تم اسکی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے برق نے بموجب فرمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر تیار کرو انھون نے نفیر سحر بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے انسے اسنے کہا کہ ملکہ حیرت سے مجھسے بگاڑ ہو گیا ہی تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا سارے لشکر نے کہا کہ ہم آپ کے تابعدار ہین اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اُترا ہوا ہی ان پر حملہ چلکر کرو اور مار لو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت مین تھے ادھر سے ناریخ و ترنج پڑنے لگے خیمون مین آگ لگی دو چار و اصل جہنم ہوے گھبرا کر کچھ بھاگے جلد جلد بہتون نے کمر باندھ اُٹھ کے لڑنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور قران بھی خیمے سے نکلکر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی ہر چند ہان ہان کرتا ہی مگر اس ہلڑ مین کون سنتا ہی ایک سے دوسرا بھڑا ہی شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہی کمان وہان تیر سے غل مچا رہی ہی حیرت بھی غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہی اور فوج اسکی لڑتی ہی از بسکہ اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے مین آئی ہین بس اسکو صاف یقین ہوا کہ طولان انسے ملگیا ہی لہذا اسنے بھی فوج کے افسروںکو للکارا کہ لینا اس نمک حرام کو اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خرد و ندان سگ باہم کٹ مرے اوراق دفتر ہستی صرصر فنا نے الٹ دیے

ز تیرہ زبیکان ہوا تیرہ گشت
ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت

ز گرد سیہ روشنائی نماند
ز خورشید شب را جدائی نماند

خروش سواران و اسپان بدشت
ز بہرام و کیوان ہمی برگذشت

ز جوش سواران د زخم تبر
ہمی سنگ خارا بر آورد پر

ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لعل
خروشان شدہ خاک در زیر نعل

کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اسنے خیال کیا کہ تیرے شکم مین سردار گھٹ کر مرجائینگے انکو نکالنا چاہیے
یہ سمجھکر انکو اگلا اور دم اپنی منھ مین داب کر حلقہ کرکے بیچ مین سردارون کو لیکر بیٹھا مگر اسکے اگلنے سے سحر
سردارون پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف چلے
اژدر انکا سد راہ ہوا سرخمو اسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی اور یہ دیتھے وہ اکیلی تھی اب جو اسنے اژدر
کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑاپ کر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے
کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اسی تاریکی مین سرخمو وغیرہ اڑکر بروے ہوا گئین اور وہان سے پھر گولے
اور ہار فلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور اٹھکر لشکر حیرت کی طرف
بھاگے اس طرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سنکر ادھر دوڑا یہ لشکری سمجھے کہ
ہمکو مارنے آتا ہی اور اسی نے شاید ہمارے لوگون کو مارا ہی بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے طولان قیدیونکو
لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہی بس وہ بھی للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے
نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والونکو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ
سے ملگیا ہی الحاصل گوشت خر اور دندان سگ باہم سحر چلنے لگا برقین گرنے لگین سرخمو وغیرہ تو اپنے
لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ سنکر فوج تیار ہوگئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا
باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ہاے تن کی بربادی
ہی سرون کے کنگرے ہر جگہ بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا
کہ دونون لشکرون کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جدا ہوئین اسنے طولان
کو بلوایا اور ماجراے جنگ پوچھا اسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے
لگا تھا الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت کچھ
لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کرڈالا طولان کو اسکے برا بھلا
کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہی مین اسکو جاکر بارگاہ حریف سے
پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اڑ کر چلا ہلکارے جو بامر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت
مہرخ مین گئے اور اسکے آنے سے مطلع کیا قران اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اس نے
جو سنا کہ طولان آتا ہی اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے مین ایک
عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اسنے برق و ضرغام وغیرہ
عیارون سے کہا کہ تم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے دیکھے تھے
انکو بلاکر حکم دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل
کین اور اسی عرصے مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہی سرخمو اسوقت اس کے

چلی اور دونون باہم لشکر مین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سرخمو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر
بنے تھے انکو صید کرنا شروع کیا قفس تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے
کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدر و تیرہ تھی برف باری نے
گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگ باری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

زپیکان پولاد و پر عقاب | سیہ شد میان فلک آفتاب
ہمہ دست نیزہ گزاران زکار | فرو ماند از حرب و زکار زار
بدان رستخیز و دم زمہریر | خروش یلان بود و باران تیر
کنون چون رخ روز شد تیرہ گون | ہمان روی کشور چو دریای خون

یعنے شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے
لیکن طولان نے تامل نہ کیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور نا ے ترکی کو
دم ملا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحر خوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے پھر رات بھر تیاری
رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجہ مہر سے رخسار
اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید بر زد زخرچنگ چنگ ٭ بدرید پیراہن مشک رنگ ٭ سپاہ ہر دو سو
وارد دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے
آگے مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجھسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اسکو پاکر
دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کاٹھ اُٹھا کر اُسپر سوار ہوکر وارد
میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخمو
اُسکے مقابلے مین گئی پہلے نارنج ترنج چلا پھر اسنے بالونکی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان
نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارونکو سر پر پنجون نے پیدا ہوکر روکا مگر اژدر نے
اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب ہم نبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے منھ مین سماگئی اسی طرح
چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سماگئے اسوقت مہرخ نے بھی سردارون کی مدد کے لیے ساحرونکو
بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑ گئین دریاے فوج مین تلوارین
لہرین لینے لگین موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھادیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دوپہر کامل خوب
لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این راخطا نہ اور راظفر دونون طرف طبل باماں بجا ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ
مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت از بسکہ زوجۂ شہنشاہ ساحران ہے ہر بار میدان
جنگگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اُسنے سارا ماجراے جنگ عرض کیا اور سردارون کا قید کرنا بھی کہا
حیرت نے کہا ان سردارونکو ہمارے سامنے لاؤ اُسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال سنیے

باین کروفر قریب لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر مقام بہتر مین اتروایا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا و بنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اُسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سب کا استیصال کرون قصہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایک روز آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرنا جلدی نہ کرو اُسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم زواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہلکارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام نے قلعۂ مہر کا محاصرہ کیا کہ

نظم

ہمے بود تا شب نمودار شد | فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاہ | ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر | بلرزید و زیشان ببرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جبدم زلف شب سے چہرۂ پرنور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب

نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد | سراپردۂ زد زدیبائے زرد
چہ برزد سر از برج خرچنگ سپید | جہان گشت چون روئے رومی سپید
تبیرہ برآمد ز ہر دو سرائے | جہان شد پر از نالۂ کرنائے
برآمد دم نائے و آوائے کوس | ہمی آسمان بر زمین داد بوس

دم سحر لصد حشمت و جلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئے اور تخت شاہان پردہ سوار قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوئے ادھر سے طولان اور ادھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوئے پہلے تا ریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اسنے گرفتار کرلیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز کا مارا اور ایک ساحر ادھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسی طرح بہت سے ساحر قتل و اسیر ہوئے ہاتھی کیوجہ سے دستگیر ہوئے اسوقت تاب ملکہ سرخمو کو نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تا دیر سحر سازی ہی اُسنے ہاتھی اسپر بھی حملہ کیا فیل نے ایک پھنکار ماری کہ سرخمو بیہوش ہوگئی اسنے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے مہرخ تخت سے عقاب سحر بنکر اڑی اور سرخمو پر آکر گری نیچے مین دابکر لیچلی اور ایک گولا فولادی ڈالا کہ طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اسکا سر پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو ادھر کی فوج بھی

کنیزدن کے کاٹے الحفیظ والامان ہیر غل کرنے لگے آگ برسی پتھر پڑنے لگے دریاے مروارید غائب ہوا محمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درہ کوہ سے شادان و فرحان نکلکر دوڑی دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے ادھر ادھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کرکے ہوا پر اُڑکر نارنج ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار وکژدم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے بس گھبرا کر بھاگے ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف بھاگے جاتے ہین ہیر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو تھا عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھ کر چند حقہ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر محمور نے جبیر تاک کر ناریل مارا اسکے سینے کو توڑ گیا آخر جب سب بھاگ گئے اسوقت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اُڑا ئے ہوے سمت باغ سیب چلے ان بگولون سے رونے کی صدا آتی تھی محمور اتر کر پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران یہ بگولے نہین ہیر ہین سحر کے اب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائین گے اور حال کہینگے اسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین مقرر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہانسے تشریف لے چلیے عمرو سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اسکے ہمراہ باتین کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا یہ تو ادھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہونچی ہیر سامنے مجسم ہوکر آئے اور سارا ماجرا ذکر بیان کرکے چلگئے شاہ جادوان کو بڑا رنج ہوا اور چاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوے کہ حضور نے بلاے جادو کو بھیجا ہے انکا راستہ دیکھ لیجیے تو پھر اور کچھ تدبیر کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نہ کسی در بند پردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا زیبا نہین شہنشاہ طلسم ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور از بسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا ایک ساحر فیل آتش ناک پر سوار اُڑتا ہوا سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور جادو تم سب لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقہ باغیان کا خاتمہ کردو یہ حکم سنکر طولان سلام کرکے رخصت ہوا اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت الوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار بااشکال مہیب اژدہون پر سوار تھے نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان تھے مردنکو تہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامۂ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا بر قصے ہوا یہ لشکر جاتا تھا یا خاطر شوریدۂ دہر سے نالہ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب **ابیات**

چنان شد ز گرد سپہ آفتاب — کہ آتش بر آمد ز دریاے آب
درخشیدن تیغ و ژوبین و خشت — تو گفتی زمین بر ہوا لالہ کشت
ز جوش سواران زرین کمر — ز بس ترک زرین و زرین سپر
بر آمد یکے ابر چون سندروس — زمین گشت از گرد چون آبنوس

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہوکر بہت کچھ زر و گوہر انعام مین دیا عمرو نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ہی
ہی اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمائیے تو جوانون کا مزاج بڈھے مین پائیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ
تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا عمرو نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے ہی کا مزا ہی کنیزین بولین کہ گھر
مین تو بیچارہ جوتیان کھاتا ہی یہان اسکا ذہن کھلا ہی عمرو نے کہا مار کھانے ہی کو سامری نے ہمین پیدا
کیا ہی ملکہ خوب ہنسی اور کہا اسکے منھ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ
ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمرو نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور نگاہ
بچاکر سب مین بیہوشی ملائی پھر چورासی گھنگروؤن کی منگا کر پانوؤن مین باندھی منھ سے نے بجاتا گاتا ہوا پاؤن
سے تال دیتا گتا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل مین داب کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سب کو
ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہی غرضکہ سامنے ملکہ کے عمرو اسی صورت سے پہونچکر
ٹھہرا اور جام شراب سے بھر انے کو لبون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لاکر یہ
شعر پڑھا کہ ؎

سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود	که جام باده بیاور که جم نخواهد ماند

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیے عمرو نے اسکو اچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسر کو
سر سے شراب پلاتے ہین عمرو کا ان باتون سے منشا صرف بھلاوے مین ملکہ کو ڈالنے کا ہی اور ملکہ کو اور زیادہ
حیرت ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کیونکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین سرسون
پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمرو نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک
جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اٹھی چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن ٹھوکر
کھاکر گری عمرو نے اٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر
نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھاکر ستون سے بارہ دری کے باندھا اور کوڑا اپکڑ کر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا لیکن
زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مرداریدکی کھلی اسکو وہی نشۂ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ ای بیر کلاونت کیا
کہنا ایک آدھ چیز تو اور گا عمرو نے نعرہ کیا کہ باش او قحبہ از غفلت ہوشیار باش کہ منم عمرو بن امیہ یہ صدا سنکر
اسنے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کلاونت سامنے کوڑا پکڑے کھڑا تھا بس اشارہ سے پوچھا کہ یہ
ماجرا کیا ہی عمرو گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے مین معہ ملکہ مخمور یہان آکر پہونچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت
جمشید و سامری چھوڑ مجکو راستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائے گی جان
تیری اسوقت جائیگی مردارید نے ہر چند کہ پند و نصائح سنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید
و سامری پر فدا ہی مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہی عمرو نے اول تو اسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب قلب سیاہ
اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کرکے سر اسکا جدا کیا پھر تو غل و شور و تاریکی ہوگئی عمرو نے جلد جلد سر

کیا کہنا ہے تمھارے کمالات ظاہری اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا اب آپ کو تکلیف دیتی ہون کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے دو گھڑی دل بہلایئے پھر چلے جایئے گا مین بہت خوش کرونگی دامن امید گوہر دزر سے بھر دونگی عمرو نے کہا مین سب طرح حاضر ہون چاہیے یہان کام لیجیے چاہے گھر لیچلیے ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجسے بھی بے تکلفی عمرو نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا اور ملکہ کی از سرتا پا بلائین لین دعائین دین ملکہ نے کہا کنیزون سے اشارہ کیا کہ انھون نے بغلون مین ہاتھ دے کر بجرے پر عمرو کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی بیچ دریا مین جاکر کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پُر بہار بنا ہے دریا چین واز ہار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہے گل رونق بخش کارخانۂ بہار مین اشجار غیرت وہ قامت یار ہین کہ

بمقتضائے نظم

ہر گل وگلشن یہ تھا جوش بہار	ہر طرف ابر بہاری تھی نثار
سائبان صحن گلشن تھا سحاب	جس مین تھی خط شعاعی کی طناب
اسکے نیچے سرو کے موزون ستون	سیدھے سیدھے تھے زمردگون ستون
کوندتا وہ برق کا ادھر اُدھر	نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جابجا گلبرگ تر فرش چمن	جلوہ گر ہر سو بہارستان

فی الجملہ بارہ دری جو بصد حسن وخوبی فرش مسند وشیشہ آلات سے آراستہ تھی وہان عمرو کو بٹھایا ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے پیر کلانوت کچھ گاؤ عمرو نے بجاکر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین ۔ پری کے پھندے مین آچکے ہین
فریب زلفون کا کھاچکے ہین ۔ غضب کا جھٹکا اٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل ۔ خوش آئے کیا خاک نکہت گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل ۔ سنگھا چکے ہین سُنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو ۔ سر مزار آکے باتین کر لو
اٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو ۔ فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے ۔ عجب یہ مضمون دور کا ہے
گمان جن پر کہ حور کا ہے ۔ بغل مین اُنکو سلا چکے ہین
نہ دیکھ اے جاہ اس طرف کو ۔ کہ فرق اس مین نہین سر مو
لگائین گے تجھ پہ تیغ ابرو ۔ قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

اس طرز ادا سے تھی وہ مہ پارہ		کہ بھولتا تھا پائے نظارہ	
حسن و خوبی میں وہ بت مغرور		سر سے پا تک برنگ شعلۂ طور	
مست صہبائے غمزہ و انداز		اٹھتا جوبن شباب کا انداز	
جوبنوں پر شباب امنگ کے دن		ستم انداز و ناز قہر کا سن	

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بقصد جلوہ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی عمرو نے اسکو قیافے سے شناخت کرکے سروقد کھڑے ہوکر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کرکے دعا دی کہ مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سلب کا سنپورن کرکے چراغ دودمان سامری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگو شایستہ سنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بڈھے میان تمھارا کہان سے آنا ہوا عمرو جواب دینے کے بدلے چیخ مارکر رویا اور کہا اے ملکہ مین اس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اس آخری وقت مین اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اب وہ دن رات بھڑو انگوڑا بناتی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے گھر مین رہنا مشکل کردیا داڑھی میری اسکا کھلونا ہے پیر پھل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ خضر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے موے بڑھاپے پیٹے ٹھکرا اسکو رونا ہے کھری کھاٹ ہے گنگہہ ہے نہ جچھونا ہے مارے جلن کے اور رات دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک اختیار کی اسکے منھ کو جھلسا دیکر نکل آیا اگر مین سچ کہون جب اس کمبخت کی پیاری پیاری باتین یاد کرتا ہون تو جی بے قرار ہوجاتا ہے بیتاب ہوکر روتا ہون اور بانسری بجاکر گاتا ہون کہ بیت
بدست سرکشی دادی عنانم ہرگز وحمہ سرکشی چیزے ندانم + ملکہ اسکی بات پر ہنسی اور بولی کہ اے نادان جورو تیری شہکار ہے تجھے اسکے جوہر نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے عاشق ہوگی تیرا رہنا اسیو بہت نہین چاہتی ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت زن کہ از مرد بے رضا برخاست + بس فتنہ وجنگ از ان سرا برخاست + عمرو نے یہ باتین سنکر تیوری چڑھائی اور بگڑکر جواب دیا کہ لے جائیے جائیے ناحق میرے منھ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانئے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا برا نہ مانینگے عمرو نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین لیکن آپکی ساتھ ہین ان مین سے کوئی میرے پاس آئے تو مردمی میری ظاہر ہوجائے بھلا مرد کی جورو مین کیا شہکار ہونگی آوارہ ہوتی ہین جو اس طرح خاک اڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی ادہر ہے نہ گھر یہ کلمات سنتے ہی سب عورتین مارے ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور موے جھڈ و بڑا مرد اپنا ہے جورو اکی خبر نہین انھین یا تو تون سے وہ تجکو جوتیان لگایا کرتی ہے عمرو نے کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے میرے کام کی ہے گھبرا نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سنکر وہ کنیز گالیان دینے لگی ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان

اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہی عمارت و باغ آراستہ بہزار حجبن ہی اور اس مکان مینوسواد رشک بہشت شداد کے یہ دریاے گوہر بند و ربحر ملکہ نے جاری کیا ہی جس سے گذر نا دشوار ہوا ہی کسلیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحد دار یکایک قلعۂ ہوشربا پر چڑھ آئے اسواسطے راہ بند کردی ہی ہر جگہ چوکی بٹھائی ہی کہ طلسم ہوشربا بچا رہے الحاصل اسوقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید گو بشکل سحر مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے آئی تھی عمرو کے گانے کی آواز سنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہونچکر پانی سے سر نکالے دیر تک گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کرکے رویا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز پر میٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ آجتک آپ نے کڑورون روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہین وہ نہین سنا اسوقت ایک گویا کہ نہایت بوڑھا ہی گلے مین بھی اسکے ویسی طاقت ہوگی جیسے جوانون کے ہوگی نہ ویسا حلق تالو ہی لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا گاتا ہی کہ ناہید فلک روبرو اسکے بے آبرو ہی تان سین کی روح اسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہی بیجو آکر اگر اسوقت سنتا تو باؤلا ہو جاتا اسکی بانسری سنکر کنھیا جی کو غش آتا کہ بیت تو ای نے نوید وصل دادہ + بجان از وے امید وصل دادہ + صحرا کے چرند و پرند سب مست ہین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سرودست ہین تعریف اسکی بیان سے باہر ہی اگر آپ سنین تو ابھی میرا کہا ظاہر ہو کنیز کی گفتگو سنکر مروارید نہایت مشتاق ہوئی اور بصد ناز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لے کر حجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک حجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اسپر ایک یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہی گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہی کہ ہر ایک در یتیم صدف دلبری ہی غیرت دہ حسن حور و پری ہی اور وہ اس طرف آتی ہی الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو بغور عمرو نے دیکھا اُسکے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش گل دالعبد کرشمہ و جمال نہ دیکھا تھا ردی تابان اسکا ماہ برج خوبی ابروے حمدا سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا حجرے مین وہ میٹھی تھی یا مہر کا مسکن تھا برج آبی اُسکے رخسار مصفا کے روبرو وہ دریاے گوہر بشکل بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر فوق لے گیا بحر چشم حباب سے اسکی طرف بہزاران حسرت دیکھتا اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اُسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہی نظم

حسن پر اس پری کے کی جو نگاہ
واقعی آدمی پری وش ہے

نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
دلربا حسن چشم و ابرو ہے

یہ تو ملول و حزین اس حال مین ہی لیکن عمرو ایک گوشے مین گیا اور رنگ و روغن عیاری لے کر صورت اپنی مثل ایک کلانوت کے بنائی کمر فرط ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پہ پگڑی بندھی تھی کرتا آب روان کا گر بوسیدہ گلے مین تھا پائجامہ مشروع کا گر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن مین سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تھے کہ بمقتضائے بیت دو صد رقعہ بالائے ہم اندوختہ ٭ ز حراق او درمیان سوختہ ٭ پاؤن مین کامدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی داڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا الحاصل باین شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لیکر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور بھجن سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان مین غزل جی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو رُلاتا کہ غزل

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو مین ہی	خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو مین ہی
کہان یہ بات کسی اور خوبرو مین ہے	مزہ جو آپ کے انداز گفتگو مین ہے
سواد کہتے ہین سودا ہی عشق کا جس کو	اسی طرح کی سیاہی مرے لہو مین ہے
یہ گم ہوئے ہین کسی کی تلاش مین ہم آہ	کہ آج ایک جہان اپنی جستجو مین ہی
یہ کیفیت ہی جو ہم رند مشربون کا نہ ہو	کہ ہاتھ سبحہ پہ ہی اور دل سبو مین ہی
یہ حال ہی ترے وحشی کے جیب و دامن کا	کہ چاک چاک مین ہی اور رفو مین ہی
جو کچھ کہ تم مین ہی حسن و ادا و گرمی و ناز	تمھین بتاؤ بھلا کس یہ ماہرو مین ہی
حجاب چشم کو جرأت نے دی بعبارت کو	کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو مین ہی

اس گانے سے عجب سمان بندھا تھا ہر شجر عالم وجد مین جھومتا تھا طائرون نے آکر گھیر لیا تھا درندون کو شوق و ذوق پیدا تھا کبک دری قہقہہ بھولکر سناٹے مین آیا طاؤس فرط مستی مین آکر ناچنے لگا پانی دریا کا لہر مار کر سر ہلاتا تھا لب ساحل واہ واہ کی صدا دیا جاتا تھا صدف گوش بر آواز ناقوس شناوری بھولکر راگ سے دمساز لہرون کو وہ موج آتی تھی کہ جھوم کر رقص مستانہ چلتی تھین مچھلیان شوق سے اچھلتی تھین حباب ابھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضائے نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا سُر	گوش زہرہ سنے وہ دور کا سُر
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا	اتر آئی ہے چرخ سے زہرا
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا	لے مین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مرواریدجادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہی

بہت بڑا ہی اور اس طلسم مین نیرنگ و عجائبات لاانتہا ہی ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب پر حکومت جتائے اور افراسیاب کو انھین باتون پر غرور ہی عمرو نے کہا یہ اس حرامزادے کی عقل کا فتور ہی مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہی وہ قادر و توانا ہی کیا تم نے نہین سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار ۔ نیک و بد پر ہے اسی کو اختیار
پشہ دے نمرود کو فاحش شکست ۔ باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل مین معذب ہون ملک ۔ ہو مقام زہرہ بالائے فلک
کرتا ہی جو جو کہ وہ گلکاریان ۔ عقل بندے کی کہان پہونچے وہان
خاک سے پیدا کرے زیبندہ گل ۔ تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل
آب طاہر سے کرے نیسان گہر ۔ قطرۂ ناپاک سے پیدا البشر

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چھڑا کر لوح طلسم سے پائینگے بیخ کفر کو کھود کے پھینکدینگے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہی اسی سبب سے اسکو نہ کچھ بیم ہی نہ ہراس ہی عمرو نے کہا خیر دیکھا جائیگا اب فکر اسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہی آگے کا بیکار نیس و پیش ہی مخمور نے کہا جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمرو نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہی ہنسکر کہا تم جا کر درۂ کوہ مین چھپ رہو مین تدبیر کرتا ہون جب مالک اس دریا کا مارا جائیگا اسوقت یہ خشک ہو جائیگا تم جاننا کہ مین فتحیاب ہوا مجکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو اسوقت لشکر فرخ مین جا کر خبر میرے مرنیکی کہدینا کہ ہر ایک فاتحہ سے مجکو فراموش نکرے اور ہمیشہ بہ نیکی یاد کرے

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار ۔ کب کسی کو یان ہمیشہ ہے قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے ۔ بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمرو روتی ہوئی اور دل سے دعا اسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جا کر متواری ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمرو تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور طلسم فتح نہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا وائے میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجکو پھنسایا جب ایسا کچھ سوچی تو بلک کر رونے لگی

بموجب نظم

ہوا جینا اسے اک لحظہ مشکل ۔ نہ لائی تاب ہجر گل عنادل
فزون تھا ہر گھڑی دردغم و آہ ۔ بہے سخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری ۔ پسند آنکھونکو آئی اشکباری

ایک طرف کو اُس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک وہ محیط وعمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اس کی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر وبحر نے سلسلۂ موج مین موتیون کو ہمسلک کیا تھا لہرین تھین یا موتیونکا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن مین وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا آب صفا اسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین جھلکاتا تھا تو گویا آفتاب بحر ندامت مین اسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا برنجی تھالی لے کر ہندوے فلک اشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا کہ مؤلف

آب گوہر سے لطافت مین سوا — ماہ خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اُسکی لہرونمین تھی ایسی آب وتاب — بہہ رہے تھے ہر جگہ دُرِّ خوش آب
وان کے موتی جو نظر مین گڑ گئے — چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ — چرخ کے دلمین پڑے تھے جنسے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اُسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جسکے روبرو چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہی یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہی مین اسمین اُتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی جھولی بھر کر لاتا ہون مخمور نے جواب دیا کہین ایسا کام نہ کیجیے گا موتیون کے لالچ مین آکر گوہر جان برباد نہ کیجیے گا یہ دریا سحر کا ہی اصلی نہین ہی ہر ایک موتی اسکا دل مین آبلے ڈالیگا ہر حباب آب پر آنکھین نکالیگا مفت آبرو برباد جائے گی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی عمرو نے کہا تم اس دریا کے حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہون کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمھین پار نہ اُتارے یہان سے اُتر کر جانا نصیب نہ ہوگا اس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اُڑکر یہان سے گذر جاے کیا جان رکھتا ہی فوراً دریا مین گریگا اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمین تیرے بلکہ تیرنا کیا قدم رکھے گا تو بحر عدم مین غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہان سے محال ہی نہنگ وہم کو اس پار جانا بیہودہ خیال ہی افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہی کس لیے کہ جانتا ہی ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کر سکین گے دریاے مرواریدبستۂ آتشین سے نہ گذر سکین گے خود بخود ہلاک ہو جائینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہین اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پہ بیٹھکر پار اُتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے مین یہ فکر مین غرق ہون کہ کیونکر پار اُترون مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور مین تو صرف راہ بتانے والی ہون اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواجہ

جہان کی ملکہ تاریک صورت کش جادو ہی اور وہ یہان سے کئی سو کوس پہ ایک جگہ ہی کہ اسکو جمشیدی الاؤ کہتے ہین وہان رہتی ہی یہ اُسکے سحر کی تاریکی یہانتک پھیلی ہی اور وہ ایک بلا ہی حجرہ ہفت بلا کی بلاؤن مین سے اور افراسیاب کی دایہ ہی الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہی کہ سوائے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ آگ سے خالی نہین اسی آگ مین وہ بلا رہتی ہی جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہی تو بیابان ہستی کو طے کرکے جاتا ہی اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہی تاریک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہی اور کبھی کبھی حجرے مین بھی جاکر رہتی ہی خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کے لیے ہم پہ بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو عمرو نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہوئے گا اور ہم کو خداے تعالےٰ اسپر غالب فرمادیگا ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ تاریک کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ رہتا ہی جلد یہان سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ بلے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدمزن ہوا اور کئی روز برابر جابجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بمصیبت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان با فرہنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پہ پلنگ سے عقاب زرین چنگ مہر نے پرواز کی اور روانہاے انجم کی جانب منقار دراز کی نظم

جب تنگ دودین ہوئی وہ شب بسر		دی خروس صبح نے بانگ سحر
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوے		روگئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پرفضا اور صحراے فرحت انتما مین یہ دونون پہونچے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا اور دل فرحت یاب ہوا درختون کی سرسبزی آنکھون کو خنکی دیتی تھی دشت مین سنہری دھوپ سنہرے پہ بچھی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنتے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت اثمار سے جھکے تھے میوے اُنکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑا تھا جوانان چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا کہ

بمقتضاے مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف		کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرش زمردین تھا		گلگونہ عارض زمین تھا
نخلون کا وہان عجب سمان تھا		ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کویل قمری چکور بلبل		شکرے طاؤس کرتے تھے غل
سنتے تکے ابر شامیسا سنے		شبنم تھی کہ موتیون کے دانے

روانہ ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو اسکے ملازمون کو دے کر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش
اُٹھاؤ اور مضطرب نہ ہو مین اس دزد مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرونگا اس روز بخوبی بدلا لینا
لینا وہ مفسد کہان تک مجھ سے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت
چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست + فی الحال وزراے سلطنت قلعہ نورانیہ کا
انتظام کرین مین ورثہ داران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دونگا غرضکہ اس حکم شاہ کو سنکر
وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان بن قہار کو بھیجا چاہیے
اور کسی کو کچھ فوج دے کر بہر گرفتاری عمرو ومخمور روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم
عمرو ومخمور سیر کنان منازل ومراحل طے کرتے کوہ ودشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور
اُن راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے رہنے کی جگہ تھی اسی طرح بعد قطع مسافت دراز ایک
روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر
از گور جہودان پر گناہ ہے شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی وطولانی اس کی
مثل شب ہجر بیدل تھی کہ بمقتضاے مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز
مگر تنگ تر جیسے سینے مین راز
سیہ گیسوے یار اس سے خجل
سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس اُگی ہمشکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہر دار پھن اپنے
زمین مین گاڑے ہین کہین کپھے اُٹھاے سانپ کالے اور کوڑیالے ہین جا بجا بڑے بڑے غار
تھے انکے اندر سوراخہاے مار تھے اژدہے قلاب آتشین بیٹھے چھوڑ رہے تھے ناگ پھنی اور تھوہر
کے خاردار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارۂ آتش ناک
نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اُڑتا تھا ہر بگولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا کہ لمؤلفہ

ہر درے سے نکلتا تھا ایسا غبار
کہ جس طرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور
ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ وان سے جو اڑ جاتا تھا
تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا
بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ
جنھین دیکھکر مانگے شیطان پناہ
دل اہل عالم کا سب دود آہ
بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرو نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام
پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ دہشت ہے بولا نہین جانتا ہے مؤلف یہ کون
سی ہے جا کہ جگر آب آب ہے + دل کو ہراس وبیم سے اک اضطراب ہے مخمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ

اُڑکر شہر کے باہر آئی لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا
لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرضکہ اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو کو جست و خیز
کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اُڑکر اُسی طرف کو چلی اور قریب پہونچکر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ
ہوے اور اُدھر قلعہ نورانیہ مین دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے
بھاگ بھاگ کر جابجا مخفی ہوے جو سپاہی و ملازم شاہی لڑنے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نور
جادو کی اُٹھائی بارہ دری اُلٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان بسمت شاہ جادوان روانہ ہوے لیکن عمرو
و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت
کریہ منظر بد شعار اژدر پر سوار فرستادۂ افراسیاب عالی تبار بلاے جادو روبرو لایا اور للکارا
کہ باش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا مخمور نے نعرہ سنکر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے
بڑھکر آمادہ حرب ہوئی نارنج ترنج چلنے لگے اژدر و عقرب بننے لگے ابر سحر آآکر برسنے لگے شور برپا ہوا
بلاے جادو نے جب دیکھا کہ مین اس سے سر بر نہو گا پس قریب آکر خاک جمشیدی اُڑائی مخمور پر بیہوشی چھائی بلاے
جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ پاس لیجاؤن یہ قصد کر کے سحر
پڑھتا آگے بڑھا عمرو نے للکارا کہ او حرامزادے میرے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کمر سے نکالکر اُسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمرو بھی ساحر ہے
نارنج دیکھتے ہی وہ سحر پڑھنے لگا عمرو نے نارنج تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ نارنج تھا جسمین بیہوشی تھا کہ ناک پر لگتے ہی بیہوش ہوگیا اور
غبار بیہوشی دھوین کیطرح نکلکر دماغ مین سرایت کر گیا وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمرو نے خنجر کھینچا چاہتا تھا کہ سر کاٹے یونہی ایک برق
شعلہ بار چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت آئی مخمور کو کاندھے پر لادا اور وہانسے بھاگا اُدھر وہ بجلی پنجہ بنکر گری بلاے جادو کو اُٹھا لیگئی یہان جب
مخمور کچھ عرصہ مین ہوشیار ہوئی عمرو کی گود مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی نہتھی پنجہ سحر ہوگا وہ
اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت نظر مخفی کے کچھ پنجہ بھی اسکے ساتھ کر دیے ہونگے اب ہم تم یہان سے جلدی
نکل چلین ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے عمرو نے کہا اگر پنجے اس کے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے
جلدی کیا ہے ہم تو آہستہ آہستہ سیر کرتے چلین گے یہ کہکر تفرج کنان دونون روانہ ہوے مگر افراسیاب
باغ سیب مین متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو و لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان
آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا انھون نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب کو حال
قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بھیجکر گرفتاری عمرو روانہ کرے اسی اثنا
مین پنجے نے بلاے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ غضبناک ہوا اور آپ سحر پڑھکر
بلاے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی سنہ پر عمرو کو گرفتار کرنے کا دعوی کر گئے تھے بلاے جادو کو بڑی
ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤ گے تو کیا بناؤ گے
یقین ہے کہ قتل ہو جاؤ گے اس نے عرض کیا کہ کچھ ہی کیون نہ ہو مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ

عمرو نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہرطرف آگ لگ گئی دارالامارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اُسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہی پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار وعقرب کی بارش ہو رہی ہی وہ سب سمجھے کہ عمرو معلوم ہوتا ہی فوج لیکر آیا ہی نیس جو جو نکلے تھے آمادۂ حرب ہوے لیکن لڑین کس سے وہان تو صرف مخمور سحر کرتی اُڑتی چلی آئی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش مین ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اسکو عمرو کی فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے انکو حریف جانکر ہم نبرد ہوے صدہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشون سے پٹگئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند تھے ہنگامۂ گیر و دار تھا ادھر تو مخمور آفت کر رہی تھی اِدھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمرو کی اس ہنگامے مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی پگڑیان اور ہمیانیان لیتا تھا دکانون مین گھسکر مال تحت و تاراج کرتا تھا اور جستین کرکے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے مگر مرتے تھے

خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات مین تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جلکر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی کمند گرہ گیر بسان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کی پابزنجیر تھی اجل گلوگیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامۂ جنگ تھا ہر کوچہ مین ایک دوسرے سے طالب تام و ننگ تھا بہت سے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی کہ

نظم

اندھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان — طپان ابر مین جیسے ہون بجلیان
مچانے لگے شور جادو کے ہیر — برستا تھا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا — دیا مشعل زندگی کو بجھا
بھڑک اٹھے یون شعلہاے فسان — کہ در کاخ تن آتش کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون وہان — کہ غرق ہو گئی جس مین کشتی جان
بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ — اترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک — کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا — کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جسوقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پر حملہ آور ہوئی بادصباے سحر نے طرۂ پرچم علم فتح کو سر پر مخمور و عمرو کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ

لمؤلفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک — جلی خرمن کہکشان فلک
کمند شعاعی مین مہر منیر — نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا صبح ہوتے ہوتے عمرو قلعہ سے بھاگنے والون کے ساتھ نکل گیا اور مخمور بھی

کو مین قید کر کے لائی تھی وہ چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا
مال سرکار مین لا کر جمع کر دین معہ سود اور منافع کے اصل زر و پیہ بعد فرو ہونے اس ہنگامے کے انکو
واپس دیا جائیگا یہان بحفاظت رہیگا اگر تلف ہو جائیگا سرکار اسکا ذمہ دار ہے اپنے پاس سے
دیگی اور اگر اُنکے گھر مین رہیگا اور لٹ جائیگا تو سرکار کچھ نالش فریاد اسکی نہ سنے گی الحاصل شہر
مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور مالدار لوگ دہشتناک ہو کر مال اپنا سرکار مین تراہم
کرنے کو بھیجنے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کر دیے گئے
دو روز تک یہی انتظام رہا عمرو ہر شب باغ مین جا کر آرام کرتا تھا صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا
تیسرے دن دو پہر رات گئے عمرو نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا کہ آج مجھکو اندیشہ عظیم ہے کنجیان
خزانے کی مجھے حوالے کرو اور میرے ہمراہ چلکر جملہ مال رعایا اور جو ہمارا خزانہ ہو بتلا دو خزانہ دار
نے کنجیان حوالے کین اور سب مال تبلا دیا عمرو نے پہرا چوکی سب ہٹا دیا ہر ایک کو رخصت کر کے
سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا پھر وہان سے باغ مین آیا
مخمور سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر مین غلغلہ عظیم برپا ہو مین اس ملک کو
لوٹ کر صبح کو بیرون قلعہ تمھین ملونگا تم شہر سے باہر نکلجاؤ مخمور انکے ارشاد کے بموجب تیار ہوئی
عمرو نے پہلے کنیزونکو جو باغ مین تھین پاس اپنے بلایا اور حکم دیا کہ سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو ایسا
نہو کہ عمرو اگر کچھ گزند پہونچائے کنیزین جب بیٹھین اُسنے پروانہائے بیہوشی اڑائے کہ وہ شمعون پر گر گر
جلین دھوان انکا باغ مین کنیزون کے گیا سب بیہوش ہو گئین عمرو نے باغ اور بارہ دری کا اسباب
مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹ کر زنبیل مین رکھا پھر کنیزون کا گہنا اور کپڑے اتار کر نور جادو کو
زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن دیکر ستون بارہ دری سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا
میری اطاعت کر اسلام کی مطیع ہو مین سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجکو قتل کرونگا نور نے یہ ماجرا
سنکر اشک حسرت بہائے اور اشارے سے کہا مین ہرگز اطاعت اسلام نہ کرونگی اسکے انکار کرتے
ہی عمرو نے سر اسکا جدا کیا العیاذ باللہ شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے جلد جلد
کنیزون کے سر کاٹنا شروع کیے پھر تو تمام عالم مین تاریکی چھا گئی اور صدائین مہیب آنے لگین ملازمان
نور جادو گھبرا کر جانب باغ دوڑے اس تاریکی مین مخمور اڑ کر بروے ہوا جا کر ٹھہری جو در باغ پر
ساحر آیا اُسنے نارنج مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور اُسکے بیرون نے غل مچایا صدا اسکے نام سنے
مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی باغ مین جا بجا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بھاگ کھڑا ہوا مخمور
نارنج اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑھی اس تاریکی مین عمرو بھی باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر
مین رعایا تو آمد عمرو کی نسبت ڈھنڈورا سن چکی تھی اسوقت بھگدڑ پڑتے ہی بغیر پرسش احوال بھاگی

نہ ضرورت تھی کہین میخانہ سجا تھا کہین آبدار خانہ تھا نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمرو نے جو سونے کے
میز فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میز فرش اپنے تئین گرایا اور بچالاکی میز فرش لیکر زنبیل مین رکھا
پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے بایاے ملکہ نور اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا میز فرش
کیا ہوا عمرو نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ لو میری تلاشی لے لو اور اٹھکر دوسری طرف گیا آنکھ بچا کر
ادھر بھی میز فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ صریحاً فرش کے کونون پر میز فرش رکھے تھے ابھی
ابھی غائب ہو گئے عمرو نے بگڑ کر کہا اے مخمور اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہی ایسی جگہ ٹھہرنے
مین چوری لگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہی نور جادو نے اسوقت کنیزونکو گھڑکا اور عمرو کا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین ان کو بکنے دیجیے یہ کہکر اسکو بٹھایا اور لونڈیون سے کہا دور ہو
چپ رہو میز فرش کہین ہوگا مل رہیگا کیون غل مچاتی ہو کنیزین ناچار خاموش ہو رہین اور عمرو بیٹھا نور نے
جام شراب بھر دیا عمرو نے جام ہاتھ مین لے کر کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہی نور نے کنیز کی جانب دیکھا
عمرو نے بچالاکی شراب مین سفوف بیہوشی تین مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ مین شراب جب پیونگا کہ جب
آپ پہلے پی لین گی کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہی مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ
جام لے کر بے اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا عمرو وہان سے اٹھا اور کہا میخانے سے اپنے لیے شراب
تحفہ چکھ کر لاؤن اور میخانے مین جا کر سب شراب کو آغشتہ بداروی بیہوشی کیا جو لوگ وہان تھے
انسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب مین خوشبو نہین
مین بساؤنگا غرضکہ حیلہ کر کے سب کو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب صحبت مین لاؤ وہی
شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین ان سے کہا ایک ایک جام ہکلیے تم سب پیو انھون نے بھی ایک ایک
ساغر پیا بعد لمحے کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہو گئی نور جادو کا بھی یہی حال
ہوا جب سب بیہوش ہو گئے عمرو نے نور کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے
کہا تم کنیزون کو ہوشیار کر دو اور آپ نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا
عمرو جو بصورت نور تھا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمرو نے بیہوشی شراب مین ملا کر تم سب کو
بیہوش کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس
اس گفتگو کو سنکر کہا بہن اور تو اور میری کیے کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جا کر منھ اپنا کیا دکھاؤنگی
اور اس مفتری کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہو کہ قلعہ کو لوٹ لے بہن
تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام
کرتی آگے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دار الامارت شاہی مین آیا یہان امرا و وزرا ارکین سلطنت حاضر
تھے سب نے تعظیم کی عمرو مسند جہانبانی پہ بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جائے یعنے عمرو عیار

یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہی مکان بھی اُسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مل رہیگا یہ سمجھکر چلنے پر راضی ہوا مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ وحوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمرو کے لالچ سے ممکن نہ ہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پر بٹھاکر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کرکے اپنے قلعے مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہی ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہی مکانات عمدہ آراستہ ہین دکانین پیراستہ ہین دوکاندار مرفہ الحال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین کہ بمقتضای نظم

رشک فردوس وہ گلستان تھا — خوشہ چین اس چمن کا رضوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد — فوج سب خوش ہی اور رعیت شاد
باقرینہ و دورویہ تھا بازار — نعمتین سب جہان کی تیار
تھا دکانون مین خوب سرمایا — جسکا ثانی نہ اور جا پایا
لطف بازار نے دکھایا تھا — عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہو — سیر دیکھو جو وان کی شاد رہو
پختہ تیار سب دکانین تھین — عرش کی کرسیونکی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا — تھی یہ کثرت کہ بند رستا تھا

عمرو سیر کرتا ہوا قریب دار الامارت شاہی کے آیا اُسکو بھی نہایت سجا پایا ملکہ نور جادو نے اپنے باغ مکین لاکر اُتارا باغ مین بھی جنت بے نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سرسبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم پھولے پھلے تھے روش بڑی درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک و چست تھی جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا — دیکھکر جس کو یہ ششدر رہگیا
عرض وطول اسکا تھا بیشک بیگمان — مثل طول وعرض وہم عاقلان
لعل و یاقوت و زمرد کے شجر — روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم وزر کی خشت سے اسکی بنا — تعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر — ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی — ماہ وخور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اس کے زمرد کا مکان — گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس و زربفت کا — سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا مسند پر زر آراستہ تھی تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی چیز کی احتیاج نہ تھی

اور جہان مخمور و عمر بندھے کھڑے تھے وہان آئی مخمور از بسکہ مقربان بادشاہ طلسم مین سے ہی سب ناظم طلسم
اسکو پہچانتے ہین نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہان آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نور جادو کو شریک
ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی کہ اے بہن مخمور تم کہان یہ کیا ماجرا ہی
واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے تمہارے پاؤن مین کیا مہندی لگی ہوئی تھی کبھی جھوٹون بھی پھیرا نہ کیا بعد
مدت جو ادھر آئین بھی تو ہمارے کام مین خلل ڈالتی ہوئی آئین یہ تو تم سے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتین سُنکر
سمجھی کہ معلوم ہوتا ہی اسکو تیرا عمر وسے ملجانا ظاہر نہین ہی بس کچھ حیلہ کرکے رہا ہونا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر
جواب دہ ہوئی تم ملنے کے قابل نہین ہو بڑی دیر سے مجکو زنجیر مین بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتین بناتی ہو اور
کھولتی نہین سچ ہی اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہی میرے گھر آؤ گی تو مین بھی یون ہی پیش آؤن گی نور جادو
ان باتون سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہی اور تم کو ہنسی سوجھی ہی خیر کیا مضایقہ ہے
سو دن چور کی تو ایک روز ساہ کی مثل مشہور ہی کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے
سے خجل ہوکر بولی کہ چلو چلو تم مجکو جب قابو پاتا تو گل دلوا دیتا اے بی کسی نے جان بوجھکر کیا تم کو باندھا ہی
جو تم اتنا بگڑتی ہو یہ باتین کرتی ہوئی آگے بڑھی اور سحر پڑھکر دستک دی وہ زنجیر گردن عمرو و مخمور سے کھل کر
دونون صندوق مین سما گئین اور تیلی جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق مین جاکر غائب ہوئی پڑا اس کا
بند ہوگیا نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لو اب غصہ کو تھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوگیا
یہ دھگڑا کون ساتھ ہی جس کے کارن ایسی بلاؤن مین پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تمھارا اسکا اکیلے پھرنا
مین سچ کہون کچھ دال مین کالا ہی مخمور نے کہا یہ تمھین ایسی اوماتی ہو اگر اسکو پسند کیا ہی تو یہ حاضر ہی نور نے کہا
چھائین دوئین نوج موے کی صورت کو جھلسا اسکی شکل تو دیکھو جیسے بن مانس ہی عمر نے جو اسکے منھ سے اپنی
نسبت یہ باتین سنین مخمور سے کہا یہ رنڈی مزے دار معلوم ہوتی ہی جسطرح یہ ظاہر غمزے کرتی ہی اسی طرح باطنی
کرشمے بھی اسکو خوب یاد ہون گے نور از بسکہ عورت سے ہمکلام ہو رہی تھی مرد کے جواب دینے سے شرمندہ ہوئی
ٹال کر پوچھنے لگی تم کو سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا مخمور نے کان مین کہا بہن یہ شخص عمر عیار ہی
اسی نے طلسم مین ہنگامہ ڈال رکھا ہی شہنشاہ ہر چند چاہتے ہین کہ یہ گرفتار ہو مگر گرفتار نہین ہوتا ہی مین نے
شاہ طلسم سے اسکے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہی اسلیے مناسب وقت جان کر اسکی اطاعت کرلی ہی اور
سر بصحرا اسکے ساتھ پھرتی ہون قابو پاؤن تو گرفتار کرکے لے جاؤن نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لے چلو مین گرفتار
کردون مخمور بولی کہ تمھین اس سے کہو میرے کہنے سے نہ جائے گا نور نے براہ مکاری اسکے بہکانے
سے کہا کہ بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہین معلوم پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ایک سحظے کے لیے ہمارے گھر
چلو مخمور نے کہا اور جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو مین بھی چلون اُس نے عمر سے بھی منت کہا کہ
خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے عمرو دل مین سوچا کر اسکے پاس پوشاک عمدہ اور زیور مرصع ہی دوسرے

اور کنایہ خیر کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھکر صندوق کو چھت سے اتارا قفل اسکا فی الفور توڑا قفل ٹوٹتے ہی ایسی صداے ہولناک وتہیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمرو مخمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ آدھ گز اونچا ہوکر علیحدہ ہوا اور اندر سے اسکے دو زنجیرین آتشین نکلین ایک زنجیر گردن عمرو مین اور دوسری گردن مخمور مین پڑ گئی بعد لمحے کے جب انکو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین سفید بسلاسل آتش پایا مخمور نے کہا کون خواجہ مال تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش ہوا مفلسی دفع ہوئی عمرو سمجھا کہ مخمور طعنہ دیتی ہی اسوقت اگر مین عاجزی کرتا ہون تو یہ اور زیادہ ہنسے گی لازم ہی کہ اس سے ویسے مردانہ کلام کرون یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے مخمور خدا مالک ہی کچھ تدبیر کی جائے گی تم نے سنا ہی کہ جہان گنج ہی وہان مار ہی جس جگہ گل ہی وہان خار ہی جہان شادی ہی رنج بھی وہان ضرور ہی طلسم دنیا کا یہی دستور ہی لیکن مین حیران ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور تمہارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہی ظاہر نہ ہوا مخمور نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی اور کڑا عشاق کا دیا ہوا ہی اور مین ساحرہ ہون یہی باعث ہی کہ دونون جلنے سے محفوظ ہین الغرض یہ دونون گرم سخن تھے کہ یکایک صندوق سے ایک تیلی بلور کی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو یہان کی مالک ہی یہ اسی کی خدمت مین گئی یہان سے کچھ دور قلعۂ نورانیہ ہی نور جادو بحکم افراسیاب وہان کی مالک ہی یہ ساحر جسکو صبلاے جادو نے مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزین خدمتگزار حاضر تھین ملکہ زر و زیور سے آراستہ تھی حسن مین بہتر از ماہ تھی کہ لمؤلفہ

رشک ناہید چرخ مہ پارا — ملکہ چشم فلک کی تھی تارا
زینت باغ حسن وہ گلرو — رشک شمشاد تھا قد گلرو
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب — پھنس کے عاشق کا دل رہے بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید — حسن مین عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پر زر — جیسے تارے شعاع مین نیر
اسنے پائے تھے وہ لب و دندان — در و یاقوت جن پہ تھے قربان
سر سے پا تک مرصع سب گہنا — سچ تو یہ ہے کہ اسکا کیا کہنا

اس تیلی نے جاکر بادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے اب تک کنیز کو ہوا نہ لگی تھی اسوقت بڑا صندوق کا کھلگیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمائیے بجالاؤن تعمیر جادو مارے گئے مین زندہ ہون نور جادو نے اس تیلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آگیا جسنے تیلی کو نکالا اور تعمیر کو مارا اور چلکر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے بس اسی وقت تخت منگوا کر سوار ہوئی

جب آنکھ کھلی بزور سحر حلقہ ہاے کمند کاٹکر نکلی ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پریزاد طلسمی ہے اور بحکم شاہ
ایسے ہی کام پر مامور ہے اسوقت آپ پر وقت صعب تھا کنیز اٹھا لائی ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہوجاتے واضح
ہو کہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جبتک قتل نہ ہونگے یہ بیہوش نہ ہونگے ایسے ہی سبب پیدا ہونگے
کسی طرح مارے نہ جائینگے غرضکہ حیرت وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آئی اور آگ لگی ہوئی وہان کی بجھائی
لاشین بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی اسکے پاس آیا باہم بیٹھکر تدبیر جنگ
مین مصروف ہوے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین آکر پہونچی سرداروں نے استقبال کیا اور اسکے صحیح وسالم
آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی جشن کرنیکا سامان کیا اسنے **قران و برق** کو خلعت فاخرہ عنایت
فرمایا اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
مسکن گزین ہین لیکن شمہ حال سعادت اشتمال گام فرسائے بیابان طلسمات و رہ نورد وادی عجائبات
عمرو خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صباے جادو کو مار کر آگے چلے راہ مین **مخمور** سے کہا کہ وہ ساحر
جو ہمکو اپنے گھر لے گیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اسکا بالکل خالی ہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی
ہوگا اس جگہ کو چلکر اب لوٹنا لازم ہے مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو اتنا بڑا سفر طے
کیونکر ہوگا زادراہ کہان سے آئیگا مخمور نے کہا یہ ساحر یہان کی جو مالکہ ہے اسکا ملازم تھا مکان طلسمی اور وہ
مکان دوسرا جہان یہ ساحر ہمکو لیگیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اس جگہ کو
آپ تہانہ سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اپنی زادراہ کے لیجیے عمرو نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی بود این
کروگی تو میرا تمھارا ساتھ نبھنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہانتک گوارہ کرونگا اے مخمور تم نے سنا نہین
بیت خدا جسکو دے اور پھر نہ لے + ہے اسکی عنایت سے منھ پھیرنا + مخمور یہ سنکر ناچار ہوئی چونکہ حکم بردار
عمرو تھی کچھ تقریر نہ کر سکی مجبوراً ساتھ ہوئی عمرو اسی مکان مین تجسس کنان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر دست
لگا جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہانکا لوٹ چکا ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت مین لٹکتے
دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اتار دون مخمور بولی کہ اس مین مقرر کچھ نہ کچھ
آفت ہوگی عمرو نے کہا تم ہر جگہ یونہی کچاپن کرتی ہو اور اپنے ساتھ مجکو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اسمین کیا ہوگی صرف تمھاری پست ہمتی ہے مخمور ان باتون سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ یہ مجبور ہے
مثل قدر عافیت آن کس بداند کہ بمصیبتے گرفتار آید اسکو کسی آفت مین پھنسنے دو منع نہ کرو جب اس آفت
سے خدا بچائیگا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ سوچکر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری
جان و مال کے مختار ہین سب طرح کے حضور کو اختیار ہین جو سمجھیے مناسب عمل مین لائیے کنیز سے مشورہ
کرنا ضرور کیا تھا آپ خود مجربے پایان فطرت ہین اور عقل کل مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا
رنڈی ناقص العقل مشہور ہے سب کی زبان زد یہ مذکور ہے عمرو مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگوے طنزآمیز

مین لیجائے گا بس ہم پہلے ہی سے چلکر وہان ٹھہرین اور جیسا کہ محل و موقع دیکھین ویسا کرین غرضکہ صورت ساحرون کی
ایسی بناکر روانہ ہوے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا
کہ اس طرح مین لائی تھی عیارون کے مقابلہ سے یہ مجکو اٹھالے آئے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور
پانی چھڑکوا کر اس دھوکے مین کہ بیابان جادو نے مہرخ کو مسحور کر لیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان عین لڑائی
مین صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسوقت جو مہرخ ہوشیار
ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر مجکو پکڑ لایا ہے بس اُٹھکر
ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اسکی تلوار پکڑ کر
یہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمرو اور ساحرہ بے بدل
ہے جو اسکے سامنے آیا اسنے دو ٹکڑے اسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے پیر اُنکے غل مچانے لگے باہر کے تمام
ساحر دوڑے انھین کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کر رہے ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوے
بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے مین کون انکو پہچانتا اپنے بیگانے کی کسکو تمیز تھی یہ گھات مین
لگے تھے اسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوئی اسنے ایک نارنج سحر پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی
اور زمین سے ہزارون مار و عقرب پیدا ہوکر ساحرونکو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہے غضبناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اسکی برابری نکر سکی
بیہوش ہوکر گر گئی ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچا رہے تھے اور بہت سے
بھاگ گئے تھے حیرت جو اُٹھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اسوقت عیار تو اسکے قریب کھڑے ہی تھے
حیرت پر دوڑ کر برق نے کمند ماری وہ جبتک سنبھلے اور سحر کرے اسوقت تک اسنے بیضہ بیہوشی
ناک پر مارا کہ کمند مین الجھکر گری بیہوش ہوئی قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ مارے دن اسوقت
ایک پنجہ چمک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اُٹھا کر لیگیا کہ قران نے اسوقت حقہائے آتشبازی مارنا شروع
کیے وہان حقون مین دھوان ایسا پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے مین جو آگے بڑھا
بیضۂ بیہوشی اسکی ناک پر برق نے ناک کے مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور و شور ساحرونکے
مرنے کا برپا تھا اندھیان چلتی تھین جو دور دور ساحرونکی فوج اُتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
معہ اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت گہما گہمی پڑی تھی اسی ہنگام مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار ہوئی اور بزور
سحر اڑکر چلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اسکا تعاقب نہ کیا جب یہ نکل گئی قران
و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار و بیفائدہ ہے یہ بھی جستین کرکے بارگاہ سے نکلکر راہی ہوے ادھر پنجہ
نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی

ایسی لگائی کہ ٹھڈی تک آئی تھی پانچے گھرستی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی جس کسی نے لشکر مین اسکی طرف دیکھکر ہنس دیا اسنے بھڑوا مونڈی کاٹا بنانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود چھیڑتی اور گالیان کوسنے دیتی اسی صورت سے بارگاہ مین آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ اری تو کہان گئی تھی صرصر سمجھی کہ جسکو تو نے بیہوش کیا ہی وہ کنیز اسی کی ہی بس اُسنے اٹھلا کر کہا واری ذرا دم گھبرایا تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی کہ الزادی تجکو سیر کی سوجھی ہی یہان مین چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی تھی جلد لوٹا رکھ اور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہین گئی تو خوب جوتیان پڑین گی یہ سنکر صرصر آفتابہ اٹھانے چلی برق جو ساحر لائے تھے سحر ابر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤن اسکے پیترے سے پڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عیارہ ہی بس اٹھکر یہ بھی چلا صرصر ہر چند کہ کنیز بنی تھی مگر چار طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق کو آتے دیکھکر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ اسنے تجکو پہچانا یہ جانتے ہی جست کرکے سراچہ بارگاہ فرار ہو گئی برق نے پکار کر کہا استانی ٹھہرو مجھے کچھ کہنا ہی صرصر نے جواب دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤن برق نیمچہ پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہا کہ سب ہوشیار رہین صرصر کسی کو گرفتار کرنے آئی ہی یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتہ نہین سمجھا کہ لشکر سے نکلگئی پھر سوچا کہ مبادا اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اسکو آزار پہونچائے بہتر ہی کہ تلاش کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی تھی اسکو ادھر سمت جاتے دیکھکر بہت جلد اس نے صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہی آپ الگ آئیے تو عرض کرون مہرخ اٹھکر اسکے ساتھ الگ خیمے مین گئی اسنے حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کردیا اور پشتارہ باندھ کر لے چلی اس اثنا مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان ہی سب نے کہا ضرغام بلا کر لے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہی وہان گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمے مین آیا یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لیگئی اسیوقت یہ بھی لپکا یہانتک کہ صرصر جنگل مین راہ کترا کر پہونچی تھی ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچگیا اور للکارا کہ استانی اب کہان جاؤگی اسوقت تو تم نے خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہی یہ کہکر نیمچہ پکڑکر جا پڑا وہ بھی نیمچہ پکڑکر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ نیمچے کے چلے ہونگے کہ ایک طرف سے نعرۂ قران بلند ہوا اور اسنے آکر بغدہ تانا کہ استانی ایک ہی ضرب مین ختم فنا ہوتا ہو بہتر یہی کہ پشتارہ رکھدو صرصر بغدہ تانے اسکو دیکھکر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے کہ اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہی اسنے دیکھا کہ ایک عیارنی اور دو عیار لڑ رہے ہین یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور بجلی بنکر جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھانے گیا قران و برق بجلی گرتے ہی بھاگ کر چھپ رہے جب وہ چلا گیا یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ چونکہ صرصر کو یقین ہی کہ بارگاہ حیرت

اندھیرا کردیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی اور مہرخ جو بچنہ بنکر گری برق کو اُٹھا لیگئی مصور نے پہلے تو رد سحر کر کے روشنی کی جب جلاد کو ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر بزور سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہرخ و بہار چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار چلی اس طرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچا اور عیار بھی دوڑکر آئے حکم کیا کہ جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری ملکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہی بس یہ خبر سنتے ہی جو جس طرف بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر جھپٹا اور جو حربہ جسکو ملا اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکر اپنی بارگاہ مین بھیجدیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ساحر سے ساحر بردے ہوا بھڑ گیا سحر کی لاگین منتر کی چوٹین چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پاؤن سر کا مینھ برستا تھا آندھیونکا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا کبھی ہزار ہا ستارے اور آفتاب نکل آتا تھا نظم

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا ۔ نکل آیا سورج اُجالا ہوا
پڑی جبہہ اس مہر کی روشنی ۔ وہین اسکو بیہوشی طاری ہوئی
بڑھا رخ جو مہرخ نے اس سحر کا ۔ چھپا سحر کے ابر مین مہر جا
زمین پر سرونکی جو بارش ہوئی ۔ کہ وانکی زمین سر زمین بنگئی
ہوا پہ چمکتی تھی یون تیغ تیز ۔ کہ بجلی ہو جسطرح سے شعلہ ریز
کہین آندھیون سے تھا طوفان بپا ۔ کہین شور بیرون کا لاانتہا

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت بھی آئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود سمجھی مصور سے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے عذر کا دفع ہونا ممکن نہین تا وقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کی جائے جس سے نمک حرام عاجز ہون یون مقابلہ بیکار ہی یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا لشکر پھر آئے دوبارہ سب نے کمر کھولی آسودگی ہوئی حیرت نے صرصر عیارہ کو طلب کر کے بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کس طرح پتلے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو بچایا فی الحال عمرو بھی لشکر مین نہین ہی مگر تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا اچھا ملکہ مہرخ کو گرفتار کر کے لا صرصر نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے لاتی ہون یہ کہہ کر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کے خیمہ سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ مین جاتی تھی اسنے اس کنیز کو بہانے سے علحدہ بلایا کہا میری بات سنتی جاؤ جب وہ تنہائی مین آئی اس نے فوراً حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اور اسکا پیرہن پہنکر اسی کی ایسی صورت اپنی بھی بنائی یعنے محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کر کے باندھے دوپٹا اوڑھ کر کاندھے سے ٹکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنو جو پہنے ہون لوگ اُسے دیکھین کاجل آنکھون مین لگایا مسی ہونٹونپر

چو از روز پاے بدینسان گذشت	بیابان ز خورشید تفتیدہ گشت
ہوا گشت ہمچون بخار تنور	کہ در روغن افتادہ نان نان مور
چہ در روغن تفتہ ماہی در آب	ز سوز جگر داشت صد پیچ و تاب
ہوا گرم آتش فشان تیغہا	ہدو جذر دریاے خون تیغہا
بجوش سپہر یکے مست و بیتاب بود	جگرہا کباب از پئے آب بود

آخر قریب شام حیرت طبل آسایش بجوا کر نا کاہ پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی سردار دربار مین آئے سپاہیون نے بسترے لگائے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا دور جام مے گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامۂ عشرت لشکر حیرت مین بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت نے اسوقت پوچھا کہ اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے اُسنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا حسین تیلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا مین نے اسکی کیفیت سب جواب مین لکھ بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ میرے فرشتونکو بھی خبر نہین کیسا رقعہ کیسی جان مجکو نہین معلوم مصور نے کہا آپ کا خدمتگار لے گیا تھا اور خدمتگارون کو طلب کرکے ایک کو انمین سے تبلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اس سے عتابانہ پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع اپنے عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونیکا بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کہی مصور کو یقین واثق ہوگیا کہ کوئی عیار تجھ سے پوچھ گیا از بسکہ یہ نبیرہ سامری ہی بزور سحر اسنے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم ہوا برق عیار نے بصورت خدمتگار مجکو فریب دیا یہ جو معلوم ہوا آتش غضب کے خرمن تحمل کو جلایا اُسی وقت سحر پڑھکر شل قارون بیدرنگ زمین مین سمایا موش صحرائی کیطرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہرخ مین پہونچکر باہر نکلا یہان سب عیار مژدۂ فتح سنکر حاضر ہوئے تھے ان مین سے یہ برق کو پنجے مین داب کر اُڑا ساحران بارگاہ نے بہت سے نارنج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و بہار وغیرہ بھی اُڑکر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے حبس و حرکت کرکے زمین پر ڈالدیا اور اسیوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق کو بورئیے پر بٹھا کر کوئلے کا خط گردن پر دیا اسوقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہوکر بہر حفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی یہ خبر سنکر باہر بارگاہ کے آکھڑی ہوئی برق سامان مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ رب العزت مین رو کر دعا کرنے لگا کہ نظم

یاالٰہی بےرسول خدا	پھر زہر ابر اسے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے	آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ آگئے مہ جبین بہار نے آتے ہی سحر کرکے

شہا تیرا اقبال دائم رہے
ہمیشہ ترا ملک قائم رہے
رہین تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل
خدا تیرا ہر حال مین ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ ہے
پھر آمادۂ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کرنا پھنکی صور اسرافیل گویا بجا لشکر کے آراستہ کرنے مین ہر سردار نے فنا تون افواجا کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلۂ گیر ودار پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادرون کو جوش شجاعت وارمان جوانی تھے طول ہر مقام پر بجا ہی صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جسوقت فراق شاہد شب مین آہ آتشین سینۂ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا مؤلف

سینۂ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا
مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہو گیا
گرمی سوز درون بھی پر خبر ظاہر ہوئی
جسکی ساری دہر مین پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر وارد دشت مصاف ہوے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے کوس وکرنا گرجے مصور وحیرت بھی بڑی چمک دمک سے لشکر لائے ساحرون کے پرے جمائے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشباری اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہو کر تپ گیا صدا ہائے مہیب سے بیرونکی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصہ بعد ترتیب صفوف افواج تخت دونون لشکر کے سر تاج کے قلب مین قائم ہوے دلاور مرنے پر عازم ہوے نقیب مذمت دنیا دے دنی کہکر میدان سے جب ہٹے بہادر سناٹے مین آگئے مصور نے کچھ سحر پڑھا یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی پتلا جسکا ذکر ہو چکا ہی ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان مین آکر ٹھہرا مصور نے مبارزطلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پا پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے ملکہ نے سب کو تسکین ودلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے بھی ناریل مارا نارنج وناریل لڑکر باہم ٹوٹ گئے اس عرصہ مین مہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے اسنے شیشہ سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر مین خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ نے روکا اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ لو اس نمک حرام کو میدان سے جانے نہ دو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ پر جا پڑا ادھر تو دونون لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیر زنی شروع ہوئی کہ نظم

تو البتہ یہ پتلا مرے برق پر رقعہ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اسیوقت سوار ہوکر بموجب نشان تحریر درہ کوہ مین جاکر ڈھونڈنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے انہین جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پر اُسنے سحر پڑھنا شروع کیا پھر بھر مین وہ عقاب زمین پر گرا اسے کارد سحر سے اسکو ذبح کرکے خون اسکا شیشہ مین بھر لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہین کیا ادھر جب رات زیادہ گئی وہ دونون خدمتگار جنکو برق بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوے اور اپنے تئین تنہائی مین برہنہ پڑے دیکھکر سمجھے کہ عیار تو لشکر مین آیا ہی کرتے ہین اور روز ایسے شعبدے ہوا کرتے ہین آج ہمین پر یہ واقعہ گذرا لیکن شکر ہے سامری کا زندہ رہے غرضکہ وہان سے اُٹھکر لشکر مین آئے اور لباس پہنکر اپنے کام مین مصروف ہوے ازبسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک دونون کے آرام مین تھے انسے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے جسدم مہر تابان مثل ملازمان ٹپکہ زرین کمر سے باندھکر بارگاہ فلک مین آیا اور ریشت تمکن خاور سے ہوشیار ہوکر نکلا کہ بمقتضاے مؤلف

اُٹھے خواب نوشین سے پیر و جوان
چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا
کیا مہر تابان نے روشن جہان
چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

مصور اٹھکر پہلے اپنے پتلے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدمتگار نے چاہا حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو عیار یہان موجود ہو اور اپنا راز میری زبان سے فاش ہوتے معلوم کرکے مجھکو کسی وقت قابو پاکر مار ڈالے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا مصور وہان سے اُٹھکر بارگاہ حیرت مین گیا دوپہر آچکی تھی حیرت آرام کرنے جاتی تھی اسنے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے کل رقعہ بھیجا تھا حیرت نے کہا مین سمجھ کر جواب دونگی آپ جاکر طبل جنگ بجوائیے مین دن بھر مین بیس نامے بھیجتی ہون یاد کسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیے گا سہ پہر کو پوچھیے گا یہ کہکر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا ازبسکہ دوپہر تھی یہ بھی سو رہا تیسرے پہر کو اٹھکر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا میخواری مین مصروف ہوا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا فرط مستی مین بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور زن مہتاب کی طرح مہتاب روشنی بخش میدان عالم ہوا مؤلف

تخت سے افلاک کے شاہنشہ مشرق زمین
نور مہتاب فلک کی چارسو پھیلی چمک
بارگاہ غرب مین جاکر ہوا مسکن گزین
انتظام لشکر انجم مین تھا ترک فلک

لشکر مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جو اسیسون نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنے بادب تمام بعد اداے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے نظم

مارکر طرفۃ العین مین بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمہ مین آیا وہ پتلا پلنگڑی پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی اُڑا اتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک مین اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا چھینک مارکر بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ غبار بیہوشی اُڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لون مگر وہ پتلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو مارون ناچار انھین خدمتی لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کر کے کہا اے میان تم سب سو گئے تھے ذرا دیکھو تو میان سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کس کی کرین ان لوگون نے اس بیان کو سنکر تعجب کیا اور اُٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ چلکر مصور سے کہین وہ میان تو پتھر کے ہو گئے غرض خبر گیری روانہ ہوے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سبنے جاکر مصور سے پتلے کا پتھر ہونا بیان کیا وہ سارا ماجرا سنکر پتلے کے خیمے مین آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک سحر پڑھا کیا تاآنکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہوکر گویا ہوا کہ مین سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین یہان عیار شاید کوئی آیا تھا اُسنے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہوگا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہی تو آپ کچھ فکر نہ کرین مین غائب ہوا جاتا ہون بروقت لڑنیکے آجاؤنگا یا جب مجکو کوئی بیہوش کریگا مین پتھر کا ہو جاؤنگا کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ گفتگو سنی دلمین غور کیا اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کیلیے یہان ٹھہرنا بیکار ہی لازم ہی کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ حیلہ کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا جب وہان پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے اشارے سے بلایا اور کہا چلو تم کو مصور بلاتے ہین خدمتگار اسکا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ مین بھی ایسا ہون جسے مرشد زادے ساحرون کے بلاتے ہین بس اسی وقت ہمراہ ہو لیا برق نے کہا واسطے تفریح طبع کے صحرا کیطرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اسی سمت چلو خدمتگار نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہی اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہی تمھین بھی دینا ہی اور کچھ کام نہین تمھین بھی انعام دینا منظور ہی خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل مین آیا اسنے تنہا پاکر اُسکے منھ پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کر کے اسی کا پیرہن پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کیطرف سے مہر کر کے لکھا اور بارگاہ مصور مین آیا وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ ہمنے سنا ہی عیار نے پتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہ ہو کہ عیار پتلے کو مار ڈالین لہذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ پتلا جو بنایا ہی اسکی جان کاہے مین رکھی ہی مصور نے جواب مین رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درہ کوہ مین بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین ان مین ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہی اسکو کوئی مارے اور اُسکا خون لیکر اس پتلے پر چھڑکے

گلزار جادو ملازم بہار نے ہنس اُڑاکر میدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل ہوکر ضرب طلب کی
اُسنے شمشیر کھینچکر کمر کو تبلاکر سر پہ ہاتھ مارا گلزار نے سحر پڑھا دس سپر ین سحر کی سر پر از خود آگئین
مگر شمشیر نے اس سوار کی سپر ونکو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر
مبارز طلبی کی ادھر گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا نارنج
اسکے قریب جاکر اُلٹا پھر آیا دوبارہ اُسنے پھر مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اُسکے بھی تلوار ماری اُسنے
ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنیکا بلند ہوا پھر مصور نے تھپ دی ادھر سے اور ایک ساحر
لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر اثر پذیر نہ ہوے اور سوار نے اسکے بھی دو پر کالے کیے اسی طرح
جو ساحر اسکے مقابلے مین گیا طعمۂ شمشیر اجل ہوا دس بیس ساحر نامی و نامور شام تک سیار گلشن جہان ہوے پرا
بندھ گیا اسوقت بہار نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نجاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہی
کسی سے مارا نہ جائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہی مین اس
بھڑوے مصور کو جاکر دلوانہ بناتی ہون وہ خود اس پتلے کو مٹا بیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر چاہتی
تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر کشت انجم فلک
کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مؤلف نسیے یہ ہیبت طاری ہوا اضطراب + گریزان ہوا چرخ سے آفتاب + مصور
نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے گروہ باغیان پردۂ شب تمہارے واسطے حائل ہو گیا کل تم
سب مارے جاؤگے مناسب ہی کہ اطاعت شاہ جادوان کرو اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان
کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو بُرا بھلا کہا قصہ مختصر لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہنچکر آرام
پذیر ہوے لشکر دونین چراغان کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا
طنطنہ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار بھی بارگاہ مین آگئے اور مہرخ سے مستفسر ہوے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو
کہ یہ کون ہی اور اسکا اصل حال کیا ہی مہرخ نے کہا مین نے براہ کہانت دریافت کیا ہی کہ یہ پتلا مصور
کے سحر کا ہی اور بغیر اسکے دفعہ کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہی برق عیار نے کہا مین جاتا ہون اور اسکے
ہلاک کرنے کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس ہو کر گیا اس نے اس سوار کو جنگل کیجانب جانے
دیا کہا مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھکر تمکو بلانے کی تکلیف ہوتی ہی ایک دن بعد پھر لڑنا ہی چنانچہ اتنے عرصہ کیلیے کہا ہی کو
جاؤ یہ کہکر ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہان رہو وہ پتلا وہان اترا اور ازبسکہ اسکے پیٹ مین کوئی شیطان اُترا
ہی وہ کھاتا پیتا بھی ہی مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے پتلا کھانے
پینے مین مشغول ہوا اس اثنا مین برق صورت ساحر کی سی بدلکر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو جو پتلے کے
خدمتی مین سے جاکر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمہارے فائدے کی
ایک بات کہون خدمتگار اسکو ساحر معزز وضع سمجھکر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اسکو بیضۂ بیہوشی

شہا تیری دولت رہے برقرار
مددگار تیرا ہو پروردگار
ابد تک یہ قائم رہے سلطنت
عدالت سے آباد ہو مملکت

بنام مصور بد سیر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجا ہر ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پر نور کی ایذا رسانی کا ہے یہ کہکر پرواز کر کے بشکل طائر پھر روانہ ہوے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کر کے نفیر سحر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار شام سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا مرد بچا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے لمولفہ

ہوے مرد جنگ آزما ہوشیار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سپہدار لشکر بجاہ و حشم
لگے کرنے سامان جنگی بہم
ہوئین تیغین صیقل سے پھر آبدار
عیاں پھر ہوا قہر پروردگار
اُمنڈنے لگین فوج کی بدلیان
درخشان ہوئین تیغ کی بجلیان
کیا ساحرون نے بپا شور و شر
دیے بھینٹ مین سب نے دشمن کے سر
بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے بیر
اسی رنگ مین تھے صغیر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا تردد مین ہر ایک سردار تھا بہار باغ و بہار دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی تھی سرخمو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پر نور مہر کو نگارخانۂ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور تصاویر کواکب کو خامۂ شعاع مہر نے صفحۂ افلاک سے مٹایا لمولفہ

جب شعلۂ تیغ تیز بھڑکا
تاریکی مین ہو گیا اُجالا
تھا بخت بہادرون کا روشن
پھیلا نور سحر کا دامن

لشکر دونون جانب سے دشت قتال مین وارد ہوے پھر وہی معرکۂ گیر و دار وہی ہنگامہ گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھین دونون فوجین مثل دریا موجگیر تھین نقیب آواز بلند پکارتے تھے بہادرون کو للکارتے تھے کہ ہان نوجوانو جوہر شمشیر دکھاؤ معرکہ دیکھین کس کے ہاتھ ہے منھ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرضکہ جب ساحرون کے پرے جمگئے سپاہی لڑنے پر تل گئے مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھکر صحرا کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پر سوار میدان مین آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور نے اسکے آنے سے نعرہ مارا کہ اے فرزند نکمراہم اس سوار سے اگر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ لو مہرخ یہ نہیب سنکر جانب لشکر نگران ہوئی

تم بھی مرشد زادے کی خاطرداری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بس یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھجوا دیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھایا وہ بھی بہت خوشند ہوا اور کہا بعد فتح بارگاہ مین لونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہی اسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا زوجہ سے گویا ہوا کہ لو صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہی صورت نگار نے کہا عیار ایک تو ہمکو ذلیل کر چکے ہین اور اُنکے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اس مقدمہ مین اگر نہ بولو تو اچھا ہی اسمین جان جانیکا اندیشہ ہی مصور نے جوابدیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ لڑتا لیکن کیا کرون میرا دل نہین مانتا میرے دادا کے سب بنئے قتل ہوئے جاتے ہین الحاصل اسکی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور درۂ کوہ مین جاکر زمین کو پاک وصاف کرکے آگ سلگائی گوگل مرچین جلائین کلیجیان بھجنگے بھینٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایک طرف اڑادی دفعۃً ایک غبار تیرہ و تار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اُڑکر گئی اس غبار سے پتلا ایک گھوڑے پر مثل انسان کے سوار اسکے پاس آیا اسنے اس کو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اسنے شراب پیکر گوشت کھالیا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین آنا کام میرے دشمنونکا تمام کرنا پتلے نے اقرار کیا اور چلاگیا راوی کہتا ہی مصور از بسکہ سحر تصویر بنانیکا کرتا ہی اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین بیر سحر کا داخل کیا تھا اور رد اس سحر کا اسطرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بناکر صحرا مین چھوڑ دیا اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پاے نہین بہت سے عقاب اسی طرح اور اسی قد وقامت کے بناکر ہمراہ اس عقاب کے کردیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی رہین تاکہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہی فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ کرکے لشکر مین آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میرے نام پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجیے تامل نہ کیجیے حیرت نے اسکی استدعا کے موجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جسکا آشیانہ برج اسد ہی صحراے افلاک سے اُڑکر کوہ مغرب مین گیا اور شیشہ سیارگان سے صفحۂ زبرجدین افلاک منقوش نظر آنے لگا

کہ بمقتضاے قول

ہوئی صنعت کلک قدرت عیان	مزین ہوا صفحۂ آسمان
نظر آئی بالاے چرخ برین	کواکب کی صورت بصد زیب وزین

لشکریان حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سحر لشکر مہرخ بہر خبر گیری یہان موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ آسمان جاہ ہوئے اور بشکل انسان متمثل ہوکر بزبان عجز انتما اس طرح بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ بموجب

ابیات مؤلف

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد	مقابل ہوئے تھے بہم نحس و سعد
نہ اسکو ظفر تھی نہ اس کو خبر	نہ پروا اسے جان کچھ نہ مرنیکا ڈر

صبا لڑنے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب اپنے تئین مغلوب دیکھا فوراً جھولی سے خاک قبر جمشید نکالکر اُڑائی وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہوگئی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑکر صبا کے قدم پر گرا اور بمنت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی ہر چند آپ نے فہمائش کی مگر اسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ میری خطا شاہ جادوان سے معاف کروا دیجیے مجکو خوب ثابت ہوگیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہر کہ جسکے مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہین صبا یہ باتین سنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ پاس تو لیجانا چاہتا ہی تھا عمرو کے منت گزار ہونے سے بغیر گرفتار کیے ساتھ لے لیا عمرو نے اثنائے راہ مین قابو پاکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چرخ کھاکر گرا لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا سر جاکر پڑا اور مخمور کو ہوش کرنے کے لیے لاد لیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے دونونکو ہوش آگیا صبا بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کر کے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمرو سمجھکر پکارا کہ مین اسکو سزا دون مخمور نے ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی غل و شور برپا ہوا تاریکی ہوگئی بعد اس ہنگامہ کے سر صبای جادو کا شق ہوگیا اور ایک طائر سبز فام خوشرنگ سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے مگر طائر باغ سیب مین پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبای جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کہ ملکہ نور جادو مالک ہی عمرو و مخمور نے مارا یہ ماجرا کہکر اس طائر کے منھ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جل کر راکھ ہوگیا شاہ جادوان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر بزبان طائر سُنکر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر اژدہے پر سوار دربار بادشاہ ذی تبار حاضر ہوکر آداب بجا لایا اسنے پہلے اسکا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ ای بلای جادو تمھارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونونکو گرفتار کر کے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین تو انکے سر لاؤ تامل نہ کرو جلد جاؤ بلا یہ حکم بادشاہ سنکر تسلیم کر کے پھرا اور اژدر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اسمین قتل ہونے نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبرانا نہین مین یہانسے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قمار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ ایسا زبردست ہر کسی سے زیر نہ ہوگا اور مرشد زادے اگر عازم جنگ ہین تو انکو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی جو زیر طلسم استادہ ہی اُنھین بیاہیے کہ طوفان کے وہان پہونچنے تک کام تمکو انھون کا تمام کرین اور اے ملکہ

غارت کیا یہ پہونچا ہوگا کہ اُدھر سے صباے جادو فرستادۂ افراسیاب جو بہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا آتا تھا
اُس نے دیکھا کہ ایک ساحر عمرو اور مخمور کو پکڑے لیے جاتا ہی یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے
بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ انکی تلاش مین
ہین اور مجھے خاصکر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤن اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ
شہنشاہ ساحران کو بہت انکی تلاش وجستجو ہی گویا ہوا کہ کیا خوب کہ کوئی محنت کرے اور کوئی مزے اُڑائے
میرے صاحب آپ کون لیجانیوالے ہین مین خود کیا راستہ نہین جانتا یا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا
ہون انکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام و افر پاؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صبای جادو نے اس گفتگو کو سنکر
پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمونکو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار نہ ہو سکے
خالی پھر آیا پس ہم تم آپسمین ایک ہین ہماری حقارت وسبکی مین تمھاری ذلت وندامت ہے بہتر یہی ہی کہ مجھی کو
لیجانے دو اسمین کد نہ کرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا اس ساحر نے کہا واہ خوب آپنے سبق پڑھایا بھلا
صاحب تمھارے لیجانے مین تو حقارت ہی اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیونکو
چھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تم نے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو اچھا کیا نہ ہوگا مین کچھ ایسا چلو ا ہون جو مجکو دھمکا تا ہی جا اپنا کام
کر مین نے ایسے نخرے بہت دیکھے ہین تم ایسے دیتونکو مین چرا چکا ہون صباے جادو نے جب دیکھا کہ
یہ منت سے نہ مانیگا اور سخت کلامی کرتا ہی پس بغضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر
لایا پکارا کہ اے اجل گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیسے نہین دیتا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون دیکھتا ہون
کہ کیونکر تو لے لیتا ہی بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پاس
جاکر پھٹا اور آگ کے شعلے نکلکر جسم مین لپٹے اس ساحر نے درجواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر
پھونکا کہ ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر
پڑھکر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین مین سما گیا اور پنجہ سحر کھینچکر اُسپر جا پڑا اسنے وار اسکے روکنا
شروع کیے یہانتک کہ ایکبار صبای جادو پنجہ برق بنکر جو اسکے سر پر گرا ہر چند اسنے روکا مگر نہ رُک سکا
وہ بجلی اسکو کاٹ کر زمین مین اُتر گئی دو پرکالے ہوکر وہ گرا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ کے صدا
آئی کہ مارا مجکو نام میر التمیر جادو تھا بعد برطرف ہونے غل وشور کے صبا نے چاہا کہ قیدیونکو لیکر روانہ ہو مگر
اس ساحر کے مرنے سے مخمور وعمرو پر سے سحر اسکا باطل ہو گیا تھا اور یہ دونون ہوشیار ہو گئے تھے مخمور سنبھلی
اور چمک کر اُٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے مخمور چل مین تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا مخمور
نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم مادر بخطا کیا میری خطا معاف کریگا او را ے بیحیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ
بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی سے
بڑھی صبا نیمچہ کھینچ کر اسپر بھی آگرا یہ بھی تلوار پکڑکر مقابل برابر سے بجلیان نیمچہ کی کوند کوند کر گرنے لگین ہولف

ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اپنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور اسکا
خالی گیا اور نیچہ کھینچکر حملہ آور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگر نے جب اپنے تئین مغلوب پایا دلمین یہ
خیال کیا کہ یہ شہزادی ہی جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہی اور سرحد دار طلسم ہی اگر کچھ دیر اور لڑیگی تو مجکو قتل
کرڈالیگی لازم ہی کہ بکاری اسکو گرفتار کرنا اور اپنی جان بچانا ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے
تلوار پھینک کر قدم پر آگرا اور بمنت تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ
مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایذا رسانی پر کمر باندھے تھا اب
ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک مال و جان ہین بس امیدوار ہون کہ اپنے
کرم سے میری خطا معاف فرمائیے اور یہان سے کلبۂ فقیرانہ قریب ہی وہان تشریف لیچلیے ماحضر نوش کیجیے
مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر تحتیمو نین آبرو پاؤنگا مؤلف آپکے شمع
قدم سے ہو جو گھر روشن مرا + کلبۂ تاریک بھی ہو وادی ایمن مرا + یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی
اور عمرو سے کہا خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمرو نے کہا چپکے سے اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہی یہ مکر سے عذر کرتا ہی
فریب دینا چاہتا ہی اسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جوابدیا یہ آپ ہی کا قول ہی کہ جو منت کرے اور اطاعت
اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہی اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہی بس اب کچھ خوف
نہ فرمائیے مثل مشہور ہے کہ زدہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہی ویسے ہی پھر زیر ہوگا عمرو یہ کلمات سنکر
چپ ہو رہا اور سوچا کہ اسکے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹینگے اور اس مکار کو بھی مارینگے
یہ سوچکر لالچ مین آیا اور بمقتضاے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند + مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر
اس بیشہ سے گذر کر ایک درہ کوہ مین لایا اور وہان سے گذر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمرو نے
وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دوچند تھا ہر ذی ہوش کے دلپسند تھا
کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آرایش و زیبائش باقی نہ رہا تھا جو وہان نہ ہوتا
وہ ساحر کہ نام اسکا تعمیر جادو اس قصر مین ان دونو نکو لایا دروازے کمرے کے کھولدیے مسند پر تکلف بچھا
بچھا یا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کیلیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر
رکھدین مخمور نے کہا خواجہ لو شغل میخواری کرو عمرو نے کہا تم پیو مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھر کر
پہلے اس ساحر کو دیا اسلیے کہ مبادا اسمین زہر اسنے ملایا ہو تو اُسیکا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو اُسنے
خود پینا شروع کیا یہ تو میخواری مین مصروف و متوجہ تھی اور عمرو اسجگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے
دونونکو غافل پاکر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اُسکے سحر کے بیہوش
ہوگئی اور عمرو نے ہر چند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤن کرخت ہوگئے بیحس و حرکت
ہوگیا وہ ساحر ان دونونکو اٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقا اس مکان اول تک جسکے عمرو نے

پر طبل جنگ بجواؤ تا ان نمک حرامون کو برباد کرون تو حیرت نے تمام ماجرا یہانکا اور ارادہ جنگ مصور لکھکر شاہ جادوان پاس ایک تیلکے کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ مین دے کر اُن پریون کو رخصت کیا اور لشکریون نے کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوکر بعشرت تمام شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ ہے انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمرو اور مخمور خوش صفات کا سنیے کہ یہ دونون جب رہگزاری منزل مقصود ہوے ایک روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے گل و ریاحین سے سب جنگل مملو تھا چمنستان یاسمن وشبو تھا کہین نرگس کے تختے تھے کہین گھاس خودرو کھلے تھے

بقول مؤلف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن　　سرو سنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل　　لطف پر صحبت گل و بلبل
دشت کے بیچ مین بشوکت و شان　　ایک تعمیر لاجواب مکان
ہرطرف قصر کے بنے کمرے　　چلمنون سے سجے ہوے کمرے
برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر　　نہ تھے برج فلک بھی انکے نظیر
فرش سب صاف وستھرا اچھا تھا　　چشم حیران کا اک تماشا تھا
تھے جواہر کے میز فرش دھرے　　عرش کے ہمجوار تخت بچھے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین　　فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال واسباب بے قیاس اسمین　　تھے جواہر کے سب گلاس اسمین
تھا مکان گوکہ رشک خلد برین　　کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکین
کرسیان میزین تھین جواہر کار　　رکھے گلدستے ہرطرف کو ہزار
دیکھکر اس مکان کی زینت کو　　ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو
پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا　　تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا
جب نہ پایا کسی کو تب بیباک　　آیا اندر مکان کے وہ چالاک
جال الیاس مارکر ہر جا　　نذر زنبیل سارا مال کیا

عمرو سارا اسباب لوٹکر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحر کریہ منظر و سیہ فام بدشکل و نافرجام اڑتا ہوا آیا اور للکارا کہ اے دزد تو نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہی سزاے بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا مخمور نے اسکو جب آمادہ فساد پایا عمرو کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اُسکے مقابل ہوئی اُسنے

پتلے سے یہ سنا گھبراکر حیرت پاس آیا اور یہان کی کیفیت دیکھکر بہت نادم ہوا اور دیر تک ردسحر پڑھ کر ان ابرون کو اُسنے دفعہ کیا سرخمو بھی اُتر کر بارگاہ مین آئی سب نے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشواط سحر الٹجانے سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونیکا حکم دیا نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھ دوڑا ہلکارون نے خبر مہرخ کو آمد فوج کی پہونچائی یہ بھی اُسی وقت معہ سرداروں کے سوار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا پھر ویسا ہی ہنگامہ بگیر بدہ وکشید کا بلند ہوا سیلاب خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغین موج دریا کی طرح لہراتے لگے جسم خون مین نہلانے لگے دریاے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فنا کے گھاٹ پر گذر ہوا اسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا جلد اول مین بیان کیا گیا ہی مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہی یہ اسطرح نہ مارا جائیگا اسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہی یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا اور اُسی خون سے زمین کو لیپ کر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ مین زمین تھراکر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان جنسے افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھین جب سے یہ شریک عمرو ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین فی الجملہ جب وہ زمین سے نکلین اسنے کہا اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی بھینٹ مجھسے لو اور طاؤس کو مار و وہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمانبردار تھین اور اُنپر کوئی سردار کشاہ جادوان نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا بے توجہ وہ ابتک اسیکو اپنا مالک جانتی تھین اسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جاپڑین عین ہنگامہ جنگ مین انھون نے ترسول طاؤس پر مارا اسکے جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور نشواط اسپر سے گراچاہا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچگئی اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا آئی کہ مارا مجھکو نام میرا نشواط جادو تھا اسکے مرتے ہی تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر مارمار حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر رونمائی مین دیے جاتے تھے زخمون کے ہار رزم آور براتی بنکر پہنتے تھے سرداروں کے سر لڑائی کا طرہ تھا آب دخنجر و تیغ کی شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک دیتا

تیغ کے شیفتہ سر و گردن — شاہد مرگ ہے عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری — جامۂ جسم پہ تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن — خون مین ڈوبے تھے تو جگے دشمن

تلوار دنکی جھنکار سازکی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز الحاصل حیرت نے لڑائی بگڑتے دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اس وقت مصور وصورت نگار نے تسکین دی کہا ای ملکہ ہر چند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور چلہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام

نقد جان لٹ گئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

چلی صرصر تیغ سوسن وہان	گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر	کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین ہار اور سوئیان گرتی تھین	کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز	امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواطا کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے مقام فرودگاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے مہرخ نے لاشہ ہاے مقتولان اٹھواکر اپنی جانب کی دفن کرائین ادھر حیرت نے لاش نشواطا کی اُٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اسوقت نشواطا اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا اے ملکہ میطلبُ دس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہوان کسی کے ہاتھ سے مارا نجاؤنگا وہ جو مرگیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا مین اسکو چھوڑکر سحر پڑھنے گیا تھا آپ نے دیکھا نہین کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اسکے مرنے سے برپا نہین ہوا اگر مین مارا جاتا تو بہت سے غل مچاتے جب آپنے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کے مین اُسکی جگہ لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سنکر بہت خوش ہوئی اور نشواطا سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا اور وہان بیٹھکر یہ گل جلایا خون خوک سے زمین لیپی اگیاری کی سحر پڑھکر کے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین مصروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ بدلی کیسی ہوگئی۔ مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد رہتی ہی ابر یونہی آیاجایا کرتے ہین سرخ مو نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت نکرنا چاہیے کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤگے اُسوقت بھینٹ پاؤگے لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر الٹ جائے یہ کہکر اسنے کارد سے اپنی ران کاٹکر ایک طشت مین خون بھرکر پر وانکی اور ان ابرون پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جاکر لشکر حیرت پر چھا گئی اور اسمین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہوا تھا کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت بھگدڑ سی پڑگئی نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہورہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہین پتھرون کے نیچے دب گئین تھین اسطرف غل لشکر نشواطا اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر بردے ہو اسر خمو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہورہا ہنگامہ محشر بپا تھا حیرت بارگاہ سے نکلکر متحیر کھڑی تھی آفت مین پھنسی تھی سحر کی سپرین سر پہ سایہ فگن تھین کہ ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے نیچے گرتے ہوے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کسنے کیا ہی آخر خیال مین گذرا کہ شاید کہ نشواطا سحر کرنے گیا ہی یہ اُسیکا کچھ جھگڑا ہی یہ سوچکر ایک پرچہ نشواطا کو درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہوگیا نشواطا نے جب

نہ گودرز کا کچھ ہے باقی پتا
اگر چاہیے کچھ تمھین نام و ننگ
بغیر از مرے یا لسے ہٹنا نہین

جو النوذر اغور کی ہے یہ جا
تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
جما دو قدم کو پلٹنا نہین

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحرون سے میدان مین آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے
آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت مین دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اُڑا کر
بیچ میدان مین پہونچا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بچھو ابر سحر سے برسانے لگا جب اپنی
شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے میرے سامنے دیکھیے کس کی شامت آئے اور جان پر
آبنے یہ نہیب سنکر عشاق چچا شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار ہیر اژدر چشم جادو اُس نے
نجانے دیا اور خود بہر مقابلہ نکلا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا نشواط نے
ایک ناریل سحر پڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر زمین مین سما گیا اور آپ بھی
ایک نارنج مارا نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر
کی کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اژدر چشم کے
خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین مین سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا ابر غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر
نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل
کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے ستیا ر گلشن جنان ہوے اسوقت خود عشاق
میدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا
گلے مین ڈالے بت گہنے اور ہاتھون مین باندھے کھنور چندن کے تمام جسم مین لگائے صحرا کی طرف سے
پیدا ہوا اور لشکر مین پہونچکر نعرہ مارا کہ منم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرہ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرون کے
تھرا گئے اور وہ ساحر نشواط آیا اسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیگر نشواط پر لگایا نشواط
اس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کرون اتنی نگاہ چوکنے سے اس ساحر نے جو جنگل سے
آیا تھا چمک کر بغدہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہوگیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا مگر ایک غبار سا
اُٹھکر رہگیا شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو للکارا
کہ لینا اسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے اور ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا
ادھر سے لشکر ملکہ مہرخ بہر حمایت مہتر قران کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ
مغلوبہ آغاز ہوئی دو دریاے لشکر موج مار کر باہم مل گئے شمشیر کی دھار روان ہوئی تیرون کی بوچھار ہونے
لگی گھٹا کی طرح فوج گھر آئی خون کے دونگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات طوفانی ہوئی
ببر غل مچانے لگے نارنج و ترنج چلنے لگے شعلہاے آتش نکلنے لگے دم بھر مین لاش پر لاش گر گئی متاع

جاکر روپوش ہوا کہ لمؤلفہ

گیا جب شہنشاہ مشرق دیار
جہان مین ہوئی تیرگی آشکار

سپہدار انجم بجاہ و حشم
بجیوان و برجیس زرین علم

ہوا زیب اورنگ چرخ برین
جمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے پھر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارہ جنگی بجایا شر و فساد اٹھانے کا بہادرون کو جھگڑا یاد دلایا فتنہ خوابیدہ کو جگایا عیار و جواسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان مین حاضر ہوے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنا شاہی اسطرح بصد ادب بجا لائے کہ مؤلف۔

فلک مرتبت شاہ فرخندہ پے
زمین تیرے محکوم کیسر اے وکا

فلک حکم بردار تیرا رہے
عدو تیرا رنج و الم مین پھنسے

نشواط کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہکر دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی بلفیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادرون نے چوب لگائی دونون طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت نزدیک آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منچلا پن دکھانے لگے دربار دربار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خیمون مین آکر آلات حرب تیار کرنے لگے۔ مؤلف

جہان مین قیامت ہوئی آشکار
کہ لی امن نے وان سے راہ فرار

رہا رات بھر یون ہی سامان جنگ
سحر گہ اڑا جب کہ ظلمت کا رنگ

ہوا مہر گردون پہ پھر جلوہ گر
سوے رزم گہ پھر چلے کینہ ور

بہادر ہوے عازم رزمگاہ
ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جسوقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ مین بلند ہوا عازم جنگگاہ ہر ایک ارجمند ہوا لشکر دونون طرف سے وادی مصاف مین آئے بادشاہ دونون لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوے ایک جانب کو طاؤس اور اژدرہا اور فیلہاے آتشین اڑتے ہوے نظر آئے میدان قتال بہادرون سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہگیا اور سر گیا علمدارون سے پھریرے علمون کے کھولے ساحرون کے پرے جم گئے بیلدارون نے زمین ہموار کر دی سقون نے آبشار کر کے خاک بٹھائی صف آراؤن نے صفوف لشکر ترتیب دین فوجین مرنے پر تل گئین نقیب مذمت دنیاے فانی سنا کر بہادرونکو پکارے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا گور ہے چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔ لمؤلف

نہین آج دارا کا نام و نشان
سکندر کی باقی نہین عز و شان

نہ رستم نہ بہمن نہ کاؤس ہے
فرامرز جنگی ہے نہ طوس ہے

پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشتواط کو معہ برق کے اُٹھایا یعنی جسطرح یہ
اُچھاتی پر سوار تھا اسی طرح رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریون نے دیکھا نشتواط چت پڑا ہی
اور شہاب اوسکی چھاتی پر چڑھا ہی پنجے لپٹے ہوئے لیے جاتے ہین یہ ماجرا دیکھکر لشکر مین ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب
شور کرتے ہوئے لینا لینا کہتے پنجونکے ساتھ ہوئے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس
ہیئت سے سامنے ان دونونکو لائے اور پہونچا کر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی
اور کہا کہ اے شہاب یہ تجکو کیا ہوا ہی جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہی اسنے تیرا کیا کیا ہی برق نے کہا مجھے نہین معلوم
کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ مین دیدیا حیرت نے کہا کچھ سحر پڑھنے مین تم دونون کے فرق
پڑ گیا کوئی سحر شاید اُلٹ گیا اچھا سینے پر سے اسکے اترو برق چھاتی پر سے اتر کر الگ کھڑا ہوگیا حیرت نے
پانی چھڑک کر نشتواط کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے اُسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ
بھی لشکریونکا غل سنکر جنگل مین تھی دوڑ کر لشکر مین آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے بارگاہ مین گئی حیرت کو سلام
کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ اے موڑی کاٹے تونے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار
ہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہی پکاری کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر
برق کے قریب تھا اسنے چاہا کہ مین لپٹ جاؤن برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس
کا کٹ گیا اور شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا صرصر پنجہ پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن
برق پر اس گھبراہٹ مین کسی نے سحر نہین کیا یہ جست کرکے اسی تاریکی مین بارگاہ سے نکلا دور بھاگا ہر چند ساحر
پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائین برق راہ کترا کر لشکر
سے نکلگیا اور اپنے لشکر مین آیا اودھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب اصلی کی تلاش کی اسکے نوکرونسے
پوچھا کہ تبلاؤ یہ کیا ماجرا ہی وہ سب عرضرسا ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے مین گئے پھر
وہ ساحر نہ آیا خود آ گئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا الحاصل اسکے سوا اور ہم کچھ نہین جانتے
حیرت نے اسی گوشے مین تلاش کرایا جہان ان لوگون نے بتایا تھا واقعی شہاب کو ایک گڑھے مین بیہوش پڑا ہوا
اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اُٹھا لائے اُسنے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہوکر اپنی
جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرائے گذشتہ سنکر شکر سامری بجالایا کہ میری جان بچگئی مگر نشتواط کے یہ عیاری دیکھکر ہوش
اُڑ گئے حیرت سے کہا اب مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ مین آکے نہ بیٹھونگا آپ میرے نام پر طبل
بجنے کا حکم دیجیے تاکہ ان کلمہ گویونکا خاتمہ کرکے مین یہانسے چلا جاؤن واقعی یہ آپ ہی کا کام ہی جو ایسے مقام خطرناک
مین شب و روز بسر کرتی ہین مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اُٹھکر اور ہر طرف
سحر کردیا کہ کوئی آنے نہ پائے اپنے نوکرونکو بھی ہٹا دیا یہ تو اس استحکام سے بیٹھا لیکن حیرت وہ دن جتنا باقی تھا تامل مین
رہی جسوقت کہ شاہ بخت تیرہ نشتواط عالم مین تاریکی پھیلی اور خورشید جہانتاب سنہرے سہرے سے اتر کر بارگاہ مغرب مین

منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میان کی ممانعت ہی برق کو خوب موقع ملا دین ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل
شہاب بنائی رنگ و روغن عیاری لگاکر اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر کسی نشیب مین اسکو بیہوش
کر کے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھ کر ڈالدیا اور آپ وہان سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ
حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ
حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش
کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کے آئے اور انسان کی صورت غلغلک مار کر بنے دعا و
ثناء شاہی بجالاکر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادہ شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت
داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کر گئے مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردارون کو حکم دیا کہ جاؤ
اور استقبال کر کے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جاے راحت بخش مین اُترواؤ سب سردار
حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوئے شہاب نقلی یعنی برق بھی اُنکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ
نشواط سے جاکر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اُترکر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا
بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ
بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب
سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر مہرخ مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گوریان
بھیجتی ہین اور مجھپر مائل و مبتلا ہین دو ایک سے بھی ملاقات کرادونگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک و مال سے
آپکو نفع پہونچادینگی کوئی کوڑی آپکی خرچ نہ ہوگی یہ سنکر نشواط بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار
ملتی ہین اب خوب آرام سے گذرے گی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سنکر نشواط اُسکا مطیع ہو گیا
اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اس عرصے مین بارگاہ اسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ
ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط ہمنے دربار معاف کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہم نے دربار تمھارا معاف کیا جاؤ
آرام کرو نشواط نے اُٹھکر سلام کیا اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو
ہمارا جی بہلے گا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین
کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ملازمون کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپکے
لیے طلب کرون اُسنے سب نوکرون کو باہر نکالدیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے
کان مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد الیسانہ ہو کوئی سن لے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے
کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مار اکہ حرامزادے ہم ہین برق فرنگی از بسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بیہوشی تھا نشواط
طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا اور چاہتا تھا کہ اُسکا سر کاٹے چونکہ
طاؤس طلسم پر چڑھکر آیا ہی ساحران زبردست مین سے ہی جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو

ان کا مارا نہ مانگتا پانی ۔۔۔ حسن مین تھین وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی گردن پے تسلیم سب نے جھکائی شاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ وعذر نہ کرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہرچند گوارا انہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین یہ کہکر وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر طائر نسر آسمان روبرو ے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑ کے طاؤس پر سوار کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دار السلطنت مین لیجائے گا اور وہان سے جب کار سازی لشکر کر کے اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچائیگا اسی پر سوار ہو کر دشمنون سے مقابلہ کرنا تجکو ہر آفت سے جمشید بچائیگا کسی کا سحر تجپر کارگر نہ ہوگا کوئی حیلہ پیش نہ جائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر اسکو اڑا دم بھر مین شہر نشاط جو اسکا تختگاہ ہے نظر آیا طاؤس وہان پہونچکر ٹھہرا یہ اُتر کر داخل قلعہ ہوا افسران لشکر ان ساحران نامور کو بلا کر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر بجی لشکر مین قرنا پھنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہوے سوار یون پر چڑھ کر ساحر کے ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھ کر سب کے آگے ہولیا باجے جنگی بجنے لگے ساحر جمشید و سامری کا دم بھرنے بیخ رال اڑاتے گوگل جلاتے چلے لکونفہ

مہابت تھی چہرون سے انکے عیان ۔۔۔ ہر اک سامری وقت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا ۔۔۔ کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعواے جادوگری ۔۔۔ مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر بایں کرو فر اس طرف سے روانہ ہوا ہے لیکن حال لشکر مہرخ اول سننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ عمرو جب ہیچ سے سب نے فرصت پائی عیار بہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت بدلکر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت مین سے اپنے مقام سے اٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اثنا راہ مین جاکر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اسنے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہو کر آپکی نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ مین عرض نہین کر سکتا اتنا جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنون کیلیے بیعزتی کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر کو سنکر گھبرایا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہ راز بادشاہون کے پنہان ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض عتاب شاہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت حال کرنا ہے الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سنیے شہاب یہ سنکر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سب کو وہان آنے سے منع کردیا تسین دیکر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا از بسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر آتا تھا ملازمان شہاب

انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبا می جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوگیا اور نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے نشواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختون کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہے اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ مجکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کود پڑ دیہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کود پڑے اور بہاؤ پر غلطان و پیچان دونون چلے گئے اُبھرتے پر پاؤن لگا اور آنکھ کھولکر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا وہان کی رشک دم عیسی تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالامال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولونکے درخت کی بیلین پہاڑونکے سر سے لٹکتی تھین مشاطۂ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان جھلکتی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بقول مؤلف

طلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک — کہ ہون جیسے تارے بروے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوے عطردان — صبا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگردون کی طرح تھے شجر — جھکے بار اثمار سے سر بسر
اگر جعد سنبل تھا یون تابدار — کہ پرپیچ ہو جس طرح زلف یار
شگوفے نہ تھے بر سر شاخسار — شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ — تھا آبی دوپٹے مین لچکے کا روپ

بیچ مین اس بیشۂ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر کنگرہ اسکا سلک مروارید تھا عمدگی مین دیدہ نہ شنیدہ تھا ریسمانین کلابتون کی تھین قناتین اون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ کا تماشہ دیکھنے کو آسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پر تکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمؤلفہ

عجب اس کی خوبی عجب اس کی شان — وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان
زمین اس جگہ کی تھی بلور کی — بچھی مسندین ایسی تھین نور کی
ہر اک سائبان رشک چرخ برین — قنادیل انجم سے بڑھکر کہین

چار سو عورت نازنین مہ جبین اسمین جلوہ گر تھین حسن مین بہتر از خورشید انور تھین صورت انکی اگر زہرہ دیکھتی ہاروت وار چاہ تعشق مین مقید ہوتی بلکہ جیتی بھر پانی مین ڈوب مرتی لمؤلفہ

شوخ چنچل بلاے بے درمان — جان عشاق کی تھی آفت جان

لُنڈھادے مرے ساقیا خم کے خم — کہ اپنی خودی سے مین ہو جاؤن گُم
مگر ہوش ایسے ہون باقی مرے — پئے فکر دشمن اُٹھون جھوم کے
رہے جوش پر میری طبع روان — طلسمی لکھون جنگ کی داستان
ورق پر گل تر کے انشا کرون — ہر اک بُلبُلِ دل کو شیدا کرون
نگارندۂ نقش این داستان — چنین مے نگارد ز کلکِ بیان

سیاحان اقلیم سخنوری درہردان منازل انشاگری مسافران بادیۂ طلسمات وسیاران جادۂ پُر آفات اس وادی ناپیدا کنار مین بخط ہو کر اس طرح قدمزن ہین مورد صد آفات ومحن ہین کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونون کی مہرخ وبہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلاے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریاے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھرا بیقراری سے طوفان اُٹھایا حالت اضطراب مین ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

سماتی ہے نہ تن مین اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے — مری جان آکے آنکھون مین کسی کی راہ تکتی ہے
تسلسل اشک جوشان کا ہے گویا بارشِ باران — نغانِ دل ہے رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہے

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیبیو مسافرون کے پیچھے رونا بُرا ہے چاہیے کہ سنگ جبر براے چندروز دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اُٹھاؤ کہ وہ انکو بامراد پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور انتظام لشکر مین مصروف ہوا اُدھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادۂ شاہ جادوان اسکے زانو پر آبیٹھا اسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا جب مین آؤن اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اُسی طائر سحر کی گردن مین باندھدیا وہ طائر اُڑکر افراسیاب پاس آیا اُسنے نامہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا بس یہ دریافت کرتے ہی دربار مین جو ساحر کہ حاضر تھے انسے ارشاد کیا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے جو عمرو کو اثناے راہ مین جا کر کے گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہونچنے نہ دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہے اور اس فسادی کو قید کر کے لاتا ہے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو مین حیرت پاس تم کو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤنگا یہ کہکر کچھ اسماء سحر پڑھکر دستک دی فوراً ابر وہی ہوا گھٹا چھا گئی آندھی زور وشور سے آئی اور لکۂ ابر پر ایک ساحر کرگس پر منظر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور اُتر کے روبروے شاہ طلسم آیا بادب تمام مراسم آداب وسلام بجا لایا بادشاہ ساحر نے اس سے فرمایا کہ اے صبای جادو تم جاؤ اور عمرو ومخمور کو کب پاس جاتے ہین ابھی میری حد مین ہین

داستان روانہ ہونا شہنشاہ عیاران عالم عمرو بن اُمیہ ضُمری کا سمت کوکب روشنضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمرو کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو بہر امداد لقا اور جنگ کرنا اُن کا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پر ملکہ مہرخ سحرچشم سے اور عیاریان ہونا عیار بچیون اور سب عیارون سے۔ لمؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا
دوبارہ مجھے ساغر مے پلا

شکایت نہ کر میری دوری کی تو
نہین بس مِرا جسم کی ہے یہ خو

ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے
جفا پیشہ و صاحب جور ہے

یہ کرتا ہے بُلبل کو گل سے جُدا
یہ رندون کو کرتا ہے مُل سے جُدا

قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا
مئے یاد سے تیری جو ہے بھرا

کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب
زیادہ نہین تیری دوری کی تاب

تری چشم فتان کا قربان ہون
ترے میکدے کا مین مہمان ہون

ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب
نکر مے کے دینے سے تو اجتناب

بہار چمن کا نیا رنگ ہے
ترانے مین بلبل کے آہنگ ہے

کھڑے جھومتے ہین نہال چمن
ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن

نہ اسوقت مین ساقیا مجکو بھول
کٹورے مین گل کے پلا بھر کے پھول

کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو
کدورت کو تو آب آتش سے دھو

وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب
صفا مین ہو جو صورت آفتاب

رہون نشہ مین آج مست غرور
لب جام سے لب نہون میرے دور

وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے
کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے

پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب
کہ جلکر کباب ہوئے افراسیاب

مرے ساقیا آج یادش بخیر
وہ مے دے کہ دکھلا دون عالم کی سیر

ہر مخمور سی ساتھ میرے پری
نہین لطف سے بزم خالی مری

آغاز جلد دوم طلسم ہوش رُبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون حمد خلاق نہ آسمان ‌ ‌ خدای طلسمات کون و مکان
وہ اک کلمۂ کن مین باندھا طلسم ‌ ‌ ہر اک شکل کو دیدیا اُسنے جسم
نہین کوئی دنیا مین اُسکا نظیر ‌ ‌ محیطٌ علےٰ کلّ شئ قدیر
وزیر اُسکے ہین سرورِ انبیا ‌ ‌ جنابِ رسول احمد مجتبا
جنھون نے کیا کفر کا سحر دور ‌ ‌ ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور
درود اُن پہ اور اُن کی اولاد پہ ‌ ‌ اور اصحاب اُنکے جو تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و ہیچمدان یعنی جاہ بے سر و سامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض رسا ہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چہار تکیل کا پاس مہرخ کے آیا اُسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے اُسکو جاکر رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمرو کو اُسنے انگوٹھی اور ایک گڑا دیا اور عمرو وہ انگوٹھی و گڑا لیکر ہمراہ مخمور سُرخ چشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشن ضمیر روانہ ہوا الی الجملہ اُسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہی ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہی اور لشکر اسی طرح حیرت کے مقابلے مین اُترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلہ مین قلعۂ کوہ عقیق پہ امیر حمزہ ٹھہرے ہوے ہین اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے اور ملکہ مہجبین الماس پوش کے گنبد نور پہ قید مین اور شہزادۂ قاسم کا سر کٹ گیا ہی اور شہزادۂ ایرج کو نیجہ اُٹھا کر سمت طلسم آئینہ لے گیا ہی ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے مقام پہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ وما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل

ترجمہ

جلد دوم طلسم ہوشربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی طوطی شکر فشان شکرستان جادو بیانی

سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

کمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین و مسجع مین ہمرنگ فسانۂ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا اور

بہ حسن و زیبائی مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوا

مارچ سنہ ۱۹۳۲ء

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو ÷

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ بالتصویر۔ مترجمہ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علیخان حامد کاغذ سفید عہ
" " کاغذ حنائی عہ

طلسم ہوشربا (جلد اول) ہے
" (جلد دوم) سے
" (جلد سوم) سے
" (جلد چہارم) للعہ
" (جلد پنجم) کامل۔ سے
" (جلد ششم) للعہ
" (جلد ہفتم) للعہ

طلسم فصاحت۔ قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ ۷
" باریک قلم بلا تصویر۔ ۴
سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسن مودودی۔ ۱۰

باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش بالتصویر۔ ۱۰
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش۔ ۱۰
ایضاً بغیر تصویر ۵
داستان امیر حمزہ۔ بالتصویر گندہ عہ رسمی عہ
مقتول جفا۔ ۲
نو طرز مرصع ۲
بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔ عہ
جام سرشار بالتصویر۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی۔ عہ
فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ ستے
فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہی۔ ۵

[illegible]

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو
تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد دوم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار پنجم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوے شیریں بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین جاہ

بمطبع نامی منشی نولکشور [illegible] طبع محلی ہوئی

باہتمام [illegible]

TILISM HOSHRUBA

جلد دوم

از

محمد حسین جاہ